# فہرست حبیب الصوفیہ شرح قصیدہ خمریہ

# الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

الحمد لله والمنہ کہ کتاب مستطاب معلی القاب عجیب و غریب گنجینہ کرامت خزینہ برکت جامع فیضانات ربی کمالات محبوبی
حاوی سلوک مسالک وجودیہ و شہودیہ محتوی معارج و مقامات صوفیہ صافیہ ترجمہ شرح عربی قصیدہ خمریہ غوثیہ
مؤلفہ مولانا ابو الفیض فاضل الدین محقق طریقہ قادریہ عالیہ مترجمہ مولانا مولوی سید حبیب اللہ قادری الشطاری موسوم بہ

نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ

[illegible]

# فیوض الصوفی حبیب

[illegible]

عالیجاہ مولانا و سیدنا و مولانا سید عبد الرزاق صاحب قادری رزاقی المخاطب

در مطبع صحافی دکن واقع حیدرآباد بزیور طبع آراستہ شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ القادر المطلق الذی ولایتہ وسلطنتہ فی الارض والسماء وتوحیدہ من الازل الی الانتہاء والصلوٰۃ والسلام اتمان الاکملان علی رسولہ محمد سید الخلائق والانبیاء وتنویر نورہ الاحدیۃ فی الکون والعرش العلاء وعلی الہ وصحبہ الذین ھداۃ معارف وحقائق الحقیقۃ ودقایق سائر الاشیاء ثم علی ظل نور حبیبہ وثمرۃ فوادہ وقلبہ واکمل اولیاء اللہ ومحبوبہ الشیخ العتیق والبحر العمیق قطب الاقطاب فرد الاحباب سید السادات منبع الکرامات مخزن الفیوضات شیخ الجن والانس والملائکۃ انسان العین شہباز المشرقین شمس فلک المعرفۃ والیقین بلا رین ولا مین محبوب سبحانی معشوق حقانی سید محی الدین شیخ عبد القادر حسنی الحسینی جعفری الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وعن تابعیہ اجمعین۔ اما بعد فقیر حقیر اضعف من عباد اللہ حبیب اللہ بن السید صبغۃ اللہ المعروف بشاہ بڑے صاحب قادری الشطاری اسکنہ اللہ تعالی فی جبوحۃ جنانہ ظاہر کرتا ہے کہ فقیر باوجود اس کے کہ پہلے یک شرح اس قصیدہ مبارک خمریہ غوثیہ کی صرف تائید باطنی جناب معظم مرشد اولیاء مکرم سے بزبان اردو تحریر کرکے نام اوسکا (جذبات حبیبہ فی شرح قصیدۃ الخمریۃ) رکھا تھا اور وہ کتاب کرامت انتساب ساڑھے سات سو (۷۵۰) نسخہ مطبوع ہوکر تمامی دور ونزدیک مین تقسیم ہوگئی اور دور دور شہرون کے لوگ خبر اوسکی پاکر مثل قرا...ذ... اوس کتاب کو طلب کرلئے اور افادہ

افادہ دارین حاصل کئے۔ گویا وہ کتاب یک چھوٹا مجموعہ فضائل غوثیہ کا تمامی اولیا
اولین وآخرین پر تھا۔ اس لئے دو جلد اوسکی بذریعہ ٹپہ انگریزی و معروضہ زبان
عربی حضور اقدس صاحب سجادہ روضۂ مبارک بغداد شریف مین گزرانے گئے
عبارت اوس معروضہ کے یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وآلہ وصحبہ اجمعین
(اما بعد) من الفقیر الحقیر الاضعف من عباد اللہ حبیب اللہ بن السید صبغۃ اللہ
المعروف بشاہ بڑیصاحب قادری الشطاری الی الجناب المعظم والسید الافخم
قدوۃ المشائخ الکرام زبدۃ اولاد سیدی ومرشدی شیخ الاسلام قطب
الاقطاب فرد الاحباب محبوب السبحان قرۃ العین رسول الانس والجان ٭
المتکی علی وسادۃ مسند الاولیاء فخر الاصفیاء نائب پیغمبر آلہ سید شاہ ابراہیم
قادری ابن السید مصطفی افندی القادری البغدادی ادام اللہ برکاتہ
وافاض الینا فیوضہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم السلام علی من لدیکم
وتابعیکم ۔ انا فقیر بابکم والمتوسل الی جدکم رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا
فالتمسکم انی ادرکتُ القصیدۃ الخمریۃ الغوثیۃ عن ابائی وھی مشھورۃ فی
دیارنا الدکن وھی کالکلام القدیم والبحر العمیم ولا مثل لھا فی الفصاحۃ والبلاغۃ
والطھار قوۃ المرتبۃ العالیۃ الغوثیۃ المطلقۃ التی لا یدرک اھل الظاھر بمعانیھا
ورموزھا فانی شرحتھا بالھندیۃ وبَیَّنْتُ مَاصدد فی خاطری بفضل اللہ و توفیقہ
والتائید الخفی السیدی ۔ وطبعتہ فی دیارنا ھذہ حیدرآباد الدکن صانہ اللہ
عن الشر والفتن فی محلۃ حسینی العلم سبعمائۃ وخمسین کتاباً لیظھر المرتبۃ
العالیۃ سیدنا الشیخ عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالی
عنہ علی کل صغیر وکبیر والشکر للہ فتممت بالمنی ۔ ثم تمنیت ان ینظر الجناب

بمنظر الکرامتہ وعفہٖ عمّا نسیت واخطائت فی شرحھا و فی سائر عمری - وارسلت
بکنا بین فی جنابکم وانی اعتقد نظر کم کنظر سیدی لعفو الخطاء والغفران
بوفقنا اللہ بحرمتہ حبیبہ ومحبوبہ - وارجو ان اطلع بوصولہ بمزید جودکم
ثم اجزل السلام علی ختم الکلام - المکتوب فی خمستہ وعشرین شھر
الذیقعدۃ الحرام سنہ ۱۳۱۳ ہجری ع

## مقدمہ کتاب

پیشتر معلوم ہوا کہ اس قصیدہ مبارک کو اور بھی بزرگان متقدمین نے عربی اور فارسی مین شرح کی تہی مگر اس ملک دکن مین وہ شرح نایاب بلکہ مثل کیمیا معدوم ہین لاکن یک نسخہ شرح عربی کا مولانا ابو الفتح محمد فاضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو نہایت بسط کے ساتہ تحریر فرمایا ہے اور اوس مین تحقیقات یکیک حرف بسم اللہ کے اور کلمات طیبات قصیدہ فخر اولیاء اللہ سید اولاد رسول اللہ بعد ائمہ ہدیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے از روے لغت اور اصطلاح اہل معرفت اور قواعد اصول و فروع و نحوئین کے کمال تحقیق و آئین بہین کے ساتہ کیا ہے بلکہ مولانا موصوف نے وہ شرح الہامات غیبی سے تحریر فرمایا ہے کیونکہ اوس مین یک لطیفہ غریب روشن فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ پہلے معنے الفاظ کے از روے لغت اور اصطلاح متصوفین وغیرہ کے ذکر کیا ہے - اور بعد اوس کے قواعد صرف اور نحو اور پیچہے اوس کے بلاغۃ اشعار کے ظاہر کیا ہے اور بعد اوس کے شرح مقصود ہر یک لفظ کے اور فوائد کو اوس کے ذکر فرمایا ہے اور ضمن اسکے مطالب صوفیہ اور اہل سلوک کے نہایت عمدہ طریق پر بیان کیا ہے اور واسطے قریب الفہم عام کے حتی الامکان تمثیلات بتلایا ہے اور عند الموقع آیات و احادیث اور اقوال بزرگون سے ثبوت دیا ہے اور بعض موقعون مین نقل و حکایات سلف کے

لایاہے گویا یہ طرز عجیب وغریب تعلیم نامہ اہل سلوک طریقت کا اور ارشاد طالبان علم
شریعت کا ہے اور اکثر مقام مین حجت شرعی کو قائم کیاہے اور مخالفان ملت کو آڑ
دیا ہے گویا وہ کتاب خزینہ ہے اسرار الٰہی کا اور گنجینہ ہے انوار رسالت پناہی کا
اور وہ کتاب قدیم سالہاے سال کی میراثاً آبا واجداد سے امیر با توقیر خلاصۂ خاندان
مصطفوی نقاوۂ دودمان مرتضوی معدن خلق واخلاق مخزن لطف واشفاق سید
عبدالرزاق صاحب قادری المخاطب بہ نواب آصف نواز الملک بہادر معتمد خاص
والی ریاست حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشر والفتن کو پہونچی تھی اور اونہون نے
اوس کتاب کو مثل حرز جان ہمیشہ اپنے پاس رکہتے تہے اور مثل جواہر بے بہا حفاظت
کرتے تہے۔ فقیر یہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا۔ اور وہ کتاب بذریعہ قاضی
غلام احمد صاحب جو اخلاف سے مریدین بزرگان فقیر کے نہایت مرد لایق وذی علم
ہین بغرض مطالعہ سید صاحب موصوف سے طلب کیا۔ اور بملاحظہ اوسکے بعض
بعض مضامین کو مطابق اور مصدق اپنی شرح کے بزیادتی اکثر مضامین کے پایا۔
اور مطالعہ اکثر مقام سے اوس کتاب کے حظ وافر اوٹھایا۔ اور بوجہ اسکے کہ وہ کتاب
عربی تھی ہر شخص اوس سے افادہ واستفاضہ حاصل نہین کرسکتا تہا چاہا کہ ایسا
گنجینہ بے بہا وخزینہ منافع دنیا وعقبیٰ نظر معتقدین شفیع دارین سے مخفی نرہے اور عام
محاورہ مین ترجمہ کیا تاکہ مریدین ومعتقدین فرزند سید المرسلین محبوب رب العالمین کے
اوس سے افادہ واستفاضہ کامل اوٹھادین۔ کیونکہ حدیث صحیح مسلم مین وارد ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وَاللّٰہُ فِی عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ
الْعَبْدُ فِی عَوْنِ اَخِیْہِ۔ وَمَنْ سَلَکَ طَرِیْقاً یَلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْماً سَھَّلَ اللّٰہُ
بِہٖ طَرِیْقاً اِلَی الْجَنَّۃِ یعنے اللہ تعالیٰ مدد مین اپنے بندیکے رہتاہے جبتک کہ وہ
بندہ مدد مین اپنے بھائی مسلمان کے رہے۔ اور جو شخص چلا یک راستہ کو اس

غرض سے کہ دوسرے کو بھی علم اوسکا حاصل ہو حق تعالے بسبب اوسکے راستہ جنت کا اوس بندے کے لئے آسان کرتا ہے۔ اور صحیح مسلم مین یہ بھی حدیث کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ یعنے جو شخص ہدایت کیا راہ خیر کی کسیکو اوس کے لئے اجر اسقدر ہے جو وہ نیکی کرنے والیکو حاصل ہوتا ہے اور نزہت المجالس مین حدیث کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قَلِیْلُ الْعِلْمِ خَیْرٌ مِّنْ کَثْرَۃِ الْعِبَادَۃِ یعنے تھوڑا علم بہتر ہے زیادہ عبادت سے اور ترمذی اور دارمی نے اپنے صحیح حدیث مین مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَھْلُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتُ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ۔ وَقَالَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ تَلَاءَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ یعنے بدرستیکہ خدا تعالے اور اوس کے فرشتگان اور تمامی اہل آسمان اور زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے روزن مین اور ماہیان دریا مین طلب رحمت کرتے ہین واسطے تعلیم کرنے والے خیر لوگون کی۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزرگی عالم کی عابد پر مانند بزرگی میری تمہارے ادنے لوگو نپر ہے۔ پھر پڑھی یہ آیت اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ الخ) یعنے نہین ڈرتے ہین خدا تعالے سے مگر وہ بندے جو عالم ہین۔ اِس لئے اور بوجہ اسکے کہ اگرچہ والدین فقیر کے اولاد سے حضرت امام حسین رضہ کے ہین لاکن دادی صاحبہ اولاد سے حضرت سید شاہ قمیص القادری ثانی نبیرہ خاص حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہین۔ اور سلسلہ بیعت وخلافت کا بھی اپنے اجداد سے فقیر کو حضرت ہی سے حاصل ہے چنانچہ تصریح اوسکی یہ ہے (بیان سلسلہ نسبی آبائی) فقیر حقیر متعطر من عباد اللہ حبیب اللہ بن السید صبغۃ اللہ المعروف بشاہ برہان

بیان وجہ خاص تحریر رسالہ علاوہ قصد ثواب عظیم

بیان سلسلہ نسبی

قادری ۔ بن شاہ حبیب اللہ ۔ بن شاہ پیرانصاحب ۔ بن شاہ صبغت اللہ عرف شاہ صاحب ۔ بن شاہ صبغت اللہ دستگیر صاحب ۔ بن شاہ حبیب اللہ میانصاحب بن شاہ صبغت اللہ ثانی عرف شاہ صاحب ۔ بن حضرت شاہ مولانا حبیب اللہ قادری موتی گنبد بیجاپوری بن مولانا احمد صاحب قادری بن شاہ خلیل اللہ حسینی بن شاہ محمد قادری ۔ بن شاہ خلیل اللہ بن سید محمد بلخی بن سید علی بن عبد اللطیف قادری یعنی جد حضرت شاہ محمد غوث گوالیری قدس سرہ بن معین الدین بن خطیر الدین بن بایزید پارسا بن خطیر الدین بن فرید الدین عطار بن شاہ اسمٰعیل ثانی بن احمد صادق بن سید نجم الدین بن تقی الدین بن نور اللہ بن ابی بکر بن خواجہ عبد اللہ بن سید اسمعیل بن امام جعفر صادق رض بن محمد الباقر رض بن امام زین العابدین بن امام حسین رض علی جدہ و علیہ السلام (بیان سلسلہ بیعت و خلافت) یہ ہے فقیر حقیر اضعف من عباد اللہ حبیب اللہ کو بیعت و اجازت اپنے جد شاہ صبغت اللہ قادری سے ہے ۔ اور اونکو اپنے پدر بزرگوار سید شاہ پیرانصاحب قادری سے ۔ اور اونکو برادر بزرگ شاہ صبغت اللہ قادری المعروف صاحب اجیصاحب قادری سے اور اونکو پدر بزرگوار شاہ صاحب سے اور اونکو پدر بزرگوار شاہ صبغت اللہ دستگیر صاحب قادری سے ۔ اور اونکو پدر بزرگوار شاہ حبیب اللہ میانصاحب قادری سے ۔ اور اونکو پدر بزرگوار شاہ صبغت اللہ ثانی قادری عرف شاہ صاحب سے ۔ اور اونکو پدر بزرگوار مولانا شاہ حبیب اللہ قادری موتی گنبد بیجاپور سے ۔ اور اونکو حضرت شاہ صبغت اللہ نائب رسول اللہ صلعم سے اور اونکو حضرت شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی سے ۔ اور اونکو حضرت شاہ محمد غوث گوالیری سے ۔ اور اونکو شیخ ظہور حاجی حضور سے ۔ اور اونکو شیخ ابو الفتح ھدایت اللہ سرمست قادری سے ۔ اور اونکو شیخ عبد الرؤف قادری سے ۔

اور اونکو شیخ محمود قادری سے۔ اور اونکو شیخ عبد الغفار صدیقی سے۔ اور اون کو شیخ محمد قادری سے۔ اور اونکو سید علی حسینی القادری سے۔ اور اونکو شیخ جعفر بن احمد حسینی قادری سے۔ اور اونکو شیخ ابراہیم حسینی قادری سے اور اونکو شیخ عبد اللہ قادری سے۔ اور اونکو سید السادات مرشد زادۂ آفاق حافظ سید تاج الدین سید عبد الرزاق قادری سے۔ اور اونکو حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب شیخ الشیوخ والشباب غوث الاعظم سید محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ تعالی عنہ سے۔ اور اونکو حضرت ابو سعید ابو الخیر مبارک المخزومی سے۔ اور اونکو شیخ ابو الحسن علی القرشی الهنکاری سے۔ اور اونکو شیخ یوسف طرطوسی سے۔ اور اونکو شیخ احمد بن عبد الواحد بن عبد العزیز یمنی سے۔ اور اونکو شیخ ابوبکر عبد اللہ شبلی سے۔ اور اون کو شیخ الشیوخ سید الطائفہ ابو القاسم خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز سے اور اونکو حضرت خواجہ سری سقطی سے۔ اور اونکو حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے۔ اور اونکو حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ تعالی سے۔ اور اونکو پدر بزرگوار حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ سے۔ اور اونکو پدر بزرگوار حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے۔ اور اونکو پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے۔ اور اونکو پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے۔ اور اونکو پدر بزرگوار حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے۔ اور اونکو امام المشارق والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے اور اونکو حضرت رسالت پناہ سرور انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حاصل ہے۔ (ہذا السلسلۃ النسبی جدا صحیحہ) یہ بے فقیر حقیر آبن حضرت شاہ

بیان سلسلۂ ... ارشاد العلوم

صبغۃ اللہ المعروف بڑیصاحب قادری بن حضرتہ بادشاہ صاحبہ بی بی بنت سید صبغۃ اللہ
قادری عرف نوابصاحب بن سید عبدالرزاق بن سید قیص قادری ثانی مقبول
کالو رضلع مشرق رویہ رایچور بن سید شاہ مکارم قادری بن سید شاہ میرانؒ
قادری بن سید محمد المشتہر بشاہ معروف قادری بن سید قیص الاعظم قادری
بن سید ابوالحیات قادری بن سید تاج الدین قادری بن سید بہاؤالدین
قادری بن سید جلال الدین قادری بن سید داؤد قادری بن سید علی قادری
بن سید موسی قادری بن ابی صالح نصر قادری بن سید عبدالرزاق قادری
بن سید السادات میران محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بن سید
موسی ملقب بہ نورالدین جنگی دوست بن سید عفیف الدین مکنی بابو عبداللہ
بن سید یحیی زاہد مکنی بابوالنجم بن سید محمد ملقب باحمد مکنی بہ شمس الدین
کہ انہیں کو محمد رومی کہتے ہین بن سید داود ملقب بہ امیر و محمد اکبر بن سید موسی
مکنی بہ ابو عمر بن سید عبداللہ ثانی مکنی بابو محمد و شیخ صالح ملقب بہ ....
بن سید موسی الجون مکنی بابوالحسن بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنی
بن امام حسن رضی بن علی مرتضی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ تعالی عنہ (واضح ہو
کہ یہ نسب شریف حضرت کا کتاب نورالقلوب و نسایم قادریہ وغیرہ کتب معتبرہ سے مطابق ہے)
پس بلحاظ اس کے نقیر نے عزم بالجزم کیا کہ ترجمہ اوس کتاب عربی شرح قصیدہ خمریہ
اردو کرکے تمام مردم معتقد و متوسل کو مطالب سے اوس کے آگاہ کرے - تا سعادت
ابدی اور توشہ عمر آخری حاصل ہو - لاکن یہ امر منحصر تھا اجازت پر سید صاحب موصوف
خلف الصدق حضرت محبوب کے انہون نے بھی بطیب خاطر واسطے ترجمہ اوس کتاب
کے اجازت دی - اور اس امر ستر گ مین امداد بزرگ کے لیے بھی کمر ہمت چست باندہا
اور اپنے اجداد شریف کو خورسند فرماے - کیون نہو کہ سید صاحب کا نسب آبائی اور

ذکر نسب آبائی سید عبد الرزاق صاحب قادری از حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

سلسلہ خلفائی ہر دو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہے (ذکرِ نسب آبائی)
سید عبد الرزاق قادری بن سید سعد الدین قادری بن سید نظام الدین
حسن قادری بن سید رشید الدین حسن قادری بن سید یعقوب ثانی بن
سید خلیل الرحمن بن سید شمس الدین بن سید عبد الرزاق بن سید اسحٰق
بن سید یعقوب اولی بن حاجی سید حمید الدین بغدادی بن سید الیاس
بن سید صدر الدین بن سید رکن الدین بن سید عبد اللہ بن سید
محمد الحموی بن سید ابو القاسم بن سید عبد الباسط الحموی بن سید
شہاب الدین احمد صاحب سجادہ بغداد شریف بن سید بدر الدین سجادہ
بن سید علاؤالدین سجادہ بن سید شمس الدین محمد سجادہ بن سید شرف
الدین یحیی سجادہ بن سید شہاب الدین ابو العباس سجادہ بن سید ابو صالح
نصر سجادہ بن سید السادات مصدر فیوضات حافظ سید تاج الدین عبد الرزاق
قادری بن سید السادات منبع الکرامات قطب الاقطاب فرد الاحباب
باز الاشہب شیخ الجن والانس غوث الصمدانی سید میران محی الدین شیخ
عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ پس اس سلسلہ نسبی سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ
سید صاحب موصوف بڑے عالی خاندان مشایخ اور سادات صحیح النسب جلیل القدر
اولاد سے سجادگان بغداد شریف کے ہین۔ اور سلسلہ خلافت اور بیعت و اجازتکا
باوجود اس کے کہ بعض بزرگون نے اونکے روزگار بھی اختیار کیا تھا بطور صحیح برابر
جاری اور حاصل ہے۔ تفصیل سلسلہ خلافت کی تصریح ذیل سے ظاہر ہوگی۔ جد اعلی
انکے حاجی سید حمید الدین قادری بغدادی اپنے فرزند سید یعقوب اور بھائی سید
بہاؤالدین قادری کے اتفاق سے وطن سے مہاجر ہوکر بھیرہ شریف تشریف فرما ہوے
بعدہ سید بہاؤالدین نے بدو ان ملک ہندوستان کے پہاڑون مین چلہ کرکے وہانسے

ذکر سلسلہ مختصر حالات بزرگان سید عبد الرزاق منصب انکے طرف آصف نواب الملک بہادر

شہر بھیرہ جو ملک پنجاب مین ہے آئے۔ اولاد اونکی بہت ترقی کی اونہون نے وہین اقامت فرمائی۔ پستر سید یعقوب قادری کے فرزند سید اسحاق قادری جو بھیرہ مین تہے اون کو سید سبحان شاہ نے نہایت رابطہ تماخط وکتابت کرکے بغداد سے طلب فرمایا سبحان شاہ موصوف نے سید اسحاق قادری کی خط وکتابت پر بغداد سے بہیرا آکر وہین سکونت پذیر ہوئے۔ اور سید اسحاق قادری نے مع عیال واطفال وہان سے سفر فرماکر جنیر تشریف لائے۔ اور وہان مسجد وخانقاہ وامکنہ بنا فرماکر سکونت پذیر ہوئے وہان کے کتبے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تشریف فرمائی سید اسحاق قادری کی جنیر مین سنہ ۹ ہجری مین واقع ہے مگر سبحان شاہ صاحب کو معلوم نتہا کہ سید اسحاق کدہر گئی اور کہان ہین۔ حضرت موصوف یعنی سید اسحاق قادری کی تین چیز یک تسبیح سنگ سرخ قسم عقیق کی۔ اور یک پیش قبض۔ اور یک کتاب شرح قصیدہ خمریہ غوثیہ کی جو سبحان شاہ کے نزدیک امانت تھی سبحان شاہ نے بعد انتظار اپنی آخر عمر مین اپنی اولاد کے سپرد کرکے وصیت فرمائی کہ یہ تین چیز امانت سید اسحاق کی ہین اگر کوئی اونکی اولاد سے ملے یا مقام ومسکن سے اونکے مطلع ہووین تو یہ امانت ضرور اونکو پہونچا دین۔ اور جبتک یہ امانت سید اسحاق کی اولاد کو نہ پہونچے میری اولاد مین حفاظت اس امانت اور وصیت ایصال اس کی جاری رہے۔ چنانچہ سید اسحاق کی اولاد پانچ پشت تک برابر جنیر شریف مین رہکر چھٹی پشت مین سید رشید الدین حسن قادری جد اعلی یعنی پردادہ سید صاحب موصوف کے اس شہر حیدرآباد صانہ اللہ عن الشر والفساد مین تشریف لائے اولاد اونکی یہین سکونت پذیر ہوئی وطن آبائی کی کوئی خبر نہ لی بعضے ملازمت و روزگار اختیار کر گئے بعضے صرف مشیخت پر رہے چنانچہ مولوی سید یعقوب صاحب قادری عم بزرگوار والد ماجد سید صاحب موصوف کے بڑے کامل صاحب جذب عالم ظاہر وباطن اپنے طریقت آبائی پر رہے اور والد سید صاحب کے سید سعد الدین صاحب

قادری بظاہر لباس روزگار اس ریاست مین اختیار فرما کر مختار الملک اعلے مدار المہام سرکار عالی کے نزدیک نہایت اعزاز دنیوی حاصل کئے اور معتمد خاص رہے۔ اور بعد اونکے یہ سید صاحب یعنی سید السادات معدن الاخلاق سید عبد الرزاق صاحب قادری دزاقی دذ قہ اللہ فی الدادین عزا و وقادًا خدمت جلیل معتمدی خاص والی ریاست حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ سے اختصاص پاکر بخطاب خانی و بہادری و جنگی و دولائی و ملکی سے اعزاز پائے چنانچہ دفتر سرکاری مین آصف نواز جنگ آصف نواز الدولہ آصف نواز الملک بہادر لکہا جاتا ہے۔ اور بسبب اس کے کہ یہ شہر حیدرآباد دکن جنیر شریف سے بڑے فاصلہ دور و دراز پر واقع ہے اور بزرگان سید صاحب کے یہان وارد ہوکر عرصہ ممتد گزر گیا ہے اس لئے سید صاحب موصوف کو خبر بہیرہ شریف کے بزرگون کی اور امانت سید اسحاق قادری کی اور وصیت جناب سید سبحان شاہ صاحب کی نہ تھی۔ اتفاقاً محمد بخش رمال حضور پرنور نے جو متوطن ہوشیار پور قرب جوار شہر بہیرہ شریف کا ہے اور سید صاحب موصوف سے او سکو ارادت بھی تھی اوسنے وہان کے بزرگون کی خبر دی اور شجرہ اونکا بتلایا۔ اوسوقت سید صاحب موصوف اپنے شجرۂ نسبی اور وہان کے بزرگون کے شجرہ کو مطابق دیکھکر وہان کے بزرگون سے خط و کتابت اور راہ و رسم پیدا کئے چنانچہ شوال سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین سید امیر علیشاہ صاحب بہیرہ سے تشریف لاے اور حسب وصیت اپنے والد علی کے ہر ۳ اشیا امانت سید اسحاق صاحب قادری کی یعنی تسبیح مذکور۔ اور پیش قبض اور یہ کتاب شرح عربی قصیدہ خمریہ غوثیہ رضی اللہ عنہ کی سید صاحب موصوف کو پہونچا کر بار امانت سے سبکدوش اور اپنے وطن کو مراجعت فرمائے۔ اور سنہ ۱۳۱۱ مین اس عالم فانی سے سفر ملک جاودانی کا اختیار کئے اب خلف الصدق سید پیر بادشاہ صاحب

دو فرزند۔ اور سید چاند پیر صاحب قادری سجادہ صاحب ولایت و کرامت وہان
موجود ہین۔ اور یہ بھی واضح ہووے کہ اگرچہ سید صاحب موصوف یعنی سید عبدالرزاق
صاحب نے بظاہر اپنے کو لباس اہل روزگار مین رکھا ہے لاکن خفیۃً سلوک طریقت
پر زیادہ تر مائل اور شاغل ہین اور سلسلہ بیعت بھی جاری رکھا ہے۔ وجہ حصول
اسکی یہ ہے کہ سید صاحب موصوف سواے بیعت و خلافت ظاہری اپنے خاندان
کے ایک بڑے قطب وقت کے ہاتہ مین ہاتہ ملاے ہین .......... بعد
بطریق اویسیہ عالم رویا مین بیعت بھی حاصل کی ہے اس لئے خدمت عالی نبوی
سے سرافراز اور سلوک طریقت سے ممتاز ہین۔ تفصیل اس اجمال کی اور تشریح
اس احوال کی یہ ہے کہ شیخ کامل۔ مجذوب واصل۔ جناب عبدالغنی شاہ صاحب
جو قصبہ ہنمکنڈہ سرکار ورنگل کی گڑہی مین رہتے تہے وہ بڑے صاحب جذب اور کرامت
و برکت۔ تہے کرامات انکے اظہر من الشمس وابین من الامس مشہور ہین۔ چنانچہ وقت
منصفی مولوی محمد بدرالدین صاحب کے ایک شخص قوم ہنود سے جو بڑا معتقد اور
خدمتگزار حضرت موصوف کا تہا اتفاقاً کوئی جرم قتل مین مقید ہوگیا مگر بوجہ اسکے کہ محبس اسکا
بھی اندرون گڑہی روبروے مکان سکونتی شاہ صاحب محتشم کے تہا وقت آنے
جانے سلام کیا کرتا تہا۔ پستر جب مقدمہ اوسکا عدالت مین دریافت ہوگیا اور
فتوے قصاص کا مرتب ہو کر واسطے تصحیح کے بلدہ مین نزدیک مولوی کرامت علی
صاحب ناظم فوجداری کے جو اوس وقت کام تصحیح فتاوی اضلاع کا اونہین کے متعلق
تہا آیا اونہون نے تصحیح اوس کی کرکے معیت احکام دیوانی قصاص قاتل کے لئے
منصف صاحب کے نزدیک واپس کئے منصف صاحب نے روز اور وقت
حکم قتل اوسکا دیئے۔ عہدہ داران سرکاری روز مقررہ پر مجرم کو پہل وغیرہ
پہناوا سیطے لیجانے قتل گاہ باہر محبس کے لاسے اوس وقت وہ مجرم بدستور

سلام کرکے دوڑ کر قدم پر حضرت کے جا پڑا روتا ہوا عرض کیا کہ اب مجھے قتل کرنے لیجاتے ہین حضرت نے بکمال جذب زبان کرامت ترجمان سے ارشاد فرمایا (جا بے جا کون قتل کریگا) پس مردمان سرکاری اوسکو وہان سے کھینچکر قتل گاہ مین جو معین تہی لے گئے چاہتے تہے کہ تیغ اوسکی گردن پر مارین ایسے وقت مین دور سے یک آواز آئی۔ ارے ٹہیرو۔ ارے ٹہیرو۔ کیا دیکہتے ہین کہ دور سے یک ضعیفہ دوڑتی چلاتی چلی آرہی ہے اور ہاتہ سے بھی اشارہ کررہی ہے کہ ٹہیر جاؤ۔ لوگون نے کہا شاید یہ مان قاتل کی ہے اوسکے دیکھنے آرہی ہے ٹہیر جاؤ کیا مضایقہ ہے کہ اگر دیکھلے۔ جلاد نے ٹہیر گیا۔ جب وہ نزدیک آئے مان مقتول کی تہی۔ اوسنے پوچھی کہ اسکو کیون قتل کرتے ہین۔ جواب دیئے تیرے فرزند کے بدلے اوسنے کہی کیا اسکو قتل کرنے سے میرا فرزند زندہ ہوکر آتا ہے۔ جو ہوا سو ہوا۔ مینے اسکو معاف کی سرکار کیون مارتے ہین۔ جو لوگ سرکاری قتل کروانے آئے تہے شبہ مین پڑ گئے یک دو شخص منصف کو اس سے اطلاع کرنے اور حکم قطعی لینے روانہ کئے گئے منصف صاحب نے سنتے ہی کہا قتل مت کرو قاتل اور مقتول کی مان کو عدالت مین لاؤ جب وہ لائین گے مان مقتول کی اظہار دی کہ مین اسکو معاف کی ہون سرکار کا قتل کرنا ضرور نہین منصف صاحب نے قاتل کو پہر محبس مین بھجوا دئے اور واقعہ سے تصحیح اطلاع دیکر حکم مناسب طلب کئے یہان سے حکم ہوا کہ جب وارث طلب قصاص کی خود معاف کی ہے تو قصاص ضرور نہین اوسکو رہا کرو اہل عدالت نے حبس دوران مقدمہ کا کافی جانکر رہا کر دئے۔ سبحان اللہ غور کی جائے ہے کہ زبان اولیا اللہ مین کیا تاثیر ہوتی ہے گویا زبان ان کی قلم قدرت حق تعالےٰ کا ہے اسی سلئے مولانا روم مثنوی شریف مین فرماتے ہین ؎ ہین کہ اسرافیل وقت اند اولیا مردہ را زایشان حیاتست ونما جانہائے مردہ اندر گور تن

ہر جہد زآواز شان اندر کفن | زندہ گردن کار او از خداست | گو بدین آواز و ام جدا ست
مطلق آن آواز خود از شہ بود | گرچہ از حلقوم عبدالله بود | گفت او را من زبان و چشم تو
من حواس و من رضا و خشم تو | ایسے حکایات کرامات حضرت موصوف کے بہت ہین۔

فقیر خود اپنے چشم و گوش سے یک کرامت دیکہا اور سنا ہے وہ یہ ہے کہ سنہ ۱۲۸۱
مین جو کام عدالت وہان کا میرے برادر بزرگ کو ہوا تہا اور مین اونکی رفاقت مین
جاکر مکان عدالت مین کہ جسکے باہر حضرت موصوف رہتے تہے سکونت پذیر تھا۔
اور وہ موسم میری جوانی کا تھا جب ہر روز آخر شب ہوتی تو پکارے سے مجذوب
حضرت کے آنکہہ ہوشیار ہوجاتی پہلے حضرت نے کمال خوش آوازی سے بزبان مختلف
گاتے تہے وہ اونکا آواز دلچسپ ایسا ہوتا تہا کہ دل بالکلیہ خدا تعالے کی طرف رجوع
ہوجاتا تہا اور ہرگز نیند نہین آتی تہی یہانتک کہ صبح خوب سفید ہوجاتی تہی اوسوقت
زبان مختلف سے گالیان دینا اور پتہر مارنا آغاز کرتے تہے اوسوقت معتقد لوگ کیا نہین ہوتا کہ سامہنے سے گزرین اور حضرت ابرو مختلف حیال
سے جماعت کے مسجد کو جانے مکان عدالت سے باہر نکلتے اور سامہنے سے حضرت کے
مسجد کی طرف جاتے تہے جبتک کہ ہم سامنے سے نہ چلے جائین نہ پتہر مارتے تہے
نہ گالیان دیتے تہے ہم اپنی خوش اعتقادی سے یہ جانتے اور باہم کہتے تہے کہ حضرت
نے یہ گالیان نفس کو دیتے ہین اور پتہر شیطان کو مارتے ہین۔ یک وقت شہوار کر
مین وباکا شکوہ آغاز ہوا اور وہان سے ترقی کرکے قصبہ مین بہی پہیلا اور خود
حضرت موصوف اوسمین مبتلا ہوگئے میدان مین زیر سما دو روز تک پڑے تہے
اور ہاتہون کو آسمان کی طرف اٹہائے ہوئے تہے گویا کہینچے کوئی مار کو تہامتا آخر
بعد دو روز کے دفعتاً اوٹھہ بیٹھے اور فرماے بہگا دیا ہون۔ بہگا دیا ہون۔
اور قاسم یار جنگ کو جو اوسوقت تعلقدار اور معتقد حضرت کے تہے کہلا بہیجے کہ
نیاز کرو اونہون نے یک دیگ کہانا پکوا کر خود حضور مین لائے فرمائے فاتحہ دو

بعد فاتحہ کہے کہ پہلے پیرزادون کے وہان روانہ کرو اونہون نے نہ سمجھا کہ کس کے
وہان بھیجنے فرماتے ہین آخر خود ہمارے مکان کی طرف اشارہ کر کے کہے کہ یہ
پیرزادے کے وہان پہلے بھیجو قاسم یار جنگ اوسوقت سپاہ ہمارے وہان
حصہ روانہ کرے ہمدوست لوگون مین تقسیم کئے۔ اور بعد مین شہر کو آنے کا
ارادہ کرکے حضرت سے ملنے گیا سلام کیا دیکھا ملازم نے لئے کھیل رہے تھے مین
اونکے کنارے مین سر اپنا رکھا اور عرض کیا کہ شہر کو جاتا ہون کہیلتے کہیلتے اپنے دونو
ہاتھ میرے پشت پر رکھے اور دوچار بار تھوکے زبان سے کچھہ نہ کہے جب
مین وہان سے بلدہ آیا اوسی ایام مین ساٹھہ روپیہ ماہوار یعنے دوروپیہ روز ہوگئے
دوسرے سال سوروپیہ۔ تیسرے سال دوسوروپیہ۔ چوتھے سال دوسو
پچاس روپیہ پانچوین سال تین سو کامل ماہوار جلنی ہوگئی اوسی ماہوار پر خدمت نیابت
اوسکے عدالت دیوانی بزرگ کی۔ اور منصرمی نظامت دارالقضا بلدہ۔ اور
رکنیت مجلس ساہوؤن کی بجالایا۔ جب مجلس تصفیہ ساہوان برخاست ہوئی
مختارالملک اوسکے حکم جاری فرمائے کہ انکو ماموری خدمت تک خانہ نشینی مین
کامل ماہوار جاری رہے پستر جب انتقال حضرت کا ہوگیا نہ کوئی ترقی معاش
ہوئی نہ خدمت الحمد للہ ابتک وہی کامل ماہوار خانہ نشینی مین مل رہی ہے
سرکار ابد پایدار کے حق مین خمس الاوقات اور مجالس وعظ مین دست بدعا ہون
پس کیا عجب ہے کہ سید صاحب موصوف کو اونکے ہاتہ مین ہاتہ ملانے سے سرفرازی
دنیا کی ہو۔ اور بیعت رویا کے سبب برکت سے مشغولی سلوک طریقت کی ہو
اور بلائین دنیا و آخرت کی دفع کئے جائین۔ کیونکہ حدیث صحیح مین وارد ہے
لا یرد البلاء الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر یعنے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی چیز بلا کو رد نہین کرتی ہے مگر دعا

فائدہ دعا و خیرات و ذکر

کرتی ہے - اور کوئی چیز عمر کو زیادہ نہین کرتی ہے مگر نیکی - علما کہتے ہین
کہ وہ نیکی عام ہے خواہ خیرات ہو یا مشغولی ذکر خدا کی - کیونکہ حدیث مین
آیا ہے کہ دو شخص راہ سے جاتے ہین یک خیرات کر رہا ہے اور یک خدا کا
ذکر امّا الذاکر افضل لاکن ذکر کرنے والا خیرات کرنے والے سے افضل
ہے کیونکہ ذکر خدا کا وہ چیز ہے کہ جب تک ذکر کرتا ہے ملائکہ رحمت کے اوسکو
گھیر لیتے ہین اور خدائتعالے بھی اوسکو اپنی رحمت سے یاد کرتا ہے چنانچہ تفسیر
مین فاذکرونی اذکرکم کے لکھے ہین کہ خدائتعالے فرماتا ہے کہ تم جب تک
مجھے یاد کرتے ہین ہن تمکو یاد کرتا ہون - اگر تم مجکو تنہا یاد کرتے ہو تو مین تمکو تنہا
یاد کرتا ہون - اگر تم مجکو جماعت مین یاد کرتے ہو تو مین جماعت ان بہتر تمہاری
جماعت کے یعنے فرشتون مین یاد کرتا ہون - پس یہ مشغولی ذکر سید صاحب
موصوف کی جو تمام عالم جانتے ہین اور راقم بلا ریا اور خوشامد کے کہتا ہے
کہ یہ محض برکت دست بوسی عالم حیات مجذوب صاحب کی اور بیعت اونکی
عالم رویا مین ہے - کہ بنظر صدق محبت وارادت سید صاحب کے
حضرت مجذوب صاحب نے عالم رویا مین مرید کئے اور حسب عادت اہل طریقہ
روبرو اپنے دوگانہ شکریہ یگانہ کا ادا کروائے ایسی بیعت کو اصحاب طریقہ
نے اویسیہ نام رکھا ہے اگرچہ نزدیک اصحاب طریقہ کے بیعت ظاہری
بھی ہر شخص کو ضرور تر ہے لاکن برکات ایسی بیعت اویسیہ کی از حد ازید ہین
اور اکثر بزرگان طریقت فائدہ بیعت ظاہری سے بیعت اویسی مین زیادہ
حاصل فرماتے ہین - چنانچہ خود حضرت پیر پیران محبوب یزدان سید محی
الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جو بیعت اور خرقہ حضرت
ابوسعید مبارک مخزومی سے بظاہر حاصل کئے تھے زیادہ ادام ہے فیضان باطنی سرور عالم

ذکر بیعت اویسیہ سید عبد الرزاق صاحب از مجذوب صاحب اور زیادہ تر ہونا فائدہ کا بیعت اویسیہ مین -

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کرکے زبان کرامت ترجمان سے فرمایا لامنۃ علی لاحد سوی اللّٰہ ورسولہ یعنے میرے پر حصول اس منزلت عالی کے لئے کسیکا احسان نہین ہے سواے اللہ و رسول اللہ کے۔ پس جو برکات سید صاحب موصوف کو حاصل ہین وہ صرف برکت دست بوسی اور بیعت اویسی عالم رؤیا کے مجذوب صاحب سے ہے کیون کہ فیضان مجذوب کا باطنی نہایت قوت کا ہوتا ہے۔ معنی مجذوب کے اصطلاح مین اہل حقایق کے کشف دائمی کو کہتے ہین۔ اور وہ جذبہ فعل حق تعالے کا ہے کہ بندہ کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور جڑ محبت دنیا کی دل سے اوکھاڑ دیتا ہے بلکہ اس لئے مقولہ ہے جذبۃ من جذبات الحق یوازی عمل الثقلین یعنے یک جذبہ جذبات حق سے برابر ہوتا ہے عمل خیر تمام جن وانس کو۔ اور اس مرتبہ مین سالک اس عالم سے باہر ہوجاتا ہے اور ایسے شخص کو سالک مجرد کہتے ہین۔ اور جب سید صاحب موصوف کو سواے حصول بیعت وخلافت ظاہری کے فیضان باطنی بھی ایسے مجذوب کا ہو گیا عجب ہے کہ سید صاحب موصوف اس لباس دنیوی مین پوشیدہ رہکر فقر حقیقی کو اختیار فرماے ہین اصحاب فقر کے نزدیک یہ امر اچھا ہے بلکہ کہتے ہین کہ اگر کوئی لباس فقر پہنے اور کمال فقر اختیار نہ کرے وہ فقیر ہی نہین ہے چنانچہ کوئی بزرگ نے فرمایا ہے ؎ نہ ہرکس خرقہ پوشد او فقیر ست

فقیر آنست کہ نفس او اسیر ست ۔ کسے کو فقر تحقیقی بیابد ۔ یقین کو در دو عالم امیر ست

ہر آنکس کو بتقلید ست در فقر ۔ اسیر ست و اسیر ست و اسیر ست

واضح ہووے کہ سید صاحب موصوف نے سواے فیضان مجذوب صاحب کے وخلافت و اجازت جد خود یعنی سید محمد عرف بندو صاحب قادری کے یک بڑے شیخ کامل یعنے سید مکرم صاحب قادری سے جو وہ بھی انہین کے خاندان سے ہین خلافت واجازت دست بدست وسینہ بسینہ حاصل فرمایا ہے (سلسلہ خلافت سید محمد قادری جد سید صاحب موصوف) یہ ہے کہ اجاز السید عبدالرزاق قادری السید محمد کما اجازہ سید صالح الدین حسن کما اجازہ

بیان معنی مجذوب و سالک

بیان فقر حقیقی

بیان سلسلہ خلافت سید صاحب موصوف از جد خود سید محمد عرف بندو صاحب

سید رشید الدین کا اجازہ سید جمال الدین کا اجازہ سید غلام حسن منظور اللہ
اورنگ آبادی کا اجازہ سید یعقوب کا اجازہ سید اسحاق المشہور بمیاں صاحب
کا اجازہ سید یعقوب کا اجازہ سید حمید الدین کا اجازہ سید محمد الیاس کا اجازہ
سید صدر الدین کا اجازہ سید رکن الدین کا اجازہ سید عبد اللہ کا اجازہ سید
محمد کا اجازہ سید ابو القاسم کا اجازہ سید عبد الباسط کا اجازہ سید شہاب الدین
ابی العباس کا اجازہ سید بدر الدین کا اجازہ سید شمس الدین احمد کا اجازہ
سید شرف الدین یحییٰ کا اجازہ سید شہاب الدین احمد اولی کا اجازہ سید
عماد الدین کا اجازہ حضرت سید حافظ تاج الدین عبد الرزاق قادری قدس سرہ
کا اجازہ حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب غوث الثقلین غوث الاعظم ابو محمد
سید محی الدین معشوق ربانی شیخ عبد القادر حسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی
اللہ عنہ کا اجازہ شیخ الشیوخ ابو الخیر ابو سعید المبارک المخزومی کا اجازہ شیخ ابو الحسن
علی الہنکاری کا اجازہ شیخ ابو الفرج یوسف الطرطوسی کا اجازہ شیخ ابو الفضل عبد الواحد
بن عبد العزیز یمنی کا اجازہ شیخ ابوبکر عبد اللہ مکارم شبلی کا اجازہ سید الطائفہ
ابو القاسم خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ کا اجازہ خواجہ سری سقطی کا اجازہ
ابو المحفوظ خواجہ معروف کرخی قدس سرہ کا اجازہ حضرت امام علی موسی رضا رضی
اللہ عنہ کا اجازہ حضرت امام موسی الکاظم رضی اللہ عنہ کا اجازہ حضرت امام جعفر
الصادق رضی اللہ عنہ کا اجازہ حضرت امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ کا اجازہ حضرت
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اجازہ حضرت سید المظلومین امام حسین
شہید الکربلا رضی اللہ عنہ کا اجازہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا اجازہ سید
العرب والعجم سرور انبیاء المکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
(سلسلہ خلافت سید صاحب موصوف از حضرت سید کرم صاحب قادری) اخذ الخرقۃ

بیان سلسلہ خلافت از سید کرم صاحب قادری

والخلافة سید عبد الرزاق قادری عن شیخه السید مکرم صاحب قادری وهو اخذ عن
شیخه و ابن عمه السید محمد طاہر وهو اخذ عن ابن عمه السید محمد سعید القادری
وهو اخذ عن اخیه السید علی وهو اخذ عن ابیه سید عمر القادری وهو اخذ
من اخیه السید حسن القادری وهو اخذ عن ابیه السید لیٰسین قادری وهو اخذ
عن ابیه السید یحییٰ وهو اخذ عن ابن عمه السید ابراهیم القادری وهو اخذ عن
اخیه السید عبد الرزاق قادری وهو اخذ عن ابیه السید شرف الدین القادری
وهو اخذ عن عمه السید جلال الدین وهو اخذ عن ابن عمه السید شهاب الدین
وهو اخذ عن ابیه السید عبد الله وهو اخذ عن ابیه السید محمد ابی الوفا وهو
اخذ عن ابیه السید شرف الدین المعروف بابی القاسم قادری وهو اخذ عن
ابن عمه سید عبد الباسط وهو اخذ عن ابیه السید شهاب ابی العباس احمد
وهو اخذ عن ابیه السید بدر الدین حسن وهو اخذ عن ابیه شیخ علاؤ الدین
القادری وهو اخذ عن ابیه السید شمس الدین محمد القادری وهو اخذ عن
ابیه سید سیف الدین یحییٰ شرف الدین وهو اخذ عن ابیه شهاب الدین
ابو العباس ظهیر الدین احمد قادری وهو اخذ عن ابیه السید محمد وهو اخذ عن
ابیه السید عماد الدین ابی صالح نصر قاضی القضاة وهو اخذ عن ابیه ابی بکر
السید حافظ تاج الدین عبد الرزاق قادری وهو اخذ عن ابیه سید السادات
قطب الوجود الدرة البیضاء سالک الاذ متر المتطرفین رئیس المحبوبین الامام الجوهر
الفرد سلاب الاحوال قطب الاقطاب الغوث الاعظم الجامع بین المعشوقین السید
ابو محمد محی الدین الشیخ عبد القادر جعفر الجیلانی البغدادی رضی الله عنه الخ۔

واضح ہووے کہ سید شمس الدین قادری سے حضرت خواجہ معروف کرخی تک یک شاخ خلافة
کی حضرت مکرم علی صاحب کو پہونچی ہے اور حضرت معروف سے جناب حضرت علی مرتضےٰ

تک دو سلاسل اجازت ہے یعنے ایک شاخ ائمہ کی جو اوپر مذکور ہوئی۔ دوسری شاخ داؤد طائی ؒ خواجہ حبیب عجمی کو اور اونسے خواجہ حسن بصری کو اور اونسے جناب حضرت علی مرتضے رضے اللہ عنہ کو واصل ہوتی ہے۔ اور سید صاحب موصوف یعنی سید عبد الرزاق صاحب کو یہ دونون شاخون کی اجازت ہے۔

الحاصل اس تمام تذکرہ سے بخوبی واضح ہوسکتا ہے کہ یہ شرح عربی مولانا ابوالفرج فاضل الدین کی چارسو سال کے پہلے سے خاندان سید صاحب موصوف مین تھی اب خوش اقبالی اور خوش نصیبی سے بلا مشارکت بنی اعمام کے جو سید صاحب موصوف کو حاصل ہے فقیر بحصول اجازت ترجمہ اوسکا پورے طور پر اپنی عبارت اردو مین بلا تحت اللفظ کیا ہے تا مضمون بے ربط اور مشکل نہ ہوجاوے اور ہر ایک تھوڑی استعداد والا بھی بخوبی سمجھہ لیے۔ اور جو عبارت متقدمین کے کتب کے شارح موصوف نے بعینہ لکھا ہے با آیات واحادیث اور اشعار عربی و فارسی اپنے شرح مین درج فرمایا ہے فقیر نے بھی اوسکو بعینہ لکھکر بعض موقعون مین حسب ضرورت ترجمہ اوسکا کیا ہے تا عموما اوسکو سمجھ لین اور اوسکو دیکھنے سے شوق و ذوق علم معرفت اور ارادت حضرت غوثیت پیدا ہوجاوے اور سالکان دین کے حق مین دعاے خیر کرین براۓ الاستہلال نام اس ترجمہ کا (حبیب الصوفیہ فی ترجمہ شرح قصیدۃ الخمریۃ) رکھا گیا کیونکہ درحقیقت یہ مجموعہ ہے حقایق و سلوک اہل طریقت کا اور گنجینہ آداب اہل شریعت کا بحمد اللہ تعالے لہ الحلی نعمائہ الجلی و نشکرہ علی الطافہ الخفی یہ کتاب لاجواب کا ترجمہ مجہہ فقیر ہیچمدان گمنام خانہ ان عبد الضعیف شیخ عبد القادر جیلانی حبیب اللہ بن السید صبغۃ اللہ قادری الشطاری رزقنا اللہ فضلہ علینا کے ہاتہ سے ماہ مبارک رجب المرجب ۱۲۸۱ ہجری مین آغاز کرکر اوسی ماہ مبارک ایام معراج افضل انبیا مکرم ۱۲۸۱ ہجری مین تمام کردیا برکات ہنگام تسوید کے خارج بیان سے ہین کیونکہ نہو کہ جناب معظم غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتہ سر پر تہے جیساکہ قول حضرت کا ہے ان یدی علی مریدی کالسماء علی الارض

یعنے دو ہاتھ میرے اپنے مرید کے سر پر مثل آسمان کے زمین پر محیط ہین۔ اور اِس قصیدۂ خمریہ مین فرمایا ہے مریدی یھم وطب واشطح وغنّی (یعنے اے میرے مرید قصد میرا کر اور شاد رہو اور کلمات توحید علانیہ کہو اور رغنی ہوجا میرے ارادت کی برکت دوسرے سے

اللهم اجعلنی مریده فی الحیاة ورزق وسیلته بعد الممات واحشرنی فی زمرة المریدین له واغفرلی ولوالدی ولمشایخی ولاخوانی فی النسب والطریقة والارادة لسیدی ومرشدی الاعلی السید عبد القادر الجیلانی ورغب المریدین للقراءة والعمل بهذه الکتاب بکرمك وحرمة حبیبك ونبیك محمد واٰله وصحبه ونائبه ووارثه بعده وسلم وشیوخ طریقتنا العالیة القادریة آمین یا رب العالمین

(اب یہان سے ترجمہ شرح عربی مولانا ابو الفتح فاضل الدین قادری کا لکھتا ہون)

بنظر غور وحضوری دل ملاحظہ فرماوین

وہ یہ ہے

# رفاعی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد بیحد بسزاوار ہے اس ذات پروردگار کو کہ جسنے ہمکو پیالہ شراب وحدانیت سے سیراب کیا۔ اور شکر بیحد لایق ہے اُس آمرزگار کو کہ جسنے سفرۂ نعم وصول فردانیت سے ہمکو ذائقہ خوش آب بخشا۔ پس ای بار خدایا سیر کر ہمکو لذتون سے انوار اسرار تیرے۔ و ای خدا ای خدا سیراب کر ہمکو آب سرد خصلتہای منعلے افکار و اطوار سے تیرے اور مست کر ہمکو شراب تحقیق پیالہ تجلیات حقیقۃ الحقایق سے تیرے۔ اور بیدار کر ہمکو خواب غفلت سے بیچ بشوارق شموس دقیقۃ الدقایق تیرے۔ ای خدا کشادہ کر سینہ کو میرے فتوح غیب سے تیرے جو طلوع کرتا ہے مشعلہای نظر سے تیرے۔ اور زیادہ کر مجکو علم مطالعہ مین روشنی انظار حضرت سے تیرے۔ ای پروردگار ایک قطرہ دریاے شراب فیض تیرا بچے کافی ہے۔ اور ایک نظر انظار احسان سے تیرے وافی۔ اور ایک تجلی لوامع تجلیات قدس سے تیرے پہاڑون پر سے رویت تیرے پھوڑتے ہر۔ اور ایک روشنی آفتاب کرم تیری طبقات ظلمت کو میرے روشن کرتی ہے۔ ای بار خدایا مجکو محبت تیری اور رسول مقبول تیرے جو ساقی شراب فیض کل ہے نصیب کر۔ کیونکہ نام تیرا شافی ہر مرض کا ابتداے وجود سے فنا تک ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ کوئی معبود موجود نہین ہے مگر تو۔ اور وہ رسول تیرا نبی اور تیرا نور ہے کہ جسکے نور سے عالم تمام ظہور فرمایا۔ رحمت کاملہ نازل کر اُسپر ایسی رحمت کہ جس سے موتیان دریا مین مغفرت کے ہر جلیس کنارے پر موج زن ہین۔ اور باغات خوشبوی عفو کے ہر شامل و کاہل کو معطر کر دیتے ہین۔ ای خدا دلون کو ہمارے اپنے نور سے روشن کر۔ اور سینون کو ہمارے قلبہو اُس نور کے کشادہ فرما۔ اور رحمت نازل کر اصحاب باوقار اور اہل بیت اطہار پر اُسکی جو مظاہر انوار جمال آسکے ہین۔ اور رحمت نازل کر تمام تابعین اور برگزیدگان آخرین پر

اُسکے خصوصًا فرزند دلبند پر اُسکے جو محبوب خدا کا اور وجود بخت صاحب لوا ہدایت کا ۔ اور نائب حقیقی اور وارث تحقیقی حضرت رسالت کا شیخ الکل الشیخ ابو محمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی ہے رضی اللہ عنہ وارضاہُ عنا ۔ اما بعد واضح ہووے کہ یہ محبوب آفتاب حقایق سرمدیہ کی تجلی چمکنے والی ہر اور مہتاب دقایق قدسیہ کی تجلی روشن ہے ۔ اور سالکین راہ حق کے اس ستارہ سے طرف وصول بیان سعادت کے راہ پاتے ہین ۔ اور دل عارفین طریق معرفت کے رموز مبدأ و معاد سے اُس کے روشن ہوتے ہین ۔ اور یہ ستارہ ایسا ہی کہ اُترا مقام فیض اقدس سے ۔ اور نازل ہوا مقام نفس النفس سے اور یہ قصیدہ اُسکا ایک قصیدہ ہے قصائد سے جو سیری بخشنے والی ہین باعث تمامی سائرین وادی این اور طالبین نعم کو ۔ اور یہ قصیدہ خمریہ نوریہ وہ ہے جو شیخ زبان کلیم سبحان جلیس باب یزدان ۔ مقرب خدا ۔ بحر زخار رموز اقطاب و اولیا ۔ خلیفہ آلہی ۔ سایہ خاتم انبیا حضرت رسالت پناہی ۔ واضع قدم علی رقاب اولیاء اولین و آخرین ۔ بعد اصحاب سید المرسلین کی زبان مبارک سے جاری ہوا ۔ اور یہ قصیدہ یک کلام ہے جو مقتبس ہوا ہے کلام خدا اور احکام حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ۔ گویا یہ کلام نفسی آلہی ہے لباس مین حروف و صوت کے وجود پایا ہے ۔ بلکہ یہ یک تجلی ہے کلام پاک کلام اللہ کی ۔ یہ قصیدہ ایسا کلام ہے کہ اگر دریا مین تمام سیاہی تحریر شرح اسرار ایسکے ہو جاوین ۔ اور درختان تمام قلم تسطیر حقایق مضامین اسکے بن جاوین مضمون اُسکا تمام نہ لکھہ سکینگے ۔ گویا یہ قصیدہ ایک رسالہ ہے رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو اُنکے نائب پر اُترا ۔ اور یہ ایک ہدیہ ہے ہدایا سے ہدایت سے کہ اُس نور چشم مظہر غائب پر آیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ عَلٰی مَا اَنْعَمَ عَلَیْنَا بِمَوَائِدِہٖ ۔ وَشَرَّفَنَا بِنُزُوْلِ عَوَائِدِ فَوَائِدِہٖ ۔ گویا یہ قصیدہ بیان شامل ہے اسرار ظاہر و باطن پر ۔ اور یہ تبیان حامل ہے انوار آفتاب روشن پر ۔ گویا یہ یک نعمت ہے نازل ہوئی واسطے عید اولین و آخرین ہمارے ۔ اور ہدیہ کیا گیا واسطے سر ظاہر و باطن ہمارے ۔ جیسا نسبت نہین ہے صبح کو چراغ سے کیونکہ آفتاب سے اُسکو چراغ سے

غنی کر دیتا ہے - ویسا ہے یہ قصیدہ خمریہ رموز حق کو ظاہر کردیتا ہے - پس بندہ عقیدت گزین ہدایت یافتہ بہامات حضرت غوث محی الدین ابوالفتح محمد فاضل الدین جو رموز اپنے ذہن کو ان پر مخصص فضل و فیوض سے رب ذوالمنن کے وارد ہوئے ہیں ظاہر کرتا ہے -

ای بار خدایا روشن کر اس کے دل کو انوار آفتاب حقایق طریقہ بزرگ قادریہ علیہ عالیہ سے - اور نگاہ رکھہ اسکو خلل و ذلل دنیا ے دنیہ سے - اور توفیق دے اسکو واسطے جمع کرنے اس فوائد بزرگ کے - اور تالیف کرنے اس نعمت بزرگ کے اِنَّكَ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ وَبِيَدِكَ اَزِمَّةُ التَّحْقِيقِ - پس تر واضح ہووے کہ یہ اسرار اکثر وہ ہین کہ خدا تعالیٰ بعد اوراد و تلاوت قرآن کے میرے دل پر الہام فرمایا - اور بعض وقت بعد نماز فرض کے میرے ذہن پر خطور کیا - اور تھوڑے اس مین غیر اوقات مذکور مین وارد ہوئے ہین - اگر غور کیا جاے یہ تمام اسرار ایسے ہین کہ وقت جذبہ الٰہی کے عنایات سے شیخ بزرگ کے مجہپر ظاہر ہوے - اور مجھے اس طرف عالم غیب سے ہدایت ہوئی - رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ يَا غَفَّارُ - اور یہ بہی جاننا چاہیئے کہ پہلے مین نے شرح اس قصیدہ مبارک کی دو بار فارسی مین لکہا تہا - یک وقت نام اسکا (رموز القادر) دوسرے بار (خمخانہ قادری) رکہا تہا - لاکن یہ دو نو وقت جو میری خاطر پر خطور کیا بطور مختصر حسب مقتضاے وقت تہا اسطرح کہ جبکی تقریر اور تصیح معانی بحسب ظاہر فہم مین آوے اور جلوہ جذبہ کا بہی دکہا وے - لاکن یہ بہی فضل خدا کا اور رحمت اس کی اسی کے لئے تہی کہ جسکو خدا چاہا - اب مجھکو الہام حضرت حق تعالیٰ سے ہوا ان معانی پر جو حسب اصطلاح صوفیہ اور بموجب حقایق قدسیہ ہین ظاہر کرون - اس حیثیت سے کہ جس کی تحریر سے ہر یک بہوکا سیر ہوجاوے - اور ہر یک پیاسا شراب معانی سے اس کے سیراب ہوجاوے - پس ساقی حقیقی سے امید رکہتا ہون کہ یک قطرہ شراب انگور انوار تحقیق کا میرے پیالہ دل مین ڈالے - اور مجکو شربتہوں پاک بارگی الٰہی سے سیراب کرے - ای بار خدایا مجکو پیالون سے تجلیات ... ... [illegible]

[illegible] انت الهادی وولی الرشاد واضح ہو کہ مینے اپنے پر لازم کر لیا ہے
[illegible] پہلے تحقیق معنی لغوی مفردات کے کرون - اور بعد اس کے بیان صیغون کا
بموجب [illegible] علم صرف اور قواعد نحو کے کہ جس قدر ضرور ہے بتالاؤن - اور بعد اس کے معانی
مرکب ہر یک شعر کے بموجب اصطلاح صوفیہ کے اور حسن بلاغت وفصاحت الفاظ و معانی کی
تفسیر کرون اگر خدا تعالے چاہے - اور یہ طریق مینے اس لئے اختیار کرتا ہون تا ہر یک صغیر
کبیر کی ضیافت عام کرون - اور ہر غنی و محتاج کی خدمت بجالاؤن یا رَبِّ اَجِبْ دَعْوَتِی
[illegible] هٰذَا الشَّرْحِ الْاَنِیْقِ وَالْاِیْضَاحِ الْاَوْفَقِ یَا غَفُوْرُ یَا رَحِیْمُ یَا وَهَّابُ
[illegible] الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ -
بہتر معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصیدہ مبارک وارد ہوا زبان شیخ بزرگ پر اس قبیل سے جیسا کہ
اِنَّ اللّٰهَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وارد ہے - یعنی یہ کلام صادر ہوا ہے محض ہوشیاری مین بحالی
جذبہ موروثی سے واسطے ہدایت اور تکمیل اقتضاے نیابت حقیقیہ کے چنانچہ خود حضرت نے فرمایا ہے
مَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَاِنَّمَا تَکَلَّمَ رَبِّیْ مِنْ لِسَانِ حَقِیْقِیْ - یعنی نہین کہا مین
اس قول کو اپنے فخر کے لئے بلکہ یہ کلام خدا تعالیٰ میری زبان سے کرتا ہے - قریب ہے کہ
تفسیر اس کی آیندہ بیان قصائد شریف اور قول اَنْتَ وَلِیِّیْ فِیْ مَقَامِ النِّیَابَةِ
وَالنَّائِبِ الْحَقِیْقِیِّ لِلنَّبِیِّ اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْوَارِثِ الْحَقِیْقِیِّ لِلرَّسُوْلِ اَفْضَلِ
الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مین بیان ہوگی - یعنی حق تعالے محبوب سبحانی کو فرمایا ہے
کہ تو ولی میرا ہے اور مقام نیابت حقیقی رسول اللہ کا جو اشرف انبیا ہین اور تو وارث حقیقی ہے
رسول افضل مرسلین کا - یعنی یہ کلام شیخ کا ظل وحی حق تعالیٰ کا ہے حسب مقتضاے وَمَا یَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کے - اور بیشک مقام سکر بہ نسبت صحو کے ایک کلام
ہے جو بے اختیاری سے کیا جاتا ہے - چنانچہ حضرت غوث الاعظم رضہ نے فرمایا ہے ناسوت شیطان
ہے ملکوت کا - اور ملکوت شیطان ہے جبروت کا - اور جبروت شیطان ہے لاہوت کا - کیونکہ مثال

اس کا ترقی سے باز رہتا ہے۔ پس جو شخص ارادہ کرتا ہے ترقی کو بصورت عدم وصول قلۂ عروج حقیقی سے ہلاک ہوتا ہے۔ پس واضح ہوا کہ کلام حضرت شیخ بزرگ کا صادر ہوا ہے مرتبہ عین حقیقت محمدیہ ﷺ میں جو باقی بقا حقیقت الٰہیہ ہے۔ پس متکلم بصورت زبان شیخ ہے اور در حقیقت وہ زبان حق ازلی اور ابدی ہے۔ اگر کوئی شخص گمان کرے اس کلام کو حالت سکر اور جذبہ کا اسپر پس وہ شبہ میں پڑا حق سے۔ اور جو شخص تسلیم کیا سکر کو اور گمان کیا سکر محمود پہ یا اس بات پر کہ سکر حضرت کا مثل دوسرے اولیا کے نہیں ہے پس وہ کوتاہی کیا حق سے بالتحقیق واسطے حق کے باوجود نہ اقرار حق کے حق سے اور جو شخص گمان کیا کلام کو حضرت کے ایسا کلام کہ حکم کیا گیا واسطے ابلاغ اُس کے علی رؤس الاشہاد اولیائے کامل پر جیسا قول قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کا حالت سکر پر اس سے بہی عجب ہے کیونکہ مامور واسطے تبلیغ کے منبر وعظ پر معذور نہیں ہوتا ہے۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ اہل سکر معذور ہوتے ہیں۔ اس لئے توبہ کرتے ہیں وہ اہل سکر اُس چیز سے جو صادر ہوئی اُن سے اس وقت میں کیونکہ حالت سکر کا کلام مخالف شریعت کا ہوتا ہے۔ اور نیابت نہیں متحقق ہوتی ہے مگر اُس وقت کہ ترقی سالک کی درجات تمام اُس میں موجود ہو۔ کس لئے کہ جو شخص باہر دروازہ کے ہو وہی کلام کرتا ہے جو لایق اُس کے ہے۔ اور جو شخص داخل مکان کے ہوا اور کرسی خطاب پر بیٹھے اور تاج خلعت کا خلعہائے وصال اور اطلاع اسرار مخصوصہ مقام بقا سے پہنے وہی کلام کرتا ہے جو حاصل کیا ہو خزاین کلام حق سے۔ اور دقائق کلام سے اُس کے کیونکہ حال شخص حضوری کا سوائے حال شخص بعید اور غیر حاضر کے ہوتا ہے۔ پس لازم ہے اسرار کلام کو اولیا کے جو خلیفہ حق تعالیٰ کے ہیں سمجھو تاکہ تجلی کرے تمپر اور ظاہر ہو وے تمہارے پر فیوضات اور فوائد اُن کے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ وَ اَرْضَاہُ عَنَّا۔ اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ قرآن کی تفسیر قرآن کرتا ہے اس لئے بعض آیات مقدم ہیں

بعض پر ہے۔ اور ایسا ہی حال احادیث ہو چکا ہے۔ اور اسی لئے حدیث شریف مین آیا ہے
مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ فِي نَارِ جَهَنَّمَ۔ یعنے جو شخص تفسیر کیا قرآن
کو اپنی رائے سے پس جا ہے نشست اُس کی جہنم ہے۔ اور یہ شخص اس وجہ سے ہے کہ
اطلاع مراد خدا تعالیٰ کی جو مخفی ہے علم اُس کا بندہ پر مشکل ہے مگر تو سل اُس چیز کے جو واجب
کرتی ہے فتح مقصود پر اور وہ آیات منصوص ہین۔ پس آیات منصوص دلیل ہین مراد آیات
متشابہات کی۔ پس جس بات مین آیات منصوص وارد نہو اُن کو اُنکے حال پر چھوڑ دینا
چاہیئے۔ اور یہی مذہب حق ہے آیات متشابہات مین۔ علی ہذا القیاس احادیث بھی ایسے
ہین کیونکہ وہ قبیل وحی سے ہین جو قلب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے
پس بعض احادیث تفسیر ہین بعض کے اور فرق کرتے ہین مجمل و متشابہ مین مثل آیات کے ایسا ہی
حال ہے کلمات صحابہ اور اولیاء اللہ کا۔ اور متقی لوگ انہین کی سنت پر چلتے ہین۔ اسلیے
مفسر کو مناسبت علمی اور حالی اُس چیز کے جو تفسیر کرتا ہے ضرور ہے۔ جیسا کہ تھی نسبت نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حق تعالیٰ سے اور صحابہؓ کو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے
اور اولیاء اللہ کو اصحاب سے۔ پس تفسیر کرنے والا کلام کامل کو شہادت کلام منصوص حضرت
کی ضرور ہے بغیر مناسبت معنوی کے از روے کسب یا فضل کے تفسیر کلام حضرت کی محال
ہے بلکہ موجب وبال۔ پس جو شخص صرف تبغیر دورکن مذکور کے بغیر مناسبت معنوی کے
قصد کرے شرح قصیدہ کو تحقیق خبط کیا۔ مگر وہ شخص کہ جس کو خدا چاہا۔
چنانچہ بعض ثقات سے مروی ہے کہ جد استاد مؤلف یعنی مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کو شیخ کامل
صاحب وصال قادری الطریقہ شیخ بلاول لاہوری نے واسطے ترجمہ کتاب غنیۃ الطالبین کے امر
فرمایا مگر مولوی نے شرح اُس کتاب کی اپنے علم ظاہری کے اقتضا پر اور سوال وجواب اپنے
ذہن رسا کے موافق لکھنا شروع کیا۔ اُسی اثنا مین حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو
خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین اِنَّكَ تَشْرَحُ كَلَامَنَا عَلٰى فَوْقِ ظَاهِرِ عِلْمِكَ وَاِرَادَتِكَ

فَاتُرُكْ یعنے تو شرح میرے کلام کی قوت علم ظاہری سے کرتا ہے چھوڑ دے وَاِلَّا تَسَاقُطْ عَلَیْكَ نِیْرَانُ الْقَہْرِ یعنے اگر نہ چھوڑے گا تو تیرے پر آتش غضب کی گرے گی اور جلد توبہ کر نہیں تو وادی خسران مین پڑے گا۔ ملا نے کمال خوف و دہشت سے خواب سے بیدار ہوا۔ اور مرشد کے نزدیک جا کر ذکر اس کا کیا۔ انہون نے استخارہ کیا اور حضرت سے اجازت حاصل کر کے ملا کو کہا کہ تو صرف ترجمہ تحت اللفظ بغیر کم و زیادتی کے تیرے فہم کے موافق کر مین تیرا ضامن ہوتا ہون اور تجھ کو کچھ ضرر نہ ہوگا۔ اُس وقت مولوی موصوف نے توبہ کیا اور آداب تمام کے ساتھ ترجمہ اُس کتاب کا لکھا۔ اور یہ تنبیہ محض اس لئے تھی کہ کوئی شخص بغیر ادب اور مناسبت معنوی کے مبادرت شرح کلام مبارک کی نہ کرے اور ادب سے مناسبت بھی حاصل کرے اور مروی ہے ایک عالم نے شرح اس قصیدہ مبارک کی اپنی قوت علمی سے لکھنا شروع کیا۔ حال آنکہ وہ کسی سے مناسبت نہ علمی حاصل کیا تھا اور نہ فضلی۔ بمجرد اس کے دیوانہ ہو گیا کوچہ و بازارین پھرتا تھا اور مٹی کھاتا تھا اور پاک اور نجس مین تمیز نہ کرتا تھا۔ لوگ تمام اُس کو دیوانہ کہتے تھے۔ ایک شخص نے قصہ اُس کا کسی بزرگ صاحب نسبت سے بیان کیا اُنہون نے استخارہ سے معلوم کیا کہ یہ رجعت شرح قصیدہ مبارک کی ہے۔ پس اس شخص کو توبہ کروایا اور یہ قصیدہ ہمیشہ پڑھنے اجازت دی تھوڑے ہی روز مین وہ عالم اپنی حالت اصلی پر آ گیا اور شفا کلی پا کر نسبت بھی حاصل کیا۔ پس اس اذکار سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر مناسبت معنوی کے شرح کلام مبارک کی مناسب نہین ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شکر خدائے عز و جل کا ہے کہ اپنے فضل و رحمت سے اس بندہ گنہگار کو بھی دو رکن سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے رسول نبی اَلْبَطْحٰی سرور انبیاء مکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت معنوی بخشش فرمایا۔ اور یہ حصول مناسبت از روے فضل و احسان ہے نہ از روے کسب کے۔ اور یہ فضل ایسا ہے جیسا مالک نے

نقل جنون شخصے از شرح قصیدہ بے ادبانہ بغیر حصول مناسبت

شکر بندہ بر حصول مناسبت

غلام پر بغیر کوئی خدمت لائیقہ کے کرتا ہے۔ یا بادشاہ اپنی رعیت کمینہ پر فرماتا ہے
اِس لئے کہ تا اپنا کمال جود ظاہر ہووے اور بندہ عاصی شرمندہ ہوکر اقرار کرے
کہ مجھہ عاصی اور کمینہ کو بغیر لیاقت کے نہایت جود فرمایا ہے۔
مؤلف کہتا ہے سوائے اِس کے اور بہت وجوہ ضرورت مناسبت کے ہین کہ یہان مین
اُس کو ذکر نہین کیا یہ ہی فضل شیخ بزرگ کا ہے رضی اللہ عنہ وعنا۔
پستر واضح ہووے کہ شیخ بزرگ نے اپنی کتاب (جِلَاءُ الْخَاطِر) مین فرمایا ہے کہ شرائط
سے ولی کے کتمان ہے اور نبی کے اظہار۔ معاملہ ولی کا اختیار مین خداتعالیٰ کے ہے اگر اُس معاملہ
کو خود ولی ظاہر کرے مبتلائے عتاب ہوتا ہے اور حال اُس کا سلب کیا جاتا ہے۔
اگر وہی معاملہ محض فضل سے خداتعالیٰ کے ظاہر ہووے ولی مواخذہ سے باز رہتا ہے
کیونکہ فاعل اُس کا ولی نہین ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے مجھہ سے پوچھا
کہ تمام شخص اپنے معاملون کو چھپاتے ہین اور تو ظاہر کرتا ہے اِس کا کیا سبب ہے مین نے
جواب دیا وَيحَكَ مَا اَظْهَرْنَا شَيْئاً هٰذَا يَظْهَرُ غَلَبَةً لَا قَصْداً یعنے افسوس ہے
تجھہ سے کہ مین کوئی چیز ظاہر نہین کرتا ہون بلکہ وہ خود غلبہ سے اُس کے ظاہر ہوجاتی ہے
جیسا کوئی حوض بھرا ہوا ہو جب لوٹ پانی کا آتا ہے وہ حوض اُبل کر بہجاتا ہے اور اطراف
اُس حوض کے پہیل جاتا ہے۔ ایسا ہی جو کچھہ مجھہ سے ظاہر ہوتا ہے بغیر اختیار میرے کے
اِنْتَهٰى كَلَامُهُ الشَّرِيفُ۔ پس مراد اِس کلام سے حضرت کے یہ ہے کہ مین جو ظاہر کرتا
ہون بموجب اشارہ اور امر اُسکے ہے پس وہ مجرد فعل خداتعالیٰ کا ہے۔
حقیقت اِس کی یہ ہے کہ جب سالک ارادت اللہ سے بھرجاتا ہے کوئی ذرہ ذرات سالک سے
نہین ہوتا ہے جو ارادہ اللہ سے نہ ہو بلکہ تمامی امور اُس کے اللہ ہی سے ہوجاتے ہین
فاعل جزو کل اُسکا اللہ ہی ہے۔ اِس لئے حق تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا
وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنے نہین چلایا تو تیرا اے حبیب میرے

بیان شرح ولایت و نبوت و حقیقت

ا ن ۱۲

[illegible]

جب چلایا لاکن اس تیر کو تیرے اللہ چلایا ہے یعنی یہ فعل تیرا اللہ ہی کا فعل ہے۔ پس نظر
اس کہ جو قول حضرت محبوب کا مِنْ شَرْطِ الْوَلِيِّ الْكِتْمَانُ ہے باعتبار صورت کے ہے اور
جب سالک خود باقی نرہے اور قصد سالک کا بذاتہ نہو تو اظہار معاملہ جائز ہے پس
اس قصیدہ مین اور دوسرے قصائد مبارک مین جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے وہ تمام
عواید و موائد اور فعل اور ارادت حق تعالیٰ کے ہین۔ اور اس معنی پر دلالت کرتا ہے
نام نامی حضرت کا جو عبد القادر ہے۔ یعنی بندہ قادر کا۔ کیونکہ بندہ کو نہ مال ہوتا ہے نہ
قدرت مگر وہ تمام مولا کا ہوتا ہے۔ اور جو چیز ہاتہ مین بندہ کے ہے وہ تمام مولیٰ
کی ہے۔ پس کلام حضرت کا محض کلام خداے تعالیٰ کا ہے لاکن ظاہر ہوا زبان
سے حضرت کے۔ جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شان مین کلام حضرت
عمر رض کے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ یعنے خدا تعالیٰ کلام کرتا ہے زبان
سے عمرؓ کے۔ پس جو شخص گمان کیا کلام کو حضرت کے ایسے قصائد مین کہ وہ حالت سکر
کی نہین وہ لذت کلام کو پایا۔ اور جو حالت سکر کی جانا وہ مقام کو اُن کے نہین دیکھا جو
نیابت محمدی ہے اور وہ نہایت مقتضے کمال صحو اور تمکین کے اور مورث التبلیغ و
افادہ ہے۔ پس اس توجیہ سے ظاہر ہے حمل غلبہ کا اُس کلام مین اور حمل سکر غیر
جائز بلکہ خطا اور قلت مناسبت کلام شریف کی ہے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا

[illegible]

اس مقام مین انوار آفتاب شیخ بزرگ سے اس مقتبس کے ذلپر نورین چمکتی ہین۔ اور
حصول سے اُس کے رد مخالف کے لئے جوابات دوسرے بھی وارد ہوے ہین منجملہ
اُس کے ایک یہ ہے کہ مرید اظہار نہین کرسکتا ہے اور مراد کو ضرور ہے کہ اظہار کرے
کیون کہ کلام مراد کا عین کلام خداے تعالیٰ کا ہے۔ چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ
مجکو فرمایا بِحَقِّيْ عَلَيْكَ تَكَلَّمْ يَا شَيْخ عَبْدُ الْقَادِرْ فَاِنِّيْ آمَنْتُكَ مِنَ الرَّدِّ
یعنے قسم ہے تجکو میری ذات پاک کی اے عبد القادر کلام کر تو پس مین تجکو امن دیا ہون

روست مخالف کے پس کوئی شخص کو امکان رد تیر سے کلام کا نہوگا۔ دوسرا یہ کہ ڈرنے والا عدم محافظت
مراتب سے کوئی چیز ظاہر نہین کرسکتا ہے لاکن وہ شخص کہ محافظت اُس کی خدائتعالی کرتاہے وہ شخص
ظاہر کرتاہے تیسرا یہ کہ جو طبیب کہ اُس کے نزدیک دوا رشافی بیماریان پوشیدہ ابدان وقلوب
کی موجود ہو وہ ظاہر کرتاہے چوتہا یہ کہ جو محجوب بنفس وکلام ہے ظاہر کرتاہے اور جو ایسا نہو ظاہر
نہین کرسکتاہی۔ پانچوان یہ کہ جو شخص کہ حقیقت کو اضعیاؤن کی جانتاہے ظاہر کرتاہے محض اِس
غرض سے کہ مرید زیادتی شہود وعیان کا اُس سے نفع پاوے اور یاد رکھے علم مقامات کاملین فوی
البرہان کو۔ اِس لئے بعد ذکر کمالات خارجیہ کے قصائد شریف مین حضرت نے طاقت فہم اور قدرت
ادراک کو بہی ذکر کئے ہین چنانچہ حضرت نے فرمایاہے ؎ وَمَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا ؛ وَاِنَّمَا
تَكَلَّمَ رَبِّيْ مِنْ لِسَانِ حَقِيْقَتِيْ ؛ وَمَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ وَاِنَّمَا ؛ اَتَانِيَ النِّدَاءُ كَيْ
تَعْرِفُوْنَ خَطَرَ نُفْقَتِيْ ؛ اور وصایا مین بہی حضرت نے فرزندون کو فرمایاہے لَا تَقِيْسُوْنِيْ
بِاَحَدٍ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ وَفَرْقٌ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْاَوْلِيَاءِ فَرْقُ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ
یعنے مجہے دوسرے کوئی ایک ولی کے مانند قیاس نہ کرو مابین میرے اور دوسرے اولیاء
کے اتنا فرق ہے جیسا مابین زمین اور آسمان کے ہی۔ پس جو شخص یہ امر نہ جانے کیونکر انوار
اور اسرار کو حضرت رضؓ کے حاصل کرسکتاہی۔ اِس لئے حضرت نے یک قصیدہ مین فرمایاہے اَنَا السِّرُّ
یعنی مین سر مخفی سر کا قول حق تعالی مین وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے حکمۃ اُس کی ہے۔ اور یہ فرمان محبوب کا
مطابق اور موافق فرمان اپنے منیب یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی جو حضرت نے
فرمایاہے اَنَا الْمَاحِيْ وَاَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِيْمٍ ۔ وَاَنَا كُنْتُ نَبِيًّا وَاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ
وَالطِّيْنِ ؛ اور یہ اظہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محض واسطے اظہار اِس امر کے
تہا کہ تا جانے رفعت شان اور علو مکان کو حضرت کے۔ پس ہر شخص نہین پہونچتاہے اس انوار
کو مگر بطلب تمام اور رسوخ ہمت بقدر ترقی درجات کے۔ اور آیات کریمہ جو واسطے اظہار جمال
اور جلال اور نعم وافضال کے وارد ہین محض اِس لئے ہین کہ بندگان خدا اُس کو سیکہین اور اِس کے

اجمال اور تفصیل سے مطلع ہووین جیسا کہ حق تعالیٰ قصہ موسیٰ علیہ السلام مین فرماتا ہے اِنِّیْٓ
اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا اور ایسا ہی اظہار کمالات قدسیہ کے لیئے واسطے انبیاء مرسلین
اور اولیاء کملین علیہم السلام وعنہم الرضوان کے تعلیم فرماتا ہے - دگر نہین تو بندگان خاکی کو ادراک
رب الارباب سے کیا مناسبت ہے - پس نائب کامل المکمل باقی ساقی شراب کمال و
ہدایت کا کلام نہین کرتا ہے مگر اس طریقہ پر واسطے تعلیم اور ارشاد کے - پس یہ کلام جو صادر ہے
غوث بزرگ سے کمال صحو اور ہوشیاری مین ہے بلکہ تمام شعور وحضور مین سایہ رسول منصور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے بعد والد ہور والشہور کے - پس حل کرنا اس کلام کا سکر پر ہرگز سزاوار نہین
ہے - کیونکہ سکر عادت متلونون کی ہے نہ متمکنون کی - اور نہ نہایت رسوخ کمال کی - چنانچہ
اس باب مین حضرت غوث نے آخر قصیدہ مین اشارہ فرمایا ہے ؎ وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ
الْکَمَالِ ؛ پس جو شخص کرسی نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھے اور اُن کے
تکیہ ہدایت وارشاد پر ٹیکہ دے - اور تاج تیجان غوثیت ثقلین کا پہنے اور خلافت کونین کی
اختیار کرے - کیونکر جائز ہوگا سکر اُسکو - اور کیونکر کلام کریگا وہ زبان سکر سے - کیونکہ تم دیکھتی
ہو کہ بادشاہ بزرگ ہرگز احکام نام سے کوئی لشکری کے گو وہ عہدہ بزرگ رکھتا ہو - اور منظور
نظر حضور ہو نہین لکھتا ہے - یہ بات وہ ہے کہ میرے خدا نے مجکو الہام کیا - اور مجھی دستگیری
حضرت سے مضبوط کیا اَللّٰھُمَّ اَیْقِظْنِیْ مِنْ مَنْ فَدَاتِ الْغَافِلِیْنَ وَاحْفَظْنِیْ مِنْ
خَطِیَّاتِ الْکَامِلِیْنَ اِنَّکَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ - رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا
حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یَا غَفَّارُ یَا سَتَّارُ

**مُقَدِّمَہ** چونکہ ہر تشنہ کو واسطے پینے آب سرد تحقیق کے پیالہ توفیق سے ضرور ہے
اس لیئے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ابیات اس قصیدہ کی اگرچہ مشہور ومعروف اس ملک مین
چھبیس ۲۶ ہین لاکن جو نسخہ صحیح مجھے عنایات حق تعالیٰ اور ہدایت محبوب خدا سے ملا ہے
اُس مین اُنتیس ۲۹ شعر ہین - چنانچہ اُس تین شعر زاید کو مین نے اثنار شرح قصیدہ مین اشارہ

کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ وَ اَفَادَ نَا اللّٰہُ بِفَضْلِہٖ۔ جاننا چاہیئے کہ ہر بیت اِس قصیدہ کی
یک باب ہے مقامات حقایق و مکشوفات کا چنانچہ قریب آگاہ ہوگے تم شرح مین ہر بیت
کے انشاء اللہ تعالیٰ لاکن مین بطریق اجمال لطیف اُن ابیات کو چھہ قسم پر تقسیم کیا ہون
یک قسم اُس سے بیان وصول مین ہے کہ جس سے حق تعالیٰ اپنی بخشش و کرم سے بنجھے
مشرف کیا۔ دوسرا قسم بیان مین اس مرتبہ کے ہے کہ نہین پاتے ہین اُسکو اقطاب واولیا
سے۔ جیسا کہ حضرت رضؓ نے بعض کلام مین اپنے فرمایا ہے۔ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ
کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ باوجودیکہ اولیاء اللہ بتکمیل مرتبہ کاملہ ازروے توحید و تقرب سرائر
حق پر مطلع اور مشرف ہوتے ہین اور خلعتون اور تاجون عزت سے سرفرازی پاتے ہین لاکن
اس مرتبہ محبوب رضؓ کو نہین پاتے ہین۔ قسم تیسرا بیان مین ولایت تصریف احوال اقطاب و
اولیا مین ہے جو قبیل ارشاد اور سلب سے ہے۔ چنانچہ حضرت نے اپنے کلام مین فرمایا،
اَنَا سَلَّابُ الْاَحْوَالِ یعنے مین سلب کرنے والا احوال اولیاء اللہ کا ہون۔ چنانچہ مین
نقل کرتا ہون اُس کلام بزرگ کو اور مثال نیک کو انشاء اللہ تعالیٰ معیت اشارہ تصرف
عام حضرت رضؓ کے بڑے بڑے کامون مین کہ جس سے تحیر ہو عقول کو اور ہیبت ہو فحول کو
مثل ٹکرانے سے پہاڑون کے اور خشک ہوجانے پانی دریا و نہرون کے۔ اور بجھہ جانے
آگ آتش خانون کے۔ اور زندہ ہونے سے مُردون کے۔ اور خبر دینے سے شہود و ورود
کے۔ قسم چوتھا بیان مین بذل رحمت و کرم حضرت رضؓ کے حق مین اُس مرید کے جو فنا ہو
ارادت مین شیخ کے اور طلب بقا کیا ہو سعادت مین اِس امر کے معیت اشارہ اِس بات
کے کہ امتثال کئے اہل آسمان و زمین ہی حکم حضرت رضؓ کو۔ اور ڈنکے حضرت رضؓ کے زمین
و آسمان مین بجلے گئے۔ اور شادیانے سعادت ازلی کے ظاہر ہوے۔ اور تمام بلاد ظاہر
و باطنی تصرف مین حضرت کے آگئے۔ اور مثل خردل چشم اعتبار مین مملوک ہوگئے۔
قسم پانچوان بیان مین اظہار فضیلت علم کے اور افادہ و استفادہ حضرت رضؓ کے باوجود حصول

مرتبہ وصول کے مثل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جیسا کہ حضرت سے نے فرمایا ہے اِنّیْ بُعِثْتُ مُعَلِّمًا وَاِرَاحَةً یعنے مین مبعوث ہوا ہون مین واسطے تعلیم اور راحت پہونچانے بندگان خدا کے۔ اِس لئے بعض معاندین جو کہتے ہین کہ رتبہ علم کا قبل وصول کے ہے بعد وصول کے ضرور نہین۔ یہ قول مخالف اعتقاد دانادلون کے ہے کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود کمال وصال کے فخر بعلم وافادہ فرمایا ہے۔ چنانچہ قریب معاینہ سے احادیث صحیحہ کے واضح ہوگا۔ اور اکمل اِس قسم کا بیان حال رجال اللہ ہے جو حضرت سے نے ظاہر فرمایا قَدَمِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ یعنے قدم میرا گردنون پر مردان خدا کے ہے۔ اور یہ کلام حضرتؓ سے نے صرف واسطے دفع توہم اقتصار مرتبہ علم کے فرمایا۔ قسم چہٹا بیان مین تسلی مریدون کے واسطے تحصیل مرتبہ علم حقیقت کے ہے کہ جس کے سبب حضرت آدم علیہ السلام سے نے خصوصیت پایا اور حضرت حق تعالےٰ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ آخر آیت تک اِنکی شان مین فرمایا ویسا ہی حضرت سے نے اپنے مریدون کو فرمایا ہے بِاَنِّیْ غُزُوْمٌ قَاتِلٌ لِکُلِّ وَاشٍ فَلَا تَخَفْ یَا مُرِیْدِیْ فِیْ قَطْعِ مَنَازِلِ الْقُرْبِ الْعِلْمِیِّ وَالْحَقِیْقِیِّ یعنی مین جنگ کرنے اور قتل کرنے والا ہون ہر سخن چین کو اسے میرے مرید تو خوف نہ کر قطع منازل قرب علمی اور حقیقی کے لئے۔ پس اشارہ فرمایا وطن کو اور خطاب کو اپنے جو عند اللہ ہے۔ اور تصریح فرمایا مقام کو اپنے اجمالاً لفظ مخدع سے کہ جس مقام مین سوائے محب اور محبوب کے دوسرا نہین ہوتا ہے۔ اور ختم فرمایا قصیدہ کو اپنے نام پر اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو صاحب چشمۂ کمال ہین۔ پس اختتام اور اقتران اور اجماع مین اِن دونامون کے یک لطف خاص یہ ہے کہ نائب بہی مثل منیب کے ہے۔ اور مین اِس قصیدہ مین چہ قسم اس لئے کیا کہ جہات محیط عالم کے چہہ ہین اور یہ قصیدہ بہی مظہر اسم المحیط الفعال کا ہے یہ امر اہل دل سے کہ جس کی

شان مین عَلٰی مَنْ لَہٗ قَلْبٌ وَ اَلْقَی السَّمْعَ وَ ھُوَ شَھِیْدٌ وارد ہے مخفی نہین ہے
پس اے بار خدایا ثابت رکھ ہمکو عمل پر قرآن مجید کے ۔ اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حسن
ابتدار و اختتام مین اِس قصیدہ مبارک کے کئی وجوہ لائقہ ہین ۔ اوّل یہ کہ ابتدأ
قصیدہ مین جو لفظ سَقَا بصورت شفا ہے گویا متجانس شفا رکا ہے پس اس لفظ مین رمز
یہ ہے کہ جو شخص اِس پیالہ کو دست محبت سے پیا امراض مزمنۂ عروق دل سے
شفا پایا ۔ پس طالب صادق کو چاہیئے کہ اِس شراب صاف کو پیالہ رباقیہ سے بدست
محبت پیوے ۔ اور معنیؔ یہ حسن ہے کہ خواہشات ردیہ جو طبیعت انسان مین جبلّی ہین
اُسکا نکالنا بغیراز پینے اِس شراب کے کہ جو جذبہ پیدا کرنے والی اور جلا دینے والی
دل عاشقون کی ہے نہین ہو سکتا ہے ۔ گویا یہ صفت شراب کی اَلنَّارُ الْمُوْقَدَۃُ
الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ ہے ۔ گویا حضرت رضؔ نے اِس شعر مین اشارہ فرمایا ہے
کہ اے لوگو جو دلمین تمہارے مرض جبلی ہے اُس کے دفع کے لئے اِس شراب محبت
کو پیو کہ یہ شراب گرم اور روشن ہے کہ اِس سے پردے اخلاط فاسدہ مورث انواع
خلل اور امراض کے تمام جلجاتے ہین ۔ اور عاشقین وصال حق کا پاتے ہین ۔
٢ دوسرا یہ کہ شیخ بزرگ نے اِس ابتدار مین اشارہ فرمایا ہے کہ توشہ سفر روحی کا جذبہ
ہے کہ جس سے تقوی دلی حاصل ہوتا ہے چنانچہ حق تعالےٰ فرمایا ہے فَتَزَوَّدُوْا
فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی یعنے توشہ آخرت کا کرو پس تحقیق بہترین توشہ تقوی ہے
گویا اِس مین اشارہ ہے کہ متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاصل کرو
کہ توشہ آخرت کا یہ ہے ۔ تیسرا یہ کہ ہر طالب حق کو لازم ہے کہ ہمیشہ ہتیار سے محبت خدائے
تعالےٰ کی مُسلح رہے ۔ اور ظل محبت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو موجب
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ لازمی ہے اِس راہ پر
خوف مین قدم رکھے اور لباس محبوب کا پہنے اور رنث فی پیشانی ارادت پر لگالے تاچہ

بیان وجوہ حسن ابتدا و اختتام قصیدہ

راہزن اُس کو نہ روکین جیسا کہ حق تعالیٰ فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ یعنے آگاہ رہو تحقیق کہ دوستان خدا پر شیطان کو غلبہ نہین ہے۔ اس لئے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبرؓ کو غار مین فرمایا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنے مت ڈرا اور غم نہ کر اے ابو بکرؓ خدائے تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ جیسا دنیا مین دوستدار پادشاہ کو کوئی چور اور راہزن اور باغی راستون مین اور شہرون مین مزاحم نہین ہوتا ہے بوجہ اس کے کہ یقین کرتا ہے کہ بادشاہ غالب کو رعایت اسکی ہر لحظہ پیش نظر ہے اور خفیۃً فوج کرار اس کی محافظت کو مقرر فرمایا ہے۔ ایسا ہی حق تعالیٰ اگرچہ قرآن مجید کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلباس حروف نازل فرمایا ہے لاکن فوج ملائکہ کی اُس کی حفاظت کو مقرر فرمایا ہے تا نصوص مین اُس کے خلل انداز نہ ہو اور حافظ لوگ اُسکو یاد کرین۔ چوتھا یہ کہ آغاز مین اس قصیدہ کے حضرتؒ نے اشارہ فرمایا ہے کہ جذبہ حسنیہ جو مورث الکمال ہے جسنے اُس کو چکھا وہی جانا۔ اور جسنے نہین چکھا نہین جانا ایسے بہت وجوہ حسن ابتدا قصیدہ مبارک کے ہین تمامہ اسکو بیان کرنے سے طاقت طاق ہے۔ اس لئے کچھہ وجوہ حسن اختتام کے بھی بیان کئے جاتے ہین۔ ایک اُس سے یہ ہے کہ نہایت رجوع کرنا ابتدا تک عمل بشریعت ہے اور نزول کشفی عروج بحقیقت۔ پس سالک صادق کو ضرور ہے کہ ہمیشہ شریعت پر نگاہ رکھے کیونکہ مقولہ ہے کُلُّ طَرِیْقَۃٍ رَدَّھَا الشَّرِیْعَۃُ فَہِیَ زَنْدَقَۃٌ یعنے ہر طریقت کہ اُس کو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رد کرے وہ جہنمی ہے کیونکہ شریعت خلعت موجب ہے۔ دوسرا یہ کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعیان ثابتہ مین چشمہ کمال ہے جو منبع نور سے ظہور فرمایا اور تربیت اُس کی مرتبۂ احدیت محض مین خاص انظار قدسیہ الٰہی سے ہوئی ہے کہ بیان جسکا اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ مِنْ نُوْرِیْ وارد ہے۔ یعنے حضرت نبوت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نور احدیت حق تعالیٰ کا ہون اور مخلوق تمام میرے نور سے وجود پاے ہین

یعنے منفذ دریاہاے تفصیل کا وہی مرتبہ ہے۔ اور من حیث العروج یہ مرتبۂ نبوّت وسیلہ ہی واسطے جمع کے تفرقہ حاصلہ نزول سے اسفل السافلین کے بمقتضی ایمان اور عمل صالح سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بقولہ آیۂ کریمہ وَابْتَغُوا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ یعنے ڈھونڈھو تم اللہ تعالیٰ کی طرف واسطہ کو اور کہا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یعنے کہدے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤمنون کو اگر تم دوست رکھتے ہو خدائیتعالےٰ کو پس پیروی میری کرو۔ پس ہر سیر کرنے والا عروج و نزول کو لازم ہے کہ چنگل دامن کرم اور احسان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مارین؟ ظہور نور اور عروج حضور کا حاصل ہو۔ تیسرے وجہ یہ کہ وہ اختتام اشارہ کرتا ہے کمال کو حضرت غوث اعظم رضے اللہ عنہ کے جو ظل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین چنانچہ قول وَاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ اور وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِی الْاَصْلِ رَبَّانِیْ اشارہ اُس سے ہے۔ چوتہا یہ ہے کہ تربیت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی چنانچہ بیعنے کلام پاک مین حضرت موصوف رضؓ نے فرمایا ہے لَامِنَّۃَ عَلَیَّ لِاَحَدٍ، بَعْدَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، پس ثابت ہوا کہ شیخ بزرگ نے طریقہ وصول کا بلا واسطۂ غیر کے اپنے جدؓ سے حاصل فرمایا ہے۔ اگرچہ بظاہر شیوخ حضرت رضؓ کے اور بہی ہین لاکن پہلے سب سے ارشاد طریق واہداے رحیق یعنے شراب خالص محبت حق تعالےٰ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین (۲) خرقہ خلافت مین حضرت شیخ الشیوخ ابو سعید ابو الخیر مبارک المخزومی رحمۃ اللہ علیہ (۳) استفادہ صحبت مین شیخ حماد دباس رحمہ اللہ علیہ ہین اسلئے حضرت کو ہمیشہ اتباع شریعت اور کمال صحو رہا چنانچہ آپ نے ذکر فرمایا ہے بِاَنِّیْ کُلَّمَا نِلْتُ مَنْزِلَۃً وَوَصَلْتُ وُصُوْلًا اِنَّمَا کَانَ تَشَبُّثِیْ بِذَیْلِ النَّبِیِّ یعنے مین نہین پہونچا منزلت اور مقام وصول کو مگر پکڑنے سے دامن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اِس لئے حضرت رضؓ سے کوئی کلام مثل اولیاے دیگر

بزرگ شیوخ حضرت غوث اعظم

جز اتباع شریعت

جیسا کہ اَنَا الحق اور سُبحَانِی مَا اَعظَمَ شَانِی اور لَیسَ فِی جُبَّتِی سِوَی اللہ ہے
مخالف شریعت صادر نہین ہوا بلکہ حضرت رضہ نے فرمایا ہے کہ مین ابتداءً اور توسط اور
انتہا مین قولاً و فعلاً و حالاً و مقاماً و بقاءً و فناءً و نزولاً و عروجاً و صبراً و رضاً
و توکلاً و شکراً تمامی منازل مین تابع اپنے جد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
ہون لِاَنَّہٗ ھُوَ عَینُ الکَمَالِ کیونکہ وہ چشمہ تمام کمالات کے ہین۔ اور کوئی کمال بغیر
کمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہین ہوتا ہے۔ اور جو کمال کہ بغیر تشبث
دامن اُنکے اور طفیل اُنکے ہو وہ سراسر گمراہی اور وبال ہے۔ اِس لئے صاحبان
قول اَنَا الحق اور سُبحَانِی مَا اَعظَمَ شَانِی نے جو حالت جذب مین فرمایا ہے بسبب
ترک اتباع آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توبہ اور استعاذہ کیا ہے سُبحَانَ اللہِ
العَزِیزِ الکَرِیمِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ لایق غور ہے کہ شیرخوارگی
اور گہوارہ مین بہی اتباع جد کی ترک نفرمائی اور روزہ رمضان کا رکہا۔ اَللّٰھُمَّ زِدنَا
نُورًا وَّعِلمًا وَّرَحمَۃً وَّاھدِنَا اِلیٰ مُتَابِعَۃِ حَبِیبِکَ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ۔ پانچوان حُسنِ اختتام قصیدۂ مبارک کا یہ ہے کہ وہ اسم مبارک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اختتام ہوا ہے کیونکہ ذِکرُ الحَبِیبِ مَحبُوبٌ مشہور ہے
چنانچہ روایت ہے کہ زلیخا رضہ نے ذکر پر یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے یا ذکر پر
اپنے مجلس مین یوسف ع کے خزانہ تمام اپنا خرچ کر دیئے تہے۔ ایسا ہی تمام مسلمانونکو
ضرور ہے کہ ذکر خدا و رسول مین ہمیشہ خزانہ اپنی عمر کا صرف کیا کرین افسوس
ہے کہ اکثر لوگ اِس سے غافل ہین اَللّٰھُمَّ اَیقِظنَا عَنِ الغَفَلَاتِ۔ چہٹا حسن
اِس قصیدہ کا یہ ہے کہ جامع ہے تمامی منازل قربت اور کمال کو پس جو شخص اِس قصیدہ
کو بمتابعت شریعت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑہیگا کمال ظاہری و باطنی کو
بیشک پہونچ جاویگا۔ ساتوان یہ کہ قاری کو اِس قصیدہ کے مطلق کمال علم اور عمل اور

شہود اور وصول دنیا و دین کا اور پیروی شریعت کی حاصل ہوگی ۔ اور بسبب اسکے ختم اس قصیدہ کا لفظ کمال پر ہوا ہے چونکہ حروف لفظ کمال کے تمام خالی نقطہ سے ہین طالب اسکا ہی چاہیئے کہ تمام ارادات سے کہ (جو چشمہ وجود نفس اور روح سے پیدا ہوتی ہے) خالی ہوجاوے اور شراب خالص چشمۂ کمال کا (جو فراغ ماسوے اللہ سے ہوتا ہے) پیوے بلکہ علم حقیقی سے بھی خالی ہوجاوے چنانچہ بیان اسکا انشاء اللہ تعالی قریب مذکور ہوگا

پس جاننا چاہیئے کہ وصول الی اللہ ایک ایسا امر سترگ ہے کہ عقل کو اُس مین دخل نہین ہوتا ہے اس لئے اکتفا عقل پر اُس مین جائز نہین ہے بلکہ حق تعالی پیغمبرون کو محض اسی لئے مبعوث فرمایا ہے تا طریق وصول الی اللہ بیان فرماوین ۔ کیونکہ عقل اگر قوت استدلال سے ہزار بار اُڑے مقام وراء الورا تک نہ پہونچی گی کیونکہ یہ مقام ایسا ہے کہ پرون کو عقل کے جلا دیتا ہے اور وہ مقام ادراک سے بشر کے خارج ہے کیونکہ خدا تعالی کلام قدیم مین فرمایا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ یعنے نہین پاتی ہے اس کو بصارت صاحب بصیرت کی بلکہ پانے والا بصیرت تمام کا وہی پروردگار ہے ۔ پس ثابت ہوا کہ طریق وصول الی اللہ کا صرف ارشاد سے اللہ ہی کے حاصل ہوتا ہے عقل کو اُس مین دخل نہین ہے ۔ اسلئے بہت سے اشراقین جو بڑی بڑی ریاضتین کئے اور حقایق باریک اشیاء کو پہنچے لاکن حقیقت حق کو نہین پائے بلکہ علی الرغم ورطۂ حیرت مین پڑگئے اور میدان حسرت مین مبتلا ہوے ۔ پس طریقہ وصول عقلی کا محض ناقص و غیر تام ہے ۔ باقی رہے دو طریق نقل کے ۔ ایک اُس سے طریقہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جس کے لئے قرآن مجید جو صفت اُس کی شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ مِن كُلِّ دَاءٍ اور مَا مِن رَّطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۔ واقع ہے نازل ہوا ہے ۔ خصوصا شریعت ملت روشن اور مذہب مبرہن ہے تمامی حاجات کو اسباب وصول الی اللہ

جمع کرتی ہے - پس اس شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو شاخ ہین -
ایک تقلید - دوسرا استدلال - پس تمامی اشیا را مر و نہی مین تقلید حضرت نبوت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خود حضرت حق تعالی امر فرمایا ہے فَمَآ اٰتَاکُمُ النَّبِیُّ
فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا یعنے جو چیز لائی تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یعنی آنحضرت صلعم نے امر فرمایا پس اختیار کرو تم اسکو - اور جو چیز کہ تمکو اس سے
منع فرمایا ہے باز رہو تم اس سے یعنی دلیل ظاہر سے تجاوز نہ کرو اور اسرار باطن کو اسکی
مت ڈھونڈھو کیونکہ ظاہر تمام نقل ہے علماء سے کہ وہ نقل کرتے ہین صحابہ سے
اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ایمان انکا معتبر ہے اور وہ جو کچھ
کہین اس مین کوئی قصور بحیثیت نقص نہین ہوتا ہے اس لئے تقلید انکی تمپر لازم ہے
اور اس مرتبہ مین تقلید کے تمکو خوف مزاحمت شیطان رجیم کا نہین رہے گا اگرچہ
خوف شک کا ہے - دوسرا دو شاخ شریعت سے استدلال اور اطلاع وجوہ مسائل
اعتقادیہ اور عملیہ از رمے اصول و فروع ہے اور یہ شاخ قوی تر ہے اول سے
تقلید مین اس کی خوف مناظرہ شیطان کا جو چھ سو ہزار سال سے پڑا ہے نہین ہے
چنانچہ حق تعالے اس سے اشارہ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ
یعنی بندگان خاص پر میرے ای شیطان تجکو غلبہ نہین ہے - اس لئے یہ طریقہ علم
استدلال کا منصب خواص علماء کا ہے - جیسا کہ شاخ اول منصب عام مسلمانون کا ہے
کہ حق تعالی انکو طرف حق کے ہدایت فرمایا ہے - دوسرا طریقہ محمدی سے صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے جو طریقہ نقل ہے طریقت ہے کہ وہ درحقیقت اطلاع اسرار خفیہ اور نکات
و اشارات دقیقہ کے ہین کہ جس سے پردہ تقلید کا بالکل زائل ہوجاتا ہے - اور استدلال
اسکا طریق کشف و معائنہ سے ہوتا ہے کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
خدا تعالی سے چاہا اور دعا فرمایا اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ یعنے ای بار خدایا

شریعت تقلیدیہ

شاخ استدلال القرآن
دوسری شاخ

دوسرا طریقہ
محمدیہ

بتلا محب کو حقیقت اشیار کی جیسا نفس الامر مین ہے۔ اور یہ طریقہ خاص پہلے انبیار کا بعدہٗ اولیار کا ہے جو وہ اُسکو پہنچے ہین۔ لاکن اِس کے لئے مقدمہ لازمی واجب الرعایت شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اِس لئے انبیا، اور اولیا، بعد حصول علم وعمل کے امور ظاہری سے باطن تک پہونچکر فنائے کلی وجود سے حاصل فرمائے ہین۔ اور لباس بشریت سے خالی ہوکر انوار الٰہی سے متجلی ہوئے ہین۔ اور مرتبہ ستر وشہود کو پہونچکر منازل نزل سے اطلاع پائے ہین۔ اور اسی نزول سے ذروہ رفیق اعلیٰ تک عروج کئے ہین۔ اور اِس مرتبہ مین تجلی ذاتی احدی وجہ حق کی اُنکے لئے ظاہر ہوتی ہے۔ اور اِس مرتبہ مین وجہ غیر حق اُنسے مستور رہکر کلام مثل لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّارٌ۔ اور اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وغیرہ صادر ہوتا ہے۔ لاکن یہ طریق نہایت کہرا اور شراب خالص گرم کا اثر رکہتا ہے کہ جس کے تلاطم امواج سے قتل عاشقین کا ہوتا ہے۔ اور فوجین لشکر اِس کے تلوار فنا سے مجذوبین کو مارتے ہین کیونکہ یہ طریقہ شیونات تجلیات حق تعالیٰ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور کسیکو اِس سے انکار نہین ہے۔ اِس لئے طریقہا بحساب بعدد انفاس تمام سائر وزائر وغابر وسالک وطائر کے جو اقسام اولیاء اللہ مین ہوتے ہین۔ لاکن اِن طریقون مین اکثر غرق اور حرق اور رعد اور برق وغیرہ دیکہا جاتا ہے پس جو شخص فلک شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چڑہا کنارہ عروج وصال کو پہونچگیا۔ اگر نہین رد ونیل ہلاکت مین گرا اور ڈوب گیا۔ اور یہ طریق استدلال شریعت اگرچہ بعد حصول کے نہایت بزرگ اور کامل ہے حصول اور وصول کو اِس کے بڑی موانع ہین جو سابقین مین نہین تہے۔ پس جو شخص کہ پکڑا دامن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور پیروی تمام اُن کی کیا مقام دَنٰی فَتَدَلّٰی کو پہنچکر حاضر حضوری پروردگار مین ہوا۔ گویا یہ مقام مثل کبریت احمر اور آفتاب انور کے بزرگ وبلند و کمیاب ہے۔ اِس مقام کو افراد اولیا بحسب درجات پہونچتے ہین۔ اور اِن اولیاٗ

ہین بعضے سالک ہین۔ اور بعضے مجذوبین۔ اور بعضے مجانین۔ پس ان مین بعد صحابۂ کرام کے جو نائب مطلق ہے وہ خلیفہ ہے ہر زمانے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور وہی غوث الاعظم رضی نائب خاص خدا کا غیر المعزول الی یوم القیامہ ہوتا ہے بلکہ اُس کو ہمیشہ روز قیامت تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ رازداری ہوتی ہے۔ سوائے اُس کے دوسرے اولیاء اللہ کو یہ مرتبہ نہین ہوتا ہے۔ اور اُسیکے لئے مخدع یعنے مقام خاص ہے کہ دوسرے اصفیا کو وہ مقام نہین ہے۔ اور کلام اُسکا ملوک الکلام ہے۔ اور خطاب اسکا اعلیٰ ترین خطاب ہے۔ اور وہ غوث اعظم رضی کلام کرتا ہے زبان خفا رخاص سے۔ اور اُس کو سوائے خدائتعالیٰ کے دوسرا نہین جانتا ہے۔ اور یہ بیان مین خاص اس لئے کیا ہون تا معلوم ہووے کہ ہر کلام کا یک متکلم ہوتا ہے اور ہر خطاب کا یک مخاطب۔ اور جو شخص باہر دروازہ کے ہو اُسکو اندرون مکان کے شخص کے ساتھ قیاس کرنا نہین ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جو اندرون ہوتا ہے وہ ہمیشہ روبرو مَلِیکِ مُقْتَدِرْ کے حاضر رہتا ہے اور کرسی کرامت پر بیٹھتا ہے اور حجرۂ خاص مین جائے پاتا ہے۔ پس ان امور کے بیان کو بخوبی یاد رکھیئے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَزِدْنَا عِلْمًا وَّ نُوْرًا وَّ هُدًى پس جاننا چاہیئے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے آغاز مین اِس قصیدہ کے اشارہ فرمایا ہے اپنے مقام کو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور ذکر فرمایا ہے لفظ سقی اور حب اور کُؤُسُ الْوِصَالِ کو محض اس غرض سے کہ رگ شوق طالب حق کے استحصال مین اس کی حرکت کرے اور جبین کوشش کی واسطے وصول باب سلطان کے عرق آلود ہووے۔ کیونکہ عادت ہے جب کسیکے روبرو ذکر محبوب خوش روکا ہوتا ہے شوق وصال اُسکا زیادہ ہوتا ہے۔ اور استحصال مین اُس کے سعی بلیغ کرتا ہے۔ اگرچہ

نامعلومی متاع دشوار کے۔ اور دشواری اغراض کے واسطے لاغر کرنے اور توقف و غفلات
ظلمات بشر کے لئے (کہ جس سے انقطاع الے اللہ ہوتی ہے) کافی ہے۔ کیونکہ
یہ اسباب تمام پستی اور بیکاری کے ہین۔ مگر وہ لوگ نہین ڈرتے ہین جو یاد کرتے
ہین ذکر آمادگی وصول و شہود محبوب کو۔ اور شراب اور ساقی اور پیالہ مرغوب کو
اور دیتے ہین پیالہاے شراب طالبین کو ہاتہ سے فضل و سخا کے معیت علم موالفہ
رویت جمال اور شہود کے۔ اور اُٹھاتے ہین پردہ کو مُنہہ پر سے اُس کے روبروے حق
تعالیٰ کے اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا۔ یعنے
بدرستیکہ یہ یاد دلانا ہے اُس شخص کو جو چاہے لیوے طرف پروردگار اپنے راہ
کو۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ نیکبختون کو جس وقت زیادتی شوق بعض عشاق کا ہوتا ہے
اور اُن کو خبر دیجاہے تے ہی تغافل و تجاہل سے اُن کے ارادہ سے بذل وجود کے
طرف معشوق کے۔ اور خبر دیجاتی ہے کہ وہ معشوق ان لوگون کو جو نزدیک
اُس کے پہونچگئی اور پیالہ وصول پی لئی کہتی ہے کہو تم اُن کو کہ نیکبختان قادر
ہوگئے تمکین عام کو فیض تمام سے پس پلایا اُن کو جب اُسکا پیالے وصال کے
اور پکارا محبوب ہر ایک محب کو آو آو۔ بمجرد اِس کے رگ طلب اُس کی حرکت
کرتی ہے۔ اور سعی طلب کی تازہ ہوتی ہے یہانتک اگر یک بوڑہی فرتوت ہو
تو بھی طلبگار خریداری یوسف علیہ السلام کی ہوتی ہے۔ اور واسطے بیچ دینے تمام سرمایہ
اپنے اُس کے وصال کے لئے مستعد ہو جاتی ہے۔ اس لئے کوئی شخص طلب طریق
حق کو تعداد نہین کرسکتا اور حصر سے اُس کے عاجز ہوتا ہے۔ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَخْتَصُّ
بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ یعنے خداتعالیٰ خاص کرتا ہے
اپنی رحمت کو اُس شخص کے لئے کہ چاہے۔ اور اللہ صاحب فضل بزرگ کا ہے۔
گویا حق تعالے اِس آیت مین اشارہ فرماتا ہے اے طالبین آو صدق و یقین کے

ساتھ اور مضبوط پکڑو رسن استواری کو اور جلد آؤ تم محبوب خوش رو و نیکبخت کی
طرف۔ تا شراب اور پیالہ نفحات رشاد حاصل کرین۔ یعنے اے عاشقو آؤ میری
طرف فنا اور فدا کے ساتھ کیون کہ مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَ مَنْ وَجَدَنِیْ
عَشَقَنِیْ وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ۔ یعنے جسنے مجکو طلب کیا پایا۔ اور جسنے پایا عاشق
ہوا۔ اور جسنے عاشق ہوا مینے اُسکو قتل کیا۔ اور جسکو مینے قتل کیا فدا کیا مین اُسکو
کہ خدائیتعالے خریدتا ہے مسلمانون سے جانون کو اُن کی۔ سُبْحَانَ مَنْ عَظُمَ
جُوْدُہٗ وَ اِمْتِنَانُہٗ وَ تَقَدَّسَ ذَاتُہٗ وَ بُرْھَانُہٗ۔ یعنے پاک ہے وہ شخص
جو بزرگ ہے سخاوت اور احسان اُسکا۔ اور پاک ہے ذات اُس کی اور دلیل اُسکی
یعنے اُس کے احسان کا سبب ہے کہ بندون سے خراب لیتا ہے بہتر اُس سے دیتا ہے
پس احسان کو اُس کے کون شمار اور حصر کرسکتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّ
وَ تَعْلِیْمًا فِیْ شَرْحِ مَعَانِیْ اَسْرَارِ الْقَصِیْدَۃِ الْحَمِیْدَۃِ وَ ارْزُقْنِیْ نُوْرًا وَّ
ھُدًی وَ رُسُوْخَ الْاِعْتِقَادِ وَالْعَقِیْدَۃِ۔ پس جاننا چاہیئے کہ قصیدہ لکھنے والے
اور شراب عشق پینے والون کو عادت ہے کہ ذکر محبوب اور حب کا اکثر ابتدا مین
اُس کے محض اس غرض سے کرتے ہین کہ طالب کو شوق تمام پیدا ہو۔ اور اکثر اُن
مین ذکر عہد وصال اور غلبہ ہجر و وصال کا ہی ہوتا ہے۔ لاکن شیخ بزرگ رضؓ نے طریق
جدید اور بیان پسندیدہ کو اس قصیدہ مین چند وجہ سے اِس طریق پر اختیار فرمایا کہ
پہلے اُس مین ذکر محبوب ہو بعدہ وصال اور بعد اُس کے خمر اور اُس کے بعد فیروزی
ہرایک امر کی آرزوے وصال اور رویتہ جمال کے ہووے۔ کیونکہ بسا وقت ہجر کو
کوشش طالبون کو مفید نہین ہوتا ہے اور نفوس بشر متحمل زیادہ تر سختی اور مشقت
کے نہین ہوتے ہین۔ اور رجوع طرف سرور کے اور جرأت طرف حضور جلوہ محبوب

ومنظور کے دشوار ہوتی ہے۔ اگرچہ یاد کرنے سے وصال مع المحبوب کے بلندی
اعلی منازل کی بلکہ ترقی مکان عالی ورا الورا حضور تک کی حاصل ہوتی ہے۔
اور قوت ہر ایک ضعیف کا قوی اور غالب ہوتا ہے۔ لاکن فراق مین اکثر نفوس
ناخوش ہوتے ہین اور بے صبری سے بھاگ جاتے ہین۔ اِس لئے طریق پسندیدہ
یہ ہے کہ ذکر وصال محبوب اور شراب و ساقی مرغوب اور حب کا کیا جاوے تا
سامعین راغب۔ اور صادقین طالب کو شوق زیادہ ہوکر قطع صحرا، فراق کرکے برفع
حجاب لذت پاوین۔ اور شوق اور خیال مین لذت شراب وصال کے بیقراری اور سوزش
دل کو دفع کرین۔ چنانچہ حقیقت اِس کی انشاء اللہ تعالی قریب اطلاع ہوگی۔
پس جاننا چاہیئے کہ واجب ہے ہر متکلم پر کہ کلام کرے کلام ذی شرف سے کہ جو مفہوم
ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِی بَالٍ اَنْ یُبْتَدِیَ بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی سے یعنے ہر ایک امر آسانی تن کو
لازم ہے کہ شروع کیا جاوے حمد خدا تعالی سے کیونکہ تمامی توفیق اور اسباب توفیق
منحصر ہین نعمت پروردگار پر جو لا تعد ولا تحصی ہے۔ اور حمد سے اُس کی آسان ہوتے
ہین تمامی امور اعظم اور یہ نعمت دوسری ہے۔ پس ضرور ہے کہ سوابق نعمت پر
اُس کی حمد ادا کرین اِس لئے فرمایا ہے وَلَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنے اگر
شکر کروگے تم البتہ نعمت کو لپنے زیادہ کرونگا مین۔ یعنے شکر سے شجر مراد برابر کرم کا
آب افضال برستا ہے۔ اور ثمر با برکت بار لاتا ہے۔ فطوبٰی لِمَنْ غرسها وهدی
من عرفها۔ اور اِسی لئے حدیث صحیح مین اور خبر صریح مین وارد ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِی
بَالٍ لَمْ یُبْدَءْ بِحَمْدِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ۔ یعنے جو امر آسانی تن کا شروع نہ کیا جاوے حمد خدا
تعالے پر وہ مقطوع البرکۃ ہوتا ہے۔ اور ایک روایت مین لَمْ یُبْدَاْ بِالْحَمْدِ لِلّٰہِ۔ اور
ایک روایت مین لم یبداء ببسم اللہ اور ایک روایت مین بذکر اللہ وارد ہے
مراد سب سے یک ہی معنی ہے۔ اور وہ اظہار صفت کمال ہے۔ اور واسطے توفیق

اور تطبیق ان روایات کے مراد حمد سے وہ چیزین جو پہونچاتے ہین مطلوب کو خواہ وہ
لفظ حمد ہو یا شکر یا ثنا یا ذکر یا بسم اللہ یا اور کچھ۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے سرنامون پر ملوک اطراف کے جو جاری فرمایا لفظ بسم اللہ تحریر فرمایا ہے تا اظہار صفت
حق تعالے جو ابلغ دلالات ہے ہووے۔ وجہ خاص اسکا یہ ہے کہ جو مواثیق و خطوط کہ
ہین امور عظام سے بسم اللہ کے لکہنے سے بزرگ ہوجاتے ہین اور عظمت و برکت حاصل
کرتے ہین۔ چنانچہ ابن حاجب جو نحوی مشہور ہے لکہتا ہے۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطوط کے سرنامون پر بسم اللہ لکہی وہ بیشک بزرگ
ہے اور باتباع حضرت ؐ کے ہر رسالہ اور کتاب پر اسکا لکہنا ضرور ہے۔ اور جو حکم اسکے
لئے ہوا ہے وجہ اس کی انشاء اللہ تعالے قریب ظاہر ہوگی۔ اور حضرت بزرگ نے آغاز قصیدہ
کو جو اکتفا بسم اللہ پر کیا اور لفظ حمد نہین لکہا اگر کوئی کہے کہ اس سے حمد پورا نہین
ادا ہوتا ہے کیونکہ حمد یک عبارت ہے اور بسم اللہ یک پس چاہیئے تہا کہ دونون
لکہے۔ ہم جواب دیتے ہین کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرنامہ سلاطین
کو صرف اکتفا بسم اللہ پر فرمایا معلوم ہوا کہ وہ موافق قرآن کے ہے اور طریق حضرت
پروردگار کا یہی ہے کیونکہ قرآن مین کہین حمد اور بسم اللہ دونون یکجا اور کہین صرف بسم اللہ
اور کہین صرف حمد ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیونکر
خلاف اس کے اکتفا بسم اللہ پر کرتے۔ پس ہر شخص کو جائز ہے کہ ابتدا صرف یک
امر سے کرے یا دونون سے لاکن جمع تسمیہ اور حمد کا اولی ہے۔ دوسرا جواب
یہ ہے کہ جو سورہ اس کے آغاز پر اکتفا بسم اللہ کا کیا گیا ہے وہ بہی قرآن اور
حمد ہے اسلئے میرے نزدیک قول رضی اللہ عنہ کا جو سقانی الحب ہے وہ بہی حمد ہے
کیونکہ وہ جملہ متضمن ہے اظہار صفات کمال سے چنانچہ قریب کرم و لطف خدا تعالے اسے
تمکو بہی معلوم ہوگا۔ پس شیخ رضی اللہ عنہ نے جمع فرمایا ہے دونون عبارتون کو یعنی

بسم اللہ اور حمد کو خوب ترین وجہ سے تاموافق ہووے قرآن کو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ
کہین جیسا فاتحہ الکتاب سورہ ہے ابتدا کیا گیا مع بسم اللہ ایسا ہی بعض دوسرے سورہ
مین جو آغاز مین صرف بسم اللہ سے بغیر لفظ حمد کے پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
حکم ابتدا کا صرف بسم اللہ سے ہر آغاز پر خود حق تعالے اشارہ فرمایا ہے اِقْرَأْ بِاسْمِ
رَبِّكَ یعنے پڑہ تو نام سے خدا کے تیرے۔ اور مروی ہے کہ یہ اول آیت ہے جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ پس اسپر غور کیا جاوے اُس بیان کو
جو مینے مدد سے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے ذکر کیا ہون۔ پس اب مین شروع کرتا ہون
بیان تحقیق بسم اللہ کو مدد سے نور ہدایت شیخ بزرگ کے (فائدۂ عامّہ) اور یہ فائدہ
عام ہے جو حضرت شیخ بزرگ نے اپنی تالیف غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ
الَّذِیْ تَعَالٰی عَنِ الْاَضْدَادِ یعنے کہو نام سے خداے تعالے کے جو بلند ہے اضداد سے
اور منزہ ہے انداد سے۔ اور نام سے اللہ کے جو مقدس ہے لینے سے اولاد کے
اور نام اللہ کا نورا نور ہے دن کا اور ہادی ہے انس و جن کا۔ اور نام اللہ ہی کا ہے
جو احباب کو تعلیم اسرار کے کیا اور اصحاب عالی مقدار کے دلون کو اور بصارتون
کو نور بخشا۔ اور نام اللہ ہی کا ہے جو دلون پر اسرار کے اوقات صبح مین تجلی فرماتا ہے
اور اون کو انوار اور ودیعت اسرار سے بزرگ کرتا ہے۔ اور اپنے حفظ اور رحمت
سے پلیدی اغیار سے بچا رکھتا ہے اور بوجہ بند و طوق گناہون کو اُن سے اُتار دیتا ہے
اور نام اللہ ہی کا ہے جو جاری کیا نہرون کو اور اُگایا جھاڑون کو۔ گویا بسم اللہ نام
ہے اُسکا جسنے شہرون کو بندگانِ عابد سے آباد کیا۔ اور بعض کو بادشاہِ دنیا کیا اور بعض
کو قیامت تک شفیع گنہگاران بنایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ذاکرین
واصلین کے لئے ذخیرہ آخرت کا ہے۔ اور ضعفاے کم قوت کے لئے تعویذ حفاظت کا
محبین کو نور مشتاقین کو موجب سرور ہے۔ بلکہ بسم اللہ راحت ہے ارواح کی اور نجات

سے اشباح کی۔ اور نور ہے صدور کا اور نظام ہے تمامی امور کا بلکہ بسم اللہ تاج ہے
عارفین کا اور سراج ہے عابدین کا اور معراج ہے عاشقین کا۔ پس کہو بسم اللہ نام ہے
اسکا جسنے عزت دیا بعض بندون کو اور ذلت دیا بعض کو۔ اور بسم اللہ نام ہے اُس کا
جو دشمنون کے لئے پل آتش کا لگایا۔ اور دوستون کے لئے وعدہ رویت کا کروایا۔ پس بسم اللہ
نام ہے واحد بلاعدد کا اور باقی بلا مدد کا اور قائم بلا عمد کا اور بسم اللہ نام ہے اُسکا
کہ جس سے انبیا خوش خلوات ہین اور اُسی پر اولیا مشغول صلوات ہین۔ اور بسم اللہ
نام ہے اس کا کہ جسپر گمان رنگ برنگ ہوتے ہین اور آنکہین بیدار نہین سوتے ہین۔
اور بسم اللہ نام ہے اُسکا جو کہا لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ یعنے وہ چیز جس کو کہا ہو جا ہو گئی۔
وَهُوَ فِيْ شَاْنٍ مِنَ الشُّيُوْنِ یعنے وہ ہر حال مین ہے حالون سے اور بسم اللہ
نام ہے اُس کا جو منزہ ہے مساس سے اور بزرگ ہے قیاس ہے۔ جو وقت کہئے
بسم اللہ حرف حرف کہتا ہے الف الف اجر پاتا ہے کیونکہ بسم اللہ نام اُسکا ہے
جو ہر سورۃ کو آغاز اُسی سے ہے اور ہر تصویر کو صورت اُسی سے ہے پس بسم اللہ ایک
کلمہ ہے جو خوش ہوتا ہے اُس سی ہر یک فہم۔ اور باقی نہین رہتا ہے اُس سے کوئی غم
پس قول اللہ تعالی کا بسم اللہ جلال ہے جلال سے اُس کے اور قول اُس کا الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ جمال ہے جمال سے۔ جس نے جلال کو اُس کے پایا حیران ہوا۔ اور جس نے جمال
کو دیکھا خوش زندگی کیا۔ ابتدائے کلام رضی اللہ عنہ کا بسم اللہ سے روشن کرتا ہر
انوار و اسرار کو قلب سلیم اور سمع مستقیم کے۔ پس بعض خواص سے اُس کے یہ ہے کہ
بسم اللہ کی روشنائی ظلمت کو چشم شہود سے دفع کرتی ہے۔ اور نفی اور فنائے ہر
وجود کو ظاہر۔ اور الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اثر اثبات اور بقا کا ہے کہ آسمان فیض سے اُسکے
ابر رحمت کا پانی برساتا ہے۔ اور زمین آثار حیوۃ اور وجود کے ظاہر کرتی ہے۔ دیکھو زمین
بعد مردگی ابر رحمت سے کیسی زندہ ہوتی ہے۔ اور موالکے نیک اگاتی ہے۔ اور ریک

بزرگی فضیلت بسم اللہ

ہیں سولے کے ساتھ ہشتہ سو سوداکے نکالتی ہے۔ گویا بسم اللہ سے مراد لَامَوْجُوْدَ
اِلَّاھُو ہے اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے لَاخَالِقَ اِلَّاھُو ہے یعنے بسم اللہ نام خدا کا ہر کہ
کسیکو بمقابلہ اس کے وجود حقیقی نہیں ہے اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنے کوئی خالق سواے
اس کے مخلوق کا نہین مگر وہی۔ پس بسم اللہ تصریف و فنا ہے واسطے متلونین کے
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تمکین و بقا ہے واسطے واصلین کے۔ یا بسم اللہ نزول ہے طرف کون کے
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عروج ہے طرف بون یعنی دوری کے گویا بسم اللہ یعنے وجود اسکا
شہود ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنے شہود اس کا مقصود ہے پس بسم اللہ بدایت ہے اَلرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ نہایت۔ گویا بسم اللہ جلوات اسما ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خلوات بقا۔
اور بعض خصائص یہ ہے کہ بسم اللہ واسطہ ہے ظہور کا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وسیلہ ہے اشاعت
نور کا۔ اور بسم اللہ رمز ہے وصال کا۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اشارہ ہے کمال کا بسم اللہ
اشارہ ہے اجمال اوصاف سے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بشارہ ہے تفضل الطاف سے رَبَّنَا اٰتِنَا
مِنْ اَنْوَارِہٖ جَلْوَاتٌ فِیْ کُلِّ حَرْفٍ مِّنْہُ لِاَسْرَارِنَا خَلْوَاتٌ۔ (ذکر فواید حروف
ذکر فوائد حروف بسم اللہ
بسم اللہ یہ ہے) کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین مین فرمایا ہے کہ بسم اللہ
کی بے سے مراد باری یعنے احسان کرنے والا انعام بندون کا۔ سین سے ستر کرنے والا
خطاؤن کا۔ اور میم سے منت رکھنے والا محسنون کا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے۔ با سے
مراد بکا تائبین کا۔ سین سے سجود عابدین کا۔ میم سے معذرت مذنبین کی ہے۔ اور بعض
نے کہا با سے مراد بَرِیٌّ عَنِ الْاَوْلَادِ اور سین سَمِیْعٌ لِکُلِّ الدَّعْوَاتِ اور میم سے
مُجِیْبٌ عَنِ الْمَسْئُوْلَاتِ ہے۔ پس بسم اللہ کاشف بلا ہے۔ اَلرَّحْمٰنِ معطے
عطا۔ اَلرَّحِیْمِ غافر خطا ہے۔ ابوبکر وراق نے فرمایا بِسْمِ اللہ یک باغ ہے باغ جنت سے کہ
اس کے ہر حرف کے لئے یک تفسیر ہے علیحدہ چنانچہ با اس کا چھ وجہ پر ہے (۱) باری یعنی
احسان کرنے والا خلق اپنا ہے عرش سے تحت الثریٰ تک تفصیل اس کی ھُوَ اللہُ الْخَالِقُ الْبَارِعُ

قرآن شریف مین مذکور ہے (۲) بصیر یعنے دیکھنے والا اپنے خلق کو عرش سے تحت الثریٰ تک بیان اُسکا وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ہے (۳) باسط یعنے کشادہ کرنے والا رزق ہر مخلوق کا عرش سے تحت الثریٰ تک وَاللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ مذکور ہے (۴) باقی یعنے باقی بعد فنا خلق کے عرش سے تحت الثریٰ تک تصریح اسکی کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ہے (۵) باعث یعنے اٹھانے والا خلق کا بعد موت کے عرش سے تحت الثریٰ تک واسطے ثواب وعقاب کے چنانچہ قرآن مین فرمایا ہے وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ (۶) بار یعنے احسان کرنے والا اسلمانون پر عرش سے تحت الثریٰ تک چنانچہ فرمایا ہی اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ علےٰ ہٰذا القیاس۔ سین بسم اللہ کا پانچ نوع پر ہے (۱) سمیع یعنے سننے والا آوازون کو مخلوق کے عرش سے تحت الثریٰ تک کہ تفصیل اُس کی اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّھُمْ وَنَجْوٰھُمْ واقع ہے (۲) سید یعنے سردار کہ شرف ومنزلت اُس کی عرش سے تحت خاک تک کہ تفصیل اُس کی اَللّٰہُ الصَّمَدُ مذکور ہے (۳) سریع یعنے جلد حساب کرنے والا خلایق کا عرش سے تحت الثریٰ تک بیان اس کا سَرِیْعُ الْحِسَابِ ہے (۴) سلام یعنے سلامت رکھنے والا خلایق کو ظلم سے عرش سے تحت الثریٰ تک بیان اُسکا اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ ہے (۵) ساتر یعنے چھپانے والا گناہ کو بندون کے عرش سے تحت الثریٰ تک بیان اُس کا غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ وارد ہے اور میم بسم اللہ کے بارہ وجہ ہین (۱) میم سے مراد مَلِکْ یعنے بادشاہ خلق کا عرش سے تحت الثریٰ تک تصریح اُس کی اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ ہے (۲) مَالِکْ یعنے مالک اپنے خلق کا عرش سے تحت الثرے تک بیان اُس کا قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ ہے (۳) منان یعنے منت رکھنے والا اپنے خلق پر عرش سے

تشبیح عرش بسین

تسبیح عرش بمیم

تحت الثریٰ تک بیان اُس کا بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ (۴) مَجِیْدٌ یعنے بزرگ ہے
اپنے خلق پر عرش سے تحت الثریٰ تک بیان اُس کا ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ہے (۵) مومن
یعنے امن دینے والا اپنے مخلوق کو عرش سے تحت الثرے تک بیان اُس کا وَاٰمَنَهُمْ
مِنَ الْخَوْفِ ہے (۶) مُهَيْمِنُ یعنے نگہبان ومہربان ہے اپنے خلق پر عرش سے
تحت الثرے تک بیان اُسکا اَلْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ ہے (۷) مُقتدر یعنے قدرت
رکھنے والا اپنے مخلوق پر عرش سے تحت الثرے تک بیان اُس کا فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ
عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ہے (۸) مُقِيْتُ یعنے توانا وروزی دہندہ اپنے خلق
کا عرش سے تحت الثرے تک بیان اُسکا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا وارد ہے
(۹) مُکرم یعنے تکریم کرنے والا اپنے دوستوں کی عرش سے تحت الثریٰ تک بیان
اُس کا وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ الخ ہے (۱۰) مُنعِمُ یعنے نعمت دینے والا اپنے خلق کو
عرش سے تحت الثریٰ تک بیان اُس کا وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ہے
(۱۱) مُفضِلُ یعنے فضل کرنے والا اپنے بندوں پر عرش سے تحت الثریٰ تک بیان اُسکا
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ ہے (۱۲) مُصَوِّرُ یعنے صورت بنانے والا اپنے
مخلوق کو عرش سے تحت الثرے تک بیان اُس کا اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ہے۔
ایسا ہی نقل کیا گیا ہے غنیۃ الطالبین میں۔ اور سوائے اِس کے بامداد شیخ بزرگ جو بندہ
ضعیف کے دل پر الہام ہوا وہ یہ ہے۔ بار سے مراد برارت دینے والا آتش جہنم سے۔
اور سین سے سعادت بخشنے والا اہل ارادت اپنے۔ میم سے محو کرنے والا شرارت سے
اعدا کے۔ اور بار سے بقار واصلین کی۔ اور سین سے سواد وجہ منکرین کے۔ اور میم سے
محافظۃ المجذوبین کی ہے۔ اور بار بقاء اللہ۔ اور سین سے سلام اللہ۔ اور میم سے مکارم اللہ
ہے۔ اور بار سے بررًا۔ اور سین سے سَلَامًا۔ اور میم سے مقامًا محمودًا ہے۔ اور
بار سے مراد ہدایت۔ اور سین سے سعادت۔ اور میم محابہ ہے۔ معنے اِس کا یہ ہے کہ

ایضاً توجیہ بسم

کہ مبتدی کو ضرور ہے کہ سعی کرے تخلق باخلاق اللہ کے لئے یہانتک کہ محو ہوجاوے وجود سے تا قربت بقا، باللہ الرحمن الرحیم کی حاصل ہووے۔ ایضاً بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بار سے مراد بروق الجذبات ہے۔ اور سین سلامت عن الخطیات۔ اور میم سے مکانیت الی منتہی الدرجات ہے۔ یا با سے بقا باللہ۔ اور سین سے سمو یعنی عروج الی عرش اللہ۔ اور میم سے مالک الملک ہو اللہ ہے۔ پس شارع کو ضرور ہے کہ ہر امر کے لئے دریاے رحمت مین غوطہ مارے۔ اور اُس سے موتی اور مرجان لاہوتی نکالے تاکہ وصلت عروج سمار کمال کی طرف ہو۔ اور مقام لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ کا جو اَللّٰہُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ہے اُسپر ظاہر ہووے۔ یا با سے مراد بعد ہے نفس و ہوا سے۔ اور سین سے مراد سراج شرع کہ جس سے اندھیریان ضلالت کی روشن ہوتی ہین۔ اور میم سے مراد مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو محو کرنے والے گناہون کے ہین۔

ایضاً توجیہ بسم

ایضاً بِسْمِ اللّٰہِ کے بار سے ملے وبرکت اور بصارت ہے احسان سے بصیر کے۔ اور سین سے سفر اور سفارت ہے طرف ستار سمیع کے اور میم سے مرجع ہے طرف محی الممیت کے۔ یا بار سے مراد بارک اللہ۔ اور سین سے سمیع اللہ۔ اور میم سے مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ اِلَی الْمَآلِکِ الَّذِیْ ھُوَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَاَصْلِحْ بَالَنَا بِالنُّوْرِ وَالْھِدَایَۃِ وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِالسُّرُوْرِ وَالْعِنَایَۃِ

بیان انوار حروف اللہ

(بیان انوار حروف اَللّٰہ) الف اشارہ کرتا ہے ذات خالص و معرّی ہر اسم وصفت سے۔ اور لام اشارہ کرتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ سے۔ اور ھاء بیان کرتا ہے ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے کرامت اِس اسم پاک مین یہ ہے کہ ہر ہر حرف اِس کا دال ہے ذات مقدس مین ادراک سے۔ درجہ اول مین یعنی اللہ مجموع حروف کے ساتہ اسم ہے ذات مستجمع لجمیع الصفات ومستحق لجمیع المحامد کا۔ دوسرے

درجہ مین وہ اسم یعنی بغیر الف کے لِلّٰہ رہتا ہے ۔ اور تیسرے درجہ مین یعنی درصورت کمی لام اول کے لہ رہتا ہے ۔ اور چوتے درجہ مین یعنے درصورت کمی لام ثانی کے ھو رہتا ہے ۔ بہرتقدیر یہ نام فائدہ ترقی کا ماحت پر اپنے دیتا ہے ۔ پس اہل سہو اسرار اور انوار کو اس نام پاک کے معلوم کرین ۔ اور اِس نام مین کوئی حرف نقطہ دار نہین ہے ۔ اِس مین کئی رمز ہین ۔ یک یہ کہ وہ نام منزہ ہے تمامی اوصاف سے وصف کرنے والون کے ۔ اور مقدس ہے تسبیح مسبحین واصلین فانیین باقیین سے ۔ دوسرا رمز اس مین یہ ہے کہ طالب اِس کا ہر امر سوے اللہ سے خالی ہوتا ہے ۔ اور اپنے ارادت سے معرا ۔ تیسرا یہ کہ اس کے آئینۂ دل مین کوئی زنگ نقاط خلق کا نہین ہوتا ہے ۔ اور جلاء شریعت پاک اور روشن سے صاف و روشن ہوجاتا ہے ۔ پس اِس اسم مین چو چار حرف ہین اشارہ کرتے ہین چار مقام سے اول اسکا لاہوت دوسرا جبروت تیسرا ملکوت چوتہا ناسوت ہے ۔ مناسبت الف کی لاہوت سے ظاہر ہے کیونکہ تمامی حروف الف مین داخل ہین جیسا کہ مقام احدیت تعبیر کیا جاتا ہے لاہوت سے ویسا ہی حرف الف منشأ اور مادہ تمام نور کا اور کنز اکبر اور سر انور کا ہے ۔ اور مناسبت لام اول کی جبروت کے ساتہ یہ ہے کہ اس مین الف ہی ہے اور حرکت بہی ۔ پس اگر نظر کرین دو الف کی طرف اس کے دو دال ہے ذات بحت پر ۔ اور اگر نظر کرین لحوق دو لامون کو فی الجملہ پس دلالت کرتا ہے نزول احدیت سے طرف درجۂ ثانی یعنے وحدت کی ۔ اور تائید دیتی ہے حرکت دو لام کی درجۂ جبروت کو جو درجہ تصریف اور تخلیق کا ہے اور بیان کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ کا ۔ پس حرکت اولی جبروتی ہر جو عبارت وحدت و جمعیت صفات سے ہے کہ قریب تفصیل اس کی معلوم ہوگی ۔ اور مناسبت لام ثانی کی سکون اور خامی کے ساتہ ملکوت کو یہ ہے کہ عالم ملکوت بنظر عالم ناسوت نام غیب ہے کیونکہ جسم لطیف و نورانی ہے سکون اُس کو مناسب تر ہے کیونکہ اجسام لطیفہ

ملائکہ مخلوط نفس و ہوا کے نہین ہین عبادت اور تسبیحات مین اطمینان حاصل کئے
ہین اور اس مقام مین ساکن کہ جس مین انکو خدا تعالے مقرر فرمایا ہے ۔ اور مناسبت
ہاء کی ناسوت کے ساتھ بوجہ ہونے صورت ہاء کے بحالت انفراد بدو دائرہ ہے
پس یہ ہاء اشارہ کرتا ہے مرتبہ جامعہ کی طرف وجوب و امکان کے جو وہ
کمال اور برزخ کلی اور مسمی رئیس بالانسان ہے ۔ اگر کوئی کہے کہ پہلے اس کے
کیون کہا گیا کہ وہ اشارہ ہے طرف ذات کے ۔ کہونگا مین کہ وجہ خاص اسکا یہ ہے
کہ وہ ہا ضمیر راجع ہے طرف اُس کے کہ شان اُس کی لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَ
هُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ہے ۔ پس اشارہ سابقہ باعتبار معنے کے ہے اور یہ
باعتبار صورت اور لفظ کے وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا یعنے ہر یک کے لئے توجہ ہے کہ
وہ پھراتی ہے اُسکو ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا
إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُوُّ الرَّحِيمُ (بیان اشارات خطیہ) الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کے ۔ کہ یہ تبصرہ
ہے اُس کے لئے کہ جسکو لذت ہے شہود سے ۔ اور نور ہے وجود صورۃ خطیہ سے کیونکہ
اس صورت خطیہ مین چند رموز ہین ۔ پہلا یہ کہ (الر) کلمہ اول ہے بعض سورۃ تقطیعہ
اسرار کا ۔ اس لئے الف اُسکا مراد إِلَّا اللّٰهُ ہے کہ اول ہی اُسکا اشارہ اللہ سے ہے
اور آخر ہی اللہ سے ہے اور لام اشارہ ہے لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سے ۔ اور راء اشارہ
ہے رحیم و رحمن و رزاق اور رشید اور مانند اُس کے سے ۔ سوائے اسکے
اور رموز و اشارات اس مین ایسے ہین کہ سخن اُس سے عاجز ہے ۔ چنانچہ صورت راء
کی لفظ رحمن و رحیم مین نصف آخر ہے صورت حم سے جو وہ یک سورہ دوسرا
ہے ۔ ایسا ہی ہر ایک ان حروف مین انوار و اسرار ہین کہ بیان سے اُنکے گویائی
قاصر ہے رَبَّنَا ثَبِّتْ أَقْدَامَنَا عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ برکۃ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيمِ وَبِهِ نَسْتَعِينُ ۝ (بیان ارشاد و ایقاظ) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

بیان اشارات خطیہ الرحمن الرحیم

بیان ارشاد و ایقاظ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ یک آیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکی شان مین فرمایا ہے مِفْتَاحُ الْقُرْاٰنِ اَلتَّسْمِيَۃُ یعنے کنجی خزانہ قرآن کی بسم اللہ ہے مروی ہے کہ اول وہ چیز جو قلم نے لکھا بِسْمِ اللّٰہِ ہے۔ اور اول وہ چیز کہ جو نازل ہوئی آدم علیہ السلام پر یہی ہے۔ اور فرمایا بسم اللہ امان ہے اہل آسمان وزمین کے لئے۔ اور وہ کلمہ ہے کہ جس کی برکت سے اللہ تعالی کے سفر سے گذر ہوگی۔ اور وہ خاتم ہے خدا تعالی کی بندون کے لئے جو مُوَحِّدین ہین ابن عباس رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث کئے ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب معلم کوئی لڑکے کو کہتا ہے قل بسم اللہ الرحمن الرحیم اور بچہ بسم اللہ پڑھتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ بَرَاۗءَۃً لِّلصَّبِیِّ وَبَرَاۗءَۃً لِّاَبَوَیْہِ وَبَرَاۗءَۃً لِّلْمُعَلِّمِ مِنَ النَّارِ یعنے لکھتا ہے خدا تعالی ایک معافی واسطے لڑکے کے اور یک معافی اسکے مان باپ کے لئے اور ایک استاد کے لئے آتش جہنم سے۔ اور جابر رض نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب بسم اللہ نازل ہوئی ابر نے مغرب سے مشرق تک بہا گا۔ اور ہوا بند ہو گئی۔ اور دریا روشن ہو گئے۔ اور حیوان چارپایہ صدا اُس کی اپنے کانون سے سنے۔ اور شیاطین آسمانپر چڑھنے سے منع کئے گئے۔ اور حضرت حق تعالے نے قسم فرمایا بِعِزَّتِیْ لَا یُسَمّٰی هٰذَا الْاِسْمُ عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا شَفَاہُ۔ وَلَا یُسَمّٰی عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا بَارَکْتُ عَلَیْہِ وَمَنْ قَرَاَ بِہَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ یعنے میری عزت کی قسم ہے کہ یہ اسم جسپر لیا جاوے شفا دیتا ہون مین۔ اور جس چیز پر پڑھا جاوے برکت دیتا ہون۔ اور جو شخص پڑھے داخل جنت ہوگا۔ اور ابی وایل رض نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا جو شخص ارادہ نجات کا زبانیہ سے جو انیس ملایک ہین رکھے چاہیئے کہ بسم اللہ پڑھے کیونکہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

کے انیس[۱۹] حرف ہین حق تعالی یک یک حرف کو یکیک سپر اُن فرشتون سے
بچانے کے لئے کر دیتا ہے ۔ راوی مذکور کہتے ہین کہ یک روز حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ نے فضیلت بسم اللہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھی
حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ بسم اللہ یک اسم ہے اسمار اللہ سے درمیان اسکے
اور درمیان اسم اعظم اللہ تعالی کے اسقدر قربت ہے جیسا کہ درمیان سپیدی
اور سیاہی چشم کے ۔ اور کتاب قنیہ مین انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ اُٹھا لیا پرچہ کو بسم اللہ
کے زمین سے تا اُسکو چہپار کہے واسطے تعظیم نام خدا تعالی کے حق تعالی اُس
شخص کو دفتر صدیقین مین لکہدیتا ہے ۔ اور اُسکے مان باپ کے عذاب مین
تخفیف کرتا ہے اگرچہ وہ مشرکین ہون ۔ اور مروی ہے کہ ابلیس علیہ اللعنہ تمام
عمر مین جیسا تین بار گریہ و فریاد کیا ہے ایسا کبھی نہین کیا ۔ (۱) وقت لعنت اور
اخراج کے جماعت ملائکہ سے ۔ (۲) وقت میلاد مبارک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے ۔ (۳) وقت نزول سورہ فاتحہ مع بسم اللہ کے ۔ اور سالم
بن حمدان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا ہے
کہ فرمایا جب بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی فرمایا
اب میری اولاد امن مین آئی عذاب سے جب تک کہ یہ پڑہتے رہین گے ۔ پس
وہ بسم اللہ بعد آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے آسمان پر مرفوع ہوگئی ۔ بعدہ جب
ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام پلہ مین منجنیق کے بٹہائے گئے نازل ہوئی
اور ابراہیم علیہ السلام کے مجرد پڑہنے اُس کے حق تعالی نے آتش کو حکم فرمایا
یَا نَارُ كُونِي بَرۡدًا وَسَلَامًا عَلَىٰٓ إِبۡرَاهِيمَ یعنے اے آگ ٹہنڈی ہوجا اور سلامت
ابراہیم علیہ السلام کے لئے بمجرد اِس کے آتش سرد اور گلزار ہوگئی ۔ پس بعد حضرت

خلیل اللہ علیہ السلام کے پہر بسم اللہ مرفوع ہو گئی۔ اور جب سلیمان علیہ السلام جن وانس پر مبعوث ہوے حضرت سلیمان پر نازل ہوئی ملائکہ انکو مبارکباد دیتے
اَلْاٰنَ تَمَّ مُلْکُکَ یَا سُلَیْمَانُ ۔ پہر مرفوع ہو گئی۔ پس ترحق تعالی میرے پر نازل فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بعد میرے قیامت تک میری امت مین رہے گی روز قیامت جب میری امت حشر مین آویگی اور کہینگے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میزان مین ان کے نامہ اعمال کے رکہی جائیگی کہ جس کے سبب سے پلہ حسنات کا گران ہو جاویگا۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُکْتُبُوْھَا فِیْ کُتُبِکُمْ فَاِذَا کَتَبْتُمْ فَتَکَلَّمُوْا بِھَا یعنے لکہو تم سرنامو پر تحریرات تمہارے اور جب لکہو زبان سے بہی پڑہو اسکو۔ اور غنیۃ الطالبین مین جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد قول اُنْزِلَتْ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ کے فرمایا پہر وہ مرفوع ہو گئی۔ پس تر نازل ہوئی موسی علیہ السلام پر انکے صحیفون مین کہ جس کی برکت سے فرعون غرق آب ہوا اور ساحران فرعون کے اور ہامان اور لشکر فرعون کا اور قارون اور اس کے تابعین تمام ہلاک ہو گئے۔ پس مرفوع ہوئی اور نازل ہوئی سلیمان بن داود پر اس وقت فرشتون نے انکو کہا اَلْیَوْمَ وَاللّٰہِ تَمَّ مُلْکُکَ یَا بْنَ دَاوٗدَ یعنے قسم بخدا اے ابن داود آج ملک تیرا کامل ہوا۔ اور سلیمان علیہ السلام جب کسی چیز پر بسم اللہ پڑہتے تہے وہ چیز تابع فرمان ہو جاتی تہی۔ اور جب حق تعالی یہ آیت سلیمان پر نازل کیا حکم فرمایا کہ ندا کرین اسباط بنی اسرائیل مین یہ کہ جس کو آیت امان سننا منظور ہو سلیمان کے نزدیک مسجد داود علیہ السلام مین حاضر ہووین۔ پس سلیمان علیہ السلام جب یہ ندا کئے تمام احبار و رہبان جمع ہوے اور حضرت سلیمان حضرت خلیل اللہ کے منبر پر برآمد ہوئے اور آیت امان پڑہی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تمامی حضار

اقرار رسالت اُنکا کئے اور تمام سلاطین زمین پر انکو غلبہ حاصل ہوا۔ اور برکت سے
اسی بسم اللہ کے حق تعالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے فتح
دیا۔ اور مروی ہے کہ بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پھر وہ بسم اللہ آسمانپر
مرفوع ہوئی۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اُنپر نازل ہوئی اور حق تعالے
اُنپر وحی فرمایا یا ابن العذراء آتدری ای آیۃ انزلت علیک انہا
آیۃ الامان یعنے لے فرزند بی بی جوان باکرہ کے آیا تو جانتا ہے کہ کونسی آیت
تجھپر نازل ہوئی وہ آیت امان بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ پس چاہیئے کہ
تو اُس کو قیام اور قعود اور وقت خواب اور آمد و شد اور فراز و نشیب مین پڑہا کر
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے صحیفہ اعمال مین روز
قیامت آٹھ سو بار بسم اللہ لکہا ہوا ہوگا وہ مؤمن ہے خدا کی ربوبیت اور میری
رسالت پر مین اُس کو آتش جہنم سے چھوڑاؤنگا اور جنت مین داخل کراؤنگا۔
پس چاہیئے کہ ہر قرارت کی شروع اور نماز مین بسم اللہ پڑھے۔ جب کوئی اس
حال پر مرے گا منکر ونکیر اُس کو قبر مین نہ ڈرائین گے اور سکرات موت اور ضغطہ
قبر آسان ہوگا۔ اور میری رحمت اُس کے لئے شامل حال ہوگی اور قبر مین مدبصر
تک نور بھر دین گے اور روز قیامت جب قبر سے مبعوث ہوگا جسم اُسکا سفید اور
نورانی ہوگا و یحاسب حسابا یسیرا یعنے حساب اعمال اُسکا بنرمی و سہولت
لیا جاوے گا اور پلہ حسنات اُسکا زیادہ گران ہوگا اور جب گذر اُس کی صراط
پر ہوگی آگے آگے اُس کے نور ہوگا یہان تک کہ داخل جنت ہووے اور منادی
ندا کریگا ہذا سعید مغفور یعنے یہ نیک بخت اور بخشا گیا ہے۔ اور ایک حدیث
اِس بارہ مین نہایت طول وارد ہے۔ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے خداتعالے سے پوچھا یا رب ہذہ خاصۃ لی یعنے اے پروردگار یہ تمام

کیا میرے لئے خاص ہے قِیْلَ لَا ارشاد ہوا نہین بَلْ لِاَحْمَدَ وَ اُمَّتِهٖ مِنْ بَعْدِكَ یعنے بلکہ یہ اجور خاص ہین۔ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی اُمت کے لئے جو بعد ارتفاع تیرے آسمان پر ظاہر ہونگے۔ پس یہ آیت دلون مین مسلمان اُسوقت کے مخفی تھی۔ جب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے حق تعالیٰ یہ آیت معیت سورۂ فاتحہ کے مکہ شریف مین نازل کرکے اِس امۃ پر ظاہر فرمایا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو ہر سورۂ قرآن کے سرنامہ پر اور خطوط و دفاتر پر لکھنے امر فرمایا۔ گویا نزول اِس بسم اللہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فتوح بے شمار تھے۔ اور یہ مضمون تمام غنیۃ الطالبین مین مذکور ہے۔ اور تطبیق روایت اول اور ثانی کے یہ ہے کہ روایت اول مین بیان مجمل ہے اور اس جا مفصل مگر حاصل دونوسے یک ہی ہے یعنے یہ بِسْمِ اللّٰهِ حق تعالے خاص انبیاء مرسلین اور اولیاء متقین کے لئے نازل فرمایا ہے۔ پس نازل ہونا اِسکا واسطے رحمت محبین کے اور مرفوع ہونا واسطے نقمت ظالمین و خاسرین کے ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (کلمات طیبات فضیلت مین بسم اللہ کے) اہل معرفت نے فرمایا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ کلمہ قدسیہ ہے خزانہ ہدایت سے۔ اور خلعت ولایت ربوبیت ہے واسطے اہل عنایت کے۔ اور رحمت خاص ہے واسطے اہل جنایت کے۔ مؤلف کہتا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ ہر درد کی دوا اور ہر مرض کی شفا ہے۔ اور ہر ظلمت کا نور اور ہر غم کا سرور ہے۔ اور ہر برہنہ کا لباس اور ہر جماعت کے انس ہے۔ ہر اعدا کے لئے شہاب اور ہر احباب کے لئے سحاب ہے۔ بس بِسْمِ اللّٰهِ رحمت عام ہے اور نعمت تام۔ حضرت غافر کا ہدیہ ہے مسافر کا توشہ۔ پس یہ بِسْمِ اللّٰهِ تفرقہ دفاتر عقول کو جمع کرتی ہے۔ اور موانع اسباب حصول کو دفع۔ اور اِس بِسْمِ اللّٰهِ

بیان کلمات طیبات فضیلت بسم اللہ

سے لشکر ایمان کا فراہم ہوتا ہے۔ اور جماعت کفر و شرک کی درہم و برہم ہو جاتی ہے۔
گویا یہ بسم اللہ کنز قدسی لا فنا ہے۔ اور رمز حقیقی لا انتہا ہے۔ ہر ابتدا میں اُس سے
برکت اور ہر انتہا میں اُس سے رحمت ہے۔ اہل حقایق کہتے ہیں غرض بسم اللہ سے
تیمن و تبرک ہے۔ اور ترغیب واسطے لکھنے اُس کے ابتداء ہر قول و فعل میں۔ کیونکہ
جب خدا تعالےٰ نے اپنے کلام مجید کو اُس بسم اللہ سے آغاز کیا ہے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ ابتدا
ہر چیز کی اُسی سے کرے تا شرف و فضل اور حسن عمل حاصل ہو۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہٗ نے فرمایا ہے کہ کلمہ بسم اللہ کا سہل کرتا ہے دشواری کو اور پوشیدہ کرتا ہے
برائی کو۔ اور شفا دیتا ہے بیماری کو۔ اور امن دیتا ہے ہول قیامت سے۔ پس تشریح
رموز حروف کو اُس کی طاقت بیان کی قدرت نہیں رکھتے ہیں۔ اور ادراک کسی کا احاطہ
نہیں کر سکتا ہے۔ مؤلف کتاب نے صرف بغرض رطوبت لسانی و عذوبتہ بیانی کچھ اس
سے اس شرح قصیدہ حمزیہ مبارک میں لایا ہے۔ اور یہ رموز جو بیان کئے گئے جبال انوار
سے ایک ذرہ نہیں ہے۔ اور دریائے اسرار سے اُس کے یک قطرہ نہیں۔ مثال
میری اس مقام میں ایسی ہے جیسا چیونٹی مقابلہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے۔
اور رعیت حقیر برابر میں سلطان عالی شان کے۔ اور ضعیفہ بے بضاعت خریداری
میں یوسف علیہ السلام کے۔ اگرچہ ایسا تقابل موجب مضحکہ کا ہے۔ لاکن ضحک معشوق
کا عاشق کے لئے باعث فخر و سرور کا ہوتا ہے۔ جیسا بندہ خاکی کو عرش رحمانی
تک کہاں گذر تاہم کہتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ایسا ہی حال مؤلف
کا ہے رَبَّنَا اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ فَمَا تَوْفِیْقِیْ وَلَا اِعَانَتِیْ اِلَّا عَلَیْکَ بِاِسْمِکَ
اَبْتَدِیْ وَبِحَوْلِکَ وَقُوَّتِکَ اَعُوْذُ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔

فقط

(اب یہان سے معانی بسم اللہ کے جو قصیدۂ مبارک پر واقع ہے بیان کی جاتی ہے)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بار بسم اللہ کا حرف جر ہے اور وہ واسطے الصاق کے ہے پس ضرور ہے اُس کو متعلق سے اور وہ متعلق پانچ قسم پر ہوتا ہے۔ (۱) یہ کہ متصل ہو افعل مقدر کے ساتھ یعنی اعوذ کے ساتھ کیونکہ تصدر اُس کا ہر قراءت اور امور دینی اور مقاصد یقینی کے لئے ضرور ہے۔ پس اس صورت مین تقدیر عبارت یہ ہے اَعُوْذُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور معاذ منہ شیطان اور ہوائی نفس اور جمیع ما سوے المطلوب ہے۔ گویا تقدیر عبارت یون ہے اَعُوْذُ مِنَ الشَّیْطَانِ وَ اَتْبَاعِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ الخ اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ فرمایا ہے اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ یعنے جب وقت تو قرآن پڑھے طلب پناہ کر اللہ کی شیطان سے پس یہ آیت اور حدیث شریف کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ کی دلالت کرتی ہے استعاذہ کو شیطان سے۔ پس ہر امر مین شیطان کے دفع کو طلب امداد رحمن سے واجب ہے۔ کیونکہ نام خدا کا قلعہ ہے قلعون سے خدا کے اور تلوار ہے سیوف سے خدا کے پس پڑھنا اُسکا لازم ہے ہر کام مین جیسا کہ وضو لازم ہے ادائے نماز کو۔ گویا وہ بِسْمِ اللّٰہِ ہتیار ہے مسلمانون کا واسطے دفع کرنے دشمنان ظاہر و باطن کے۔ اور اسیوجہ سے اعوذ کو آغاز قرآن مین علیحدہ نہین لکھی کیون کہ وہ بِسْمِ اللّٰہِ کی تقدیر عبارت مین درج ہے۔ (۲) یہ کہ متعلق اُس باء بِسْمِ اللّٰہِ کا صیغہ متکلم ہوتا ہے یعنے لفظ ابتداء خواہ مفرد ہو یا جمع ماضی ہو یا مضارع جیسا کہ قسم اول مین مذکور ہوا۔ اور تقدیر صیغۂ امر کی دو قسم مین جائز ہے بنظر مناسبت قول حق تعالےٰ کے جو فَاسْتَعِذْ صیغہ امر ہے اور استمرار اُس کا مناسب ہے صیغہ متکلم کو (۳) یہ ہے کہ مقدر کرے لفظ اَتَیَمَّنُ یا اَسْتَعِیْنُ یا اَتَبَرَّكُ صیغہ مضارع متکلم کو اور یہی اولے ہے۔ اور صیغۂ امر جائز ہے۔ اور صیغہ ماضی بھی جائز ہے بلحاظ تعمیم کے ہر قول و فعل مین خورونوش و ملبوس کے بلفظ قَرَأَ مَا ھٰذِہِ الْاَفْعَالُ اور اگر لحاظ کرین خصوصیت

بیان معنی بسم اللہ جو واقع قصیدہ ہے

ذکر متعلقات بسم اللہ کا پانچ قسم

اعوذ باللہ

امر کو جو پڑھا گیا ہے مناسب ہے مقدر کرنا لفظ اِقْرَأْ کا جیسا کہ امر کیا گیا ہے قول حق تعالیٰ
مین اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ۔ اگر کوئی کہے بہتر ہے تقدیر لفظ اِقْرَأْ کی یہ بیان صحیح
نہین ہوتا ہے مگر اُس تقریر پر جو ذکر کی گئی اگر نہین یہ تقدیر ہر تقدیر مین مقدر کرتی
ہے امر کو۔ گویا بِسْمِ اللّٰہ غیر تام ابتدا ہے ۔ (۴) تقدیر متعلق بِسْمِ اللّٰهِ كَانَ
مَا كَانَ وَ يَكُوْنُ مَا يَكُوْنُ ہے ۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق رضے اللہ تعالیٰ
عنہ سے نقل کی گئی ہے کہ فرمایا اَوْدَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى عُلُوْمَ كُلِّ الْكُتُبِ فِي الْقُرْاٰنِ
وَاَوْدَعَ عُلُوْمَ كُلِّ الْقُرْاٰنِ فِي الْفَاتِحَةِ وَ اَوْدَعَ عُلُوْمَ الْفَاتِحَةِ فِي التَّسْمِيَةِ
وَاَوْدَعَ عُلُوْمَ التَّسْمِيَةِ فِيْ بَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ یعنے امانت رکھا ہے خدائیتعالے علوم کو
تمام کتب آسمانی کے قرآن مین اور علوم قرآن کو سورۂ فاتحہ مین اور علوم فاتحہ کو بسم اللہ
مین اور علوم بسم اللہ کو باءِ بسم اللہ مین یعنے بِہٖ كَانَ مَا كَانَ یعنے ہوگئی اُس سے
جو ہوگئی وَ يَكُوْنُ مَا يَكُوْنُ اور ہوتے ہین جو ہوتے ہین ۔ (۵) یہ کہ وہ بسم اللہ
خبر مبتدا محذوف کی ہے بنظر اس کے کہ بسم اللہ علم ہے واسطے اِس آیۃ کے
یعنے هٰذَا بِسْمِ اللّٰهِ یعنے لفظ هٰذَا اسم مقدر ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرمایا ہے
سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا یعنے هٰذِهٖ سُوْرَةٌ كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهَا یعنے یہ یک سورہ ہے
کتاب کی جو نازل کیا ہم نے اسکو۔ اور مین گمان کرتا ہون کہ حاجت ایسے مقدرات
کی اس وقت ہوتی ہے کہ جب فعل مذکور نہ ہو اُس کلام مین جو بسم اللہ واقع ہوا
ہے۔ اور اگر فعل صریح مذکور ہو کوئی تقدیر عبارت کی ضرور نہین ہے ۔ ایسا ہی
اِس قصیدۂ خمریہ مین حاجت تقدیر کی نہین ہے کیونکہ لفظ سَقَانِيْ اُس مین جو مذکور
ہے معنے اُسکا بِسْمِ اللّٰهِ سَقَانِي الْحُبُّ كَاسَاتِ الْوِصَالِ ہے ۔ فائدہ تقدیم
کا حصر ہے یا واسطے اہتمام نام خدا کے ہے ۔ وجہ اِس کا اُس شخص پر جو علم بلاغت
سے مناسبت رکھتا ہے مخفی نہین ہے ۔ اور اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقدیر مقدر

کی بلحاظ مؤخر کے ضرور ہے۔ تا اُس مین لطیفہ حصر اور اہتمام کا مرعی ہووے۔
اور اہتمام ابتدائیہ اور قرائت کا اگرچہ وہ بہی ضرور ہے لاکن اِس کے مانند نہین
ہے۔ اور یہ بات اُس شخص سے مخفی نہین جو اِس مین مداخلت رکہتا ہے۔ اور ممکن
ہے کہ تاخیر مقدر بہی تائید یک لطیفہ کی دیوے وہ یہ ہے کہ لازم الابتدا بنام خدا
کوئی فعل سے افعال قاری کے نہین ہے مثل لفظ ابداء و اقراء کے۔ اور یہ بہی یک
لطیفہ ہے اگرچہ حیثیت نفس اسقاط لفظ سے جاری ہے۔ اور اگر مقدر مقدم ہو خلوص
آغاز کا بتقدیر مقدم غیر پسند ہے۔ اور یہ بہی لحاظ چاہیئے کہ ابتدا معنوی حقیقی فوت
نہ ہو۔ اور مبتداء غیر نام خدا ہونا بہی یک لطیفہ دوسرا ہے کیونکہ بشریت متحمل تشبث اُس
ذات کی جو متجلی تجلیات فانی للغیر ہی نہین ہوسکتی ہے۔ اِس لئے حق تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام
کو وقت تمنا نظر کے فرمایا لَنْ تَرَانِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ
فَسَوْفَ تَرَانِيْ یعنے ہرگز نہ دیکہے گا تو لاکن دیکہہ پہاڑ کی طرف اگر تجلی سے ہماری قائم
رہے البتہ دیکہے گا تو پس جب تجلی ہوئی پہاڑ پارہ پارہ ہوگیا۔ کیونکہ بشریت متحمل صرف
انوار اسم کی ہے نہ غیر اِس لئے حق تعالیٰ پہلے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو فرمایا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ۔ اور اِس مین یک لطیفہ دوسرا یہ ہے کہ ترقی یک
منزل سے دوسری منزل کو جو کُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ ہے حاصل ہوتی ہے۔ پس یاد رکہین
اِس اسرار و طلوع انوار کو۔ جاننا چاہیئے کہ یہ حرف بار کے الصاق مین چند رمز ہین
اَلْاَوَّلُ یعنے پہلا یہ ہے کہ ہر شارع متوسل نام خدا کو ضرور ہے کہ نام مربی کل با نوار قدسیہ سے
الصاق اور لزوم تام حاصل کرے کیونکہ جو شخص آستان بادشاہ ہو نپر ہوتا ہے گو اپنی خدمت
پوری ادا کرنے سے قاصر ہو مگر انتفاع کامل حاصل کرتا ہے محض اِس وجہ سے کہ بادشاہون
کو انکے فتور خدمت سے پروا نہین ہوتی ہے بلکہ اپنی بزرگی اور بلندی نام پر نظر کرکے
ملازم ذلیل کو عزت دیتے ہین کیونکہ مالک ملک تُؤْتِي الْمُلْكَ لِمَنْ تَشَاۤءُ وَتَنْزِعُ

بیان فوائد الصاق بائے بسم اللہ

[illegible]

الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وہی ہے ۔ یعنے جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے
چھین لیتا ہے ۔ اور وہ بادشاہ ایسے کام اس لئے کرتے ہین تا دیکھنے والے حسن خدمت
وعزت منزلت مین کوشش کرین ۔ کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ جب بادشاہ کوئی وزیر کو توڑنا
چاہتا ہے پہلے یک مرد لشکری کو اپنے حشمت وزیر کے مانند دیتا ہے اور وزیر کے
فوق بٹھاتا ہے۔ محض اس لئے کہ وزیر خیال نہ کرے کہ یہ خدمت اپنی قایم و دایم ہی
اور یہ طریقہ نہایت عمدہ ہے معزول کرنے سے وزیر کے ۔ اور جب وزیر اسپر بھی
نہ سمجھا اُس کو کمال خواری سے معزول کر دیتا ہے ۔ اور بعد اس کے پھر کمتر ہوتا ہے کہ
اُسکو عزت دی جاوے ۔ کیا تم نہین سنے ہو کہ ابلیس علیہ اللعنہ قوم جن سے تہا خدا تعالی
پہلے اُس کو علوم خاص اور قرب و اسرار سے سرفراز کیا اور ریاست روے زمین کی
دیا جب وہ بسبب ریاست کے مغرور ہوا کیا حق تعالی فرشتون کو اعلان کیا اِنِّیْ جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً بعدہ فرمایا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ پس تمام فرشتے سجدہ آدم کو کئے مگر ابلیس نہین کیا
اور باوجود علم حقایق و اسرار کے اِس حکمت مالک حقیقی کو نہ سمجھا۔ پس حق تعالی نے
کمال خواری و ذلت کے ساتہ اسکو جوار رحمت سے نکال دیا اور طوق لعنت کا قیامت تک
گلے مین اُس کے ڈال دیا۔ اور یہ خاص اس وجہ سے تہا کہ وہ لصوق اپنا درگاہ الہی
سے نہ کیا۔ اِس لئے لازم کو ہمیشہ ضرور ہے کہ حشمت سلطان کو اور عجز و افتقار نفس کو
اپنے ہمیشہ نظر کرے اور باب سلطان سے آپ کو لگا رکہے ۔ اگر بنظر غور دیکہین بندہ
گناہگار مثل غلام گریختہ اور غیر ملازم علی الباب کے ہے بعدہ جب رجوع اور توبہ کرتا ہے
صلاحیت قربت اور خطاب کی بارگاہ مولی سے پاتا ہے اور یہ بیان قریب الفہم ہی ہی
اور اسی وجہ سے حضرت شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے اپنی کتاب (جلاء الخاطر) مین
فرمایا ہے اَلْزِمْ بَابَ الْمَلِكِ وَاَقِمْ بَیْنَ یَدَیْهِ تَعَرَّضْ لِمَا یَنْظُرُ اِلَیْكَ لِاَنَّ لَهٗ فِیْ
كُلِّ یَوْمٍ عَلٰی عَبْدِهٖ سَبْعُوْنَ نَظْرَاتٌ یعنے لازم کرلے دروازہ بادشاہ کو اور اُس کے

سامنے کھڑا رہتا کہ یک روز نظر رحمت کو اُس کے پہونچ جاوے تو۔ کیونکہ وہ بادشاہ ہر روز اپنے بندو نپر ستر بار نظر فرماتا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ تمام عبارت کتاب مذکور کی شرح مین قول حضرت کے (بِجَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ) نقل کرونگا۔ غرض اِس تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ بابِسْمِ اللّٰہِ جامع ہے تمامی اسرار اور علوم کا اِس لئے وہ باعث حصول قرب کا اور وصول حضور کا درجہ فنا تک ہے کہ آخر اُس کا بقا ہے۔ نظر برین وہ بابِسْمِ اللّٰہِ جو اس قصیدہ پر واقع ہے اشارہ کرتا ہے راستہ سیر الٰہی کو جو حاصل تہی حضرت کو کیونکہ وہ لگائے ہوئے تہے آپ کو دروازۂ الٰہی سے اور ایسا ہی دروازۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِس لئے پہنچ گئے اُس مقام کو جو پہنچ گئے۔ یعنے حال آپ کا طبقہ علم اقطاب پر بلند ہو گیا چنانچہ اُس حال مین حضرت نے فرمایا ہے فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا بِجَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ یعنے اقطاب کو کہا مین نے ضرور ہے تمکو میری خدمت مین کھڑے رہو اور میری آستان بوسی کرو تا پہنچین اُس مقام کو جو مین پہنچا ہون پیالۂ شراب اُس کے۔ پس بابِسْمِ اللّٰہِ مین اشارہ ہے واسطے الصاق شیونات اور اعیان کے اصحّے کے ساتہ پیشتر ظہور مطلق کے ساتہ اور یہ نہایت مراتب ہے۔ اور تفصیل مین اِس لصوق کے ابتدا سے انتہا تک درجات اور احوال اور مقامات بہت ہین بعض کاملین تعداد اُس کی ہزار کہتے ہین اور بعض یک سو اور وہ ایسے ہین کہ اگر تفصیل ہو بیان مین اُس کے کلام طول ہو جاوے اور راہ المقصود دلپٹ جاوے اِس لئے مختصر کیا مین نے اُس احوال مین سے جو حضرت شیخ بزرگ نے اپنی کتاب عزیز (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے۔ بیان منازل الصادقین

اَوَّلُ هٰذَا الْاَمْرِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ـ وَانْتِهَاؤُهُ اِسْتِوَاءُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْحَجَرِ وَالْمَدَرِ لَا تَمْزُجُ اِلَّا اَنْ تَمْدَرِعَ التَّقْوٰى ـ وَتَتْرُكَ عَلٰى رَأْسِ قَلْبِكَ جُوْذَةَ الْاِيْمَانِ وَبِيَدِكَ سَيْفُ التَّوْحِيْدِ وَفِيْ جَعْبَتِكَ سِهَامُ اِجَابَةِ الدُّعَاءِ ـ وَتَرْكَبَ بیان منازل الصادقین

علی حصان التوفیق وتتعلم الکر والفر والضرب والطعان ثم تحمل علی
الاعداء للحق عز وجل فحینئذ یجیئک النصر والمعونة من جهاتک الستة
یمینا وشمالا فوقا وتحتا واماما ووراء فتأخذ الخلق من ایدی الشیطان
وتحملهم الی باب الحق عز وجل۔ من وصل الی هذا لمقام کشف الحجب
عن عین قلبہ یہان عبارت کتاب بزرگ کی تمام ہوئی۔ اور اس سے مرتبہ ہدایت
شیخ کا ظاہر ہوتا ہے۔ اور غرض نقل کرنے سے اس عبارت پر ہدایت کر جو کچھ کہ ہے
بیان اس کا ضمن قول رضی اللہ عنہ کے ؎ انا فی حضرة التقریب وحدی
بخوبی کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے۔ پس لازم ہے الصاق باب حضرت کو تا درست
ہووے خطاب۔ الثانی یعنے رمز دوسرا الصاق با مین بسم اللہ کے یہ ہے کہ معیت اور
قرب مذکور قرآن مین وهو معکم اینما کنتم اور نحن اقرب الیه
من حبل الورید وارد ہے یہ دونون عبارت ہین اسی لصوق اور لزوم سے
بس چاہیے کہ بحسب اقتضا کل شیء هالک الا وجهه اور کل من علیها
فان ویبقی وجه ربک ذو الجلال والاکرام کے اسم اور رسم سے فنا
ہوجائین۔ کیونکہ کوئی وجود نہین ہے مگر وجود اسکا ہے۔ نظر براین ادخال اسم کا
سوا اس کے نہین کہ کہیے اللہ اشارہ ہے اس بات پر کہ اسم عین مسمے ہے جیسا کہ
مذہب اہل سنت وجماعت کا چنانچہ قصیدہ لامیہ مین مرقوم ہے ؎ ولیس الاسم
غیر المسمے ؎ لدی اهل البصیرة جزالا مراد اس عینیت سے یہ ہے کہ
اسم عبارت ہے ذات سے نہ کہ حرف وصوت سے۔ اس لئے صحیح ہوتا ہے
ایمان اس شخص کا جو کہے امنت باللہ ومحمد رسول اللہ کیونکہ مراد اس
کلام سے یہ ہے کہ ایمان لایا مین ذات قدیم موصوف بصفات جملہ اور ذات مرسل منہ
تعالے پر جو طرف خلق کے واسطے تبلیغ احکام شرعیہ کے مرسل ہوا ہے۔

پس اس صورت مین اعتقاد معتزلہ کا جو کہتے ہین اَلْاِسْمُ غَیْرُ الْمُسَمّٰی رد ہے کیونکہ انہون
نے جانا کہ اسم عبارت ہے حرف وصوت سے فقط اور جو بحث الفاظ مین صرف ونحو
کے لکہا ہے اَلْاِسْمُ عِبَارَۃٌ عَنِ الْحُرُوْفِ الْمُرَکَّبَۃِ یہ بحث لفظی ہے لاکن گفتگو
ہمکو علم معنوی مین ہے کہ اگر بنار کلام کا علوم باحثہ عن الالفاظ ہوا و خالی اسم کا مفید یک
لطیفہ کا ہوتا ہے چنانچہ مین سابق مین ذکر کیا ہون کہ قوت بشری متحمل انوار ذاتی کا
نہین ہوسکتا ہے۔ الحاصل دخول اسم کا خالی فائدہ سے نہین ہے اگرچہ حمل کرین
اُسکو نہانی پر۔ اور اگر ارادہ کرے اس اسم کو دخول وصول سے قول اسکا قوی نہین
ہے۔ اور اگر ارادہ کرے اس کو پوشیدہ ہوئے پر پس وہ محمول ہوتا ہے اسی امر پر جو ہم نے
بیان کیا۔ اور جو عبارت مین قدمار متکلمین اہل سنت وجماعت کے مرقوم ہے اِنَّ
اَسْمَاءُ اللّٰہِ لَاھُوَ وَلَاغَیْرُہٗ مراد اس سے اسمار صفات ہے چنانچہ وہی قصیدہ لامیہ
مین مذکور ہے " صِفَاتُ اللّٰہِ لَیْسَتْ عَیْنُ ذَاتٍ " وَلَاغَیْرٌ سِوَاہُ ذَا انْفِصَالٍ "
اور اعتقاد دخول لفظ اسم کا ذات مین بہی رد معتزلہ کا ہوتا ہے کیونکہ وہ کہتے ہین کہ ذات
حق تعالے مسمی باسما ہو جائز نہین ہے کیونکہ اسم اشارہ ہے خاص واسطے تمیز کے درمیان
اجناس کے اور حق تعالے منزہ ہے جنس سے۔ اہل سنت وجماعت رد کرتے ہین اس
بیان سے کہ اسم محض اشارہ ہونا منع ہے بلکہ کبہی وہ واسطے افادہ کے ہوتا ہے۔
اور جو اشارہ ہونا اسکا ذکر کیا گیا ہے وہ صفت اسمار محدثہ خلق کی ہے۔ پس قسم ثانی
یعنے افادہ کے لئے سوائے اسمار الٰہی کے دوسری نہین ہین۔ کیونکہ حق تعالے واحد
ہے اور مذکور ہے اسمار کثیرہ کے ساتہ اور اشارہ فرمایا ہمکو یہ کہ یاد کرین ہم اُس کو
اور ایمان لاوین اُسپر چنانچہ فرمایا ہے قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا
فَلَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی۔ چنانچہ تفصیل اس کی تمہید ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ مین موجود ہے
اَلثَّالِثُ یعنے رمز ثالث الصاق بار بسم اللہ کا یہ ہے کہ ملصق بشی غیر مستقل ہوتا ہے

کیونکہ مستقل محتاج تعلق اور زمان کا نہین ہوتا ہے پس غیر حق تعالےٰ تمام مثلِ معنی حرف کے
محتاج متعلق کے ہین پس موجودات تمام غیر قائم بذات مثل اعراض قائم بغیر ہین اور قیام تمامی
موجودات کا بوجود حقیقے الٰہی ہے۔ اور وہ منزہ ہے حدوث و تعلق سے پس بنظر اِس کے
اُس مین کئی اشارات ہین (۱) یہ کہ وہ حق تعالےٰ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے۔ کیونکہ
جب یہ ثابت ہوا کہ تمام ماسوے اللہ متعلق اُسیکے ہین پس کوئی لایق اُلوہیت کے نہین
ہے کیونکہ الوہیت کے لئے "قادر مستقل ہونا ضرور ہے جب ایسا نہ ہوا الٰہ بھی نہین ہوتا ہر
چنانچہ حق تعالےٰ فرمایا ہے لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنے اگر ہوتے درمیان
زمین و آسمان کے اِلٰہ ہان سواے خداے واحد کے البتہ وہ زمین و آسمان مین فساد ہو جاتا
پس باء الصاق گواہ ہے توحید حقیقی کا اور اس مین تمامی علوم اور اسرار داخل ہین
(۲) یہ کہ خدا تعالےٰ قادر مختار مستقل ہے اور تمامی موجودات متعلق بہ اُسکے ہین پس وہ
مستحق الوہیت کا ہے نہ غیر۔ (۳) یہ کہ ملصق قوی کا قوی ہوتا ہے پس جو بندہ ملصق
بِرَبِّہٖ ہے وہ بھی قوی ہے اِس لئے نہین ممکن ہے کہ کوئی دوسرا مساوی اُس کے
ساتھ ہووے۔ اور نہین ہوتی ہے نصرت اُس کی مگر خدا تعالےٰ کے نزدیک سے۔
اِسی لئے نمرود اور شداد اور فرعون باوجود قوت مال و لشکر و حکومت بیشتر کے ازبیخ
برکندہ ہو گیے اور صدمات وعید مین مبتلا ہو گئے فَاللّٰهُ هُوَ الرَّبُّ الْاَحَدُ الْوَحِیْدُ الَّذِیْ
نَصَرَ نَبِیَّهُ الْکَرِیْمَ وَاَخَذَ اَعْدَائَهٗ بِالْقَهْرِ الْعَظِیْمِ وَقَتَلَهُمْ بِالسَّیْفِ الْمَسْلُوْلِ
وَجَعَلَهُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ اَلرَّابِعُ یعنے رمز چوتھا الصاق باء بسم اللہ کا یہ ہے کہ ملصق
بخدا عزوجل امر وہمی محض نہین ہے جیسا کہ اہل ہوا اور سوفسطائیون نے خیال کیا ہر
اور کہا ہے اَنَّ الْاَشْیَاءَ لَیْسَ لَهَا حَقَائِقُ اِنَّمَا هِیَ خَیَالَاتٌ وَاَوْهَامٌ اور یہ لوگ
تین فرقہ ہین چنانچہ شرح عقاید نسفی مین مذکور ہے۔ پس یہ الصاق باء کار د ہے اُن اہل
ہوا کا۔ کیونکہ ملاصق جو وجود اسکا مقتبس بوجود حقیقی ہے وہمی محض نہین ہوتا ہے اگرچہ

بیان اعتقادات و [illegible] ١٢١٢

محتاج اور غیر مستقل ہے۔ اور یہی بیان رد ہے اُن صوفیہ کے لئے بھی جو کہتے ہین اَنَّ الْاَشْیَآ اِعْتِبَارَاتٌ وَهْمِیَّةٌ لَاوُجُوْدَ لَهَا بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ کیونکہ اگر یہ فاسد نہ ہو شریعت اور عقائد حقہ تمام باطل ہو جائین گے۔ اور اِس الصاق مین رد جبریہ اور قدریہ کا بھی ہے کیونکہ جبریہ نفی اختیار کرتے ہین بالکلیہ اور اِس سے باطل ہونا ارسال رسولون کا لازم ہوتا ہے۔ اور قدریہ اختیار کلی افعال عباد مین ثابت کرتے ہین اور یہ بھی باطل ہے۔ پس جبریہ تفریط کئے ہین اور قدریہ افراط۔ پس حق وہ ہے جو اہل سنت اور جماعت نے توسط بین الجبر والقدر اختیار کئے ہین۔ کس لئے کہ حق تعالےٰ فاعل حقیقی ہے اور بندہ کاسب اسکا ہے یعنے صدور فعل خدا کا بندہ سے ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ باریک تر مسائل کا ہے گویا یک راز ہے اسرار حق تعالےٰ سے نہین مطلع ہوتے ہین اِس سے مگر بعض خواص چنانچہ تفصیل اِس کی تنقیح اور توضیح وغیرہ مین بطور کامل موجود ہے۔ اگر خوف طول کا نہ ہوتا تو مین اِس مسئلہ کو معنے الصاق مین بخوبی شرح کرتا فَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلتَّوْفِيْقِ وَالْوِفَاقِ۔ **الحاصل** بارسم اللہ کا موضوع ہے واسطے الصاق کے اور حقائق اشیا ثابت ہے اور علم اس کے لئے متحقق اور بندون کو افعال کے لئے اختیار دیا گیا ہے تا اِس سے ثواب وعذاب لاحق کیا جاوے اور رسول تمام حق ہین اور شریعت اُن کی حق ہے اور جو چیز ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حق ہے پس یہ تمام علوم بارسم اللہ مین موجود ہین کیونکہ عقائد جو وصول ہین بارسم اللہ مین موجود ہین پس فروع بطریق اولی موجود ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اگر الصاق اللہ کے ساتھ نہ ہو علم عقائد باطل ہو جاتا ہے۔ اور یہ مسائل ظاہر شریعت ہین اور باطن مین بھی موجود ہین۔ کیونکہ توحید اسقاط اضافات کو کہتے ہین نہ کہ اشیا کو وہم خیالات کہنا۔ اگر ایسا نہ ہو بہت سے امور باطل ہو جائین گے اور مامور لہا در حقیقت سالکان علم مشاہدہ اور مجاہدہ ہین کہ جنکی شان مین حق تعالےٰ فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ

اعتقاد اہل حق در وجود اشیا
نمبر ۲ در بیان معنی توحید

سُبُلَنَا۔ یعنے جنہون نے مجاہدہ کیئے راہ مین ہماری ہر آئینہ تبلائینگے ہم انکو راہ ہماری وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی یعنے توشہ سفر آخرت کا کرو کہ پس تحقیق کہ بہترین توشہ پرہیزگاری ہے۔ مثل اس کے قرآن اور دوسرے علوم مین بہت سے حکم مرقوم ہین کہ جس کے بیان مین خود حق تعالے فرماتا ہے لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ یعنے اگر دریا تمام سیاہی ہوجاوین واسطے تحریر کلمات خدا تعالیٰ کے ہر آئینہ تمام ہوجاوین قبل اس کے کہ کلمات اللہ عزوجل کے تمام ہووین یہ بیان تہوڑا ہے بابسم اللہ مین کہ مینے اسکو مختصر اور مجمل کیا ہے۔ یہ تمام سب الصادق کا ہے اللہ ورسول اور شیخ بزرگ کے ساتہ اَللّٰھُمَّ یَا مَحْمُوْدُ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ الصَّفِیِّ وَاٰلِہٖ وَنَائِبِہٖ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰہِ وَاٰیَاتِہٖ وَلَا تُؤَاخِذْنِیْ اِنْ نَسِیْتُ اَوْ اَخْطَاْتُ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَزِدْنَا عِلْمًا وَعَمَلًا وَّتَحْقِیْقًا اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ (بیان تحقیق صرفی وتدقیق حرفی)

جاننا چاہیئے کہ لفظ اسم کا مشتق ہے سمو سے یا وسم سے اول مذہب بصریون کا ہے ثانی مذہب کوفیون کا۔ اور اخذ پہلا اس طریق پر ہے کہ وہ بلند ہے حرکات سین سے جیسا کہ یَدٌ و دَمٌ مین حذف آخر کیا گیا ہے باقی رہے دو حرف اول دو کا متحرک اور دوسرا ساکن ہے جب واسطے اعتدال کے حرکت دیا گیا ساکن متحرک ہوتا ہے کیونکہ ابتدا بہ سکون محال ہے اس لئے ہمزہ وصل آگے لائے اسم ہوا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جب سمو کو تخفیف کرنا چاہے بوجہ اس کے کہ حذف اول جائز نہین آخر کو حذف کیئے اور بنظر احتراز اجحاف کے حرکت اول کو بہی حذف کیئے اسوقت احتیاج ہوئی ہمزہ وصل کی تا ابتدا بسکون

بیان تحقیق صرفی لفظ اسم مین و بیان تحقیق نحوی

ثانی ہو پس ہمزہ وصل آگئے الف اِسم ہوا۔ طریق ثانی یہ ہے کہ اصل اسم کا وسم ہے
حذف واو کا کئے بجائے اِس کے ہمزہ وصل لاسے اسم ہو گیا۔ مگر یہ طریق لایق
غور ہے کیونکہ ہمزہ وصل کو اسم مین داخل کرنا عادت نہین ہے اِسلئے بعض نحوی
کہتے ہین لَاحَذَفَ وَلَاتَعْوِیْضَ اِنَّمَا هُوَقَلْبُ الْوَاوِ هَمْزَةً یعنے نہین ہے حذف
و نہ عوض بلکہ واو ہمزہ کیا گیا ہے۔ اور کوفیین پر یہ بھی اعتراض آتا ہے کہ اگر اصل اسم
وسم ہووے جمع اس کی اوسام اور تصغیر اس کی وسیما ہوتی ہے درحقیقت یہ
خلاف ہے کیونکہ جمع اسم کی اسما اور آسامی ہے اور تصغیر سمی ہے۔ اور ارتکاب
قلب کا تمام تعریفات مین بعید ہے بلکہ قریب بخطا ہے۔ اور حاشیہ جمالیہ مین جو فوائد
ضائیہ پر مولانا جمال الدین نے فائدہ اختلاف کا لکھا ہے یہ ہے کہ جو شخص کہے کہ اسم
مشتق سمو سے بمعنے علو کے ہے گویا کہتا ہے کہ حق تعالے ہمیشہ موصوف ہے قبل
وجود خلق سے اور بعد اُس کے بھی۔ پس وجود و فنا سے خلق کے حق تعالے
کے اسما وصفات مین کچھہ تاثیر نہین ہوتی ہے یہی قول اہل سنت وجماعت کا ہے
اور واضع ہر چیز کا خدا تعالے ہے۔ اور جو شخص کہ کہتا ہے کہ اسم مشتق ہے وسم
سے بمعنے علامت کے گویا کہتا ہے اللہ تعالے ازل مین بلا اسم وصفت تہا پس
جب کہ خلایق کو پیدا کیا اسما وصفات اسکو لاحق ہوئی۔ یہ قول معتزلہ کا ہے
چنانچہ کچھہ اس سے بیان ہو چکا ہے۔ اور اوق تفاسیر مین لکھا ہے کہ لفظ اِسم
مین چار لغت ہین۔ یک کسرہ الف کا دوسرا ضم اسکا تیسرا کسرہ سین کا چوتہا ضم اسکا
اصل کلمہ السمو وسموا اشتقاق اسکا سمی یسموا ہے یا سمی یسمی سمیا اس علا
یعنے بلند ہوا۔ بحالت ضم مبنی ہے اول سے صیغہ امر پر اور بحالت کسر مبنی ہے
ثانی سے صیغہ امر پر مثل اُدْعُ وَاِرْمِ جیسا کہ اسم مبنی ہے صیغہ امر پر اسمی بمعنے
سے اور اسمارمبنیہ صیغہ فعل پر اکثر ہوتے ہین مثل قول نحوئین کے یَزِیْدُ وَیَشْکُو

پس گردانے اس صیغہ کو اسم اور داخل کئے اسپر وجوہ اعراب کے اور نکالے اسکو
تعریف افعال سے۔ مولف کہتا ہے کہ جب وجہ صحیح ظاہر ہو جاوے اس تکلفات کی ضرورت ہی
نہین ہے۔ پس یاد رکھین اور غنیمت جانین اس تحقیق لایق کو کہ یہ بہت مواضع مین بہت
نفع دیگی تحقیق نحوی اور کشفی مین۔ پس جاننا چاہیے کہ اسم کبھی اطلاق کیا جاتا ہے مقابلہ
صفت پر۔ اور تفسیر کرتا ہے اُس چیز پر جو اشارہ کی جاتی ہے طرف مجردات کے
اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اُس چیز پر جو شامل ہو اُسی ذات کو اور تفسیر کرے اُس
چیز پر جو دلالت کرے کوئی یک ذات پر برابر ہے اسمین کہ ذات کے ساتھ لحاظ صفت
کا ہو مثل ضارب یا احمر کے یا لحاظ صفت کا نہ ہو مثل رجل و فرس کے اور یہی معنی
اخیر اس مقام مین مراد ہے اور یہی متبادر ہوتا ہے محاورات اسم مین۔ لاکن معنے
اول بسبب ہونے اس کے غیر متبادر اسم مین محتاج قرینہ کا ہوتا ہے۔ اور اطلاق
قران کا بھی اسی معنی متبادر پر واقع ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ
اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی۔ اگر اطلاق صفت کا اسمأ
دال علی الصفۃ پر ہو مثل الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے وہ بھی اسم ہے اور ایسا ہی رزاق
واقع ہے عبارت مین اہل شرع کے۔ اور جو معنی شامل ہے صفت کو وہ عبارت
ہے اقسام کلمہ سے نحو مین بسبب اُس کے کہ معنی فی نفسہ پر دلالت کرتا ہے اور غیر
مقترن ہے کوئی زمانہ ثلثہ سے۔ پس واجب ہے کہ جانے کہ جو اسم اس آیت
شریف مین واقع ہے وہ اعم ہے ملاحظہ صفات سے اور اس مین تمامی اسمأ
ذاتی اور صفاتی داخل ہین۔ پس درمیان ان اسمار کے پہلے لفظ اللہ ہے
جو موضوع ہے واسطے ذات مستجمع بجمیع صفات کے چنانچہ قریب ہے بوجھنگا تو
اس کو اور فضل اُسکا ثانیاً جو قولہ تعالے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ہے۔ پس تفصیل
اس کلام کی از قبیل تعلیم یہ ہے گویا کہ فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْکَرِیْمِ

بیان اطلاق [illegible] صفات

العظیم المجید الحی القیوم الواحد الاحد الی آخر الاسماء اور ایسے اسماء حسنیٰ
جو وارد ہین حدیث صحیح مین بتعداد ننانوے کے ہین۔ پس خلاصہ اس آیہ بزرگ کا یہ ہے
کہ شروع کرتا ہون مین یا برکت لیتا ہون یا پڑہتا ہون مین اسم ذات کو جو جامع ہے
تمام صفات تفصیل کو اس تفصیل نیک سے۔ اور مینے مختصر کیا اس تفصیل کو اسماء
ثلثہ پر بسبب اس کے کہ اسم اول جامع ہے تمامی اسماء کو اور دوسرا مشیر ہے رحمت کو
بیان حکمت تخصیص بسم اللہ باسماء ثلثہ
جو واقع ہے اللہ تعالے سے اہل دنیا پر اور تیسرا مشیر ہے رحمت کو اللہ تعالے کی
جو پہنچنے والی ہے اہل آخرت پر۔ پس گویا حق تعالے بیان کیا ان دو اسم کو بعد اسم
ذات کے محض اس لئے کہ اول ہر کام کے اس اسم ذات مستجمع جمیع الصفات سے جو مرجع
کل دارین مین ہے برکت لین۔ پس جسنے ان اسماء کو ذکر کیا تجارت دارین مین نفع
پایا۔ اور جو اس سے غافل ہوا نقصان دارین کا اٹھایا۔ پس اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے
کہ جو اسم اللہ تعالے کا قرآن مجید مین مذکور ہے وہ تفصیل اسی اجمال بسم اللہ کی ہے
گویا جمیع علوم جو قرآن مجید مین ہین وہ مجملاً سورۂ فاتحہ مین اور جو اسرار فاتحہ مین ہین
وہ مجملاً تمام بسم اللہ مین ہین اور جامع تمام کا باء بسم اللہ ہے کیونکہ وہ دال ہے
الصوق اور غور تحقیق کلی پر رَبِّ زِدْنِیْ بِهَا عِلْمًا وَّاحْفَظْنِیْ مِنَ الزَّلَلِ وَالْخَلَلِ
فِی الْعَمَلِ وَالْکَشْفِ۔ انشاء اللہ تعالے باقی تحقیقات اس بیان کے معانی مین
ہر ایک اسم بزرگ کی ظاہر ہوگی (دیگر توضیح ظریف و تدقیق عریف بسم اللہ یہ ہے)
بیان فائدہ ترک باسم
کہ پہلے ظاہر ہوا ہے کہ بغیر اسکے کہ لکہین باللہ الرحمن الرحیم واسطے اشارہ کے
طرف یک لطیفہ کے ہے جو اس طرف اشارہ ہو گیا ہے چنانچہ فائدہ اسکا اب مین ادق
التفاسیر سے ذکر کرتا ہون وہ یہ ہے کہ تبرک صرف اسماء الٰہی سے لیا جاتا ہے نہ کہ ذات
سے کیونکہ بندہ کا سر کو رتبۂ ذات تک وصول نہین ہے پس ضرور ہوا تبرک لینا اسماء سے
اس لئے حق تعالے اپنے کلام قدیم مین فرمایا ہے وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا

اور وہ اِس آیت شریف بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے ظاہر ہے پس بسم اللہ مین جو الف حذف ہوا ہے اس مین کئی لطائف ہین الاول یعنے پہلا یہ کہ نحویین نے کہا ہے کہ جب کسی امر مین کثرت استعمال ہو تو وہ لائق تخفیف کے ہوتا ہے پس الف اسم کا حذف کرکے بار بسم اللہ کو طول کیا گیا تا عوض حذف الف کا معلوم ہوئے اور ہم کہتے ہین کہ جب التصاق متمسک کا لصوق حقیقی سے اِس طور پر ہو کہ وہ اسماء الٰہی مین فنا ہو جاے اس حال مین مناسب ہے کہ جو حرف جدا ہے وہ حذف کیا جاوے یہان تک کہ وہ اسم سے ملصق ہو جاے مثل لصوق مسمے چنانچہ تائید دیتی ہے کتابت بار کی مطول یہان تک لکھا جاتا ہے بصفۃ الملصق ہے کے پس بار واسطے دلالت کرنے لصوق مبتدی کے تعلق اور وصف کو لفظ اسم کے ساتھ لیا ہے جیسا کہ وصف مسمے مین ہے۔ اور مشابہت بار کی بصورت الف کشفی لطیفہ دوسرا ہے باریک زیادہ از روے فہم کے کیونکہ مسمے اِسکا جامع ہے دو مرتبہ کا یک یہ کہ بار نقطہ دار دلالت کرتا ہے مرتبۂ امکان پر دوسرا بشکل الف دلالت کرتا ہے مرتبۂ وجوب بھی۔ پس اِس صورت مین ثابت ہوتا ہے کہ تمام علوم قرآن مین ہے اور تمام قرآن فاتحہ مین اور تمام فاتحہ بسم اللہ مین اور تمام بسم اللہ نقطۂ بار مین ہے۔ کیونکہ قرآن شریف مین بیان وجوب کا ہے یا امکان کا اور یہ تمام بار بسم اللہ مین جو بصورت الف ہے موجود ہے۔ پس بار کو نقطہ دینے مین یک لطیفہ دوسرا ہے کشفی وہ یہ ہے کہ جب سیر سالک کا آخر ہوا اور انتہا کو پہونچے اُس وقت باقی بِبَقاءِ اللہ ہوتا ہے اور رزق اُسکا پروردگار سے جو اِنَّ رِزۡقَہٗ حَبۡلًا وَّ نَفۡعًا ہے روزی ہوتا ہے۔ پس اُسوقت ضرور ہوتا ہے بقا بشریت اُسکا اگرچہ وہ ظلی ہے حقیقۃً شراب بقا پیالہ وصل ساقی سے کیونکہ بندہ بندہ ہے اگرچہ ترقی کیا ہے اپنے مقام سے۔ اور یہ نہایتِ مرتبہ ہے جو پیغمبرون نے حاصل کیا۔ اور اسی لئے تکلیف اُس

بیان لطائف حذف الف بسم اللہ

شرعی کی تمام انبیاء علیہم السلام اور خاصگان حق پر باقی رہی۔ خصوصاً ہمارے پیغمبر جو نبی
تھی افضل النبیین ہیں صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور اسی سلئے گذرا حضرت منصور وغیرہ
قائل انا الحق وانا اللہ وغیرہ جو گذرا تہا۔ اور اسی سلئے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بعد حصول معراج کلی اور وصول حقیقی کے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فرمایا اور مکان وصول میں اثنینیت باقی رکھی۔۔ اور یہ بھی کمال
حقیقی اور وصال تحقیقی ہے۔ پس تحقیق اس مقام کی اور تفصیل اس بیان کی جو میرے
دل میں آئی ہے انشاء اللہ تعالی قول شیخ بزرگ یعنے کاساتِ الوصالِ۔ اور آسنا
فِی حضرتِ التقریبِ فخدی میں کرونگا۔ اَللّٰهُمَّ یٰ وَفِّقْنِیْ بِذٰلِکَ بِفَضْلِکَ وَاَمْدَادِ نَبِیِّکَ
وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَتَابِعِیْہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ کُلِّهِمْ اَجْمَعِیْنَ الثانیہ یعنے لطیفہ دوسرا
حذف الف اسم اور تبدیل صورت طول بار میں یہ ہے کہ سالک ملاصق قلب بالتخلق
باسمائہ تعالی کو ضرور ہے کہ مستقیم غیر منحنی وغیر قاصر با سرارحق ہووے اور بلندی کو بقدر
امکان باستقامتہ تربیت حاصلہ کے واصل ہووے اور وسیلہ جمیلہ سے بموجب آیۂ
فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ داعیا کرنا اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ یعنے اے پروردگار ہدایت کر ہمکو یہانتک کہ
حاصل ہووے ہمکو رنگ سے تیرے اور تخلق اخلاق سے تیرے جو صِبْغَةَ اللّٰهِ
وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ وَهُوَ یَهْدِیْ عَلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ پس عروج
بار کا بصورت الف طرف بلندی کے تصور معراج کا ہے جو سالک کو واقع ہوتا ہے طرف
رفیق اعلی کے۔ اور منقطع ہونا اسکا کمر طول الف سے رمز ہے طرف عروج بندۂ سالک
کے فنا سے اسکے علم عروج سے اور معرفت معبود سے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَسْرَارِ رُمُوْزِ فِیْ اِنَّ
سوائے ان دو لطائف مذکور کے اور بھی لطائف اس حذف الف واتصال بار میں
دل پر راقم کے وارد ہوتے ہیں لاکن ادب اسکے اظہار کو منع کرتا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ

لطیفہ ثانی حذف الف

بیان اسماء ذاتیہ

سُبْحَانَہٗ وَتَقَدَّسَ شَانُہٗ اِفَادَۃً وَصِبْغَۃً وَاِفَاضَۃً شَیْءٍ عَنِّیَّۃً ۔ جاننا چاہیے
کہ اسماء اللہ بعضے ذاتیہ ہین اور بعضے صفاتیہ۔ ضرور ہے کہ بقدر ضرورت تفسیر
اُسکی کی جاوے۔ علماء اس مین اختلاف کئے ہین۔ علماء ظاہر کہتے ہین کہ اسم ذاتی
حق تعالےٰ کا لفظ اللہ ہے یا ہو۔ کیونکہ اسم ذاتی وہ ہے کہ اُسکی وضع مین خصوصیت
کوئی صفت کی نہ ہو بلکہ مستجمع جمیع صفات کا ہووے۔ اور علماء اہل کشف کہتے
ہین کہ اسم ذاتی وہ ہے کہ اس مین ملاحظہ کوئی صفت کا صفات سے نہ ہو خصوص
نہ عموم بلکہ ذات بحت ہووے۔ مؤلف کہتا ہے اقوال مذکور مبنی ہین معنے اسم ذاتی
پر پس جو شخص اصطلاح مین اپنے معنی اول مراد رکھا چلا اسیطرف جو علماے ظاہر
چلے ہین اور جو شخص اصطلاح مین اپنے معنے دوم مراد کیا چلا اپنے فریق ثانی کی طرف
پس اے طالب اگر خواہش رکہتا ہے تو اس کی افادت کو تجکو عید ہو جاے گی
اور عیش تیرا سعید پس سن اُسکو جو ہم بیان کرتے ہین اگر تو سنے گا جو مین بیان
کرتا ہون تیرا نور اور ایمان زیادہ ہوجاے گا۔ پہلا فائدہ وہ ہے جو اشارہ کیا
گیا اِنَّ ذَاتَ اللّٰہِ تَعَالٰی ھَلْ ھِیَ مُسَمَّاۃٌ بِالْاَسْمَاءِ اَمْ لَا یعنے ذات اللہ تعالیٰ کی
مسمے باسماء ہے یا نہین۔ اول مذہب مستحکم وحق ہے چنانچہ اہل سنت وجماعت نے
نقل کیا ہے قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَاءُ
الْحُسْنٰی اور دوسرا مذہب معتزلہ کا ہے اور وہ مردود اور باطل ہے عقل اور نقل سے
دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اسماء اللہ محصور ہین یا نہین۔ ثانی یعنے غیر محصور ہونا حق
ہے اور یہی اعتقاد ہے فقہاء اہل سنت وجماعت کا۔ اور جو حدیث شریف مین
وارد ہے اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی تِسْعَۃً وَتِسْعِیْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ
اُس سے مراد حصر نہین ہے بلکہ مراد بیان فضیلت ان اسماء کی یا مراد یہ ہے
کہ یہ اسماء قرآن مجید مین ہین اگر اسکو پڑہو گے داخل جنت ہوگی۔

بیان ذات باسماء مسمی ہے یا نہیں
بیان اسماء محصور ہیں

اَلثَّالِثَۃ یعنے فائدہ تیسرا یہ ہے کہ اسماء اللہ تعالےٰ تمام صدق مین یک ہین یہانتک اگر کوئی کہے کہ رحمٰن غیر رحیم ہے اور اللہ غیر رحمٰن ہے وہ شخص کافر ہوجاویگا اَلرَّابِعَۃ یعنے فائدہ چوتہا یہ ہے کہ اسماء اللہ تمام توقیفیہ ہین یعنے نہین جائز ہے اطلاق اسم اللہ کا اسپر مگر بعد ورود شرع کے اور اگر اطلاق کرے کوئی اسم اسماء اللہ سے باعتبار معنی وصفی کے کسی پر بغیر اس بات کے کہ وضع اور علم نہ ہو وہ بہی جائز ہے اور اسی لیئے اطلاق لفظ رب کا معنے سے صاحب کے توصیفاً کسی کے لیئے جائز ہے چنانچہ حجت لائی گئی ہے اسپر شرح عقائد عضدیہ اور جذریہ مین شیخ کامل ملا علی بن سلطان مشہور ملا علی قاری سے۔ اَلْخَامِسَۃ یعنے فائدہ پانچوان یہ کہ اسماء وصفات ثابتہ درحقیقت ظنی ہین کیونکہ اطلاع حقایق پر اُسکی مثل اطلاع ذات کے ممتنع ہے چنانچہ لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ بیان اُسکا ہے پس اسماء ذات وصفات مین فرق مثل ذات وصفات کے ہے۔ پس بعد تسلیم اس کے مین کہتا ہون کہ اطلاع اس کی محتاج ہے ریاضات شاقہ ومجاہدات تامہ پر کہ جس سے مکشوفات دقیق اور اشراقات لطیف خالی اور خالص اشتباہ اور غلط سے حاصل ہوتے ہین۔ اَلسَّادِسَۃ یعنے فائدہ چہٹا یہ ہے کہ جو بعض عارفون نے مثل شیخ اوحدی محی الدین محمد بن عربی صاحب فصوص سے بحوالہ کتاب اُنکے جو مسمّٰی بہ (انشاء الدوائر) ہے ظاہر کیا ہے چنانچہ اس مقام مین مین عبارت اُنکی بعینہ نقل کرتا ہون اِعْلَمْ اَنَّ لِلْحَقِّ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى شَانُهٗ بِحَسَبِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ) شُيُوْنَاتٌ وَتَجَلِّيَاتٌ فِي الْمَرَاتِبِ الْاِلٰهِيَّةِ وَاَنَّ لَهٗ بِحَسَبِ شُيُوْنِهٖ وَمَرَاتِبِهٖ صِفَاتٌ وَاَسْمَاءٌ وَالصِّفَاتُ اِمَّا اِيْجَابِيَّةٌ اَوْسَلْبِيَّةٌ۔ وَالاول اِمَّا حَقِيْقَةٌ لَا اِضَافَةَ فِيْهَا كَالْحَيٰوةِ وَالْوُجُوْبِ وَالْقَيُّوْمِيَّةِ عَلٰى اَحَدِ مَعْنَيَيْهِ اَوْ اِضَافَةٌ مَحْضَةٌ كَالْاَوَّلِيَّةِ وَالْاٰخِرِيَّةِ اَوْ ذُوْ اِضَافَةٍ كَالرُّبُوْبِيَّةِ وَالْعِلْمِ وَالْاِرَادَةِ

وَالثَّانِي كَالْغِنَا وَالْقُدُّوسِيَّةِ وَالسُّبُّوحِيَّةِ وَلِكُلٍّ مِنْهَا نَوْعٌ مِنَ
الْوُجُودِ سَوَاءٌ كَانَتْ إِيجَابِيَّةً أَوْ سَلْبِيَّةً لِأَنَّ الْوُجُودَ يَعْرِضُ الْعَدَمَ
وَالْمَعْدُومَ أَيْضًا مِنْ وَجْهٍ وَلَيْسَتِ التَّجَلِّيَاتُ ذَاتِهِ تَعَالَى حَسَبَ
مَرَاتِبِهِ الَّتِي يَجْمَعُهَا مَرْتَبَةُ الْإِلٰهِيَّةِ وَالْمَنْعُوتِيَّةِ الْمُعَبَّرَةِ بِلِسَانِ
الشَّرْعِ بِالْعَمَاءِ وَهِيَ أَوَّلُ كَثْرَةٍ وَقَعَتْ فِي الْوُجُودِ وَبَرْزَخٌ بَيْنَ
الْحَضْرَةِ الْأَحَدِيَّةِ الذَّاتِيَّةِ وَبَيْنَ مَظَاهِرِ الْخَلْقِيَّةِ لِأَنَّ ذَاتَهُ تَعَالَى اقْتَضَتْ
بِذَاتِهِ حَسَبَ مَرْتَبَةِ الْأُلُوهِيَّةِ وَالرُّبُوبِيَّةِ صِفَاتٍ مُتَعَدِّدَةً مُتَقَابِلَةً
كَاللُّطْفِ وَالْقَهْرِ وَالرَّحْمَةِ وَالْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ وَالسُّخْطِ وَغَيْرِهَا
وَيَجْمَعُهَا النُّعُوتُ الْجَمَالِيَّةُ وَالْجَلَالِيَّةُ إِذْ كُلُّ مَا يَتَعَلَّقُ بِاللُّطْفِ هُوَ الْجَمَالُ
وَمَا يَتَعَلَّقُ بِالْقَهْرِ هُوَ الْجَلَالُ ۔ وَلِكُلِّ جَلَالٍ جَمَالٌ وَلِكُلِّ جَمَالٍ جَلَالٌ
وَهُوَ اللُّطْفُ الْمَسْتُورُ فِي الْقَهْرِ الْإِلٰهِيِّ وَبِالْعَكْسِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى وَلَكُمْ
فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّا أُولِي الْأَلْبَابِ ۔ وَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ
وَجْهَهُ سُبْحَانَ مَنِ اتَّسَعَتْ رَحْمَتُهُ لِأَوْلِيَائِهِ فِي شِدَّةِ نِقْمَتِهِ وَاشْتَدَّتْ
نِقْمَتُهُ لِأَعْدَائِهِ فِي سَعَةِ رَحْمَتِهِ وَمِنْ هُنَا يُعْلَمُ سِرُّ قَوْلِهِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَهٰذَا الْمِقْدَارُ الْمُتَرَتِّبُ عَلَى كُلِّ صِفَتَيْنِ
مُتَقَابِلَتَيْنِ وَالذَّاتُ مَعَ صِفَةٍ مُعَيَّنَةٍ وَاعْتِبَارِ تَجَلٍّ مِنْ تَجَلِّيَاتِهِ تُسَمّٰى
بِالْاِسْمِ فَإِنَّ الرَّحْمٰنَ ذَاتٌ لَهَا الرَّحْمَةُ وَالْقَهَّارَ ذَاتٌ لَهَا الْقَهْرُ وَهٰذِهِ
الْأَسْمَاءُ الْمَلْفُوظَةُ هِيَ أَسْمَاءُ الْأَسْمَاءِ وَمِنْ هُنَا يُعْلَمُ أَنَّ الْمُرَادَ بِأَنَّ
الْاِسْمَ عَيْنُ الْمُسَمّٰى مَا هُوَ ۔ وَقَدْ يُقَالُ الْاِسْمُ لِلصِّفَةِ إِذِ الذَّاتُ مُشْتَرَكَةٌ
بَيْنَ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ كُلِّهَا وَالتَّكَثُّرُ فِيهَا بِسَبَبِ تَكَثُّرِ الصِّفَاتِ
وَذٰلِكَ التَّكَثُّرُ بِاعْتِبَارِ مَرَاتِبِهَا الْغَيْبِيَّةِ الَّتِي هِيَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ

وَهِيَ مَعَانٍ مَعْقُولَةٌ فِي غَيْبِ الْوُجُودِ الْحَقِّ تَعَالَى - بَيْنَ بِهَا شُيُونُ الْحَقِّ وَتَجَلِّيَاتُهُ وَلَيْسَتْ بِمَوْجُودَاتٍ عَيْنِيَّةٍ وَلَا يَدْخُلُ فِي الْمَوْجُودِ أَصْلًا بَلِ الدَّاخِلُ مِنْهُ مَا تَعَيَّنَ فِيهِ مِنَ الْوُجُودِ الْحَقِّ فِي تِلْكَ الْمَرَاتِبِ مِنَ الْأَسْمَاءِ فَهِيَ مَوْجُودَةٌ فِي الْعَقْلِ مَعْدُومَةٌ فِي الْعَيْنِ وَلَهُ الْأَثَرُ وَالْحُكْمُ فِيمَا لَهُ الْوُجُودُ الْعَيْنِيُّ كَمَا أَشَارَ الشَّيْخُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْفَصِّ الْأَوَّلِ وَبِالْجُمْلَةِ يَرْجِعُ التَّكَثُّرُ إِلَى الْعِلْمِ الذَّاتِيِّ لِأَنَّهُ عَلِمَهُ تَعَالَى بِذَاتِهِ أَوْ حَسَبِ الْعِلْمِ بِكَمَالَاتِ ذَاتِهِ فِي مَرْتَبَةِ الْأَحَدِيَّةِ - ثُمَّ الْمَحَبَّةُ الْإِلٰهِيَّةُ اقْتَضَتْ ظُهُورَ الذَّاتِ لِكُلٍّ مِنْهَا عَلَى انْفِرَادِهَا مُتَعَيِّنًا فِي حَضْرَتِهِ الْعِلْمِيَّةِ وَالْعَيْنِيَّةِ فَحَصَلَ فِيهِمَا - وَالصِّفَاتُ يَنْقَسِمُ إِلَى مَا لَهُ الْحَيْطَةُ التَّامَّةُ الْكُلِّيَّةُ وَإِلَى مَا لَا يَكُونُ كَذَلِكَ الْحَيْطَةُ وَإِنْ كَانَتْ هِيَ مُحِيطَةٌ بِأَكْثَرِ الْأَشْيَاءِ فَالْأُولَى هِيَ الْأُمَّهَاتُ لِلصِّفَاتِ الْمُسَمَّاتِ بِالْأَئِمَّةِ السَّبْعَةِ وَهِيَ الْحَيٰوةُ وَالْعِلْمُ وَالْإِرَادَةُ وَالْقُدْرَةُ وَالسَّمْعُ وَالْبَصَرُ وَالْكَلَامُ فَسَمْعُهُ عِبَارَةٌ عَنْ تَجَلِّيَةٍ لِعِلْمِهِ الْمُتَعَلِّقِ بِحَقِيقَةِ الْكَلَامِ الَّذِي فِي مَقَامِ جَمْعِ الْجَمْعِ وَالْأَعْيَانُ فِي مَقَامِ الْجَمْعِ وَالتَّفْصِيلِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا - وَطَرِيقُ الشُّهُودِ وَبَصَرُهُ عِبَارَةٌ عَنِ التَّجَلِّي الْحَاصِلِ مِنَ التَّعَلُّقَيْنِ الْإِرَادَةِ وَالْقُدْرَةِ لِإِظْهَارِ مَا فِي الْغَيْبِ وَإِيجَادِهِ قَالَ اللهُ تَعَالَى إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ٥ وَهٰذِهِ الصِّفَاتُ وَإِنْ كَانَتْ أُصُولًا لِغَيْرِهَا لَكِنْ بَعْضُهَا أَيْضًا مَشْرُوطٌ بِالْبَعْضِ فِي الْحَقِيقَةِ إِذِ الْعِلْمُ مَشْرُوطٌ بِالْحَيٰوةِ وَالْقُدْرَةُ بِهِمَا وَكَذَلِكَ الْإِرَادَةُ - وَالثَّلَاثَةُ الْبَاقِيَةُ مَشْرُوطَةٌ بِالْأَرْبَعَةِ الْمَذْكُورَةِ - ثُمَّ الْأَسْمَاءُ يَنْقَسِمُ بِنَوْعٍ مِنَ الْقِسْمَةِ إِلَى أَرْبَعَةِ أَسْمَاءٍ هِيَ الْأُمَّهَاتُ وَهِيَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَيَجْمَعُهَا

الجامع هو الله او الرحمن قال الله تعالى قل ادعوا الله او ادعوا الرحمن ایًّا ما تدعوا فله الاسماء ای فلکل منها اسماء الحسنٰی من الاسم الاول و ابدیته من الاسم الاخر و ظهوره من الاسم الظاهر و بطونه من الاسم الباطن و الاسماء المتعلقة بالابد و الایجاد داخل فی الاول و المتعلقة بالاعادة و الجزاء داخلة فی الاخر و ما تتعلق بالظهور و البطون داخلة فی الظاهر و الباطن و الاسماء لا یخلوا عن هذه الاربعة الظهور و البطون الاولیة و الاخریة - و ینقسم بنوع من القسمة ایضا الی اسماء الذات و اسماء الصفات و اسماء الافعال و اکثرها بجمع الاعتبارین او الثلث اذ منها ما یدل علی الذات باعتبار ثالث کالرب فانه بمعنی الثابت للذات و بمعنی المالک للصفة و بمعنی المصلح للفعل اسماء الذات هو الله و الرب و الملک و القدوس و السلام و المؤمن و المهیمن و العزیز و الجبار و المتکبر و العلی و العظیم و الظاهر و الباطن و الاول و الاخر و الکبیر و الجلیل و المجید و الحق و المتین و الواجد و الماجد و الصمد و المتعالی و الغنی و النور و الوارث و ذو الجلال و الاکرام و الرقیب و اسماء الصفات هو الحی و الشکور و القهار و القاهر و المقتدر و القوی و القادر و الرحمن و الرحیم و الکریم و الغفار و الغفور و الودود و الرؤف و الحلیم و الصبور و البر و العلیم و الخبیر و المحصی و الحکیم و الشهید و السمیع و البصیر اسماء الافعال هو المبدی و الوکیل و الباعث و المجیب و الواسع و الحسیب و المقیت و الحفیظ و الخالق و

اسماء ذات

اسماء الصفات

اسماء افعال

الباری المصور الوهاب الرزاق الفتاح القابض
الباسط الخافض الرافع المعز المذل الحکم
العدل اللطیف المعید المحی الممیت الوالی
التواب المنعم المنتقم المقسط الجامع الغنی
المانع الهادی البدیع الرشید ومن الاسماء ما هی
مفاتیح الغیب التی لا یعلمها الا هو ومن تجلی له ما هو الحق بالهویة
الذاتیة من الاقطاب الکمل هذا ما افاده الشیخ الاوحد قدس الله
اسراره ۔ یعنے یہ جو ذکر کیا گیا وہ چیز ہے کہ ذکر کیا اس کو شیخ اوحدی قدس سرہ
نے ۔ پس ضرور ہے کہ بغور و نظر تیز سے دیکھین اس تحریر کو تاکہ ظاہر ہوئین
نتیجہ اسرار بھرے ہوئے نور اور ظہور کے ۔ اور مین باندیشہ طوالت مختصر کیا
ہون اسکو ۔ اور یہ بیان نافع و دافع ہے دغدغہ اور تردد کا ۔ اگر خداے تعالی
توفیق دیوے تو قریب بعض اس چیز کو جو متعلق ہین تحقیق اسم مین ضمن قول شیخ
بزرگ رضے اللہ عنہ کے جو افعل ما تشاء فالاسم عال، اور قول عبداللہ
المشهور اسمی ہوے تفصیل کرونگا انشاء اللہ تعالی ربنا زدنا علما ولا تؤاخذنا
ان نسینا او اخطأنا وآتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا ربنا
عذاب النار (بیان بحث لغوی و بیان وضعی لفظ اللہ کا) جاننا چاہیے کہ علما نے
اختلاف کئے ہین اس امر مین کہ لفظ اللہ کا مشتق ہے یا نہین ۔ بعضے اس بات
پر ہین کہ مشتق نہین ہے اس لئے کہ وہ علم حقیقی ہے کہ مفرد ہوئی ذات اللہ
کی خاص اس سے چنانچہ اہل تفسیر تفسیر مین وهل تعلم له سمیا کے لکھتے ہین
کہ گویا فرماتا ہے هل تعرف احدا یسمی الله یعنے نہین جانتا ہے کوئی اس نام
کو وجہ تسمیہ اسکا اور یہ نام خاص ہے واسطے ویتعالے کے از روے اطلاق اور معنی کے

اور وہ لوگ جو کہتے ہین مشتق ہے پس اشتقاق اور ماخذ مین اُسکے اختلاف ہے
چنانچہ بعضے کہتے ہین کہ وہ مشتق ہے وَلِهَ يَلِهُ وَلْهًا سے کیونکہ یہ کلام اُسوقت
کیا جاتا ہے کہ جس وقت فارغ اور استوار ہو۔ اور اللہ تعالی ہی منفرع الخلایق
اور ملجا اُنکا ہے اور لوگ تمام اُس سے التجا کرتے ہین اور حاجات کو اُس سے
وصل کرتے ہین۔ اور بعض نے کہا ہے اَلْوَلَهُ بمعنے تحریر ہے جیسا کہ الوالہ
بمعنے حیران ہے۔ پس معنے اسم کا اِس صورت مین یہ ہے کہ خلایق متحیر ہین
عظمت سے اُس کی۔ اور آرام پانے سے شوق رویۃ اُس کے۔ بنظر اِس ماخذ
کے ہر دو معنی سے اصل اسم اللہ کا وِلَاہٌ ہے کہ بدل کیا گیا واو ہمزہ سے
جیسا کہ لفظ وِشَاحٌ کو اِشَاحٌ کہتے ہین۔ بعدہ لفظ اِلَاہٌ سے تخفیف ہمزہ کی کرکر
اِلٰہ کہے الف لام داخل کرکے اِلالہ بنائے پستر تخفیف ہمزہ کی کرکے اللہ کہا
اور بعض اُسکو اَلِہَ بالہ سے کہے ہین معنے اُسکا دَامَ و ثَبَتَ ہے چنانچہ کہا جاتا
ہے اَلِہَ بالمکان یعنے دایم و قایم ہے۔ اِس صورت مین معنے اُس نام کا
اَنَّہُ الْقَائِمُ الْقَدِيْمُ الْاَزَلِيُّ یعنے وہ قایم قدیم ازلی ہے۔ بعض نے کہا
کہ وہ اسم اللہ کا مشتق ہے اِلٰہ بالہ الھیۃ سے۔ اِس صورت مین معنے اُسکا
مستحق ہے واسطے عبادت کے اور سزاوار ہے اُسکو عبادت کرنا۔ اور بعض نے
کہا ہے مشتق ہے الہ الیٰ فلان سے یعنے رجوع کیا طرف اُس کے اور ٹیکا
کیا اُس پر۔ اور معنے اسم کا اس صورت مین اَنَّہُ الْمَرْجَعُ الْمُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِيْ
كُلِّ اَمْرٍ اَهَمِّ الْخَلَائِقِ ہوتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے مشتق ہے اِلٰہ سے
بمعنے تحریر کے چنانچہ تصریح اس کی تشریح اِشتقاق الولہ مین گذری۔ اور
بعض نے کہا اَلِھْتُ اِلَیْہِ سے مشتق ہے بمعنے سکنت اِلَیْہِ کے یعنے دل
مردمون کے سکونت پاتے ہین ذکر سے اُس کے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے اَلَا بِذِكْرِ

اللہ تطمئن القلوب اور بعض نے کہا اِلٰہ بمعنے ارتفع کے ہے۔ اور اس لئے نام کہتے ہین عرب واسطے شمس کے اِلٰہۃ بسبب رفعت اُس کے۔ پس معنی اسم مذکور کا اِس صورت مین اِنَّہُ العَلِیُّ العَظِیْمُ ہے۔ بنظر اِس توجیہ کے اِلٰہٌ وزن فِعَالٌ پر بغیر بدل ہونے ہمزہ کے واو سے ہوتا ہے پستر الف اور لام کو حذف کئے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے اور جو لوگ اشتقاق اُس اسم کو لَاہَ یَلُوْہُ یا لَاہَ یَلِیْہِ قرار دیئے ہین معنی اِحتجب کے ہے۔ اِس صورت مین معنی اُسکا اِنَّہٗ حُجِبَ عَنِ الْاَبْصَارِ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ہوتا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ اسم لَاہَ یَلُوْہُ سے بنایا گیا ہے معنی اُسکا یہ ہے اَنَّہُ العَالِیُ المُتَعَالِیُ۔ بنظر ان معانی کے اصل اُسکا لَاہٌ ہوتا ہے کہ الف لام اِس مین داخل کرکے لام کو لام مین ادغام کئے ہین۔ پس اسمین حذف ہمزہ نہین ہے۔ صرف الف اور لام تغیر ہوتا ہے چنانچہ قول شاعر مین ہے (یسمعہا لَاھَۃُ الْکُبَارِ) پستر جاننا چاہیئے کہ جو شخص اصل اُسکا اَلْاِلٰہُ کہا ہے ہمزہ حذف کرکے عوض اُسکے حرف تعریف لاکر لام مین ادغام کیا ہے۔ اگر ہمزہ کو حذف کرکے حرکت اُس کی ماقبل کو دین جیسا کہ تخفیف ہمزہ مین قیاس کیا جاتا ہے۔ پس اِس صورت مین ادغام لازم ہوتا ہے برخلاف قیاس کے۔ کیونکہ ادغام اس کلمہ مین جو متحرک المثلان مین جائز ہے واجب نہین ہے۔ اگر حذف کیا جاوے ہمزہ مع الحرکۃ تخفیف ہمزہ برخلاف قیاس ہوتی ہے اور وجوب ادغام موافق قیاس ہے۔ جواب اُسکا یہ ہے کہ جب لام عوض ہمزہ کے ہو ہمزہ مثل یک کلمہ کے ہوتا ہے۔ اِس حال مین دو حرف یک جنس کے یک کلمہ مین جمع ہوتے ہین یا بعد علمیۃ کے کلمہ واحدہ ہو جاتے ہین یہ امر بدو وجہ لایق غور ہے۔ یک یہ کہ امر اُسوقت تمام ہوتا ہے کہ مراد کلمہ واحدہ سے اعم ہو یعنی وحدت اُس کی حقیقی ہو یا حکمی۔ دوسرا یہ کہ باوجود ورود اِس کے ثبوت علمیۃ صرف لفظ الالٰہ مین ہوتی ہے بغیر اُسکے دست مالی شیرین ہے کیونکہ در اصل علم اللہ ہے

الاِلٰہ نہین ہے۔ اور قہستانی نے جواپنے شرح کیدانی مین لکھا ہے کہ اصل جلالہ کا یعنے اللہ کا اَلاِلٰہٗ ہے اور وہ دونون عَلَم مخصوص حق تعالےٰ کے ہین مگر یہ کہ اول اوکد ہے اختصاص مین حذف ہمزہ کے ساتھ۔ پس یہ خالی شئ سے نہین ہے فتأمل۔ پس وجہ لایق جواب مین اُس کے یہ ہے کہ اسم ہر حال مین خارج قیاس سے ہے جیسا کہ مُسمّٰے اُسکا خارج دایرہ قیاس اور طریقہ عقل سے ہے۔ سُبْحَانَ مَنْ تَحَيَّرَ الْعُقُوْلُ فِیْ بَیْدَآءِ مَعْرِفَۃِ ذَاتِہٖ وَاَسْمَآئِہٖ وَحَارَتِ الْفُحُوْلُ مِنْ اِحْصَآءِ اَذْکَارِہٖ وَعَطَآئِہٖ اور بعض نے کہا ہے کہ اصل اَللہ کا لاہَا بلفظ سریانی ہے پس بعد حذف الف اخیرہ کے اور دخل کرنے الف لام کے اسمین عربی کیا گیا ہے۔ سواے اِس کے ردّ و قبول مین ان تعلیلات کے بہت اختلافات ہین لاکن تشریح مین اُس کے موجب تطویل ہے اِسلیئے اسیقدر بیان پر قصر کیا گیا تاکہ ہر قوم تحقیق مین اس اسم بزرگ حق تعالےٰ کے بہت سعی کرین اور اشتغال مین ذکر اُس کے حظ وافر اٹھاوین۔ پس توجہ بیان رد و قبول کی طرف اُسکے سبب پریشانی خاطر ذاکرین کا ہے جیساکہ حق تعالیٰ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ کو فرمایا یَا مُوْسٰی جِئْتَ لِجَمْعِ الْمُتَفَرِّقِ لَا لِقَطْعِ الْوَاصِلِ چنانچہ مولانائے روم معنے مین اُسکے کہتے ہین ؎ تو براے وصل کردن آمدی ؛ نے براے فصل کردن آمدی

پس تحقیق دوسری افادت اِس اِسم مین یہ ہر کہ اَلاِلٰہٗ پہلے اسم تھا مطلق معبود کیلئے بعدہ تغلیباً نام کیا گیا معبود حقیقی کا ایسا ہی حال ہے لفظ اللہ مین کیونکہ اصل مین وہ لفظ اللہ۔ الالہ ہے پس جو حال اصل کا ہے وہی حال لفظ اللہ کا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اِس بیان سے لازم ہوتا ہے کہ نہوے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مفید واسطے توحید کے مثل لَا اِلٰہَ اِلَّا الرَّحْمٰن کے کیونکہ وہ کلمہ دال ہے معنی کلی پر ممتنع نہین ہوتا ہے شرکت کو۔ کہینگے ہم یہ خلاف اجماع ہے کیونکہ لازم نہین ہر کہ بوجہ تعلیل اور ادغام

واحد کے حکم اصل کا مثل حکم متفرع اسکے ہوے۔ پس تحقیق یہ ہر کہ وہ کلمہ اللہ کا علم ہے
اور اس مین دو مذہب ہین پہلا یہ کہ وہ دراصل وصف تھا لاکن بعد ادغام کے علم ہوا۔
تغلیباً اس حیثیت پر کہ اطلاق نہ کیا جاے غیرہ تعالے پر مثل لفظ ثریا اور صعق کے
کہ یہ دو نون نام ہین مرد وزن وغیرہ کے بعدہ ثریا علم ہوا ایک برج کا اور صعق نام ہوا اونٹ
برق کا۔ اس لئے جاری کئے گئے اس لفظ اللہ پہ اوصاف قول حق تعالے مین هُوَ اللّٰهُ
الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ برخلاف دوسرے اسمار الٰہی کے
کہ یہ اوصاف ہر اسم خدا تعالے کے لئے نہین ہوتے ہین دوسرا مذہب یہ کہ وہ لفظ
اللہ علم حقیقی ہے ذات مخصوصہ کے لئے پس ضرور ہے کہ ہو وے وہ علم واسطے
ذات حق تعالے کے جیسا کہ ہر صنعت کو اس کی ایک اسم مقرر ہے۔ مؤلف کہتا ہر
کہ میرے نزدیک یہ توجیہ ثانی اتم اور الصق بذات ہے جیسا کہ ذات کے پردون کے
اطراف تغیر و تبدل نہین پڑتا ہے ویسا ہی اسم کو بھی اُس کے تغیر و تبدل نہین ہوتا
ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ عدم اشتقاق کا قوی اور مناسب وصواب ترہی
اگر کوئی کہے کہ وہ لفظ اللہ یا علم ہوگا واسطے ذات موضوع لجمیع الصفات کر یا نہین
بصورت ثانی خلاف ہوتا ہے اِس بیان کا جو کہتے ہین اَنَّهٗ اِسْمٌ لِلذَّاتِ الْمُسْتَجْمِعِ
لِصِفَاتِ الْكَمَالِ۔ اور بصورت اول لازم ہوتا ہے تغیر نسبت کا تسمیہ مین کیون کہ
صفات پہیرے جاتے ہین۔ اور تغیر ہوتے ہین آثار اُس کی ساعت بساعت پس لازم
ہوتا ہے بتغیر تسمیہ مین اس کی بہی۔ جواب اُس کا یہ ہے کہ ہم اختیار کرتے ہین قول
ثانی کو۔ اور جو ذکر کی گئی تصریح وہ غیر تحقیق پر ہے۔ کیونکہ اہل تحقیق کہتے ہین اَنَّهٗ
مَوْضُوْعٌ لِلذَّاتِ مِنْ حَيْثُ هِيَ مَعَ قَطْعِ النَّظَرِ عَنِ الصِّفَاتِ اور اسی لئے
اُس لفظ اللہ کو اسم ذات کہتے ہین۔ اور وارد ہوتا ہے اسپر اگر کوئی کہے اٰمَنْتُ
بِاللّٰهِ نہین ہوتا ہے مومن بصفات واسمائہ تعالے مگر یہ کہ کہے اَنَّهٗ يَدُلُّ حَقِيقَةً

عدم اشتقاق اسم اللہ مؤلف

الذَّاتِ عَلٰی کَیْفِیَّۃِ کُلِّ کَمَالٍ لَہٗ وَفِیْہِ مَا فِیْہِ اور حق یہ ہے کہ جواب دیا جاے باختیار اول کے۔ اور یہ قول اِنَّ الصِّفَاتَ تَتَحَوَّلُ الخ ہمکو کچھ ضرر نہین کرتا ہے کیونکہ تغیر آثار کا تغیر صفات پر دلالت نہین کرتا ہے۔ پس قیاس ذات کا صفات محدثات پر غیر معقول ہے کیونکہ صفات خالق کو صفات مخلوق سے مشابہت نہین ہوتے ہے کسلیئے کہ صفات اللہ کے ثابت قدیمی اور ازلی اور ابدی ہین اور مخلوق کے ایسے نہین ہین۔ پس جو فرق کرامیہ وغیرہ مخالفین نے اختیار کیا ہے وہ غیر معقول بلکہ باطل ہے۔ پس ضرور ہے حق تعالیٰ کی طرف وہ چیز لاحق کیا جاے جو سزاوار ہے اُسکو۔ اور اسم لِلذات محض بلا لحاظ صفات وہ اسم دوسرا ہے اور وہ لفظ **ھو** ہے چنانچہ قریب تحقیق کشف حقیقی اور وقوف تحقیقی مین بیان کئے جائیگا — (بیان تعریف و تعین تبیانی) جاننا چاہیئے کہ مردمان اختلاف کئے ہین اِس مین کہ اعرف معارف کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ ضمائر خمسہ ہین اور اُسی سے ضمیر المتکلم یا مخاطب ہے اور بعض نے کہا کہ اعرف اُن پانچ سے ذو اللام ہین اور بعض نے کہا کہ موصول ہے۔ اور تحقیق اس کی نحو مین کی گئی ہے چنانچہ سیبویہ نے کہا ہے کہ اعرف معارف لفظ **اَللّٰہ** ہے حق یہ ہے کہ وہ نہایت نیک کہا اور مصیب ہوا۔ چنانچہ منقول ہے کہ کوئی ایک شخص اہل کشف سے سیبویہ کو جنت کے درجۂ عالی مین مغفور معائنہ کرکے پوچھا کہ یہ درجہ تجکو کونسے عمل سے ملا جواب دیا صرف اس قول سے جو مینے کہا تہا کہ اعرف معارف اسم **اللّٰہ** ہے۔ ہم بہی اوپر ایمان لائے ہین اے پروردگار مجھے بہی بخش اور اس کے عوض جنت نصیب کر۔ اور اسی پر پیروی کئے ہین بعض بزرگ اہل کشف نے بہی چنانچہ اپنے رسالون مین لکہا ہے کہ لفظ **اللّٰہ** جلّ شانہٗ کا مرکب ہے الف اور لام تعریف سے

بیان تعریف و تعین

بیان اعرف معارف

حکایت سیبویہ نحوی علیہ الرحمۃ

١٢١٢/١٢١٣

اور بعض نے کہا ہے کہ آخر لفظ اوسکا جو ھا ہے وہ ہی معارف سے ہے کیونکہ
وہ ضمیر موضوع للغائب ہے پس یہ جملہ مرکب علم ہے واسطے ذات واجب
الوجود کے کہ اس مین تین آلہ تعریف کے جمع ہین اور رمز اس اجتماع مین یہ ہے
کہ مسمے بوجہ کمال عظمت اور علو درجت اور رفعت منزلت اور تقدس اور تنزیہ
اپنی ایسا ہے کہ ممکن نہین ہے علم اور استحصار اُسکا۔ اگر تعریف کو اُس کی
حضور مین مدخل ہوتا آلات تعریف سے یک آلہ کافی ہوتا جیسا کہ وجود سبب واحد
کافی ہے وجود مسبب کو پس ہرگاہ کوئی یک سبب پایا نہ جاوے معلوم ہوتا ہے
کہ مسبب نہین ہے۔ پس جب مسببیۃ اسباب تعریف کی حق مین ویتعالے کی
منتفی ہوتی ہے معروفیۃ اور معلومیتہ بھی شان مین حضرت ویتعالے کے منتفی
ہوتی ہے۔ پس نہین پہونچتا ہے جناب مقدس کو اس کے علم کوئی عالم کا
اور نہین فائدہ پاتا کوئی معرف تعریف مین اس کی کمال کا۔ پس وَیتعالے
سبحانہٗ بلند اور بزرگ ہے اس بات سے کہ پایا جاوے۔ اور اعظم ہے اُس سے
جو تعریف کرے۔ اور اکبر ہے اُس سے جو پوچھا جاوے۔ ہم کہتے ہین کہ
حقیقت اِس کی یہ ہے کہ کثرت اسباب تعریف دلالت کرتے ہین اس بات پر
کہ شیون اور وجوہ اُس کے غیر منحصر اور بے انتہا ہین لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ
وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ جسکا بیان ہے اسلئے عقول باریک اور صاف ملائکہ
کے واسطے علم اُس کے صرف کرنے سے آلات تعریف کے اور تولنے سے میزان
عرفان اپنے گوشہ گیر ہوے اور اسپ ادراک انکے اِس راہ مین لنگ۔ اور
قدرت نہین پاے ذائقہ کو اس شراب کے۔ پس عاجز ہو گئے اور نہایت
عاجزی سے کہدیئے سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا سُبْحَانَ رَبِّكَ
رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ سُبْحَانَ مَنْ عَجَزَ عَنْ اِدْرَاكِهٖ عُقُوْلُ

اَلعُرَفَاءِ وَانْتَهَتْ فِيْ بَيْدَاءِ اِسْتِكْشَافِهٖ عُقُوْلُ الْعُلَمَاءِ پستر کہے اَلْعَجْزُ عَنِ
الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ کیونکہ علم بعلم جہل ہے علم سے باوجود ہونے مسمے کے اظہر اور اخفیٰ
پس اسم اَللّٰہ کا اعرف ہے اور اشہر اسلیئے پوشیدہ ہوا امر اسکا اور بیہوش کیا
تجلی کمال سے اپنے موسی بصر کو۔ پس وہ کمال ظہور سے اپنے مخفی ہے اور کمال
بطون سے ظاہر۔ پس قول سیبویہ کا وَاِنْ كَانَ الْاَعْرَفِيَّةُ فِي الْاِسْمِ لٰكِنْ
يُوْجِبُ الْاَظْهَرِيَّةَ وَالْاَبْطَنِيَّةَ فِي الْمُسَمّٰى پس قول یہ دانا محقق کا ہے رحمۃ اللہ علیہ
اور واسطے فہم کلام یہ دریاے مواج کے اہل کشف سے تحقیق دوسری ہے اُسکو
سوائے قلوب صافی کے نہین حاوی ہوسکتے ہین اَللّٰهُمَّ زِدْنَا عِلْماً وَعَمَلاً وَعِرْفَاناً
وَنُوْرًا وَّبُرْهَاناً پستر کہا محقق مزبور نے اگر کوئی کہے کہ اگر واسطے اِس اسم کے وضع
مین دلالت مسمیٰ پر نہو کیا فائدہ ہے۔ کہونگا مین کہ یہ اسم مغایر ہے دوسرے اسمائے
مخلوق سے کیونکہ یہ اسم واجب کرتا ہے امتیاز کو غیر سے اور نہین واجب کرتا ہے
علم کو حقیقت مسمی پر۔ برخلاف دوسرے اسماء کے کہ وہ فائدہ دیتے ہین دونو
امر مذکور کا یعنے علم مسمی کو اور امتیاز غیر کو۔ مولف کہتا ہے تحقیق اِسکی یہ ہے
کہ عدم افادہ اِس اسم کا علم مسمے سے خصائص سے ہے اسی اسم کے ہے اور یہی
فائدہ ہے وضع مین۔ پس غور کیا جاسے کہ یہ امر نہایت کشف کا اور باریک
ہے اِس طرف کوئی راہ نہین پاتا ہے مگر وہ شخص کہ چراغ دِل اُسکا انوار الٰہی
سے جو نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ ہے روشن ہووے۔ اور یہی
معلوم کرین کہ خواص سے اس اسم کے ہے کہ داخل ہونا آلہ تعریف کا معرفہ پر
یعنے حرف ہا جو ضمیر غائب ہے اسپر داخل ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض محققین نے
کہا ہے کہ اسم اللہ تعالے کا ھا ہے جو دال ہے غیب ہویۃ پر اور الف ولام
واسطے تعریف کے ہین۔ اور وجہ اس ادخال کا یہ ہے کہ تعریف ہا کافی نہیں ہے تھی

معرفت کو پس ضرور ہے داخل ہونا دوسرے آلۂ تعریف کا اُسپر۔ اور جب یہ بھی کافی نہو مبالغہ کیا جاتا ہے تشدید و ادغام کے ساتھ۔ اور بعد اِس کے بھی علم مسمّٰی کا حاصل نہ ہو التجا کرتے ہین ہم طرف تعریف علمیۃ کے۔ اور جب اس سے بھی امتیاز ماعداسے اُسکے حاصل نہ ہو ہم اسی علمیۃ پر اکتفا کرتے ہین اور ادراک اور آلات ادراک کو لپیٹ دیتے ہین سُبْحَانَ مَنْ لَّا یُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَ ھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔ اور اسیوجہ سے داخل ہوتا ہے یا ء ندا لفظ اَللّٰہ پر اور کہتے ہین یا اَللّٰہ خاصۃً۔ پس نظر عرب کی وقت اس معنے کے خالی نہین ہوتی ہے معنی کشفی سے۔ اور جو علماء نحو نے کہا ہے کہ الف لام لفظ اَللّٰہ مین جو ہو تم ہے مانند جزء کلمہ کے ہے گویا تعریف کو اِس صورت مین وجہ ظاہری باقی نہین رہا۔ اور ممکن ہے تطبیق اِس کی وجہ کشفی پر جیسا کہ اب معلوم کیا ہے تو۔ اور اسی بیان کے قریب ہے جو تفسیر دقیق مین کہا ہے یعنی اصل اسکا ہا ر کنایہ ہے کیونکہ وہ نحویین اشارہ کئے طرف اس چیز کے جو اُنکے نفوس مین دلالۃ فطری سے موجد حقیقی پر رکہے گئے تہے۔ اور جب معلوم نہین کئے اُسکے لئے کوئی نام مسموع داخل کئے اسپر لام ملک کا گویا ارادہ کئے اُس سے لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ بعد تعظیماً اصوات کو اپنے دراز کرکے کہے لاہ بعد واسطے تکریم کے الف لام کو اُسکے ساتھ ملاکر اَللّٰہ کہے۔ اور رسالہ جام جہان نما مین لکہا ہے (اَمَّا اَللّٰہ نزدیک اہل شریعت اسم ذات ست کہ مستجمع جمیع صفات ست و نزدیک سالکان اسم اسم ست کہ اسم الف و دو لام یک ہا۔ اسمیت الہ ان اسم بنگر۔ این صورت اوست و اوست معنیٰ آن گنج درین طلسم بنگر۔ اَمَّا این چہار اسم ست کہ مدغم کردہ اند و علم اسم ساختہ اند چنانچہ اَللّٰہ و لِلّٰہ و لَہٗ و ھُو۔ اگر الف را از اللہ دور کنند للہ گویند و اگر از للہ لام اولی بدور کنند لہ گویند و اگر لام ثانی دور کنند ھو گویند۔ پس ہر چہار اسم ذات باشند۔ اَمَّا باوجود ہا اگر حرف ہا را دور کنند الا گویند و اگر الف دا دور نمایند للا گو

بیان حروف اسم اللہ

اگر لام ثانی را دور کنند لا گویند همه نفی شوند پس با حرف ها همه اسم ذات اند و بغیر
حرف ها همه نفی باشند۔ پس این اسم را ابطن و اسم مطلق گویند انتہی ۔
بر دیدۂ اولی الابصار مخفی نماند که از عبارت تقریری که بے کلمه هو بنود و رمز دیگر
ظاہر سے گردد بلکه وجودات خلایق همه اظلال وجود حقیقی اند اگر از جانب آفتاب
وجود حقیقی پرده نیفتد همه وجودها نابود گردند فلا معبود إلا هو و این معنی بطریق
اہل شہود هم توان فهمید و هم بر تحقیق اہل حقیقت ۔ پس قریب ہے کہ زیادہ
تحقیق اس کی کلام سے شیخ بزرگ کے جو فتوح الغیب اور جلاء الخاطر مین فرمایا ہے
بیان کی جائیگی ان شاء اللہ تعالیٰ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ
بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَنَائِبِهٖ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ (بیان کشف
تحقیق و وقوف حقیقی) جاننا چاہیئے کہ کلام تحقیق اسم اللہ مین یہ ثابت ہوا کہ وہ کلمہ ہو ہے
پس ضرور ہوا کہ بوجہ کافی و طریق وافی تحقیق اُس کی لفظاً و معنےً دوبارہ بیان ہو ۔
لفظاً یہ ہے کہ وہ هو مرکب ہے دو حرف سے جو موضوع ہین واسطے اشارہ ہویہ سبحانہ
تعالیٰ کے اور وہ ہویہ ایسی ہے کہ رجوع تمام اسماء باطنہ و ظاہرہ کا اُسی طرف ہے
جیساکہ رجوع ہے اسماء ظاہرہ کا طرف اسم اللہ کے ۔ اور بعد کشف معنی اس
لفظ هو کے معلوم ہوجاتے ہین اسماء باطنہ کہ وہ حروف مقطعہ مفردہ چودہ ہین جو قرآن
مجید مین آغاز بعضے سورۂ نورانیہ مین واقع ہین ۔ اور جب معرفۃ ان اسماء باطنہ کی
حاصل ہوتی ہے حق تعالیٰ اسم اعظم بھی بخش دیتا ہے وہ اسم ایک ہے جسکے بذریعہ
اُس کی جو دعا کی قبول ہوتی ہے اور جو مانگے حق تعالیٰ شانہ دیتا ہے ۔ اور وہ اسم یا تعلیم
سے خضر علیہ السلام کے حاصل ہوتا ہے یا وقت چلنے ہوا رحمانیہ اُس اسم بزرگ کے
نام پروردگار سے ۔ عالم برگزیدہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مسمی
اخبار الاخیار فی مناقب اولیاء الاطہار مین عالم ربانی مقتدا رحمانی قاضی حمید الدین ناگوری

بیان کشف تحقیق و وقوف حقیقی

سے تحقیق لفظ هو مین بعبارت فارسی جو لکھا ہے بعینہ نقل اُسکی تبرکاً لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔
بدانکه اسم هو یک حرف است و حرف واو از اشباع ضمه است متولد پس این اسم دلیل است
بر وحدت مسمی و هیچ اسمی برین مشابه نیست لعمری اسم اعظم بادشاه یگانه یگانه باید تا موجب
معانی بیکرانه شود چون دایره ها با حرف مستقیم اتصال یافت مضاف به ندا محبوب شد ها
وَهَا نِدَاءُ الْمَحْبُوْبِ لِمُحِبِّهٖ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا و چون دایره بحرف علت که در نظر
موج مینماید متصل شد متصل بندا محب گشت هُوْ هُوْ نِدَاءُ الْمُحِبِّ لِمَحْبُوْبِهٖ پس ندا حضرت
اعلا را و مر عاشقان کار افتاده را تا بدو شتابند هَا آمد و ندا عاشقان دل بباد داده مر حضرت
عزت را تا بوی عزت وصل او دریابند هو آمد و در عالم عشق شوق از طرفین بود ها و هوی در حضرت
وعظیم معتبر است رباعی آنجا که عشق یار بوی باشد کو لابد باشد که گفتگوئی باشد کو وانجا که ز عشق جستجوئی باشد
بر شیشه سر درها و هوئی باشد کو — پس یہ تحقیق لایق تائید دیتی ہے اُس چیز کو جو نقل کیا مینے تفسیر
دقایق سے کہ اسم ذات هو هاء الضمیر ہے لیکن میرے دل مین آیا کہ ها جب نزدیک هو
حرف یا سے هی ہوتا ہے اور وہ کلمہ فراق کا ہے صادر ہوتا ہے وقت فراق محبوب کے
محب سے۔ اور اُسکو نسبت ہر واحد سے ہر درجہ مین نسبت محبوب کے اور درجہ محب کے
چنانچہ منقول ہے قیس مجنون کو جب زیادہ تر عشق لیلی کا ہوا لیلی مجنون اور مجنون لیلی ہوگیا
پس اس حال مین محبت درمیان دونون کے برابر رہے چنانچہ قریب ہے ذکر کرونگا مین
اس حال کو جلاء الخاطر سے بمنه وکرمه۔ بدان که قاضی حمید الدین ناگوری میفرماید ای عزیز
چنانکه مسمی اسم هو از کیفیت منزه است و از بدایت و نهایت مقدس است اسم هو از مخارج
و بدایت و نهایت مقدس است و منزه کسی بدایت او در نیابد و بنهایت ترسد و این صفت
جل جلاله است لعلیت او از بدایت منزه و آخریت او از نهایت مقدس و دایره ها نیز
از سبب بدایتی و بے نهایتی مخبر است از هویت حضرت جلت آسے برادر با آنکه دایره
بی هو را بدایت و نهایت پدید نیست اما چون در نفس وی نگاه کنی هر جزوی از اجزاء دایره

ہا صلاحیت بدایت دارد و ہمان جز و صلاحیت نہایت دارد پس کلی آن دائرہ بحکم
صلاحیت متضمن اولیت باشد و متضمن آخریت باشد بدین نسبت ہم اول باشد
ہم آخر و بحقیقت اجتماع اولیت و آخریت در ما سوی اللہ تصور نتوان کرد بدین نسبت
اسم ھو عین مسمی باشد و این رمز بر ہر کس پیدا نباشد رباعی آن حلقہ کہ اول ست
و آخر؛ وآن نقطہ کہ باطنست و ظاہر؛ خواہی کہ ببینی ای نکوروی؛ در حلقۂ ہا نظر
کن آخر؛ بدانکہ حرف ھو مستخرج از حلق ست و او را با حلق مساس نیست پس گویندۂ این
حرف را باید کہ با عالم امکان پیوستگی نبود و سرمایہ جز شکستگی نہ تا در عالم وحدت بار یابد و از
سرادقات احدیت باز رہد عرب گوید کہ اسمی بے از دو حرف نباید از ینجاست کہ گویند فرد
مطلق را در عالم الفاظ نامے نہ چون ارباب بصیرت معنی احدیت در حرف ھ دیدند روی دل
بدو آوردند گفتند کہ اسم اوست اسم و مسمی یکے شد ہ حرفے کہ مراد ما از واو باشد
بر دار نظر ز حرف تا او باشد؛ نکتہ ای برادر حرف ہا از میان جان متصاعد مے شود
و از مکان اسرار بجہان اظہار مے آید و او را از ہیچ محلی حلولی و ہیچ مکانے نزولی نباشد
و لب و زبان را کہ وکیل در سلطان دل اند از آن آگاہے نہ تا مستکشفان اسرار احدیت
و مستبصران انوار صمدیت بدانند کہ مانند مسمے این اسم ہم از تبدیل و انتقال و تحول بحال و از مکمن
امکان و از تبیان زبان مقدس و منزہ است وَ ذٰلِکَ سِرٌّ عَظِیْمٌ وَاَمَّا مَعْنٰی پس
جان تو کہ بعض شیوخ نے کہا ہے مَنْ عَرَفَ مَعْنٰی اِسْمُ ھُوَ نَسِیَ مَا سِوَاہُ مِنَ
الْاَسْمَاءِ پس معنی ھو مین عبارات قوم کے باہم مخالف ہین۔ قاضی حمید الدین قدس سرہ نے کہا ہی
معنے اُسکا ھُوَ الذَّاتُ الْبَحْتُ عَلٰی مَا یَدُلُّ عَلَیْہِ مَا نَقَلْنَا مِنْہُ مِنْ عِبَارَۃِ الْفَائِقِ
پس لفظ ھُوَ اسم ہے فرد مطلق بحت کا صفات و اسماء سے چنانچہ دلالت کرتا ہے اُسپر قُلْ
ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ باینطریق کہ پہلے تعلیم کیا اپنے نبی کو مرتبہ مطلقہ پستہ تعلیم کیا مرتبہ تمام صفات
کا اور یہ راز ہے اُس قول کا اَلتَّوْحِیْدُ اِسْقَاطُ الْاِضَافَاتِ اور اسی لحاظ سے کہا گیا ہی

بہمہ و زبان

اول عشق بر ذات بود نہ بر صفات خصوصاً ذاتیکہ کمال او موقوف علی ما ہو زاید علی الذات نباشد
خلاصہ این منقول آن ست کہ ہو عبارت از مرتبہ ہویت صرفہ ولا تعین محض بود آنجا صفات
را ملاحظہ نبود یعنے ہو فاتحہ اوصاف کمال ست وخطبہ جلال وجمال ذاکر این اسم اگر صاحب
نظر باشد واو راز اسرار خبر باشد بغلبہ سلطان ہویت حضرت او دالہ و حیران شود و در سیفاقی
عشق سرگردان شود او را از محو شعور نماند و در صفات او غیبت و حضور ستے اشارت او از
بدو بود و نظر سرش دائما بدو۔ یکے از اکابر [illegible] یکے از والہان دیدم او را
یافتم در بحر شہود غرق و بشہود مستغرق گفتم ما [illegible] گفت ہو گفتم من آنت
گفت ہو گفتم من این جئت گفت ہو گفتم الی این تُرِیدُ گفت ہو گفتم مراد تو از
گفتن ہو حضرت ذوالجلال ست لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ پس نعرہ کرد وافتاد وجان داد۔
مؤلف کہتا ہے یہ امر عجب نہین ہے اُس ولی سے کہ استعداد اُسکا جزئی ہے چنانچہ منقول
ہے کہ جب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم دریاے نور مین شناوری کیئے اور نور نور سے منور
ہوے پکارے کمال شوق سے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِی قَلْبِی نُوْرًا وَفِی بَصَرِی نُوْرًا وَفِی
سَمْعِی نُوْرًا وَفِی فَوْقِی نُوْرًا وَفِی تَحْتِی نُوْرًا وَفِی اَمَامِی نُوْرًا وَفِی خَلْفِی نُوْرًا وَاجْعَلْنِی
نُوْرًا فِی نُوْرٍ وَاللّٰہُ یَھْدِی لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ
وَالْاِکْرَامِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ وَنَائِبِہٖ۔ شارح گلشن راز بموجب بیت متن کے کہتا ہے کہ دائرہ ہا کو اگر
او دو چشم ہوتے مناسب تھا یہ کہ کہا جاے وہ اشارہ ہے طرف مغایرت تعینات ظہور
و بطون اور غیب وشہادت کے اور نام رکھا گیا ہے خط واقع دائرہ مین اُس کے
وہمی اور کہا جب وہ خط وہمی نکال دین غیرت محو ہو جاتی ہے اور امور تمام اللہ کے
ہو جاتے ہین۔ اِس بیان کی تفصیل بھی انشاء اللہ تعالےٰ قول شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ
مین جو اَنَا فِی حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحِیْدٌ ہے کی جائیگی اور اُس مین دائرہ اور خط وہمی کو بھی

نور نور سے منور
پیر میرا

اشارہ کیا جائیگا اگر تعمق نظر عرفانی سے دیکھیں کہینگے کہ یہ شارح وہی کہتا ہے کہ جو قاضی
موصوف نے کہا ہے اور وہی قول حق اور لائق قبول ہے اور اہل کشف و وصول پر مخفی
نہیں ہے۔ لاکن بطریق اجمال بیان اسکا باریک ہے اہل دل پر روشنائی نور اُس کی
چمکتی ہے اس لئے بعض اسرار اُسکے واسطے عبرت صاحبان بصیرت کے بیان کئے
گئے اَلْاَوَّلُ پہلا یہ کہ ھُو موضوع ہے واسطے احدیت اور غیب ہویت کے جو اشارہ
ہے طرف ذات اسکے ایسی ذات کہ صفت اس کی لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ہے پس
نہایت معرفت اُس کی عجز معرفت ہے کیونکہ ادراک ذات قدسی کی منزہ ہے حواس
سے اس لئے وہ علم علم ہے جو نام رکھا جاتا ہے جہل صرف عَنِ الْعِلْم سے۔ پس
جسوقت سوال کیا جائے اُس ذات سے کہا جاتا ہے ھُو یعنے غائب ہے وہ ادراک
سے عقول ذی عقول کے اور یہی نہایت وصول ہے نزدیک اہل قبول حق سبحانہ تعالیٰ
اَلثَّانِیْ یعنے دوسرا یہ کہ ھو جو ضمیر ہے وہ طالب ہے مرجع غائب کی اور وہ اشارہ کرتی
ہے اس بات پر کہ مرجع اُسکا تمام چیز ہے لاکن بطریق تعین نہیں ہے بلکہ باعتبار وجہ
باقی کے جیسا کہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اُسکی قول اللہ تعالیٰ کا كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ
اِلَّا وَجْهَهٗ۔ وَ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
نظر برین وہ ھو اشارہ کرتا ہے طرف احاطۂ ذاتیہ کے جو مجرد ہے کیفیت اور کمیت سے
وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔ اور یہی مدار ہے قول اللہ تعالیٰ کا جو فرمایا ہے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا
فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پس جاننا چاہیئے کہ احاطہ دو قسم پر ہوتا ہے ذَاتِيَّہ و صِفَاتِيَّہ
پس لفظ ھُو اشارہ کرتا ہے اول کی طرف اور اسم جلالہ یعنے لفظ اَللّٰہ اشارہ کرتا طرف
ثانی کے یہی اور طرف ان دو نون اسم کے اشارہ ہے وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ
اِلَّا بِمَا شَآءَ یعنے کوئی نفس بشر احاطہ اُسکے علم کا نہیں کرسکتا ہے مگر اُس قدر کہ خدا تعالیٰ
چاہے۔ وَالثَّالِثُ یعنے تیسرا یہ کہ ہر نفس جو راحت پاتی ہے اُس سے روح انسان کی خواہ

اہل ایمان ہو یا خسران وہ لفظ ھُو ہے پس یاد کرنا اس اسم کا مدار ہے حیات کُل افراد کا افراد انسان سے اور اگر انسان میں یہ ذکر نہو وہ مثل یک میت کے ہے گویا یہ اسم پیدا کرتا ہے حیوۃ کو اور شمول اُسکا ہر فرد کو دلیل ہے شمول مسمّٰی کا ہر فرد کے لئے لاکن مُعرّیٰ ہے کیفت سے چنانچہ امر کئے گئے ہم فیضان اسرار سے باظہار اُس کے بقولہ تعالےٰ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ پس چاہیے کہ وہ اسرار باقیہ طلب کرین صدور کمل صافیہ سے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ وَلَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفَّارُ السَّتَّارُ يَا اَللّٰهُ يَا هُوْ۔ (بیان رحمۃ ونعمۃ) جاننا چاہیئے کہ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ دونون نام مشتق ہین رحمۃ سے یعنے رقۃ قلب سے نسبت اِس کی طرف خدائتعالےٰ کے جو وہ منزہ ہے ایسے اطلاق سے محال ہے اِس لئے مراد اُس سے احسان اور افاضۂ خیر لی جاتی ہے۔ اور بعضون نے کہا رحمۃ اُسکو کہتے ہین کہ بندہ کو وہ چیز حسنات سے دیوے جو وہ مستحق اُسکا نہین ہے۔ اور رفع کرے اُس سے وہ عذاب کو جو وہ مستوجب اُسکا تھا۔ اور بعضے کہتے ہین کہ وہ رحمۃ ترک عذاب ہے مستحق عذاب سے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ منت رکہنا ہے محتاج پر۔ اور بعض نے کہا کہ مہربانی کرنا ہے۔ ایسا ہی بیان رحمۃ مین بہت اقوال مختلف سلف وخلف کے وارد ہین۔ لاکن مرجع کُل کا انتفاع خلایق ہے امور دین ودنیا سے۔ بنظر اُس تفصیل کے جو تفسیر مین اِن دو اسمون کی کیگئی ہے۔ چنانچہ ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا اَلرَّحْمٰنُ رَحْمٰنُ الدُّنْيَا وَالرَّحِيْمُ رَحِيْمُ الْاٰخِرَةِ اور یہ معنی مثل قول مجاہد کے بھی ہے یعنی رَحْمٰن اہل دنیا کے لئے اور رحیم اہل آخرت کے لئے اور یحیی بن معاذ الرازی نے فرمایا ہے اَلرَّحْمٰنُ بِمَصَالِحِ مَعَاشِهِمْ وَالرَّحِيْمُ بِمَصَالِحِ مَعَادِهِمْ اور ابوبکر بن عبداللہ المزنی نے کہا ہے اَلرَّحْمٰنُ بِنَعِيْمِ الدُّنْيَا وَالرَّحِيْمُ بِنَعِيْمِ الْاٰخِرَةِ اور حارث بن اسد نے کہا ہے اَلرَّحْمٰنُ واسطے رحمۃ نفوس کے ہے

بیان رحمۃ ونعمۃ

اور اَلرَّحِیْمُ واسطے رحمۃ قلوب کے۔ اور ابو بکر وراق نے کہا ہے اَلرَّحْمٰنُ بِالنَّعْمَآءِ
وَالرَّحِیْمُ بِالْاٰلَاۤءِ پس نعما، وہ چیز ہے جو دی جاتی ہے اور بخشش ہے اور الآ، وہ
چیز ہے جو بھر دی جاتی ہے اور سیراب کرتی ہے۔ اور محمد بن الترمذی نے
کہا ہے کہ رحمن واسطے نکالنے کے آتش سے اور رحیم واسطے داخل کرنے
جنت کے وارد ہے اور سری بن مغلس نے کہا ہے رحمن سختی کو دفع کرنیوالا
اور رحیم گناہ کو بخشنے والا ہے اور عبد اللہ بن الجراح نے کہا ہے رحمن
صرف ظاہر کرنے والا راہ کا اور رحیم گناہ سے بچانے والا اور توفیق خیر دینے والا ہے
اور ابن عباسؓ نے فرمایا رحمن مہربانی کرنے والا نکوکار اور گناہ گار پر اور رحیم خاص
واسطے مسلمانون کے ہے۔ اور مقاتل بن سلیمان نے کہا رحمن مہربان ہے تمام بندونپر
اپنے فضل سے اور رحیم رفیق اہل طاعت کا ہے کہ انکو تکلیف ما لا یطاق نہین دیتا ہے
اور اونپر ایسی رحمۃ کرتا ہے جو مستحق نہین تہے۔ اور خارجہ بن مصعب نے کہا ہے
الرحمن لِکُلِّ خَلْقِہٖ وَالرَّحِیْمُ لِاَوْلِیَآئِہٖ۔ اور سری بن مغلس یہ بہی کہا ہے
الرحمٰنُ الْعَاطِفُ عَلٰی عِبَادِہٖ یَرْزُقُھُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَیَدْفَعُ عَنْھُمْ
مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ اَلرَّحِیْمُ بِالْمُؤْمِنِیْنَ یَغْفِرُ لَھُمْ مَا یُذْنِبُوْنَ۔ اور ضحاک نے
کہا ہے رحمن رحمۃ کرنے والا اہل آسمانونپر جو انکو آسمانونپر رکہا ہے اور انکو طوق عبادت
پہنایا ہے اور اپنی قربت سے بزرگی دیا ہے اور اپنی وحی کے امین کیا ہے اور نگاہ
رکہا ہے آفات سے اور شہوت کو انسے قطع کیا ہے اور انکی زبانون کو تسبیح پر
ناطق کیا ہے اور انکو لباس نور کا پہنایا ہے الرحیم رحمۃ کرنے والا اہل زمین پر کہ
طرف انکے پیغمبرون کو بہیجا اور کتب آسمانی نازل فرمایا اور عذر انکا قبول کیا اور بلا انکو
انسے پہیر دیا۔ اور ابن مبارک نے فرمایا ہے رحمن وہ ہے جو دعا کرنے والے کو دیتا ہے
اور رحیم وہ ہے کہ اگر دعا نہ کرین غضب ہوتا ہے۔ اور بسام ابن عبد اللہ عراقی

نے کہا ہے رحمن رحمۃ کرنے والا اہل طاعت پر بقبول طاعۃ اُنکے اگرچہ وہ طاعت غیرصاف ہو اور رحیم رحمۃ کرنے والا اہل معصیت پر کہ بمجرد توبہ کے گناہ کو اُنکے مِٹاتا ہے اور بدیون کو نیکیون سے بدل دیتا ہے۔ اور مطرالوراق نے کہا ہے اَلرَّحْمٰنُ بِغُفْرَانِ السَّیِّاٰتِ الرحیم بِقُبُولِ الطَّاعَاتِ۔ اور ابوبکر وراق نے کہا رحمن اُس شخص کے لئے ہے جو اُسکو ڈھونڈھتا ہے اور رحیم اُس کے لئے ہے جو اُسکو پاتا ہے۔ اور بعض نے کہا اَلرَّحْمٰنُ لِمَنْ کَفَرَہٗ اَلرَّحِیْمُ لِمَنْ شَکَرَہٗ ایسے بہت سے اقوال مناسب ان اسماٗ کے تفاسیر مین وارد ہین کہ شمار اُنکا نہین ہوسکتا ہے لاکن مقصود وہی ہے جو پہلے میں ذکر کیا ہے اب مین اکتفا کرتا ہون اقوال پر بعض بزرگون کے کہ کہا ہے رحمن اور رحیم دونون نام بناکئے گئے ہین واسطے مبالغہ کے رحم سے جیساکہ غضبان غضب سے ہے اور علیم علم سے۔ بنظر اِس کے دونون کلمہ دال ہین اوپر اُس لغت کے جو ارادہ کیا جاتا ہے متعلقات سے اُس کے یعنی رحمت دنیا وآخرت سے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق بن محمد الباقر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ رحمن خاص اللفظ اور عام المعنی ہے اور رحیم عام اللفظ خاص المعنی ہے کیونکہ اول متعلق دنیا وآخرت سے اور مومن وکافر اور بار وفاجر سے کرتے ہین اور نہین اطلاق کیا جاتا ہے یہ اسم غیر خدا تعالےٰ پر۔ دوسرا یعنے اسم رحیم بالعکس ہے بسبب تعلق اُسکے خاص امور آخرت اور مومن ونکوکار کے ساتھ اور اسی لئے نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہا گیا ہے بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ اور بعض نے کہا ہے رحمن ابلغ ہے رحیم سے کیونکہ زیادتی بنا دلالت کرتی ہے زیادتی معنی پر۔ اگر اعتراض کیا جاے کہ وہ جمع نہین ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ کبھی جمع بھی ہوتا ہے جیساکہ قطع کو بالتشدید قطع کرتے ہین اور کبار بالتشدید کبار کہتے ہین اگر کوئی کہے کہ اِس صورت مین لازم ہوتا ہے کہ وہ ممنوع آخر ہو حالانکہ ترقی بلیغ سے طرف ابلغ کے لازمی ہے جواب دیا جاے کہ تسمیہ مین طریق ترقی منظور نہین ہوتی ہے بلکہ ملحوظ

تفصیل اسم اللہ کی ہے جو رحمٰن ملصق ہے اس سے اِس لیئے جیسا کہ تفسیر مین
قولہ تعالےٰ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی
کے کہا گیا ہے کہ ہر گاہ تعلق رحمٰن کا امور دنیوی سے ہو مقدم ہوتا ہے آخرت
سے جو متعلق بہا رحمۃ رحیم کا ہے۔ اوراِس لیئے رحمٰن مقدم اور رحیم مؤخر
وارد ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جب رحمٰن خاص لفظ اللہ سے ملصق ہے
اِس لیئے رحیم پر مقدم کیا گیا اور وہ غیر اللہ کو بھی کہا جاتا ہے۔ پستر تقدیم مین
رحمٰن کی رحیم پر کئے وجوہ باریک ونکات لطیف ہین۔ مین تفسیر الدقیق سے ذکر
کرتا ہون تا یاد رکہین۔ پس جاننا چاہیئے کہ جب رحمٰن ابلغ ہے مدح مین اولی ہے واسطے
تقدم کے بھی کیونکہ معنی اُسکا رزاق ہے۔ اور معنی رحیم کا بخشنے والا۔ اور یہ بھی کہے ہین
کہ اِن اسمارین علی الترتیب یعنے پہلے اَللّٰه بعدہ اَلرَّحْمٰن پستر اَلرَّحِیْم جو وارد ہے
وجہ خاص اِس کی یہ ہے کہ بعد بعثت ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مردم
تمام تین فرقہ تھے (۱) مشرکین عرب کے کہ وہ صرف اللہ ہی کے نام کو جانتے تھے
چنانچہ حق تعالےٰ قرآن مجید مین خبر فرمایا ہے لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْ
لُنَّ اللّٰهُ اور اسم رحمٰن کو نہین جانتے تھے چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے وَاِذَا قِيْلَ
لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ (۲) یہودیان کہ وہ رحمٰن ہی
نام کو جانتے تھے چنانچہ عبداللہ بن سلام جب اسلام لایا عرض کیا یا رسول اللہ مین نے
آپ کی کتاب مین ذکر رحمٰن کا نہین دیکہا اسوقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نازل فرمایا قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (۳) فرقہ نصاریٰ کا کہ وہ اسم رحیم کو نہین
جانتے تھے۔ اِس لیئے آغاز فرمایا حق تعالےٰ خطاب مین اِن تین فرقہ کے یہ تینون اسماء بغرض
معرفت مخاطبین کے اور وجہ خاص یہ بھی ہے کہ ہر ایک آدمی کو تین چیزین ہوتی ہین
قلب ونفس و روح پس یہ بسم اللہ قلب پر معرفت نور اللہ سے اثر ایمان کا

کرتی ہے اور نور رحمن ہی نفس پر رزق و احسان کا۔ اور نور رحیم سے روح پر عفو و غفر کا
ایسا ہی احوال بندہ سے تین ہوتے ہین گذشتہ و حالیہ اور اخیرہ۔ پس یہ اسما یعنے
بسم اللہ اصلاح کرتا ہے گزشتہ کو اور الرحمن مہیا کرتا ہے حالیہ کو اور الرحیم نیک
کرتا ہے حالت اخیرہ کو۔ اور سبب حسن ان تین نام کا یہ کہتے ہین کہ خدا تعالے کے تین ہزار
نام ہین۔ ہزار ملائکہ جانتے ہین غیر ملائکہ کو اسکا علم نہین ہے۔ اور ہزار نام صرف انبیا
علیہم السلام جانتے ہین غیر کو اسکا علم نہین ہے۔ باقی ہزار مین تین سو توریت مین ذکر
کئے گئے ہین۔ اور تین سو انجیل مین۔ اور تین سو زبور مین۔ اور ننانوے قرآن مجید مین
اور یک نام خدا تعالے نے پوشیدہ رکہا ہے۔ لاکن معنی اُن تین ہزار اسماء کا ان تین نام
مذکورہ بسم اللہ مین موجود ہے جسنے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑہا گویا خدا تعالے
کو ان تین ہزار نام سے یاد کیا۔ ہر گاہ ان تین ہزار کے سیکڑون کو تین حصہ کرین
ہر یک حصہ کے تینتیس ہوتے ہین اور مجموعہ تین حصہ کا یک کم سو ہوتا ہے۔ اس لئے
حق تعالے نے اس امۃ کو بھی تین تقسیم کیا ایک سابقون دوسرے مقتصدون تیسرے
ظالمون اور ہر ایک کا حصہ اس ننانوے سے تیس پر تین کرکے اشارہ فرماتا ہے۔
ای سابقون اللہ منم بیدار باشید۔ وای مقتصدون رحمان منم ہوشیار باشید۔ وای
ظالمون رحیم منم برکار باشید۔ اَلظَّالِمُ سَیَّارٌ وَالْمُقْتَصِدُ دَوَّارٌ وَالسَّابِقُ طَیَّارٌ
ظالم نفس بشر ہے اور مقتصد قلب اسکا اور سابق سر اسکا۔ نفس بخراب روندہ است
دل در ملکوت گروندہ است۔ و سر در زیر عرش پرندہ است اَللّٰہُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ
ہر سہ را نوازندہ است ایسا ہی ہے تفسیر مین امام زاہد ابو حفص عمر النسفی قدس سرہ
کے وجہ تقدیم لفظ اَللّٰہ کا حدیث صحیح مین یہ ہے کہ جب حق تعالی قلم کو پیدا کیا فرمایا
اُکْتُبْ بِسْمِ اللّٰہِ پس قلم اللہ کا نام سنتے ہی دیوانہ ہوگیا اور شق ہوکر سر کو لوح پر کہدیا
اور ہزار سال تک بیکار پڑا تہا پس حق تعالے نے رحم فرماکر نام رحمن اور رحیم کا اسکو شنایا

[illegible]

پس قلم کلمہ رحمٰن سے نصف اول رحیم سے نصف ثانی ملکر آیت کتابت کرنے ہوا اور لکھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پس اسے بطریق جاننا چاہیئے کہ کوئی شئی نہ قائم ہوتی اور نہ ہوئی ہے مگر رحمت سے یہانتک کہ مغفرت آدمؑ کی رحمت سے خدا کی ہوئی جیسا کہ وجود آدمؑ کا رحمت سے اُسی کے تھا۔ ایسا ہی تمام انبیا علیہم السلام کو رحمت اور مغفرت اُسی کی شامل حال رہی اس لئے آدمؑ نے عرض کیا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ اور نوحؑ نے کہا وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَتَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ایسا ہی موسیٰؑ اور ہارونؑ نے وَاَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِکَ اور خود حضرت حق تعالیٰ حق میں ھودؑ علیہ السلام کے خبر دیتا ہے وَنَجَّیۡنَا ھُوۡدًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِرَحۡمَتِہٖ اور یہ تمام آیات حق مین ہریک نبی کے قرآن مجید مین موجود ہین۔ اور خلاصہ مجموع آیات کا حق مین ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ نازل ہے۔ اور اس آیۃ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمامی انبیا علیہم السّلام ظل رحمۃ مین ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین پس امر حضرت کا دنیا و دین مین رحمۃ ہے اس لئے حقتعالےٰ حدیث قدسی مین فرمایا ہے سَبَقَتۡ رَحۡمَتِیۡ عَلٰی غَضَبِیۡ اور مراد رحمۃ سے اس حدیث مین ذات والاصفات ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کُنۡتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیۡنَ الۡمَآءِ وَالطِّیۡنِ ۔ فَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ جو ہمکو ظلال رحمۃ اُنکی پیدا کیا عَلَیۡہِ اَکۡمَلُ الصَّلٰوۃِ مَعَ الۡاٰلِ وَالۡاَصۡحَابِ وَتَابِعِیۡہِ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ۔ وَاَسۡقِنَا مِنۡ شَرَابِ حُبِّکَ کَوۡثَرَ الصَّفۡوَۃِ وَالصَّفَا وَاَسۡکِرۡنَا بِجَذَبَاتِ عِشۡقِکَ سُکۡرًا مُّوۡجِبًا لِّلصَّحۡوِ وَالرِّضَا بِبَرَکَاتِ اَسۡمَآئِکَ وَصِفَاتِکَ وَنَبِیِّکَ الۡاَکۡرَمِ مَظۡہَرِ

جمالِ اٰیاتِکَ وَجلالِ کلماتِکَ وَاَصْحابِہٖ وَاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ وَفُیُوضَاتُ شیخنا الاَجَلّ سَیِّدُ السَّاداتِ سَیِّد اَبُو مُحَمَّد عَبْدُ القادِرِ مُحیّ الدِّین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مُسْتَنِیْرًا بِاَنْوَارِ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْمَوْجُ الاَوَّلِ مِنْ بُحُورِ الْخُمْرۃِ الصَّافِیَۃِ یعنے پہلا شعر دریاے شراب صافی سے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ عنہ کے یہ ہے۔

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الوِصَالِ

اَلسَّقِیُ نوشانیدن و آشامیدن اور وعامین جو یہ کہا جاتا ہے سَقَی اللہُ وَ ثَرَاہُ معنے سیراب گردانیدن ہے۔ اور یہ سیراب کردن لازم کرتا ہے معنی آشامیدن کو اور اسی سے سَقِیَ الاٰبِلُ المَاءَ وارد ہے۔ پس سَقَا فعل ماضی ہے مضارع اسکا یَسْقِی اور مصدر سَقْیًا اور اسم فاعل سَاقٍ اور نون سقانی مین نون وقایہ ہے اور اسکو نون عماد بھی کہتے ہین۔ جب یہ نون متصل ہووے یا رکو داخل ہوتا ہے فعل تاکہ نگہ رکھے اُسکو کثرت ممنوع وصول سے آخر مین۔ وَالحب یعنے حب مصدر ہے حب یحب سے بمعنے دوست داشتن۔ اور کبھی اس سے ارادہ کیا جاتا ہے حاصل المصدر کا اِس صورت مین معنی حب کا دوستی ہوتا ہے اَلْکَاسَاتُ جمع کاسہ ہے معنی اس کا تفسیر مدارک مین کہتا ہے وَھِیَ قَدَحٌ فِیْہِ شَرَابٌ یعنے وہ پیالہ کہ جسمین شراب ہووے فَاِنْ لَمْ یَکُنْ فِیْہِ شَرَابٌ فَلَیْسَ بِکَاسٍ یعنے جسمین شراب نہو یعنی پیالہ خالی ہو اُسکو کاسہ نہین کہتے ہین لاکن رشیدی مین کہتا ہے کہ قدحی کہ درو شراب بود و بمعنی مطلق جام نیز آمدہ۔ اور کلام حضرت شیخ بزرگ کا بھی تائید دیتا ہے اول کو چنانچہ صاحب ذکاوت اور معرفۃ پر مخفی نہین ہے اَلوِصَالُ وَالوُصُولُ وَالوَصْلُ ضد فرق

صفحہ سیوم کاسات کے معنی میں
لفظ بنفسہ کاسات کے معنی
اشارہ سے آتی ہے

ہین اور برابر ہے کہ وہ فراق اول ہو یا بعد - اور بعض نے کہا ہی کہ وصال مشروط ہے کہ اسکو فراق لاحق نہ ہو اور مراد اس جا سے وہی ہے اور اسی امر پر طبیع نقادراضی ہوتے ہین - پیشتر جاننا چاہیئے کہ وصال مراد اس کلام حضرت مین عبارت اُس حالت سے ہے جو سالک سایر کو بقا باللہ سے حاصل ہوتی ہے - چنانچہ قریب ہے نقل کرونگا مین اُسکو کلام فتوح الغیب سے - مراد اُس وصال سے وصول حسی نہین ہے کیونکہ وہ نسبت خدا تعالے کی محال ہے -

(بیان اعراب) - سَقَانِیْ فعل ماضی اور یا اُسکا مفعول ہے وَالحُبُّ فاعل اُسکا کاسَاتُ الوِصَالِ مفعول ثانی ہے - اور لام حب پر اور وصال پر عہد خارجی ہے کہ اشارت کرتا ہے اصطلاح مین حب المشہور کی طرف جو فیما بین عرفا اور وصال اُنکے ہے - یا وہ لام استغراقی ہے اس لئے کہ حق تعالے نے واقف کیا تہا شیخ بزرگ کو جمیع طرق حب اور وصال سے - اور اضافت کاسات کی وصال کی طرف احتمال ہی وہ معنی کار کہتی ہے - اور اگر ارادہ کرے حب سے معنی حاصل بالمصدر کا یا معنی للفاعل کا یا مفعول کا جائز ہے چنانچہ قریب ہے آوے گا بیان اُسکا - اور لام حب مین عہد خارجی ہے قطعاً یعنے یقیناً - (بیانِ بلاغۃ) حضرت نے اِس لفظِ سَقَانِیْ مین جو صیغہ ماضی اختیار فرمایا ہے باوجود اِس بات کے کہ دوسرے کلام مین حضرت کے جو مَقَامِیْ فَوقَکُمْ مَا ذَالَ عَالِ اور یُصَبِّنِیْ فِیْ حَسْبِیْ ذُوالجَلَالِ صراحتاً ترقیات روز بروز حضرت کے بیان ہے محض واسطے اشارہ اِس بات کے کہ مراد وصال سے وصال نوعی ہے جو مہیا ہوتا ہے حصول کو اُسکے - اور وہ ایک حالۃ ثابتہ ہے باقی باللہ کے لئے جو منتہی ہوتا ہے مقام مخدع تک چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے اَنَا الحُسَیْنُ وَالمخدَعُ مَقَامِیْ اور وصال حقیقی وہ ہے جو حق تعالےٰ نے فرمایا ہے لَاتُدْرِکُہُ الاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الاَبْصَارَ پس غیر ممکن ہی لازم کرنا

انتہا ہے کمالات کو حق تعالیٰ کے باوجود حکم محالیت اُسکے اِسلیے محققین نے کہا ہے کہ اگر
کوئی ہزار سال بقدر عمر حضرت نوح علیہ السلام کی دیا جاوے اور وہ طریق وصول کمالات کی
طرف ہزار سال تک چلے اور مرجاوے اور فنا ہو جاوے منزل حقیقی مین مگر منازل
کمال کو نہ پہونچیگا چنانچہ حق تعالیٰ فرمایا ہے لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ
رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ یعنے جو سالک کہ اُسکے دریاے علوم اور اسرار کے امواج بقا
جاری ہوں اور فنا ہو جاوے مگر زمین پاک کمالات کو حق تعالیٰ کے نہ پہونچیگا ۔ خلاصۂ
کلام یہ ہے کہ حضرت کو مرتبہ سیر الی اللہ حاصل تھا اور وہ سیر الی اللہ بے انتہا
ہے اِسلیے فرمایا یُصَرِّفُنِي اور مَا ذَالَ اور یہ صیغہ ماضی واسطے اشارہ اِس بات
کے ہے کہ سقنی اور وصال مراد استعداد اور علم کلی ہے جو خاص شیخ بزرگ کے لئے عالم
اعیان ثابتہ مین دیا گیا ۔ پس معنی اُسکا یہ ہے کہ سیراب کیا اللہ تعالیٰ محبوب کو پیالہ وصال
سے اپنے جو مصداق و مناط ہے حدیث قدسی كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ
أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ کا یعنے مرتبہ حضرت کا مرتبہ احببت کا ہے اور یہ بیان موافق
اُسکے ہے جو حضرت نے کہا ہے فرمایا ہے نَشَأْنِي فِي الْحُبِّ مِنْ قَبْلِ آدَمَ اور اسی
قصیدہ مین فرمایا ہے وَوَقْتِي قَبْلَ قَبْلِي قَدْ صَفَالِ اور ایک قصیدہ مین فرمایا ہے
أَنَا كُنْتُ قَبْلَ الْقَبْلِ قُطْبًا مُبَجَّلًا ایسا ہی درجہ ظل سید الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے
چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ اور اسی معنی
سے ہے جو حضرت نے فرمایا ہے فَقُلْتُ لِخَمْرَتِي یعنے کہلینے اُسی نشأ جسمانی مین
چنانچہ یاء متکلم کو خمرۃ کی طرف منسوب فرمایا ہے چنانچہ قریب ہی معلوم ہوگا ۔ اور ایسا ہی
ہے معنی مَا ذَالَ عَالِ کا اور معنے یُصَرِّفُنِي وَحَسْبِي ذُو الْجَلَالِ کا ۔ اور حضرت نے
اِس شعر مین جملہ فعلیہ اِسلیے اختیار فرمایا کہ لفظ سقنی ہمیشہ متجدد ہے ترقی کو قلہ کمال کر
اور ایسا ہی لفظ وصال متجدد و دامی ہے اور یہ بموجب كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ واقع ہے

اور یہ تجدد اشارہ کرتا ہے کہ قوت بشری وفا نہیں کرتا ہے کہ ہمیشہ قائم رہے
بلکہ جو چیز تجلی خدا تعالے سے فانی ہوتی ہے دوسرے بوجود اقوٰی اول سے
پائی جاتی ہے علی ہذا القیاس جبتک خدا تعالےٰ ہی تجدد ہوتا ہے اسی بنا پر مقولہ
ہے اَنَّ التَّجَلِّیْ لَا یَتَکَرَّرُ اور اَنَّ الْوُجُوْدَاتِ الظِّلِّیَّۃَ مُتَجَدِّدَاتٌ عِنْدَ
قَابِلَتِہٖ لِلْاِسْتِقْرَارِ وَالْبَقَاءِ اِلَّا لِوُجُوْدٍ حَقِیْقِیٍّ یعنے وجود نہیں ہے مگر واسطے
موجود کے جو وجود اسکا واجب ہے پس استقرار اور بقا خاصہ اس وجود کا ہے
جو حقیقی ہے۔ اور فائدہ تجدد کا یہ بھی ہے کہ وہ اشارہ کرتا ہے قبض وبسط کو
اور جو حرکت پیدا ہوتی ہے جذبہ مستقیمہ مبالغہ شریعہ روشن سے اسکو بسط کہتے
ہین۔ اور جو سکون کہ لازم ہے سالک کو قصور ناشی لوازم بشریت سے اسکو
قبض کہتے ہین۔ اور یہ بموجب قول حق تعالےٰ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْہِ
تُرْجَعُوْنَ کے ہے اگر یہ قبض وبسط نہو وجود تمام محو ہو جائیگا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام
نے جب ارادہ کیا رویۃ اور وصال کا بغیر سابقہ سلوک کے اور کہا اَرِنِیْ اَنْظُرْ
اِلَیْکَ جواب دیا گیا لَنْ تَرَانِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ اِنِ اسْتَقَرَّ
مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ پس تجلی فرمایا پہاڑ پر اور پہاڑ پارہ پارہ ہو گیا وَخَرَّ مُوْسٰی
صَعِقًا اور گرے موسیٰ بیہوش ہو کر۔ اور یہ محض واسطے تعلیم کے تہا کہ وصول بغیر
سلوک اور مجاہدہ کے جو امر خارجی ہے قانون سے نہین ہو سکتا ہے اور مشاہدہ
بغیر مجاہدہ کے نہین ہو سکتا ہے چنانچہ حق تعالےٰ فرمایا ہے وَجَاھَدُوْا فِیْنَا
لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سیر فرمائے
راہ فنا وبقا کو اور حاصل کئے مقامات تخلق باخلاق اللہ کو خطاب کئے گئے اِنَّکَ
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور جب ترقی کئے معراج حقیقی کی طرف بشریت سے فرمان
ہوا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ۔ حاصل یہ کہ سلوک عبارت ہے

قبض و بسط سے واسطے طریق وصول کے پس وہ ضروری ہے۔ اور یہ دونون امر
عبارت ہے تجدد لازم سے سالک کو راہ حق مین۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا
أَوْ أَخْطَأْنَا وَاسْقِنَا مِنْ صَفْوَةِ الرَّحِيقِ حَتَّى لَا يَظْمَأَ مِنْهُ الْقَلْبُ
الْحَرِيقُ إِنَّكَ وَلِيُّ الْإِجَابَةِ وَالتَّوْفِيقِ۔ بہتر جاننا چاہیئے کہ حضرت رضا نے آغاز
قصیدہ مین لفظ تسقی کو اختیار فرمایا اور لفظ أَوْصِلْنِي الْكَمَال وغیرہ نہین فرمایا
محض اس لیئے کہ پیاسے کو لذت نہین ملتی ہے جبتک کہ پہلے پیاس کو بجھاوے چنانچہ
اسپر قول حق تعالے کا سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا دلیل بین ہے یعنے بعد جلنے کے
آتش فراق سے اور کرنے سے سوزش شواغل الطاف کے سیراب کیا انکو حق تعالے
ایسا کہ پھر پیاسا نہون کیونکہ ساقی کریم کے پیالہ شراب ایسے ہین کہ پیاسے تمام سیراب
اور بھوکے پر شکم ہوجاتے ہین ایسا ہی اس شعر مین اشارہ ہے اسکا کہ شراب نہین
فائدہ دیتی ہے مگر بعد تشنگی کے۔ اگر ایسا نہ ہو پینے سے اسکے کوئی فائدہ نہین بلکہ
موجب ضرر ہوتا ہے۔ اس مقام مین یک رمز طب روحانی سے یہ ہے کہ جب دل
فارغ القلب ہووے ماسوائے مطلوب سے۔ اور سینہ اسکا تشنگی شراب محبوب
سے جلا ہوا ہووے۔ اسوقت سیراب کروایا جاتا ہے جیسا کہ طب جسمانی مین مقرر ہے
کہ جب مریض دوا سے عمدہ طبیب سے طلب کرے پہلے منضج دیتا ہے بعد اسکے
جلاب تا معدہ اخلاط ردیّہ سے خالی ہوجاے بعد اسکو ایسی دوا دیتا ہے جو نفع کاملہ کرے
اور اسی معنی سے مقولہ ہے لَا بُدَّ مِنَ التَّخْلِيَةِ ثُمَّ التَّجْلِيَةِ اور یہی مقصود
ہے قول اللہ تعالے سے أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ
نقل ہے کہ یک بادشاہ عمارت عمدہ بنایا اور نقاشون کو دو فرقے کرکے کہا کہ تم اپنا
ہنر تبلاؤ اور وہ ایک فرقہ انمین نقاشی اور صناعی کا مصروف ہوا اور دوسرا تصقیل مین
اور درمیان دونون کے پردہ چھوڑ دیا گیا جب مدت معینہ تمام ہوگئی بادشاہ ہردو

فیرق کو طلب کیا اور کہا کہ ہر یک اپنی صنعت تبلاوین کہے کہ پردہ کو اٹھادو جب
پردہ اٹھائے ہر دو مکان کی صنعت ایک ہی معلوم ہوتی تھی بادشاہ متعجب ہوا
اور غور کیا تو جو مکان کہ صرف صیقل کیا گیا تہا وہ نقش ونگار مین صفائی اور لطف
زیادہ رکہتا ہوا پایا۔ پس کہا کہ اس مین اگرچہ کچھہ نقش نہین ہے بلکہ عکس اُس
مکان منقش کا ہے مگر لطافت مین زیادہ ہے۔ اس لئے اصحاب تحقیق شرط کئی
ہین کہ مبتدی کے لئے خلوت ضرور ہے کیونکہ وہ خلوت جب صفائی باطن کی
کرتی ہے تو قلب اُسکا روشن ہوجاتا ہے اور اِسی معنی سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا
اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ پس اختیار مین اِس لفظ سَقَی کے شربت تمام
اسرار کے داخل ہوسکتے ہین۔ پس ضرور ہے کہ تشنگی شوق کی زیادہ سے زیادہ
حاصل کرے۔ اور یار مفعول کو حُب پر مقدم فرمایا اور یہ نہین فرمایا سَقَا
الحبُّ لِیْ بغیر استقامۃ وزن کے اِس مین یک سبب باریک یہ ہے کہ وہ واسطے
اہتمام سیرابی قلب سوختہ دریاے فراق کے وارد ہے۔ پس یہ سَقَا اشارہ کرتا ہے
کہ اگرچہ کام ساقی کا ہمیشہ پلانا ہی ہے لاکن تشنہ صبر نہین کرسکتا ہے اِس لئے
حضرت رضؓ نے مفعول کو حُب پر مقدم فرمایا ہے۔ اور جائز ہے کہ ہووے
یہ تقدیم واسطے اہتمام اِس بات کے کہ یہ سیرابی حضرت رضؓ کی بنظر دوسرے
اولیاء کے بطور خاص ہے چنانچہ فرمایا ہے فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
ایسا ہی تمامی ابیات مین اِس قصیدہ کے خصوصیت ہے یعنے فرمایا ہے اے اقطاب
ساقی نے مجکو اِس سقا مین خصوصیت فرمایا ہے اور مین دعوتی حقتعالےٰ کا ہون بوجہ
نیابت میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور تم میرے ظل یعنے
طفیلی ہو۔ اور نسبت سَقٰی کی حب کے ساتہ بمعنی حاصل بالمصدر کے مجاز عقلی ہے
قبیل سے اسناد فعل کے طرف سبب عادتی کے پس مراد سَقَانِی کی یہ ہے کہ سیراب

کیا حق تعالے نے محبوب سبب حُب کے اور واسطہ کاسات وصال کے ۔ اور اِس مین
احتمال استعارہ کا بھی ہے اور وہ نہایت باریک ہے اور اگر بمعنے فاعل یا مفعول
لیجاے بیان اُسکا قریب ہی آویگا انشاءاللہ تعالے ۔ اور حضرت رضؓ نے جو اس قصیدہ
مین لفظ حب اختیار فرمایا ہے اور لفظ ولہ اور عشق نہین فرمایا محض واسطے اتباع
اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کے ہے ۔ یا اشارہ ہے اِس طرف
کہ اطلاق معشوقیت کا اللہ تعالی کی طرف ظاہر شرع شریف سے نہین ہو سکتا ہے اور
کلام عارفان اہل تحقیق کا اگرچہ کلام اہلِ شہود کا ہے لاکن وہ نہین واقع ہوتا ہے
مگر سکر غیر فارق مین درمیان اولے اور غیر اولی کے ۔ یا اشارہ ہے اس امر سے
کہ عشق نہین ہوتا ہے مگر اسباب وصال شہودی سُکری سے اور یہ حب موصل ہے
وصال حقیقی صحوی کو چنانچہ قریب ہی بیان ہوگا ذکر مین فرق حُب اور عشق اور
وداد اور خلّت کے انشاءاللہ تعالے ۔ اور نسبت حب کی کاسات کی طرف بھی مجاز
عقلی ہے چنانچہ قول اللہ تعالے کا ہے لَا تُطِيْعُوْا أَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ پس اِس صورت
مین اِشارہ ہے یہ کہ مجاز عقلی اعم ہے کہ نسبت اسنادیہ ہو جیسا کہ نسبت سَقَا کی
حب کی طرف یا نسبت ایقاعیہ ہو جیسا کہ نسبت اُس حب کی کاسات کی طرف ۔ اور
اگر کہا جاوے بتقدیر مضاف دونو نسبتون مین سَقَانِیْ یعنے سیراب کیا خالق حب نے
شراب پیالہ وصال سے تاکہ تمام ہووے لاکن یہ امر باریکی مجاز عقلی سے از روے
فائدہ مبالغہ کے بازگشت نہین ہوتا ہے پس اختیار کرنے مین جمع مضافہ کے بتقدیر [illegible]
کی طرف یعنے لفظ کاسات وصال کی طرف اور فرض کرنے مین کلام کو [illegible]
لطیفہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ تمامی وصال یا جنس وصال یا وصال [illegible]
کاسات لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى ہین بنظر افادہ اضافہ استغراقی کے ۔ اور اِسمین یہ بھی اشارہ
ہے کہ یہ غوثِ ربانی محیط ہین ارشادِ ساقی حب کو اِسقدر کہ بیان اُسکا بے انتہا و بے شمار ہے

پس مراد کاسات کی قریب ہی بیان کیجائیگی انشاء اللہ تعالے۔ اور حضرت رضی نے جو لفظ وصال کو اختیار فرمایا اگرچہ معروف لفظ وصول ہے اس وجہ سے کہ اس لفظ مین پیروی حدیث صوم وصال کی ہے گویا یہ مرتبہ وصال اور صوم دونون حضرت رضی کے سامنے تھے۔ اور بہ نسبت لفظ وصل کے وصال مین جو زیادتی ہے وہ زیادتی معنی پر بھی آگاہ کرتی ہے۔ پس جاننا چاہیے کہ مین نے یہ شرح جو بیان کی باعتبار مفردات کلام کے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کلام باعتبار ترکیب کے بھی ہووے اور فائدہ اس مین تنبیہ ہے غافل کے لئے اس امر پر کہ محبوب اور مخمور اور سقے اور کاسات وصال یہ تمام متحقق ہے حضرت رضی کے لئے پس چاہیئے کہ غفلت سے ہوشیار ہوجائین

احمد اللہ والصلوة علی النبی ان نور النور منہ یتجلی الزموا ابواب الحبیب المعتلی
ثم آلہ ثم اصحابہ التقی ثم اطلب رحمة الرب الغفور خدمة الغوث المعظم فی اللہ ہو
یا الہ العالمین انت الکریم ذنبی اغفر اہدنی الدین القویم

شرح موج ثانی
مصرعہ اول

موج ثانی دریائے شراب صافی سے یہ ہے (فقلت لخمری نحوی تعال) فا اس مصرعہ مین واسطے تعقیب کے ہے قریب ہے مراد اس کی معلوم ہوگی قول لغت مین بمعنی گفتن ہے۔ اور قلت صیغہ ماضی متکلم معروف مشتق ہے اسی باب سے مثل قال یقول کے۔ خمر اور خمرة شراب انگوری کو اور مطلق شراب مست کرنیوالی کو کہتے ہین۔ اہل حنفیہ نے اول کو اعتبار کیا ہے۔ اور شافعیہ نے ثانی کو۔ اور صاحب قاموس مطلق شراب صحیح تر کہتا ہے کیونکہ جب آیہ حرمة شراب مین نازل ہوئی اس وقت مدینہ شریف مین شراب انگوری نتھی اور قرآن خاص لغت عرب پر نازل ہوا ہے چنانچہ آیہ انا انزلناہ قرآنا عربیا تصریح کرتی ہے۔ اور یہ امر بھی اسپر تائید دیتا ہے کہ اگر شراب انگور خاص کی جائے

غیر انگور حرام نہ ہوگی پس از روے دلیل قرآنی اور قیاس کے ثابت ہو کہ تمامی شراب حرام ہیں۔ اور تا خمرۃ مین واسطے وحدۃ کے ہے جیسا کہ کلمہ مین ہوتا ہے اور اسمین اشارہ ہے اُس شراب سے جو حضرت رضؓ کو دی گئی اگرچہ وہ انواع واقسام کی ہو جیسا کہ لفظ کاسات سے ظاہر ہے لاکن بنظر کمال استعداد شیخ بزرگ کے وہ انواع واقسام بمنزلہ یک کے تہے چنانچہ قریب ہے ذکر بلاغۃ مین معلوم ہوگا۔ تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے کہ خمر اصل مین مصدر خمرۃ یعنے ڈہانپنے کا ہے جسوقت کہ اوڑہو اُسکو۔ اور وہ نام رکہا گیا شیرہ انگور اور کہجور کا ہے جب نہایت سخت اور گران ہو کیونکہ وہ ڈہانپتا ہے عقل کو۔ جیسا سکر نام رکہا گیا ہر یک مستی کا۔ اور ایسا ہی تفسیر مدارک مین لکہتا ہے یُقَالُ خَمَرَہٗ خَمْرًا اِذَا اَسْتَرَہٗ یعنے کہا جاتا ہے خمر کو خمرہ اسیوقت کہ وہ پوشیدہ کردے آدمی کو۔ اور شیرہ انگور کو اُسوقت خمر نام کرتے ہین کہ جب وہ عقل کو کسی کے پوشیدہ کردے۔ بہر تقدیر اُس خمر سے مراد شراب حلال ہی اور وہ شراب محبت خدا کا ہے اور جب اُس خمرہ کو اضافت یاء متکلم کی طرف کرکے خمرتی کہین مراد اس سے ذات حضرت رضی اللہ عنہ کی ہے اور لفظ نحو بمعنے جانب ہے۔ اور جو معنی دوسرا اُسکا ہے وہ مناسب اس مقام کے نہین ہے۔ اور کلمہ تَعَالِ اسم فعل ہے بمعنے مطلق ھَلُمَّ کے یعنے آؤ تم یا ھَلُمَّ بَالرَّاْيِ وَالْحَزْمِ کے یعنے آؤ تم عقل اور قصد کے ساتہ چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ یعنے آؤ تم طرف کلمہ یک کے جو برابر ہو تمہارے اور ہمارے درمیان یعنے کلمۂ توحید کہدو تاکہ تم اور ہم برابر ہوجائین۔ اور مقصود اس مقام مین ذکر خمرتی سے شوق دلانا ہے سامعین کو۔ بلاغۃ اسکی ابہی قریب معلوم کروگے۔

بیان تحقیق لفظ نحوی در ہے نحو صرف ۱۲

(تحقیق نحوی اس مقام مین یہ ہے) بعض نحوئین اور بعض صرفین نے بیان کیا ہے کہ
قُلْتُ فعل اور فاعل ہے اور لِخَمْرَتِی مفعول لہ بمعنے قلتہ اور قلت لہ کے اور
کلمہ نَحْوِیْ تَعَالِ مقولہ قول ہے یعنے نحوی مفعول ہے قول تعال کا۔ پس تقدیر
کلام یہ ہے قُلْتُ لِخَمْرَتِیْ تَعَالِ نَحْوِیْ یعنے مفعول کو رعایت قافیہ کے لئے
مقدم کئے ہین چنانچہ قریب ہی تفصیل اس کی بیان بلاغت مین ذکر ہوگی۔
البلاغت یعنے بلاغتہ اس مین یہ ہے کہ فقلت مین فاء تعقیب لا یا گیا ہے کیونکہ
وہ دال ہے اس بات پر کہ ما بعد اُسکا معقب ہے ماقبل کا بغیر مہلت کے
پس یہ تصحیح تعقیب یا باعتبار اسکے ہے کہ کلمہ سَقَا اشارہ ہے مرتبہ ابتدار
اور وصول کی طرف۔ یا جذبہ اجمالی کی طرف۔ اور یہ مرتبہ ابتدار کا مقدم ہے
اور ارشاد و ایصال کا مرتبہ بعد زمانہ ابتدا ہے چنانچہ اشارہ فرمایا ہے حضرت رضؓ
نے اقطاب کو اس قول مین وَهَمُّوا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ پس اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ مرتبہ ہدایت کرنے حضرت رضؓ کا پستر ہدایت پانے کے
بلا مہلت ہے۔ پس اگر کہین کہ سَقَا بیان ہے اُس مرتبہ کا جو حضرتؓ کو دیا
گیا تہا تکمیل ارواح اور اعیان ثابتہ مین۔ اور قول حضرت رضؓ کا فَقُلْتُ واسطے
اظہار تکمیل اس مرتبہ کے ہے جو حضرت رضؓ کو اس عالم جسمانی مین دیا گیا تہا۔
اور یاء خمرتی بہی اشارہ کرتا ہے اسی مرتبہ کی طرف جیسا کہ حدیث صحیح مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ
وَالطِّيْنِ اور یہ مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اصلی تہا اور خلفار اور
تابعون مین ظلی ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے اپنے کمالات حاصلہ
مین فرمایا حَصَلَتْ لِیْ قَبْلَ هٰذِهِ النَّشْأَةِ الْجِسْمَانِيَّةِ یعنے حاصل ہوئی مجکو
یہ مراتب قبل پیدا ہونے اس عالم جسمانی کے۔ ایسا ہی شیخ بزرگ رضی اللہ

عنہ نے اپنے قول مین فرمایا ہے وَوَقَفْتُ قَبْلَ قَبْلِیْ قَدْ صَفَالِ اور دوسرے
قصیدہ مین فرمایا ہے اَنَا کُنْتُ مَعَ اٰدَمَ وَ مَعَ اِبْرَاهِیْمَ وَ مُوْسٰی وَسَائِرِ
الْاَنْبِیَاءِ مُمِدًّا فِی الْمَهَالِکِ وَ الْمَخَاطِرِ اور یہ مدد حضرت رضی کی انبیاء موصوف
کے لئے ظلی ہے امداد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے
پس فا رفقلت کا تعقیب بلامہلت ہے اور اشارہ ہے اس بات پر کہ دو
زمانے نظر کاملین مین نزدیک ہوتے ہین اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْهِ صَوْمٌ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ اور فرمایا
اَلدُّنْیَا سَاعَةٌ فَاجْعَلْهَا طَاعَةً اور حال مین آخرۃ کے فرمایا اِنْ هِیَ اِلَّا كَلَمْحٍ
بِالْبَصَرِ اور بعض کاملین نے بعض سے پوچھا کہ روز میثاق کو کیسا دیکھا فرمایا
جلیسا شب گزشتہ بلافاصلہ ہوتی ہے انہون نے جواب دیا یہ شان کمال کی
نہین ہم اُس روز میثاق کو اب حاضر دیکھتے ہین۔ اور کتاب نزہۃ الارواح مین
کہا ہے اگر مردی مردی و دوش را فراموش کن واز حکایت امروز فردا فراموش
کن حاصل کلام یہ کہ جو لوگ باقی باللہ یعنے اہل اللہ ہین ہرگاہ اللہ تعالے کے
نزدیک ہوتے ہین اور مرتبہ مع اللہ و فی اللہ حاصل کرتے ہین اللہ پر کوئی زمانہ نہین
جانتے ہین بلکہ اُنکے لئے زمانہ نہین ہے لاکن بنظر اقتضاے بشریت کے اطلاق زمانہ
کا گو یک لحظہ ہو جائز رکھتے ہین اور دنیا اُنکے نزدیک مثل یک ساعۃ کے ہے۔
چنانچہ جو اموات رحمۃ پروردگار مین چھوٹتے ہین جسوقت حشر کے لئے مبعوث کئے
جاوین گے کہین گے کون ہمکو ہماری خوابگاہ سے اُٹھایا کہ ہمنے یک ساعت سے زیادہ
خواب نہین کئے۔ اور قصہ ابراہیم مین مذکور ہے کہ عزیز سے پوچھا گیا کَمْ لَبِثْتَ
یعنے کتنے روز خواب کیا فرمایا لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ یعنے خواب کیا مین یکروز
یا یک روز سے کمتر حق تعالے نے فرمایا بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ بلکہ تو سو سال خواب کیا

یہ حال موت حِسّی کا ہے پس حال موت نفسی کا کیا ہوگا کہ وہ بعد اسکے ہے
اس مقام مین دوسری بھی توجیہ ہے کہ فقلت تفسیر اور بیان ہے واسطے
طریق سقا کے جو صادر ہوئی حب سے حضرت رضہ کو گویا رضی اللہ عنہ نے
فرمایا سیراب ہوا مین اس راہ سے جو وارد ہوئی پیالہ شراب حب سے اُس
وقت کہا مین اُس کو یا خمرتی یعنے ای شراب میرے حصہ کی تعالے
نحوی یعنے آ تو طرف میرے فنشربتھا باستعداد تام پس پایا مین
اُس کو استعداد تام کے ساتھ وما صرت مغلوبا اور اُس سے مغلوب
نہین ہوا۔ اور اس مین اشارہ ہے کمال استعداد رضی اللہ عنہ کا شرب
شراب مین ایسا شراب کہ پارہ ہوتے ہین دل پہاڑون کے آتش سے
اُسکے اور شگافتہ ہوتے ہین آسمان غلبات سے اُسکے حتی آبین ان
یحملن تحملھا الانسان الذی ھو انسان عین الوجود یعنے
انکار کیے پہاڑ اور آسمان اُس سے کہ بار اُس کا اُٹھاوین پس اُٹھایا اُس
بوجھ کو جو پتلی چشم وجود کی ہے واصل کل شئ من الموجود اور
اصل ہر چیز کی موجودات سے وہی ہے۔ اور بعض توجیہات سے
یہ بھی جائز ہے کہ قول فقلت کا جزا شرط محذوف کی ہے جیسا کہ
دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے سقانی الحب لما ان سقانی۔ اور
ممکن ہے توجیہ دوسری کہ قول سقانی اشارہ ہے طرف اول جذبہ الہیہ کا
کے جو دیا گیا رضی اللہ عنہ کو اس نشاہ جسمانی مین جیسا کہ قول حضرت رضہ
کا ہے وصوحی فی المھذب صار شھر لی پس قول حضرت رضہ کا
فقلت تفصیل ہے مرتبہ اجمالی اس نشاہ کے بعد فراغ حصول علم ظاہری کے
اور توجیہ عدم مہلتہ کی باعتبار اس کے کہ زمان فاصل کالعدم ہے۔ اور یہ امر

مجو انوار شیخ سے ذہن مین آیا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَسْرَارِ کَلَامِہٖ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا بِحُرْمَۃِ النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَتَابِعِہٖ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۔ اور خطاب سے حمزۃ کی طرف حضرت رضی کے
مفہوم ہوتا ہے چند فائدہ ہین **الفائدۃ الاول** یعنے فائدہ پہلا یہ ہے جیسا کہ
عادت عاشقون کی ہے کہ دار محبوب اور منزل معشوق وغیرہ متعلقات کو اکثر
مخاطب سے بیان کرتے ہین اور حسرت اپنی اور اعزاز محبوب کا اور بلند
مرتبگی معشوق اور دنائت نفسی اپنی ذکر کرتے ہین اور عشق مین اُس کے
کلمات بے اختیار فرماتے ہین ویسا ہی اِس قصیدہ مین وہ امور مستعمل کیے گئے
ہین **الفائدۃ الثانیۃ** فائدہ دوسرا یہ ہے جو شراب موصل الی المحبوب ہے
اسکو حضرت رضنے جنس ذوی العقول کی گردانکر خطاب کیا گویا وہ غیر ذوی العقول
سے خارج ہوکر جنس ذوی العقول بلکہ ذوی العلم مین داخل ہوا ہے ۔ **الفائدۃ
الثالثۃ** فائدہ تیسرا یہ ہے کہ اس قصیدہ مین شیخ بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اشارہ فرمایا ہے کہ ہر چیز آپ سے کلام کرتی ہے یہان تک کہ نوم ویوم
وشہر ودہر چنانچہ فرمایا ہے وَمَا مِنْہَا شُہُوْرٌ اَوْ دُہُوْرٌ اور مروی ہے
کہ بکرہ مردہ پوست چھیلا ہوا دوش قصاب پرسے فریاد کیا یا شَیْخُ اِنِّیْ مَیْتَۃٌ
وَیُرِیْدُ الْقَصَّابُ اَنْ یَّبِیْعَ لَحْمِیْ فِیْ سُوْقِ الْمُسْلِمِیْنَ حضرت رضنے
قصاب کو زجر اور سرزنش فرمایا کہ جس کے سبب وہ شرمندہ ہوا اور توبہ کیا
گویا یہ اثر طلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا تھا جیسا کہ آنحضرت
سے گوشت مسموم وبریان کلام کیا تھا لَا تَاْکُلْ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنِّیْ
مَسْمُوْمَۃٌ تفصیل اس کی انشاء اللہ تعالیٰ قریب مذکور ہوگی ۔ **الفائدۃ الرابعۃ**
یعنے فائدہ چوتھا یہ ہے کہ نزدیک شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے حقیقت وہ شراب

کی معلوم تھی یا باعتبار اُس علم کے کہ جو شیخ کو علم الٰہی سے دیا گیا تھا یا باعتبار
جذبہ اجمالی کے یا باعتبار علم معطیہ ساقی کے - اور یہ کلام مثل اُسکے ہے کہ جب
شخص کو حصہ اُسکا غنائم سے دیا جاتا ہے کہتا ہے یا نَصِیْبِیْ وَ حِصَّتِیْ تَعَالِ
اِلَیَّ سوا اسکے اور بھی توجیہات ہین - پس حضرت رضی نے جو بعد خمرتی
کے لفظ نحوی فرمایا اسمین بھی کئی اشارات ہین الاشارة الاولیٰ پہلا اشارہ
یہ ہے کہ اگر بجاے نحوی لفظ اِلَیَّ کہے خیال کیا جاتا ہے اِس لفظ سے طلب
شراب کا واسطے نفس کے لاکن جب کہے نحوی یعنے اس طرف اشارہ ہین
سے طلب برائے عام ہولی ہے اور تمام طالبین اس مین شامل ہوتے ہین -
اور یہ امر اشارہ ہے اُس طریق پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
سے جاری ہوا مخاطبہ مین خدا تعالےٰ کے چنانچہ حضرت رضی نے فرمایا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ
حق تعالےٰ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ گویا یہ کلام قبیل سے ضیافة
عام کے ہے ہر فقیر وصغیر و کبیر کے لئے - الاشارة الثانیة یعنے اشارہ دوسرا
یہ ہے کہ اگر فرماتا اَخَذْتُ الْخَمْرَةَ ہر آئینہ گمان ہوتا کہ یہ بسبب طلب
شیخ کے ہے اِس لئے اشارہ فرمایا کہ وہ ارادت اللہ سے ہے کہ وہ پرورش
کرتا ہے بغیر ارادے غیر کے اپنی ذات سے الاشارة الثالثة اشارہ
تیسرا یہ ہے کہ شیخ بزرگ نے لفظ نحوی سے اشارہ فرمایا کمال استغراق کو اندر
دریاے مشاہدہ مین کہ جس سے پروا خمرہ کی نتھی بلکہ کہتا ہے زبان سے تَعَالِ
اِلَیَّ بِنَفْسِكَ یعنے آ تو اپنے سے کہ مین مشغول ہون مشاہدہ محبوب کے تیرے
لیئے مشغول نہین ہوتا ہون تو اپنے سے آپ آ - الاشارة الرابعة یعنے
چوتھا اشارہ یہ ہے کہ اے پیالہ شراب میرا معاملہ تیرے ساتھ مثل معاملہ دوسرے

نکات اشارات لفظ نحوی

عشاق کے نہین ہے کیونکہ وہ طالب تیرے ہین اور تو مطلوب انکا ہے اور میرے لئے تو طالب اور مین مطلوب ہون کیونکہ مین محبوب خدا کا ہون اور محبوب خدا کا محبوب سبکا ہوتا ہے۔ الاشارۃ الخامسۃ یعنے پانچوان اشارہ یہ ہے کہ مین مرتبہ رضا راللہ مین ہون کوئی چیز نہ رغبت کرتا ہون نہ طلب جو مجکو وہ دیتا ہے وہ لیتا ہون جسقدر مجکو وہ پلاوے پیتا ہون کیونکہ رضا مین اختیار نہین رہتا ہے جب اختیار درمیان سے اُٹھاوے وصال حقیقی میسر ہوتا ہے اور جمال حقیقی دیکھتا ہے اور تقدیم نحوی مین لفظ تعال پر کئی رمز ہین الاول یعنے پہلا یہ کہ اہتمام واسطے آنی حمزہ کے نہین ہے بلکہ واسطے حسن اُس کے طرف شیخ کے ہے الثانی یعنے رمز دوسرا یہ ہے کہ غرض اس سے ضرورت بیان حال شیخ ہے نہ کہ بیان حال حمزۃ کا الثالث یعنے رمز تیسرا یہ کہ اس مین اشارۃ ہے طرف خصوصیت حضرت رضہ کے اقطاب مین اِس مرتبہ جلیل سے۔ ایسا ہی لفظ تعال مین کئی اشارۃ ہین۔ الاولی یعنے پہلا یہ کہ ضرور ہے آنا حمزۃ کا اپنے عزم اور ثبوت سیرابی کے ساتہ جیسا ذکر کیا گیا آنا حمزۃ کا اپنے عزم وراے کے ساتہ الثانیۃ یعنے اشارہ ثانی یہ ہے کہ آنا حمزۃ کا واسطے دیکھنے انوار جلال رضی اللہ عنہ کے ہے جو مقتبس تہا نور خدا تعالے سے بدلیل مَثَلُهٗ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ مثال اُسکی نور کے مانند یک محراب کی ہے کہ جس مین چراغ ہوتا ہے پس روشن ہوا مخاطبت طلب سے حضرت رضہ کے اپنی طرف اور بہر گیا گویا کہ وہ حمزۃ اُس سے استعداد اقتباس کا حاصل کیا وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ الاشارۃ الثالثۃ یعنے اشارہ تیسرا یہ ہے کہ حمزۃ گویا عاشق دیکھنے نور جمال انکے اور بہجۃ وجمال انکے ہو گئی اور راضی نہین ہوتی ہے جدائی سے مجلس شیخ رضی اللہ عنہ کی گویا اس حال مین شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ نے اُسکو فرمایا

تقدیم نحوی لفظ تعال

بیان اشارات لفظ تعال

أَيُّهَا الْخَمْرَةُ تَعَالِ یعنے ای شراب آ تا تقسیم کرون مین تجکو درمیان اصحاب کے اور خاص کرون مین واسطے صاحبان عقل کے کہ وہ لوگ مانند لشکری میرے ہین اور عادت ہے کہ بادشاہ کوئی چیز آپ تنہا نہین کہاتا ہے بلکہ جو اپنے سے بچ جاوے حاضر وغائب پر تقسیم کرتا ہے۔ (ذکر فوائد) اگرچہ انفراد لانا یاء متکلم کا زیادہ واقع ہوتا ہے لاکن مین ذکر کرتا ہون کیفیت حال ومقام ووقت کو اُس کے بلحاظ كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُولِهِمْ کے اَلْفَائِدَةُ الْأُولٰى فائدہ پہلا یہ ہے کہ شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اِس انفراد یاء متکلم مین اشارہ فرمایا ہے أَنَا فَرْدُ الْفَرْدِ لَا شَرِيْكَ لِيْ اور اس قصیدۂ خمریہ مین فرمایا مَقَامِيْ فَوْقَكُمْ مَا دَامَ عَالِيْ اور فرمایا وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَاِنِّيْ عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ قریب شرح اِس کلام بزرگ کی برموقع ذکر ہوگی۔ یعنے حضرت رضؓ نے فرمایا کہ یہ سقا میرے لئے اُس ساقی سے ہے کہ جو فردیۃ مطلق کا مشار الیہ ہے اسلئے حضرت رضؓ نے علی رؤس الاشہاد فرمایا قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ الْأَوْلِيَاءِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ اور دوسرے قصیدہ مین فرمایا أَعْطَانِيَ الْمَوْلٰى أَجَلَّ وِلَايَةٍ ۞ لَمْ يُعْطِهَا لِغَيْرِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اور وقت رحلت شریف کے اِس عالم فانی سے طرف دار البقا کے ارشاد فرمایا لَا تَقِيْسُوْنِيْ كَاَحَدٍ مِّنَ الْأَوْلِيَاءِ فَرْقُ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَرْقُ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ اِس کلام سے حضرت رضؓ کے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور ائمہ مہدیین مستثنیٰ ہین ازروے عقیدہ مقررہ کے کیونکہ تابعین درجۂ صحابی کو نہین پہونچتے ہین اور نہین جائز ہے کہ شیخ رضی اللہ عنہ مہدی اور افضل ہون اُنسے اور اِس عقیدہ مین کسیکو خلاف نہین ہے۔ لاکن ائمہ شریعت یعنی ابو حنیفہ کوفی رحمۃ

ازین فوائد انفراد ... فضیلت آنحضرت ... علی اولیاء ... اصحاب وائمہ اہل بیت

اور امام مالک رح اور امام شافعی رح اور امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہم پر اگرچہ اونکو بحیثیت رتبہ اجتہاد و امامت کے فضیلت ہے لاکن بحیثیت قرب حق اور وراثت حضرت محبوب کے منع نہین ہے داخل ہونا انکا اون لوگون مین کہ قدم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالے عنہ کا اونکی گردنون پر ہے۔ پس اس بیان کو تائید دیتی ہے یہ روایت کہ جب شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ نے ارادہ کیا مذہب حنبلی کو ترک کرین خواب مین دیکہا کہ احمد حنبل رضی اللہ تعالے عنہ قعر دریا مین ڈوب رہے ہین حضرت رضہ نے انکو پکڑا اور اوس غرق سے باہر نکالا جب آپ بیدار ہوی متحیر تہے کہ یہ کیا معاملہ ہے پس مراقبہ فرمایا مراقبہ مین حکم پروردگار ہوا کہ روح امام موصوف سے استفسار کر جب حضرت روح امام موصوف کی طرف متوجہ ہوے امام احمد نے فرمایا یا شیخ مِنْ اِرَادَتِكَ الْخُرُوْجُ مِنْ مَذْهَبِيْ غَرِقْتُ فِيْ بَحْرِ الْحَيْرَةِ یعنے ای شیخ بزرگ تیرا ارادہ ہے کہ میرے مذہب سے دوسرے مذہب مین جا دے اگر ایسا ہوگا مین دریاے حیرت مین ڈوبجاونگا جب تونے مجکو دستگیری کیا ہے تو لازم ہے کہ اس مذہب سے نقل نہ کر وَاِنِّيْ اَفْتَخِرُ مَعَكَ فِيْ مَذْهَبِيْ ۔ یعنے مین فخر کرتا ہون تیرے سے اپنے مذہب مین ۔ پس شیخ بزرگ اوسی مذہب پر قائم رہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ حق سبحانہ تعالے نے شان حضرت رضہ کی بہت بلند کیا ہے ۔ اگر ہم تسلیم کرین جواز کو استثنا ان چار ائمہ کے بہی بتفویض علم حقیقت کو حق تعالے کی طرف اور قید کرین قدم کو حضرت رضہ کے اولیاء وقت پر باوجود اس بات کے کہ یہ استثنا غیر موافق ہے ظاہر قول سے حضرت رضہ کے پس یہ تخصیص غیر مخصص ہوتی ہی کیونکہ شیخ عالم بزرگ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالے نہ آفریدہ است ونخواہد آفرید مثل شیخ عبد القادر رضہ سواے اصحاب واو نیز از اصحاب ست ۔

ایسا ہی تکملہ مین باسناد صحیح مشائخ کاملین سے مروی ہے اور قریب ہے
انشا اللہ تعالے تفصیل اِس کلام کی کیجائیگی۔ الفائدۃ الثانیۃ یعنے
دوسرا فائدہ یہ ہے کہ حضرت رضہ نے اپنے نفس کو مفعول بنتقے الکا کیا ناکہ کہے
پلایا گیا مین حالانکہ مین اِس پلانے مین مراد محبوب کا ہون چنانچہ دوسرے قصیدہ
مین فرمایا ہے وَحَدِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ فِی الْاَصْلِ رَبَّانِیْ اور ایک جگہ فرمایا ہے
لَیْسَ لِاَحَدٍ مِنَّۃٌ عَلَیَّ بَعْدَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یعنے نہین ہے کس ایک کا احسان
مجھپر سوا ے خدا و رسول اُس کے کیونکہ مین محبوب ہون اور محبوب پلایا جاتا ہے
نہ اینکہ پیتا ہے۔ اور اسپر تائید دیتا ہے وہ کلام جو الہامات مین حضرت رضہ کے
مذکور ہے قِیْلَ لِیْ بِحَقِّیْ عَلَیْکَ کُلْ یَا عَبْدَ الْقَادِرْ۔ وَبِحَقِّیْ عَلَیْکَ
اَشْرِبْ۔ وَبِحَقِّیْ عَلَیْکَ اَلْبِسْ قَمِیْصًا ذِرَاعًا بِدِیْنَارٍ یعنے کہا گیا
مجکو قسم ہے تجکو میرے حق کی جو تیرے پر ہے کھا تو اے عبدالقادر اور پی تو
اور پہن تو قمیص جو فی گز ایک دینار قیمت اُس کی ہو۔ پس قریب ہے کہ بیان
کیجاوے وہ حکایت بزرگ کہ جو حضرت رضہ نے فرمایا لَا اَلْقَمُ حَتّٰی تُلْقَمُ یعنی
کوئی لقمہ نہین کھاتا ہون مین یہانتک کہ مجکو کھلاتے ہین (رموز تاء وحدت)
تا روحدت مین بھی اِس شعر کے بہت رموز ہین جو اُنپر حق تعالے نے مجکو مطلع فرمایا ہے
وَھُوَ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ؀ چنانچہ مین منجملہ
اُسکے تھوڑے ذکر کرتا ہون الرَّمْزُ الْاَوَّلُ یعنے پہلا رمز یہ ہے کہ حقتعالے
نے جب شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کو سیراب کیا پیالہ ہاے وصال سے پس
دلالت کرتا ہے یہ جمع خمرتی کا جو مضاف کیا گیا ہے معرفۃ کی طرف اور
مستغرق ہوتے ہین تمام انواع شراب کے اور افراد اُسکے حیثیت سے وصال
کلی اور جزئی کے۔ پس ارادہ فرمایا حضرت رضہ نے بیان کو اُس سکنے کہ شراب

جو تقسیم کیا گیا اقطاب مین وہ نوع واحد یا قسم واحد ہے شرابہاے معطیہ شیخ
بزرگ سے پس اِس صورت مین معنی یہ ہوتا ہے کہ حضرت رضہ نے فرمایا کہ سیراب
کیا مجکو حب انواع خمرات خارج تعداد و شمار طاقت بشر سے کیونکہ نعماء اللہ تعالے
بے انتہا ہین کما اِنْ تَعُدُّوْا لَا تُحْصُوْهَا گو یا حضرت رضہ نے فرمایا فَقُلْتُ
لِخَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْهَا تَعَالِ نَحْوِیْ اَصْرِفْكَ عَلَى الْاَقْطَابِ بَعْدَ مَا شَرِبْتُ
یعنے کہا مین شراب واحد کو اُس انواع معطیہ سے میری آ تو طرف میرے تا صرف
کرون مین اقطاب پر بعد شرب اپنے یہانتک کہ جانے اِس بات کو کہ خزانہ تمام پہچانا
جاتا ہے یک درہم سے اور انبار بڑے غلہ کا یک مُٹھی غلہ سے اور اِسی سلئے فرمایا
مَقَامُكُمُ الْعُلٰى جَمْعًا وَّلٰكِنْ مَقَامِیْ فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِ اور اکمل اِس معنی
کا قول حضرت رضہ کا ہے جو فرمایا وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ لَدُكَّتْ
وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ یہ کلام حضرت رضہ نے بموجب فرمان حقتعالے کے
لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ
اللّٰهِ فرمایا ہے پس جب بقیہ شرب حضرت رضہ مین یہ حالت ہو مرتبہ عظیم حضرت رضہ کو
خیال کیا جاوے کہ کیا ہوگا الرمز الثانی رمز ثانی اِس شعر مین یہ ہے کہ زمین کو بھی پیالہ
بھر رنگ سے حضرت رضہ کے کچھ حصہ ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے شَرِبْنَا وَاَهْرَقْنَا
عَلَى الْاَرْضِ جُرْعَةً وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَاْسِ الْكِرَامِ نَصِیْبٌ یعنے مین
میرا حصہ لے لیا باقی دیدیا اُس سے بزرگ اقطاب کو کہ جو وہ مثل میرے لشکر کے ہین۔
اور یہ عطا مثل اُسکے ہے کہ باورچیخانہ بادشاہ مین جب خاصہ تیار ہوتا ہے بادشاہ کچھ اُس
سے کھاتا ہے باقی تبرکاً و تحفةً روسا لشکر کو بہیج دیتا ہے۔ اور یہ امر موافق ہے قول
حضرت رضہ کے جو فرمایا شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُكْرِیْ وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ
وَالتِّصَالِ کیونکہ طفیلی مہمان کا اگرچہ عزیز ہوتا ہے اور کھاتا ہے وہی جو مہمان دیدیتی

کہاتا ہے لاکن اطلاق لفظ طفیلی کا اُس سے نہین نکلتا ہے ۔ پس اِس سے
ثابت ہوتا ہے کہ نسبت آنحضرت رضؓ کی نیابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے قیامت تک ہے اور اقطاب تمام روز قیامت سایہ مین حضرت رضؓ
کے رہین گے چنانچہ حضرت رضؓ نے یک قصیدہ مین فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ
مجھے الہام کیا اَنْتَ وَلِیِّیْ فِیْ مَقَامِ النِّیَابَۃِ اور اِس قصیدہ مین ارشاد
کیا وَقَدَمِیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِالْکَمَالِ اور اتفاق ہے
اہل معرفت کا اِس امر پر کہ حضرت غوث الصمدانی محبوب سبحانی جب اِس
قرب منصب اور دولت تصرف کو پہنچے ہین ہرگز منصب ابتدائی اور انتہائی
سے معزول نہین ہین بلکہ تصرف اُن اولیاء کا جو بعد حضرت رضؓ کے قیامت تک
ہونگے نیابۃً حضرت ہی کے ہے اسیلئے حضرت رضؓ نے قصیدۂ قطبیہ مین فرمایا
اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ؏ اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَاتَغْرُبُ
یعنے ڈوب گئے آفتاب اولین کے اور آفتاب میرا کنارہ بلندی پر ہے ہرگز
نہ ڈوبے گا ۔ چاہیئے کہ اِس لفظ افلت اور اَبَدًا اور لا تغرب کو
غور کرین اور یاد رکھین اور زبان کو قیل وقال سے روکین ورنہ خلل وزلل
مین مبتلا ہوجائین گے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا ۔
الرمز الثالث یعنے رمز تیسرا یہ ہے کہ یہ تاء وحدۃ خمرۃ کا اشارہ کرتا ہے
توحد وتخصیص کو حضرت رضؓ کے دستِ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے چنانچہ یک قصیدہ مین حضرت رضؓ نے فرمایا وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللہِ
فِی الْاَصْلِ رَبَّانِیْ اور ایک جا سے فرمایا ہے لَا مِنَّۃَ لِاَحَدٍ عَلَیَّ بَعْدَ اللہِ
وَرَسُوْلِہٖ الرمز الرابع یعنے رمز چوتھا وحدۃ تاء مین یہ ہے کہ شراب
اُخروی غیر قابل ہے واسطے اظہار کے کیون وہ اسرار ایسے ہین کہ کوئی غیر

خدا تعالیٰ کے نہین جانتا ہے جو حضرت رضؓ کو دیئے گئے ہین۔ اسلیئے حضرت شیخ
نے اس قصیدہ مین چار جا بلفظ قُلْ لَوْ اَلْقَیْتُ اس سِر کو ذکر فرمایا تاولا اتہ
کرے فساد اور تجویز محض بر اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَاحْفَظْنَا عَنِ الْعَزْلِ وَالْخَزْلِ
اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ (بیان اقتباس و تلمیح اس قصیدہ کا) پہلا بیت
اس شعر مین اشارۃ ہے اس چیز کی طرف جو انعام فرمایا اللہ تعالیٰ اُن لوگونکو
جو پہنچے درجاتِ بقا کو۔ دوسرا وہ چیز پر اشارہ ہے جو جاری ہوئی قصص سے
لاکن اقتباس آیات سے یک قول اللہ تعالیٰ کا ہے اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ
یَهْدِیْنِ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ دوسرا قول سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ
شَرَابًا طَهُوْرًا اور دوسرے آیات بھی اس معنی کے بہت ہین کہ وہ ہمیشہ پر مشہور
اور عالم معانی سے مخفی نہین ہین۔ اور اقتباس احادیث سے یک قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ وَهُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ
اور اسی لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متحمل ہوتے تھے ہزارون اُن
چیزون پر جو نہ متحمل ہوسکین دوسرے بڑے لوگ اُسپر۔ چنانچہ مروی ہے کہ
شبِ معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے روبرو دو پیالے
پیش کیئے گیئے ایک شیر خالص کا دوسرا شراب کا جو اُمّ الخبائث ہے۔
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کو اختیار فرمایا اور نوش کیا حق تعالیٰ نے
تمامی علوم و اسرار خارج از ادراکِ بشر آپ کو کشف کیا اور آپ کی شان مبارک
مین فرمایا وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ شراب سے نفر مایا اس لیئے کہ حق تعالیٰ نے اُمّت کو آپکی
مسخ و فسخ سے محفوظ رکھے کیونکہ اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ

وارد ہے۔ اُس وقت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ پیالہ شراب اختیار فرماتے اُمت آپکی
تمام ہلاک ہو جاتی۔ اِس اختیار لبن سے اُمت آپ کی عذاب وعقاب سے
امن میں رہی (بیان اقتباس نسبت سقی طرف حب کے) نسبت سقی کی حب
کی طرف اقتباس سے آیہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ
اللّٰهُ کا اور آیۃ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اور آیہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ
حُبًّا لِّلّٰهِ کا اور ایسے بہت آیات ہیں جو دلالۃ کرتے ہیں حب اور جذبہ الٰہی
موصل الی اللہ پر۔ اور اقتباس حدیث سے یہ ہے کہ حضرت ؐ نے فرمایا
لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَاَنَا اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ
وَوَالِدِهٖ اور حدیث قدسی كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ
اور حدیث وَاِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا جَعَلَ لَهٗ مِنْ نَفْسِهٖ (وصال) یعنی
ایساہی بہت احادیث صحیح والتزام کثیر ہیں (بیان [illegible] فرماتا ہے يَآ اَيَّتُهَا
ذکر وصال میں اقتباس آیات یہ ہے کہ حق [illegible]
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً اور قول
حقتعالی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور آیۃ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ
اور آیہ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اور قولہ تعالی
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ایسے ہی بہت آیات ہیں جو دلالۃ
کرتے ہیں وصول الی اللہ اور سیر فی اللہ کیطرف اگر اُسکو شمار کریں شمار
کر سکو گے۔ پس جاننا چاہیئے کہ بعثت انبیا علیہم السّلام کی خاص ایصال کے لئے
ہے اور قرآن ناطق ہے تبلیغ رسالت اور طلب اہل ضلالت کو ارشاد و ہدایت
کے لئے پس جو شخص انکار کرے وصول عبد الی اللہ سے وہ خبط کیا اور ملحد ہوا

انشاء اللہ تعالے معنے اتصال اور وصول کے قریب ذکر ہوگے ۔ اور کچھ ایک
جو بیان مین فقلت کے ذکر کی جاتی ہے یاد رکھین ( بیان اقتباس لفظ فقلت مین )
یہ لفظ فقلت اقتباس کیا گیا ہے آیہ اُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ
وغیرہ جو دال ہین تبلیغ پر شان مین انبیا خصوصًا شان مین ہمارے پیغمبر علیہ
وعلیہم السلام کے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ
الْاَقْرَبِیْنَ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یَا مَعْشَرَ
الْقُرَیْشِ وَیَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ وَیَا صَفِیَّۃَ بِنْتَ اَبِیْ طَالِبٍ اِعْمَلُوْا
وَلَا تَغْتَرُّوْا عَلٰی قَرَابَتِہٖ ﷺ ( بیان اقتباس قمرلی ) یار قمرلی آگاہ کرتا ہی
قسمۃ اور حصہ سے یہ مقتبس ہے قول حق تعالے سے نَحْنُ قَسَمْنَا
بَیْنَهُمْ اور قولہ تعالے وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی اور قولہ تعالے
یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ اور قولہ تعالے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ
بہت آیات دال ہین قسمت پر ... یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ اور سوائے اسکے
نواب ہونے پر انکی اور اس بارے مین ... تعالے کے انبیا علیہم السلام پر اور ظل اور
وَاللّٰهُ الْمُعْطِیْ وَاَنَا الْقَاسِمُ حدیث فرمایا ہے ... اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
( بیان تلمیح ) اس شعر اول
مین تلمیح یہ ہے کہ جیسا حق تعالے قضیہ تبلیغ ثابتہ انبیا کو حق مین انکے
کے وارد فرمایا ہے ایسا ہی حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے بیان
ان قصون کا جو درمیان انکے اور حضرت حقتعالے کے مرتبہ غوثیہ مین وارد
ہوئی تہی جیسا کہ حق تعالے حضرت محبوب کو الہام فرمایا اَنَّ الْعَطْشَانَ اِذَا
جَآؤُا اِلٰی مَنْ عِنْدَهٗ مَاءٌ بَارِدٌ لَابُدَّ اَنْ یَصْرِفَ عَلَیْهِمْ وَاِلَّا
یَكُوْنَ اَبْخَلَ الْبُخَلَاءِ اس شعر مین تلمیحًا فرمایا ہے انشاء اللہ تعالے عبارت

بیان اقتباس لفظ فقلت و بیان اقتباس لفظ قمرلی

بیان تلمیح

شیخ کی بعینہ قریب نقل کی جائی گی اور بعض شعرا فصیح بھی ایسی تلمیح کیے ہین چنانچہ کہا ہے شَرِبْنَا وَ اَهْرَقْنَا عَلَی الْاَرْضِ جُرْعَةً وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَاْسِ الْكِرَامِ نَصِيْبُ حاصل مطلب یہ کہ کلام حضرت محبوب کا وارد ہوا ہے بموجب آیات اور احادیث شریف اور قصص صادقہ و امثال ثابتہ و اشعار فصیحہ کے اور از روے وجود و شہود حقیقی اور مشہود تحقیقی کے اگر کوئی اس کلام کو حضرت رضہ کے حل سکر پر کیا گویا وہ راہ مستقیم سے پلٹ گیا۔ اور بعض کاملین نے جو فرمایا ہے اَنَّ الْمَحَبَّةَ سُكْرٌ لَا صَحْوَ فِيْهِ بصورت تسلیم اسکے احوال مین شیخ رضہ کے یہ لازم نہین ہوتا ہے کہ یہ کلام کو خیال کرین کہ مرتبہ سکر مین صادر ہوا ہے بلکہ شیخ رضہ نے مرتبہ حب جو سکر ہے اوس سے ترقی کرکے مرتبہ وصال کو پہنچ گیا تھا چنانچہ قریب بیان اسکا انشاء اللہ تعالیٰ معنے محبت مین آویگا۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وَالدِّيْنَ الْقَوِيْمَ وَلَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

بیان معنی محبت

پس جاننا چاہیے کہ حب دو حال سے خالی نہین یا یہ کہ بمعنی فاعل ہو یا بمعنے مفعول بہرحال بندہ سے اللہ کی طرف یا اللہ سے بندہ کی طرف ہوگا۔ پس چاہیے کہ اس کو ہر دو صورت مین بنظر باریک دیکھین پس معنی کلام بزرگ سقانی الحب کا یعنے حب میرا اللہ سے یا حب اسکا میرے سے یا محبوبی خدا کی میرے لئے یا محبوبی میری خدا کے لئے ہے۔ بصورت اول معنی محبت کا بموجب اس کے ہے جو لطایف قشیری مین کہا ہے حَالَةٌ خَاصَّةٌ لَطِيْفَةٌ يَجِدُهَا فِيْ نَفْسِهٖ وَ حَمَلَتْ تِلْكَ الْحَالَةُ عَلٰى مُوَافَقَةِ اَمْرِهٖ عَلَى الرِّضَا دُوْنَ الْكَرَاهَةِ وَيَقْتَضِيْ مِنْهُ تِلْكَ الْحَالَةُ اِيْثَارَهٗ سُبْحَانَهٗ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَ عَلٰی کُلِّ اَحَدٍ اور شمائل اتقیا مین لکہا ہے کہ محققان میگویند
محبت بندہ با حق آن ست کہ در جمیع اوقات و جمہور احوال رضاء حق طلبد وطلب
رویت بیقرار و بے آرام بود. تبرا از غیرش جوید اور علامت اس محبت کی یہ ہے
کہ بندہ متابعت شریعت حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقیم ہووے۔
جیسا کہ حق تعالی امر فرمایا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ
یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور اسی بنا پر ہے حدیث صحیح مین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ
وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ فرمایا لَا یُؤْمِنُ
اَحَدُ حَتّٰی یَکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ ہر تقدیر علامۃ محبت متابعت
محبوب تمام ہے جیسا کہ قریب ہے آوے بیان محبت مین انشاء اللہ تعالے
اور باعتبار اس کے معنے محبت کا ارادۃ اللہ اور تہذیب اخلاق اور تجمیل
اوصاف اور تصفیہ عن الرزایل ہے بلکہ جو حجابات حجب کثیفہ کے اور علم
محبت کے ہین اُس سے دور ہوتے ہین جیسا کہ قریب بیان کرونگا مین بفضلہ
وسنہ اور اسی قیاس پر ہے تقدیر ثالث اور رابع کی۔ توجیہ دوم یہ ہے کہ
مراد حب سے محب یا محبوب جائز ہے ہر تقدیر ارادہ کیا جاوے دونون کو
ذات خدا تعالی کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور اس صورت
مین تعمیم دوسری یہ ہے کہ محب اللہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یا تمام
بندگان صالح امت کے مراد اول حق ہے اور موافق اعتقاد کے کیونکہ رتبہ
محبت کا خاص ہے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے
کیونکہ وہ حبیب اللہ ہین۔ دوسرے انبیا علیہم السلام بعض اصفیا ہین بعض خلیل
اور بعض کلیم اور بعض روح اللہ و کلمۃ اللہ ہین انہین اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم مین بڑا فرق ہے۔ پس مناسب ہے محبت سے مطلق محبت
مراد لیجاوے۔ اور ایسا ہی مراد محبوب سے محبوب اللہ یا محبوب العباد لیجاوے
وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ اور اگر ارادہ کرے محب غفران
امت یا محب شفاعت امت یا محبوب عصاۃ امت یا محبوب انبیاء وصلحاء
وغیرہ تمام اس حال مین بھی ارادہ ذات مبارک سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کیا جاتا ہے۔ اور یہ توجیہ بھی جائز ہے کہ ارادہ کیاجاوے
حب سے جذبہ ابتدائی اس صورت مین مراد کاسات سے تمامی منازل بقا
ور ضا وغیرہ ہوتے ہین۔ اور اگر ارادہ کیا جاوے جذبۂ انتہائی کا جو اُس سے
فوق سواے وصال کے کوئی مرتبہ نہین ہے اس صورت مین بھی نسبت
سقا کی کاسات کی طرف ہوتی ہے۔ اور وہ کمالات ایسے ہین کہ اُسکو انتہا نہین
ہے لاکن اس مقام مین ضرور ہے ارادہ وصال سے وصال جزئی بعد الوصال
کلی لیا جاوے۔ اور اسی پر دلالت کرتا ہے قول شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے
عنہ کا مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِیْ اور بیان کیا گیا ہے کہ کمال کلی کو انتہا ہے
اور کمال جزئی بے انتہا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو لازم ہوگا انتہا کمالات حق تعالے کو
اور یہ غیر جائز ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مناجات
مین فرمایا ہے رَقَّ جِلْدِیْ مِنَ الْفِرَاقِ وَلَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ۔ وَمَا
عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اور یہ کلام باعتبار وصولات جزئیہ کے ہے۔
لاکن وصول کلی متیقن ہے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شبہ
وتردد اس بارہ مین موجب کفر ہے۔ پس بنظر اس توجیہ کے جائز ہے کہ قول
نفقلت لِحَمْرَائِیْ بِخَوْفِیْ تَعَالِیْ باعتبار اس وصف کے بعد حصول وصول کلی کے
ہووے انشاء اللہ تعالے قریب ہے تحقیق اس کی بیان ہوگی۔ اور یہ ذکر

ومعنی دیگر
بیان جذبین

وہ ہے جو وارد ہوا میرے دل پر فضل سے شیخ بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
پس ضرور ہے طالب کو کہ امتیاز کرے درمیان اس کے اور سر کے جو ودیعت
کیا گیا ہے عین انسان میں۔ اور ایک توجیہ یہ ہے کہ میں ارادہ کیا حب اور محبوب
کو ذات خدا یا ذات رسول اللہ محض واسطے فہم ہر مخاطب کے کیونکہ کلموا
النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُولِهِمْ واقع ہے وگرنہ جائز ہوتا ارادہ کرنا محب اللہ و رسولہ
کا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنظر فنا نفس اور بقا باللہ کے جائز
ہے کہ محب اور محبوب ہووے اور ایسا ہی جائز ہے کہ ذات حق تعالیٰ
واسطے باران ابر رحمت اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر محب
اور محبوب ہووے۔ پس لفظ محب سے مراد وہ محب ہے جو محیط ہو
مراد اعم واتم کو۔ اور یہ معنے فوق فہم اور عقول کے ہے مگر جو شخص
کہ چکھا ذائقہ کو محبت کے مدیہ سے وحدت جامعہ اور احدیت ثابتہ کے
جو اشارہ ہے الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ اور حٰمٓ
عٓسٓقٓ سے وہ البتہ یہ فہم کر سکتا ہے اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا
اَوْ اَخْطَاْنَا وَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ وَكَرَمِكَ۔

(بیان دفع دغدغہ) جاننا چاہیئے کہ مراد ہر محب اور محبوب کی حاصل نہیں
ہوتی ہے مگر اللہ اور رسول سے کہ اول منزل اُس کی محبت مرشد کی ہے
چنانچہ رسالہ شمسیہ میں لکھا ہے۔ بدانکہ محبت خدا تعالیٰ طرق بسیار ست
اما بہتر و آسان تر آن ست کہ محبت شیخ در دل جا باید داد و از آن محبت حق
زود تر میسر گردد۔ اور بنظر اسکے کہتے ہیں کہ محبت اللہ کی محبت مرشد کی ہے
اور یہ لفظ مرشد کا عام ہے خواہ نبی ہو یا ولی اس لئے حق تعالیٰ قرآن مجید
میں فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

توجیہ دیگر
ایمان میں

بیان دفع دغدغہ
در محبت مرشد

مرشد حضرت محبوب

اور مرشد حقیقی حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ چنانچہ سابق مذکور ہوا کہ حضرت رضہ نے فرمایا ہے اِنِّیْ
اِلٰی اَحَدٍ عَلٰی بَعْدَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اور قول حضرت کا وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
فِی الْاَصْلِ رَبَّانِیْ انشاء اللہ تعالے متعلق اِسکا قریب مذکور ہوگا۔ اور یہ جو مشہور
ہے کہ مرشد حضرت رضہ کے ابو سعید مبارک المخزومی رضہ ہین وہ شیخ خرقہ ہین نہ کہ شیخ
ارشاد اور ایسا ہی مراد شیخ حماد دباس سے ہے کہ وہ شیخ صحبت ہین پس
شیوخ حضرت محبوب رضہ کے تین ہین شیخ ارشاد و تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم۔ اور شیخ خرقہ ابو سعید مخزومی رضہ اور شیخ صحبت شیخ مسلم دباس قدس اسرارہم
ہین اَوْصَلَ اللّٰہُ اِلَیْنَا اَنْوَارَ الشَّیْخِ مَعَ اَنْوَارِھِمْ وَاَسْرَارِھِمْ (بیان سبب تفصیل)

بیان سبب تفصیل

چون کہ یہ بیت شریف اور کلام لطیف جامع ہے لفظ سَقَا اور حب اور
کاسات اور وصال اور خمرۃ کو ضرور ہوا کہ تفصیل ان تمام کی کرون تاکہ
طالب منتظر اور مہوس مضطر نہ رہے کیون کہ ضیافت بادشاہ کو نہ فقیر چھوڑتا ہے
نہ غنی مگر سیر شخص جیسا کہ دریاء گہری نہین چھوڑتی ہے قریب و بعید کنارونکو
یہانتک تر کردیتی ہے ویسا ہی یہ شعر حضرت رضہ کا ہے۔ اب مین ظاہر کرتا ہون
حقیقت کو اِس کی اقتباس انوار ہدایت شیخ بزرگ سے اور پہلے سب سے
بیان کرتا ہون شرح لفظ سَقَا کی تاکہ سینے پیاسونکے تازہ ہوجائین اور دل بھوکون
کے سیر ہوجائین بر علی الترتیب ذکر کلام بزرگ کے کرونگا اور اس دریاء کلام نادر
قادر کو عَین یعنے چشمہ قرار دیکر ہر چشمہ مین موج اور ہر موج مین رشحات لکھا
ہون (العین الاولی) پہلا چشمہ بیان مین لفظ سقا کے ہے جو مشار الیہ کلام
مین حضرت رضہ کے سَقَانِیْ ہے۔ اور یہ لفظ ثابت کیا گیا ہے آیات اور احادیث
اور اقوال و آثار اولیاء کبار سے چنانچہ تصریح اِس کی بیان کر چکا ہون۔

چشمہ اول بیان لفظ سقا

الحاصل سقے دو قسم پر ہوتا ہے یک بیداری مین دوسرا خواب مین - اور ہر ایک
اِن دونون سے خالی نہین کہ ابتدار سلوک مین ہو یا وسط یا انتہا مین - پس مجموعہ
اسکا چھہ ہوتا ہے - اور تین جو خواب مین ہین یا تخیلی ہین یا حکمی یا حقیقی -
پس تخیلی خالی نہین اس سے کہ طالب صادق کے لئے ہو یا مہوس کے -
اگر صادق کے لئے ہو فائدہ اسکا تشویق و تحریق قلب تشنہ کا ہے طلب مین
اعمال صالحہ و اشغال لایقہ کے کیونکہ بسبب کدورات نفسانیہ کے اور سواے
اس کے تجلیات رُؤیاے حاجب ہین وصول الی المقصود کو - اگر وہ تخیل
مہوس کے لئے ہو فائدہ اُسکا منضج اختلاط ہوس سے ہے یہانتک وہ ہوس طلب
ہو جاتی ہے علاج اُسکا مسہل ہے جیسا کہ قبل مسہل دفع اخلاط فاسدہ کے لئے منضج
دیتے ہین - یا تشویق اُس کی عکس ہوس ہوتی ہے اِس حال مین وہ سقا
قریب بطلب ہوتا ہے - دوسرا سقے اس کا خواب مین حکمی ہے کہ وہ کمال
جزئی کو سالک کر لئے پیدا کرتا ہے - اور حال قریب حقیقی کے ہوتا ہے
اور یہ بہی دو حال سے خالی نہین یا صادق کے لئے ہوگا یا مہوس کے لئے ہوگا
فائدہ پہلے کا یہ کہ سالک کو زینہ ترقی ذروۂ محبوب کی طرف پہیر دیتا ہے -
دوسرے کا فائدہ یہ ہے کہ سالک کو زجر ہوتا ہے اس بات کا کہ کوشش
تیری مثل سراب ہے اور فائدہ اُسکا مثل مرتبہ علی الطلب حقیقی ہے - اور
بزرگی اول کی یہ ہے کہ فضل خدا اور رحمۃ اُس کی جو مقتضی علۃ کی نہین مقبول
کو بغیر علۃ کے مقبول کرتی ہے اور مردود کو مردود بغیر علۃ کے کرتی ہے
اور فضیحت ثانی کی یہ ہے کہ جب سالک مرتبہ کو اس سقے حکمی کے پہنچتا ہے
ممکن نہین کہ اِس کو اخفا کرے بسبب اِس کے کہ وہ مہوس ہے پس ظاہر
کرتا ہے اُسکو - اور یہ مرتبہ فی الواقع مانند درخت بیر کے ہے کیونکہ بنا اُسکی

ہوس غیر باقی پرہے پس فنا ہوتا ہے اور پھر جاتا ہے حال اُسکا خلاف کی طرف
اور استہزا کرتے ہین سننے والے بسبب اُس کے - اسلیئے حضرت شیخ
بزرگ رضی عنہ نے جو فتوح الغیب مین فرمایا ہے حاصل اُسکا یہ ہے کہ ضرور
ہے سالک کو کہ جو کچھ دیکھا ہے ظاہر نہ کرے خوف سے اِس بات کے
کہ اُس مرتبہ سے معزول ہوجاوے اور اُسوقت رسوا اور شرمندہ ہوجاوے
اور سقی حقیقی جو خواب مین ہوتا ہے وہ قوی تر ہے اور اُس سے کمال
واقعی مرتبہ مقررہ مین حاصل ہوتا ہے - اور یہ بھی دو قسم سے خالی نہین -
یعنے صادق کے لیئے مرتبۂ تشویق ہے اور اثبات و تقریر ہے اُسکے صدق پر
اور ممکن ہے کہ کامل ہوجاوے یک لحظہ مین گویا شام کے وقت کردی تھا صبح
مین عربی ہوگیا - چنانچہ بعض نے فرمایا ہے کہ اُسکے منہ مین بحالت خواب یک
قطرہ ڈالتے ہین جب صبح پیدا ہوتا ہے کامل ہوجاتا ہے - لاگن مہوس کے
لیئے اکثر وجوہ مذکور کے سبب اور بنظر اصلاح عاملین صادق کے اُسکے صدق اور
طلب مین فتور ہوتا ہے اور کبھی نہین کیونکہ بعض وقت ہوتا ہے کہ صادق محجوب
ہوتا ہے اور مہوس واصل اور یہ امر نادر ہے کیونکہ صادق نہین کرتا ہی
مگر اُسوقت کہ کوئی چیز اُسکے لیئے اُسپر ظاہر ہو - اور یہ امور جو ہم ذکر کر
وارد ہوتے ہین ابتدا اور توسط مین - لاگن انتہا مین جو امور کہ جاری
ہوتے ہین اسکے نکات دوسرے ہی ہین - اور یہ امور لذت یافتہ پر مخفی
نہین ہین - اور تین اقسام سقی کے جو عالم بیداری مین ہوتے ہین خالی اس
سے نہین ہین کہ حسی ہون یا تجلی شہودی یا حقیقی بقائی - اور حسی آبستہ ی کر
لیئے ہو فائدہ اسکا محبت خدا تعالے کی بندہ کے لیئے اور تعلیم اخلاق حسنہ
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے بموجب آیہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللہَ

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کے پس اتباع ظاہر شریعت کی مقلدین ارباب شرع کو اور متابعت اخلاق عام کی اصحاب باطن کو ضرور ہے کہ بغیر اس کے محلہ مین بادشاہ حقیقی کے نہین پہونچ سکتے ہین۔ اور نام رکہا جاتا ہے یہ سقیٰ حسّی جذبہ حق مین مبتدی کے۔ اور یہ اصل وابتدا امر ہے جو کہا جاتا ہے جَذْبَۃٌ مِنْ جَذَبَاتِ مُحَبَّتِكَ تَکْفِیْ وَنَظْرٌ مِنْ نَظَرَاتِ کَرَمِكَ یُغْنِیْنِیْ اور یہ ممکن ہے کہ یہ جذبہ مبتدی کے لئے واسطے جلانے مواد فاسدہ ظلمات ناسوت کے وارد ہووے جیسا کہ حق تعالےٰ خبر دیتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ۔ اور فرق درمیان تعلیم اور تحریق کے جو واقع ہے شخص ذکی پر مخفی نہین ہے کیونکہ تعلیم مین ازدیاد نسبت ہے اور تحریق مین ایجاد نسبت ہے۔ اور یہ سقائے حسّی حق مین متوسط کے دو فائدے رکہتا ہے۔ ایک یہ کہ اُسکو بہردیوے اُس چیز سے جو چکہائے ترقی سے بموجب فرمان خُذْھَا بِقُوَّۃٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ اور اسی لئے متوسط پر کبہی قبض وارد ہوتا ہے اور کبہی بسط۔ جیسا کہ مقرر ہے مسافرین منازل طریقہ کے لئے تاکہ راحت پاوین تکلیف سے اور محفوظ رہین ہلاک سے اور مستعد ہووین واسطے قطع منازل عبور کے لئے جو اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ہے چنانچہ حقتعالےٰ کہی ہے فرمایا ہے وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ اور یہ بموجب طب جسمانی کے ہے کہ جب اخلاط ضعیف ہوجاوین شربتین ملاکر قوی کرتے ہین کہ جس سے تحمل گران چیزوں کا ہوتا ہے۔ تفصیل اس کی قریب بیان مقامات واحوال مین ضمن قول حضرت رضہ کے جو آنا فِیْ حَضْرَتِ التَّقْرِیْبِ وَھْدِیْ کہ یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ کہ ہے کی جائیگی۔ اور اگر یہ سقیٰ منتہی کے لئے واقع ہو فائدہ اسکا ترقی شوق ہے وصولات جزئیہ غیر متناہیہ کی

طرف بعد وصول کلام کے ۔ یا واسطے بتانے اس وصول پر تا آسان ہووے
فائدہ پہونچانا مسترشدین کا ۔ اِس صورت مین سالک کو دو قوت ہوتے ہین
ایک قرب دوسرا تبلیغ جو شان ہے ظل نبوت کے ۔ اور نام رکھا جاتا ہے
اس مقام کا تلوین استکمالی اور تلوین اکمالی اور نکات مذکورہ تمام جاری
ہوتے ہین اِسمین ۔ لاکن مرتبہ سفلی تجلی شہودی جو فوق جسمی مذکور کئے ہر
مراد اِس سے وہ چیز ہے کہ ذائقہ اسکا باسانی حاصل ہووے گو یا وہ پایا جاتا ہے حاسہ سے ۔ پس اگر یہ مبتدی کرامتی ہو فائدہ اسکا یہ ہے کہ
طالب اسکا منازل تحتانی کے متعلق نہین ہوتا ہے بلکہ کوشش بلیغ کرتا ہے تا کہ مقام کمالات عالیہ کو
کو پہونچے ۔ پس یہ مبتدی اگرچہ فی نفسہ مبتدی ہے لاکن عنایات ازلی سے مرتبہ
متوسط کا پاتا ہے اِسلئے کبھی یہ متوسط مناسب فیض پہونچانے اس مبتدی کے
نہین ہوتا ہے ۔ چنانچہ مشہور ہے بعض کاملین نے کہ اسکو کوئی استاد نے تا بعدہ
حروف تہجی کا لکھ بھیجا انہون نے جواب لکھا کہ میرے لئے بند رہو ین جزین
جو ہے یعنی سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ لَیْلاً لکھ بھیجو کیونکہ مین یہ آیۃ بطن مادر
مین پڑھا ہون اور وہ مجھے یاد ہے ۔ ایسی ہی حالت شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے
عنہ کی ہے چنانچہ مروی ہے کہ بعد تولد حضرت رض کے لوگون کو رویت
ہلال عید مین شبہ ہوا اسوقت کوئی ولی نے کہا کیون شبہ کرتے ہو جاؤ
مکان مین سید ابی صالح کے اور دریافت کرو کہ آج آپ کے فرزند نے شیر نوش
فرمایا ہے یا نہین پس لوگون نے حضرت کے مکان پر گئے اور دریافت کئے
حضرت والدہ شریفہ سے فرمایا کہ آج ہی میرے فرزند نے دودھ نہین پیا
پس لوگون کو یقین ہوا کہ چاند عید کا نہین ہوا بعدہ دور دور سے خبر آئی
کہ کہین ہلال شوال کا نہین نظر آیا یہ بعض کرامت حضرت کی ہے اِس لئے
حضرت رض نے کوئی قصیدہ مین فرمایا ہے وَصَوْمِیْ فِیْ [illegible]

شہرالی ۔ اور اُس قصیدہ مین فرمایا وَقَبِّیْ قَبْلَ قَبْلِیْ قَدْ صَفَالِیْ ۔ اور ایک
قصیدہ مین فرمایا ہے اَنَا کُنْتُ قَبْلَ الْقَبْلِ قُطْباً مُبَجَّلاً ۔ اور یہ اشارہ ہے
استحکام نسبت حاصلہ سے جذبۂ ابتدائیہ کے گویا کہ یہ بیان ہے اس چیز کا جو
موجب ہے جذبۂ متوسط کو ۔ اسمین بھی نکات بہت ہین مین نے خوف سے
افشاء راز کے چھوڑ دیا جیسا حضرت رضنے فرمایا وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُكَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ ۔ ایسا ہی مین بیان مین اس دریاے
علوم شیخ بزرگ کے وہی لکہتا ہون جو حکم ہوتا ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا یا یہ کہ متوسط
کو فایدہ ہے مناسبتہ تامہ سے اس سقی کے ۔ اور یہ سقا زیادہ کرتا ہے
رسوخ اور ثبوت کو اور اسکو نورانی کردیتا ہے بموجب نُوْرُهُمْ یَسْعٰی
بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ کے اور موافق حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے
جُزْ یَا مُؤْمِنُ فَاِنَّ نُوْرَكَ اَطْفَأَ لَهَبِیْ فرمایا ہے یعنے روز قیامت
جہنم کہیگی اے مومن گذرجا کہ تیرے نورنے میری آتش کو بجھاتا ہے ۔ اور
یہ بیان بموجب علم ظاہر کے ہے لاکن ہم یہ کہتے ہین کہ جہنم نفس بعد یہ سقی
مناسب کمال کے کہتی ہے جُزْ یَا مُؤْمِنُ اِلَى الْكَمَالِ الْاَكْمَلِ وَلَا
یَتَوَقَّفْ فِیْ هٰذَا الشُّهُوْدِ فَاِنَّ نُوْرَ سَقْیِكَ اَطْفَأَ لَهَبَاتِیَ الْمَانِعَةِ
لَكَ مِنَ التَّرَقِّیْ الْكَمَالِیْ فَاسْتَعْجِلْ اِلَی جَنَّةِ الْوُصُوْلِ وَالْقُبُوْلِ مَا
لِشَمْسِ قُرْبِكَ مِنْ اُفُوْلٍ یعنے گذرجا اے مومن طرف کمال اکمل کے اور
مت ٹہیرا اس شہود مین کیونکہ نور تیری سیرابی کا میری چنگاریان مانع ترقی کمال
کو بجہاتا ہے جلد چل جنت وصول وقبول کی طرف تیرا آفتاب قربت ڈوبنے والا
نہین ہے ۔ یادہ مرتبہ سقی تجلی شہودی ہوکے منتہی کے لئے فایدہ اُس کا

سہو ربع تفضیل بیان

یہ ہے کہ سمجھے اُس چیز کو جو ہمنے سقی حسی منتہی کے لئے کہا ہے۔ پس چاہئے کہ یاد کرے اسکو اگر تو فارغ ہو حس سے اور شاغل ہو شہود و تجلی کی طرف قادر ہوگا تو احاطہ پر اس کے۔ اور اگر سقی حقیقی بقا سے مبتدی پر وارد ہو فائدہ اسکا یہ ہے کہ ارادہ کمال مبتدی کی تنازع کرتی ہے اجتہاد مین اور مکدر نہین ہوتی ہے وقوع تجرع سے اُس کے اور فارغ دل کرتی ہے پریشانیون سے۔ اور اگر کوئی آفات اور امراض و بلیات راہ سلوک مین اُس کے واقع ہون پروا نہین کرتی ہے۔ اگر مشقت و تکلیفات عرق آلود واقع ہو گمان کرتی ہے کہ یہ گلاب ہے کہ میرے رخ پر ڈالے ہین جانب سے محبوب کے جو تحت مقام بلند کے کرسی اعزاز پر بیٹھا ہے۔ اور تلخی مشقتون کی نزدیک اس کے مثل لاشئ ہے۔ چنانچہ ابراہیم ادہم بلخی سلطنت بلخ کو مثل بیضہ مرغ کے جانکر چھوڑ دیا۔ اور مشقت بے انتہا مین پڑ گیا۔ مروی ہے کہ اول ترک سلطنت مین ایک ایسے جنگل مین گیا کہ وہان روز و شب کہانا اور پانی نہ ملا اس وقت اپنے دل مین کہا اے پروردگار اگر کوئی کسیکے دروازہ پر جاوے اُسیوقت مہمانی کرتا ہے اور مین سلطنت بلخ چھوڑ کر تیرے دروازہ پہ آیا ہون کئی روز مجھپر گزر گئے یک نوالہ کہانا یک گہونٹ پانی میسر نہ ہوا اللہ تعالےٰ الہام فرمایا اے ابراہیم مین تجھے ترک سلطنت کے لئے حکم نہین کیا اگر اب چاہتا ہے اپنی سلطنت پر جا اگر نہین ارادہ کیا ہے ہمارے دروازہ کا تو یہ پہلی ضیافت ہے تیرے لئے۔ اور جان بعد اس کے اس سے بڑے معاملے درپیش آئین گے۔ اور اگر ارادہ کیا ہے ہمارے دروازے کا آب زمزم نوش کر اور اس سے اپنے کو قوی کر۔ پس ابراہیم اپنے خطرہ سے شرمندہ ہوے۔ ایسا ہی مجنون وغیرہ جو عشق مین معشوق کے مصائب اٹھائے ہین

وہ مشہور ہے ۔ اور ہمیشہ بلائین نصیب عاشقون کے ہوتے ہین ۔ اور اسطرف
حضرت شیخ بزرگ رضؓ نے فتوح الغیب مین اشارہ فرمایا ہے چنانچہ حاصل
اُسکا یہ ہے کہ حق تعالے پہلے اپنے بندگان مجذوب مومن کو نعمتون سے
ایسے سرفراز فرماتا ہے کہ عیش و لذت کہانے پینے اور لباس اور منکوحات
حلال سے بحفظ حدود اللہ و عبادات کثیرہ انتفاع پاتے ہین اور دوامیت سے
اُسکے مطمئن ہوکر دہوکہ پاتے ہین اور بعد اِسکے حق تعالے دروازہ بلا اور
انواع مشقت نفس اور اہل و عیال کا اُنکے لئے کہولتا ہے اور تمام نعمتون کو
اُنسے منقطع فرماکر حیران و متحیر کردیتا ہے ۔ اگر وہ اس حال مین دعا دفع
اُن مصائب کی کرین قبول نہین فرماتا ہے اسوقت وہ اپنے نفس کو ملامت
کرتے ہین اور دہوکہ کو عیب لگاتے ہین پس خواہشات نفسانی اُن کے
زائل ہوتے ہین اور اُنکے صفحۂ دل سے آرزوا ور اُمیدین مٹ جاتی ہین ۔
اور ایسا ہی بندگانِ خاص سے اوصافِ بد دفع ہوتے ہین اور منزل بزرگ
تمامی اخلاق قدسی پر قائم ہوتے ہین ۔ یہانتک کہ وقت موعود پہونچے ۔ یہ مراد
سقی تحقیقی مبتدی سے ہے ۔ اور افادت وافاضت اُسکی محض عنایت ازلی پر
موقوف ہے ۔ اور ایسا ہی فائدہ متحقق ہوتا ہے متوسط کے لئے بہی جب
ایسا سقی اُسکو بہی حاصل ہو ۔ اگر یہ سقیٔ یعنی سیرابی منتہی کے لئے ہو فائدہ اُسکا
یہ ہے کہ جو چیز وصال اور وصل سے اُسکو مرتبۂ کمال تک حاصل ہوئی ہر
دوام رہتی ہے ۔ اور وہ جو بیان ہوا ہے کہ کمال اللہ کو اور سیر الی اللہ
کو انتہا نہین ہے اگر ہوگا تو سیر فی اللہ کو انتہا نہین ہے قریب ہے کہ
ہم اِسکو انشاءاللہ تعالے ضمن قول مُرِیدِیْهِمْ وَطِبْ وَاشْطِحْ وَغَنِّ
بیان کرینگے ۔ یہ بیان وہ ہے کہ اللہ تعالے میرے دلپر الہام کیا اور لو

دائمی اور سقای کوس شراب فیض ہی حاصل ہوا ــــ اے طالب اگر غور و تعمق
نظر کرے گا اسکے فہم مین اور مطالعہ مین اسرار و نکات مخفیہ دوسرے جو عبارت
مذکور مین میری زبان پر علوم شیخ بزرگ سے جاری ہوئے ہین بخوبی جائیگا
(موج الاول بیان کشف نور مین) جاننا چاہیئے کہ سقی باعتبار ذات کے موج اول
دو قسم پر ہوتا ہے یک حقیقی دوسرا تشبیہی ـ حقیقی وہ ہے جو حق تعالے جلشانہ نے
فرمایا سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا یعنے خدا تعالے اہل جنت کو شراب کشف نور
پاک عطا کرتا ہے اور سقاے حقیقی سے سیراب کرتا ہے خواہ ہاتہ سے
کرام ابرار کے ہو یا ید قدرت سے اپنے بغیر واسطہ کے جیسا کہ حدیث صحیح
مین مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ
وَهُوَ يُطْعِمُنِیْ وَيَسْقِيْنِیْ سبب ورود اس حدیث کا یہ ہے کہ حضرت نے
یکوقت روزہ بے درپے واسطے نفس کشی کے یا طاعت خدا کے رکہا اصحاب رض
نے استفسار کیا کہ حضرت نے ہمکو صوم وصال سے منع فرمایا ہے اور خود رکہتے
ہین حضرت ص نے فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ آخر حدیث تک
اور اس حدیث سے سقاے حقیقی ثابت ہوتا ہے طرف مجاز کے اسکو پھیرنا
ضرور نہین ہے ـ اگر کوئی کہے کہ آیات مذکورہ اہل جنت کے حق مین وارد
ہین اور وہ اس دار دنیا مین کیونکر محمول ہوسکتے ہین ـ ہم کہین گے اگرچہ
وہ آیات اہل جنت ہی کے لئے بیان ہین لاکن حصر نہین ہے کہ خارج
جنت کے نکرنہ ہو اسلئے جائز ہے کہ جنتی لوگون کو اس دار دنیا مین وہ سقا نصیب
ہو جیسا کہ حدیث مذکور اسپر دلالت کرتی ہے ـ تفصیل اس کی یہ ہے کہ
روز قیامت جو شخص داخل جنت ہوگا وہ مبرّا اور خالی ہوگا گناہ سے
یا باعتبار حصول فضائل کے دنیا مین یا عفو پروردگار کے جو گناہگارون کو

بشفاعت یا بفضل رب نصیب ہوگی۔ پس اگر کوئی شخص اس دار دنیا میں
رذائل اعمال سے خالی ہو اور فضائل سے آراستہ ہو اور تلخی موت معنوی کی
بموجب مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے چکھ لے اور آئینۂ دل اُسکا صیقل
اور صاف کدورت دنیوی سے ہو جائے البتہ وہ مستحق ہے اس سقا کا
جیسا کہ اہل جنت مستحق ہوتے ہیں چنانچہ مروی ہے کہ اکثر اولیاء اللہ طعام
جنت کا کہائے ہیں اور پانی جنت کا پیئے ہیں اور تمام بقیہ عمر محتاج آب و
طعام کے نہیں ہوئے۔ اور مروی ہے کہ یک وقت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ
حسب طلب خلیفہ کے دو سیب جنت کے طلب فرمائے ایک اپنے لئے
توڑا اور ایک خلیفہ کو دیا اور جو خلیفہ نے توڑا وہ سیب خراب اور بدبو
نکلا جب خلیفہ نے سبب پوچھا حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ فساد
تیرے دست ظلم کا اور حرام کہانے کا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ طعام جنت
کہانا انبیا اور اولیا کا ثابت ہے کوئی اسکا سوائے ملحدان اور منکران ولایت
کے انکار نہیں کرسکتا ہے چنانچہ سابق ذکر ہوا ہے کہ شب معراج رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شربت دودہ کا نوش فرمایا ہے۔ ایسا ہی اہل
قرب کو پیالے شراب صاف کے دیئے جاتے ہیں۔ فائدہ اس میں یہ ہے
کہ شوق امور موجباً للقرب کا زیادہ ہوتا ہے اور فنا مورث للبقا کو اختیار
کرتے ہیں۔ لاکن مختلف ہوتا ہے یہ سقا بحیثیت طالب دمہوس اور
بلندی اور متوسط اور منتہی کے چنانچہ تفصیل اس کی بیان کی گئی ہے
کہ پہلے یہ سقا واجب کرتی حس کو یعنی طالب عالم ربانی کو حس کرتا ہے
اور بعدہ تجلی انوار دیکھتا ہے بعد اس کے مرتبہ ثالث میں بندے کو حقیقۃ
قدسیہ متحقق ہوتی ہے اسوقت حق تعالےٰ جلشانہ باقی اور بندہ فانی در باقی

ہو جاتا ہے اب بقا کہ فوق اس کی بقا نہین ہے ۔ پس قول شیخ بزرگ رضی اللہ
عنہ کا سقانی احتمال تین وجوہ کا رکھتا ہے ۔ الاول یعنے وجہ پہلا تشبیہی ہے
اور یہ دو نوع پر ہوتی ہے یعنے باعتبار خیال منامی کے یا بیداری کے
اس طریق پر کہ وہ دیا جاتا ہے شراب عالم غیب سے پیالے مین ساقی
نورانی الوجہ کے اور وہ گمان کرتا ہے اُس صورت نورانی کو صورت اپنے
شیخ کی یا کوئی ولی اور پیغمبر کی یا صورت مبارک اشرف انبیا محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۔ اور یہ قبیل سے گمان معقول کے بصورت محسوسہ
ہوتا ہے ۔ اور منشا اِس تخیل کا کثرت مراقبہ صورت اس شخص کا ہوتا ہے کہ
جسنے شراب فیض وارشاد کا پیالہ تعلیم راہ سے دیا ہے ۔ لاکن ضرور یہ ہے
کہ جانے یہ تخیل امر وہمی نہین بلکہ امر واقعی مفید للسالک ہے ۔ اور یہ پستی سفلی
سے ذروۂ بلند رفیق اعلیٰ تک ترقی دیتا ہے ۔ اور یہ تشبیہ تصور مین ہوتی ہے
نہ کہ متصور مین ۔ اور وارث کیا جاتا ہے وہ شخص حقایق کو عالم مثال مشتمل علی
ایراث الکمال کے ۔ اور یہ نوع محض واسطے تربیت سالک کے بسہولت
ہوتا ہے تاکہ وجود سالک کا سطوت انوار سے روشن اور صواعق محرق سے
محو یا بیہوش نہ ہووے ۔ اور تجلیات قدسیہ سے جوا سپر وارد ہوتے ہین
محروم نہ ہووے ۔ جیسا کہ حقتعالے جلشانہ نے قرآن مجید کو سورۃ سورۃ اور آیۃ آیۃ
نازل کیا اور فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا
مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ چنانچہ مروی ہے کہ بعض صالحین کو جب یہ تجلی
وارد ہوئی بیہوش کر گئی اور وجود انکا پارہ پارہ ہو گیا اِس لئے حق تعالےٰ
موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا فَانْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ
تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا

سوا اسکے اِس کلام مین گفتگو بہت سے انشاء اللہ تعالےٰ ذیل
مین قول وَ لَوْ اَلقَیْتُ سِرّی فِیْ جِبَالٍ لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ
ظاہر ہوگی یا وہ تشبیہ باعتبار اُسکے ہوگی کہ اسپر انوار اور اسرار جو موجب
واسطے تخلیہ سالک کے رذایل سے ہین وارد ہوتے ہین۔ اور شہودات جو
مورث حصول فضائل کے ہین نصیب ہوتے ہین۔ یہانتک کہ سالک اپنے ارادات
اور خواہشات سے فنا ہوتا ہے۔ بلکہ تصور کمالات و تصفیہ وجود سے فنا
ہوتا ہے۔ اور بسبب فنا و علم اُسکے تشنہ سیراب اور بھوکے سیر ہوتے ہین
اور یہ حالت بموجب وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ بہیئۃ نامہ مجلس ملوک
شراب اور پیالہ اور ساقی سے حکایت کی گئی ہے۔ اَلْمُلْكُ لِلّٰہِ کُلُّہٗ
اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْھَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَھْلِھَا
اَذِلَّةً یعنے ملک تمام اللہ کا ہے۔ ہرآئینہ بادشاہان جب کوئی گاؤن مین داخل
ہوتے ہین اُسکو خراب کرتے ہین اور وہان عزت دار لوگون کو ذلت دیتے
ہین۔ ایسا ہی جب بادشاہ عشق کوئی قریہ وجود مین افواج قاہرہ اور لشکر غالبہ
کے ساتھ داخل ہوا نوار شہود حکم کرتے ہین نفس اَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ کو نکلجانے
سے لذوذ دنیوی کے اسوقت باغی افواج سلطانی سے ذلیل ہوتا ہے اور
بغی اور عناد نہین رہتا ہے اور کوئی اُسکے امر کا انکار نہین کرسکتا ہے اُسوقت
سلطان کا یک نائب مقرر ہوتا ہے اور اسکو کہا جاتا ہے یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ
الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً یعنے اے نفس مطمئن ہو
برحمت خدا رجوع کر تیرے پروردگار کی طرف بحالت راضی و خوشی اَلْحَمْدُ
لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ وَجَعَلَنَا مِنْ مَمَالِیْكِ السُّلْطَانِ اَللّٰھُمَّ
اَرْوِنَا شَرَابَ اَسْرَارِكَ وَخُمُوْرَ اَنْوَارِكَ الرَّوَاءَ کَامِلًا وَّاَشْبَاعًا

شَامِلًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (الموج الثانی موج تحقیق) جب تونے
سن لیا استفادکو ہمارے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی جان لے کہ قول حضرتکا
سَقَانِی محتمل کثیر وجوہ کا ہے۔ الاول یعنے وجہ اول یہ ہے کہ مراد اُس سقاسے
حکایت ورود اُس کی ہے اول امر مین اس وجود جسمانی کے جذبہ سے جو پیدا ہونیوالا
ہے دل مین سالک کے عنایت ازلیہ سے خواہ وہ ورود حالۃ نوم مین ہو یا بیداری
مین اور طلب ابتدائی مین ہو یا وسط یا انتہائی مین حسی ہو یا شہودی یا حقیقی
از روے تحقیق کے یا تشبیہ کے بموجب اُسکے جو اتفاق ہوا شیخ بزرگ رضی اللہ
عنہ کو اُس سے وصال و کمال تک۔ اور اِسی وجہ سے اشارہ کیا گیا بلفظ جمع
قول مین کاساتِ الوِصال کے ظاہرًا الثانی یعنے وجہ دوسرا یہ ہے کہ سقا
مراد حالۃ بیداری اور توسط مین ہو۔ اور یہی مناسب ہے واسطے تسلی مرید کے تاکہ
مرتبہ تلوین مین بیقرار نہ ہو کیونکہ اس مرتبہ مین سالک متحیر ہو جاتا ہے اور لگام اسپ حالۃ
کی اس کے اختیار مین نہین رہتی ہے۔ اور اس مرتبہ مین سالک کو کبھی بسط ہوتا ہی
اور کبھی قبض۔ اور حالۃ بسط مین خوشی ہوتی ہے اور حالۃ قبض مین اضطراب۔
اور بنظر اسیکے قول مُرِیْدِیْ تَھِمْ وَطِبْ اور قول یُصِرُّ فُنِیْ وَحَسْبِیْ اور قول
مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ اور قول مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشِ فَاِنِّیْ کا صادر
ہے۔ گویا حضرت رضنے فرمایا ہے اے میرے مرید ہمنے یہ شراب تلخ جو موجب
للخلاء ہے پیئے ہین فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا پس خوف نہ کر اور غم نہ رکھا
کیونکہ حضرت حق تعالے ہمارے ساتھ ہے نکالیگا تجکو غار حیرۃ اور فراق سے۔ اور پہونچاویگا
تجکو شہر نور کو بحفاظت مشقتون کی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ
فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا یعنے جسوقت کہ آوے تجکو یاری خدا تعالے ... ف
دیکھیگا تو اور افواج رذیل نکل جاوینگے اور لشکر فضائل کے داخل ہونگے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ

وَاسْتَغْفِرْهُ یعنے تسبیح کر حمد خدا کی حصول پر اِس سقا کے اور طلب مغفرت کر اُس چیز سے جو موجب للحجاب ہووے اس دروازے سے جو اِلَیْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا یعنے خدا تعالے غفور اور قبول کرنے والا توبہ کا ہے۔ اور یہ تسلی تمام ہے بوجہ شفقت و عنایت کے جیسا کہ پدر شفیق فرزند نادان و ناتجربہ کار کو جو کبھی مسافرت نہین کیا ہے اور کوہ و دشت نہین دیکھا ہے کرتا ہے اور فرماتا ہے اے فرزند ہمنے سفر منازل سخت کا کر کے مقصود کو پہنچے ہین تو بھی ڈر نہ کر او پہنچ جا اُس مقام کو جو ارادہ رکھتا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ۔ الثالث یعنی وجہ تیسرا یہ ہے کہ مراد سقا یقظی سے حقیقی التحقیقی ہے۔ اور یہ مناسب زیادہ ہے واسطے اظہار مرتبہ حضرت رضؓ کے تمام اقطاب پر اور یہ مناسب تر ہے کاسات الوصال کو اور قول لِخَمْرَتِیْ اور فَهِمْتُ بِسُكْرَتِیْ اور قول مَقَامِیْ فَوْقَكُمْ مَازَالَ عَالٍ اور قول وَلَوْ اَلْقَيْتُ چار شعروں مین اور قول وَ مَا مِنْهَا شُهُوْرًا وَدُهُوْرًا اور قول اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ کو اور سزاوار ہے یہ حالۃ متکلم اعلم کو کیونکہ انحضرت رضے اللہ تعالے عنہ بموجب امر حق تعالے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ ــــا صالۃً و نیابۃً و ظلاً آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کمالات اپنا اِس قصیدہ مین فرمایا ہے۔ چنانچہ دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے اَنَا نِیْ الْنِّدَاۤءُ لِیْ تَعْرِفُوْنَ طَرِيْقَتِیْ اور قول رضے اللہ عنہ کا وَ مَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَاِنَّمَا تَكَلَّمَ رَبِّیْ مِنْ لِسَانِ حَقِيْقَتِیْ اور یہ برخلاف ہے دوسرے اولیاء اللہ کے بنظر اُسکے جو شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنے حق تعالے مجکو کہتا ہے اے دلی نعمۃ باطنہ کہ جس مین تو اور تیرا نفس ہے وا سے نبی نعمۃ پروردگار کو تیری اور کرامۃ کو اُسکی ہمراہ خلق کے عطا فرمایا ہے بیان کر کیونکہ ولایت مین شرط کتمان ہے۔

فصل در شرح بیان معنی حدیث

اور نبوت مین اظہار۔ جو ولی بغیر امر کے اظہار کرے مبتلا ہوتا ہے اور ولایت سلب
ہوتی ہے اور اگر بامر اظہار کرے درحقیقت وہ فعل خدائتعالےٰ کا ہے وہ
ولی ماخوذ نہین ہوتا ہے۔ اس مضمون سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بوجہ
ظلیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ مامور باظہار
تھے اسلیئے اظہار نعمتین پروردگار کا فرمائے پس جو شخص اسکو محمول بسکر کرے
وہ مقصود شیخ سے واقف نہین ہے۔ اور قریب ہے کہ عبارت دیگر بھی اس
جلاء الخاطر کی انشاء اللہ تعالےٰ ذکر کرونگا۔ اور یہ جو کہا ہون یاد رکھین۔ اور
سواے اسکے باعتبار احتمالات کے وجہ دوسرا بھی ہے کہ اس سے بھی فائدہ
ہو لاکن مناسب حال شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے نہین ہے اسلیئے اسکو بیان
نہین کیا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَاٰتِنَا حَسَنَةً فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ (رشحۂ طیبہ) جاننا چاہیئے کہ علما اختلاف کیئے ہین مراد مین طعام کے

بعض کے ساتھ تشریح بیان میں حدیث

جو حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے يُطْعِمُنِيْ ہے اور شراب
جو قول حقتعالےٰ مین يَسْقِيْنِ ہے اور یہ دونو حدیث مین مجموعاً واقع ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ وَهُوَ يُطْعِمُنِيْ
وَيَسْقِيْنِيْ مراد اس سے طعام و شراب محبت ہے اسپر حدیث صحیح بھی تائید دیتی
ہے کہ اِنَّ لِلّٰهِ تعالےٰ شَرَابًا اَعَدَّهٗ لِاَوْلِيَائِهٖ اِذَا شَرِبُوْا سَكِرُوْا وَاِذَا سَكِرُوْا
طَابُوْا اور یہی اختیار ہے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اور عین المعانی مین
لکھا ہے طعام و شراب سے مراد الفت ہے۔ اور الفت سے مراد قرب ہے
کہ جس سے تشنہ دریاے جدائی کا تسکین پاتا ہے۔ اور آتش جلانے والے جدائی کر
ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اور بحر الحقایق مین لکھا ہے کہ مراد اُن دونون سے عبودیت
وزاری کرنا بندیکا اللہ تعالےٰ سے ہے اور جائز ہے یہ کہ مراد اُن دونون سے

تجلی حق تعالیٰ بصفت ربوبیت ہوتا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ مراد دونوں سے طعام و شراب طہور جنت ہے نہ طعام و شراب دنیوی جو باعث غفلت اور ذلت ہے۔ بلکہ جاننا ہے کہ مراد اس سے طعام و شراب دنیوی بخصوص فضائل شیخ کا ہووے کہ جس سے کشف شہود اور مشاہدہ بلکہ مرتبہ للعبد عبد اللہ میسر ہوتا ہے محصول ہووے چنانچہ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ مروی ہے کہ ایک رات شیخ نے رنگ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شیر اس میں پلایا پھر اس کے سو دروازے علم لدنی کے کھل گئے ہر ایک دروازہ اسقدر وسیع تھا جسقدر کہ وسعت مابین زمین و آسمان کے ہے۔ پس اس شرب کو محمول کرنا شرب حقیقی پر اولیٰ ہے۔ اور کیفیت اس طعام و شراب کی کہ جو جو فوائد اس میں رکھا ہے علم اللہ میں ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ جب طعام چرب و شیرین بیمار استعمال کرتا ہے مرض اسکا زیادہ ہوتا ہے اور اگر تندرست استعمال کرے زیادہ ہوتا ہے قوت اسکی۔ پس اس سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر چیز میں فائدہ رکھا ہے لیکن بلحاظ احوال کھانے والے کے ہے۔ یعنی اگر اسکو اہل خواہش دنیوی نوش کریں قوت شہوت انکی زیادہ ہوتی ہے اور راہ فرج سے نکلتا ہے۔ اگر اہل علم اسکو نوش کریں وہ نور اور علم ہو جاتا ہے اور ہدایت خیر کرتا ہے۔ اور اگر اہل قرب نوش کریں طعام انکا ایمان اور تصدیق بنتا ہے۔ اسلئے جنہوں نے ظاہر افعال انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ یعنے کیا ہے اس پیغمبرؐ کو فضیلت مثل دوسروں کے کھانا کھاتا ہے اور بازار میں پھرتا ہے پس وہ لوگ نہ جانے کہ طعام انکا سراسر نور و ہدایت ہو گیا جیسا کہ مکھی شہد کی جو کچھ کھاتی ہے شہد اور موجب شفا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ

بیان شرب حقیقی

کیفیت طعام و شراب

بیان تاثیر

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ یعنے خواب بھی عالم کا عبادت حقیقتاً
کا ثواب رکھتا ہے۔ اسی سے حق تعالے نے حضرت پیر بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ
کو الہام فرمایا کُلْ بِحَقِّی عَلَیْكَ وَاشْرِبْ بِحَقِّی عَلَیْكَ یعنے قسم میرے حق
کی جو تجھپر ہے اے غوث بزرگ کھا اور پی اسکو۔ اور قول اُس حضرت حق تعالے کا
اَکْلُ الْفَقِیْرِ اَکْلِیْ وَشُرْبُ الْفَقِیْرِ شُرْبِیْ یعنے کھانا فقیر کا گویا میرا کھانا اور
پینا فقیر کا گویا میرا پینا ہے رَبَّنَا اَسْقِنَا شَرَابَ وَصْلِكَ وَلُطْفِكَ اِنَّكَ اَنْتَ
تَسْقِی الْخُمُوْرَ لِاَهْلِ الْوَلَهِ وَالْحُضُوْرِ یَا اللّٰہُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ لَا اِلٰهَ اَنْتَ
اَلْمُلْهِمُ لِلصَّوَابِ مِنْهُ الْمَبْدَءُ وَالْمَآبِ۔ (اَلْعَیْنُ الثَّانِیْ) یعنے چشمہ ثانی

عین ثانی بیان میں
بیان معنی لغوی محبت

بیان تحقیق معنی محبت مین ازروے لغۃ اور عرف اور اصطلاح کے۔ جاننا چاہیئے کہ
اول عرب نے اصل محبت مین مختلف اللغۃ ہین۔ بعض نے کہا حب نام ہے صفا
محبت کا جو ناخوذ صفاء دندان سے ہے جیسا نچہ مقولہ عرب کا ہے حَبَّبِ الْاَسْنَانَ
یعنے دانتون کو صاف اور روشن کر۔ اور بعض نے کہا ہے کہ وہ حب مشتق ہے حباب
سے جو وقت شدت بارش کے پانی پر بلند ہوتا ہے۔ بنظر اس مناسبت کے کہ
حبب قطرے جدائی کے اور شوق سے دل محب پر جو پیاسا لقاء محبوب کا ہے
گرتے ہین وہ دل جوش کرتا ہے مثل جوش پانی کے شدت باران کے وقت
پس اسپر حباب غم جدائی کے اٹھتے ہین۔ اور بعض نے کہا کہ وہ حب مشتق ہے
حباب لفتح حا سے معنے معظم کے۔ اور حالۃ قلبی نام رکھی گئی اس سے بوجہ ہونے اسکے
اس حب سے جو معظم الاحوال ہے یا بوجہ اس کے کہ دل اس کے سبب سے مصفی
ہوتا ہے اور گڑھا پڑجاتا ہے۔ یا بوجہ اس کے کہ پانی محبت کا بلندی دل پر
گرتا ہے تو اسمین گڑھا ڈالدیتا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ حب اونٹ کے پانون باندھنے
کو کہتے ہین تا اٹھ نہ سکے یہانتک کہ تمام سامان اور بوجہ اسپر ڈالین۔ ایسا ہی حال ہے

دل محب کا کیون کہ وہ دروازۂ محبوب پر بیٹھ جاتا ہے یہانتک کہ اُٹھاتا ہے اُس
بوجھ کو کہ جسکے اُٹھانے سے آسمان اور زمین اِنکار کئے اور ڈر گئے ۔ اور بعض
نے کہا ہے کہ حُبّ ضم حا سے بمعنے چہار لکڑی کے ہے کہ جسپر سبو رکھتے ہین
ایسا ہی ہے حال دل محب کا کہ محبوب نے جو بوجھ اسپر رکھے اٹھا لیتا ہے اور
تمام جور محبوب کا متحمل ہوتا ہے کیونکہ نفس اسکا بھی مرکب چہار عنصر سے ہے
یعنے آتش ہوا و آب بکا و خاک محتاجی و باد طلب نصرت یا بدن اسکا مرکب ہے
عناصر اربعہ یعنے آتش و آب و خاک و باد سے ۔ اور بعض نے کہا حِب
کسر حا سے بمعنے تخم گھانس جنگل کے ہے بسبب اِس کے صحرا وجود انسانی
مولکہ سبزیان انوار کے تخم سے حالۂ قلبیہ کے اُگاتا ہے اسلئے محبت قلبیہ کا نام
حب رکھا گیا ۔ اور بعض نے کہا مشتق ہے حب سے اور وہ جمع ہے حبّۃ کا اور
حبۂ قلب وہ ہے کہ جس سے قائمی دل کی ہوتی ہے اسلئے حب کو حب باسم
محل نام رکھے ہین ۔ شیخ زین الدین شیرازی کہتا ہے حب را معنی بسیار است
یکے آنکہ حب بمعنے خداوند یکہ در و چیزے نہ گنجد چون در دل جز محب نہ گنجد
حالت را سخنہ را کہ درو ہست حب نامیدند دیگر آن کہ حب بمعنے گوشوارہ نیز
آمدہ یعنی چنانکہ گوشوارہ گوش را لازم ست این حالت دل محب را لازم است
اور میرے دل مین یہ آتا ہے کہ حب ماخوذ ہے محب سے ازروی اصطلاح کے
اور اطبا کے نزدیک دانہاے ادویہ کو کہتے ہین ۔ نظر برین اِس لفظ مین
اِشارہ ہے اس امر کا کہ مردم تمام بیمار ہین علاج انکا حب ہے ۔

پس جاننا چاہیئے کہ قرآن مخزن ہے معجونون کا اور علما اطبا ہین اور محبت ادویہ
قبیل حبوب سے کیونکہ طب جسمانی مین مقرر ہے کہ حبوب زیادہ تر تاثیر کرتے ہین
معدہ مین ایسا ہی محبت زیادہ تر تاثیر کرتی ہے واسطے دفع امراض نفسیہ اور روحانیہ

نکے ۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ جب مرشدین دیکھتے ہین کہ دروازے دل مریدون کے بند ہین اور اسپر پردے پڑے ہوئے ہین اُس وقت دوا دیتے ہین مرض کو حب مجازی سے پس جب دل جلجاتا ہے اور اخلاط ناچیز ہو کر صقلۂ آئینہ دل کا ہوتا ہے اور غبار غیر کا باقی نہین رہتا ہے اور روشنی احدیۃ اور صمدیۃ سے دل سالک کا روشن ہوتا ہے ۔ اور اِس بیان پر تائید دیتے ہین وہ چیز جو ہمنے ذکر یا ظاہر آیۃ سے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور یہ آیۃ حکم کرتی ہے ہمکو تحصیل رتبۂ محبت کے لئے اتباع آنسرور سے تا رذائل اس سے دفع اور فضائل حاصل ہو ۔ اور حق یہ ہے کہ محبت ماخوذ ہے محبوبیۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جیسا کہ حدیث قدسی مین وارد ہے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ۔ اور مراد یہان لفظ مطلق خلق سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جو مدار ایجاد عالم کا ہین ۔ اور مدار ایجاد ذات صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت خدا ہے اور معرفت اُس کی ۔ پس جو شخص ارادہ کرے وصول معرفت خدا کو ضرور ہے محبت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۔ بلکہ یہ امر فرض ہے مسلمانو نپر چنانچہ حدیث قدسی مین انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ پس ثابت ہوا کہ معرفۃ خدا کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے ۔ تخلیہ کلیہ یہی معنی ہے کہ اِس سے تخلیہ منکرات وفحشا وبغی سے حاصل ہوتا ہے ۔ اور تجلی کلی آثار وروابط اخلاقیہ جو موجب للفنا اور مورث للبقا ہین حاصل ہوتی ہے ۔ اور قول حق تعالے کا جو وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ہے اُس سے یہی مراد ہے ۔ اور یہ مذہب نہین ہے کہ تعلیق وجود ایمان کی محبت پر آن سرور کے

بیان ثبوت محبت رسول اللہ صلعم

ہونا دلیل ہے محبت آنسرور کی علۃ باعثہ مبقیہ للایمان جانے بلکہ وہ محبت عین ایمان
ہے۔ پس محبت آن سرور کی فرض مثل ایمان کے ہوتی ہے اور تاویل حدیث کی
بلفظ ایمان کامل محض واسطے بقاء ایمان عوام کے ہے۔ اور کلام یہان ایمان مین
اُن لوگون کے ہے جو ایمان لاے اور زیادہ تر محبت خدا کی اختیار کیئے۔ اور تحقیق
ربقہ تقلید اور رسن استدلال کے بساط شہود و کمال تک ہوے اور یہ لوگ
ایسے ہین کہ ان کی شان مین وارد ہے سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ اُولٰئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ
اور نہ ہونا وجود ایسی محبت کا عوام مؤمنین مین ہی محل بحث ہے کیونکہ ہر مومن نکلنا
کفر سے اور اختیار کرنا محبت آنسرور کی چاہتا ہے۔ اور بعض وہ خروج کو
نہین اختیار کرتے ہین بسبب محبت باپ یا فرزند کے اس لیے حدیث مذکور مین
ذکر محبت مال کا نہین ہوا کیونکہ اکثر لوگ واسطے مال کے کفر سے نکلے یا کفر
مین رہے ہین۔ اور یہ بیان محتاج ہے تفصیل کا انشاء اللہ تعالے قریب کیجائیگی

عرفی محبت قسم دوم بیان

اما الثانی یعنے قسم دوم معنے اس محبت کا ازروے عرف کے ہے اور اسمین
بہت بسط ہے کہ اسکو ہر یک شخص جو عرف کی پیروی کرتا ہے جانتا ہے۔ اور
یہ محبت مختلف ہوتی ہے باعتبار اختلاف محبوب کے یعنے اگر محبوب کثیف ہو
محبت متعلقہ بھی اسکی کثیف ہوتی ہے چنانچہ قرآن مین وارد ہے۔ وَیُحِبُّوْنَ
الْمَالَ حُبًّا جَمًّا یعنے اپنے نفس کو محبت مال مین ایسا پر کردیتے ہین کہ انکے
دل مین جاے محبت خدا و رسول کی باقی نہین رہتی ہے۔ گویا وہ محبت انکے
دلون کی مانند نجاسات کے ہوجاتی ہے بموجب اَلْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثَاتِ کے
اور اگر محبوب لطیف ہو محبت متعلقہ بھی اُس کی لطیف ہوتی ہے۔ اور انہین
کے حق مین حق تعالے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ یعنے
دل اُنکے انوار معبود حقیقی سے بھر جاتے ہین یہانتک کوئی چیز کہ سواے خدا اور

رسول ؐ کے اُس مین جا ے نہین رہتی ہے ۔ پس دین اُنکا عین محبت خدا ہے
یہ وہ چیز ہے جوشق اُس کی ہمنے بیان کیا تہا اس مین طرق وشعب بہت ہوتے
ہین کہ حفظ اُسکا دشوار ہے ۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اہل عرف مایل ہر چیز کو محبت
کہتے ہین اگرچہ میل اُسکا بقدر یسیر ہووے چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ اولاد اور
مال کو دوست رکھتے ہین حالانکہ یہ دونو دشمن ہین چنانچہ قرآن اسپر ناطق ہے
اِنَّمَا اَموَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ کیونکہ یہ دونو مانع ہین وصول کو مرتبہ قبول
کے ۔ بلکہ کہتا ہون مین عداوت ان کی ظاہر ہے دنیا مین باعتبار اختلاف حالات کے
اور اس مین کچہہ شک نہین ہے ۔ اور اسی لئے شیخ بزرگ رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے
(جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے اَلشَّیْبُ یَقِلُّ بَصَرُكَ وَیَقِلُّ عَقْلُكَ وَاٰكَالُكَ
جَارِیَتُكَ تَبْغَضُكَ وَامْرَاَتُكَ تَغْضُبُكَ وَوَلَدُكَ تَتَمَنّٰی مَوْتَكَ سِیَّمَا
فِیْ هٰذَا الزَّمَانِ عَلٰی مَا یُشَاهَدُ بَیْنَ الْاَوْلَادِ وَالْاٰبَاۗءِ الَّذِیْنَ
كَانُوْا یُحِبُّوْنَ الْاَوْلَادَ اَشَدَّ حُبًّا مِّنْ حُبِّ اللّٰهِ اِنَّهُمْ اَحْوَجُوْهُمْ عَنِ الْبُیُوْتِ فَهُمْ
عَجَزُوْا عَنِ الْقُوْتِ وَسِرُّهٗ عَلٰی مَا اَظْهَرَ اللّٰهُ عَلٰی هٰذَا الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ
اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُخَجِّلُ الْاٰبَاۗءَ مِنْ حَیْثُ اَنَّهُمْ كَانُوْا یُحِبُّوْنَ هٰذِهِ الْاَعْدَاۗءَ
الَّذِیْنَ الْاٰنَ یُعَادُوْنَهُمْ اَشَدَّ عَدَاوَةً لِاَنَّهُمْ كَانُوْا یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ
فَخَذَلَهُمُ اللّٰهُ بِاَفْضَاحِهِمْ فِیْ مُحَبَّةِ الْغَیْرِ الَّذِیْ ظَهَرَ مِنْهُ الْعَدَاوَةُ
فِیْ مُقَابَلَةِ الْمُحَبَّةِ الصَّادِرَةِ مِنَ الْاٰبَاۗءِ وَالْاِمَاۗءِ ۔ حاصل یہ کہ محبت عرفیہ
یک امر مقرری نہین ہے بلکہ وہ زایل ہوتی ہے اور ایک طرف سے دوسری طرف
پہر جاتی ہے اور مبدل بعداوۃ ہوتی ہے بلکہ بعض کے لئے بظاہر محبت اور باطن
مین عداوۃ ہوتی ہے حسب ارادۃ اللہ تعالےٰ کے اور کبہی بظاہر عداوۃ اور باطن
مین محبت ہوتی ہے مگر جس کے لئے کہ خدا تعالےٰ چاہا امر دنیوی مین ظاہر و باطن

بیان معنی قسم سوم محبت اصطلاحی

محبت ہوتی ہے۔ اَلثَّالِث یعنے قسم تیسری محبت کی اصطلاحی ہے اور وہ خالی نہین
تلوین سے یا تکوین سے نوع پہلی یک وجہ سے سکری ہوتی ہے اور یک وجہ سے
صحوی۔ اور نوع دوسری مطلق صحوی ہوتی ہے۔ اور بیان مین ہریک کے اپنے
عبارات جدی جدی کاملین۔ سے منقول ہین۔ اور ہریک نے بقدر حالۃ اور جلال
اپنے کلام فرمایا ہے۔ بفضل الٰہی ان عبارات کو اب نقل کرتا ہون اور اُنکے حال
اور مقام اور قیام کو ذکر کرتا ہون۔ یک اُس سے یہ ہے کہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ
نے تفسیر مین فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ کے فرمایا ہے محبت جانا
محب کا ہے بالکلیہ ذکر محبوب مین اُسکے معنے مین کہا گیا ہے خُلُوْصُ الْمُحِبِّ لِمَحْبُوْبِہٖ
بِکُلِّ وَجْہٍ اور بعض نے کہا اَلْمُحَبَّۃُ بِلَا اَکْلٍ لَدَیْہِمْ اور بعض نے کہا اَلْمُحَبَّۃُ
نَتِیْجَۃُ الْہِمَّۃِ یعنے جس کی ہمت بلند ہولی ہے اُسکی محبت بہی پاک وصاف اور بلند
ہوتی ہے اور بعض نے کہا ہے اَلْمُحَبَّۃُ ہَیَمَانٌ فِی الْعَیْنِیَّۃِ یعنے حیرانی ہر عینیۃ
مین یعنے جس وقت شہود وعیان حاصل ہووے سکر مین قناعت کی جاتی ہے۔
اسلئے بعضون نے کہا ہے اَلْمُحَبَّۃُ سُکْرٌ لَاصَحْوَ فِیْہِ وَدَہْشٌ فِیْ بَقَاءِ
الْمَحْبُوْبِ پس اس حال مین تمیز نہین رہتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے اَلْمُحَبَّۃُ بَلَاءٌ
لَایُرْجٰی شِفَاءُہٗ وَسِقَامٌ لَا یُعْرَفُ دَوَاءُہٗ اور بعض نے کہا اَلْمُحَبَّۃُ غَرِیْمٌ
یُلَازِمُكَ لَا یَبْرَحُ۔ وَرَقِیْبٌ یَسْتَوْفِیْ لِلْمَحْبُوْبِ مِنْكَ الْحُقُوْقَ فِیْ دَوَامِ
الْاَحْوَالِ اور امام العارفین بایزید بسطامی رح نے فرمایا ہے اَلْمُحَبَّۃُ اِسْتِقْلَالُ
الْکَثِیْرِ مِنْ نَفْسِكَ وَاِسْتِکْثَارُ الْقَلِیْلِ مِنْ حَبِیْبِكَ اور سہل تستری ؒ
نے فرمایا ہے اَلْحُبُّ مُعَانَقَۃُ الطَّاعَۃِ وَمُبَایَنَۃُ الْمُخَالِفَۃِ اور ابوعبداللہ
قوسی نے فرمایا ہے اَلْمُحَبَّۃُ اَنْ تَہَبَ کُلَّكَ لِمَنْ اَحْبَبْتَ فَلَا یَبْقٰی لَكَ
مِنْكَ شَیْئٌ اور بعض نے کہا ہے ہِیَ اَغْصَانٌ تُغْرَسُ فِی الْقَلْبِ فَتُثْمِرُ

بِقَدرِ حَوصِلَتِ العُقُولِ ایسا ہی تفسیر محبت مین اقوال بہت ہین کہ معنے
بعض کا بعض سے قریب ہے۔ پس اسلیئے ضرور ہوا کہ اس مین یک قاعدہ
مقرر کیا جاے تاکہ حقیقت محبت پہچانی جاے وہ یہ ہے کہ جو کلمہ دلالت کرے
سکرا ور مغلوبیۃ اور اضطرار وغیرہ پر پس بیان ہے محبت تلوینیہ مقتضیہ کا۔
اور یہ خاص اسلیئے ہے کہ ردیات جل جائین اور جو رزیلات حضور سے دور
کرنے والے ہین تصفیہ پادین اور سالک ترقی کرے تصریف بد تصریف سے
وصول کلی نوعی تک جو عبارت ہے تمکن سے۔ اور اکثر حال ایسی محبت کا
تفرقہ ہوتا ہے۔ اور جو کلمہ دلالت کرتا ہے محافظت حال پر بحسب شریعت اور
طریقت اور معرفت اور حقیقت کے۔ اور درمیان الوہیت اور عبودیت کے
اپنے نفس کے لیئے لحاظ ہوتا ہے۔ اور اقرار کرتا ہون کہ درمیان اس تراب
اور رب الارباب کے مناسبت نہین ہے مگر شراب بیالہ تعلیم وارشاد سے بزرگان
کے۔ پس یہ بیان محبت تمکینہ سالک کا ہے جو بعد عبور کوہ وصحراے ہولناک
کے اور حاصل کرنے توشہ تقوے اور ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نصیب ہوتی ہے۔ اور ہم یہ نہین کہتے ہین کہ ضرور ہے یہ کہ جانے ہر
تلوین مین فی الجملہ تمکین ہے اگر ایسا نہ ہو مبتلاے محن و فراق تحمل نہ کرسکیگا
کیونکہ خوف کلی فنا کرتا ہے رجا کو جیسا کہ رجا کلی خوف کو۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے
اعراض محبوب کا محب سے اشارہ تسلی کا ہے اور چھپ جانا اسکا پردہ اور یہ دریچہ
مین اشارہ تجلی کا ہوتا ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے کہ بجز عاشق اور محبین کے
کوئی جانتے نہین۔ کیونکہ ہر تمکین مین تلوین ہے اگر یہ نہو آثار محبت سست
ہوجاوینگے۔ اور ظل اسکی جو عدم انتہار وصولات جزئیہ ہین باقی نرہین گے
بلکہ صابر ہمیشہ منتظر قولہ تعالے یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اصْبِرُوا وَرَابِطُوا

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ صبر کرتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد وصول کلی کے فرمایا ہے رَبِّ جَلِّدْنِیْ مِنَ الْفِرَاقِ وَلَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اور اسی معنے سے شیخ بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِ اور یُصْرِّ فُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ اور قول مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِ قبل اسکے کہا ہے سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ اور اسی سبب کاملین نے باوجود حصول مرتبہ وصول کے رو دیا ہے۔ اور واصلین باوجود دخول بساط قبول کے آپکو کھو یا ہے۔ لاکن معرفت اس تلوین اصلی اور تکوین تلوینی کی جو مرتبہ تمکین میں ہے نہایت دشوار ہے۔ اور ادراک علماء فحول کا حاوی نہیں ہو سکتا ہے۔ قسم بخدا وہ لوگ نکل گئے ربقہ تلوین سے مانند نکلنے موتی کے صدف متلونہ سے۔ اور مانند مغز کے پردون سے اوراق پوست کے۔ پس ای مخاطب اگر تو ہوس مین پوست کے ہے تو تجکو مغز نہ ملیگا اور یہ ظاہر ہے کہ پوست مزابل مین ڈالا جاتا ہے۔ پس چاہیئے کہ مغز کر جانے یعنے وہ محب ہے اور پوست مہوس نکان ہے۔ اگرچہ مکان تیرا خزانہ بادشاہ کا ہے اور مجلس سلیمان کی۔ پس تو اب یعنے مغز ہے چاہیئے کہ ہوشیار رہے تا کہ نہ کیا جاے دگرنہ رسوا اور معزول ہوگا اسوقت شرمندہ ہوگا۔ اور اگر ٹھکانہ تیرا مزابل یعنے دنیاے مردار ہے کہ طالب جسکا کتا ہے پس تو قشر یعنے پوست ہے تجکو مغز نہین ہوا اڑائیگی تجکو ہوا پس ہوجائیگا مثل کاہ خشک کے۔ مروی ہے کہ ایک زاہد روتا تہا طلب محبت مین پس نگاہ پہونچا مطلوب کو مگر اُسی حال گریہ مین تہا اس وقت ایک شخص نے پوچھا کہ اب بعد وصول مدعا پہر کیون روتا ہے جواب دیا اُس وقت اس مرتبہ کے حاصل ہونے کے لئے روتا تہا اب اسکے باقی رہنے کے لئے روتا ہون۔ پس چاہیئے کہ ہمیشہ غفلت سے دور رہین کیونکہ بادشاہ رحیم ہی ہے اور جبار بھی جو ارادہ اسکا کر

کرنے پروا کسی کی نہین کرتا ہے۔ چاہیئے کہ ہمیشہ گریہ وزاری کرین اور جو چیز کہ دی گئی ہے اسپر فریب نہ کہا وین کیونکہ خدا تعالے مالک ہے تُؤْتِی الْمُلْكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ يَّشَآءُ ایساہی رات کو دن اور دن کو رات اور زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ عزیز کو ذلیل اور ذلیل کو عزیز حبشی کو عربی اور عربی کو حبشی کر دیتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (بیان موج اسرار وانوار) جاننا چاہیئے کہ انسان کو حجاب اقسام کے لاحق ہین۔ بعض ان سے ظلمانی ہین اور بعض نورانی اور بعض ذو وجہین پس حجاب ظلمانی افعال رزایل ظاہرہ اور اعمال بد واخلاق باطنہ ہین تفصیل اسکی احوال ومقامات مین کی جائیگی۔ اور حجاب نورانیہ اعمال صالحہ متفرع عن الایمان وشریعۃ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اخلاق مقتبسہ قلوب اولیاء کامل ہین جو علم دینی اور اتباع محمدی سے مثمر للمحبوبیۃ ہوتے ہین چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور یہ اتباع شامل ہے اسباب وشروط وارکان کو۔ ارکان اسکے ایمان باللہ بخلوص دل ہین بعد انکار کفر وشرک وترک ریا ونفاق ہے۔ اور شروط خلوص ترک غفلت اور تکاسل ہے۔ اور اسباب توبہ بیداری شب اور ترک تاخیر ہے بلکہ تعجیل یک روز کی جائز نہین بدلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ خَاسِرٌ یعنے جو شخص قصد کیا یک روز کو اپنے پس وہ نقصان رسیدہ اور گمراہ ہے۔ پس یہ تین امور یعنے اسباب وشروط وارکان چاہتے ہین طول کلام کو لاکن وسعت اجمال اجازت تحریر کی نہین دیتا ہے مگر وقت تفصیل مقامات کی انشاء اللہ تعالے بیان ہوگا۔ اور یہ تینوں عبارت ہے محبت سے جب مداومت کرے اسکو بندہ ثمر محبت کا دیتی ہین اور

بیان سوم موج اسرار وانوار واقسام حجاب ہین۔

یہ ثمر ثمرہے شجر طوبیٰ کا اور دل بمنزل جنت کے بن جاتا ہے ایسی جنت
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ اور حق تعالے واسطے ایسے ہی دِل جلے لوگون کے
تجلی تصحک فرماتا ہے۔ چنانچہ مناجات موسیٰ علیہ السلام مین مذکور ہے کہ حضرت
موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے مناجات فرمایا اَیْنَ اَطْلُبُكَ یَارَبِّ ارشاد ہوا
عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ الْقُلُوْبُ لِاَجْلِیْ اور اِسلیۓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے لِلْمُحِبِّیْنَ الْوَالِهِیْنَ جَنَّةٌ لَیْسَتْ فِیْهَا حُوْرٌ وَّلَا قُصُوْرٌ یعنے
جسوقت دل خداکے لیۓ بنجاتا ہے اُسمین سواے خداکے کوئی نہین رہتا ہے پس
اسمین حور کو حضور ہے اور نہ قصور کو عبور۔ اِسلیۓ شیخ رضے اللہ عنہ نے فرمایا ہے
وَبَیْتِیْ بَیْتُ اللّٰهِ مَنْ جَاءَ زَائِرًا اور یہی مراد ہے روایت رابعہ عدویہ سے
کہ کعبہ نے اُنکی زیارت کیا۔ چنانچہ قریب ہے کہ بیان کیۓ جائینگے ابیات
قصیدہ شیخ رضے اللہ عنہ کے جو مطابق اِسکے فرمایا ہے۔ اور اسی لیۓ حق تعالےٰ
دل مومن کو عرش اپنا اور ان کو سرا اپنا فرمایا ہے حالانکہ تخت سلطان اور سر
اُسکا وطن اُسکا ہے۔ اور مجھے اسوقت جواب اس چیز کا جو مشہور ہے وَطَنُ
السَّلَاطِیْنِ اَیْنَ یعنے وطن بادشاہون کا کہان ہے خیال مین آیا ہے اور کہتا ہون
کہ وطن سلطان کے دو ہین ایک وطن اصلی دوسرا اقامتی وطن اصلی اسکا وہ ہے کہ
سوا اُسکے اسکو دوسرا نہین جانتا ہے اور وہ حدیث شریف مین تعبیر لعماء کیا
گیا ہے۔ چنانچہ جسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اَیْنَ کُنْتَ یَارَبِّ
فرمایا فِیْ عِمَاءٍ فَوْقَهٗ هَوَاءٌ وَّتَحْتَهٗ هَوَاءٌ یعنے ابر مین جو اوپر اور نیچے اُس کے
ہوا ہے مراد ہوا سے اس جا محبت ازلی ایجاد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔
لاکن وطن اقامتی اُسکا عرش ہے کہ اُس عرش پر سے جب تجلی کرتا ہے اپنے ملک
مین تصرف فرماتا ہے۔ پس گویا تمام مخلوق بتوسط قلب نوری محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے عرش خدا ہے اور اسی وجہ سے آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے
اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اور اَنَامِنْ نُوْرِاللّٰہِ وَالْخَلَائِقُ مِنْ نُوْرِیْ اور
یعنی قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَائِیْ
اور وَاللّٰہُ الْمُعْطِیْ وَاَنَا الْقَاسِمُ بھی ہے۔ اور بسبب حصول اس نور کے قلب
مبارک مین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے قول اَنَا اَحْمَدُ بلا میم کا صحیح ہے پس
قلوب تمام محبت ہین لاکن یہ حب بھی حجاب تھا اس لئے حق تعالے فرمایا یَا غَوْثُ
الْاَعْظَمُ اَلْمُحَبَّۃُ حِجَابٌ بَیْنَ الْمُحِبِّ وَالْمَحْبُوْبِ اسلئے جس وقت محب محبت سے
فنا ہو تا ہے محبوب کو پہنچ جاتا ہے یعنی محبت یک رابطہ مقتضی طرفین کا ہوتا ہے پس لازم
ہین امور ثلثہ محبتہ اور محب اور محبوب اور یہ تین عالم وصول مین مقتضی دوری
غیر کے ہین اسلئے فنا رتام موجب ابقا ہوتا ہے۔ اور آیۃ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اشارہ اسی سے ہے۔ اس لئے ابو یعقوب رح نے فرمایا ہے
لَایَصِحُّ الْمُحَبَّۃُ حَتّٰی لَایَخْرُجَ مِنْ رُؤْیَۃِ الْمُحَبَّۃِ اِلٰی رُؤْیَۃِ الْمَحْبُوْبِ یعنی حب
مین اثر ارادہ اور اسم ارادہ کا کچھ باقی نہین رہتا ہے بلکہ کسی سے نہ سوال کرتا ہے
نہ طلب اور نہ ارادہ زیادتی ہے نہ نقصان۔ کیونکہ ایمان یعنے بقائے حاصل ہالک
واصل کو نہ زیادتی ہوتی ہے نہ نقصان اور وہ صفات خالق سے ہے نہ صفات مخلوق سے
پس صحت محبتہ عبارت ہے انقطاع نظر سنور سے اُسکے۔ پس جب نظر منقطع ہو ترقی
کرتی ہے وہ محبتہ جیسا کہ جھاڑ کو جب قطع کرتے ہین ترقی کرتا ہے اور جہان شاخ
نہ تھی نکالتا ہے۔ اور یہ معنی اس چیز کا ہے جو شیخ بزرگ ئے (جلاء الخاطر)
مین فرمایا ہے اَلْمُحِبُّ لَامَالَ لَہٗ وَلَاغَرَضَ لَہٗ لَاخِزَانَۃَ لَہٗ لَادَارَ لَہٗ بِالْاِضَافَۃِ
اِلٰی مَحْبُوْبِہٖ اَلْکُلُّ لِمُرَادِہٖ وَمَحْبُوْبِہٖ اَلْمُحِبُّ مَمْلُوْکٌ عَبْدٌ بَیْنَ یَدَیْ مَحْبُوْبِہٖ
ذَلِیْلٌ۔ اَلْعَبْدُ وَمَامَلَکَ لِمَوْلَاہُ۔ اِذَا تَمَّ تَسْلِیْمُ الْمُحِبِّ اِلَی الْمَحْبُوْبِ سَلَّمَ

الْمَحْبُوْبُ اِلَيْهِ مَا يَسْلِمُهُ مِنْهُ وَفَوَّضَهُ اِلَيْهِ يَنْقَلِبُ الْاَمْرُ بِصَيْرِا الْعَبْدُ حُرًّا وَالذُّلُّ لِيْلُ عَزِيْزًا الْبَعِيْدُ قَرِيْبًا وَالْمُحِبُّ مَحْبُوْبًا لَمَّا صَبَرَ مَجْنُوْنُ لَيْلٰى عَلٰى مَحَبَّتِهَا اِنْقَلَبَ الْمَحَبَّةُ اِلَيْهَا فَصَارَتْ لَيْلٰى مَجْنُوْنًا وَالْمَجْنُوْنُ لَيْلٰى ـ مَنْ صَبَرَ عَلٰى مَحَبَّةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَصَدَقَ فِيْهَا وَلَمْ يَهْرُبْ عَنْ بَابِهٖ لِاَجَلِ سِهَامِ اٰفَاتِهٖ اِلَّا تَلْقَاهَا بِصَدْرِ قَلْبِهٖ صَارَ مَحْبُوْبًا مُرَادًا مَطْلُوْبًا اِنْتَهٰى عِبَارَةُ الشَّرِيْفِ ـ اور معنے تسلیم محب کا نفس کو اپنے محبوب کی طرف یہ ہے کہ اپنے نفس سے فنا ہو جاوے اور وجود و بقا کو محبوب کے ثابت کرے اور کہے لَا مَوْجُوْدَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا اللّٰهُ پس بعد اِسکے تسلیم کرتا ہے محبوب وجود و بقا کو طرف اس کے پس پاتا ہے اور باقی بوجود و بقا اس کے ہوتا ہے ـ اِسی بنا پر اشارہ فرمایا ہے شیخ بزرگ رضہ نے اس قصیدہ مین کَسَانِیْ خِلْعَۃً بِطِرَازِ عَزْمٍ ، وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ ، یعنے جب مین نے اپنے نفس کو تسلیم اُس کے کیا اور اپنے وجود سے نسبت وجود و بقا کے تمامی وجوہ سے اُس کی طرف کیا فنا ہوا پس باقی نرہا اِلَّا وَجْہُ اللّٰہِ تَعَالٰی ذُوالْجَلَالِ اسوقت دیا مجکو خلعت اور کسوت وجودیت بقا کی اور تاج پہنا یا تاجون سے کمال کے یعنی مجکو موجود بوجود اپنے اور باقی ببقا اپنے عزم اور تحقیق مین میرے کیا کیونکہ پہلے اِس کے مین مقلد تہا بہ نسبت وجود کے طرف اُس کے اور مستدل تہا ـ جیساکہ ہر ایک اندہون مین من وجہ بینائی ہوتی ہے پس کشف کیا اُسی وقت یہانتک کہ ہو گیا مین چشم در چشم اور فارغ شک سے اور فرد الفرد اور غیب الغیب پس نہین موجود ہے مگر وہ عیاناً وشہوداً وتحقیقاً جیساکہ نہین ہے لیلی مگر مجنون و نہین ہے مجنون مگر لیلی ـ یہ مرتبہ تو حب مجازی مین دکہتا ہے حب حقیقی مین کیونکر نہ دیکہیگا فَلَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا مَوْجُوْدٌ وَهُوَ اللّٰهُ پس اُٹہا دے تو رابطہ کو یعنی محبتہ کو ایسی محبت جو حجاب ہے کیونکہ جس وقت محب فنا ہوتا ہے محبتہ سے پہونچتا ہے

محبوب کو یعنے تسلیم کرو محبت کو محبوب کی طرف پس نہ رہے محبت الا واسطے محبوب کے
محبوب سے اور محبوب مین محبوب سے نزدیک محبوب کے بموجب وَمَا رَمَیْتَ
اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ۔ اور قریب تحقیق مراتب توحید کی اُسکے
اقسام کے ساتہ بیان کرونگا مین انشاء اللہ تعالے ۔ اور یہی ہے معنی قول شیخ
رضی اللہ عنہ کا جو سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ ہے ۔ یعنے اُٹھ گیا
حجاب درمیان سے اور تخلیہ ہوا درمیان میرے اور میرے محبوب کے پس
تجلی فرمایا محبوب پس نہین رہا مگر محبوب جیسا کہ فرمایا ہے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ
لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا یعنے تجلی جلالی سے پہاڑ انانیۃ کا پارہ
پارہ ہوا اور گر گئے موسیٰ روح علم سے اور گمان سے بیہوش ہو کر پس باقی رہا
گمان مکر ناوک تیر خدا کی اور علم اس کی ۔ پس نہین دیکہا موسیٰ نے خدا کو بانیۃ وجود
اپنے بلکہ بعد فنا وجود اپنے اور بقا اور وجود رب کے بہی ۔ پس نہین دیکہے
موسیٰ باوجود ہونے اپنے محبوب بانیۃ بلکہ بعد فراغ انیۃ بہی ۔ کیونکہ یہ روئیۃ
اُنکی قلبیہ روحیہ تہی بصریہ نہ تہی رویت بصری موجب الفنا کلی ہے اور وہ
خاص ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس لئے حق تعالے
آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ
مَدَّ الظِّلَّ ۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو حق تعالے نے خود کر کے روحی روئیۃ نصیب
کیا اور روئیۃ بصر کے لئے صاف حکم ہوا لَنْ تَرٰانِیْ بوجہ اس کے کہ پہونچین تجہے
تم اس وجود سے روئیۃ بصری کو اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوب خدا ہوئے
بعد درجہ محب فانی بنفس و باقی برب کے پس پہونچے مرتبہ روئیۃ اور وصال کو
اور موسیٰ علیہ السلام محب تہے جو نہین فنا ہوئے محبت سے مگر بجذب غیر
باقی رب کے اِلَّا کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ بیان اُسکا ہے ۔ پس دیکہے خدا کو بقدر اُس

جذب کے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قریب تحقیق اُس کی بیان ہوگی۔ لاکن حجاب جو دو جہتین بعض اُس سے یک علم ہے اور وہ حجاب اکبر ہے کیونکہ اگر نظر کرے اُسکی ذات کی طرف وہ نور ہے اور اگر نظر کرے فریب دینے کو مصاحب کے اور اکتفا کرے کمان کو اُسپر وہ ظلمۃ ہے اس لیے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا ہے غوثیہ مین لَیْسَ لِصَاحِبِ الْعِلْمِ عِنْدِیْ سَبِیْلٌ ۔ تحقیق اِس کی انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگی ضمن قول وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِکِیْ۔ رَبَّنَا لَاعِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا فَلَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْاَخْطَانَا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۔

بیان حجاب دو جہتین علم کا بندہ کے لیے

(بیان موج قدسی) جب تو نے معنی محبت کو اور مراتب کو اُس کے اور حال اُس شخص کا جو مبتلا ہوتا ہے تمکین و تلوین اور صحو سکر مین پہچانا یہ بھی جاننا چاہیئے کہ قول آنحضرت رضی اللہ عنہ کا جو سَقَانِی الْحُبُّ ہے ممکن ہے کہ ارادہ کیا جاے اُس حب سے مرتبہ اخیرہ جو ہمنے بیان کیا ہے وجوب ارادہ بخدا اور اتباع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضمن مین تقریر و تحریر کے بہت ۔ پس اتباع کو امارات و علامات و شروط و اقسام اور دلائل و فضائل ہین تفصیل ہر یک کی اور فرق فیمابین ہر یک کے بیان کیا جاتا ہے ۔ اَمَّا الْاَمَارَاتُ یعنے علامات حفیہ اُس اتباع کے اَلْاَوَّلُ تَوْبَۃٌ یک توبہ ہے اور وہ جامع ہے کئی امور کو (یک) بیدار ہونا خواب غفلت سے بواسطہ دوسرے کے یا بلا واسطہ مثل الہام و علم و وعظ کے یا دیکھنے نور ناصیہ مرشد کامل کے (دوسرا) ندامۃ ہے صدور افعال قبیحہ اور اعمال فضیحہ بلحاظ حصول رزق کے رزاق سے بلا نقصان باوجود کثرت گناہ کے ۔ جیسا کہ کوئی مزدور برابر مزدوری نہین کرتا ہے باوجود اس کے مستاجر اس کو برابر بہت کام کرنے والون کے مزدوری دیتا ہے اُس مدت تک کہ موے سیاہ اُس کے سفید

بیان موج قدسی

بیان امارات اتباع رسول اللہ صلعم

بیان علامات خفیہ اول توبہ

ہو جاوین آخر وہ مزدور بنظر کرم فرمائی مستاجر اور تساہل و خیانت اپنے کام مین شرمندہ ہوتا ہے اور معذرت کرتا ہے کہ مین نہایت قصور مند ہون آپ مختار ہین مجھی عفو کرین یا قتل کرین یا آزاد کرین اُسوقت مستاجر غنی اُس کی ضعیفی پر رحم کرکے کہتا ہی تو جو کچھہ کیا اپنے حوصلہ کے موافق کیا مجھے لازم ہے اپنے حوصلہ کے موافق سلوک کرون تجھے جو کچھہ دیا ہون وہ واپس نہین لونگا بلکہ زیادہ اس سے دونگا اب مجھی شرم آتی ہے کہ تجھے اپنے پاس سے نکالدون اب تو مدت العمر میرے پاس ہی رہ۔ اسوقت وہ مزدور زیادہ تر شرمندہ ہوتا ہے اور تعریف مستاجر کی کرتا ہے اور دعا دیتا ہے اور اسیکی خدمت مین مشغول ہوتا ہے۔ پس ایسی ندامت مین توکل اور صبر اور عزم اور تفکر اور محاسبہ اور اعتصام اور انابہ وغیرہ تمام داخل ہین انشاء اللہ تعالے تفصیل اِس کی ضمن کاسات کے بیان کی جائیگی۔

(تیسرا) یعنے علامت خفیہ اس اتباع کی حزن ہے اور وہ بسبب خیال اِس امر کے کہ میری عمر تمام ہو گئی گناہ باقی رہگئی شہوات گئی تبعات رہگئی خدا تعالے سے غافل گناہون مین شاغل رہا پس اس وقت کہتا ہے اِلٰهِیْ اٰمَنْتُ بِكَ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ وَاخْرِجْنِیْ مِنَ الْغَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْھَمِّ بعد اِس کے واسطے دفع اِس مرض کے طبیبون کو ڈھونڈھتا ہے جب کوئی حکیم حاذق ملجاتا ہے اس کو معجون اور مربے عمدہ دیتا ہے اور تخم حنظل سفر۔ اور تخم نیتہ صادق اور ہلیلہ صدق اور ہلیلہ رضا کو شہد بکا مین ملواکر معجون وایارج کروا دیتا ہے اور کہتا ہے ماکولات ہوائیہ بادی اور سوداویہ اور حارہ سے پرہیز کرے۔ انانیتہ اور کبر اور عجب سے دور رہی اور غذا عمدہ توشہ تقوی کی کہایا کرے۔ اور گوشہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کرے تاکہ ہوا سرد صحبت نادانون کی ضرر نہ کرے اور

گرمی مصاحبت حمقاے بے علم کی نہ لیوے تاکہ شفاے کامل ہو جاوے اور ہمیشہ
تندرست رہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ صِحَّۃً دَائِمَۃً وَعَافِیَۃً قَائِمَۃً وَاحْفَظْنِیْ
بِرَحْمَتِكَ یَا حَفِیْظُ تاکن علامات صریحی اتباع الاول یعنے امور دال علی المحبۃ کا صریحًا
اتباع آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ترک دیا ہے اُس کو بہی کئی مراتب ہین
(اول یہ) کہ امور بے فائدہ احوال اور کہانے اور پینے اور نکاح مین جو غیر ضروری
ہے ترک کرین اور جو ضروری ہین منع نہین ہین چنانچہ ترک حرام شرایط اور لوازم
ایمان سے ہے کوئی مؤمن مرتکب اُسکا نہین ہوتا ہے مگر مکر شیطان رجیم سے
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور یہ مرتبہ تقوی عام مؤمنین کا ہے (مرتبہ دوم) ترک
امور ضروری جبرًا و قہرًا نفس کشی کے لئے ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ بعض بزرگون
مخالفت نفس و تغیر عادت کے لئے بست بست سال پانی نہین پیا۔ اور بعض بزرگون
نے آبادی اور شہرون کو ترک کرکے صحراءین درندو چرندو پرندون کے ساتہ اپنی
عمر گذرانا کیونکہ جو متانس بخدا ہوتا ہے غیر اللہ سے متوحش ہوتا ہے۔

یکی علامات صریحی اتباع رسول اللہ

کتاب غوثیہ مین لکہتے ہین کہ ایسے متوحش صحراءین رہنے والون کی تشنگی کا پانی
عبرتین ذات کی اور طعام تکرہ گوشت دلکا ہوتا ہے اور کل لذات تصوری اور خیالی
جمالیہ الٰہیہ بجنون وشیون وغیرہ حاصل ہوتے ہین۔ (مرتبہ سوم) ترک وجود اپنا استغراق
دریاے شہود حق مین ہوتا ہے اور تمام وجود اس کا محو و منسی ہو جاتا ہے فَلَا وُجُوْدَ
عِنْدَہٗ اِلَّا وُجُوْدُ الْمَحْبُوْبِ وَلَا شُھُوْدَ عِنْدَہٗ اِلَّا شُھُوْدُ الْمَطْلُوْبِ چنانچہ مروی
ہے کہ باپ مجنون کا ایک روز فرزند کے نزدیک آیا تا دریافت کرے کہ اُس کو
کیا ہو گیا ہے۔ جب ملاقات فرزند کی ہوئی پوچھا یَا مَجْنُوْنُ اَتَعْرِفُنِیْ یعنی اے
مجنون تو مجھے پہچانتا ہے کہ مین کون ہون کہا لیلی پہر پوچھا کیا کہاتا ہے کہا لیلی
پوچہا کیا پیتا ہے کہا لیلی۔ پوچہا تو کون ہے کہا لیلی۔ پس جو جو باپ پوچہتا تہا جواب مین

اُس کے لیلی کہتا تھا کیونکہ وہ مطالعہ بحر شہود مین مستغرق تھا۔ سواے رخسار لیلی کے یہانتک کہ اُس کی پیشانی پر نظر نہین پڑتی تہی۔ گویا عالم تہا سوداگری اختیار کرکے دکان محبت پر بیٹھا تھا۔ بیپار مین موتی دندان کے قیمت وجود اپنے دیکر نفع پاتا تہا۔ اخلاق اسکا بازار فنا اور انتہا اُسکا شہر بقا تہا۔ (العلامات الثانیة) یعنے علامت ثانی اُس اتباع کی تحقیق وتشکل بشکل محبوب فی صورة المحبوب ہے۔ اور یہ نادر الوقوع ہے بعض زمان مین لاکن بنظر نوایر محبت کے بعید نہین کیونکہ وہ مُلکیۃ ہے واسطے طبیعتون کے پس ممکن ہے کہ تشکل بجسم آخر ہو جاوے چنانچہ دیکھا جاتا ہے جب روئین گداختہ قالب منقش مین ڈالا جاے بشکل وار ضاع قالب متشکل ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی جو شخص کسی محبت مین گلجاے کیا عجب ہے کہ بشکل اُس کے متشکل ہو جاوے جب عالم حب مجاز مین یہ بات حاصل ہوتی تو حب حقیقی مین کیا عجب ہے بلکہ یہ امر قول حق تعالے سے جو خَلَقَ آدَمَ عَلیٰ صُورَتِہٖ ہے ثابت ہوتا ہے۔ تفصیل اسکی کی انشاء اللہ تعالے قریب بیان ہوگی۔ چنانچہ ثابت ہے کہ اجسام مثل شیاطین اور اجسام نوری مثل فرشتگان جب کوئی شکل ہونا چاہتے ہین وہی شکل ہو جاتی ہین۔ ایسا ہی عاشق سوختہ بآتش عشق بشکل محبوب ہو جانا عجب نہین ہے۔

سواے اِس کے اور علامات دوسرے بہت ہین لاکن جب تو بغور ان مراتب ترک پر جو مینے ذکر کیا ہے نظر ڈالیگا فہم ہر علامت پر قادر ہو جایگا بلکہ علامت ثانی کو حاصل کرنا قصہ لیلی ومجنون سے ممکن ہے واما الغایات یعنے نہایات امور مترتبہ محبت مثل خلاص کرنے اور خلاص ہونے مشقت سے بہت ہین کیونکہ محبت وصول مطلوب کی واجب کرتی ہے نشو جذبہ سرعۃ کو واسطے طالب کے اور کردیتی ہے اُسکو مثل برق خاطف یہانتک کہ اُس کی تابانی سے بصارت عقل کی ڈہپ جاتی ہے۔ پس کوئی چیز نزدیک تر حق تعالے کے محبت کے سوا نہین ہے۔ لاکن تجمل اور

بیان علامات ثانی اتباع اصل الاصل ایجاد عشق و محبت دری و دربیان مجنون ذکر بعض عاشقین بجا ہے۔

محافظت اس کی عقول علما پر نہایت دشوار معلوم ہوتی ہے اس لئے پہلے واسطے اتباع
شریعت کے حکم کرتے ہین تا بعد اس اتباع کے بواسطہ اس کے یہ جذبہ موصولہ
حاصل ہو اگر نہین اس مشت تراب کو رب الارباب سے کیا مناسبت ہے ۔
اس نسبت یک بجلی روشن ہے طالب کو مطلوب تک پہونچا دیتی ہے اور دوری خارجہ
کو یک لحظ مین قطع کر کے طرفۃ العین مین مطلوب مرغوب کو پہنچا دیتی ہے ۔ پس شریعت
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر اُسکا اسباب محبت اور اوسط اسکا جاذبہ الی المحبت
اور انتہا اُسکا عین محبت ہے اس لئے حق تعالے فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور اسی لئے اہل تجربہ نے فرمایا ہے کہ عامل ظاہر
شریعت مسافت معنوی سیر الی اللہ کی پانسو سالین طی کرتا ہے اور محب فانی از
یک ساعۃ بلکہ یک چشم زدن مین طے کر سکتا ہے ۔ اس لئے شیخ بزرگ نے اپنی کلمات
مین فرمایا ہے (پلہ شجاعت صبر یکساعت ست) یعنی صبر حبس نفس ہے ۔ اور عشق اور جب مین
جب حبس نفس محبوب سے ہوتا ہے بستر غیریت کا لپیٹا جاتا ہے اور تمام چیزین
درمیان سے جاتی ہین اور چشم معاینہ حقیقت کی کھل جاتی ہے پس عین ہی عین ہوجاتا ہے
اور یہ یک لحظہ کا ہوتا ہے لاکن اکثر ایک لحظہ محتاج ہوتا ہے مجاہدات شاقہ اور تکلیفات
مالا طاقۃ کا ۔ پس بیان مین ارکان اور اسباب اور شرائط اس کے تفصیل ہے قریب ہے
بیان ہوگی انشاءاللہ تعالے ۔ اور احاد افراد چلتے ہین اس راہ پر مثل برق خاطف کے
وہ لوگ ایسے ہین کہ حق تعالے اپنی عنایت ازلی سے اُنکو کھینچتا ہے ۔ اور اصل ان
تمام کار راہ محبت سے ہے ۔ اور درجات اس کے بہت ہین قریب ہمنے بیان اور ظہور
اسکا مظاہر توبہ و تسلیم و رضا اور بقا وغیرہ مین ذکر کرینگے ۔ (الثالث) یعنی علامۃ
تیسری اتباع ظاہر کی زردی صورت کی اور لاغری بدن اور ترک اکل و شرب اور جنون
اور صحرا گردی اور توحش آدمیون سے اور انست گوشہ خلوۃ حق سے بیابان مین رہنا اور بزرگ

علامت تیسری اتباع [illegible]

درخشان کہا ہے۔ چنانچہ بعضے نے اس آتش مین ایسا جلگئے ہین کہ مثل خاکستر بنگئے ہین
اور بعض بیہوش زمین پر گرے اور تیس چالیس دن تک متحیر رہے اور جب افاقہ
پاسے پہر مضطر ہوگئے ایسا ہی آخر عمر تک کرتے رہے (الرابع) یعنے علامت
چوتہی محب کی ہواخواہی اطراف مکان محبوب کے اور سونگنا بو لباس اُس کی اور دوستان
اس کی اور سنا آواز پانون گہوڑون کی ہے جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا
اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنَ اور مروی ہے کہ زلیخا نے محبت
مین حضرت یوسف علیہ السلام کے مخبرون کو اس قدر مال دئے کہ خود فقیر و محتاج ہوگئی
جسم ضعیف و ناتوان ہوگیا اور بصارت چشمون کی گم ہوگئی لاکن طلب یوسف علیہ السلام
کی نچہوڑے اور جب آمد و شد دشوار معلوم ہوا اور طاقت تردد کی نرہی راہ پر یوسف کے
آبیٹہے پس یک وقت سواری یوسف ع کی قلب سوارون مین دیکہ رہی تہی ناگاہ نظر اسکی
یوسف علیہ السلام کے گہوڑے پر پڑی دوڑ کر باگ گہوڑے کی پکڑلی اور اپنے شوق
اور غم کو بیان کرنے لگی اور دل غمگین سے ایک آہ کی کہ جسکا اثر یوسف ع پر بہی ہوا
ایسا ہی محبین اپنے محبوب کی گلی کے کتے کو بہی دوست رکہتے ہین چنانچہ مشہور ہے
کہ مجنون خاک پاے کتے کوچہ لیلی کو غنیمت جانتا تہا ایسا ہی محبین ڈیرون کو اور
مکانون کو اور تصویرون کو محبوبون کی دیکہتے ہین بلکہ ابر کو جو اُنکے مکانون پر سے گذرتا ہے
دیکہتے ہین چنانچہ مروی ہے کہ جب فرہاد نے دیدار سے شیرین کے محروم ہوا اُس
حجرے کو دیکہتا تہا کہ جس مین شیرین رہتی تہی اور جب وہ بہی نہ ملا تو اُس حجرے کو
دیکہتا تہا کہ جس مین تصویر اُس کی تہی اور جب اس سے بہی محروم ہوا محرومی سے اُس
رویت کے روتا تہا اور جب اسپر بہی غلبہ ہوتا تو چشم بند کرکے آئینہ دل مین خیال
اُس کا کرتا تہا اور جب اس خیال سے بہی محرومی ہوئی جنگل مین جاتا تہا اور جہان
گہوڑا اُسکا چرتا تہا خاک وہان کی اپنے آنکہون مین سرمہ کرتا تہا اور اشک آنکہ

نہین دیتا تہا تا وہ سرمہ نہ بہجاوے۔ جب محبت مجازی مین یہ حال ہو پس محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین جو عین محبت خدا کی ہر کیا حال ہووے۔ عجب ہے اُن عاشقون سے جو دعوے محبت کا کرین نینا بہر کے سووین اور پیٹ بہر کے کہاوین ایسی محبت کا کیا فائدہ ہے اللہ سے شرماو کہ کمالات اس کے غیر مدرک ہین ابصار کو اور طلب اس کی رہی ہے اقطاب اور ابدال اور اخیار کو۔ پس ضرور ہے عمامہ تکبر کا دل کے سر سے اُتارین۔ اور لباس وجود کا پہاڑین اور عقل اور دلیل سے فنا ہو جائین اور جنگل مجاہدہ مین قدم رکہین اور صحبت پاک مخبرین مشاہدہ کی اختیار کرین۔ اور حجرہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین آوین۔ اور آنکہون کو بند کرین۔ اور چشم دل سے خیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرین تا تمکو جمال اور وصال تحقیقی نصیب ہو۔ اور مقصود دلی کو پہنچ جاوین۔ یہ طریق سلوک آنے کا ہے اور شہود وجدانی کا بلکہ وجود وجدانی کہ جس کی صفت لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ ہے واسطے اخیار کے ہی ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ جب زلیخا رضی اللہ عنہا خبر وفات حضرت یوسف علیہ السلام کی سنے اسیوقت حدقہ دونون چشم اپنے نکال دیئے اور کہے مین دوست نہین رکہتی ہون کہ جو آنکہہ کو جمال یوسف ع کے سرمہ سے منور کئے ہون سوائے یوسف ع کر جمال غیر کو دیکہون اس لئے مقرر ہے کہ عشاق دیوانے نہین سنتے ہین غلام غیر حبیب کو اور نہین کہتے ہین سوائے کلام محبوب کے گویا غیر کے لئے گونگے اور بہرے ہین اور نہین جاتے ہین سوائے طرف خانہ معشوق کے۔ اہل ہوس دعوے محبت کا کرتے ہین اپنے چشمون کو اور کانون کو غیر خدا اور رسول کی طرف مشغول کرتے ہین یہ عجب ہی اور احمق اور رعونت ہر۔ چاہیئے کہ ایسا نہ کرین اور دعوے مجرد بلا بینہ سے پرہیز و شرم کرین۔ پس ضرور ہے غیر حق کی طرف نہ دیکہے اور نہ مخاطب ہووے اور نہ کلام سوائے اُس کے کرے۔ چنانچہ مروی ہے کہ بایزید ہوئے فرمایا کہ تینتیس ۳۳ سال ہوے کہ مین کلام

نہین کرتا ہون مین سواے خداکے اور خطاب نہین کرتا ہون مین سواے اُس سے
اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْنَا مِنْ ظُلُمَاتِ الْوَھْمِ وَنَوِّرْ حَوَاسَنَا بِاَنْوَارِ الْيَقِيْنِ وَالْوُصُولِ
اِنَّكَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ وَبِالْاِجَابَةِ جَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ۔

حکایت مسجع و مقفی فارسی در عنابت

(حکایت) آہنگ سنوازان ساز بیان ۔ و نغمہ پردازان چنگ تپان پردہ راز جنون و سائٹ
زنگولہ پر فنون را چنان سامعہ افروز بساط نشینان بزم محبت و جانسوزی ۔ و جان
افزاے بستر گزینان محفل جگر خواری و دلگدازی نمودہ اند کہ در زمان سعادت نشان
آن سرور محبوبان محفل لامکانی و لاہوتی ۔ و سرکردۂ مشہودان مجلس عرفانی و جبروتی
شاہے بود کہ دبدبہ کوس ظہورش از گوش کروبیان پنبہ تحت نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
برآوردہ ۔ والاجاہے کہ کاسہ جانہا از خزاین شہود انوارش از ہر طرفے دہان
گدائی کشادہ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّ اِسْمُهٗ چہ عالی بارگاہے ست کہ عوران شہرستان
معاصی را ہر دمے خلعت خلعت سازی و غفاری از جلوۂ جانانہ وجود شہود اوست
و بید سگاہان پس ماندہ قافلۂ نیکوئی را ہمیان ہمیان وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ
نقد وقت ست از جود نثاری و شہود او شعر محمد سرورِ سردارِ عالم ؂ کہ ہر موے
ز جودش در معالم ؂ اگر ذرہ و گر قطرہ و گر مہر ؂ ز جلواتش نہادہ نور در چہر ؂ صلی اللّٰہ
علیہ و آلہ وسلم ۔ از ورق گردانی اوراق توریت ترسا بچہ را نام خوش نظام یعنے
محمد مصطفےٰ دیدہ افروز بینائی گردید ۔ از پدر کہ در دے کش ترسائی بود پرسید
کہ اے پدر این نام کیست کہ از سیاہی ہر حرفش خال روے مہوش دل افروز
جلوۂ نمودے و ھد وقاعدہ ہر نقطش خط عبودیت بر سطح دل شکستہ رقم
میکند از جلوہ ریحانی رقومش رقاع بندگی بر قطعہ جانم مثبت گردیدہ ۔ ہر قدر کہ
بقلم آرزو آمیز ارام و طمانیت مے نگارم از وصغرۂ وجود ثلث حالم بنسخ محویت
رسیدہ ۔ دائرۂ سپہر مرکزش نقطۂ وجودم را درگرفتہ ۔ و ردایح سنبل زار خوش

دماغ دلم بخود کشیده درین دبستان بر خودمی بالم که استاد ازل سرو قدش در
چمن دلم نشانده - و درین بستان بلبل طبعم حکایت گلزار حسنش خوانده - حلقهٔ سرود
سیمش در جام بادهٔ احتشام و اکرام دو جهانی - ز خمیازهٔ دال و حمایلش طوبی نهال
در رنگ شاخ پر میوه در سجدهٔ شکر ایزد منانی - پدرش که در رنگ دایرهٔ صفر تهی
دست و خالی میان نقطهٔ عقیدت بود - ازین معنی مانند سین دندان بی مایگی بر آورده
کاف مثال بر خود پیچید و آن ورق حامل نام حضرت سرور دو جهان صلی الله علیه وسلم را از دست آن
طفل دبستان سعادت گرفته در صندوق متواری نمود - فرزند سعادت پیوند گفت
ای پدر دو باره میگویم که این نام کیست که از انوارش بروق عشق و جنونم بر لخت
دل می تابد - چون الحاح پسر در استفتاح این معما دراز کشید زبان سراسر زیان
خود متکلم نمودنه که ای فرزند نادان این نام یتیمی ست که چشم را از دیدنش زیانی
پیدا آید - کودک چون این سخن شنید سودای عاشقانه با آه مشتاقانه در دلش سر کشید
و سیماب مانند از گرمی ارادتش در بوتهٔ اضطراب طپید - و گفت ای پدر غنچهٔ دلم
از سموم فراق و هجر لایطاق ازین نامم پژمرده و گلزار چمنستان جانم از باد نهیب
افتراقش افسرده - یکمرتبه این نام را که باد بهار نجات و چشمه سار الحیوة زندگانی
جاودانی من ست بر جان من جلوه ده تا شد که آب از جو رفته ام باز آید و جان از
تن گذشته ام باز نماید - تو او را یتیم می گوئی مرا از آب آن در یتیم اشک حیات
ریخته - و از سودای آن یوسف زال مانند رشتهٔ آرام از ادراک گسیخته -
پدر بی خبران کودک خبیر را از روی تدبیر تصویر تسلی در منع آن تزویری کرد -
پسر والا گهر را ازین معنی تشویشی افزود - و پدر کوتاه نظر حیله بجز آن ندید که نام
آنجناب معلی را از آن کاغذ بشوید - هرچند شست و شو مینمود جلوهٔ اسم مبارکش
زیاده و جلوهٔ شهود و نمودی افزود **شعر** زهی نامش که حرفش لازوال آمد

زوال معیشش کی در خیال ست ؛ آمروز حروف نام محمدی صلی الله علیه وسلم از صفحه کاغذ
مے شویند ودور مے گردد۔ شاد باشند نور ایمانی که در دل محمدیان ست کجا زوال
پذیرد ۔ یهودی حیله مے انگیزد که حروف اسم مبارک بردارد شرمسار مے گردد
ابلیس که نور ایمان را بردن خواهد چه قدر از ناکامی خوار گردد بیت مبارک ای آ
صد مبارک ؛ که نور نبی باشد مبارک ؛ طالع آن قطعه وسلے که از قلم توفیق الٰهی
بر لوحش این نام نوشتند ۔ و شومی آن ورق جانی که بکار د قهر این مرقوم ا ۔
صفحه اش تراشند ۔ آب نیل فرعونیان را خونابه بود و موسیان را آب حیوٰة
شهیدان را آب شمشیر زندگی ابدی و کافران را زندگی دنیا بلذائذ ممات مرا بیت
بیت در قران گفته است رب العالمین ؛ وَهُوَ يَهْدِينِي ثُمَّ يُضِلُّ الْآخَرِين
قصه شکر تلخ از صفرا شنو ؛ از نیشکر شیرین تر بتو ؛ چونکه قصه سرد و صد طولے کشد ؛ باید مد
مدعا رقمی بود ؛ چون جاذبه عشق محمدی صلی الله علیه وآله وسلم گریبان گیر خرد خورده
دان آن خورده سال بزرگ حال شده بود حیلے کرد که آن ورق را که باز پدر
مختصر در صندوق نقش کرده جان آن دل سوخته نائره محبت پاک در بالا انداخته بود
بیابد وقتے باشد که مرده روے حیات بیند و خزان زده از گلزار مدعا گل چیند
بیماری جاندار در رصد و در ماندو پاه ناتوانی را دست خضر کشد ۔ صدف سینه شگاف
خورده انتظار عالم در شهوار گردد ۔ دیده رمد دیده اشتیاق بتوتیا سے دیدار پر
انوار شود ے کشتی شکسته گان نیم امیریاء شرط برخیزد ؛ باشد که باز بینم آن یار آشنا را
از اتفاقات حسنه پدر شوم نظر از طلوع کوکب طالع آن برخوردار مانند نحوست ایام
از خانه بیرون رفته بود ۔ آن پسر منشرح الصدر خانه خالی از غیر غنیمت بے صبر فوته
سر صندوق کشاده دید خون گریسته فراق سوز و سینه روشن تر از روز را روشنائی
بے اندازه و جان افزائی تازه یافت یعنی از جلوه حروف اسم مبارک انعکاس

انوار قدسی و اشعات اسرار قدوسیش ان فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ه دریافته بر تلوسهٔ اضطراب مانند ماهی بے آب در گرداب حیرت کاسهٔ سکنت بدست حال گرفته در گدائی در وصال موج مثال جامهٔ وجود بر خود پاره مے نمود بر چهار پاره پاره خاک عاشقانه سر در مانده بیچاره بزبانِ حال مے گفت **نظم** صبا اگر گذرے فتدت بکشورِ دوست ٭ بیار نفحهٔ از گیسوے معنبرِ دوست ٭ وگر چنانکه در آن حضرتش نباشد بار ٭ برائے دیده بیاری غبار از درِ دوست ٭ من و فراق و تمنائے وصل او هیهات ٭ مگر بخواب به بینم جمال منظرِ دوست در این مخاطبه‌شان دل سوخته میکرد - و در مشاهده خیال جمال محبوب می سوخت و میساخت - پدر بے مهر بدر خانه رسیده تمام شوق و غرام ملاحظه نمود - نائرهٔ کیفش از آتشکدهٔ دل کفر محل خانه سوز آرام بدانجام خود نموده آه وافسوس حاسدانه آغاز نهاد - پسر را مے بیند برشتهٔ اخلاص و محبت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم جامهٔ عقیدت و رسوخ بر قد آرزوے روحانه دوخته - آن ترسا گبرانه وضع شربت نصائح در کاسهٔ ابراز کرده بردهان آن سوخته جان نهاد - که ای فرزند تا حال نهالِ وجودت بارورِ بلوغ نشده و اغصان خورده دانی توگل دانائی نشگفانیده - باش تا وقت در رسد - گفت ای پدر هرچند که نهال خورد تر بود در زمین رزانت زیاده تر باید **مثنوی** چون تو واقف نیستی ز آتش درون ٭ کی شناسی شان و معنی این جنون ٭ چون رگت در نار دوزخ در بلاست ٭ آتش عشقت کجا مورث شفاست ٭ در خراب آباد ظلمت رشتهٔ ٭ زین سبب در زهر قاتل خستهٔ ٭ بر سرت افتاده خاک از کفر زار کی توانی گشت از وی رستگار ٭ چونکه کامت ز آتشِ صفرا بسوخت ٭ در دهانت از شکر زهر ابکوفت ٭ نیستی آگاه از سوزِ درون ٭ چون تو دانی راه و رسم آن جنون آن جنونم رهنمونم سوے دوست ٭ جان تو بے مغز مانده بند پوست ٭ در گذر از قصهٔ

صلی الله علیه وآله وسلم

عشق اے بیخبر؛ نیستی لایق حقیقت ای پدر؛ ای پدر بیخبر از شان محمد خبردار ی وگرنہ
از جلوهٔ انوار و اسرارش در فناروی ونداني گه حق بجانب کیست و بزبان حال میگفت
بیت ای بادشه خوبان داد از غم تنهائی؛ دل بے تو بجان آمد وقت ست که باز آئی
پدر رو ید که طایر شوقش در هوا ے مهر محمدی ومحبت قدسی بلند پرواز ست - رشتهٔ
توقف در پاے شوقش باید انداخت بند گران بر پاے او نهاد و هر روز بعد از
بلاکشی فاقه و خونخواری جگر طعام تلخ و آب شور در کامش انداختی - و در رنگ نهنگ
بلاے بے درنگ بچشم خشم سبه وقتش تاختی - کودک مے گریست نه از بند زنجیر
بلکه در اشتیاق آن محبوب بے نظیر گاہے خطاب بباد صبا نمودے - و گاهی
مهره درد بر نطع نیلگون مهرہاے انجم بر کشودے مادرش از درد زاری و جگر کاوی
فرزندی پرسید که ای جگر گوشه ولخت جان این دلگداز خونخواری تو در سبب زنجیر
و آسیب دیو چشم پدر ست گفت ای مادر مرا ازین معنی هیچ غمی و دردی نیست -
زخم جدائی جمال جهان آراے سرور عالم محمد مصطفی خورده ام - و بریشش جانگزای
مهاجرتش زهر آلود حرمان گردیده ام - پدر ظلمت اثر حیله هاے انگیخته بخاطر فاتر
خود آورد که این پسر را در صحرا فرستم - شود که دل با شبان در دهد و ازین خیال
درگذرد - و همراهانش کاری سخت بفرمایند - تا بود که رنج و فاقه بکشد و رو باز آرد
چون در صحرا مثل فقرا بے یار و مددگار تنها همراه شبان مے بود از غم و غصه با دل
پرخون و دیدهٔ جیحون زار مے گریست و زبان حالش بدین ترانه مترنم بودے
ع صبا بگو آن غزال رعنا را؛ که سر بکوه و بیابان تو دادهٔ ما را؛ و بسوز و گداز
در پردهٔ [illegible] [illegible] [illegible] پدر و دگار بسته اعجاز تا بآهنگ نیاز پرداختی - و جان بے
[illegible] خود در پے [illegible] اقتدار کماندار جنون داده جبار وے غم در خمیازهٔ
الم کشیدی - و تکوشته [illegible] [illegible] بر و بدو گوش انتظار حلقه بگوش سماع نوای مدعا

بوده اهتمام مے برد۔ و رگ و پے شاخ وجود را برنگ آمیزی خون جگر حنائی روغن ما
تاب دموع زعفرانی حیرانی میکرد۔ و در مراقبه کمان ابروے محبوب تیر آه از جلد
حرمان بهدفگاه اِنَّمَآ اَشْكُوْا اِلَى اللّٰه پرتاب مینمود۔ هرچند پدرش پیکان ملامتها
در جگر بهانه‌اش میزد آن جگر خورده تیر بلاے جنون نوک آن را سوزن چاک دوز ناتوانی
مے دانست و هر قدر که آن از راه راستی رفته آن راه شناختهٔ حقیقت را از راست
روی باز داشتے۔ آن دل نهاده منزل حضور همه روا روی او را زور مے شناخت
همین طور چند روزے یا ماهے درین غور درگذشت بند زنجیر بپا نهاد و دل در بند
زنجیر زلف مجنونانه داده روزگارے بسر مے برد و سرگذشت خود به بے زبانی
کانَّ ها کان مے گفت و تسلی دل بتجلی خیال چگل مے نمود۔ و از باد دم شوق و سپیدم
غنچه مراد مے کشود در همین درد روزانه و در اطوار مستانه شبانه مدهوش خیال جانانه
بود۔ اتفاقاً در شبے که خیمهٔ بیضا در بساط سویدا اطناب انوار بسرا پردهٔ اسرار برزده
و در صحرا ارضے در روشنی ماهتاب فرش یاسمین تکیه هاے پشمین در هر مرغزارے
سر برزده۔ این پسر دل سوخته مانند غنچه لاله به هواے شوق چشم خونین میگریست
و در سیاهی دل درد آلود نفیر از روے وصول بمدعا سر برآورد۔ و دلش مانند
هزار تار در ویتش مثال صد برگ زرد و دیدهٔ نرگس آسا اشکبار۔ سوے آسما
رنگ... تاب خورده کبودی۔ و بابونه طور در جگر کاوی نابودی۔ حیران انجمن شهود
ره... بیان نموده در ستاره شماری دیده کشوده مے بیند۔ ماهتاب چون روے
محبوبان انوار الٰهی۔ و مثال چهره مهوشان تجلی ریز اسرار نامتناهی بزبان حال میگوید
خنک... تر اسے ماهتاب که بر قد صنوبری آن شجره دلستان قدسی و قامت سرو باغستان
قدوسی سیتابی و از ابروے آن دریاے حقایق و آگاهی شادابی۔ در همین اثنا
نسیم شبانی عاشقانه در جلوه خیال جانانه اش از خود بیخود بلکه از بیخودی بیخود آورد۔ در میان

عتاب و بیداری میگوید. ای خدای بیهمتا تو خدای محمدی عاشقان محمد صلی الله علیه وآله وسلم را که جا
اوخته دیدار او بیند. شاداب شربت دیدارش کن. و گدایان کوی وصال را که تهی
یجان کاسه بدست اند مالامال اسرارش کن. ذره را با آفتاب پیوند وصول دهی
و قطره را با اشعات خورشید کمند قبول بخشی از اعجاز تقدیر تست که نگاه را با نگاه
پیوند نمائی. و از خوارق قدرت تست که نیزه آه عاشقان را بر عرش میگذرانی و درماندگان
را دستگیری. و بر حال عاشقان زار خبیری. غنچه دلم از تاب سموم فراق حبیب تو در
پیراهن ناکامی سوخته. و دیده نزارم بر رشته انتظار و دیده باقی اغیار بسوزن اضطرار
دوخته از فضای مراحم و دلدهی باد صبای. و از ناخن انگشت امداد توجه کشائی
درین اثنا به بیداری زاری رسیده از نهایت اضطراب قید مانند مرغی که رشته از پا
گشاید یا طایری که از تنگی قفس دل بهوا گراید خواست که زنجیر از پا بیرون کشد و از
بار قید وارهد. ناگاه رقیبان بدخواه بیدار شدند و در خبرداری مجنون مسجون هوشیار
در همین اطوار و اضطرار که از رقیبان بی اختیار بود حکم جلیل جبار. گشت نیده مشکلات
بر غافل و هوشیار. برآینده نباتات بر مرغزار لشکر جرار خواب در مددگاری آن
حیات بر قریات قلوب آن رقیبان پر کروب تعیین نمود. آن همه را متاع هوش
بغارت جنود بهبود رفت و هر یکی در قید زنجیر غفلت پابند بطالت و کسالت گردید
رقیبی از آنها در خواب چه می بیند که سید عالم راز دان عالم صلی الله علیه وآله وسلم
میفرمایند ای رقیب افتاده بادیه کربت میدانی که بند بر پای چپ من نهاده.
او سیلی نهیب من نمی ترسی. باید که این دلداده جان باخته بساط هوا دارئی مرا
از قید و بند باز رهانی. و مرغ هوای یگانگت و یکتائی دلبارا رشته از پا کشیده از بند
قفس هجران برآری. ازین معائنه دبدبه شکوه محمدی صلی الله علیه وسلم در دلش اثر کرد و از عمده خواب
دیده اش بیتاب بیداری گردیده بند از پای این پسر برداشت و گفت برو هر جا که

خواہی مرا تاب و طاقت عتاب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نیست۔ آن پسر عالی نظر ازین نوا و نوید برخود بالید۔ آرے سوختہ جانے را آب حیوان رسید واز خاک مردہ گل ریحانی دمید قیامت دیدہ را بہشت نمودند۔ و خون ندامت خوردہ را گلزار سرجان کشودند کور را بصیرتے در روشنی جان را سریرتے پیدا آمد۔ کشتی شکستہ را خضرے ہویدا برآمد۔ یا دیدہ فراق را وعدہ وصال آن گلنار رخسار انوار خورشید حقیقی در رسید وافتادہ بادیۂ ہولناک ہجر را جاذبہ توفیق و عنایت مجوبانہ درکشید۔ غایتاً آن کودک جوان بخت و تدبیر بود مانند سیلابے کہ بقدوم بیطاقتی قطرہ زن وصال دریائے آرزو گردد بتمام صاف مزاجی روان شد۔ ہر لحظہ موج وار کاسہ گرداب حیرت بدست مدعا گرفتہ بر خود مے پیچید۔ و بقدوم رہروی قدم بر قدم شکست ناتوانی میخوردہ نالہ و زاری آغاز مے نمود۔ وانہار اشک خونین از چشمہ سار چشم جاری داشتہ کف بلب دیوانہ وار زنجیر جنون بر خود مے تافت۔ ہر قطرہ اشکی کہ از سحاب ابر مطیر دیدہ اش بر زمین رخسارش افتاد برآئینہ وصول محبوب جمال لاریبی را برانتظار نظارگی خود خوردہ دان واکشودے۔ و ہر قدمے کہ در راہ مدینہ منیرہ از خود برآمدہ بے خود بگشتے۔ گویا قطرہ وار در ہر قطرہ زنی بآغوش دریای وحدت پیوستے۔ مساحان تقدیر کُن فَیَکُوْن بساط زمین در زیر پاے سعادت انتمایش در دائرہ تضیق خط بندگی و فرمانبری مے کشیدند۔ و رگ و ریشہ درازی اراضی در پے قدوم نثاری بدو گوشہ شرق و غرب حلقہ بگوش آن تیر راستی مے نمودند تا آنکہ آغاز صبح وصول بر دمید۔ بیت مژدہ اے دل کہ نواے ز وصالم آمد قاصد فرخ بہ پیغام صفاف لم آمد۔ عروس شب دیجور فراق پرند سیاہ ماتم از فرق حیرانے برانداخت و محبوبہ صبح غازہ از سرخی شقایق وصال بر روے رخسار شادی وسرور تازہ ساخت۔ چون مساحت بعیدہ تا صبح دمیدہ سپری شد۔ عاشق دل سوختہ

بر باب مدینه که خزینه نور ینه بود رسید - اتفاقاً عمار یاسر که روشش کوکب طالع ودجهانی بود او را بدید واز سیمای نورانی آیات لمعانی خوانده لب سوال از ان جهان حال برکشاد - که اے مشتری لقا شیرین انتما از کجائی وکیستی وچرا مے آئی - گفت غریبے ام از دیار دور سودائے عشق محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در سویدائے دلم انگیختہ - واشک فراق وغربت درجبت وجویش بر دامان وجود ریختہ - از محمد صلے اللہ علیہ وسلم خبرداری بگو والا نشانش از کسے توانم یافت - عمار گفت اے فرزند دل پیوندمن مولاے مخدوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - نمایتاً او را برداشت ونزد آن سرور خوبان جہان آرامے آورد جبرئیل امین دررسید وگفت کہ اے محبوب لم یزل ومطلوب لم یزل این مرید تواست مبارکباد دست لطف بر فرق او بمال کہ بساط دو صد فرسنگ در گرمے عشق تو طے کردہ - ودرہجر فراق انچہ کشیدہ ودیدہ در گفت نتوان آورد - مار دراز زیر سیر قدمش در نوشتہ ایم - بر سرش سایہ دہ کہ تا از حرارت غم واندوہ سردی سینہ وتازگی جان دریابد - وجوہرش از جلوہ مہر روئے تو چون ماہ چہاردہم تاباں

مثنوی

لذت وصلش چو زین جلوہ داد | غنچہ ہایش ہر سبر گلہا نہاد
لذت وصلش از ہمہ لذات خویش | سوز دل را شبنم از شحات خویش
دیدہ از نفحات وصل آمد بصیر | خواندہ اسراران جاء البشیر
ہر کہ دیدہ ہجر داند وصل را | عام را حلوات خوردہ بصلہا
در محبت ہجر ووصل آمد متاع | اویکے ظلمات ودیگر شعاع
ہر کہ دیدہ ظلمتی را نور یافت | ورنہ طور جاہلانہ سینہ کافت
کافران گر کفر را دانستہ | صفحہ سینہ را ز سودا شستہ
کفر را مرعوب خود زان دیدہ اند | لذت تمیز را نہ چشیدہ اند
کاروان در راہ دارد ہم تمیز | کافر آمد از فداش پست خیز
ہر کرا تمیز نبود مردہ دان | بے تمیز آمد ہر دم در زیان
کور باشد بے تمیز از عشق جان | در ہمی معشوقش گرد ہر دکان
بوجہل از جہل بے تمیز بود | زین سبب از نور حق ناچیز بود
چون تمیز آید خطاب از حق رسد | زامنوا اصلوا دنکو بر خورد
بالغ از تمیز گردند انس وجن

| | | |
|---|---|---|
| بی تمیزی شید باشد مرد فن | اول از انواع آن تمیز شرع | در حقایق زوست ثابت اصل و فرع |
| منتهای تمیز باشد عشق هو | شاد بادا هر که گشته زو گرو | عاشقان را ز هر درد و صد الم |
| گرچه باشد روزگار گرچه بهم | آخر از انوار یابند تخت جم | ملک را ز شیمه شان دمبدم |
| تخت جم یابی ز جام اصطفا | نه جم و جام که باشد پر دغا | جام مے از دست ساقی بقا |
| نوش بر دم تا که باشی با صفا | از شراب جام قدسی باده خوار | تا ببینی لذت وصل و نگاه |

سبحان الله جام محبت ـ و ساقی دل ـ و باده معرفت ـ و قلقل صراحی نیاز ـ و اشک ریزی کوس دیدها ـ و بزم فنا ـ و تسلیم و فنا ـ و نغمهٔ آه و نوا ـ و زمزمهٔ هجر و فراق ـ و قوال شوق ـ و غزلخوان اشتیاق چه نشاء و چه شانی دارد هر یکے را از رموز غمزهٔ جادو چشمان بساط هواداریش اطلاعی ممکن نیست ـ مجنون قیس از آتشباری شرر زارش خانهٔ آرام و طمانیت را پاک سوخته ـ قطعهٔ چشم برشته نظر بر خیمهٔ سیاه لیلی دوخته ـ شیرین اصفرا کامی حرارت جان تابش مزه حلوای حیات تلخ یافته ـ فرهاد از شاکوهش کوه وجود با تیشهٔ صبر دائرهٔ جزع هیجا باشگافته ـ زلیخا در بازار خریداری یوسفی زالے بیش نه ـ و عذرا در عذر خواهی وامق غیر از افتقار و زاری بیخویش ـ نه درین بزم حیرت شیم بسوزن آه و رشتهٔ نگاه چاک سینه پے دوزند ـ و برین بساط عبرت مناط پنبهٔ جگر در عین الکمال سپند آسا سے سوزند ـ شمع عیب جوی بن شیون نظارهٔ مهوشان دریجا پروانه جانها را بسوخت دلها و هنوز یک هوا و شعله تاب رخسار گلعذاران این باغ چمنستان عیش دلسوختگان شرر زار لاله رویان را در آتشکده عدم نهاده ـ و با حال جانگزا آتش شرابش آب مردان ریخته ـ و آب موجش آتش در نهاد پهلوانان انگیخته ـ شررے که از آتشکدهٔ جانگداز سر زده عالمے را پنبه زار در هواے عدم پرتافته ـ و خونابه که از خشک مزاجان این بادیه فقر ابر تر ده ـ هزار دریاے آتشین را آماده داشته بلیت ساقی هشیار مے باید شراب عشق را ـ آتش همواره مے باید کباب عشق را ـ چون درین دائرهٔ حیرانی

بادیه سرگردانی صاحب نظران پرکار دوار حیرانند و پریشان بے سر و سامان اند۔ هر نقطه که بزبان خامه وهم از خام طمعی بوداری طومارے که بجای باید نگاشته بتقریر زبانی کجاے آید راست **بیت** محبت جاده دارد نهان در خلوت دلها چو تار سبحه گم گردید این ره زیر منزلها ۔ لهذا تتمه آن قصه هدایت و شمه از آن عنایت را رقمزده کلک صداق سلک می نمایم و غنچه ابراز در باد بهاری عشق احمدی مے کشایم صلی الله علیه وآله واصحابه و تابعیه **تنبیه** برادران دینی را ازین بیان چنیر نصیب ست یکے آن که هرگاه ترسا بچه را انوار نام محمدی خود را محو یافته ذره آسا شعاعات آفتاب تافته سینه را آئینه صورت نمائی جمال نادیده نمود حیف که مسلمان زاده با وجود عقیدت باطنی و رزانت اندرونی از نگهداشت این نیز در عبرت نیاید و دل بسته تعلق را در جلوه آزادی نکشاید **مثنوے**

صاحب خانه غفول از مال و زر | برو بیگانه از آن نور البصر | یار بیگانه شو و بیگانه یار
سنگ روید لاله زار و باغ خار | دردگرد و صاف صافی در ذره | عزّ ذل آید شیر و شیران مرده
خاک مواج شده آن آب خاک | چاک برخود رفو خود چاک چاک | اهل دل با غیر اهل عز ذلیل
کل نا قد آمده نا قد کلیل

یعنی باید که غیرت کنی و کوس عبرت زنی ترسا بچه با وجود ظلمات آبجیوه عشق احمدی نوشیده خضر راه مے گردد ۔ و تو اے مسلمان با وجود دیده نورے در خرابات روزے و ظلمات کورے میروی سُبْحَانَ اللهِ تَعَالیٰ شَانُهٗ مَنْ قَبِلَ قَبِلَ بِلَا عِلَّةٍ وَمَنْ رَدَّ رَدَّ بِلَا عِلَّةٍ آدم را از خاک برآورده چمنستان انوار مے گرداند و عزازیل را از معلم الملکوتی خاک بیز کوے لعنت مے نماید ۔ زهے سطوت جلال مالک الملکی که صید خورشید از آغوش ... در ظلمات بر جبین چهره خورشید مالد تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ سیلے برق نثار ایادی قهر و جلال او كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ

همو شان را دست را گوشمال او — **مثنوی** — اوست حاکم هرچه خواهد آن کند

عالمی را در دمی ویران کند — آفتاب از قهر او اندر کسوف — بدر گشته از خوف او زرد خسوف

بادشاهان را ز سر تاج او گرفت — همچو بنده کرده شان باج او گرفت — غرق شد فرعون اندر نیل او

غارت جان کرده عزرائیل او — از عدو ساخته چشم خونین را ربود — بر عدا رمه شان داغ او کشود

پهلوانان را کمان مانند کرد — تیر قهری در جگر خونین نبرد — از ابساط فرش سنجاف و سمو

نازنینان را نمود اهل قبور — پشه را بر جان دشمن فوج کرد — کار ابراهیم را بر اوج کرد

خاک را خواخت آدم نام کرد — از شراب مصطفی خوش جام کرد — قصهٔ تلوین ز خود فهم ای کر

خاک بودی خاک هم آخر شوی — خاک بودی سبزه گشتی دانه نیز — طعمهٔ رنگین شدی سیکن تمیز

باز گشتی خون و گشتی نطفهٔ — باز گشتی مضغه بیجان خفتهٔ — باز صورت یافتی واستخوان

روح در تو چون دمید ایزدا — ذکر واثق گشتی و در مدتی — شکم مادر را گذر در عدتی

چونکه زادی شدی را بشناختی — در بساط آغوش مادر تافتی — شیرها نوشیدی خوش کار

نوبت خوردن رسید ای خوشگوار — روز و شب افزون شدی اندر بلوغ — جان تو از عقل برده صد فروغ

چون جوان گشتی شدی هوش و ار — هیچ ذوقی را نداری گل چه خار — مست و لایعقل فتادی در غبار

پر غبار رو در خمار و با خمار — ورد با خوردی اضافت خبرلی — روز و شب در حرص خواری

ناگهان پیغام از پیری رسید — موسفید آمد چه دلگیری رسید — لشکر قوت فرار اندر فرار

تو شدی خوار که هستی بر قرار — پنجه رفت و شصت رفت و رفت — اندر آمد این نوای راز و رفت

دختر و پسر و غلام و یار و دوست — در کفن پوشیده چون مغز پوست — زیر خاکت کرده گشتی باز خاک

جامهٔ هستی تو دادی چاک چاک — خاک پایی رسیده بر هوا — ذره ذره داده اندر صد بلا

آنکه بوده بادشاهی ملکها — بر سوادی بادرفته در فنا — گاه اندازد او را باد از عبور

در صحرایی در براری در خطور — گاه اندر تربله آ تیر قدر — گاه اندر کشت گاهی بر زمین

گاه اندازد او را در باغ و آب — گاه اندر شهر و گه اندر خراب — ذره ذره تافته در هر طرف

بود خود را شاه گفتن این خرف — شاه آن باشد که در بزم صفا — خاک گردد پیش پای مصطفیٰ صلی الله علیه وسلم
خاک پایش را کند نور البصر — تا بود محفوظ از کل ضرر — از گدای کوی احمد مصطفیٰ
شاه گردد در ممالک بی‌فنا — خاک او گرد عبیر قدسیان — سرمهٔ چشم جهان و دیدهٔ انس و جان
یا الٰهی یا الٰهی یا الله — از کرم فرمای بر ما یک نگاه — یک نگه فرما که مستغنی شوم
در بساط شرع خوش محکم روم — در طریق محی دین بارم دهی — تا که یابم از طفیلش من بهی
دل نما زنده ز آب حمتش — بار بخشی از کرم در ساحتش — وهم و فهم در حضور و نور کن
چشم بد از دیدهٔ عالم دور کن — فاصلم فرما بدین وهم یقین — از کرم یا صاحب حبل المتین

نصیبه دیگر ازین قصه را ز حصه آنکه ای عاشقان روی احمدی صلی الله علیه و آله مبارک که محبوب قدسی هرچند که در ناز و حسن سازندره اعلی است که قاصد نظر و سایر شوق فکر در قطع منازل آن حیران ست - اما جلوه جان بخش هر لحظه دستگیر اسیران زنجیر عشق و دیوانگان محبت اوست - باید که بر اسپ همت سوار شده بشب هراه وصلش شتابند - و ذره وار در هوای آغوش خورشید جمالش بتابند - شود که پرده دوری و حجاب مهجوری از اشعات جلوهٔ عذارا نوازش بسوزد و مور سلیمان را دریابد - و دهان صدف قطرهٔ اجابت یابد

مثنوی

تو مگو آنجا که ما را بار نیست — با کریمان کارها دشوار نیست
بر در محبوب خود را خاک ساز — بر هوای وصل جانان خوش بساز
دیده را از غیر رویش بند کن — خوش نگه را با نگه پیوند کن
چون دلت پیوند با رحمت شود — رحمة اللعالمین پیدا بود
هر که او گم شد جانان بیافت — همچو خورشید او بفلک دل بتافت

هر گاه ترسا بچه را که آینه زنگار ظلمت کفر بود از پرتو محبت نامش این حالت رسید که از هر مویش گویی دیده جانی دمیده - بنگر که حالت اهل اسلام که دل خود را از وسومات دیر غیر پاک داشته تا چه قدر خواهد بود

مثنوی

دیده را بگشا و نور پاک بین — از طفیل نور شاه محی دین
دیده را سرمه کن از اسرار هو — تا ببینی مصطفیٰ را چار سو

مصطفی محبوب رب العالمین　نور او در ذره ها نعم المعین　گر نما بد نور احمد مجتبی صلی الله علیه وآله وسلم
کی به بیند ماه را چشم سها　تو سهائی بدر آمد وجه او　از دل و جان باش او را در گرو
گر تو خواهی احمد آن فعال　خوان سقانی الحب کاسات الوصال　باده عشق از بساطش نوش نوش
تا ببینی نور احمد هوش هوش　از سقانی الحب یابی نور هو　نوش کاسات الوصال شو بو
چون سقانی الحب در جانت رسید　جان محبوبان بهر مویت دمد　از سقانی الحب راه یار بین
جلوه گاه راه شاه محی دین　چونکه زلف نور بر تا بد هوا　از سقانی الحب بشنوی نغمها
از سقانی الحب دیدم روی دوست　از تجلی اوست ظاهر مغز و پوست　مغز چه بود محو گشتن در وجود
از سقانی الحب دیدن صد شهود　چون سقانی الحب خوانی ای عزیز　در دل تو واکشاید صد تمیز
باده قدس بیابی جوش ریز　کاسه کاسه در دل تو رستخیز　رستخیز قدس بینی تو عیان
هر طرف گلزار روح و جوی جان　صد دری از عدن دل گشته گشود　دید هر رضوان ندا یا ذا الشهود
حورها با نورها از جوش هو　تاج و تخت آورده اند از چار سو　جنة تجری بها انهار صاف
لا محالب فیه صافی و شفاف　روی محبوبان در و پیدا شده　عاشقانش هر طرف شیدا شده
دیده ها در دیده نظاره درزده　زلف اند زلف جلوه سرزده　لیس غیر الموت الا موت نفس
نیست در وی خوف غیر از موت نفس　زندگی جاودان در وی عیان　دولت اسرار در وی رایگان
فرش استبرق بهر طرفش نهد　جلوه هایش جان و دل ها ربود　از سقانی الحب جام قدس از جوش
همچو بحر النور باشی بحر وش　در بحار عشق نبود چون موج　آب او صافی رود خود سوی اوج
از سقانی الحب کاسات الوصال　هر یکی را صد نوا نحو تعال　چون رود آبش سوی اوج از صفا
عاشقان را می برد سوی علا　کشتی این بحر شرع مصطفی ست　غیر این کشتی گذارش صد خطاست
غرق شد [illegible] نیست (بی کشتی)　غیر تاج شرع شاه ملک نیست　هر که بی شرع نمی آید بحب
غرق فرعون به بیند زیر قهر　گر شرع موسوی بود ویش عون　کی شدی فرعون هلاک بند بون
هر که بی شریعت فرعونش بدان　نیره از نفس در جان بدان　چونکه کشتی شرع در دست بود

جمله مال و نقد تو سالم رود | بادبان عشق باید نیز هم | تا روی در بحر قلزم محترم
بادبان لازم بود هر فلک را | فوج باید فوج صاحب ملک را | ملک قدسی را چو دیدی محکم این
از سقانی الحب یابی راز این | حب تو گردآرد فنایت دمبدم | تا نماید در دلت صد کرم
از بقا نوری فزاید در دلت | مهر و مه پیدا نماید در گلت | چون گل تو نور گردد در لقا
ذرهٔ ذره تو بهبیند صد ضیا | نور باشی نور بینی نور نور | از سقانی الحب این باشد حضور

یعنی از خود بگذرد بیخود شو ترسای نفس را ازکن و در سینه او از خلاف خار کن و از زلف محبوبانه دل را تازه عذار کن از غمزه فتانه فوج نفس او بار کن بصدمات تجلی جلالی خانه دیو مسمار کن بر جلوه جانانه ملک هستی ایثار کن وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ در قسم روی و موی معشوق کاروبار کن اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ در هنگامه تشخیص منصب معنوی دربار کن خلق محبوبانه اظهار کن مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ بار کن مَا يَشَاۤءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَاۤءَ اللّٰهُ نامه تو شرع محمدی خلعت و خامهٔ تو كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ هنگامهٔ تو وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ذوق و شامه تو وَلَعَمْرُكَ قسم بقای محبوب تو وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى شان و شکوه مطلوب تو وَهُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ دارو کرزحمت تو وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ آیه رحمت تو - ای عاشق دیدار احمدی صلی الله علیه وآله وصحبه وسلم باید که اولاً در نقش اسم محمد نظر کن صلی الله علیه وسلم و به دیده عبرت و اعتبار به بین که در حروف اربعه چه سرمایه مبرود میم را اگر ندانی بلکه در هر دو میم حلقه اسرار برخوانی یعنی اشارت بدو دایره است و این هر دو دایره را وجوه بسیار است در بیان آن اگر تفصیل نماید از بار شتر ها در میگذرد و افهام کهن از این اسرار لدن در ضیق عدم ادراک آیند لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ در معنی تمام است وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ از این معنی

بیان رموز دایره میم محمدی

اہتمام است۔ اما قدر حال واستعداد واقتضاے وقت اجمالے درین باب بیرود
ہوشیار باش و در نگاہ فہم اسرار باش۔ بدانکہ میم اول حلقہ احدیت کا مرتبہ ہے کیونکہ
وہ اول مرتبہ ہے کہ جس سے پہلے کوئی مرتبہ نہین تھا کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ
مَعَہٗ شَیْئٌ بیان اسکا ہے اور اطلاق حلقہ کا اسپر نہین ہے مگر واسطے فہم
اعلام کے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا یعنے اطلاق لفظ کنز کا
بحیثیت اعلام اور بیان ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے
بھی جواب سوال ابی رزین کے کہ جب پوچھے اَیْنَ کَانَ الرَّبُّ قَبْلَ اَنْ خَلَقَ
الْخَلْقَ فرمایا فِیْ عَمَاءٍ یعنی ابر باریک مین مراد اس کلام کی قریب ذکر کیجاتی ہے
چونکہ سوال بلفظ اَیْنَ مقتضی استدراک مکان سے تھا اسلئے جواب مین بھی
بمقتضاے فی عماء ارشاد ہوا اور ہر ایک سوال مین جواب گویا قبیل تصویر
افہام وتفہیم کے ہوتا ہے چونکہ مراد سوال سے اطلاع عدم تکیف وجود اسکا
از روے ادراک ہے اور جواب مین اسکے لفظ سے (فی عماء) کہا گیا
کہ اس سے بیان عدم تعلق علم کا ہے کیونکہ علوم ہمارے متکیف ہوتے ہین اور
وہ مقتضی تکیف معلوم کے نہیں ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے جواب
سوال مین فرمایا ھُوَ فِیْ عَمَاءٍ محض اس لئے کہ سوال اس چیز سے کرتے ہین جو ادراک سے
ہمارے خارج ہے بلکہ تمام ہم اس مسئلہ عما مین ہین یعنے علم کو اس سے
تعلق نہین رکھتے ہین اور ممکن ہے اس لفظ عما سے مراد سحاب خفیف ہووے
کہ وہ استعارہ ہے تشبیہ عدم تعلق علم سے ذات پروردگار کو جیسا کہ چاند اور
ستارے ابر مین ہون تو نہین معلوم ہوتے ہین اور اس مین ایک لطف دوسرا یہ
ہے کہ انوار روشن اللہ تعالےٰ کے مثل ابر جو اطراف بدر کے ہوتا ہے مشابہ ہین
اور یہ حلقہ میم اشارہ کرتا ہے طرف اس دائرہ خارجہ احدیت کے۔ پس بطور عقل سے

سمجھتے ہیں کہ یہ حلقہ سابقہ غیر مسبوقہ ہے پس جس وقت کوئی متکلم کسی ابتدائیہ اسم کو گویا کلام کرتا ہے با سم ذاتی حق تعالے کے ۔ اور اسی لئے اہل تحقیق نے کہا ہے کہ لفظ ھو کا اسمائے ذاتیہ سے نہیں ۔ کیونکہ جو دائرہ کہ منعقد ہے وہ اسم ہے واسطے ذات موصوف بالصفات فی الجملہ کے بغیر لحاظ تعلقات افعال و آثار کے ۔ اور اسی لئے داخل کئے ہیں اس ھ کو تسمیہ میں جو مدد ہے تمامی افعال اور آثار کا ۔ اور پھر لائے ہیں اسم رحمٰن کو جو واسطے افاضہ دنیا کے ہیں ۔۔۔ اور رحیم کو جو واسطے احسانات آخرت کے ہے ۔ اس صورت میں لفظ ھ اشارہ ہے اس چیز پر جو دلالت کرتا ہے اسپر لفظ ھو کا ۔ اور وہ مرتبہ ذات من حیث الصفات ہے فی الجملہ اور ا سبق اس کی حیوۃ ہے واسطے اشارہ اولی لفظ حیات کے ۔ پس میم ثانی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کا بعد حاء کے اشارہ ہے طرف حقیقۃ الوہیت کے ۔ اور وہ الوہیت مرتبہ ذات ہے بحیثیت ملاحظہ جمیع الصفات کے ۔ اور دال بعد میم کے اشارہ کرتا ہے دیمومۃ کمالات کو کہ جس کو انتہا نہیں ہے اور نہ فنا بلکہ ازلی وہ ازلی اور ابدی دائم ہے تغیر مصنوعات سے ہرگز تغیر صانع کا متصور نہیں ہوتا ہے کیونکہ ذات کامل الصفات قدیمہ و دائمہ ہے اطراف پردۂ جلال اس کے کوئی شک اور شائبہ قصور وزوال کا اس میں نہیں واقع ہوتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْقَدِیْمُ الْحَکِیْمُ اور جو قدیم ہوتا ہے اسپر اطلاق عدم کا نہ سابق میں کیا جاتا ہے نہ لاحق میں چنانچہ بیان اسکا اپنے محل پر ہے ۔ اور میں بفضل و رحمت حق تعالے کے جو بیان کیا ہوں امر ظاہر ہے کہ اسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کا جامع ہے خزانہ بزرگ اور حقایق کلی کو ہر یک حرف سے اپنے ۔ اور ایسا ہی ہے حال اسم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی الف احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بشارت دیتا ہے ذات بحت کو جو وہ عبارت حدیث طرب سے کرم

پس الف احمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اور میم اول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا یک ہی قبیل سے ہے مگر فرق یہ ہے کہ جو اجمال میم محمد میں ہے صلے اللہ علیہ وسلم الف احمد صلے اللہ علیہ وسلم کا تفصیل اس کی کرتا ہے۔ اور بیان جو کیا گیا ہے مجھ بندہ گناہگار کے دل پر وارد ہوا ہے۔ پس ہر عاشق کو ضرور ہے پہلے عشق پیدا کرے اُس اسم پاک محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ فرزند ہو دیکا پیدا کیا اور برکت سے اسکے انوار کے ظہور کو حاصل کیا اور بلندی وصال تک پہونچ گیا سُبْحَانَ اللّٰہِ عذر کی جا ہے کہ جب کسیکو عشق سے اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے یہ مرتبہ ملے پس جو شخص خود مسمّٰی کا عشق کامل حاصل کرے کیا کچھ مرتبہ پاویگا۔ پس جو شخص طالب اسکا ہو اور خلوۃ مراقبہ اسم مین داخل ہو ضرور ہے کہ دل کو غیر سے خالی کرے اور روح کی محراب مین چراغ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ کا روشن کرے تا دیکھے اوس چیز کو جو آنکھین نہین دیکھتی ہین اور کان نہین سنتے ہین بلکہ دل مین اُس کا خطرہ بھی نہ آیا ہو اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْنِیْ بِفَضْلِکَ بِاَنْوَارٍ وَشَیٍٔ فِیْ بَاطِنِ اَطْوَارٍ اے بھائیو یہ بیان اگرچہ مجمل مراقبہ کا ہے حروف مین اسم مبارک کے لاکن اگر تامل کرین مثل عاشقون کے حق تامل از روے صدق اور فراغ دل غیر سے دیکھوگے تم وہ چیز کو جو دیکھوگے اَللّٰہُ تم اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ فَازُوْا بِقَوْلٍ وَیَدُوْمُ بِبَرَکَۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَسَلَامٍ وَرَحْمَۃٍ وَبَرَکَاتٍ۔ پس بعد اس کے ضرور ہے کہ مطالعہ کرے معنی اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا لغۃً اور یہ مرتبہ عوام کا ہے اور اصطلاحاً یعنے مرتبہ علماء خاص کا ہے اور حقیقۃً یعنے مخفی اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اولیاء کا ملین ذاتی بنفس باقی بخدا بزرگ کا ہے پس فرقہ اولی حمد کرتے ہین اس لئے کہ وہ شفیع گناہگاران روز قیامت مین اور بزبان حال کہتے ہین وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ اور فرقہ ثانیہ حمد کرتے ہین اس لئے کہ وہ مکمل اور معلم علوم ہین با انوار اپنے اور مدد کرتے ہین اور عطا فرماتے ہین دوسرون کو اسرار ادراک کا

پس بزبان حال کہتے ہین اِنَّہٗ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ ۔ اور فرقہ ثالثہ حمد کہتے ہین اِس لیئے کہ وہ نور الٰہی ہے متشکل بصورۃ بشری اور وہ بشر ایسے ہین کہ ادراک عقول کا اس سے عاجز ہے پس بزبان حال کہتے ہین مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ تفصیل کلام ہر یک فرقہ کی قریب ہی علی قدر مراتب ذکر ہوگی انشاءاللہ تعالے صمن مین قول شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ اے بھائیو یہ بیان نہایت طول ہوگیا اور وعدہ ہمارا بیان تفصیل کو ابہی دور ہے اس لیئے اب ہم بیان دلائل محبت کی طرف رجوع کرتے ہین قَالَ الْفَاضِلُ یعنے امور دالہ محبت اور امور موصلہ الے المحبوب کے لیئے کئی عمدہ چیزین ہین کہ وہ دلالت کرتے ہین محبت پر مثل زردی چہرہ و گداختگی گوشت و پوست جسم اور تیز ہونا قوت شامہ کا اور غلبہ دل کا وقت سماع آواز نعلین محبوب کے جیسا کہ زلیخا رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب وہ آواز پاے اسپ یوسف علیہ السلام کے سنتے تہے پہچانتے تہے کہ یہ آواز پاے اسپ یوسف ع کا ہے ایسا ہی سوا اِس کے بہت دلائل ہین کہ شمار اُسکا دشوار ہے کیونکہ وہ باعداد انفاس عاشقین کے ہین ۔ اور فرق درمیان علامات اور دلائل اس کے نہایت پوشیدہ ہے کہ اسکو سوائے ماہر علم عشق کے دوسرا نہین جانتا ہے ۔ دوم امور دالہ محبت سے من حیث الایصال ترک کرنا اہل وعیال و اولاد کا ہے اور اختیار کرنا راہ آمد و شد محبوب کا اور عدم لحاظ ہتک عزت کا اور سوال و استادگی راہ مین محبوب کے اور فنا اور محو ہو جانا عقل سے ہے وَ اَمَّا الْفَضَائِلُ یعنے امور فاضل جو حاصل ہوتے ہین محبت سے یک یہ ہے کہ جو بندہ خاکی ہے از روے صورت کے اور حیوان ناطق ہے ازروے حقیقت کے جب اسکو تخلق بخلق اللہ

بیان امور دالہ محبت

بیان فضائل محبت

کی ہوتی ہے اس کی زمین دل سے چشمہ محبت پیدا ہوتے ہیں اور نہریں مصفا
جاری ہوتے ہیں اور موجیں بہت اُٹھتے ہیں اور نور قلب سے وہ بندہ فیروزی
پاتا ہے بہاں تک کہ کوئی گڑہا اور ٹیکرا جسم سے باقی نہیں رہتا ہے مگر یہ کہ آب
قدمی میں ڈوب جاتا ہے اور خطاب کیا جاتا ہے یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ
وَیَا سَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ یعنے اے زمین نکالا جاے پانی تیرا اور
اے آسمان اُکہاڑ دے اور کم ہوگیا پانی ایسا پانی جو مورث ہے واسطے حیات
ابدی کے اور جاری ہوا حکم اسپر اور انسان ہو جاتا ہے مثل انسان عین کے
ہر موجود کے لئے اور مثل روح کے ہر شاہد و مشہود کے لئے پس چڑہتی کر
کشتی سیرا سکی جودی بقاء صفا پر اس وقت فانی باقی ہو جاتا ہے تا بندہ سالک
پر تہ حیثیت حلول واتحاد پر جیسا کہ اہل الحاد و فساد گمان کرتے ہیں۔ وہ منہ اخلیہ
فضائل محبت یہ آدمی بسبب نشہ اس محبت کے زندہ بحیات طیبہ ہوتا ہے
گویا کہ اس کو موت ہی نہیں ہے بلکہ وقت موت حسی حیات اس کی زیادہ ہوتی
ہے۔ اس لئے کاملین تمنا ایسی موت کی کرتے ہیں کیونکہ یہ موت حیات ہے
اور اس سے محبوب حقیقی کو پہونچتے ہیں چنانچہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب قریب ہوے کہ اس عالم فانی کو چھوڑ کر دار باقی کی طرف رجوع
فرماتیں فرماتے تھے رَقَّ جِلْدِیْ مِنَ الْفِرَاقِ وَمَا یُوْذِیْ مَوَدَّةً یعنے
باریک ہوگیا پوست میرا جدائی سے اور اُس چیز سے جو پہونچاتی ہے دوستی کو
اُس کے! اور یہ اس بنا پر ہے کہ وجود کاملین کا وجود حق سے ہے اور حیات
انکی حیات سے اسکے اور یہ حالت انکو بعد مفارقت روح کے بدن سے حاصل
ہوتی ہے اس لئے آرزو کرتے ہیں موت کی اور حق تعالے فرماتا ہے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ
اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ اور اس فضائل میں تفصیل نیک ہے کہ بیان و اس کے

بیان فضائل محبت

وقت کافی نہیں ہوتا ہے اس لئے مینے اسکو لپیٹ دیا اگر خدا چاہے توفیق
اس کے بیان اور شرح کی مجکو نصیب کرے اما الشروط یعنے شروط محبت
چند چیزیں ہیں کہ منحصر ہے عروج محبت کا اسپر یعنے معراج محبوب کا اور بقا منصب
محبت کا اور زیادتی اُس کی اُسی پر ہے۔ منجملہ اس کے یک یہ ہے کہ سواے
اپنے محبوب کے دوسرے سے نہ ڈرے۔ اور کمر ہمت کامل اُس کے پہنچنے
کے لئے باندہے اور توجہ کلی اُس کے وسیلہ کی طرف کرے تا لذت قربت
کا ملے۔ جیسا کہ روایت کی گئی ہے کہ فرہاد یک شخص فقیر اور مفلس تہا محبت
شیرین کی اختیار کیا حال آنکہ وہ ایک ذی مرتبت اور عالیقدر تہی جب یہ محبت
اُس کی ظاہر کیا اس کو محنت شاقہ بتلائی گئی کہ پہاڑ میں بلند سے نہر جاری کردین
اور شیر خالص سے بہردین۔ چونکہ وہ سچی محبت رکہتا تہا کسی چیز کا خوف نہ
کرکے ہمت استوار کیا خدا تعالے تمامی در خواہش اس کے محبوب کی اُسکے
ہاتہ سے ظہور میں لایا۔ اور ایسا ہی مجنون کی حالمین ہے تو جب نسبت
مین لیلی کے ہمت کامل صرف کیا یہانتک کہ اپنے وجود کو بہی بہول دیا سواے
وجود لیلی کے صفحہ دل مین اس کے نظر نہین آتا تہا اور کوئی مضمون سمجہا نہ
سمجہا جاتا تہا مگر وہی کہ جو خطوط اور اشعار لیلے کے اس کے نزدیک تہے۔
پس اونے شروط محبت سے یہ ہے کہ اپنی جان عزیز کو بہی محبوب کے سامنے
دریغ نہ کرے اور جان کو اپنی بے قیمت سمجہے بلکہ تو وہ خاک جانکر پاے محبوب کے
نیچے پامال کرے اس وقت اسکو حیات ایسی نصیب ہوتی ہے کہ جسکو موت
نہیں ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ یک زاہد روز خر لوگون کو دیکہا کہ راہ خدا مین
اونٹون کو نحر کر رہے ہین اور اس کے نزدیک سواے اُسکے جسم و جان کے
کچہ نہ تہا پس وہ زاہد اپنے انگشت شہادت کو حلق پر اپنے رکہا اور کہا فدیا

حکایت زاہد

میرے نزدیک سوا‌ے میری جان کے کچھ نہین ہے اس لئے مین اُسکو تیرے سامنے نحر کرتا ہون اور وہ انگلی حلق پر پھیرا بجرد اس کے سر اسکا جسم سے جدا ہو گیا سُبْحَانَ اللهِ مَرْحَبَا ہے ایسے ہدیہ پر اور مَرْحَبَا ہے ایسے قبول پر اور اسی معنی پر ہے قول حضرت شیخ بزرگ کا جلاء الخاطر مین اَنْتَ تَقُوْلُ اِنَّكَ مُرِيْدِىْ وَ تَخْبَاءُ مَالَكَ فِىْ بَيْتِكَ یعنے تو کہتا ہے میرا مرید ہے اور مال کو اپنے گھر مین چھپا رکھتا ہے یہ کیونکر صحیح ہو سے کیونکہ دل آدمی کا ایک ہے اس مین دو محبوب کی سمائی کیونکر ہو سکے۔ چنانچہ حضرت امام حسن رضے اللہ تعالے عنہ نے پدر بزرگوار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا یا ابی لَا يَجْتَمِعُ مُحَبَّةُ اللهِ وَ مُحَبَّتُنَا فِىْ قَلْبِ اِنْسٍ اور اللہ تعالے قصہ اسکا عبارات صحابہ مین ذکر کرتا ہون اور عادت صحابہ رضی اللہ عنہم کی تہی کہ جب کلام بمخاطبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کہتے تہے بِاَبِىْ وَاُمِّىْ فِدَاكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کیونکہ وہ اپنے حیوۃ کو بکمال خوشی فدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئے تہے اور اس امر کو غنیمت جانتے تہے۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضہ اپنے کو شہید کئے۔ اور منجملہ شرائط یہ بہی ہے کہ اپنے غرض کے لئے محبوب سے جدائی اختیار نہ کرے بلکہ اپنے کو اُس کی صحبت مین فنا کردے اگرچہ آتش مین بھوک اور برہنگی کے جلے چنانچہ مروی ہے کہ فقراء صحابہ رضے اللہ عنہم یعنے اصحاب صفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہانا کہانے کہین نہین جاتے تہے اور نہ شہر مین تردد کرتے تہے اگر کچھہ وہین میسر ہو گیا کہا لئے نہین تو بھوکے اور برہنہ جاڑے اور دہوپ مین پڑے رہتے تہے اور لیف خرمہ کو بنکر ستر عورت کرتے تہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ مین اور خدا تعالے تم سے راضی ہے تم جہان چاہتے ہو جاؤ اور جو چاہتے ہو کسب

ور جواب دیتے تھے اور بزاری واشک ریزی کہتے تھے یا رسول اللہ
اِنَّ حَیوتنا بُرُؤیتِکَ وَحُضُورِکَ وَاِنْ نُفارِقکَ نَموتُ مِن ساعَتِ
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو نور اور عرفان کی اور لذت رویت
کے لیے اسقدر دعا دیئے کہ کسی کے کان نہ سنے ہون اور کسیکی آنکہہ نہ دیکہی ہو
پس وہ پہونچگئے اُس مقام کو جو پہونچنا تہا اور پیئے شراب وصال کو ہاتہ سے
ساقی وافی کے گویا سَقاهُم حُبُّهُم کاساتِ الوِصالِ اُنہین کی شان ہے
اور وَیا خَمرَتَنا نَحونا تَعالِ اُنہین کا بیان ہے اور اسی امر کی طرف شیخ
بزرگ نے اشارہ فرمایا سَقانِی الحُبُّ کاساتِ الوِصالِ اے بارخدایا
برکت سے شیخ بزرگ نایب نبی امی کے ہمکو پیالے وصول طریقہ قادریہ کے پلا
اِنَّکَ تُؤتِی المُلکَ مَن تَشاءُ وَصَلِّ عَلیٰ حَبیبِکَ وَآلِہٖ وَاَصحابِہٖ وَنائبِہٖ
اور یہ شرط بہترین شروط ہے مثل وضو کے ادا نماز کے لیے پس ضرور ہے
کہ ملازمت اس کے دروازہ کی کرے یہانتک کہ تمام مشکلات آسان ہوں اور
اسی لیے شیخ بزرگ نے فرمایا ہے اَلزِمِ البابَ مِنہُ المَبدءُ وَاِلَیہِ المآب
لاکن یہ شرط لازم کرتا ہے وہ کہ جو فانی فی محبت المحبوب ہے اور ہمیشہ متخلق
باخلاق آن سرور ہے وہ شخص ہرگز اس اخلاص سے خالی نہین ہوتا ہے
اور یہ امور کبہی شہودی ہوتے ہین اور کبہی حقیقی۔ اہل شہود سے ایک نے پوچہا
اِنَّکَ مَن اَنتَ یعنے تو کون ہے۔ کہا اللہ ایسا ہی تمام اہل شہود کے جو
سوال کئے جاتے ہین جواب کہتے ہین اللہ جیسا کہ حال مین مجنون کے لیلی کی
ساتہ مرقوم ہے اور یہ طریق شہودی زایل کرتا ہے نظر محب کو اُس کے وجود
سے بغلبہ رویت محبوب کے اور طریقہ حقیقی اصل ہے اور وہ ظل نبوت ہے
درحقیقت یہ طریق حق پر ہین۔ اور ظاہر طریق عبودیت مین کہتے ہین اَشهَدُ

پیرایں السلسلہ زمانی پنج
دنیا میں الاول الوصول

اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور یہ عبودیت عزت دیتی ہے نفس کو مثل کبریت احمر کے اور یہی طریق ناشی ہے فنا فی اللہ کیطرف چنانچہ شیخ بزرگ رضؓ نے اشارہ فرمایا ہے مُرِيْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ اور جو طریق ناشی فنا فی الرسول ہے اُس مین اشارہ کیا وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ گویا ختم قصیدہ کا اسی فنا فی الرسول پر ہے اور یہی اصل ہے جانب عروج ذاتی سالک کے بحیثیت تربیت کے اور جانب ابدا اور ارشاد طالبین کے بحیثیت اخذ وعطا کے۔ اور یہ وہ مضمون ہے جو حضرت رضؓ نے (جلاء الخاطر) مین ضمن بیان فنا مین فرمایا ہے بِاَنَّهٗ يُفْنِیْ الْكُلَّ وَيَبْقَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا اَنَّ الرَّسُوْلَ بَابُ اللّٰهِ كُلَّمَا يُوْصَلُ اِلَيْهِ بِهٖ اِنَّمَا هُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَا عُرُوْجَ اِلَّا بِهٖ وَلَا اِرْشَادَ اِلَّا بِهٖ پس ہم ایمان لاتے ہین اور تصدیق کرتے ہین اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا نُوْرَهٗ وَحُضُوْرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ وَاكْشِفْ عَلٰى حَقَايِقِ الطَّرِيْقَةِ الْعَلِيَّةِ الْعَالِيَةِ اٰمِيْنَ (موج نوری) یعنے موج چہارم بیان محبت مین جو باعث نور ہے۔

بیان موج چہارم نوری ذکر مراتب محبت

جاننا چاہیئے کہ محبت کے لئے مراتب ہین الاولی یعنے پہلا مرتبہ بحیثیت احدیت جمع ہے بلا لحاظ تعدد وتکثر کے جیسا کہ محبت ازلی ذات باریتعالے کی جو مشار الیہ بحدیث قدسی فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ بصیغہ ماضی استمراری کے اور مقطوع الازمنہ ہے کیونکہ ذات پر اُس کے کوئی زمانہ جاری نہین ہوسکتا ہے لاکن بسا وقت ذکر صفات لازمی ذات حق تعالے کا بصیغہ استمراری ازلی وابدی کے ہوتا ہے جیساکہ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا۔ پس اقتضاء ذات کا واسطے ظہور مشہود ازلی ابدی احدی کے زیادہ حیثیت سے اُس کے نہین ہوتا ہے لاکن واسطے موقوف ہونے اس ظہور کے تعلق اقتضاء سے وقت معین مین اس طریق پر کہ پروردگار

اقتضائ زمانے سے پاک ہے کیونکہ تمام صفات اُس کی قدیمی ہین اور تعلقات اُسکے حادث ہین بلکہ اعتقاد بعضے اہل حق کا یہ ہے کہ تعلقات بہی اُس کے قدیمی ہین فَوَیْلٌ لِلَّذِیْنَ مَالُوْا اِلیٰ حُدُوْثِ الصِّفَاتِ وَ قَالُوْا مَا قَالُوْا تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا پس محبت جو تفسیر کی گئی ہے اس اقتضا اور ارادت کے سات واسطے ذات اُس اللہ تعالےٰ کے بظہور آثار اُس کے پوشیدہ اور مخصوص ہے اوقات معینہ مین جیسا کہ فرماتا ہے فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ یعنے دوست رکہو مجکو بمحبت صافیہ بغیر آمیزش غیر کے دوست رکہتا ہون مین تمکو بمحبت کافیہ وافیہ واسطے پہنچانے کے درجات وصال کو۔ پس جو محبت کہ پیدا ہوتی ہے ہمارے دل مین وہ اقتضاے قدیم سے اُس کے ہے گویا فرماتا ہے اَحِبُّوْنِیْ بِمَحَبَّةٍ غَرَسْتُ اَشْجَارَھَا فِیْ اَرَاضِیْ قُلُوْبِکُمْ فِی الْاَزَلِ اَحِبَّکُمْ بِمَحَبَّةٍ مُکَمِّلَةٍ لَکُمْ مِنْ حَیْثُ الْاِیْصَالِ اور ایسا ہی ہے مراد قول شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کی سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ یعنی سیراب کیا حب ازل مین مجکو شربات شراب سرخ ازلی سے اور پہونچایا مجکو بلندی کمال تک اپنے علم مین بوجہ اس کے کہ ظہور اُس کا نہین ممکن تہا مگر بعد پیدائش ظاہری کے پس کہا مین بعد طلب کرنے حب کے میرے سے ازروے معانی فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ کے لِخَمْرَتِیْ یعنی کہا مین واسطے حصے میرے شراب کو نَحْوِیْ تَعَالِیْ آ تو طرف میرے تا پیون اور سخاوت کرون اُس کے پس ماندہ مین میرے طالبون کو کس لئے کہ زمین کو بہی پیالہاے کریم مین حصہ ہے۔ اور سخاوت میری بوجہ نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور یہی بہتر ہے (سعت) پس وہ شراب دوڑی طرف میرے پیالہ ظہور اور اظہار مین سے اور حضرت حقتعالے جلشانہ نے اُس حب کو بلفظ ذکر قرآن مین یاد فرمایا ہے محض اس لیے

کہ محبت اول و آخر مین مشغول کرتی ہے ذکر محبوب مین چنانچہ قاعدہ کلیہ ذکر کیا
گیا ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَقَدْ اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ پس یہ ذکر لازم اور ارادہ ملزم
اِس وجہ سے ہوتی ہے کہ ذکر کثیر محبت کو پیدا کرتا ہے چنانچہ حدیث قدسی
مین وارد ہے مَنْ ذَکَرَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ عَشِقَنِیْ وَمَنْ عَشِقَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ
اَحَبَّنِیْ قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ جاننا چاہیے جیسا کہ ذکر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا واسطے مغفرت امت کے ہے ویسا ہی محبت آن سرور صلی
واسطے غفران امت کے دلیل ذکر ہے اگر کوئی اس ذکر مین موا مُوا محبت مین آن سرور
کی اور جو شخص جس حالت مین مرتا ہے اسی حالت مین قبر سے اُٹھیگا اور حشر کیا جاویگا
چنانچہ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ جب ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کو واسطے دفن کے قبر مین رکہے لب مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے حرکت کر رہے تہے ہمنے اپنے کان کو نزدیک کر کے سُنا کہ فرما رہے تہے اَللّٰہُمَّ
اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ پس اسپر غور کرین کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اُمت
کی نسبت کس قدر اور مغفرت خواہی بہی کس قدر ہے پس وہ لوگ کہ شریعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے رو گردان ہین اور محبت اہل و عیال مین مبتلا ہین گویا اپنے
قدمون سے فساد کی طرف چلتے ہین۔ پس چاہیئے کہ خواب غفلت سے بیدار ہوجاین
اور بستر ہوشیاری پر بیٹہین اور آفات سے بچین لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ خَالِقُ الْبَرِیَّاتِ وَ
وَاہِبُ الْعَطِیَّاتِ پس محبت باعتبار تعلق قدیم کے حقتعالے کی نسبت احدی فری
ہے اور ظل اس حدیث کا نسبت بندون کے ہے ایسا ہی ہے کیونکہ وہ لمعات سے
نور حقیقت کے ہین۔ اور باعتبار تعلق اس کے عالم ظہور کے ساتہ اہل عقول اس کو متعدد
و متکثر جانتے ہین اور یہ فہم بنظر اس تعلق کے امر وہمی ہے چنانچہ بعضے صوفیہ وجودیہ
کہتے ہین کہ اس عالم حسی مین تمام اشیا اوہام ہین انکو وجود نہین ہے وجود اُسیکو ہے

جملہ معترضہ بیان مین مغفرت خواہی رسول اللہ کی امت کے لئے قبر شریف مین

تعالیٰ شانہ - اور یہ اعتقاد صریح الحاد ہے کہ شریعت کو باطل کرتا ہے - اور یہ
قول قریب ہے قول سے سوفسطائیون کے خذلہم اللہ چنانچہ بہی بات مین نے
اول کتاب مین کہا ہون بلکہ یہ وجود حسی امر واقعی ہے لاکن یہ وجود مثل وجود
حقیقی مثل آفتاب کے اور یہ مانند چاند کے - اور بعضون نے مثل ستارون کے
کہا ہے - اور بعضون نے اس سے کمتر مثل مناسبت شمس و ذرہ کے کہا ہے
اور بعضون نے اس سے بہی کمتر کہا ہے - مثال اول گویا نسبت پیغمبرون کی
ہے اِنہین بہی بعض قوی تر ہین مثل قمر یوم بدر کے اور وہ ذات مبارک ہمارے
پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے کیونکہ وہ مظہر اتم ہین -
اس لئے حدیث مین آدَمُ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَاءِیْ آیا ہے - اور تشبیہ ثانی حسب
درجات ولایت ہے کہ اتم اس کے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ
ہین - اور بعد اُنکے علیٰ مناسبت مدارج دوسرے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہین لاکن یہ مرتبہ بظلیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ہے - اور اس بیان سے لازم نہین آتا ہے مساوی ہونا اصحاب
کا انبیا علیہم السلام سے - پس فرق درمیان ظلیت دوسرے انبیا علیہم السلام
کے اور نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر ہے - اور ظلیت
اصحاب رضی اللہ عنہم کی بہی ظاہر ہے کہ وہ مرتبہ نبوت جامع ولایت سے ہے
اور اولیاء کے صرف مرتبہ ولایت سے - پس درمیان ان دونو ظلیت کے
بڑا فرق ہے - اور وہ جو کہا گیا ہے اَلْوِلَایَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ مراد اُس سے
یہ ہے کہ ہر مرتبہ قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا تعالےٰ کے نزدیک
افضل ہے مرتبہ تبلیغ سے کیونکہ وہ خدا کے سامنے ہے اور یہ بندون کے سامنے
اور اس لئے حدیث مین وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَصْحَابِیْ

كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم اور تفاوت ستارون کے فیمابین بہی پوشیدہ نہین
ہے ان شاء اللہ تعالے تفصیل اس کی قول مین رضی اللہ عنہ کے جو قدم كل ولي له
قدم وانی على قدم النبي بدر الكمال ہے۔ ظاہر ہوگی کہ شیخ بزرگ رضی اللہ
تعالے عنہ نے بدر کمال سے مناسبت اولے اشارہ فرمایا ہے۔ اور مناسبت ثانیے
وہ حدیث ہے جو فرمایا أصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم ایسا ہی
تفاوت نجوم کے فیمابین غیر مخفی ہے۔ پس نجم اول کو مناسبت ہے بدر کے ساتہ
اور وہ نجم ابو بکر رض ہین بعد اُسکے عمر رض پستر عثمان رض پستر علی رضی اللہ تعالے
عنہم ایسا ہی فرق ہے دوسرے صحابہ اور اولیا رہین تمام۔ اور اگر کہا جاے
کہ حدیث مین اشارہ ہر مناسبت اولے وثانیہ کی بانواع واشخاص یہ بہی یک وجہ
ہوسکتا ہے باعتبار مرتبہ بعد مرتبہ کے بہ نسبت نور خدا تعالے کے۔ اور مناسبت
ثالثہ یعنے ذرہ کی شمس کے ساتہ مرتبہ عام مؤمنین کا ہے کہ یک دوسرے
کم ہین یہانتک کہ آخر ہو جاے نور اور باقی رہے ظلمت محض جو کفر ہے
اور یہ اشارہ پایا جاتا ہے مخواے قولہ تعالے سے جو الله ولي الذين آمنوا
يخرجهم من الظلمات الى النور. والذين كفروا اولياءهم
الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات ہے۔ پس جو قت ظہورات مین تفاوت
ہو محبت مین بہی تفاوت ہوتی ہے کیونکہ ہر یک ظہور بقدر محبت ازلیہ عکس
شمس محبت خدا سے انور و منور ہوتا ہے۔ اس لئے کہے ہین کہ قولہ تعالے جو
يحبهم ہے اس معنے سے مراد ہے کہ نشو محبت کی دل مین محبون کے وہی
ويحبونه ہے یعنے اُنکو دوست رکہتا ہے بسبب محبت ازلی کے۔ گویا یہ
محبت حاصل ہے اُسی سے پس ثابت ہوا کہ ہر محبت ازلی ہے اور کثرت مستنیر
باعتبار کثرت محبت کے حیثیت تعلقات سے ہوتی ہے پس یہ مرتبہ ثالثہ عبارت

ہے تعلق اقتضاء مستظل اقتضاے احدی سے ظہورات مین بغیر استحقاق اُس کے
پس محبت دراصل امر محمود ہے بوجہ تعلق اس کے محمود سے اور اگر تعلق
اسکا غیر محمود سے ہو خلل اور فساد اس مین واقع ہوتا ہے اور خسارت
اور ہلاکت نصیب ہوتی ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے وَتُحِبُّونَ الْمَالَ
حُبًّا جَمًّا اور مین اشارہ اس امر کا سابق مین خیال کر چکا ہون۔ پس محبت
محیط ہے مومن وکافر کو لاکن تعلق مین فرق ہوتا ہے۔ اول محمود ثانی مذموم
ہے اور انبیاء علیہم السلام اور واعظین اسی لئے مبعوث ہوے ہین کہ تعلق
کو تعلق بد سے نکالین اور خلعت پاک پہناوین کیونکہ اَلطَّیِّبُ لِلطَّیِّبِ
وَالْخَبِیْثُ لِلْخَبِیْثِ۔ وَکُلٌّ یَعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ۔ وَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ وارد ہے۔
پس جو شخص رغبت کیا حق تعالے کی طرف وہ پاک دارین مین رہا۔ اور جو
پھر گیا اس سے اپنے نفس کا عہد توڑ ڈالا اور خوب ہوا کیونکہ یہ عالم الٰہیات
ہے انشاء اللہ تعالے قریب تصریح اس کی ہوگی۔ اگر کوئی کہے محبت مومن
کی جو مبنی جمال اور محبت کافر کی مبنی جلال ہے۔ پہلی بنا ہے لطف پر
اور دوسری بنا ہے قہر پر یہ بھی ہوسکتا ہے مگر اس مین تفصیل ہے مقتضی
بسط کی مین اسکو مجملاً کہتا ہون کہ محبت دو حال سے خالی نہین۔ یا فیما بین خالق
ومخلوق ہوگی یا فیما بین مخلوق کے۔ قسم اول بھی دو حال سے خالی نہین یا خالق
سے مخلوق کی طرف ہوگی یا مخلوق سے طرف خالق کے یہ دونون صورت مین
خالی نہین ہے کہ وہ محبت قہری ہو یا لطفی۔ پستر یہ دونون شامل ہونگے نفع
محبوب کو یا ضرر کو اس کے۔ پھر یہ نفع عام ہے ظاہری ہو یا حقیقی ہر واحد کو
ان دونون مین مقام اور اقتضا ہے کہ ہمنے شرح ہر قسم اس کی بطریق اجمال بیان
کرتے ہین۔ جاننا چاہیئے کہ نسبت خالق کی خلق کے ساتھ یا باعتبار ایجاد ہے کہ جسکی

تفصیل ابھی گذری - اجمال اسکا یہ ہے کہ حق تعالے باقتضاء ازلی ارادہ فرمایا جود
کا خلعات وجود و اسرار لدنیہ سے خلایق پر پس خلایق کو مظہر فیض اپنا کیا
اور یہ محض رحمت اور خاص لطف اسکا ہے جیسا کہ بادشاہ اپنے غلام سے
سکا ان مین آتا ہے دگر نہین اس مشت خاک کو خداے پاک سے کیا مناسبت
ہے - پس جو شخص اس ضیافت طفیلی جو ہر ازلی و نور ذات محمدی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو غنیمت جانا سعادت دنیوی اور اخروی کو پہنچ گیا - بلکہ انوار
ابدی کو حاصل کیا - اور یہ محبت جہت طلب سے خلق کے خالق کی طرف جب
تحتی دل پر وجود خلایق کی مقبولیت زیادہ ہو پیدا ہوتی ہے - کیونکہ محبت ازلی
کو دو جہتہ ہین - پہلا خالق سے خلق کی طرف کہ ثمرہ اسکا ایجاد ہے اور وہ چیز
ہے کہ پیروی ہوتی ہے دار آخرت کی طرف دوسرا خلق سے خالق کی طرف
فائدہ اسکا وصول ہے رفیق اعلی تک تلوینات متقاربہ کے ساتھ اس قدر
اَنْ یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ اور انتہا اسکا وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا دَقَّ جِلْدِیْ مِنَ الْفِرَاقِ پس محب اور محبوب اللہ
ہی ہے لاکن فہم اسکا باریک ہے سواے خواص محققین کے کوئی اسپر اطلاع
نہین پاتا ہے - اور اس مقام مین اکثر سالکین کے قدم اس راہ باریک اور
گہرے مین پھسل گئے ہین باعث اسکا قول ملحدون کا اتحاد وحلول ہے انہون
نے بڑی خسارت پائی ہے - اقرب جہت متوسط کی اہل وجود ہین جو قائل
وحدت الوجود کے ہین - اور ان مین چند فرقہ ہین کہ وہ کلام کو اپنے بہت طول
کئے ہین - اور مصلح انکی اہل شہود ہین اور وہ اہل حق ہین لاکن بعض انمین بھی
مخالف مسائل ظاہر شریعت کے ہین - اعلی وہی ہے جو واصل الی الحق الحقیق
ہین - اور وہی اہل تحقیق ہین جو محافظت قواعد شرعیہ کے کرتے ہین نورنا اللہ و

وَجُهُهُمْ کیونکہ وہ بستی کے گڑھے سے نکل کرنا سوت سے گوشۂ ملکوت تک
اور وہان سے جبروت اور وہان سے لاہوت تک چڑھے ہین۔ اور یہ
محبت کا حال مثل تخم صالح ہے جو اچھی زمین مین بُوو اُوگتا ہے اور زمین
اچھی آلات ایمان اور اعمال تبعیت اور تربیت محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم ہین تخم کو متضاعف کرتے ہین جیسا کہ حق تعالے فرمایا ہے وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ
يَخْرُجُ نَبَاتُهُ پس روز بروز امطار توفیق ازلی سے زیادہ ہوتے
ہین یہانتک کہ متعجب ہوتا ہے زراعت کرنے والا پس ثمر دیتا ہے کُلِّ
سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ کا کیونکہ عادتِ الٰہی جاری ہے کہ ترقی نباتات کے
بحسب قابلیت زمین ہوتی ہے لاکن فضل کو نہایت نہین ہے اور نہ سبب
اور اگر زمین غیر صالحہ ہو اور مختلط اجزار نمک سے ہو تخم اُس مین کم اوگتے
ہین۔ اور اگر اس سے خراب ہو تخم ضائع ہو جاتے ہین اگر کچھ اوگے تو
بھی دور دور اوگتے ہین چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے فَتَذْرُوهُ الرِّيَاحُ
فَتَصِيرُ قَاعًا صَفْصَفًا وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۞ پس ایمان
اول مولکہ ہے تخم محبت سے پس ترقی ہوتے ہوتے ثمر رضا تک پہونچتا ہے
اسوقت صاحب بذر کبیر اور کنز کثیر ہوتا ہے اور رزق رب رزاق سے
جو وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ سے پاتا ہے کہ بعد اس کے کوئی طعام
کی حاجت نہین ہوتی ہے اور اسی مقام مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے أَبِيتُ عِنْدَ رَبِّي وَهُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي اور یہ
اُسی شخص کے لئے ہے جسکو خدا تعالے چاہا چنانچہ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ
يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۞ بیان اُسکا ہے۔ اور یہ بیان ایسا ہے کہ جسکا حد نہین
ہے اور یہ مختصر گنجایش اس کے بیان کی نہین رکھتی ہے اور یہ بیان مین نے بخوف

تطویل نہین کرسکتا ہون۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ جو شخص نفس کشی کرتا ہے
اور شہودون کو سیری سے باز رکہتا ہے اسکو حق تعالے یہ محبت نصیب کرتا ہے
پس ضرور ہے کہ ہمیشہ مخالفت نفس کی کرین کہ حق تعالے وعدہ فرماتا ہے
وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور یہ دشمن نفس کے لئے
ضرور ہے بموجب قواعد شرعی صبح وشام برفق وتہدید پیش آوے یعنے
یک چیز مین اس کے ساتہ ملایمی کرے اور یک مین تہدید اور مجاہدہ مین
کوتاہی نہ کرے تا نفس سرکشی سے باز رہے مثلاً محرمات سے دور ہووے
اور مباحات کو منع نہ کرے جب چندے عادی اسکا ہوجاے پس جو مباح
شہودی ہے اس سے ہی باز رکہکر مادون اس کے دیوے اور یہی قاعدہ
تمامی ماکول ومشروب وملبوس ومنکوحات مین جاری کرے چنانچہ ایسا ہی
حضرت شیخ رضی اللہ تعالے عنہ نے (جلاء الخاطر) مین اشارہ فرمایا ہے کہ عداوت
نفس کی یہ ہے کہ اسکو روٹی گرم گندم کی نہ دیوے اور بعد اس کے سرد
ہی گندم کی اور اسکے بعد جو کی نہ دیوے تارام ہووے۔ اور شیخ رضی اللہ
تعالے عنہ نے اس شعر مین جو سفینہ جمع لاکر کاسات الوصال فرمایا ہے یہ
اشارہ ہے اس بات سے کہ نفس کے ہات مین ڈوری اختیار کی ندیوے مگر
سلوک کے بعد او جذبہ موصلہ کبہی کبہی احاد وافراد کو جو حاصل ہوتا ہے یہ سب موقوف
ہے محبت پر بندے کی خدا تعالے سے چنانچہ کہا گیا ہے وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ
فَهُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور یہ بیان ہے محبت قدسیہ مطلقہ کا۔
اما محبت المخلوقات یعنے محبت مخلوقات کی فیمابین یک دوسرے کے اقسام
مین یک اس سے یہ ہے کہ وہ محبت مقتضی بکمالات علمیہ ہوتی ہے۔ اور وہ علوم
عام ہین۔ خواہ موصل الے اللہ ہو۔ یا موصل الی امور المعاشیہ۔ یا کمالات صناعیہ

محبت مخلوقات

ہو بغیر نظر کے طرف یہ دو اتصال کے ۔ پس محبت علوم موصل الی اللہ کے محبت حقیقی
ہے اور اقسام سے محبت خالق کے ہے مخلوق سے اگرچہ ظاہر بین قسم سے محبت
مخلوق کے ہووے ۔ اور محبت معاشیہ بھی کبھی وسیلہ محبت قدسیہ کا ہوتی
ہے جیسا کہ کسیکو فراغت ہو معاش ضروری سے اور وہ التجا کرتا ہے رزق
موفق اکی اللہ تعالے کے اسی معاش محصلہ سے اور اسکو سطوت وحدانیۃ
اللہ کی طرف کھینچتی ہے ۔ اور یک قسم اس محبت مقتضی بکمالات علمی سے
وہ ہے جو کبھی کمالات علمی کو پہنچاتی ہے ۔ اور یہ اعمال خالی نہین ہوتے
ہین تردید علم سابق سے تاعبرت لین بیان سے اس کے از روے رد و قبول
اور نزول وعروج کے ۔ اور کبھی یہ محبت پہونچاتی ہے طرف توالد و تناسل کے
اور یہ بھی خالی نہین ہوتی ہے تردید علم سابق سے کیونکہ بعض لوگ اولاد اسلیئے چاہتے ہین
کہ وہ انکو معاون و یار ہوویں امور دینی مین مثل غزا اور ارشاد علمی کے اور اسلیئے کہ
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وَاِنِّیْ اُبَاهِیْ بِکُمُ الْاُمَمَ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور بعض اولاد اسلیئے چاہتے ہین کہ اپنے املاک اور سلطنت اور اپنا
نام دنیا مین اُنسے باقی رہے ۔ یا اولاد ان کی بغاوت وچشم نمائی خلق مین مددگار ہوویں
یہ امر ممنوع شرعی ہے پس وہ لوگ غفلت مین ہین ۔ اور بموجب فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ
وَمَا کَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ۔ سوائے نقصان کے نفع نہ پاوینگے ۔ اور ہر یک فرقہ کو ان
فرقون سے بقا مین اس محبت کے اطوار و شروط ہین ۔ اَمَّا فِی الْمَحَبَّۃِ الْخَالِقِیَّۃِ یعنی
محبت مین خدا تعالے کی نسبت بندہ کی غلبہ نزول بلا کا اور سامنا جنگ و جدال کا ہوتا ہے
جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور انبیاء مابعد کے لئے ہوا ۔ اور ایسا ہی ہمارے پیغمبر
سرور انبیا اور اُنکے اصحاب اور اہلبیت کے لئے ہوا آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اس امت سے ایذا دیئے گئے
ایسا کوئی پیغمبر ایذا نہ دیئے گئے اسلیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

اَشَدُّ الْبَلَاءِ عَلَى الْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ پس یہ محبت ظاہر مین قہری ہے
لاکن حقیقت مین لطفی ہے۔ کیونکہ بعض انبیا علیہم السلام کے لئے پہلے محبت لطفی ہوئی
جب کہ سلیمان علیہ السلام کو ملک دیا گیا جنکی شان مین فرمایا گیا ہے لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ
مِنْ بَعْدِہٖ پس سلیمانؑ معزول کئے گئے ملک سے اور بلاؤن کو اپنر نازل کرکے اپر محبت
قہری فرمایا اگرچہ بظاہر امور معاش مین یہ محبت قہری تہی لاکن امور معاد مین اُن کے
لطفی تہی کیونکہ اس حال مین نبوۃ و کمال جو دیا گیا تہا سلب نہین کیا گیا۔ مگر اکثر اولیاء اللہ
اس محبت معاش اور معاد مین آزمائے جاتے ہین اُنکے حق مین ہر دو قسم محبت لطفی
اور قہری صادق آتے ہین۔ ایسا ہی حال ہے علما و مشایخ کا کہ حق مین متعلمین اور
مریدین کے دو نو قسم کی محبت فرماتے ہین۔ اور ایسا ہی حال ہے محبت مخلوقات
کا کہ رویت معاش محض مین محبت لطفی و قہری ہوتی ہے بلکہ ہر محبت مین لطف و
قہر ہوتا ہے مگر معرفت اس کی محتاج ہے تعمق صادق کی بلکہ کشف تمام کی۔ اِس لئے
کہا جاتا ہے کہ مرید صابر ہووے خشونت شیخ پر کیونکہ قہر ہی اسکا لطف ہے بعد
علم کے۔ اور یہ بات پائی جاتی ہے عقیدہ سے۔ کیونکہ بندہ کو لازم ہے نزول بلا
سے خدا تعالے پر کوئی اعتراض نہ کرے وہ ارحم الراحمین ہے یَفْعَلُ اللّٰہُ
مَا یَشَاءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ اُس کی شان ہے۔ اور یہ امر مخالف ہے حق مین
ابلیس علیہ اللعنۃ کے کہ اس کے لئے قہر مطلق ثابت ہے محل محبت کا نہین ہے۔
اور اسی لئے وہ معدن لعنت بنے و معدن حرمان کلی کا ہوا۔ اور اسی حال پر رہیگا
اگر کوئی کہے کہ صفات محیط ہین ہر شخص کے لئے پس کیونکر کہا جاسکے کہ ابلیس
بے نصیب ہوگا رحمت سے۔ جواب کہینگے ہم کہ اگرچہ صفات حق محیط ہین لاکن
محبت کو دو جہۃ ہین ایک اللہ کی جانب سے دوسری بندہ کی طرف سے۔ پہلی جب
مستحق ہوگی محل صلاحیت ثانی کا نرہا اور وہ نہین ظاہر ہوگا۔ اور یہ کلام اُس منشا کو

ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِقَادِرٍ عَلَی الْمُمْتَنِعَاتِ کیونکہ ممتنع مین محل قدرت نہین ہے اور نہ یہ کہ قدرت ناقص ہے اگر ایسا ہو لازم ہوگا ممنوع - اِس مین تفصیل ہے قیاس کیا جاے اسپر جو ہمنے بیان تخم اورز مین تمکین کا کیا ہے - اگر کوئی کہے کہ عطار خلعت وجود اور کمالات افراد محبت ہین اگرچہ نہ واجب کرے سعادت اُن کی بھی جواب کہونگا مین کہ اِس وہم کو بھی وہم نہین کیا جاتا ہے کہ صفت محبت کو ہر موجود کے لئے احاطہ نہین ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ وَصَلِّ عَلٰی نَبِیِّكَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَنَائِبِہٖ وَالصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ - (رشحہ لطیفہ) جاننا چاہیے کہ جو چیز مواہب مقبول نظر سیدنا عبد القادر رضی اللہ تعالے عنہ سے تیرے قلب فاتر پر وارد ہووے اس کو یاد رکھے وہ یہ ہے کہ الفاظ وارد ہ نزدیک معنٰی سے اور متصادق معلوم پر یہ ہین وَلَہ عشق میل محبت طلب اشتیاق شوق اور جو مناسب اس کے ہو قوم نے اس مین فرق کئے ہین چنانچہ بعض نے کہا ہے میل اول درجہ نکلجانے طبیعت کا ہے طلب حق میں بترک مالوفات نفسیہ کے - جب یہ مکرر ہوا اسکو مودۃ کہتے ہین اور جب اس مین زیادہ تر تاکید ہوا اسکو محبت کہتے ہین - اسکے بعد درجہ شوق کا ہے اسکے پیچھے اشتیاق کا کیونکہ شوق دیکھنے سے معشوق کے تسکین پاتا ہے اور اشتیاق مین زیادہ تا شوق واضطرار پیدا ہوتا ہے - اور بعض نے برعکس اس کے بیان کئے ہین اور کہے ہین اشتیاق اہل طریقت کے لئے ہوتا ہے اور شوق اہل حقیقت کے لئے - اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ الشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِكَ اور یہی موافق ہے کلام کو شیخ بزرگ نظام الحق

اختلاف تعریف الفاظ محبت و بیچ بعض از ان

والدین کے جو فرمایا ہے۔ نخست محبت ست بعدٔ اشتیاق و بعدہ شوق۔ اشتیاق بملاقات کم نشود و فا ما شوق کم شود ع جمال در نظر و شوق ہمچنان باقی! گدا اگر ہمہ عالم بدو دہند گداست ‌!! اور بعض نے کہا ہے کہ اشتیاق و شوق یک معنی میں ہیں اور محبت نزدیک قول متوسط اولے ہے۔ جو کہے ہیں و لہ بعد شوق و اشتیاق ہے اور بعد ولہ مرتبہ عشق کا ہے چنانچہ اشارہ ہے قول اللہ تعالے میں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور طلب و ارادہ کہ عبارت ہین سعی عبد اور تردد سے اسکے جو تحصیل محبوب میں واقع ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی مراد فرق معنوی کے بیان میں عبارات مختلف ہیں اسکی تفصیل کو وقت متحمل نہین ہے اس لیئے تجھ پر وہ چیز ظاہر کرتا ہون جو روشن کیا اللہ تعالے نے میرے دل میں انوار شیخ بزرگ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ببرکت اس قصیدہ خمریہ کے وہ یہ ہے کہ یہ تمام عبارات موضوع ہین مراتب محبت کے لیئے اور نام محبت شامل ہے کل کو۔ اور فرق نہین ہے مگر باعتبار ترقی کے میل سے طرف بقا کے۔ اور یہی رمز رکھے ہین شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ اپنے قول سَقَانِي الْحُبُّ كَاسَاتِ الْوِصَالِ مین یعنے ہر محب کے لیئے درجات و خمرات ہین اور ہر خمرۃ کے لیئے کاسہ ہے اور ساقی ہے۔ اور طالب شرب کو اس سے ہر وقت جو پاتا ہے خوشگوار ہوتا ہے اور بعض جو اسکو پیتے ہین پہلے درجہ مین اسکو سکر ہو جاتا ہے اور دوست رکھتا ہے کہ سیراب ہو جاوے نہایت سیرابی سے۔ اور گمان کرتا ہے کہ بعد اسکے کوئی شراب سبوے ساقی مین نہین ہے۔ اور ایسا حال شیخ رضے اللہ عنہ کے نزدیک غیر جائز ہے۔ چنانچہ منقول ہے کوئی بزرگون سے یک صاحب کمال سے تحریراً پوچھا کہ اینجا کسے ست کہ قطرۂ خورد و مدہوش شد آن مکتوب الیہ نوشتند کہ اینجا کسے ست کہ دریا ہا فرو برد و نعرۂ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ میزند

گویا یہ کلام ارشاد تھا اس صاحب کمال کا اس لئے کہ کوئی شخص اسقدر پر اکتفا نہ کرے بلکہ ضرور ہے ہمیشہ زیادتی طلب رہے کیونکہ ساقی زیادتی سے بھرا ہوا ہے اور یہی مفاد ہے کلام سے حضرت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے

وَهِمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِی    فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِی مَلَالِ

یعنے اے اقطاب تمنے جو کچھ کہ پایا ہے ہو گمان کرتے ہو وصول کو وہ تمپر قائم رہنے والا نہیں ہے نزدیک خدا تعالے کے مَقَامِی فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِی یعنے میں تجربہ کیا ہوں عدم بقا کو خدا تعالے کے نزدیک پس چاہیئے کہ جو چیز تمنے حاصل کئے ہو اسپر قصر مت کرو بلکہ سعی کرو واسطے حصول اس چیز کے جو فوق اسکے ہے۔ اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی ہے اَللّٰهُمَّ زِدْنِی عِلْمًا وَزِدْنِی شَوْقًا وَاجْعَلْ فِی قَلْبِی نُوْرًا آخر تک وَاجْعَلْنِی نُوْرًا فِی نُوْرٍ کے۔ اور بعض نے اکتفا توسط پر کیا اور بیہوش ہو گیا ہے۔ اور ایسا ہی بہت اولیا مقام شہود میں جو ثمرہ اسکا غلبہ محبت کا ہے رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ کہ ترقی کیئے ہیں اس مقام سے اور پہنچے ہیں رتبہ تحقیق تک وہی لوگ سیدہ ہیں حق تحقیق کو۔ اور اس درجہ کے اولیاء کے کلام و کلمات بہت ہیں کہ اس کی حقیقت سواے اسی درجہ کے لوگوں کے دوسرو پر ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ کوئی ان کے کلمات پر تعرض نہ کرے اور اسی قبیل سے ہے وہ کلام جو جاری ہوا زبان سے منصور حلاج کے۔ حقیقت کو اس کلام کے وہی شخص جانے جو اس درجہ کا ہو۔ اگر کوئی اس مرتبہ کا نہ ہو اس کلام پر نقص نہ رکھے۔ جیسا کہ جس وقت حضرت سلطان العارفین بایزید قدس سرہ نے سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی لَیْسَ فِی جُبَّتِی سِوَاهُ فرمایا بعض جماعت مریدین کی جو شراب سرخ ارشاد سے ان کے سیراب نہ تھی شیخ پر اعتراض کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ فی الواقعہ ایک کلام کسیکو جائز نہیں ہے

اگر بار دیگر مجھہ سے صادر ہو تم اپنی تلوارون سے مجھے قتل کر ڈالو - پس مریدون نے
وقت کلام خلاف شرع کے بموجب فرمان کے عمل کیئے اور ہتیار شیخ پر چلائے اُنکی
تلوار اُنہین پر پلٹ گئی بعض مجروح اور بعض مقتول ہو گئے - اور جسنے شیخ کی حالت کو
پایا اور خاموش بیٹہا رہا صحیح وسالم رہا - پس شیخ جب قریب وفات ہوئے فرمایا کہ مین
یک روز کہ سُبحانی مَا اَعظَمَ شَانِی جو کہا تہا وہ زنار کو توڑ ڈالا اب کہتا ہُون
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ پس ای بہائیو جان لو کہ یہ عطا ہے ہر یک مقام کی جو حق
اُس مقام کا ہے یعنے قول پہلا شیخ کا اول جوانی شہود مین تہا کہ جسمی جلوات نوریہ
اور تجلیات طوریہ ظہور کئے اور تمام وجود کو شیخ کے ظاہر و باطن مین محیط ہو گئے
وجود بندہ وجود شہودی حق کا ہو گیا اور اسیکے سبب اثر تلوارون کا اس وجود پر نہوا
پس جب امتیاز اس وجود شہودی سے پیدا ہوا وجود اسکا وجود بندہ کا ہو گیا اور
تمامی احکام جو بندونپر جاری ہوتے ہین اسپر جاری ہو گئے - کیونکہ وجود ظاہری
نسبت بندون کا بندہ ذاتی ہے اور وجود باطنی رب کا باقی فی الحقیقت باقی ہے
اگر کوئی کہے کہ منصور حلاج باوجود ہونے مرتبہ آغاز جوانی شہود مین کیون قتل
کیا گیا اور تلوار کا اثر برخلاف بایزید اسپر کیونکر ہوا - جواب دیتا ہون کہ فی الواقع
ہر دو نے بایک مرتبہ مین کلام کیا لاکن شہود سلطان العارفین اور منصور مین فرق تہا
کیونکہ سلطان العارفین کے لئے غلبہ وجود شہودی ایسا ہوا کہ وجود مین اُسکے
کوئی ذرہ تبعیت سے باقی نرہا اس لئے لفظ سبحان کو یاء متکلم پر مقدم کیا اور منصورؒ
نے برخلاف اسکے لفظ اَنَا کو حق پر مقدم فرمایا گویا وجود عبد متبوع تہا کلام منصورؒ
مین اور تابع تہا کلام بایزید مین اس لئے منصور پر اثر قطع کا ہوا اور سلطان العارفین پر
نہ ہوا اور فرق بیان دونون مین ایسا ہی جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقت
ہجرت کے غار مین صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ سے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

اور موسیٰ علیہ السلام نے برخلاف اس کے کہا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ یعنی ہمارے
پیغمبر خدا صلعم نے تقدیم وجوب رب کیا اور موسیٰ نے تقدیم وجود اپنا اور
ایسا ہی فرق ہے احوال مین تمام انبیا اور اولیا علیہم السلام وعنہم الرضوان
کے اور یہ مدارج ہین ہریک کی محبت کے پہلے درجہ کو میل کہتے ہین

بیان مدارج محبت

اور دوسرے کو مودت علی ہذا القیاس محبت کے مدارج یک بعد دوسرے
کے ہوتے ہین۔ پس اطلاق محبت کا بعض اشہر دا ء کہ افراد ان مدارج کے
مثل اطلاق کلی ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
امت کو فرمایا میرے دوستدار خدا کے محبوب ہین اور یہ درجہ محبوبیت
کا مرتبہ انتہاے وصول کا ہے اور حصول قبول کا۔ پس امر جامع سلوک
طریق حق مین محبت ہے پس ضرور ہے کہ اس کے حاصل کرنے مین جلدی
کرے آج کے مقدمہ کو کل پر نہ ڈالے۔ اگر کوئی کہے کہ محبت مواہب
حق سے ہے نہ مکاسب عبد سے کیونکہ اہل کمال نے فرمایا ہے اِنَّ
الْمَحَبَّةَ مِنْ تَعْلِیْمِ الْحَقِّ لَا مِنْ تَعْلِیْمِ الْخَلْقِ وَاَنَّهَا عِنَایَةٌ اَزَلِیَّةٌ
ثَمَرَةُ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ۔ پس بلحاظ اس کے محبت بندہ سے غیر ممکن
ہے جبتک کہ خدا تعالے کی محبت ازلیہ سے اسکو نہ کھینچے چنانچہ سابق ذکر
کیا گیا۔ جواب دونگا مین اگرچہ فی الحقیقت ایسا ہی ہے لاکن عادت
ایسی جاری ہے کہ جبتک استعمال بعض اسباب کا نہ ہو ثمرہ اسکا حاصل نہین
ہوتا ہے اور وہ اسباب مخصوص و منحصر ہین اکتساب شریعت محمدی پر۔
اگر کوئی کہے کہ تمامی امور مترتب نہین ہوتے ہین اسباب پر بلکہ مواہب سے
حاصل ہوتے ہین جیسا کہ بعض متکلمین نے کہا ہے اِنَّ الْاِشْبَاعَ مِنَ الطَّعَامِ

مِنَ الْمَوَاهِبِ یعنے سیری شکم کہانے سے نہین ہے بلکہ وہ بہی مواہب سے
ہے اور ایسا ہی جلانا آتش کا اور سوائے اس کے مواہب ہین - جواب
کہونگا مین درست ہے لاکن واسطے کمال اور عظم شان محبت کے مخصوص کئے
گئے ہین سو ہبۂ الٰہی ہے - اور اگر کوئی کہے کہ سبب قوی اشد محبت کے
لیئے کیا ہے - جواب کہونگا مین سبب قوی اسکا مخالفت نفس کی اور خواہشات
طبعی حیوانی کے ہے اور اس مخالفت کے لیئے طرق بہت ہین لاکن حق تعالے نے
اس کے لیئے موازنہ مقرر فرمایا ہے کہ وہ اتباع سنت ہے جو ماخوذ ہے
قول حق تعالے فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ پس درخت محبت کا نہین اوگتا ہے سیر اتباع سنت محمدی
مگر تخم اتباع محمدی سے پس جو دعوے محبت کا بغیر اتباع نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے کرے وہ جہوٹا ہے نہ اسکو استماع کرین اور نہ قبول کرین
پس اس اتباع مجمل کی تفصیل بہت بڑی ہے بعضون نے تعداد اسکا سات
ہزار مقام کہا ہے اور بعض نے یک ہزار پر حصر کیا ہے اور بعض نے یک
سو پر اور شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے اُس تعدد مقامات کو قول کا سایق
الوصال مین اشارہ فرمایا ہے اور یہ کلام جامع ہے اقوال کو لاکن مین انشاء اللہ تعالے
وہ صورتین جو میرے فہم مین انوار شمس افادہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ سے
آئی ہین انکو اکتالیس مقام یا اکیس مقام مین داخل کرکے بخوبی بیان کرونگا
اِنَّهٗ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَبِیَدِهٖ اَزِمَّةُ التَّحْقِیْقِ پس جاننا چاہیئے کہ شیخ
بزرگ رضی اللہ عنہ نے اختیار فرمایا ہے حب کو عشق اور ولہ پر بموجب اشارہ
قرآن مجید کے اور حدیث قدسی مین جو اَحْبَبْتُ ہے وہ بیان نزول ہے
پس سالک کو ضرور ہے کہ جب ارادہ کرے عروج کو اختیار کرے اُس
چیز کو جو واجب گردانتی ہے عروج محبت کو تاکہ مطابق ہو وے لفظ معنی کو

مانند اور خلت کمتر ہے حب سے کیونکہ مراد خلت سے خالی ہونا خلیل کا ماسوائے مطلوب سے ہے اور فنا ہونا وجود کا ارادہ ثانیہ سے اس مطلوب کے ہے۔ لیکن محبت بغیر انحصار کل کے ماسوائے محبوب اور خلوے ارادہ فہم حقیقت کے نہین ہوتی ہے اور اسی لیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مرتبہ خلیل کا اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرتبہ حبیب کا دیا گیا تھا انشاء اللہ تعالےٰ اگر توفیق رفیق ہو تتمہ اس کلام کا ضمن قول محبوب کے جو جَدِّي صَاحِبُ الْبَيَانُ اَلْكَمَالُ ہے بیان کیا جاویگا۔

(بیان لطائف مختلفہ) جاننا چاہیئے کہ دریائے محبت ایسی دریا ہے کہ جسکو حد اور کنارہ نہین ہے اور اس مین نہرین اور قطرات ہین ہر قطرہ سے اسکے دریا موج زن ہوتے ہین اور باغ مین دلون کے جاری ہوتے ہین کوئی اس کے کنارہ پر غوطہ نہین مار سکتا ہے اور کوئی سیاح کشتی تدبیر پر اُس کے وسط مین سیر نہین کر سکتا ہے جو اس کے تیرنے کا ارادہ کرے ڈوب جاتا ہے اور جو شخص یک قطرہ اس سے پیوے جل جاتا ہے اُس کی مساحت کو کوئی پیمایش نہین کر سکتا ہے بلکہ کوئی قیاس کرنے والا قیاس نہین کر سکتا ہے۔ گویا پانی اُسکا نور اور نار ہے اور امواج اس کے طور لونہا ہے جس نے اُس کو چکھا نشار سے اس کے بیہوش ہو گیا گویا پانی اُس کا شراب ہے دانا لوگون کی عقلون کو گم کر دیتا ہے اور حرارت اس شراب کی گوشت تدبیر کا گلا دیتی ہے۔ شیخ عثمان بن مروہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ محبت دریاے مواج ہے ابتدا اُسکا سفر ہے اور وسط اسکا مرض ہے اور نہایت اسکا قرب جو حاصل ہوتی ہے سالک کو پینے سے اُس کے يُطْعِمُهُمُ اللّٰهُ وَيَسْقِيهِمْ پس کہلاتا ہے اور پلاتا ہے اسکو حق تعالےٰ پس ہو جاتے ہین تمام محبین اس ذایقہ سے قایم نسبت حقیقی اگر کوئی بڑھ جاوے

محبت کے بیان لطائف مختلفہ

اپنے مقام قدیم سے آتش مین ڈوب جاوے اور ہلاک ہو جاوے اگر ہٹ جاوے اپنی جاے سے مجوب ہو جاوے گویا محب اس حالت مین ایسا ہو جاتا ہے لَا یَحْیٰی وَلَا یَمُوْتُ پس پکارتا ہے جو پکارتا ہے اور چپ ہوتا ہے خوف سے ہلاک کے پس گر جاتا ہے گڑھے مین گڑھے دریا کے اور قدم اسکا نہین بھیگتا ہے پانی سے اس دریا کے وہ دریا ایسی ہے کہ موج اُس کی مثل کوہ بلند ہے صعوبت اسکی ظاہر اور نور اُسکا باطن ہے اور یہ مقدمہ ایسا ہے کہ صرف سننے سے اُسکے حقیقت معلوم نہین ہوتی ہے جب تک کہ اس مین مبتلا نہ ہووے مروی ہے کہ یک محب کو شبلی علیہ الرحمہ نے جنگل مین دیکھا کہ یک بلا مین مبتلا ہے شبلی اس کے نزدیک جا کر ملاقات کیا اور سبب ابتلا کا پوچھا اور وہ ضیافت شبلی کی کیا اور کہا کہ فلان جاے یک عاشق ہے اس سے ملاقات کر وہ ظاہر کریگا شبلی اس جاے جا کر تلاش کیا ملاقات نہوئی لوگون سے پوچھا کہ وہ کہان ہے خبر دیے کہ یکسال کا عرصہ ہوا وہ اس غار مین چلا گیا ہے معلوم نہین کہ حال اُسکا کیا ہے شبلی فرماتے ہین کہ وہ غار نہایت طول تھا مین اس غار مین گیا دیکھا کہ وہ پڑا ہوا ہے اور سانپ نے یک چشم اسکی کھا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ دوسری چشم بھی اس کی کھا جاے شبلی متحیر ہو کر کھڑا ہو گیا وہ عاشق نے شبلی کو کہا یَا مُدَّعِیْ وَیَا مُھَوِّسْ دعوے محبت کا نہ کر کہ وہ امر خارج عقل سے دانائون کے ہے اور تو جو میرا حال دیکھتا ہے اول قدم ہے راہ عشق کا۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ یک وقت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کلام حق تعالےٰ کے لئے کوہ طور پر جارہے تھے یک شخص دیوانہ دار اثنا راہ مین ملا اور کہا کہ اے موسیٰؑ جب تو اپنے کلام سے فارغ ہوگا میرے جانب سے خدا کو عرض کر کہ یک قطرہ دریاے محبت سے

نقل شبلی و محب

[illegible]

اپنے مجھے رخصت فرماوے موسیٰ علیہ السلام نے قبول فرماکر بحضور حق پہنچے اور
اپنی مناجات سے فارغ ہوے لاکن پیغام اُسکا بھول گئے خود حضرت حق سے
ارشاد ہوا کہ یا موسیٰ اَنَسِیْتَ مَنْ سَئَلَكَ موسیٰ علیہ السلام نے حقتعالےٰ
سے معذرت اور عرض کیا کہ وہ یک قطرہ دریاے محبت سے تیرے طلب
کیا ہے ارشاد ہوا قَدْ اَعْطَيْنَاهُ وَلٰكِنْ لَكَ اَنْ تُلَاقِيَهُ یعنے ہمنے اُسکو
جو طلب کیا ہے دیدئے ہین لاکن ضرور ہے کہ تو اس سے ملاقات کر اور احوال
کو اُسکے دیکھ موسے علیہ السلام جب کوہ طور سے واپس ہوئے اُس شخص کو
اُس کی جاے پر نہ پاے جو لوگ کہ وہان تھے اُنسے پوچھا خبر کئے کہ وہ اِس پہاڑ
پر چڑھا معلوم نہین کہ کہان ہے پس موسی علیہ السلام پہاڑ پر گئے اور سراغ اُسکا
نپاکر متحیر تھے ناگاہ نظر اُنکی غار کی طرف پڑی دیکھا کہ ٹکڑے اُس کے گوشت
کے سر سے پاؤن تک کاٹے ہین اور پہاڑ پر پھینکے ہین موسی علیہ السلام کو اور
حیرت زیادہ ہوئی اور وہ شخص اندرون غار سے آواز دیا یا موسیٰ قَدْ
اَصَبْتُ بِمَا سَئَلْتُ یعنے اے موسی جو مین طلب کیا تھا وہ نصیب ہو گیا لاکن
یہ پہلا قدم ہے محبت سے کہ جس کی حرارت سے ٹکڑے میرے گوشت کے
جدا کئے گئے اب نہین معلوم کہ بعد اِسکے کیا دیتے ہین اور کیا لیتے ہین ۔ کہے
اور یہ بھی روایت ہے کہ جب بھائیان یوسف ع کے بسبب قحط کے مصر مین یوسف ع قصہ حضرت یوسف
نزدیک گئے اور چاہے کہ اپنی متاع فروخت کرکے قوت اپنا کرین اور بلاے
قحط سے بچین یوسف علیہ السلام نے پوچھا احوال یعقوب علیہ السلام کا صدمہ
فراق مین کیا ہے جواب دیئے کہ وہ ابن یامین ع کو جو بھائی یوسف کا ہے دیکھکر
دل کو تسکین دے رہا ہے یوسف علیہ السلام کو اس خبر سے وحشت زیادہ
ہوئی کہ میرے غیر سے تشفی دل کی کر رہے ہین فرمایا جب تک تم یوسف ع کے

بھائی کو نہ لاوین غلہ تمکو نہ دونگا پس بھائیان یوسفؑ کے باپ کے نزدیک
گئے اور کہے یَا اَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْکَیْلُ اَرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا یعنے ای باپ
ہمکو غلہ نہین دیا جاتا ہے جب تک کہ ہم ابن یامین کو بادشاہ مصر کے نزدیک
نہ لیجاوین یعقوب علیہ السلام نے جواب فرمایا مَا فَعَلْتُمْ بِیُوسُفَ یعنے تم
یوسف کے ساتھ کیا سلوک کئے جو اُس کے بھائی کی حفاظت کروگے پھر یہ
فرمایا اِذْهَبُوا بِہٖ وَاَنَّ اللّٰہَ لَہٗ حَافِظٌ وَهُوَ خَیْرُ الْحَافِظِیْنَ یعنے لیجاؤ اسکو
ہی خدا تعالےٰ اُسکا حافظ و نگہبان ہے پس بھائیان یوسفؑ کے ابن یامینؑ
کو ہمراہ لئے اور یعقوب علیہ السلام کو غم فراق مین اُس کے چھوڑے۔ پس
جب ابن یامینؑ یوسفؑ کے نزدیک پہونچے یوسفؑ نے دیکھا کہ قمیص پر
اُسکے تمام نام یوسفؑ کا نقش ہے یوسفؑ نے پوچھا کہ یہ نام تیرے
قمیص پر کیون نقش ہے کہا کہ جب یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا مجھے اُسکا نہایت
غم ہوا اور اُسکے جمال کو دیکھنے بیقرار ہو گیا اُسوقت نام اُسکا میرے قمیص
پر لکھدئے کہ اُسکو دیکھکر اپنے دل غمدیدہ کو تسلی دیتا ہون اور چشم رمد
رسیدہ کو نور بخشتا ہون۔ یوسف علیہ السلام کو یہ حال سنکر دل بھر آیا اور
آنکھ سے اشک گر گئے ابن یامینؑ کو خلوۃ مین لے گئے اور خبر کی کہ مین یوسفؑ
ہون ابن یامین کا اُسکے دیکھنے سے دل شاد ہو گیا۔ پس طالبِ عارف کو چاہیئے
کہ جب خدا کو یاد کرے اسم اللہ کو دیکھا کرے کثرت ملاحظہ اسکا گویا خدا
ہی کو بتلاتا ہے یعنے یہ نقش دلپر اس کے کندہ ہو جاتا ہے چنانچہ (جلاء الخاطر)
مین شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا ہے کہ کثرت مطالعہ و مراقبہ
اسکا دل کو ماسوے اللہ سے فارغ کرتا ہے اور کمال شغل اسکا یہ ہے کہ
طالبین کے بعض اعضا سے خون جاری ہو جاتا ہے اور جب نظر زمین پر گرتی

شغل بیان باصرہ تصور اسم اللہ مطالعہ

ہے نقش اَللّٰہ جل شانہ کا نظر آتا ہے اور اسی حال میں منصورؒ نے انا الحق فرمایا ہے
جب اُسکو قتل کئے ہر ایک اعضا سے اُس کے آواز انا الحق کی نکلتی تھی اور
خون سے بھی وہی صدا آتی تھی یہاں تک کہ جب اُسکے پوست کو جلا دئے راکھ میں
نقش اَللّٰہ کا پایا جاتا تھا پس اُس راکھ کو دریا میں ڈال دیئے پانی سے وہی
آواز آتا تھا پس طالب کو چاہیئے کہ شغل اور مراقبہ اس اسم مبارک کا کریں
ہر زمان و مکان و حال و بقا و فنا میں اُسی سے ربط حاصل کریں وَ هُوَ اللّٰهُ
الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُحِيطُ لِكُلِّ شَيْئٍ وَ الْبَسِيطُ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ مَعَ تَنْزِيْهٍ
تَامٍ وَ الْفَرَاغِ عَنْ تَشْبِيْهٍ خَاصٍ وَ عَامٍ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰى شَانُهٗ وَ
الصَّلٰوةُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ الْمَبْعُوْثِ اِلَى الْخَلْقِ عَظُمَ بُرْهَانُهٗ
جاننا چاہیئے کہ یہ بیان اشغال کا جو پیدا ہوتے ہیں انوار محبت سے باوجود
عدم احاطہ ذرہ اُس کی ذرات بسیط سے جب فارغ ہوئے ہم اس سر ارادہ کئے ہم بیان
نہرہائے جاری کاسات کو جو متجلی ہیں شراب واہب العطیات و غافر الخطیات
سے اِنَّهٗ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْمُعِيْنُ وَ هُوَ حَسْبِيْ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ذُو الْقُوَّةِ
الْمَتِيْنِ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَ اَسْقِ لَنَا كُؤُسَ التَّحْقِيْقِ
وَ كَاسَاتِ التَّوْفِيْقِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ وَ بِالْاِجَابَةِ جَدِيْرٌ

بیان تحقیق کاسات

(عین ثالث بیان تحقیق کاسات میں) ایسے کاسات جو موصل ہیں محبوب کی طرف
سابق اس سے تجھکو معلوم ہوا ہے کہ مجمل طریق وصول کا خدا تعالے کی طرف
حاصل نہیں ہوتا ہے مگر اتباع سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے
کیونکہ حق تعالے فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

بیان تفصیل مقامات موصل الی اللہ

تفصیل میں اس کے کئی اقوال ہیں بعض اُس سے یہ ہیں کہ محبت موصل الی اللہ
کے ساتھ ہزار مقام ہیں ۔ اور بعض نے کہا ایک ہزار ۔ اور بعض نے یک سو کہا

پس بیان ساتھ ہزار کا نہایت طول ہے اور ایک ہزار کا بھی طوالت سے خالی نہین
اِس لئے ارادہ کیا مین نے کہ یک سو کو بیان کرون پس اُسکو چاہا کہ مختصر کرون
چالیس ہزار ایک مین یا بیست ہزار یک مین جیسا سابق وعدہ کیا گیا ہے۔ لاکین
اب مجھپر ظاہر ہوا کہ بموجب قول شیخ رضی اللہ عنہ کے ان مقامات کو پانچ قسم
کرون (۱) انتباہ (۲) ہیمان (۳) طیب خاطر و سرور (۴) شطح (۵) غنا
قریب ہے تفسیر اِسکی کیجائیگی۔ یک سو مقام جو ذکر کیے گئے ہین وہ جامع ہین یکہزار بیان انواع بدایات
کے اور یک ہزار جامع ہین ساتھ ہزار کے چنانچہ صاحب منازل السایرین ذکر
کیا ہے یک یقظہ دوسرا توبہ تیسرا محاسبہ چوتھا انابۃ پانچوان تفکر چھٹا تذکر ساتوان
اعتصام آٹھوان فرار نوان ریاضت دسوان سماع صاحب کتاب مذکور اِس دس کو
بدایات نام رکھا ہے قریب ہے کہ معنے اِسکا ضمن اختصار کے بیان ہوگا۔ پھر کہتا ہے بیان انواع ابواب
ابواب بھی دس ہین یعنے حزن اور خوف اور اشفاق اور خشوع اور اخبات
اور زہد اور ورع اور تبتل اور رجا اور رغبت پھر کہا معاملات بھی دس ہین
یعنے رعایۃ و مراقبہ و حرمۃ و اخلاص و تہذیب و استقامۃ و توکل و تفویض بیان انواع معاملات
ثقہ و تسلیم۔ بعد اِن مقامات کے اخلاق ہے اور وہ دس نوع پر ہوتا ہے۔ بیان انواع اخلاق
یعنے صبر و رضا و شکر و حیا و صدق و ایثار و خلق و تواضع و فتوۃ
انبساط اس کے بعد مقام اصول ہے اور وہ بھی دس نوع پر ہے یعنے قصد بیان انواع اصول
و عزم و ارادۃ و ادب و یقین و انس و ذکر و فقر و غنا و مقام مراد
پستر اس کے مقام اودیۃ ہے اور وہ بھی دس قسم پر ہے یعنے احسان و علم بیان انواع اودیۃ
و حکمۃ و بصیرۃ و فراسۃ و تعظیم و الہام و سکینۃ و طمانیۃ و ہمۃ اِسکے
بعد مقام احوال ہے اور وہ بھی دس نوع پر ہے یعنے محبت و غیرت بیان انواع احوال
و شوق و قلق و عطش و وجد و دہش و ہیمان و برق و ذوق اِسکے بعد

مقام ولایات ہے اور وہ بہی دس نوع پر ہے یعنے لحظ اور وقت اور
صفا اور سرور اور نفس اور عزت اور غیبة اور تمکن اور فرق اور جمع
اس کے بعد مقام حقایق ہے اور وہ بہی دس نوع پر ہے مکاشفہ اور مشاہدہ
اور معاینہ اور حیوۃ اور قبض اور بسط اور سکر اور صحو اور اتصال اور انفصال
اور اس کے بعد مقام نہایات ہے وہ بہی دس نوع پر ہے یعنے معرفت اور
فنا اور بقا اور تحقیق اور تلبیس اور وجود اور تجرید اور تفرید اور جمع اور توحید
پس یہ تمام سو مقام ہین جو ذکر کئے گئے اب مین نے ان سو کو اکتالیس مین مختصر
کرتا ہون وباللہ التوفیق منجملہ مقامات جو بدایات عشرہ ہین وہ تمام تین نوع
سے زاید نہین ہین یک اُس سے انتباہ ہے وہ عبارت ہے قیام فی طریق الحق
ہوشیاری تمام خواب غفلت سے راہ خدا مین اور زندہ کرنے سے توارد نعماے
جو لا تعد و لا تحصیٰ ہین بندہ با وجود گناہ اور تقصیرات کے جو صادر ہوتے ہین تدارک
افات کی طرف اُس کے متوجہ نہین ہوتا ہے اور اس یقظہ اور اشتغال سے توبہ
اور رجوع خدا کی طرف اور اقرار گناہ کا اور استغفار جو بازگشت سے دل
بیدار کے پیدا ہوتے ہین کرتا ہے پس جدا ہوتا ہے راہ غضب حق تعالے
سے اور متصل ہوتا ہے راہ راست سے اور رہائی پاتا ہے اندہیریان سے
نور کی طرف اور غفلت سے حضور کی طرف اور نیکیون کو نیک جانتا ہے اور
برائیون کو برا اور اسی لئے راستی پر دوام رہتا ہے مرتبہ انابۃ مین —
پس دوسرا اُس مقام کا انابۃ ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے وَاَنِیْبُوْا اِلیٰ رَبِّکُمْ
پس چاہیئے کہ رجوع کرے خدا تعالے کی طرف حضور مین حق تعالے کے ۔ پس پیدا
ہوتا ہے مرتبہ انابۃ سے مرتبہ فرار کا طرف خدا تعالے کے یہانتک کہ چشم دل کو کسی
سورین غیر حق کی طرف نہین پہیرتا ہے پس عادی ہوتا ہے ریاضۃ تامہ کا اور

ترک کرتا ہے معارض اور مزاحم کو اور اختیار کرتا ہے دروازہ صاحب کو وَهُوَ يَتَوَلَّاهُ وَهُوَ حَسْبُهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ تیسرا مقام محاسبہ ہے اور وہ قصد ہے حصول اعتصام کا حبل متین کو پس حفاظت کرتا ہے سالک مراقبہ امر اللہ کو بموجب اس چیز کے جو حاصل کیا سماع کشفی گوش دل سے پس ہمیشہ رہتا ہے اُس چیز پر جو تمام ہوئی اِس مراتب یقظہ اور توبہ مین اور سوا اس کے انواع مذکورہ بدایات مین پس قصد فکر کو عین توحید مین اور خلوص اعمال کو بعد مطالعہ لطایف حق تعالے کے لازم کرتا ہے اور یقین کو روشن اور مزید کرتا ہے۔ اور اِن مقام ثلثہ مذکور کو بقدر استعداد تین مراتب ہین عام اور خاص اور اخص۔ چونکہ یہ امور وارادات سے ہین امور عقلیہ سے نہین اس لئے مین نے بیان کو اس کے صفائی حال پر چھوڑ دیا جسکو خدا ئیتعالے بخشے اُسکو خود حاصل ہوتے ہین پس یہ بدایات عشرہ تمام ہوتے ہین اس تین مین یعنے انتباہ اور اِنابت اور محاسبہ مین پس ضرور ہے مرید سالک کو پورا کرنا حق ہر ایک اِن امور کا طلب حق تعالے مین۔ تاکہ حاصل ہووے حضور ہدایت مین اور پہونچے مدد تمامی ابواب نہایت ذاتی مین اِنشاءاللہ تعالی تفصیل اسکی ذیل ابیات شریف اِس قصیدہ مبارک مین بیان کیجاوے گی۔ اَمَّا الاَبوَاب یعنے مقامات عشرہ ابواب بہی تین سے زیادہ نہین ہوتے ہین یک اُنہی سے حُزن ہے مراد اُس سے غم اور خوف ہے تفریطًا ادا امر اور افراط نواہی مین اِس لئے کہ بندہ کو قوۃ قبول اور امتثال علی وجہ الوصول پورا نہین ہے اور اِس سے خوف واشفاق وخشوع وخضوع پیدا ہوتا ہے اور زہد اور اسقاط رغبت اشیا بالکلیہ حاصل ہوکر ترک حرام کے بعد جو چیز شبہ کی ہے وہ بہی ترک کرتا ہے بعد اِس کے جو چیز مباح فضول ہے وہ بہی ترک کرتا ہے یعنے مطلوب مرید کو مشرب صفا مکدر ہوتا ہے تو وہ پرہیزگاری اختیار کرتا ہے اور اخلاق ردیّہ سے اپنے کو پاک کرتا ہے

محاسبہ

بیان مقامات ابواب

پہلا حُزن ہے

اور عبادت مین اپنے نفس پر اتہام کرکے باندیشہ اس امر کے کہ ہر عبادت کی
ہرگز بدگی موہوم ہے اگرچہ بظاہر صفائی اُس کی دیکھی جائے غمگین ہوتا ہے
اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ہمیشہ غمگین رہتے تھے کہ مبادا
نفس سے کوئی مکارہ سرزد ہو کیونکہ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اُس کی صفت ہے
پس حق تعالے نے آن حضرت صلعم کو مطمئن کردیا اور فرمایا کہ علاج اُسکا قطع کرنا کل مرادات
کا ہے اَلثَّانِیْ یعنی دوسرا اُس مقامات ابواب سے تَبَتُّلْ ہے چنانچہ حق تعالے
فرماتا ہے وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا اور وہ تبتل انقطاع ہے حظوظ نفسانی اور رجانے
سے اور انکار کلی اور رجا حقیقی ہے۔ اسوقت مرید متحمل ہوتا ہے رضا اور لقا رکا
اور ایسا ہوجاتا ہے کہ اس کو نہ حرکت ہے اور نہ حس۔ پس جب ایسا ہوجاتا ہے
حق تعالے اس کے دلمین نور کردیتا ہے اور ترغیب صفا رکلی کی ہوتی ہے۔
اَلثَّالِثْ یعنے مقام تیسرا رغبتہ ہے اور وہ عبارت ہے سلوک تحقیق اور توثیق سے پس
اُس کے دل مین کوئی سستی بذل کوشش مین باقی نہین رہتی ہے اور حل مقصود اور وصول
مطلوب مین ترغیب حاصل ہوتی ہے۔ پس لطائف قلب اُسکا انوار شہود سے روشن ہوتا
ہے اور عقبات مظلمہ مقطوع ہوتے ہین چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا یُخْرِجُہُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اور یہ رغبت باب اخیر ہے مقامات ابواب
سے خانۂ بادشاہ جلیل کے۔ پس بعد اس کے وارد ہوتے ہین اسپر معاملات اور وہ
عشرہ بھی تین نوع مین داخل ہین اَلْمُعَامَلَۃُ الْاُوْلٰی یعنے پہلا نوع اُس معاملات سے
مراقبہ ہے اور وہ عبارت ہے دوام ملاحظہ مقصود مرغوب سے اور اس مین مرید کے لئے
عزت اور حرمت ہے بوجہ اس کے کہ وہ مراقبہ واسطے حاصل کرنے مرغوب اور وصول
تام کے ملاحظہ دایمہ محض ہے۔ اول درجہ اسکا ملاحظہ حقیقۃ ہے واسطے رجحان سیر الی اللہ
کے۔ اس حال مین مرید نے نفس کو اپنے ذلیل اور اپنی جبلت کو نفی کرتا ہے اور

جز ثانی

جز ثالث

معاملات کی بیان میں اولی مراقبہ

اخلاق الٰہیہ سے ہمیشہ عزت پاتا ہے معاوضہ اور رعونات کلی اور جزئی کو چھوڑ دیتا ہے یہانتک کہ اپنے وجود نفس کو بہی چھوڑ دیتا ہے اور ملاحظہ نظرات حق مین داخل ہوکر مطالعہ سبق احدی لا اِلٰہ اِلّا اَنتَ مین مراقب ہوتا ہے اور یہ مرتبہ بعد تصفیہ عمل اخلاص کے ہر شوائب سے اور آراستہ ہونے کے تہذیب خدمت سے باخراج عادت اور جہالۃ اور رسوم کے پیدا ہوتا ہے۔ پیشتر اسکے قصد مستقیم حاصل ہوتا ہے اور یہ استقامۃ مثل روح کے ہے واسطے بدن اعمال اور مراقبہ کے جب یہ امور اسپر وارد ہوتے ہین وہ معاملہ مراقبہ ثمر دیتا ہے توکل اسلے اللہ کا تعالےٰ شانہ ۔

سیر معاملہ — المعاملۃ الثانیہ یعنے معاملہ دوسرا توکل علی اللہ ہے۔ اور وہ توکل علی اللہ عبارت ہے تسلیم تمام امر سے اُس کے جو مالک کل اشیاء کا ہے۔ پس اول اسکا قدر ہے اور وہ کبھی ہوتا ہے وجود سبب کے ساتہ جیسا کہ زراعت متوکل علی اللہ کے واسطے اوگنے تخم کے راغب بارش عادتی اُگانے والی کے ہوتی ہے۔ اور اس مین کئی درجے داخل ہین انتہا اس کا قطع نظر اس کلیۃ سے ہے۔ پس یہ تفویض مجرد برضا کلی وفنائے متجلی کو نام رکہا جاتا ہے تسلیم ہی پس یہ تسلیم تکیہ کرتا ہے غیر منقوص کسی نور سے۔

سیر ثقہ — پس اس سے معاملہ دوسرا یعنے ثقہ حاصل ہوتا ہے۔ المعاملۃ الثالثۃ یعنے معاملہ تیسرا ثقہ ہے کہ اس سے سیاہی چشم توکل کی اور پتلی آنکہ کی مزین ہوتی ہے اور یہ درجہ پہلا ہے ناامیدی بندیکا غیر سے اور ملاحظہ سے اس کے درجہ دوسرا حصول امن ہے فوت مقدور سے اور شکست مسطور سے بندے کے لئے۔ اور درجہ تیسرا معاینہ ہے حضور حق کا بغیر شک ظاہر و پوشیدہ کے بلکہ خطرہ تمام اشیاء کا جو سوائے حق کے ہو نکل جاتا ہے پس معاملہ اُسکا حق تعالےٰ کے ساتہ سچا ہوتا ہے اسوقت دروازہ تخلق حقیقی کا اُسپر کہل جاتا ہے۔ اور مقامات حزن اور اخلاق بہی دس ہین جو پہلے ذکر ہوا ہے لاکن اس کو ہمنے چار نوع پر حصر کئے ہین الخلق الاول یعنے خلق پہلا صبر ہے

بیان مقامات حزن و اخلاق اربعہ صبر ہے

چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور وہ صبر عبارت ہے حبس نفس سے مکارہ پر اور بند کرنے سے زبان کے شکوہ سے اور یہ پہلی منزل ہے سخت منازل سے جو مؤمن امر کیا گیا ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اور یہ صبر بڑی محک یعنی کسوٹی ہے واسطے آزمایش بندون کے جو ترقی کئے ہین معاملات سے تخلق تک پس خدا تعالے سالک کو جانے سے اس معاملہ کے آتش مین جو نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ اُس کی صفت ہے ڈالدیتا ہے گویا یہ صبر آتش امتحان کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ اَشَدُّ الْبَلَاءِ عَلَيْنَا ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ اور یہ اشارہ ہے برداشت اس آتش سے اسلئے حضرت نے ارشاد فرمایا مَا اُوْذِيَ اَحَدٌ مِّنَ الرُّسُلِ كَمَا اُوْذِيْتُ اَنَا پس سالک صادق کو چاہیئے کہ تیار ہو جاوے اس معاملہ مین واسطے جھنے کے اس آتش سے تا طلا خالص ہو جاوے اور بادشاہ اسپر سکہ مارے اور تمامی بازارات محمدی مین رواج ہووے۔ پس ضرور ہے اس درجہ مین تمامی امور مخالفت راہ محبت سے نفس کو اپنے بند کرے یعنے پہلے ارتکاب گناہ مین وعید وارده کو جو شارع مقصود لہ الوصال سے ظاہر ہوئی ہین استوار سمجھے اور یہ امر شرم کرنے سے خدا کے حاصل ہوتا ہے اور سالک اُسکو ہیچ جانکر مرادات حق کو اپنے مرادات سے پہلے اختیار کرتا ہے۔ پستر ضرور ہے بلا نازل پر برداشت کرے اپنے عبادات وغیرہ سے جو مستحق انعام ہے خیال نہ کرے بلکہ ابتلاے بلا بیماری اور عزل دوام اور افلاس وغیرہ کو فضل جانکر واسطے برداشت بلا کے مستعد ہو جاوے اور یقین جانے کہ کوئی مراد

نہیں ملتی ہے بغیر بلا کے۔ چنانچہ مروی ہے بعض اولیا سے کہ اگر کوئی روز کسی بلا میں مبتلا نہو روتا تھا اور کہتا تھا اَعطِنِی رِزقِی وَمَطلُوبِی شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ کسی نے اُنکو درد نصف سر کے ابتلا مین کہا کہ تو نے جو شخص اس مرض کو دیکھتا تھا وہ اسی وقت شفا پاتا تھا اور اب چالیس سال ہوتے ہین کہ تو خود اس مرض مین مبتلا ہے فرمایا کہ یہ ابتلا مطلوب اور مقصود میرا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ صبر تمامی تکلیفات اور مشقتون کو آسان کردیتا ہے اور وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا اسپر صادق آتا ہے گویا صبر درمیان عبد اور رب کے رابطہ یعنے رسی تعلق کی باندہنا ہے اور اسی سے رضا حاصل ہوتی ہے۔ الخلق الثانی یعنے خلق ثانے رضا ہے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے اِرجِعِی اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرضِیَّةً اور وہ رضا عبارت ہے سقوط کلی تسخط سے اور وقوف صادق مراد اللہ کے ساتہ اس قدر کہ مشارکت اپنی مراد کی اُس مین باقی نہے اور کوئی خواہش اور اختیار معارضہ نہ کرے اور کوئی تردد اُس مین واقع نہو اس حیثیت سے کہ بندہ طلب تقدم سلوک مین توقف نہ کرے اور نہ تاخر اور نہ عروج مین زیادتی چاہے اور نہ تبدیل حال۔ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو ارادۃ اللہ مین فنا کردے اور یہ اول طریقہ ہے اہل خصوص کا۔ اور خصوص عبارۃ ہے خروج عن النفس سے اور بیشک خروج ارادہ سے مبدا خروج نفس ہے۔ اور اعتقاد مولف کا یہ ہے کہ اہل خصوص کو ہر یک درجہ مین مبتدی اور متوسط اور منتہی کے مراتب ہین پس رضا ہر یک کی علی قدر درجہ ہے پس اِس مین بہت سے درجے اور مراتب ہین کہ تعداد اُس کا بعدد انفاس مخلوقین ہے۔ پس رضا

صبر ورضا

صیقل کدورات شرک خفی ہے۔ اور مستحق معبودیۃ کا از روے کل اور جزو
ذاتاً و صفتاً ہر یک وجہ سے ذات باری تعالے کی ہے۔ اگر کوئی راضی ہو
رضا پر اس کی چاہیئے کہ دوسرا معبود سولے خدا تعالے کے طلب کرے
چنانچہ حق تعالے حدیث قدسی مین فرمایا ہے فَمَنْ لَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ
فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رضا ہر درجہ مین
لازم ہے۔ اور وہ مخصوص با بتدا و انتہا نہین ہے۔ پس چاہیئے کہ آئینۂ دل
کو رضا سے حق کے صیقل کرے تا حقیقت حال ظاہر ہووے اور اکثر یہ
رضا پیدا ہوتی ہے حیا سے۔ الخلق الثالث یعنے خلق تیسرا حیا ہے کیونکہ بیان حیا
حق تعالے فرمایا ہے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی اور وہ حیا عبارت ہے
جاننا بندیکا نظرون کو خدا تعالے کی اور محفوظ رہنا شکوے سے اور جزع
و فزع نکرنا اُس کی قضا و قدر سے۔ اور یہ امر قوی کرتا ہے اُس کو بعد از مشقت
مجاہدہ سخت پر اور آفات متولدہ حجابات پر اسوقت بندہ مقرب ہوتا ہے
خدا تعالے سے اور باندھتا ہے روح کو اُنس اُسکا اور پہونچتا ہے شہود حضرت
حق تک پس نورانی ہوتا ہے نور فردیت سے بسبب حیا کے اور کوئی آمیزش
تفرقہ کی نہین ہوتی ہے بلکہ عین جمع ہو جاتا ہے اس حال سے ہر امر مین بندہ صادق
الحال ہوتا ہے کیونکہ حاضر متغیر ہوتا ہے بلکہ محل ایثار اور غشار اعتبا ہی ہوتا ہے
کہ اپنے نفوس پر سالک جو اختیار کرتے ہین وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
یعنے اگرچہ ہووے ان کو خصوصیت پس محو ہوتے ہر برایک بدی اور برائی
بخل اور کبر اور ریا سے اور جو چیز مشابہ اس کی ہو اس ترک مالایعنی سے
اسلام اُس کا نیک ہوتا ہے۔ اور غیب مین بالکلیہ غالب ہو جاتا ہے اسوقت
خلق عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ناطق اُس کا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

انشراح نطیت حاصل ہوتا ہے۔ اور لفظ علی اس آیت شریف مین اشارہ ہے ا۔ غلبہ آن سرور کے سے ہے اور اس لئے رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم مجبول تھے احسان و رحمت کے کیونکہ یہ مادہ خلق کا ہے اور یہ امر عارف پر مخفی نہیں ہے الخلق الرابع التواضع یعنے خلق چوتھا تواضع ہے چنانچہ حقتعالیٰ فرماتا ہے عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا اور وہ تواضع حقیقت مین ذلیل کرنا بندہ کا ہے آپکو صولت اور غلبہ عزت حق تعالےٰ مین اور قبول کرنا اس کی حکمت کا ہے گو وہ غیر موافق اُس کی عقل کے ہو۔ اور ایمان خالص اور یقین صحیح کے ساتھ کوئی تہمت فعل حق پر نہ لگادے۔ اور اپنے دل مین کوئی چیز خلاف حکم اس کے نہ لاوے۔ خصومت اور غفلات کو امور دین مین راہ نہ دیوے اور اپنے کو رفتار کامل سے ذلیل کرے اور خدمت مین کوتاہی نہ کرے۔ اور آئینہ رویت جمال و جلال سے کدورت کو دور کرے۔ اور اپنے نفس کو کچھ فضیلت اور منزلت نجانے۔ اور اسپر کوئی حق اپنا نہ دیکھے۔ پس ان امور سے قدرت تامہ پیدا ہوتی ہے سالک دشمن کو نزدیک کرتا ہے اور ایذا دینے والے کو تکریم کرتا ہے اور اپنے غصہ کو کھاتا ہے اور تقصیرات کو عفو کرتا ہے۔ پس ترقی کرتا ہے اس مقام تک کہ تا محتاج ہووے کل شفاعت کو اس کی۔ اور شرمندہ ہوتا ہے معذرت قاصرین سے اپنے حق مین اور ظلم کرنے والون سے اپنے پر۔ اور کسی سے طلب دلیل نہین کرتا ہے تمام ہمت اسکی جوانمردی ہوتی ہے باوجود علم خصوص اور کشف کل کے۔ اور بنظر انہین امور کے کہا گیا ہے کہ جو شخص محتاج ہوتا ہے شفاعت دشمن کا وہ شرمندہ نہین ہوتا ہے معذرت سے اُسکے وہ شخص بو فتوت کی نہین سونگھتا ہے۔ اور جو شخص نور حقیقت کو قدم استدلال سے طلب کرے اُسکو کبھی مرتبہ فتوۃ یعنے جوانمردی کا نہین ملتا ہے

پس جبوقت پہونچے مرتبہ تواضع اور تذلل کو وہ شخص پہونچتا ہے مرتبہ فتوۃ
کو بھی۔ بعد اس کے ترقی کرتا ہے اُس سے انبساط مع الخلق تک اور حسنات
نفس اُنکے متغیر نہین ہوتے ہین بلکہ زیادتی خلق عظیم کیجاتی ہے طرف
حق کے اور رجا سے محجوب نہین ہوتا ہے اور کوئی خوف اُسکے لیے
حرکت نہین کرتا ہے اور درمیان اُسکے اور حق کے کوئی چیز اور غرض
اغراض سے حائل نہین ہوتی ہے اور بسط شہودی حقیقی اُسکو محیط اور
اسپر تجلی اسم باسط کی ازروے کلی اور جمع کے ہوتی ہے۔ چونکہ بقا
اِس اَخلاق کا محتاج ہوتا ہے اصول کی طرف اس لئے ضرور ہے اشارہ
طرف اُس کے اور وہ اصول بھی دس ہین لاکن ہین ملخص اُسکا پانچ مین
کیا ہون الاصل الاول الارادۃ یعنے اصل پہلا ارادہ ہے اور وہ قوانین
سے اس علم کے ہے اور بنیاد بھی یہی ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے
كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ اور وہ شاکلہ خروج ہے اختیار ثابت عبد سے
حیثیت جبلہ سے بمتابعۃ امر آمر کے اور نہی ناہی کے ازروے طوع و رغبت
کے نہ باکراہ و خوف کے اگر یہ خروج بسیط ہو نام اسکا قصد ہوتا ہے اور اگر
مرکب ہو اس کو عزم کہتے ہین۔ اول وہ ہے جو اشارہ کیا ہے اُسکی طرف
حقتعالے نے وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ
الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور دوسرا وہ چیز ہے کہ آگاہ کیا طرف
اُس کے حق تعالے فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پس اول سے سالک
کے لئے فرمانبرداری پیدا ہوتی ہے اور حجاب منقطع ہوتا ہے اور توحید
اور قبول حکم پر اور ڈوبجانے مین دریاے فنا کے گردن رکھتا ہے۔
پس ثانی سے تجلی کشف کی ظاہر ہوتی ہے پس دوام نور انس کا ہوتا ہے

اور آتش شوق کی بجھ جاتی ہے پس مستغرق ہوتا ہے نور مشاہدہ اور روشنائی استقامۃ مین۔ پستر ترقی کرتا ہے عزم سے طرف استقامۃ و استدامۃ کے اور محفوظ ہوتا ہے تردد سے اور مستقیم ہوتا ہے مقام حفظ حدود اور ادب مین۔ پس طاعت اُسکی ملجا ہے اور ادب نگہبان ہوتا ہے اور توفیق رفیق سے راہ صفا مین سیر کرتا ہے اور ظلمات اختیار نفسی سے خالی اور انوار قدسی سے روشن ہوتا ہے۔ پس وہ ارادۃ تخم یقین کے ہوتی ہین

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قُلُوْبَنَا مُسْتَقِيْنَةً يَا مُعِيْنُ الاصل الثانی الیقین

یعنے اصل ثانی یقین ہے اور وہ مرکب عمل سے ہے اور یہ نہایت سخت راہ ہے اِس مین خار خوف کے اور پہاڑ بلند آتش اور دریا گہرے نور کے ہین۔ پس ضرور ہے راہرو پیادہ کو گو بوجہ بھی اُسکے ساتھ ہے اِس گھوڑی یقین پر بیٹھے اور بوجہ بھی اُٹھالے اور طرف اس شہر کے چلے کہ پہونچنا اسکا بغیر مشقت کے نہین ہوسکتا ہے اور یہانتک نزدیک جاوے کہ ندا لشکر بادشاہ بزرگ کی وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ سنے اور جواب دے داعی حق کو اِس لئے حق تعالےٰ فرماتا ہے وَفِي الْاَرْضِ اٰيَاتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ کیونکہ زمین وجود انسان مین تخم انوار الٓہیہ و رحانیہ بوئے گئے ہین پس جسوقت اسپر پانی بارش یقین کا برستا ہے وہ زمین سبزیون سے سرمدیہ کے سبز ہوجاتی ہے اِس طور کہ حق تعالےٰ فرمایا ہے فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ پس ہریک دانہ اُسکا ساتھ بہشہ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ یعنے ہریک بہشہ اسکا سودانہ اُگاتا ہے اسوقت معنے اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ صادق آتا ہے اور دروازے باغات کے کہ جس کی صفت تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ اور وَلَهُمْ فِيْهَا مَا يَشْتَهُوْنَ۔

بیان یقین اور اصل ثانی

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۔ وَلَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَأَكْوَابٌ
وَأَبَارِيقُ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ سے کہولدیتے ہین اور یہ نعمت
تجلیات محمدیہ اور لولوء انوار ربانیہ سے حاصل ہوتے ہین۔ پس سنتاہی
ہر یک شجر وجود اسکا تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَهُوَ الَّذِي
أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ
كَرِهَ الْكَافِرُونَ یعنے اگرچہ مکروہ جانے اسکو کافران قوی نفسیہ اور ہوا
شیطانیہ سے اسوقت سالک بعد دور کرنے ظلمات موت اور شک اور تردد کی
کہتا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ الْوَاهِبِ لِحَيٰوةِ الْيَقِينِ ۔ بیان علم الیقین
پس یہ یقین تین درجہ پر ہے الاولی علم الیقین یعنے پہلے نوع اس
مدارج یقین سے علم الیقین ہے اور وہ قبول کرنا ہے اس چیز کا جو خدا تعالے
ظاہر اور پوشیدہ کیا ہے۔ اور ٹہرجانا اس چیز پر جو حق تعالے اسپر
قائم ہوئی اور یہ درجہ تقلید خالص کا ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے اخبار
اور سماع سے پس یہ مثل عصا کے ہے نابینا نادان کے لئے۔ اور یہ بیان عین الیقین
یقین کبھی بدلیل ہوتا ہے وہ بہی تقلید بکشف ہے۔ الثانیۃ عین الیقین
یعنے دوسرا درجہ عین الیقین ہے اور وہ دیکہنا اشیا کا کما حقہ کشف و
ادراک حقایق کے ساتہ علم قدیم سے ہے جو حاصل ہوتا ہے سالک کو
تخلیہ کدورات نفسیہ اور ہوائیہ سے آئینۂ دل کے اور اس حال بین دلایل
عقلی داخل نہین ہوتے ہین جیسا کہ علم الیقین منتقل ہوتا ہے اخبار سے بطرف بیان حق الیقین
اعیان کے الثالث یعنے پہاڑنا حجاب علم کا انوار شہود سے حق الیقین پر
اور یہ درجہ تیسرا ہے اور یہ مثل سفیدی صبح کے اور بلندی روشنائی صبح
کے ہے سالک اس درجہ مین تکلیف یقین سے نجات پاتا ہے کیونکہ دو

درجہ مذکورہ مین اس طرح درجہ یقین کو نہین پہونچتا تہا برخلاف اِس درجہ کے
گویا سالک اِس درجہ مین مثل محمول کے اور یقین مثل حامل کے ہوتا ہے
پس احاطہ کرتا ہے اسکو حق الیقین اور ہوجاتا ہے عین انسان العین
اور نسبت اسوقت اُٹھہ جاتی ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مُتَیَقِّنِیْنَ
تَابِعِیْنَ بِشَرِیْعَۃِ نَبِیِّکَ الصَّفِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَنَائِبِہٖ غَوْثُ
الْاَمِیْنِ الْمَکِیْنِ الاصل الثالث الانس یعنے اصل تیسرا اصول خمسہ سے
انس ہے اور وہ یک پارہ پیوند ہے درمیان بندہ مخلوق تراب اور حضرت
رب الارباب کے چنانچہ حق تعالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کو ارشاد کیا وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ پس یہ انس دانہ ذکر کو زمین قلب سالک مین بارش سے
ابر صافی ووافی کے اُگاتا ہے پس یاد کرتا ہے خدا کو بحالت فراغ
دل غیر سے اور گرادیتے بت اور بتخانون کے۔ پس سنتا ہے آواز بارکت
دل متیقن مستانس کا فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ کو گویا اس آیۃ مین حق تعالی
فرمایا ہے اُذْکُرُوْنِیْ بِاِفْنَاءِ اَنْفُسِکُمُ الْفَانِیَۃِ یعنے یاد کرو تم فنا کرنے
سے نفس تمہارے جو فانی ہے اَذْکُرْکُمْ بِاَنْوَارٍ صَافِیَۃٍ ثَاقِبَۃٍ مِنَ
الْحَضْرَۃِ الْبَاقِیَۃِ یاد کرونگا مین تمکو انوار صافیہ بلند و روشن حضرت باقیہ
سے اپنے۔ پس جو نفس کہ نکلتا ہے موتھہ سے ذکر خدا کے ساتہہ اس طور
کہ ذاکر کو شعور اپنا نہین رہتا ہے اس حال مین ذکر اور ذاکر دونون مذکور
مین فنا ہوجاتی ہین اور سالک کو مرتبہ کلیم اللہ کا حاصل ہوکر خدا تعالے سے
کلام کرتا ہے۔ اور نام اسکا زندہ بجوہ پاک ہوتا ہے پہر بعد اسکے
فنا نہین ہے۔ بیشتر اگر فنا ہو بہتر اُس سے بقا حاصل ہوتی ہے یہانتک کہ

اصل انس کا بیان تیسرا اور انس اور اسکے اقسام

پہونچے موت مکتوب کو۔ اُس وقت معنے قول وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ
کا متحقق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس حال مین سالک عطیات لذات و شہوات سے
اپنے نفس کو بھولجاتا ہے اور شعور ذکر نہونے سے ذکر بھی بھولجاتا ہے
پس خلاص ہو جاتا ہے غفلت سے کس لئے کہ عین ذکر ہو جاتا ہے بلکہ بحیثیت
فنا اور بقا کے نفس سے عین مذکور ہوتا ہے۔ پس ذکر کو تین درجہ ہین

بیان ذکر ظاہر
۱ یہ کہ بسبب اضطراب کے خالی ذکر سے نہین رہتا ہے اسکو ذکر ظاہر کہتے ہین
اور یہ بزبان جہری اور خفیہ ہوتا ہے کیونکہ محل قربت یعنی دل ہی جو بیت اللہ ہے زبان دور ہے

ذکر خفی
۲ یہ کہ خالی نہین ہوتا ہے فتور سے فی الجملہ وہ ذکر خفی ہے بزبان دل ہی جاری ہوتا ہے اور سالک
اس مرتبہ مین باوجود غرق ہونیکے دریای شہود مین جو موجزن انوار وجود کی ہے اپنی نفس کو بھی دیکھتا ہے

ذکر حقیقی
۳ ذکر حقیقی ہے کہ سالک اس مرتبہ مین اپنے وجود اور ذکر اور علم سے فنا ہوجاتا ہے
و حجاب ظلمانیہ و نورانیہ بالکلیۃ درجۂ تمام مرتفع ہوجاتے ہین۔ رسوم اور علوم
تمام فانی ہوجاتے ہین پس باقی نہین رہتا ہے اِلَّا الْحَيُّ الْقَيُّومُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ
اَلْوَهَّابُ هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَذِكْرًا وَنُوْرًا بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ
الصَّفِيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَبْنَائِهٖ الشَّيْخِ الْاَكْمَلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ

اصل رابع بیان فقر
الاصل الرابع الفقر یعنے اصل چوتہا فقر ہے وہ بندون کے لئے خزانہ بزرگ
اور خرمن سترگ اور منصب اعظم وافخم ہے۔ اور وہ نقش طلائی ہے ہر یک باب
و زینہ کا۔ اور وہ تاج مکلل ہے موتی انوار قدسیہ کا۔ اور وہ خلعت خاصہ ہے
محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ کہ حقتعالے خطاب فرمایا اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقرار کیا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ اور یہ در
حقیقت اصل اول و آخر ہے کیونکہ جبتک کوئی فقیر نہو غنی نہین ہوسکتا ہے
چنانچہ حقتعالے فرمایا ہے وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى۔ وَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

اور وہ فقر عبارت ہے خالی ہونے سے دل سالک کے موانع وصول الی الحق
اور تجلی بما یوجب الوصل الحقیقی سے۔ اور یہ امر حاصل ہوتا ہے رغبت اور
اختیار اور رہبہ سے از روے اکراہ و اجبار کے۔ پس رد کیا جاتا ہے سالک
اسوقت پر ہر ایک مطلوبات نفسیہ اور آفاقیہ سے۔ پس متجلی ہوتا ہے رویتہ وجہ
حق سے۔ اور مفقود ہوتا ہے ہر لحظہ رویتہ سے سطوات تجلیات پروردگار
کے اپنے تمنا سے۔ اور اسکے بہی تین درجہ ہین (۱) فقر زاہدون کا اور وہ فقر زاہد
توڑ ڈالنا ہے دونون ہاتہ کا طلب ترقیات دنیا سے واسطے نگاہ رکہنے نفس
کے اور بند کرنے زبان کے ذم اور مدح دنیا سے اور سلامت رکہنا زبان کا
طلب و ترک سے کیونکہ طلب اور ترک دونو مشغولی ہے غیر اللہ کی طرف پس نہین
خطور کرتی ہے کوئی چیز دل مین بغیر مشغولی اُسکے کیونکہ حق تعالے دل مین بنی آدم
کے دو چیز بقا اور فنا اور پاک اور ناپاک جمع نہین فرماتا ہے۔ اور یہ وہ فقر ہی
کہ جس کی شرف کو اشتغال غیر اللہ پر بیان سکئے ہین (۲) درجہ دوسرا رجوع فقر رجوع سابق
ہے سابق ازلی کی طرف اور وہ عدم ذاتی ہے۔ پس اِس سے ثابت ہوتا ہے
کہ استعداد اُسکا فیض اقدس سے ہے۔ پس ہر چیز وجود اور عمل حسنہ اور احوال
علیہ اور مقامات سنیہ سے اور جو چیز کہ کمال شمار کی جاتی ہے وہ تمام فضل و
احسان محض خدا تعالے سے ہے بغیر سابقہ استحقاق و لیاقت اُسکے۔ پس وہ
یقین کرتا ہے فضل کو۔ پس وارث کرتا ہے یہ فقر خلاص رویت اعمال اور شہود
احوال سے اور پاک کرتا ہے نجاسات سے۔ اور منزہ کرتا ہے رویت ریا
اور سمعہ اور عجب اور کبر سے بلکہ وجود محاسبات وجود سے ہی یہانتک کہ کوئی
گناہ اُسکا گناہ قیاس نہین کیا جاتا ہے (۳) یعنے درجہ تیسرا فقر کا صحت اضطرار فقر صحت اضطرار
اور وقوع ہے دست خدا سے۔ اور محبوس ہونا اُسکا قید تجرید مین۔ پس بحالت

صحت اضطرار کے اقرار کرتا ہے کہ جو چیز جاری ہوئی اُسپر حکم سابق ازلی ہے اُسمین کسیکو اختیار نہین ہے اور نہ وجود۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے اضطرار یعنے عدم اختیار پس وہ مضطر بوقوع ہے دست تقطع و جدائی مین اور قرار لینا ہے حضرت جمع مین کہ جسکو تقطع کہتے ہین۔ پس نہین باقی رہتا ہے اس مین رسم اور نہین واقع ہوتا ہے اسپر رسم پس جس کیا جاتا ہے وہ حضرت احدیت مین اور کہتا ہے بزبان حال قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ پس اُسکو مرتبہ غنا رکلی کا حاصل ہوتا ہے اَلْاَصْلُ الْخَامِسُ الْغِنَا یعنے اصل پانچوان غنا ہے اور وہ نام ہے واسطے پادشاہت تمام شے کے اور یہ بھی تین درجہ ہین (۱) غنی قلب ہے اور وہ سلامت رہتا ہے سبب سے اور تسلیم کرتا ہے حکم ازلی کو۔ اور اس حالت مین [illegible] خلاص ہوتا ہے خصومت واقتضا سے (۲) درجہ دوسرا غنی نفس ہے اور وہ استقامت ہے مرغوب پر اور سلامت سے مسخوط سے اور برائت ہے ریا سے (۳) درجہ تیسرا غنی بالحق ہے وہ مراتب رکھتا ہے یک شہود ذکر اُسکا خاص اُسکے لئے دوسرا دوام مطالبہ اولیت کا۔ تیسرا پہونچنا اپنے وجود کا تفصیل اِسکی کتب مطول مین مرقوم اور قریب کچھ اوس سے ضمن قول مُرِیْدًا یُّهِمُّ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغِنِّ: کے بیان ہوگی بمنہ وکرمہ تعالے۔ اور بعض مقامات جو اور یہ ہین پس وہ بھی دس ابواب ہین چنانچہ قبل مذکور ہوئے ہین لاکن مین اُنکو پانچ مین حصر کیا ہون الوادیۃ الاول الاحسان وادی یعنے پہلا میدان کشادہ قربت حق کا احسان ہے کہ جس کی شان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنْ یَّعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ اور یہ بھی تین درجہ رکھتا ہے۔ الدرجۃ الاولیٰ یعنے پہلا درجہ احسان فی القصد ہے واسطے تہذیب ازروے

غنا ہے

بیان وادیہ

بیان اول احسان اور

درجہ اولی

بیان درجہ اولی احسان فی القصد

علم کے اور استواری قصد از روے عزم کے اور تصفیہ اسکا از رو
حال کے پس تہذیب اور درستی اور اصلاح قصد ہے اور باندھنا اسکا
علم اللہ سے جو وہ اپنی شریعت مین سکھا تا ہے اور اس مین خلاف نہ کرے
تا قصد موافق ہووے اس چیز کو جو حکم کیا ہے اللہ تعالے اپنے علم سے
اس حال مین قصد اور نیت اسکی عمل پر اسکے علم کے موافق ہوتی ہے جو
کیا ہے اللہ تعالے اپنی کتاب مین اور وحی کیا ہے زبان پر پیغمبر کے۔
اور عزم اسکو کہتے ہین کہ ارادہ مصمم اور موکد ہو اس قصد پر اس حیثیت سے
کہ رجوع اس سے ممنوع جانے اس حال مین سالک جہاد نفس کے لئے مثل
اولی العزم کے جو مامور بمقابلہ کفار اشرار تھے بلکہ جہاد اکبر کرتے تھے ہو جاتا
ہے چنانچہ اُن کی شان مین حدیث صحیح ناطق ہے کہ فرمائی گئی رَجَعْتُمْ مِنَ
الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ اور تصفیہ قصد عبارت ہے صفوت سر وقت
شہود کے واسطے حق تعالے معبود کے اور حفاظت کرتے ہین عبادت کو چشم
بشر سے یہانتک کہ وہ عبادت خالصاً لوجہ اللہ اور صاف کدورات خطرات نفسانیہ
سے ہوتی ہے بلکہ خطرات ملکوتی اور جبروتی اور تلوینی سے پاک ہوتی ہے۔
والدرجة الثانیة یعنے درجہ دوسرا احسان کا احوال مین ہوتا ہے وہ بھی تین
قسم پر ہے الاول یعنے پہلا اسکا نہایت ہر یک حال اسکا ہے جو وارد ہو حق اسکا
ادا ہووے اور منشا غیرت ہووے اس طور پر اگر رعایت کوئی یک حق
کی ہو جو اہل ہمسایہ صاحب اس حال کے ہین اسکو برا کہین گے۔ اور شرم کرے
حق سے اور اہل حق سے۔ والثانی یعنے دوسرا اُس دوسرے درجہ احسان
کا ستر احوال موجودہ ہے لوگون سے اور پوشیدہ کرنا ہے ذات اور علامات
سے اور عدم اظہار اُسکا طلب طہارت کے لئے لحوق آفات سے مثل دعوے

معنے عزم

معنے تصفیہ

بیان درجہ ثانیہ احسان فی الاحوال

معنے ستر احوال

عبادت اور عجب اور طلب جاہ اور کرامت کے ہیں آور ایسا ہے جو امورات کہ توڑنیوالے
ہین واسطے اسکے جو طلب کرتا ہے سلوک وصول کو ذروہ ملک الملوک تک ستر
ضرور ہے والثالث درجہ تیسرا اس درجہ دوم احسان سے تصحیح کل حال ہے

بیان تصحیح کل حال

ازروے تحقیق و اثبات کے۔ تفصیل اُس کی یہ ہے کہ احوال کبھی صحیح ہوتے ہین
اور کبھی فاسد اور کبھی مختلط کہ اس مین اشتباہ حق و باطل کا ہوتا ہے پیاسا اسکو
پانی سمجھتا ہے حقیقت مین وہ سراب ہے۔ پس ضرور ہے مرید کو کہ تمیز کرے
صحت و فساد مین اور کوشش کرے اثبات صحت مین علم و معرفت کے ساتھ
اور دلیل لیوے علامات و امارات اور عوارض و آثار کو جو بعد اُسکے نفی ہوتی
ہین کیونکہ واردات اور انوار اور ہواتف اور امثلہ اور اشخاص ایسے جو آفاق مین تمثیل پاتے
اور ظاہر ہوتے ہین اُسپر جانب راست سے اکثر وہ حق ہوتے ہین اور جو بائین
جانب سے ظاہر ہوتے ہین وہ اکثر باطل ہوتے ہین۔ اور عوارض جانتے عوارض
کہ جو ہمراہ روح اور طمانیت اور اجتماع قصد مع الحق اور سکون وجمعیت باطن

بیان نشان واردات

کے ساتھ ہوتے ہین وہ حقیقی ہین۔ اور جو ہمراہی قلق اور اضطراب اور تفرقہ
باطن اور کرب اور وساوس کے ساتھ ہوتے ہین وہ باطلہ ہین۔ اور آثار نیک
وارد جو باقی رہتی ہین بعد درشتی وعرق ریزی کے دل مین سرور اور فرحت
اور انسان بعد اس کے طاعت مین نہایت خوش ہوتا ہے وہ آثار ملکی ہین۔
اور اگر بعد زوال اس کے انسان شادی وغم مین ہوا در مزاج مین کوفتگی
پیدا ہوا ور نفس مائل بخواب یا حظوظات وشہوات ہو وہ واردات نفسانی

بیان نشان واردات نفسانی

اور شیطانی ہوتے ہین۔ اور جو واردات کہ باقی رہی بعد انقضا اُسکے
دل مین معرفت اللہ تعالے کی اور اس کے بعد یقین تازہ ہو پس وہ واردات

بیان نشان واردات الٰہی

الٰہی ہین۔ تحقیق اس کی بعد تجربہ معلوم ہوگی۔ آور کبھی ملتا ہے اس کے ساتھ

علم خواطر کیونکہ ہر خاطر کے ساتھ سلطنۃ اور غلبہ ہوتا ہے کہ وہ منقطع نہین
ہوتا ہے نفی سے اور کثرت ذکر سے۔ اور زیادہ ہوتا ہے قوت ہمیشہ اور مکرر
ہوتا ہے اور اس مین حظ نفس بہی نہین ہے پس خاطر الٰہی حقانی ہے۔
اور ہرگاہ اوٹہی وہ خیر پر اور ڈرے شر سے وہ خاطر ملکی ہے۔ اور ہرگاہ اوٹہی
شر اور معصیت اور مخالفت حکم اللہ پر پس وہ خاطر شیطانی ہے۔ اور ہرگاہ
اوٹہے شہوت اور لذات اور طلب حظوظ نفس پر وہ نفسانی ہے۔
میزان اسکا علم ہے۔ پس ضرور ہے صاحب حال کو کہ جب خارج ہووے
استقامت سے کوشش کرے تصحیح اور تقویم مین اس کے اور تحقیق حق و
ابطال باطل مین سعی بلیغ کرے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ
لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۔ والدرجۃ الثالثۃ الاحسان فی الوقت یعنے
درجہ تیسرا احسان کا احسان فی الوقت ہے اور وہ یہ ہے کہ مہاجرۃ ثابتہ
جو اس کے لئے کل ماسوے الحق سے ہو اُس سے جدائی اختیار نہ کرے
اور مشاہدہ دائمی متعلق ہمت اور قصد بالحق کے نہایت کو نہ دیکھے کیونکہ تعلق
ہمت بالذات الاحدیت اگرچہ ہمت سے ہے لاکن واسطے ذات کے تجلیات
غیر متناہیہ ہے اور احوال کو بہی مختلط نہ کرے کیونکہ احتجاب صور حال
کا جو علۃ غفلت احدیت بحت سے ہو مہاجر اسلئے ابدا حد نہین ہوتا ہے بلکہ
احتجاب کمال کا ہوتا ہے اور یہی معنی قول تَوْحِيدُ الْوَاحِدِ اِفْرَادُ الْوَاحِدِ
عَنِ الْغَيْرِ کلہ ہے اس صورت مین ہمت اور ہجرت اسلئے الحق جو سرمدی
ربانی ہے ایسا وہ کرتی ہے صفا کو اُس کی اور صاف ہوتا ہے پانی اسکا
اور یہی معنے ہے سَقَانِي الْحُبُّ كَاسَاتِ الْوِصَالِ ۔ اور فَقُلْتُ لِخَمْرَتِي
نَحْوِي تَعَالِ کا وصول احسان مین۔ پس وصال ہر مقام مین استیفار کلی اور شوق

بیان درجہ سوم احسان فی الوقت

بیان وادی ثانیہ

اور طلب ترقی فی الوصولات غیر متناہی جزئی پر ہوتا ہے۔ پس زیادہ کرتا ہے علم زیادتی کو اَللّٰهُمَّ زِدْ لَنَا عِلْمًا وَ نُوْرًا وَ هَبْ لَنَا وُصُوْلًا وَحُضُوْرًا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَاَسْرَارَنَا فِيْ بِسَاطِ الْحَضْرَةِ السَّرْمَدِيَّةِ وَاحْفَظْ قُلُوْبَنَا عَنْ لِحَالِ الْغَيْرِ وَالْوُقُوْعِ فِي الضَّرِّ يَا وَاهِبُ الْجُوْدِ وَالْخَيْرِ الوادی الثانی العلم یعنے وادی دوسرا بیان مین علم کے کہ جو حق تعالے فرمایا ہے وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ مراد علم سے اس مقام مین نیک صفت ہے کہ جس سے تمام اشیا مع حقیقت نفس اور احکام متجلی ہوتے ہین اس حیثیت سے کہ وضع شی موضوعہ پر ہووے۔ اور اسی لئے اس علم کا نام حکمۃ بھی ہوتا ہے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ۔ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا پس سالک بسبب اس علم کے حیرت واقعہ سے تمہیدات شریعت اور مسائل تکوین قدر اور خیر و شر کے خلاص ہوتا ہے۔ اور پکڑا جاتا ہے عاصی اور عفو کیا جاتا ہے مطیع باوجود وقوع اس کے تقدیر اللہ سے۔ اور اسی لئے حق تعالے اشارہ فرمایا ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ۔ جب یہ بات سالک کے نزدیک ثابت ہو جاوے کہ یہ بصیرۃ مثل ثمرہ کے ہے واسطے علم اور حکمت کے ترقی کرتا ہے سالک تفرس تک جو مفاد ہے قول اللہ تعالے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ کا توسم وہی تفرس ہے یعنے انست لینا حکم غیب سے بغیر استدلال کے جو دیکھتا ہے بغیر لحاظ تجربہ کو اُسکے اور اس فراستہ اور علم مین الہام بھی داخل ہے اگرچہ فیما بین ان دونو کے تغائر بھی ہے۔ کیونکہ فراست سوائے الہام کے ہے کیونکہ الہام مقام اہل کشف کا ہے۔ اور محدثین نظر کرتے ہین حدیث صحیح پر آن سرور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اِنَّ فِيْ اُمَّتِيْ مُحَدَّثِيْنَ وَاِنَّ عُمَرَ مِنْهُمْ اور اسیلئے حضرت عمر کو

مرتبہ اجتہاد کا تھا اور وہ اکثر مطابق وحی حق تعالے کے تھے پس الہام بھی نوع یک ہے
علم سے۔ اور اس علم کو حکمۃ اور بصیرۃ اور فراست کو مراتب۔ اور درجات
ہیں۔ الدرجۃ الاولی یعنے درجہ پہلا علم جلی ہے اور وہ مستفاد ہوتا ہے بیان درجہ پہلے
علانیہ سے مثل معجزات شاملین بجمیع المشاہدات اور وجدانیات اور مشاہدات
حاصل تجلیات شہود ظاہری اور باطنی کے۔ پس سالک دیکھتا ہے حق ہر چیز
کا بصیرۃ ثابتہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ جس سے خوف
سوء عاقبت کا نہیں رہتا ہے اور اس حیثیت سے فارغ عن الوحشت ہوتا
ہے۔ یعنی تخویف عن الکدورات سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ علم ثمرہ دیتا ہے
اس فراستہ وحشتیہ کو۔ اور اس کا بصیرۃ نام رکھا جاتا ہے یہ علم کرامت سے اور
وہ مروی ومستنبط شریعت مطہرہ ہیں۔ الثانی یعنے درجہ دوسرا اس میں بیان درجہ دوسرے
علم خفی کا ہے اور وہ اسرار ہیں ظاہر ہوتے ہیں ابدان پاک اور آب ریاضت
خالصہ سے اور ظاہر ہوتے ہیں انفاس صادق اہل ہمت عالیہ خالصہ سے
اور اخبار یک صاحب کو دیکھتا ہے دوسرا صاحب نظر خدا تعالے کی ہدایت
سے۔ اور ہدایت پاتا ہے اس طرف بصیرۃ تامہ اور حکمت کاملہ اور فراستہ
حقہ سے جو فراستہ کہ دی گئی ہے ایمان وایقان سے۔ اور یہ علم حاصل ہوتا ہے
عمل سے اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا
اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ اور حدیث صحیح میں وارد ہے مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ
وَرَّثَہُ اللّٰہُ عِلْمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔ اور نہیں نام رکھا گیا یہ درجہ علم کا خفیہ بنسبتہ
علم مدرسین ظاہرہ کے مگر بوجہ لطافت اس کے یا بوجہ کرامت اصحاب اس
علم کے۔ پس یہ علم خفی جلی تر ہے ہر یک جلی سے اور روشن تر ہے ہر یک
روشن سے۔ پس مدار ورود اس علم کا طہارت باطن اور لطافت بدن آب

ریاضت سے اور خلاص محرمات شرعیہ سے اور محرمات طریقت وحقیقت
سے ہے الثالثۃ یعنے درجہ تیسرا علم کا علم لدنی ہے کہ معلم جسکا رحمت
حق تعالے ہے ۔ اور اس درجہ مین وجود اور حضور سالک کا عین ادراک
عیانی فارغ ادراک عقلی سے ہوتا ہے کہ نعت اسکی عبارت مین اور اظہار
اسکا اشارت مین ممکن نہین ہے کیونکہ درمیان غیب الغیب اللہ تعالے کر
یعنے تجلی ذاتی کے حجاب نہین ہے ۔ پس ملک اسکا ملک اللہ کا ہے الذی
لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہے پس حکمۃ بالغہ اور ارشاد حقیقۃ اسکا نہایت
درجہ اشارت تبصرہ ہے واجب کرتی ہو وہ حکمت معرفت کو اور ثابت کرتی ہے
اشارت کو بسبب اِس کے کہ فراستہ سِرّیّۃ انہار شریعت اور حقیقت سی ظاہر
ہوتی ہے اور وہ حق ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اِلَّا عِلْمُ الْعَلِیْمِ مِنْ کُلِّ عَلِیْمٍ ۔
اور اس مرتبہ مین تفصیلات اقسام کے ہین انشاء اللہ تعالے ذیل مین قول رضی اللہ عنہ
کے دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا تفصیل کلی ظاہر کئے جائینگے ۔
مراد اس علم سے یا علم معاملہ ہے جو سمجھا جاتا ہے قول دَرَسْتُ سے کیونکہ درس اکثر
استعمال کیا جاتا ہے علم معاملہ مین اور اسیلئے کہا جاتا ہے اس علم معاملہ کو علم دراست
یا مراد اس علم سے علم مکاشفہ ہے وہ علم باطنی ہے کہ جس سے ترقی پستی دنائت
سے اور وہ عروج قدسی سری تک حاصل ہوتی ہے جو مشار الیہ اسکا وَعَلَّمْنَاہُ
مین لَّدُنَّا عِلْمًا وارد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمایا ہے
رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَمَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ اور یہ علم باریک ترین علوم اور مستحق
ترین فہوم ہے ۔ اور یہ علم ثمرہ ہے علم اول کا گویا علم اول شجر اور یہ علم ثانی ثمر
اسکا ہے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی ثمر بغیر شجر کے نہین ہوتا ہے فَمَثَلُہٗ کَشَجَرَۃٍ
طَیِّبَۃٍ اَصْلُہَا ثَابِتٌ فِی الْاَرْضِ وَفَرْعُہَا فِی السَّمَآءِ اور تائید دیتا ہے ارادہ علم

مکاشفہ کو قول حتیٰ یسری قطباً کیونکہ ترتب قطبیت کی اکثر علم باطنی پر ہوتی ہے اگرچہ اسکی علم ورسمی ہو جیسا کہ ہو جا تو دعا رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا سے۔ وَلَا تُؤَاخِذْنِی اِنْ نَسِیْتُ اَوْ اَخْطَاْتُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اِنَّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَفَّارُ ۔

الوادی الثالث التعظیم یعنے میدان کشادہ تیسرا قربت حق کا تعظیم ہے چنانچہ اشارہ قول حق تعالےٰ وَمَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ سے وہی ہے۔ پس تعظیم بمعنے معرفۃ عظمۃ الٰہیہ ہے ہمراہ تذلیل نفس امارہ کے۔ جو دشمن اسکا ہے اور مراد اَعْدٰی عَدُوِّكَ بَیْنَ جَنْبَیْكَ یہی ہے۔ پس ضرور ہے سالک راہ وادی عظمۃ والہام کو میدان عزۃ حق تعالےٰ میں اپنے نفس کو ہر لحظہ نہایت ذلیل اور محکوم حق تعالےٰ جانے۔ پس یہ تعظیم تین مرتبہ پر ہوتی ہے۔ المرتبۃ الاولیٰ لتعظیم الامر والنہی یعنے پہلا مرتبہ اس وادی تعظیم سے تعظیم امر ونواہی کی ہے یہانتک کہ امتثال میں امر وجوبی اور مندوب اور مباح کے بقدر طاقت بشری کوشش کرے اور اسکو بسمع طاعۃ قبول کرکے منہیات سے تمام پرہیز کرے پس جبوقت ترقی کرے رخصت سے طرف عزیمۃ کے وہ سالک بہادر مرد ہوتا ہے کیونکہ رخصت واسطے عورتون اور بچون کے ہوتی ہے اور عزیمۃ خاص واسطے بہادرون کے ہے چنانچہ حضرت شیخ بزرگ نے کتاب جلاء الخاطرین فرمایا ہے فَلَا یَمِیْلُ الْمَرْءُ اِلَّا اِلَی الْعَزِیْمَةِ وَاِنْ وَجَدَ فِیْ بَعْضِ الْاُمُوْرِ رُخْصَةً فَلَا تُعَارِضُ الْاَمْرَ وَالنَّهْیَ بِتَرَخُّصٍ حَالٍ عَنِ التَّقْوٰی وَلَا یَحْمِلُ كُلٌّ مِنْهُمَا عَلَی التَّشْدِیْدِ وَالتَّغْلِیْظِ بَلْ عَلٰی مَا یَقْتَضِیْهِ الْقَاعِدَةُ الشَّرْعِیَّةُ الْمُتَوَسِّطَةُ الْمُسَمَّاةُ بِالْعَدَالَةِ فَیَخْرُجُ عَنِ الْاِفْرَاطِ فَاِنَّ ذٰلِكَ كَثِیْرًا لَا

تعظیم ہے

تعظیم امر ونہی

يُمكِنُ المُدَاوِمَةُ عَلَيهِ فَيحتَاجُ اِمَّا اِلَى التَّكلِيفِ الخَارِجِ عَنِ الوُسعِ وَاللهُ لَا يُكَلِّفُ نَفسًا اِلَّا وُسعَهَا اَوْ اِلَى الاِعتِذَارِ بِلَا فَائِدَةٍ وَقَدْ نَصَّ عَلَيهِ فِي كِتَابِ اللهِ وَحَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَرُهبَانِيَّةَ نِ ابتَدَعُوهَا وَلَا رَهبَانِيَّةَ فِي الاِسلَامِ وَلَا يَاْوِلُ الاَمرُ وَالنَّهيُ بِمَا يُوهِنُ الاِنقِيَادَ وَالتَّفرِيطِ مَلَى مَاهُوَ مَنَاطُ الصُّوفِيَّةِ الجَهَلَةِ فِي هٰذَا الزَّمَانِ ـ المَرتَبَةُ الثَّانِيَةُ تَعظِيمُ الحُكمِ السَّابِقِ فِي القَضَاءِ يعنے مرتبہ دوسرا اس وادی تعظیم سے تعظیم حکم سابق کی ہے ارادہ اللہ مین ایسا حکم جو جاری ہوا قلم لوح پر۔ اس طریق کہ احتراز کرے اُس چیز سے جو کھینچتا ہے اسکو نفس امارہ قضاء الٰہی مین واسطے ثابت کرنے اپنی کجی کے بلکہ چاہیئے کہ سالک اسپر راضی ہووے اور کہے کہ جو حکم جاری ہو گیا ہے حق ہے اور ضرور ہے کہ اپنے دل کو اُس حکم پر قرار دیوے اور اُسکو دفع نہ کرے اور نہ اس مین معاوضہ کی آرزو کرے بلکہ اس مین راغب وجہ اللہ کا ہووے اور جانے کہ جو مکتوب ہو گیا وہ رد نہ ہوگا جیسا کہ دن رات یک دوسرے کے پیچھے ہوتے ہین بغیر خلاف کے رات دن پر اور دن رات پر مقدم نہین ہو سکتا ہے۔ تفصیل اس کی فتوح الغیب مین مذکور ہے۔ المَرتَبَةُ الثَّالِثُ تَعظِيمُ الحَقِّ مرتبہ تیسرا اُس وادی تعظیم سے تعظیم حق تعالے ہے اس طریق پر کہ وجود حقیقی کو کوئی سبب اسباب سے نجانے بلکہ جبوقت دیکھے اسکو جانے کہ وہ سبب قوۃ ہے اس وجود مین اور اثر ہے حق تعالے کا اور نجانے خدائتعالے پر حق عابدین وزاہدین اور انبیا راشدین کا بلکہ اعتقاد کرے اور دیکھے کہ حکم تمام خدائتعالے کا ہے یَحکُمُ کَیفَ یَشَاءُ وَیَفعَلُ مَا یُرِیدُ اور نہ ثابت کرے اپنے نفس کو اختیار بمقابلہ اختیار اُسکے بلکہ اپنے

تعظیم حکم قضا مین

اختیار کو تفویض اسکے کردے۔ اور اختیار مین کچھ نزاع نہ کرے پس یہ عظمت حقیقیہ ہے۔ بیان سوال رجواب اسکا بحالت ارتفاع وا ثبات تکلیف کے ضمن قول رضی اللہ عنہ کے جو کسانی خلعۃ بِطرازِ عزم ہے تجہیر ظاہر ہوگا کلمہ عزم یک نسخہ مین زا کے ساتھ اور یک نسخہ مین طا کے ساتھ ہے اسکو یاد رکہین۔ الوادی الرابع السکینۃ یعنے وادی چہارم سکینہ ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْا اِيْمَانًا۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ السَّكِيْنَةَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى اور وہ سکینہ یک چیز ہے کہ جمع کرتی ہے نور اور قوۃ اور روح کو پس سکونت پاتا ہے خائف اس سے اور تسلی پاتا ہے غمگین۔ اور اس سکونت کو بہی تین درجہ ہین۔ الدرجۃ الاولی یعنے پہلا درجہ سکینہ خشوع ہے وقت کہڑے ہونے کے خدمت مین واسطے رعایۃ اور تعظیم اور حضور کے لئے مقام احسان مین۔ الدرجۃ الثانیہ یعنے درجہ دوسرا محاسبہ نفس اور ملاحظہ خلق با لمدارات اور رفق اور لین یک جانب کا ہے وقت معاملہ کے۔ اور برداشت ایذا اور ایصال راحۃ اور تقع ہے غیر کو اور پہیرنا اپنے نفس کو دیکہنے سے عیوب اور اعذار غیرون کے۔ اور مراقبہ حق کا ہے ادا حقوق عبودیت اور حفظ حدود اور اخلاص نیۃ اور تہذیب قصد اور عمل کے ساتہ۔ کیون کہ ان امور سے دل سالک کا پاک ہوتا ہے اور سلوک راہ ولایت سالک کو آسان ہوتا ہے وَالدَّرَجَةُ الثَّالِثَةُ یعنی درجہ تیسرا سکینہ کا ثابت کرنا رضا کا ہے قسمۃ ازلی پر معاش و معادین اور منع کرنا کلام مخالف شرع شریف کا اور توقف کرنا حد رتبہ پر صاحب اپنے اور یہ سکینہ ہرگز نازل نہین ہوتا ہے مگر دل پر نبی یا ولی کے اور نزدیک

ہوتی ہے اس سکینہ سے طمانیۃ چنانچہ اشارہ ہے قول حق تعالےٰ مین یَا اَیَّتُہَا
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ۔ مگر فرق درمیان
اُس سکینہ اور طمانیۃ کے باعتبار اس کے ہے کہ سکینہ صولۃ ہے وارث کرتا ہے
کبھی بجھا دینے کو ہیبۃ کے۔ اور طمانیۃ سکون امن ہے کہ اس مین استراحۃ انس
کی ہے۔ اور باعتبار اسکے کہ سکینہ ہوتا ہے نعت یعنے صفت وقت بدوقت
کے۔ اور طمانیۃ بھی اگرچہ نعت ہی لاکن نہین فوت دیتی صاحب اپنے کو۔

بیان درجات نعت و طمانیت

پس اسکے بھی تین درجہ ہین۔ الاولیٰ یعنے پہلا درجہ ذکر کرنا خدا کا دلمین
ہے خوف ورجا سے ابتلا اور مثوبات کے۔ والثانیۃ یعنے دوسرا درجہ
مطمئن ہونا روح کا ہے قصد کشف مین اور شوق وعدہ مین اور تفرقہ مین
طرف جمع کے والثالثۃ یعنے تیسرا درجہ طمانیت شہود حضرت کلیت لطف کی طرف
اور طمانیت جمع کا بقا کی طرف اور طمانیت مقام کا نور ازلی کی طرف چنانچہ قریب
ہے بحث اسکا بیان سکینہ و طمانیت مین ضمن قول مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ اَللہُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِ اور قول رضی اللہ عنہ مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ
وَاشِ فَانِّیْ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ کے انشاء اللہ تعالےٰ ذکر کیا جائیگا
بفضلہ تعالےٰ اور مدد شیخ بزرگ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

بیان تفسیر آیت

الوادی الخامس الہمۃ یعنی وادی پانچوان ہمت ہے ایسی ہمت جو قول حق تعالےٰ
مین مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۔ مذکور ہے۔ اور وہ ہمۃ عبارۃ ہے عدم التفات
سے طرف غیر مقصود کے۔ اور ڈالدینا اپنے ارادہ مترتبہ کا ارادہ حق تعالیٰ
مین مقصود اصلی پر اس حیثیت سے کہ طالب نے مطلوب سے منحرف ہو بلکہ وارد
ہووے بالکل مقصود پر طرف مراد مقصود بالذات حقیقی کے۔ اور اسکو بھی درجات
ہین الاولیٰ یعنے پہلا درجہ مصروف کرنا ہمۃ کا بسبب عروج قلب اور صعود اسکی

پستی رغبات فانی سے برسوخ کلی رغبات باقی کی طرف اِس حیثیت سے کہ
مصفیٰ ہووے دل بالکلیہ پے درپے کدورات غفلات سے - والثانیۃ
یعنے درجہ دوسرا ہمۃ عالیہ ہے کہ وارث کرتی ہے اپنے صاحب کو
ننگ اندیشہ پاک اور منافع لذات اور ثواب اعمال اور حب جاہ و امید سے
پس ڈالدیتی ہے یہ تمام کو پس پشت اپنے بالکلیہ - اور کوئی چیز حق کے
پروا نہین کرتی ہے - والثالثۃ یعنے درجہ تیسرا ہمۃ اعلیٰ تر کا ہے اِس کو
پس منقطع کرتا ہے سالک نظر کو احوال عالی اور مقامات متعالی سے اور
نجات پاتا ہے صفات و درجات سے طرف ذات کے - اور قصد نہین کرتا
ہے تجلیات افعال اور صفات اور اسما کا - اور نہین ٹھیرتا ہے نزدیک اُسکے
بلکہ قصد کرتا ہے طرف ذات کے اور نہین اکتفا کرتا ہے شہود حق کو حضرات
اسما و صفات مین بلکہ تجاوز کرتا ہے اس سے فنا فی العین الاحدیۃ مین -
وَيَبْقىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝ انشاء اللہ تعالےٰ تفصیل اسکی
ضمن قول وَ تَوَّجَنِىْ بِتِيجَانِ الْكَمَالِ اور قول وَاَطْلَعَنِىْ عَلىٰ سِرٍّ قَدِيْمٍ
وَقَلَّدَنِىْ وَاَعْطَانِىْ سُؤَالِىْ ۝ مین مذکور ہوگی بِمَنِّہٖ وَ کَرَمِہٖ وَ رَحْمَتِہٖ وَفَضْلِہٖ
وَهُوَ الْهَادِىْ ؛ جاننا چاہیئے کہ جب تمام ہوا بیان اودیۃ کا بعد اِس کے
بیان احوال ہے اور وہ احوال بھی دس نوع پر ہے چنانچہ تجکو سابق معلوم
ہوا لاکن خلاصہ اُسکا مینے تین نوع مین بیان کیا ہے تاکہ حفظ اسکا آسان ہو
الاول چنانچہ بیان اسکا ازروے کمال کے گذرا لاکن اب مینے سواے
اسکے ذکر کیا ہون یاد رکھ لے کہ محبت درمیان ہمۃ او رانس کے ہر منع
عطا مین انفراد پر یعنے ہونا محب کا فرد غیر سے مثل افراد محبوب کہ پس ہوتا
ہے غیر منفی گویا بمقابل محبوب کے مجکو وجود نہین ہے اِسلئے کہا گیا ہے کہ محبت

بیان درجہ دوم ہمت

بیان درجہ سوم ہمت

بیان احوال

بیان محبت جو اول احوال ہے

پہلا اودیہ یعنے میدان کشادہ فنا کا ہے۔ اور عقبہ ہے ایسا عقبہ جو گرتا ہے
اس سے منازل محو پر وہ آخر منزل ہے کہ اسمین ملجاتا ہے بندہ خدا کے
ساتھ پس سواے اسکے اعراض اور اعواض ہے۔ اور نہین نام رکھی گئی
محبت اودیہ اور عقبہ فنا مگر اس سلئے کہ وہ مقتضی وصل ہر بسبب فنا ذاتی
اور صفاتی کے واسطے محب کے فالاول پس اول یعنے فنا سے ذاتی وہ چیز
ہے کہ فنا کرتی ہے محب سے خواطر تعلق بالغیر کو پس اس سلئے استعارہ کیا گیا
واسطے نفس محبت کے عقبہ اور اودیہ کردانی گیا فنا کے لئے وادی یعنی
محبت جو اول اسکا ہے کیونکہ وادی مبتدا ہوتا ہے عقبہ بلند سے ایسا عقبہ
کہ گرتی ہے اس سے سیل اور جمع ہوتی ہے وادی مین پانی سخت جاری
ہوتی ہے اور لیجاتی ہے بتکلم فی الوادی کو پس بنظر اسکے وادی استعارہ
بالکنایہ ہے اور عقبہ ترشیح یعنے ٹپکنا اسکا۔ اور ضمن مین اسکے اشارہ ہے ابتداء
یافت نور تجلی کی طرف کہ وہ مثل سیل فنا کرنے والے کے ہے اور اس عقبہ سے
گرتی ہے وہ سیل منازل محو پر۔ پس اول منازل منازل اودیہ فنا سے محو کرنا
افعال کی ہے فعل مین پس محو کرنے والی صفات کی پستر محو کرنے والی ذات
کی ہے۔ پس اسکے لئے کلیات ہین مشتمل جزئیات لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی کے لعل
اللّٰہ یُبَیِّنُنَا وَیَرْزُقُکَ الْاِتِّصَافَ بِھَا حاصل کلام محبت علامت طائفہ عالیہ
کی ہے کہ جس سے نسبت درمیان عبد و رب کے منعقد ہوتی ہے اور یہ بھی تین درجہ
پر ہے الدرجۃ الاولیٰ یعنے پہلا درجہ اسکا محبت ہے جو کاٹتی ہے وسواسون کو
کیونکہ یہ محبت باقی نہین رکھتی ہے محب کے لئے مشاہدہ محبوب کا اور اسلئے
کہا گیا ہے کہ شیطان محبون کے دل پر قادر نہین ہوتا ہے بسبب ہونے اُن
قلوب کے خالص و مصفی ترچنانچہ حق تعالے فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ

عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ - اِلَّا عِبَادَكَ الْمُخْلَصِیْنَ کیونکہ بندگان مخلص اس نسبت کو محبتہ ذاتیہ اور اخلاص خالص سے صحیح کئے ہین - اور انکا دل ماسواے محبوب کے متعلق نہین ہوتا ہے کیونکہ وہ محبوب کو بزرگ سب چیزون سے جانتے ہین چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ جب محب کو لذت خدمت محبوب سے ملتا ہے تو اپنے نفوس کو میدان عظمۃ مین اسکے ذلیل کرتا ہے یہانتک کہ اگر بادشاہ ہو خادم بنتا ہے اور اگر امیر ہو اسیر ہوتا ہے اور اپنے وجود سے خالی ہو جاتا ہے اور برداشت مصائب عتاب ومحن ومصائب کی اسپر آسان ہوتی ہے - اور پہاڑون سے نہرین دودہ کی تراشتا ہے - اور باطن کی گرم آنکھون سے خون روتا ہے - جب ایسی محبت درمیان عبد ورب کے متحقق ہو جاتی ہے اور روز بروز مطالعہ احسان کا کرتا ہے اور اتباع سنۃ کو اختیار کرکے ثمرہ استجابۃ کو تمنا کرتا ہے - طلاب راسخ کے سنت یہی مراد ہوتی ہے چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پس اس سے شعبہ سجود واقتراب اور تعوذ سنہ کے طرف اسکے او گئے ہین اُسْجُدْ وَاقْتَرِبْ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اِلَیْكَ مِنْ ثَمَرَاتِ هٰذِهِ الشُّعْبَاتِ الْمُوَرَّقَةِ بِالصَّفْوَةِ وَالصَّفَاءِ الدرجۃ الثانیۃ یعنی درجہ دوسرا ہے کہ محبت ایسی اختیار کرے کہ محبت غیر کی حق کے مقابل نہ ہو - اور زبان ذکر مین اس کے استوار کرین - اور دل کو شہود حق مین متعلق کرین - پس یہ محبت سالک کو پاک کرتی ہے - اور اس سے مطالعہ صفات کا ملہ کا اور کمالات فاضلہ کا اور نظر آیات حق کے پیدا ہوتی ہے پس جبوقت یہ امور شہ سمجاتے ہین آیات ایمان زیادہ ہوتے ہین اور یقین روشن ہوتا ہے - پس جفاکشی مقامات عبودیت مین متحقق ہوتی ہے اور بندہ عبودیت مین کامل ہوتا ہے

بیان درجہ دوسرا محبت کے

اور الوہیت مین تمیز کرتا ہے۔ الدرجۃ الثالثۃ یعنے تیسرا درجہ فنا ذات کا محبت خاطفہ ہے جب اسپر انوار اور شعاع تجلی ظاہر ہووے عقول بندون کوشش سلطان غالب سے لیجاتی ہے جیسا کہ حق تعالے خبر کیا ہے فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا پس عبارت درمیان سے نکالی جاتی ہے بسبب ورود عین العین کے اشارہ مرتفع ہوتا ہے۔ پس خطاب کیا جاتا ہے خطاب لَا عِبَارَةَ فِيْهِ کا۔ اور جواب دیا جاتا ہے۔ اَلْاِشَارَةُ بِهٖ لاکن جب یہ شعلہ سطوۃ کا بلند ہوتا ہے آتش ٹھنڈی ہوجاتی ہے اور طبیعت اور حقیقت مین تمیز پیدا ہوتی ہے اور وہ چیز جو دیا اسکو خلیفہ کرنے والا مرتفع ہوتی ہے تفصیل اس کی سابق مین ذکر کی گئی ہے وبفضل خدا تتمہ ذیل مین قول وحدّی صاحب العین الکمال ذکر کرونگا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ مَحَبَّةً وَهِمَّةً وَعِزَّةً بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ الحال الثانی العزۃ یعنے حال دوسرا جو عزۃ ہے حضرت حق تعالے نے سلیمان کے حال مین ذکر فرمایا ہے رُدُّوْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ تفصیل اس کی یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام حافظ وقت تھے علاً اور حضوراً اور شہوداً پس جب انکے وقت نماز عصر کا فوت ہوا انہون نے بسبب اشتغال غیر محبوب کے عرق شرم کا ڈالے اور سوزش سے محجوبی کے چشم کو پر حجاب کئے اور غایت اشتیاق سے اپنے محبوب کے جو مانع اشتغال بالمحبوب کے تھے پائمال کئے پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضوری مین شوق متفرع ہوتا ہے اگر کہے کہ شوق نہین ہوتا ہے مگر غائب کے لئے اور یہ طائفہ بنا اُنکی مشاہدہ پر ہے پس شوق اُنکے لئے ثابت نہین ہوتا ہے۔ جواب دونگا مین پہلے یہ کہ ہم تسلیم نہین کرتے ہین کہ شوق نہین ہوتا ہے مگر غائب کے لئے کسلیئے کہ ایسا

بیان درجہ تیسرے فنائے ذاتی کا

بیان حال دوسرے جو عزۃ ہے

وقت طالب مطلوب کو پہونچتا ہے اور شوق اسکا زیادہ ہوتا ہے اس سے
جو پہلے تھا۔ اور یہ امر وہ شخص جانتا ہے جو آتش فراق مین جلا اور شربت
وصال کو پیا چنانچہ مروی ہے کہ جب قیس مجنون نے لیلی کے پاس پہونچا
باوجود اس کے آتش شوق اُسکی نہین بجھی۔ اگر تسلیم کرے اُس قول سائل کو
کہینگے ہم کہ بسبب کمال علو درجہ اور عدم احاطہ محبوب کے محب فانی باوجود
ہونے اُس کے واصل مشاہدہ جمال محبوب کا اور شواہد کمال مطلوب کا۔
کمالات اور فضل غیر متناہی کو اُسکے نہین پاتا ہے چنانچہ حق تعالے قرآن مجید مین
فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ
اور ثابت ہے کہ جس وقت اذن قیامت کا ہوگا دیکھین گے خدائتعالے کو جیسا
کہ دیکھتے ہین چاند کو شب بدر باوجود اسکے وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا
بِمَا شَاءَ واقع ہے پس اللہ تعالے ہمیشہ ازل اور ابد سے احاطہ سے غائب
ہے اور جو غیبت اور حضور اور شہادت واقعہ ہے عبارت محجوبین مین ہی
پس وہ نہین ہے مگر بہ نسبت علم کے جو دیا گیا ہے طالبین کو وَهُوَ غَنِيٌّ عَنِ
الْعَالَمِينَ پس مومن وہی ہین جو ایمان رکھنے والے ہین غیب پر ہمیشہ منتظر
حقیقۃ الٰہیہ کے جو موسوم بغیب ہویۃ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ
وَالْعَالِمُ الْغَفُورُ وَهُوَ الْمُحِيطُ۔ اور اسی لئے اختلاف کئے ہین اس امر
مین کہ شوق نسبۃ الی اللہ کہا جاتا ہے یا نہین پس جو شخص کہ لازم کیا ہی غیبت
کو شوق مین اُس کے نزدیک ثبوت نسبت خدائتعالے جائز نہین۔ ہان جو شخص
کہ عام کیا ہے اُسکو البتہ نزدیک اسکے جائز ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ
وہ شوق باعتبار اُسکے کہ ہمنے ذکر کیا تمام ہوتا ہے دو وجہ پر پس صاحب
شوق کو بسا وقت جو قلق و اضطراب ہوتا ہے مرتبہ تلوین مین اضطراب

اُسکا ظاہر ہے لاکن مرتبہ تمکین مین اضطراب اور قلق اسکا غیرۃ تامہ کے
ساتھ ظہور کمالات محبوب سے روز بروز ثابت ہے پس وہ کہتا ہے مَنْ
اِسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ پس اگر کوئی ہزار سال مثل عمر نوح کے زندگی
کرے اور سلوک طریق کمالات الٰہیہ مین رہے ہر آئینہ کہیگا مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ
مَعْرِفَتِكَ اور اسی لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لَا
اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ كَمَا اَثْنَیْتَ اَنْتَ عَلٰی نَفْسِكَ اور اسی مطابق شیخ بزرگ
رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے بعد قول سَقَانِي الْحُبُّ كَاسَاتِ الْوِصَالِ
کے اس مصرعہ کو فَقُلْتُ لِخَمْرَتِي نَحْوِي تَعَالِي پس بعد وصال کے نہین ہے مگر
مرتبہ شوق کا- پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ واصل شایق ہوتا ہے ہمیشہ-
اور روز بروز شوق اسکا زیادہ ہوتا ہے وَلَا یَسْتَوِیْ یَوْمَاہُ اور اسی لئے پھر
اس کے عطش دائمی ہوتی ہے اگر اسکو تمام دریا اور چشمہ اور انہار سے
سیراب کرین سیراب نہین ہوتا ہے اور اسی لئے جواب مین اس شخص کے جو
اینجا کسی ست کہ قطرہ خورد و مدہوش شد؛ کہا گیا ہے اینجا کسی ست کہ دریاہا فرو
برد و ندلے هَلْ مِنْ مَزِیْد میزند- پس واسطے ہر یک کے عزت اور شوق
اور قلق اور عطش ظاہر کے غیرۃ مذکورہ صدر مین باعتبار مبتدا اور مرید اور
عارف کے تین مرتبے ہین- اور مرتبہ رابعہ باعتبار واصل کے ہوتا ہے قریب
ہے کہ سمجھے تو اسکو- پس قادر عرفان اس چیز کا جو ذکر کئے ہم وہ شخص ہوتا کہ
کہ ہووے اس علم پر اسکو بوجہ تمام اگر نہین پس وہ خارج ہے درمیان سے
اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ مِنْهُ الْمَبْدَءُ
وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ الحال الثالث الوجد یعنے تیسرا حال احوال سے وجد ہے اور
وہ لمعان نور ازلی اور سماع ندار ولی اور جذب حقیقی ہے اور اس وجد کے لئے

درجات ہین بعض درجہ مین دیا جاتا ہے بندہ فی الفور اس چیز کو جو غالب ہووے اُسکی عقل اور صبر اور علم پر۔ پس مرید کو وقت صولۃ وصال کے وہشت ہوتی ہے علم پر۔ اور کبھی وقت صولت اوس حال کے اِسم سالک پر تجلی احدیت سے اول مرتبہ مین صورت جمع ہوتی ہے اور اسمین شہود ازل ظاہر ہوتا ہے اور وہ شہود بقاے حق قدیم ہے اور حکم اسکا وجود حادث پر ہوتا ہے پس سالک اِس وقت مین فناے کل چشم واحدہ مین دیکھتا ہے اور یہ حال دَهَشْ عَلٰی دَاحَةٍ نام رکھا جاتا ہے۔ اور کبھی صولۃ عیانکی خبر پر ہوتی ہر اس حال کو دَهَشْ فِی الْحُبِّ کہتے ہین بموجب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حدیث قدسی سے فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ بِهٖ يَسْمَعُ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ بِهٖ يُبْصِرُ۔ اور یہ مرتبہ اخیرہ ہے وہش سے۔ پس سالک اس مرتبہ مین بیہوش ہوتا ہے جیسا کہ موسی علیہ السلام وقت تجلی کے بیہوش ہوگئے تھے پس سالک کو اس حال مین مرتبہ حیرانی کا حاصل ہوتا ہے اور بہت شخص کو باگ اختیار کی ہاتھ سے جاتی ہے اور مانند برق کے روشن ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالٰے فرمایا ہے حَتّٰی اِذَا دَایٰ نَادًا اور لذت اتم حاصل ہوتا ہے جیسا حالت وجد اور نیند کے اور صفار کامل مین اُس کے قریب تفصیل ان تمام کی ضمن قول شیخ بزرگ رضؓ مُرِيْدِ اِتَّهَمَ وَطِبْ وَاَشْطَحْ وَغِنِّ کے بیان کیجائیگی انشاءاللہ تعالٰے چونکہ بعد ان حال کے ظہور ولایات ہے وہ بھی دس ہین چنانچہ سابق جانا گیا اسکو مینے ساتھ مین ملخص اور مختصر کیا ہون

الْوِلَايَةُ الْاُوْلٰی اللَّحْظُ یعنے پہلا احوال ولایۃ کا مرتبہ لحاظ ہے چنانچہ حقتعالٰے موسی علیہ السلام کو فرمایا اُنْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ کیونکہ جسوقت حقتعالٰے وجود حقیقی سے وجود اضافی حضرت موسٰی علیہ السلام

بیان حال ولایت

تفسیر ولی ولایت

لحاظ

تجلی فرمایا موسیٰ علیہ السلام تحمل اُس کے نہ سکے کیونکہ با وجود ثبوت حداثت کے رویت حق ممکن نہیں ہے۔ پس یہ یک نوع ہے عطا رقرب سے جو مقدمہ رویت موعود کا ہے اِس دار دنیا میں اور وہ عبارت ہے فنا رکلی وجود اضافی اور بقا بوجود حقیقی سے اور وہ رویت بصری قلبی ہے۔ لیکن آخرت مین بلا کیف اسی چشم سے حاصل ہو گی کیونکہ آخرت مین یہی وجود اضافی مستقر بوجود حقیقی ہو گا پس جسوقت تمام ہو وے یہہ لحاظ وقت موافق اس کے ثابت ہو تا اخبانچہ حق تعالے فرمایا ہے ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى پس قدر مراد وقت سے ہے اور اسکو بہی تین درجہ ہین انشاء اللہ تعالے قریب بیان کرونگا مین ضمن قول رضی اللہ عنہ کے جو فرمایا ہے وَ وَفٰنِي قَبْلَ قَبْلِي قَدْ صَفَا لِي الولايۃ الثانيۃ الصفا یعنے مرتبہ دوم ولایت کا صفا ہے اور وہ صفا نام ہے براءت کدورت اور صاف ہونے آئینہ وجود کا مصقلہ کدورات حجابات رویت اور علویت سے اور اسی طرف اشارہ ہے قول حق تعالے وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ سے اور اس مرتبہ ولایت مین سقوط تکون اور تلون مذکور فی الوقت ہے اور اِسکے بہی تین درجہ ہین پہلا صفا رعلم ہے کہ تہذیب سلوک اور رویت غایت حد اور تصحیح ہمت کرتا ہے اور اِسکے سبب سے علم شرایع اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اور اخلاق اور ذہاب علی الاقتضا حاصل ہوتی ہے اور اسکو بیٔنے ضمن قول دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰى صِرْتُ قُطْبًا کے ذکر کرونگا۔ اور درس باعتبار اِسکے کہ تعلم اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے موافق اسکے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے وَجَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْاَصْلِ رَبَّانِيْ اور جائز ہے کہ درس بمعنی تعلیم کے ہو یعنے سکہایا میٔنے میرے نفس کو یہ علم یا سکہایا غیر کو اور پایا میٔنے اجر عظیم اور یہ مرتبہ

صفا ہے – [illegible]

[illegible]

قطبیت کا ہے قریب ہے تفصیل اس کی ذکر کیجائیگی۔ دوسرا درجہ صفاء
حال ہے کہ جس سے شواہد تحقیق دیکھے جاتے ہین اور حلاوت مناجات
کی چکھی جاتی ہے اور کون اضافی بھولا جاتا ہے۔ تحقیق اسکی ضمن قول
وَادْخُلُوا اَنْتُمْ رِجَالٌ کیجائیگی۔ تیسرا درجہ صفاء اتصال ہے وہ یہ ہے
کہ تمام وہ چیز کہ جائز کی اسکو کتاب وسنت نے اسکو عیاناً دیکھے اور
مشقت وتکلیف کو اٹھا دیوے بلکہ عابد اور معبود کو حق جانے بموجب
حدیث قدسی بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ کہ چنانچہ بیان اس صفا کا ضمن قول وَوَفّٰی
قَلْ قَلْبِیْ قَدْ صَفَا لِیْ قریب ہوگا انشاء اللہ تعالے الولایۃ الثالثۃ السرور ذکر ولایت ثالثہ
یعنے ولایت تیسری مرتبہ سرور ہے کہ جس سے ارادہ خوشی خاطر کیا جاتا ہے
اسی بناپر شیخ بزرگ نے رضی اللہ عنہ فرمایا ہے مُرِیْدِیْ ہِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ
وَغَنِّ کہ تفصیل اسکی اسی شعر کے ضمن مین کیجائیگی انشاء اللہ تعالے۔
الولایۃ الرابعۃ السر یعنی ولایت چوتھی مرتبہ سر ہے۔ اور وہ عبارت ہے ذکر ولایت رابعہ مرتبت اسکا
اس چیز سے جو پوشیدہ ہے ادراک علمی متعلق ناسوت سے اسلیئے مجرد ترقی
کرنے والے مقام روح اور صفا کو سر کہتے ہین۔ اور کبھی اطلاق سر کا خفی تر
امور اور حالات خاصہ اہل نیابت محمدیہ پر ہوتا ہے۔ اور ولایت ظلیہ نفس
مرتبہ محمدیہ محبوبیہ نیابت مستقلہ اور ولایت اصلیہ ہے۔ پس اول مرتبہ صاحب
سر کا یہ ہے کہ ہمت بلند ہووے اور قصد اسکا صفات سے الی الذات کے بعید
ہووے۔ اور رسوم اور آثار اور اسماء مین توقف نہ کرے اور انگلی سی اسکو
نہ بتاوے کیونکہ علم اسکا کسیکو نہین ہوتا ہے گویا کہ یہ سر ذخیرہ ہے ذخائر
حق تعالے سے جسطور کہ ہووے۔ دوسرا مرتبہ صاحب سر کا تمکین واستقامۃ
کلی ہے کہ ستر اسکا اللہ تعالے کی طرف سے حاصل ہے صاحب اسکا غیرت

حق مین ہوتا ہے اُسکو یک مرتبہ مین اشارہ کرتے ہین حال آنکہ وہ غیر اُس مرتبہ مین ہوتا ہے۔ اور اسکو یک حال مین پکارتے ہین حال آنکہ اس سے وہ بلندتر حال مین ہوتا ہے۔ پس وہ سِر ہے خدا تعالےٰ سے کیونکہ وہ مستور ہے چشم غیر مین غیرت حق تعالےٰ سے بسبب ہونے اُسکے محبوب خدا کا۔ مرتبہ تیسرا یہ ہے کہ وہ صاحب سر کو خدا تعالےٰ مخفی رکھتا ہے تحقیق اِسکی ضمن قول وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالٍ ۔ مین بیان ہوگی بندہ کرسنا الولایۃ الخامسۃ النفس یعنے مرتبہ ولایت پانچوان ولایت نفس ہے اور وہ عبارت ہے افاقہ کلیہ سے جو حاصل ہوتی ہے لمعان مشاہدہ قربیہ معاینہ سے۔ صاحب اِس ولایت کا بھرا ہوتا ہے نور وجود سے بعد ترقی کے کظم متعلق بالعلم سے۔ اور مرتبہ اخیرہ اسکا پاک کیا جاتا ہے نفس کا آب قدس سے جو قائم ہے باشارات ازل کے پس نفس اول واسطے غیوبکے سراج ہے۔ اور دوسرا واسطے مقاصد کے معراج۔ اور تیسرا واسطے محقق کے تاج ہے۔ پس سالک کو بعد اِسکے غیریت حاصل ہوتی ہے یعنے منفرد ہونا اکفا سے جیساکہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اسکا بیان ہے مرتبہ اول مین مسافر اوطان سے یعنے حجابات ناسوتی سے ہوتا ہے۔ پس موت ایسے غریب کی شہادت ہے۔ اور مرتبہ دوم مین اسکے حق مین طُوْبیٰ لَهٗ کہا گیا ہے اور وہ مثل مرد صالح ہے زمان فاسد مین درمیان قوم فاسد کے۔ یا عالم ہے درمیان قوم جاہل کے۔ یا صدیق ہے درمیان قوم منافق کے اور درجہ تیسرا غربت الغربت ہے اور وہ عارف کامل ہوتا ہے طلب حق مین از روسے طلب کے کہ جسکو نہایت نہین ہے۔ چنانچہ قریب آئیگا بیان اِسکا ضمن قول اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ ۔ يُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُو الْجَلَالِ ۔

بیان ولایت پنجم جو ولایت نفس ہے

الولایۃ السادسۃ الغرق والاستغراق یعنے ولایت چھٹی غرق واستغراق ہے کہ جس کے سبب سالک علم سے عین حال مین مستغرق ہوتا ہے نسبت اُسکی استقامت اور تحقیق کے ساتھ اشارہ مین صحیح ہوتی ہے۔ یا مستغرق ہوتا ہے اشارت وحال سے کشف مین وہ رجل یعنے مرد ہے کلام کرتا ہے موجود سے اپنے اور سیر کرتا ہے مشہود سے اپنے اور نہین نیک ہوتا ہے دعوت سے اسکے رسم اسکا۔ یا مستغرق ہوتا ہے اس استغراق مین اور ہوجانے غیبت کلیہ۔ اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے غیبت مرید پر خلوص قصد مین حق کی طرف پس نابینا ہوتا ہے علایق سے اور دیکھتا ہے حقایق کو۔ قریب ہے تحقیق اسکی ضمن قول اَنَا الْحُسَیْنُ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ ؛ وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ کو بیان کی جائیگی۔ الولایۃ السابعۃ التمکن یعنے ولایت ساتوین تمکن ہے اور وہ استقرار ہے فوق طمانیت کا اور یہ استقرار نہایت استغراق ہے اور یہ بھی تین درجون پر ہے الاولی یعنے پہلا درجہ تمکن مرید ہے اور وہ جمع کرنا ہے اسکو صحت قصد سیر اور وصول شہود کلی اور سعت طریق پر جو رواج دیتا ہے اسکو والثانیۃ یعنے دوسرا درجہ یہ ہے کہ جمع کیا جائے اُسکے لیے صحت انقطاع اور درخشندگی کشف اور صفا رحال کی والثالثۃ یعنے درجہ تیسرا تمکن عارف ہے اور وہ حاصل کرتا ہے حضوری فوق حجب طلب کو بحالت پہننے لباس نور وجود بالبقا کے بعد بقا کے۔ کیونکہ شہود جمع نہین ہوتا ہے مگر فنا محض سے جو وہ فقر مطلق ہے۔ پس رد کرے اس فنا کو بقا پر وجود حقانی کے ساتھ اس مقام مین جو پہنا ہے نور وجود حق کو وطن غیب مطلق مین پس نہین پہچانتا ہے اوسکو مگر خدا تعالےٰ اور متفرق کرتے ہین جمیع مراتب اور قریب ہے تحقیق باقی اس کلام کی ضمن قول وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ

ولایت ششم غرق و استغراق

ولایت ہفتم تمکن و او سہ درجہ است

عَلیٰ قَدَمِ النَّبِیِّ بَذَلِ الْکَمَالِ ﷺ کے بیان کی جائیگی - پس جاننا چاہیئے کہ حقایق
بھی دس ہین چنانچہ سابق معلوم ہوا ہے - اور چونکہ بعض حقایق بعض سے از روے
معنے اور صدق کے قریب تھے اس لئے مینے اسکو مختصر کرکے تین نوع کیا
الحقیقۃ الاولی المشاہدۃ یعنے پہلا مرتبہ حقیقۃ کا مشاہدہ ہے اور نہایت مکاشفہ
ہے کیونکہ مکاشفہ مین کوئی چیز اسم سے باقی رہتی ہے اور وہ ولایت نعت
یعنے صفات ہے - اور مشاہدہ مین کوئی چیز اسم سے باقی نہین رہتی ہر کیونکہ
وہ ولایت عین یعنے ذات ہے - اور یہ ولایت بھی تین درجہ پر ہوتی ہے
الاولیٰ یعنے پہلا درجہ اسکا معرفۃ ہے اور یہ معرفۃ لوایح نور وجود سے فوق
حدود علم کے جاری ہوتی ہے جیساکہ درجہ اول مکاشفہ مین ہوتا ہے چاہیئے
کہ سالک تحقیق صحیح مین یعنے مطالعہ تجلیات اسماء الٰہیہ مین واسطے دوام توقف
اس مطالعہ کے کوشش کرے - اور اگر یہ مطالعہ یک وقت بغیر وقت دیگر
ہوگا اصطلاح مین نام اسکا مکاشفہ نہین ہوتا ہے - ایسا ہی حال ہے اس معرفۃ
کا جو معتبر ہے درجہ اول مین مشاہدہ سے - الثانی یعنے درجہ ثانی اس ولایت
کا مشاہدہ ہے اور وہ قطع کرنا ہے خیال شواہد اور تلبیس صفات قدس کو اور
نگاہ رکھنا ہے نسبت اشارت درجہ ثانیہ کو جو مکاشفہ سے ہوتی ہے سواے
اس کے نگہ رکھنا ہے حیثیت برہنگی اس قطع کی اور تلبیس اور حرس کے
الثالثۃ یعنے درجہ تیسرا اس ولایت کا بلند کرنا ہے سالک کو عین جمع کی
طرف بسبب صحت ورود کے - اور اس مشاہدہ مین حقیقت جو مسمی حیوۃ ہر
داخل ہوتی ہے - کیونکہ یہ درجہ یا حیوۃ علم کا ہے موت جہل سے - یا حیوۃ
جمع کا ہے موت تفرقہ سے یا حیوۃ وجود کا ہے - اور یہ تمام حقیقت کو جو
موسوم بمشاہدہ ہے لازم کرتی ہے - کیونکہ یہ منحصر ہے حیات مندرجہ درجات ثلثہ

اور اسمین بسط بدرجات ثلثہ ہی داخل ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی صحو جو غنی کرنے والا ہے طلب سے داخل بسط ہوتا ہے۔ لاکن حیوۃ مقابل ہوتی ہے موت کو اور بسط قبض کو اور صحو سکر کو۔ پس یہ تمام اگرچہ معناً جدا ہین لاکن اونکے استلزام نزدیک ہے اس لئے لپیٹ دیئے ہم نے ان تمام کو مشاہدہ مین۔ اور اضداد اسکے جو تین ہین ممکن ہے داخل ہونا اونکا قبض مین جیساکہ صاحب دلیل پر مخفی نہین ہے قریب ہے تحقیق اسکی ضمن قولہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ؛ بیان کی جائیگی۔

الحقیقۃ الثانیۃ المعاینۃ یعنے حقیقت دوسری معاینہ ہے جیساکہ حق تعالےٰ فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ اور یہ بہی تین درجہ پر ہے الاولی معاینۃ الابصار والثانیۃ معاینۃ القلب والثالثۃ معاینۃ الروح پس درجہ ثانی مین معرفت کی تعیین علم منقطع کرتا ہے رتبہ کو اور نہین لاحق ہوتی حیرت کیونکہ یہ معائنہ اشباہ علم ہے اور درجہ ثالث مین معاینہ حق کا محض عیانا ہے اور یہ وجہ سے اکرام ارواح کا روشنی حضرت سے اور بہار عزت سے ہے۔ اور اس معائنہ مین اتصال تمام حقیقت جو موسوم باتصال ہے داخل ہوتی ہے۔ اور یہ بہی تین درجہ ہین الاولی یعنے درجہ پہلا حقیقت معائنہ کا اتصال اعتصام ہے اور وہ اتصال شہود بعد اتصال وجود ہوتا ہے اسمین بہی تین مرتبہ ہین۔ پہلا تصحیح قصد اور تصفیہ ارادت ہے۔ دوسرا اخلاص ہے اعتدال سے اور غنی ہے استدلال سے اور سقوط ہی شتاب اسرار سے۔ تیسرا یہ کہ نپایا جاوے اس سے صنعت اور نہ مقدار مگر اسم مشاہدہ اسکے معاینہ بصریہ امور خفیہ کا جو مثل اسرار ہین سوائے ذات اللہ کے جو لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ صفت اسکی ہر نبی و ولی کو حاصل ہوتا ہے۔ اور معائنہ بصری واسطے ذات اللہ تعالےٰ کے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

کسی کو جائز نہین چنانچہ شب معراج مین حق تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا
اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ اور یہ روایت صحیح اختیار فرمایا ہے شیخ بزرگ
رضی اللہ عنہ نے اپنے درود شریف مین جو موسوم بہ کبریت احمر ہے چنانچہ ابتدا
اوسکا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ اور اسی مین فرماتے ہین وَخَصَّصْتَہٗ
بِالْمُرَاقَبَۃِ وَالْمُشَافَھَۃِ وَالْمُشَاھَدَۃِ وَالْمُعَایَنَۃِ بِالْبَصَرِ اور قریب ہے تحقیق اس کی
ضمن قول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ
عِنْدَ الْقِتَالِ کے آویگی اور داخل ہوتا ہے اس معاینہ مین انفصال اور وہ
جدا کرتا ہے غیر سے اور اگر داخل کرے اتصال ہو اور دے مستلزام کی ہر نہ
اس کے لئے ہی وجہ ہے۔ النھایۃ الثالثۃ السکر یعنے حقیقت تیسری سکر
ہر وہ نام ہے اشارہ سقوط تمالک سے وقت طرب کے اور اسی طرف اشارہ ہے
کلام حضرت کلیم اللہ سے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اور یہ نہایت مقام ہی مقامات
محبین سے کیونکہ چشم فنا نہین قبول کرتی ہے اس نظر کو اور منازل علوم کے نہین
پہونچتے ہین اسکو۔ اور اس سکر کے تین علامات ہین یک تنگی اشغال سے دوسرا
خاموشی آواز شوق اور تمکن دائمی سے تیسرا ڈوبا دریاے سرور اور حضرت
مین۔ اور گمان مولف کا یہ ہے کہ سکر داخل ہے یہان مین جو اشارہ کیا گیا
ہے قول شیخ رضی اللہ عنہ مین مُرِیْدِیْ ھِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ شرح اسکی زیر
ضمن بین شعر مذکور کے بیان کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور سکر مین قبض بھی
اپنے درجون کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ پس جاننا چاہیئے کہ نہایات بھی دس ہین
چنانچہ قبل اسکے ذکر ہوے مگر بوجہ اس کے بعض اس سے معنی مین قریب بعض
کے ہین اس لئے اسکو مینے پانچ نوع پر حصر کیا ہون۔ النھایۃ الاولی المعرفۃ
یعنے نہایت پہلی معرفت ہے چنانچہ نصوص کے گزرے ہے قول حق تعالیٰ مین

بیان وصلت

بیان سکر

بیان معرفت

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا
عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ اور وہ معرفت عبارت ہے احاطہ سے عین شے کے جیسے کہ
ہے۔ یعنے ادراک حقیقۃ شے بذاتہ وصفاتہ اس حیثیت پر ہووے کہ صورۃ
ظاہرہ اور زائدہ ناقص نہ ہووے اور یہی ادراک عرفان ہے۔ کیونکہ جو
ادراک علم سے ہوتا ہے وہ احاطہ صورت شی سے ہوتا ہے پس اگر کہے کہ
تعبیر معرفت اللہ تعالے کی بالاحاطہ نہین ہوسکتی ہے کیونکہ کوئی شخص بوجہ من الوجوہ
اسکو احاطہ نہین کرسکتا ہے بلکہ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ صفت اُسکی ہے۔
جواب دیتا ہون مین کہ اطلاق احاطہ کا اس مقام مین مراد تنگی عبارت سے ہے
نہ غیر۔ اور جائز ہے کہ کہا جاسکے وادی معرفت نہین شمار کیا جاتا ہے نہایات
سے مگر واسطے قریب ہونے اسکے نہایت سے۔ اور وصول معرفت تعبیر کیا گیا
ہے اس سے جہل کے ساتھ چنانچہ شیخ رضی اللہ عنہ جب سوال کیا گیا مَا عِلْمُ الْعِلْمِ
فرمایا اَلْجَہْلُ عَنِ الْعِلْمِ اور وہ جہل عن العلم نام رکھا جاتا ہے عجز سے چنانچہ حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ
چنانچہ یہ امر مقتبس ہوتا ہے شمس نبوت آنسرور علیہ الصلوۃ والسلام سے جو مشہور
ہے کہ فرمایا مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ۔ اور قول رضی اللہ تعالے عنہ کا
اس دشواری اور جہالت کے بارے مین غوثیہ مین مذکور ہے اور مینے خدا کی
حکم سے اسکی شرح کیا ہون۔ اور یہی معنی ہے قول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو لَآ اُحْصِیْ
ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ وارد ہے (توضیح شریف) جو میرے
دل مین آئی ہے اور اللہ تعالے زیادہ جانتا ہے مراد کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ
کلمہ مَا عَرَفْنَاکَ خبر مقدم ہے قول حَقَّ مَعْرِفَتِکَ کا اور وہ مبتدا ہے۔ یعنی معنی
حَقَّ مَعْرِفَتِکَ کا یہ قول مَا عَرَفْنَاکَ کا ہے۔ اور خلاصہ اقرار بالعجز عن المعرفۃ کا

ہو فرنگی ۔ توضیح یہ بیان صورت

قول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ ہے۔ اور اسی قیاس سے ہے قول مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ کا اور مانند اُسکا۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو سراج امتہ کی اُنکی شان ہی برخلاف اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ ہے۔ وَلٰکِن عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ کیونکر فرمایا جواب کہونگا مین جو عبادت ماموربہ فرائض وغیرہ ہے اُسمین خلوص نیتہ کا ہونا امر دشوار ہے ایسا ہی جب دل کدورتون سے صاف ہو خواہ وہ کدورت ناسوتی ہو یا ملکوتی یا جبروتی پس عبادت بہی سخت دشوار ہوتی ہے لاکن عرفان کہ وہ احاطہ علم بقدر طاقت بشری ہے اور وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو حسب استعداد اُنکی حاصل تہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بقدر حوصلہ مبارک کے تہا گویا استعداد امام کا امتلاء قلب کو پورا ہوا جو مترشح تہا اسمین لاکن طاقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوق طاقتین بشر کے تہی اسلئے مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ فرمایا اور امام نے بحیثیت اعتقادیات ضروریہ اسلام معرفت حاصل کی تہی اُنہون نے عرفناک حق معرفتک کہا۔ پس قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بحیثیت عدم تناہی کمالات آلہیہ کے ہے۔ پس بنظر اسکے کوئی طرح مخالفت فیما بین دونو قول کے نہین ہوتی ہے۔ اور اس بارہمین تحقیق دوسری بہی ہے لاکن مقام متحمل اُسکا نہین ہے۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ اپنی کتاب (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے اِذَا حُکِمَتِ الْاِیْمَانُ وَصَلْتَ اِلٰی وَادِی الْعِلْمِ ثُمَّ اِلٰی وَادِی الْفَنَاءِ عَنْکَ وَعَنِ الْخَلْقِ ثُمَّ اِلَی الْوُجُوْدِ بِہٖ لَا بِکَ انتہے اور یہ بیان دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ وادی معرفت

کمتر ہے وادی علم سے جو موخر ہے فنا اور بقا سے پس وادی معرفت
بعد وادی علم کے ہوتا ہے پس کیونکر ہووے معرفۃ نہایات سے ہو
جواب کہونگا مین کہ مقدمہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا لاکن مراد معرفت سے
قول رضی اللہ عنہ مین علم جزئی اجمالی ہے جو سالک کو بعد ایمان حاصل
ہوتا ہے یعنے تصدیق مستلزم تسلیم کے اور مراد وادی علم سے وہ چیز ہے
جو بعد اس معرفت جزئیہ جلیہ کے حاصل ہوتی ہے اور وہ مراد معرفۃ سے
ہے اُس چیز کے جو شمار کئے ہم نہایات سے واللہ اعلم براده و مراد اولیائ
حاصل کلام معرفت معدودہ کو نہایت سے تین درجہ ہین اور خلق بہی ایسے
تین فرقہ ہین الدرجۃ الاولیٰ یعنے درجہ پہلا معرفت صفات اور نعوت
واردہ فی الکتب الشرعیہ کا ہے جیسا کہ خلق مخلوقات مین۔ اور رزق مرزوقات
مین۔ بنظر ورود اطلاق اُسکے شرع مین جو مقتبس ہے نور الٰہی سے اعتقاد
کیا جاتا ہے۔ پس یہ معرفۃ مثل تخم کے ہے زمینات فکر مین اور آب جاری
کے ہے ابر قدس سے جو موجب حیوۃ قلب کا ہے حسن نظر بالتعظیم اور
حسن اعتبار سے۔ پس یہ معرفت عامہ ہے کہ اسمین کوئی عامی مقلد معطل
نہین ہوتا ہے پس اسکو تین ارکان ہین (۱) اثبات صفت اسم اللہ کی بغیر
تشبیہ کے (۲) نفی تشبیہ کی اُسکے ساتہ بغیر تعطیل کے (۳) یاس ادراک
کنہ سے جبتک کہ نہ بیان کرے اسکو شرع جیسا کہ اطلاق لہ نہ کا خدا کو
تاویل شرعی سے درست ہے۔ الدرجۃ الثانیہ یعنے دوسرا درجہ معرفت ذات
کا مع اسقاط تفریق بین الصفات والذات ہے بلکہ آئینۂ دل مین یہ تجلی
کرے کہ صفات اور ذات متحد ہین بنظر حدیث قدسی کنت سمعہ و
بصرہ کے۔ پس یہ معرفت خاص ہے اہل تجلیات اسمائیہ اور شہود حضرات

الٰہیہ کے لئے اور وہ اِس حیثیت سے صحیح ہوتی ہے کہ حق سننے والا بندیکا اور دیکھنے والا اسکا ہے۔ پس جبو قت دیکھے صفات حق اِس حیثیت سے کہ وہ دیکھتا ہے اُسکو اور وہ صفات حقایق اسماعین ذات ہین معیت نسبت اعتبار یہ سکے جو نام رکہا جاتا ہے صفات پس نہین دیکھا تو صفات کو مگر موصوف مین بلکہ جانتا ہے اسکو عین ذات۔ اور یہ معرفۃ مراد اس سے شہود اسمائی ہے مرتبہ علم الجمع مین نہ کہ عین الجمع مین۔ اگر نام رکہے تمام اسماء ذات واحدہ کو۔ پس ہریک اسم مسمی ہے جمیع اسماء اور صفات اس شہود کا دریائے فنا مین۔ اور کامل ہوتے ہین یہ صفات علم بقا سے نہ کہ ذات بقا سے کیونکہ بقا مقام ہے بعد فنا کے پس کمال اسکا علم بقا ہے نہ نفس بقا۔ اور اس مین تفصیل ہے اور وہ ظاہر ہوتی ہے قول رضی اللہ عنہ سے جو اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ ہے والدرجۃ الثالثۃ یعنی درجہ تیسرا معرفت کا استغراق خاص ہے تعریف الٰہی مین بغیر کسب بندہ کے خواہ از روسے ذات ہو یا علم یا اعتبار کے۔ کیونکہ نہین ممکن ہے اطلاع اسپر دلایل سے۔ اور نہین دلالت کرتا ہے اسپر شاہد اور نہین مستحق کرتا ہے اسپر وسیلہ یعنی واسطہ پس اُس استغراق کے تین رکن ہین (۱) محو کرنا رسوم کا مشاہدہ قرب سے (۲) صعود علم سے (۳) مطالعہ جمع کا۔ اور یہ معرفت خاص الخاص کے ہے جس سے اشارہ ہے قول لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اور قول مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ کا اور قریب تفصیل اِسکی ضمن قول رضی اللہ عنہ وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ کے اور بیان اطلاع سر قدیم کے ہوگئے۔ النہایۃ الثانیۃ یعنی نہایت ثانی معرفت درجہ فنا ہے جو منصوص ہے قول کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

ذکر استغراق

بیان ارکان استغراق

ذکر نہایت ثانی جو فنا ہے

ذکر مدارج فنا منجملہ سیر کے فناے معرفت ہے
اور فنا اصطلاح قوم مین مضمحل ہونا ما دون حق کا نیست مین ہے۔ اس
طریق پر کہ جانے کہ جو چیز سوائے اسکے ہے فانی غیر باقی و ناچیز ہے
اور اپنے شہود حاصلہ سے انکار اسکا کرے کہ کوئی چیز غیر حق موجود نہین
ہے۔ پستر جدا کرے حق کو غیر سے اسکے بوجود مغائر اُس کے۔ اور
جدا کرے ہر شی کو وجود حقی سے نہ وجود غیر سے اسکے۔ اور وہ فنا
تین درجہ پر ہے الاولیٰ پہلا درجہ فنا کا فناے معرفۃ فی المعروف ہے

ذکر فناے شہود طلب
اور وہ فناء علم اور فناء عیان فی المعائنہ ہے اور وہ فنا ازروے
کوشش فناء طلب فی الوجود ہے اور وہ فناء حق ہے۔ الثانیۃ یعنی
دوسرا درجہ فناء شہود طلب ہے واسطے اسقاط طلب کے اور فناء شہود
المعرفۃ ہے واسطے اسقاط معرفۃ کے اور فناء شہود العیان ہے واسطے

ذکر فنا عن شہود الفنا
اسقاط عیان کے الدرجۃ الثالثۃ یعنے تیسرا درجہ فنا کا فنا عن شہود
الفنا ہے اور اسکو حضرۃ واقعہ کہتے ہین چنانچہ حق تعالے نے فرمایا ہے
اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ اور وہ یہی جمع یعنے فناء الفنا ہے کیونکہ فناے
ہر شی کو ماسوی الحق کے حق مین دیکھتا ہے فناء فناء کو پس فنا ہونا ہستی
ہر یک توہم اور خیال ہی۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فانی ہمیشہ
فانی رہتا ہے اور باقی ہمیشہ باقی رہتا ہے اور بنظر جمع سالک بقا کو
ہمیشہ وہ فناء حق ہے۔ المنهایۃ الثالثۃ البقاء یعنے نہایت تیسری

ذکر بقا و درجہ اسکے
بقا ہے چنانچہ حق تعالے نے فرمایا ہے وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ اور وہ بقا نام ہے اس چیز کا جو ہمیشہ بعد فناء شواہد کے
باقی رہے یعنے رسوم خلقیہ کے جو موسوم بہ شواہد ہین۔ کیونکہ وہ رسوم
آثار ہین دلالت کرنے والے موثر پر یعنے حق تعالے باقی پر اور اُسکو

تین درجہ ہین (۱) بقاء معلوم یعنے حق تعالے کے بعد ساقط ہونے علم بندہ کے واسطے
فناء عبد کے بالکلیہ بقاء عینی ہے نہ علمی کیونکہ بندہ جسوقت فنا ہو یک مرتبہ فنا ہوتی
ہر اس سے ہر یک شی اوصاف سے جو منجملہ اسکے علم بھی ہے (۲) بقاء شہود بعد
سقوط شہودیہ یعنے حق من حیث وجود باقی ہے نہ حیثیت مشہودیۃ سے کیونکہ شہودیۃ
یک نسبتہ ہے محقق ہوتی ہے شہود عبد سے حال آنکہ وہ عبد تحقیق فنا ہوا ہے
پس ایسا ہی شہود عبد کا اٹھا دیا ہے شاہدیۃ اور مشہودیۃ کو (۳) بقاء العبد
وجود حقانی سے ہر ایسا وجود حقانی باقی بہ بقا اور ہے بحیوۃ ہے اور عالم
بعلم اور مختار بعلم ہوتا ہے - پس وہ بندہ جو اعادہ کیا اسکو حق تعالے بعد
فنا کے پس اسکو خلعات قدسیہ صفات بلند سے دیتے ہین اور نزدیک
اسکے اسماء قدسیہ سے جو بزرگ ہے ذات اور اسماء جسنے اُسکے نام رکھتی ہین یا
واسطے محافظہ حد ادب عبدیۃ کے موافق شریعۃ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جو موصل ہے بندونکو جناب حق تعالے تک چنانچہ تحقیق اسی معنی کی ہے
قول شیخ رضی اللہ عنہ کا اَتَانِیْ خِلْعَۃً بِطِرَازِ عَزْمٍ ؕ وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ
پس اِس حال مین دیکھا جاتا ہے حق چشم حق سے بحالت قیام مقام قرب راسخ
کے پستر عبودیۃ ظاہرہ پر اور اِسی بنا پر ہے قول سید الطائفہ کا اَلْعَبْدُ عَبْدٌ
وَاِنْ تَرَقّٰی وَالرَّبُّ رَبٌّ وَاِنْ تَنَزَّلَ ×- اور اصطلاح مین اِسکو تحقیق اور
تلبیس کہتے ہین یعنے واسطے لباس خلعات قدسیہ کے جناب اللہ تعالے سے
بندہ فانی کو وجود باقی بقا شہود اسکی حضرت تقدس ذات کے احاطہ سے ملتا ہے
رَبَّنَا اکْشِفْ عَلٰی ھٰذَا الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ مِنْ اَنْوَارِ الشَّیْخِ الْاَجَلِ لِیَکُوْنَ عِیْدًا
لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا اِنَّکَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ ط اور داخل ہوتا ہے اِس بقا مین
وجود بھی کیونکہ سالک کو کبھی خلعت دیجاتی ہے خلعات وجود حقیقی سے بعد حالی

× یعنی بندہ بندہ ہے اگرچہ ترقی کرے اور رب رب ہے اگرچہ نزول فرماوے ۱۲

ہوجانے اسکے وجود فانی سے۔ اور داخل ہوتی ہے اس مین تجرید جو
اشارہ کی گئی ہے فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ مین۔ اور داخل ہوتی ہے اس مین
تفرید اور وہ منفرد ہوتا ہے شواہد سے بسبب سطوات فنا اور فلتات
بقا کے۔ پس ہوجاتا ہے سالک اس حال مین فرد الفرد جیسا کہ حضرت
شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے بعض قصاید مین آپنے فرمایا ہے اَنَا فَرْدُ
الْفَرْدِ لَا شَرِيْكَ لِيْ انشاء اللہ تعالے تحقیق اس کی ضمن قول اَنَا فِيْ
حَضْرَةِ التَّقْرِيْبِ وَحْدِيْ کیجائیگی۔ النہایۃ الرابعۃ الجمع یعنے نہایت
سیر در جمع
چوتھی مرتبہ جمع ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور جمع اسکو کہتے ہین کہ تفرقہ ساقط کر دے اور اشارہ
قطع اور مشخص ہو آب و خاک سے بعد صحت تمکین اور برارۃ تلوین کے اور
نیست ہوجاوے احساس سے علت لاحقے شواہد کے اور یک طرف
جانے سے مشہود شواہد اُسکے اور وہ تین درجہ ہین (۱) جمع علم (۲) جمع
وجود (۳) جمع عین۔ پس جمع علم نیست ہوناہے علوم شواہد کا علم لدنی
خالص مین اور جمع وجود پس وہ تلاشی ہے یعنے نیست ہوناہے نہایت
اتصال کا چشم وجود تحقیق مین۔ اور جمع العین پس وہ تلاشی ہے ہرگاہ
نقل کرے اسکو اشارہ ذات حق مین از روے تحقیق کے۔ اور یہ جمع
غایت مقامات سالکین ہے اور وہ ظرف بحر وجود ہے تحقیق اسکی
ضمن قول وَلَا تَلُمْ عُلُوِّيْ وَاتِّصَالِيْ کیجائیگی۔ النہایۃ الخامسۃ التوحید
یعنے نہایت پانچوین توحید ہے جو حق تعالے فرمایا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اور وہ توحید تنزیہ ہے اللہ تعالے کی حوادث سے
اسبارہ مین نطق کئے ہین علماء نے جو نطق کئے ہین۔ اور اشارہ کی ہین

محققین نے جو اشارہ کئے ہین واسطے قصد تصحیح توحید کے - اور ما سوا کے
اسکے حال مقام سے نہین ہے بلکہ وہ تبع علل از مقدمات ہے اور واسطے
اثبات توحید کے تمام ہمراہ کئے ہین علما متون کو - پس توحید تین نوعپر
ہوتی ہے - (۱) توحید عام اور وہ شہادت ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ - اَلْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ
يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور یہ خلاصہ ہے اعتقاد ذات مستجمع صفات کاملہ کا
از روے تحقیق کے اور اسمین کوئی شک نہین ہے - اور یہ توحید ظاہر جلی
ہے اور شرک اعظم کو نفی کرتی ہے اور اسی سے قبلہ مقرر اور اسی
سے ذمہ اسلام واجب ہوتا ہے اور کرامت اور حفاظت جان و مال
کی لازم ہوتی ہے دار اسلام کو دار کفر پر فضیلت ملتی ہے اور عام
لوگون کے لئے مذہب صحت پاتا ہے گویا یہ توحید ایک آفتاب ہے
کہ جس سے اندھیری شب کی جاتی ہے اور دن نکلتا ہے اور شام
کفر سے صبح حق کی تمیز پاتی ہے اور مردے اندھیریان جہالت کفر کی
زندہ ہو جاتے ہین - پس ایسی توحید عام کے دو مرتبہ ہین الاولی التقلید
یعنے پہلا مرتبہ اسکا تقلید ہے اور وہ تقلید عبارت ہے اعتقاد استوار سے
اس طریق پر کہ اللہ تعالے موجود بصفات کاملہ ہے اور پیغمبرون کو
واسطے امر معروف اور نہی منکر کے مبعوث کیا ہے لوگ اسی سے ثواب
پاتے ہین اور مرتبہ بزرگ کو پہونچتے ہین - اور یہ توحید ڈالی جاتی ہے
دل مین صرف سننے سے علماء کامل کے دین حق مین - اور ایمان ایسے
مقلد موحد کا شریعت مین ذی اعتبار ہوتا ہے اور اسی سے ثواب
اور خلاص ذمہ مرتب ہوتا ہے اور بسبب اسکے عبادات واجبہ شامل

بیان توحید عام

مرتبۂ تقلید

نماز روزہ وغیرہ جو علم کلام مین مذکور ہین تمام ہوتے ہین۔ الثانی
الاستدلال مرتبہ دوسرا توحید عام کا استدلال ادلہ عقلیہ قطعیہ سے
وجود خالق قدیر پر اس نظم استوار کے لئے جیسا کہ مروی ہے اعرابی
سے کہ کہتا تہا اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ وَالْاَقْدَامُ عَلَی الْمَسِیْرِ جب
یہ بات ثابت ہوئی پس کیونکر نہ دلالت کرے یہ نظم استوار خالق
قدیر وخبیر پر۔ اور ادلہ مذکورہ منقول ہین کتب عقلا مین جیسا کہ مزارع
روئیدگی تخم کو قوی زمین سے نیک جانتا ہے۔ ایسا ہی ہر یک صانع
اور دلائل سمعی اسمین زیادہ ہین شمار سے اور کتب شرعیہ اُس سے
بھرے ہوے ہین۔ اور یہ مرتبہ البتہ فوق ہے مرتبہ اول سے کیونکہ
وہ اول شک سے زائل ہوتا ہے اور یہ زائل نہین ہوتا بسبب اِس کے
کہ یہ دلائل موجب للیقین سے ہے اگرچہ اسمین بہی باعتبار نیت خاص
اور خاص الخاص کے قصور ہے چنانچہ قریب آگاہ ہوگا تو اسپر۔
مروی ہے کہ امام فخرالدین رازی دلائل توحید باریتعالے جلشانہٗ حضور مین
شیخ نجم الدین کبرا کے بیان کر رہے تہے انہون نے کہا کیا صبح کو
چراغ سے ثابت کرتا ہے صبح تو چراغ سے مستغنی ہی اور یہ ظاہر ہے کہ خبر
مثل معاینہ نہین ہوتی اگرچہ وہ نزدیک ہو دلائل سے کیونکہ یک دلیل
کو دوسری معارض ہوتی ہے (۳) نوع دوسری توحید کی توحید
خاص ہے وہ پیدا ہوتی ہے حقائق سے اور وہ توحید خاص عبارت
اسقاط اسباب ظاہرہ اور اسقاط صعود بے منازعات عقول سے
اور اثبات بالشواہد سے اور آثار خارجیہ جو دال ہین وجود موحد پر نہین
دیکہے جاتے ہین دلیل توحید مین جیسا کہ نہین دیکہے جاتے ہین اسباب توکل

جزء استدلال

یعنی مینگنی شتر دلالت کرتی ہے وجود بعیر پر اور نشان قدم چلنے والے پر

جزء توحید خاص

ہین۔ پس حکم سابق اور صفوۃ اعتقاد محض نور سے ہے جو مطلع شمس قرب اور صفائی روشنی دل سے ہوتا ہے۔ اور مرفوع ہو جاتا ہے علم جو پیدا ہوتا ہے دلیل اور دلالت درمیان صانع سے اور یہ موحد کبھی بیان کرتا ہے اور کبھی نہین بیان کرتا ہے وہ چیز کو جو دیکھا ہے ظہور وجود حقیقی واحد سے۔ اور نہین ہے بینہ اس چیز کے لئے جو دیکھا ہے۔ کیونکہ چشم شپرک کا قادر نہین ہے دیکھنے آفتاب کو بسبب عادت کرنے شبہای تقلید اور اندھیریان استدلال کے سُبْحَانَ مَنْ خَفِیَ مِنْ کَمَالِ ظُهُوْرِهٖ اَللّٰهُمَّ نَوِّرْنَا بِنُوْرِهٖ وَاَظْهِرْنَا بِظُهُوْرِهٖ (۳) نوع تیسری توحید کی وہ توحید اخص ہے جو خاص کیا اسکو اللہ تعالے اپنے نفس کے لئے اور وہ جانتا ہے کیونکہ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ پس نہین قادر ہے زبان اُسکے بیان کو اور نہ قلب کیونکہ مشرب صافی مکدر ہوتا ہے کدورت حروف اور تفکر سے لاکن جب ظاہر ہو یہ نور طرف اسرار طایفہ اصفیا سے روشن ہوتا ہے دل انکا اور گنگ ہوتی ہے زبان اُنکی اور گویا ہوتا ہے حال اُنکا۔ اِسی وجہ سے کہا گیا ہے (توحید نہ آنست کہ یگانہ دانی بلکہ یگانہ باشی) اور عبارت اس سے یہ ہے کہ توحید برہنہ اور خالی پیرایہ سے ہے۔ اور اشارہ اسکے اظہار کے لئے باطل ہے۔ نہین جانتا ہے اسکو مگر مرتاض بریاضتہ بقا ایسا بقا جو پہیر صدمات فنا کے حاصل کرتا ہے۔ اور اسیلئے نہین ناطق ہوئی اس سے زبان پاک علما کی بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ وَفِی اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هُوَ هُوَ حق۔ اور بعض کملین نے کہا ہے مَا وَحَّدَ الْوَاحِدَ مِنْ وَّاحِدٍ اِذْ کُلُّ مَنْ وَّحَّدَهٗ جَاحِدٌ۔ تَوْحِیْدُ مَنْ یَّنْطِقُ عَنْ نَعْتِهٖ عَارِیَةٌ اَبْطَلَهَا الْوَاحِدُ تَوْحِیْدُهٗ اِیَّاهُ تَوْحِیْدُهٗ ۔ وَ نَعْتُ مَنْ یَّنْعَتُهٗ لَاحِدٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّ اِسْمُهٗ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ اور یہ

آخر تحقیق ہی جو سو مقامات کو اکتالیس مین داخل کی ہے اقتباس سے
کلام منازل السائرین کر ایضاح کامل وافی کے ساتھ اور دلپر مقتبس انوار
شیخ اجل رضے اللہ عنہ کے وارد ہوئی زیادہ ضروریہ سے جو مقتضی وقت
تھی۔ اور اب شروع کرتا ہون مین ان مقامات کو اکیس مین اگر خدائتعالے
چاہے اور اسکو باب الفتوح نام رکھا ہون وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقِ۔

باب الفتوح مقامات اہل قرب اور سائرین زمرۂ وصال مین بموجب قرآن
مجید کے وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ متفاوت ہین جیسا کہ ہر یک فرد لشکر سے
جسوقت روبرو بادشاہ کے کھڑے ہوتے ہین ہر یک پیادہ اور سوار اور
امیر کھڑے ہوتے ہین مگر اُسی اندازے پر کہ جسکو جسقدر نسبت ہی مسند شاہی
سے پس پیش نظر ہوتے ہین ہر یک حسب مراتب قرب و بعد کے اور کلام
اور خطاب کے۔ ایسا ہی بندہ عابد کہڑا ہوتا ہے سامنے خدائیتعالے کے
عبادت کے لئے باندازے حضور اسکے اس مقام مین اور اسی لئے ہوتی
ہے نماز بعض کے لئے معراج اور بعض کے لئے صرف اخراج ذمہ احتیاط
ظاہر شریعت کے۔ اور اسی لئے عارف کا یک مقام ہے اور سالک کا
یک مقام علی قدر تفاوت مدارج اور اصطلاح مین سالکون کے وہ مقامات
معین ہین اس لئے ضرور ہے کہ حق لایق اس مقام کا دیا جاوے تاکہ
اس سے مقرب خدائتعالے کا ہو اور رشد تام حاصل کرے۔ پس چونکہ
کہ طریق سیر الی اللہ کا خارج حس اور علم قیاس سے ہے اس لئے اسکو
نہایت عقلی اور غایت وہمی نہین ہے بلکہ وہ فوق عقول کے ہے اس لئے
قوم نے اس کے لئے مقامات اور منازل مقرر کئے ہین پس سالک کو
ضرور ہے واسطے قطع کرنے اس سفر بعید کے کوشش بلیغ کرے اور جاگے

باب الفتوح
مقامات اہل قرب

یک منزل سے دوسرے تک اور یک مقام سے دوسرے تک پس باعتبار
اول کے معنے مقام موضع قیام حوالی عرش ہے قرب مین حق تعالے کے
باواب لازمی بندہ کے روبرو حق تعالے کے۔ اور باعتبار ثانی کے معنے
اسکا منزل ہے جو کھڑا ہوتا ہے سالک اس مین بعد قطع سفر کے۔ اور ہریک
ان دو معنے سے مناسب ہے واسطے مقام کے۔ چنانچہ قریب ہے تحقیق
اسکی ضمن قول رضی اللہ عنہ کے مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِیْ بیان ہوگی
(بیان مقام اول) انشاء اللہ تعالے۔ حاصل کلام اول مقام جو ارادہ کیا جاتا ہے بیان اُسکا
انتباہ ہے وہ انتباہ خارج ہونا بندہ کا ہے حد غفلت سے چنانچہ توضیح اسکی بیان ہوچکی
ہے۔ اور یہ مقام کو تمامی مقامات مین جو آنے والے ہین دخل ہے کیونکہ خروج
(بیان مقام دوم توبہ و انابت) غفلت سے سالک کو لازم ہے بلکہ یہ مقام واصل کو بھی لازم ہے۔ الثانی التوبہ
یعنے مقام ثانی توبہ ہے اور وہ عبارت ہے رجوع سے بندہ کے خداتعالے
کی طرف حسب ضابطہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مع دوام
الخوف کے قہر خداتعالے سے اور ندامت ہے گناہ مصدرہ کی خلاف حکم
سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فکر کرین کہ اس امر مین
حضرت آدم علیہ السلام باوجود تھوڑے گناہ کے اور زیادتی نسبت خداتعالے
سے قبول توبہ کے لئے دیر کیے گئے پس ہمکو کیا مناسبت اور کیا دلیل ہے
پس اسلیئے ضرور ہے کہ زیادہ تر استغفار کرے جناب حضرت غفار مین
(بیان مقام سوم) اور انابتہ بھی اسی مین داخل ہوتی ہے کیونکہ وہ رجوع ہے غفلت سے ذکر کی
طرف الثالث الورع یعنے مقام تیسرا ورع ہے اور وہ عبارت ہے ترک
کرنے سے اُس چیز کے کہ جسکے کھانے یا استعمال کرنے مین شبہ ہو پس وہ
شخص کیونکر راغب طرف حرام کے ہوگا۔ پس ضرور ہے کہ ورع کو اپنی تجارت

اور منافع مین اخلاص اور ایقان کلی کی راس مال جانے۔ پس وہ شخص زاہد دنیا
ہوتاہے جو تارک لذات اور شہوات ہو۔ پس نفس کو حق اسکا دیوے نہ
حظ اسکا۔ الرابع محاسبۃ النفس یعنے چوتہا مقام اس باب فنون سے محاسبہ
نفس ہے اس چیز سے کہ اسکے لئے عبادات واجب ہے واسطے وصول
زروہ قبول کے اور محاسبہ نفس کا اس چیز سے ہو کہ جس سے غذابات
متوحش ہوتے ہین یعنے بسبب زیانکاری اور اقوال بد کے۔ اور وہ شخص کبہی
خوش نہین رہتاہے کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ یعنے خدایتعالی نہین
دوست رکہتاہے خوشی کرنے والون کو اس دنیا کے کیونکہ دنیا مثل سانپ
کے ہے کہاتی ہے اسکے ازواج اور اولاد کو اپنے زہر قاتل سے اور ہلاک
کرتی ہے اور اسی لئے حق تعالے فرمایاہے قُلِ اللّٰهُ وَ ذَرْهُمْ فِیْ
طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔ الخامس الارادۃ یعنے پانچوان مقام ارادہ ہے اور وہ
ترک عادات دائمی ہے از روے کد و کوشش اور اعراض کے راحت سے
پس وہ شخص دائم الحزن ہوتاہے سلوک طریقہ مین۔ اور نظر کو ڈالتاہے اُس
چیز مین جو زیادہ خصومت کرتی ہے نیکی سے۔ پس نکالدیتاہے وہ بغل کو اپنی
خواہش دنیوی اور عجب کے افزونی شرافت ہمت عالیہ سے اور نہین اندیشہ
کرتاہے بلاؤن سے اور سختیون سے میدان بہاگنے مین بخیال اسکے کہ خدا تعالے
قادر ہے پہنچانے کو مقصد کے۔ اور کہتاہے اپنے نفس کو نہین دیکہا تو پہونچنا
زلیخا کا یوسف علیہ السلام تک باوجود اسکے کہ اسکا حسن وجمال اور شباب
اور بینائی جاتی رہی تہی بوجہ اسکے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ
مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَبِالْاِجَابَةِ جَدِیْرٌ —
السادس الزہد یعنے چہٹا مقام زہد ہے اور وہ ترک مباح وحلال دنیا ہر

مگر بقدر کفاف۔ اور ترک جاہ اور آز ہے۔ اور وظیفہ وقت کرتا ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کا السابع العزم یعنے ساتوان مقام عزم ہے اور وہ رسوخ کلی ہے ارادہ مین اس طور پر کہ دل مین شائبہ رجوع کا نہو۔ اور اسکے نزدیک یہ امر ایسا ہو جیسا کہ وجود روح کا وسیلۂ حیات ہوتا ہے اور خروج اسکا صدمۂ ممات۔ اور صادق ہو جیسا کہ حبیب صادق رجوع نہین کرتا ہے خبر سے جو حاصل کیا ہے وہ پس عزیمہ خلق ہے کشتی کرنے والا بہادر مردون سے۔ اور رخصت ہے مثل عورتون اور بچون کے اور سواے اُنکے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ ۰ الثامن التوکل یعنے مقام آٹھوان توکل ہے اور وہ عبارت ہے تفویض امر سے خدا کی طرف اور اسپر نظر نرکھے کہ وہ حاصل ہوتا ہے یا نہین۔ اور جاہ وحیات جاتی ہے یا نہین۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلْ اور جو شخص کہ آنکھ اُس کی حصول محبوب اور وصول مطلوب کی طرف ہووے اور حیات اور ممات کا ارادہ نہ کرے بلکہ ارادہ کرے مقصود حقیقی کو۔ التاسع الصبر یعنے نوان مقام صبر ہے اور وہ حبس نفس ہے جزع وفزع سے بعد وارد ہونے بلیات سر پھوٹنے والی کے۔ اور سختیان مہلکہ کے۔ یہانتک کہ اگر گوشت اُسکا مقراض سے کترین نہ بھاگے۔ اور اگر دنیا اور آخرت اسکو دین فریب نہ کھاوے اور غم اسکا سواے خدائتعالے کے نہ ہووے۔ اور پیشانی دلپر اسکے لکھا ہو فَصَبْرٌ جَمِيلٌ۔ العاشر العطش یعنے مقام دسوان عطش ہے اور وہ عبارت ہے سوزش دل سے شرابات وصال محبوب کے یہانتک کہ اگر شراب پیوے سیر نہ ہووے زبان طلب اُسکی اور آتش عشق خدا کی اُسکے دل مین بھڑکتی ہے اور جب اسپر آب سرد دریاے اسرار

بیرون مقام عزم

بیرون مقام توکل

بیرون مقام صبر

بیرون مقام عطش

وانوار سے ڈالین پکارتا ہے هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ یعنے اور زیادہ کرو کہ یہ پانی
سرد نہین کرتا ہے آتش کو میری پس جب اسکا شعلہ عشق بھڑکتا ہے اور اشوق
اسکے بلند ہوتے ہین وجد کرتا ہے اور سخت دہشت سے اسوقت زبان حال
سے العطش العطش یعنے پیاس پیاس کہتا ہے گویا تشنگی اُسکے رو دون
مین چنگاریان آتش کی ڈالتی ہے اور حیرانی ہوتی ہے۔ الحادی عشر البرق
یعنے گیارہوان مقام برق ہے اور وہ برق بھر جانا اور روشن ہو جاتا ہے
آسمان طلب مین پس ہر لحظہ مین وجہ مستوفی ہوتا ہے اسطور کہ کوئی اس مین
نقصان نہین ہوتا ہے اور جسوقت اطراف اسکا روشن ہو سمع اور بصر جو متعلق
ماسوائے اُسکے ہین روشن ہو جاتے ہین لَوْشَآءَ اللّٰهُ اگر چاہے خدا تعالےٰ۔
پس آواز کرتا ہے مثل رعد کے ذکر محبوب مین بلکہ رعد اُسکے وجود و شہود مین
ہوتی ہے اور کہتا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْجَامِعِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالنَّارِ فَيَجْرِيْ سَحَابُ
دُمُوْعِهٖ بِالنَّارِ وَيُحْرِقُ بِاٰلِهٖ بِلَهَبَاتِ نَارٍ۔ الثانی عشر السرور یعنے
مقام بارہوان سرور ہے اور وہ خوشی و خرمی ہے غم و حزن سے اور پریشانی
دریاے محبوب سے بخیال حصول وصال کے کیونکہ حق تعالےٰ فرمایا ہے
فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ الثالث عشر الغیبۃ یعنے
مقام تیرھوان غیبت ہے اور وہ ورود عدم کا وجود و شہود پہ اُسکے سے
بعض آہستگی مراقبہ اور ملاحظہ کو کہتے ہین۔ پس غائب اور حاضر اور مردہ
اور زندہ ہووے مالک امر سے جو وہ خدا مارنے والا اور جلانے والا اور
نقیر کرنے والا اور غنی کرنے والا ہے اِنَّهٗ لَبِالْمِرْصَادِ۔ الرابع عشر
المشاهدة یعنے چودھوان مقام مشاہدہ ہے اور وہ عبارت ہے اُٹھا دینے سے
پردہ بصیرت سالک کے۔ اور یہ امر بالمجرد جذبۂ قدسیہ کے رفیق اعلیٰ سے

ذکر مقام برق

ذکر مقام سرور

ذکر مقام غیبت از وجود

ذکر مقام مشاہدہ

ہوتا ہے۔ یا سلوک مٹانے والی رسوم اور شواہد درمیان سے پس حقیقت
دیکھے کوئی اشیاء کو اسکو وجود نجانے بلکہ قبل اسکے وجود خدا ہی کو دیکھے
اور تجدید بصیرت کرے یہانتک کہ وجود اشیاء مختفی ہو جاوے اور کہے
لَاشُہُوْدَ اِلَّا اللہُ شَہِدَ اللہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ۔ اور یہ امر کمتر ہوتا ہے
معائنہ موعود آخرت سے بلکہ قایم ہوتی ہے آخرت بعد اسکے پس دیکھتا ہے اسکو
عیان۔ اور اس مشاہدہ سے تمام حاصل ہوتا ہے اسکو عیش منہی عنہ لاکن ایسا
مشاہدہ خالی سکر سے نہین ہے کیونکہ اسمین تمیز حق اور عبد کا نہین رہتا ہے

ذکر مقام صحو

بلکہ تمام کو حق جانتا ہے۔ الخامس عشر الصحو یعنی مقام پندرہوان صحو ہے
اور وہ عبارت ہے تمکین حاصل سے بعد تلوینات و تصریفات کے اور یہ
مقام تمیز ہے درمیان حق و عبد کے۔ پس اس حال مین ثابت ہوتا ہے وجود

ذکر مقام بسط

حقیقی اصلی خاص حق تعالے کے لئے ہے اور وجود حقیقی ظلی اشیاء کے لئے
پس اس سے بوجھا جاتا ہے حق حق اور عبد عبد۔ السادس عشر البسط
یعنی مقام سولھوان بسط ہے اور وہ عبارت ہے بھر جانے سے استعداد سالک
کے انوار قدسیہ متجلی تجلیات وافرہ سے۔ اور بسا وقت ایسا ہوتا ہے کہ سالک
اس کے ضبط سے عاجز ہوتا ہے۔ اور بسا وقت بسبب عجز تحمل کے بالکلیہ
درمیان سے محو ہوتا ہے کہ جس کے بعد قبض لاحق ہوتا ہے۔ اور اس سبب
سے استعداد اسکا جدید ہو کر مستعد تجدید عزاسمہ پر ہوتا ہے اور کہتا ہے
وَاللہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ اور اگر قبض عصیان سے ہو ضرور
ہے کہ استغفار کرے۔ اس حال مین حالت اس کی پلٹتی ہے ارادہ رب

ذکر مقام اتصال

الارباب کی طرف کیونکہ وہ جانتا ہے مبداء کو اور اسی کی طرف رجوع ہے۔
السابع عشر الاتصال یعنی سترہوان مقام اتصال کا ہے وہ یک حالت ہے

وارد ہوتی ہے سالک پر ہر یک مقام مین بوجہ جزئی اور مقام حقیقی مین اسکے بوجہ کلی اور مخفی ہوتا ہے وہ سالک درمیان سے اور کہتا ہے لَآ اِلٰہَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا ھُوْ۔ اور انفصال ضد اتصال کا ہے۔ اور کبھی اتصال اور انفصال ایک وقت مین متحقق ہوتا ہے چنانچہ فارسی مین کہا جاتا ہے (بریدن از نفس و پیوستن بخدا) اَلثَّامِنَ عَشَرَ الفقر یعنے اٹھارہوان مقام فقر ہے وہ عبارت ہے عدم ملک سے املاک ظاہرہ و باطنہ کے چونکہ سالک کو متحقق ہوتا ہے کہ وہ مالک اسکا نہین ہے بلکہ اللہ ہی مالک ہے ظاہراً اور باطناً اور اسی معنی سے وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وارد ہے پس یہ فخر حاصل ہوتا ہے فقر سے بحیثیت اس نسبت کے۔ اَلتَّاسِعَ عَشَرَ الرضاء یعنے اُنیسوان مقام رضا ہے وہ لذت پاتا ہے اس چیز سے جو مراد حق کی ہے شادی اور غمی مین پس اس حال مین سالک جامع ہوتا ہے فنا اور بقا کو چنانچہ پوشیدہ نہین ہے اس شخص پر جو چلا راہ ابتلا پر العشرون المراقبہ یعنے بیسوان مقام مراقبہ ہے اور وہ صفاء نظر یقین سالک کی ہے نوراً ھتداء و توفیق رفیق اعلیٰ سے اشیاء غائب مین۔ اور منشاء اس مراقبہ کا محبت اور رجا اور خوف اور صدق ہے اور سوا اسکے بہت سے احوال اور مقامات سے۔

الحادی عشرون القرب یعنے اکیسوان مقام قرب ہے اور وہ جمع کرنا ہمت کا ہے روبرو اللہ تعالے کے غیبت عما سواہ سے اُسکے پس قرب اور وصال علیٰ ہذا المعنی واحد ہے چنانچہ حضرت شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ نے کتاب (فتوح الغیب) مین فرمایا ہے کہ خلاصہ اسکا یہ ہے اَنَّہٗ لَیْسَ الْوُصُوْلُ بِاللّٰہِ کَالْوُصُوْلِ اِلٰی اَحَدٍ مِّنَّا بَلْ ھُوَ نِسْبَۃٌ یَّتَحَقَّقُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالرَّبِّ لَا یَجِدُ اِلَّا مَنْ تَوَجَّہَ بِہٖ پس تحقیق اس معنی کی ضمن قول رضی اللہ عنہ کے جو

انا فی حضرة التقریب وخلدنی اور قول و توجنی بتیجان الکمال ہر
بیان کی جائیگی۔ پس جاننا چاہیے کہ یہ مقامات اکیس جو ذکر ہوے مین بموجب
اصطلاحات قوم کے نام اسکا مقام کیا ہون لاکن بعض اس سے احوال ہین لاکن مین استغرا
اور تمکن کو اسکے نظر کرکے مقامات نام کیا ہون مین اور مکرر اسکو ذکر کیا ہون مین
اور وہ تمام مقام داخل ہوتے ہین اتباع معنی مین قول ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ سے لاکن اختصار جو وعدہ کیا گیا ہے گیارہ پر اس ترتیب
سے ہی یک نقطہ۔ دوسرا محاسبہ۔ تیسرا انابہ۔ چوتہا مراقبہ۔ پانچوان مشاہدہ چہٹا صحو
ساتوان محو۔ آٹھوان رضا جو جامع بین الفنا والبقا ہے نوان وکالہ۔ دسوان
قرب۔ گیارہوان وصول ہے۔ پس جب تو معنی ان تمام کا سمجھ لیا پس جان
کہ اختصار اسکا پانچ پر حسب وعدہ مطابق قول رضے اللہ عنہ کے یعنی من یلطم
وطی واشطح وغنی کے ہے اور اس شعر مین جو اول اسکا انتباہ ہے بیان شطح
نہین ذکر کئے اسکو شیخ رضے اللہ عنہ مگر واسطے ہونے اسکے شرط ہیمان
یعنے حیرانی کی۔ دوسرا ہیمان تیسرا طیہ چوتہا شطح ہے۔ مراد اس شطح سے
عدم تعلق کوئی شی کا اشیا سے سوا محبوب کے ہے کیونکہ وہ بمعنی (تجافی دون)
کے ہے اور اسی سے شطاح ہے جو عورت بے پروا کسی چیز کو کہا جاتا ہے
اور اصطلاح مین جو سالک کہ کمالات وارد و اپنے ظاہر کرتا ہے اسکو
شطحیات کہتے ہین۔ اور یہ اظہار بسبب عدم تحمل ستر اس عنایۃ کبیرہ کے ہوتا ہے
پانچوان غنا ہے مراد اس سے عدم ربط کوئی چیز کا (حیثیت قلب اور روح
اور سر سے) ہوتا ہے بلکہ مستغنی ہوتا ہے تمام اشیا سے یہانتک کہ اسکے
دل مین ذرات دنیا اور آخرت سے نہین رہتا ہے۔ پس فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی شعار اسکا۔ اور قاب قوسین او ادنی

اطوار اسکا ہوتا ہے۔ پس اُسکے لئے رتبہ تکوین کا ثابت ہوتا ہے بموجب فرمان
اِذَا اَطَعْتَنِیْ تَقْدِرُ اَنْ یَّقُوْلَ کُنْ فَیَکُوْنَ ۰ معنے مین کبریت احمر یفعل مایرید
کے ہوجاتا ہے۔ اور یہی معنے ہے قول عزاسمہ کا وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ
رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ۔ یہ بیان کاسات کا بحثیت تفسیر مقامات بطریق اجمال
واختصار کے ہے۔ لاکن تفصیل فَلَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ
لَنَفِدَ ہے۔ اور حق یہ ہے کہ یہ تفصیل نہین ممکن ہے احاطہ اسکا مگر باعتبار
صفاء قلب کے کہ جسپر انوار اور اسرار پروردگار عزیز غفار سے وارد ہوتے
ہین فَالْحَمْدُ لَہٗ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ مَعَ الْاٰلِہٖ وَالْاَصْحَابِ
وَالشَّیْخِ الْاَجَلِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا
اَوْ اَخْطَاْنَا وَزِدْنِیْ عِلْمًا فِیْ فَہْمِ ہٰذِہِ الْاَسْرَارِ یَا رَبِّ یَا غَفَّارُ ۔

**توجیہ** ہرگاہ کہ ہمنے مقامات کو بیان کاسات مین تحریر کئے توجیہ وجیہ سے (توجیہ لفظ کاسات)
واضح ہے کہ مراد کاسات کی سلوک ہے اور اسکے اختیار مین نکتہ سرایت
کلی کرنے والا ہے دل مین ہریک مقام سے کہ ادا کرے حق تمام مقام کا
اور جایز ہے یہ بھی کہ مراد کاسات سے تجلیات ہووے کہ وہ اسمائی ہو یا صفاتی
اور ہر یک ان دونون سے جب وارد ہوتے ہین سالک پر اسکے وجود کو
الایش سے بعد کے اور کدورتون سے اخلاق ردیہ کے پاک کرتے ہین جیسا کہ
فرمایا گیا ہے کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنَاھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا تا کہ نفس کا نار اور
ہواء متمرد عذاب فنا کو چکھے۔ اور شتر عجب اور انانیۃ کا روزن سوزن عجز و
ذلت مین داخل ہووے۔ پس سالک داخل ہوتا ہے زمرہ اہل جنت مین
(اور مرجاتا ہے فرعون) پاک اور پاک کرنے والا کدورتون سے طلاب کو پس
ہوجاتا ہے سالک تمام دین اگرچہ مکروہ جانے مشرکون نے حرص اور طمع

اور ہول سے۔ پس سالک کہتا ہے ہر حال کی زبان سے لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مَالِکُ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لاکن بیان حقیقت اس تجلیات کا بسبب ہوئے اسکی وحدانیت یعنے حاصل ہونے والی کشف سے چھوڑ دیا گیا سینہ ہائے صاف پر اَللّٰھُمَّ اَنْتَ النُّوْرُ فِی النُّوْرِ اِھْدِنِیْ اِلَی النُّوْرِ بِالنُّوْرِ مِنْکَ الْمَبْدَءُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ۔ اور مین انشاءاللہ تعالےٰ توفیق سے اس کے عزم توضیح اسکا رکھتا ہون عنقریب شرح مین اسی بیت کے ضمن مین بعض ابیات بزرگ کے بیان کرونگا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

عین چہارم یعنی بیان مین

اَلْعَیْنُ الرَّابِعُ فِیْ مَعْنَی الْوِصَالِ یعنے چشمہ چوتھا بیان معنی وصال مین۔ جاننا چاہیے کہ وصل اور وصول اور اتصال یہ سب الفاظ مترادف ہین معنی تمام کا انقطاع کلیہ غیر اللہ سے ازروے ارادہ اور فعل اور وجود کے ہے۔ اور یہ انقطاع نسبت تو یہ ہے متحقق ہوتی ہے درمیان خدا تعالے اور بندہ سالک للطریق کے جو منتہی ہے سَیْرِ اِلَی اللّٰہِ مین۔ پس باقی نہین رہتا ہے اس مقام مین خلق اور نہ ہوا اور نہ طبیعت اور نہ منی تفصیل اس کی وہ ہے جو شیخ بزرگ رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے (فتوح الغیب) مین فرمایا اور وہ یہ ہے اِذَا وَصَلْتَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَتَقَرَّبْتَ مِنْہُ بِتَقْرِیْبِہٖ وَتَوْفِیْقِہٖ فَالْمَعْنٰی بِالْوُصُوْلِ خُرُوْجُکَ عَنِ الْخَلْقِ وَالْھَوٰی وَالْاِرَادَةِ وَالْمُنٰی وَالثُّبُوْتُ مَعَ فِعْلِہٖ عَزَّوَجَلَّ وَاِرَادَتِہٖ تَعَالٰی مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنَ مِنْکَ حَرَکَةٌ لَا فِیْکَ وَلَا فِیْ خَلْقِہٖ بِکَ بَلْ بِحُکْمِہٖ وَتَدْبِیْرِہٖ فَھِیَ حَالَةُ الْفَنَاءِ یُعَبَّرُ عَنْھَا بِالْوُصُوْلِ فَالْوُصُوْلُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَیْسَ کَالْوُصُوْلِ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِہٖ الْمَعْقُوْلِ الْمَعْھُوْدِ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ جَلَّ الْخَالِقُ اَنْ یُّشَبَّہَ بِمَخْلُوْقَاتِہٖ اَوْ یُقَاسُ عَلٰی مَصْنُوْعِہٖ۔ فَالْوُصُوْلُ اِلَیْہِ مَعْرُوْفٌ عِنْدَ اَھْلِ الْوُصُوْلِ

بتعریفہ لھم یعنی کلما ذکر من الخروج المذکور انما ھو من علامات الوصول واما الوصول فھو نور وسر لہ تعالیٰ مع کل واحد من عبادہ علیحدۃ لا یشارکہ فیہ غیرہ فلہ عزوجل مع کل واحد من رسلہ وانبیائہ واولیائہ سر من حیث لا یطلع علیہ احد غیرہ حتیٰ انہ قد یکون للمرید سر لا یطلع علیہ شیخہ وللشیخ سر لا یطلع علیہ مریدہ الذی قد دنا سیرہ الی عتبۃ باب حالۃ شیخہ فاذا بلغ المرید حالۃ شیخہ افرد عن الشیخ وقطع عنہ فیتولاہ الحق فیعظمہ عن الخلق جملۃ فیکون الشیخ کالظیر والدایۃ لا رضاع بعد الحولین لا خلق بعد زوال الھویٰ والارادۃ الشیخ یحتاج الیہ مادام ھویٰ وارادۃ یکسرھما۔ واما بعد زوالھما فلا لانہ لا کدورۃ ولا نقصان فاذا وصلت الی الحق علیٰ ما بینا۔ فکن امنا ابدا امن سواہ فلا تریٰ لغیرہ وجودا البتۃ قطعا لا فی الشر ولا فی النفع ولا فی العطاء ولا فی المنع ولا فی خوف ولا رجاء بل ھو عزوجل اھل التقویٰ واھل المغفرۃ فکن ابدا ناظرا الی فعلہ مترقبا لامرہ مشتغلا بطاعتہ مباینا عن جمیع خلقہ دنیا واخریٰ اجعل الخلیقۃ کرجل کتفہ سلطان عظیم ملکہ شدید امرہ مھولۃ صولتہ وسطوتہ۔ اور حضرت موصوف نے (جلاء الخاطر) میں فرمایا ہے من احب اللہ عزوجل صار قلبہ شوقا کلیا اعراضا کلیا فناء کلیا لا جرم یصیبہ ھمومہ واخذ حقیقۃ الکشف لا یتم الا بعد الخروج من الحجب ان اردت الوصول فاترک الدنیا والاخرۃ وما تحت العرش الی الثریٰ کل المخلوقین حجاب سوی الرسول علیہ السلام فانہ ھو الباب قال اللہ عزوجل فی حقہ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا اتباعہ لیس بحجاب بل ھو سبب الوصول انتھیٰ۔ پس تحقیق ظاہر ہوتا ہے عبارت منقولہ سے دونوں کتاب حضرت کے جو شاہد بالصدق

ہے کہ وصول مقبول وہ ایسی چیز ہے کہ ہوتا ہے حمایت میں رسول اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے
اور وصول بلا شریعت نہیں ہے وہ مگر مخترعات مدعیوں سے ایسے مدعیوں قاسی
ہوئے قلوب اُنکے بعد اسکے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً کیونکہ شریعت محمدیہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہدایت ایسے راہ کی ہے کہ نہیں نکلتا ہے اُس سے
مگر گمراہ کیونکہ كُلُّ طَرِيقَةٍ رَدَّهَا الشَّرِيعَةُ فَهِيَ زَنْدَقَةٌ وارد ہے۔ پس وصول بغیر
شریعت رسول علیہ السلام کے نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ وہ شریعت خدا کے نزدیک
سے ہے۔ اور جو چیز کہ خدا کے نزدیک سے نہیں ہوتی ہے کہتے ہیں اوسکو کہ قول زور ہے
اور جو لوگ کہ پیروی انکی کرتے ہیں پڑ جاتے ہیں فتور اور غرور میں کیونکہ شیطان
وحی کرتا ہے اپنے دوستوں کو اس سے پس حق تعالے فرماتا ہے فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ
الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ
وَحِّدِ الْحَقَّ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى لَا يَبْقَى فِي قَلْبِكَ مِنْ جَمِيعِ الْخَلْقِ ذَرَّةٌ وَلَا أَرْدَارًا وَلَا
دَيَّارًا۔ وَيَبْقَى الْكُلُّ كُلُّ الدَّوَاءِ فِي التَّوْحِيدِ لِلْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ وَفِي الْإِعْرَاضِ
عَنْ حُبِّ الدُّنْيَا الدَّنِيَّةِ فَإِذَا اطْمَأَنَّتِ النَّفْسُ يَنْتَقِلُ الْإِطْمِينَانُ إِلَى الْقَلْبِ
وَمِنَ الْقَلْبِ إِلَى السِّرِّ۔ وَالسِّرُّ يَطْمَئِنُّ بِالْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ۔ ثُمَّ قَالَ مَا خَلَاصُهُ
أَنَّ الْخَيْرَ فِي الْمُجَاهَدَةِ الْمَأْخُوذَةِ مِنَ الشَّرِيعَةِ وَالشَّرُّ كُلُّ الشَّرِّ فِي إِهْمَالِهَا
كَالدَّجَاجَةِ الْمُخَلَّاةِ يَذْهَبُ إِلَى الْمَزَابِلِ وَنَوَاسِهَا مُنْقَادِ حِرْصِهَا فَاحْبِسُوهَا
فِي بَيْتِ الشَّرِيعَةِ الْأَحْمَدِيَّةِ أَنَّ خَيْرَ حَبْسٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ
پس کہتا ہے مصنف اَللّٰهُمَّ افْتَحْ أَبْوَابَ الْهِدَايَةِ إِلَى الشَّرِيعَةِ الْمُسْتَقِيمِ وَاكْشِفْ
عَلَيَّ حَقَائِقَ الطَّرِيقَةِ الْقَادِرِيَّةِ وَاهْدِنَا إِلَى الدِّينِ الْقَوِيمِ (موج تحقیقی) بیان
موج تحقیق تکالیف شریعت اور طریقت میں۔ جاننا چاہیئے کہ اس زمانے میں جھوٹا غور
زبان پر بعض متصوفہ کے جو لباس پہن لئے ہیں اور تقلید مجاذیب کی کرتے ہیں شائع کر

وہ کلام غیر مربوط اور جاذب منوط بلکہ محض کذب وافترا ہے وہ لوگ زبان سے
وہ چیز کہتے ہین جو دلون مین نہین ہے۔ اور دوست رکھتے ہین کہ تعریف کیا
جائین اس چیز سے جو نہین کرتے ہین۔ اور دلیل لاتے ہین احوال کو اُنکے
مخالفت شریعت کے ساتھ اس طریق پر کہ علم باطن خارج ہے طور عقل سے
اور شریعت لازم ہے وجود عقل پر پس جسوقت ساقط ہو جذبہ محرقہ کل ماسوی اللہ
سے ساقط ہوتے ہین کل تکالیف۔ پس شریعت علما کے لئے ہے لاکن مجاذیب
اور واصلون نے کاٹ دیئے ہین اُس راہ کو اور پیئے ہین شراب سرخ بس
نہین ہے عبادت بعد وصول کے پس یہ کہنا کفر محض ہے اور مخالف قرآن دلائل قرآنی در اتباع شریعت
اور حدیث کے اور کوئی صحابہ اور تابعین سے منقول نہین ہے اِس لئے مین
ارادہ کیا کہ آگاہ کردون استدلال کو انکے اور دور کرنے کو گمراہی اُن کی
پہلے قرآن مجید سے کہ حق تعالے فرمایا ہے وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ الخ بعد اسکے دلائل حدیث نبوی
حدیث سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ تَرَكَ سُنَّتِیْ
لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِیْ پس کیونکر ہو حال ترک شریعت سے کہ حضرتؐ نے یہ فرمایا
ہے لَا تُسَلِّمُوْا عَلٰى يَهُوْدِ اُمَّتِیْ قَالُوْا مَنْ يَهُوْدُ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ فرمایا هُمُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ الْاَذَانَ فِي الْمَسَاجِدِ وَ دلائل از اقوال اکابرین در اتباع شریعت
لَا يَحْضُرُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْجَمَاعَةِ تیسری دلیل اقوال سے ان بزرگون کے جو
جامع تھے ظاہر وباطن کے اور پستی ناسوت سے قلہ بلندی لاہوت تک
چڑھتے تھے۔ چنانچہ اقوال حضرت شیخ رضی اللہ تعالے عنہ کے سابق ذکر
ہو چکے ہین اور پھر ذکر ہونگے انشاء اللہ تعالے۔ امام ہمام حجۃ الاسلام
فی دار السلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مسمی فیصل التفرقہ قول امام غزالی
بین الالحاد والاسلام مین فرمایا ہے۔ کہ جو شخص دعوے تصوف اور

وصول کا کرے اس نہایت تک کہ ساقط ہووے اُس سے نماز اور فرائض
یا باقی نہ رہے اُس کو حاجت استعمال اُس کی اگرچہ نہ پیوے شراب اور
نہ کرے ہتک یعنے پردہ دری اسلام وہ شخص حد مارا جاوے حدود اللہ سے
بلکہ افضل ہے حاکم وقت کو کہ قتل کرے اسکو بوجہ خلاف کرنے ملت مصطفویہ
کے۔ اور حضرت سید الطائفہ رح نے فرمایا ہے کہ تمام راستے وصول حق
کے خلق پر بند ہوتے ہین مگر اسپر جو پیروی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی۔ اور مروی ہے کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کئے کہ کیا فرماتے ہو
حال مین اس شخص کے جو کہتا ہے کہ علم باطن غیر علم ظاہر ہے اور واصل
محتاج نہین ہے عبادت کا۔ جنید رح نے فرمایا کہ وہ شخص بدتر ہے اُس سے
جو زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے پس جو شخص کہ ایسا کہتا ہے خوف
ہے اسپر کفر کا اگر حلال جانے ایسے کلام کو۔ جو لوگ کہ سیر الی اللہ
کرتے ہین اگر ہزار سال زندہ رہین اعمال واردہ فی الشریعت مین یک ذرہ
برابر کمی نہ کرین گے کیونکہ جو لوگ قریب بادشاہ کے رہتے ہین وہ مستحق تر
ہین بجا آوری خدمات بادشاہ کو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص نہ یاد رکھے
قرآن کو اور نہ لکھہ رکھے حدیث کو ہرگز کوئی امر مین اس کی اقتدا نہ کرے
کیونکہ علم ہمارا اقتدا پر قرآن اور حدیث کے ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے
کہ عبادت عارفین کی بہتر ہے تاج شاہی سے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر
کوئی اپنے نفس پر یک دروازہ کھولا کہ جس مین یک نیکی ہے حق تعالے
اُسکے لئے ستر دروازے توفیق کے کھولتا ہے۔ اور حضرت ذوالنون
مصری رح نے فرمایا ہے کہ علامت محبت خدا تعالے کی متابعت حبیب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اخلاق مین اور افعال او

قول سید الطائفہ جنید بغدادی در اتباع شریعت۔

قول حضرت ذوالنون مصری در اتباع شریعت۔

اوامر اور نواہی وغیرہ سنت مین ۔ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ مینے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور حضرت نے مجھسے پوچھا یا بُشرُ اَ تَدْرِی مِمَّا رَفَعَكَ اللہُ مِنْ اَقْرَانِكَ مینے کہا نہین یا رسُولَ اللہ ۔ پس حضرت نے ارشاد فرمایا بِاتّبَاعِكَ بِسُنَّتِی وَحُرْمَتِكَ لِلصَّالِحِیْنَ وَنَصِیْحَتِكَ لِاِخْوَانِكَ وَمَحَبَّتِكَ لِاَصْحَابِیْ وَاَھْلِ بَیْتِیْ ۔ ھُوَ الَّذِیْ بَلَّغَكَ مَنَازِلَ الْاَبْرَارِ ۔ اور حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص زینت کیا لوگون کو بتلانے اس چیز سے جو اس کے نزدیک نہین ہے گرجاتا ہے نظر سے خدا تعالیٰ کے ۔ اور نہین کامل ہوتا ہے کوئی مرد جبتک کہ شہوت پر دین کو اختیار نہ کرے ۔ اور حضرت بایزید بسطامی رحہ سے روایت ہے کہ بعض اصحاب کو آپ نے فرمایا کہ چلو اُس شخص کے نزدیک کہ اپنے کو ولی مشہور کیا ہے اصحاب نے شیخ کے ہمراہ اس شخص کے پاس گئے کہ لوگون مین زاہد مشہور تہا اور مسجد مین بیٹہا تہا ۔ جب مسجد مین داخل ہوے زاہد کو دیکھے کہ تہوک اپنا قبلہ کی طرف ڈالا ۔ بایزید نے بغیر سلام کیے پلٹ گئے اور کہا کہ یہ شخص جب آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نگاہ نہین رکہتا ہے تو پس کیونکر زاہد وقت کا اب کامل ہو سکتا ہے ۔ اور سہل بن عبد اللہ تستری رحہ نے کہا ہے کہ اصول معرفت کے سات چیزین ہین (۱) تمسکُ بکتابِ اللہ (۲) اِقْتِدَا بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللہِ ۔ (۳) اَکْلُ الْحَلَالِ ۔ (۴) کَفُّ الْاَذٰی (۵) اِجْتِنَابِ الْاٰثَام (۶) اَلتَّوبۃ (۷) اَدَاءُ الْحُقُوْق ۔ جب کسی مین یہ چیزین نہ ہون وہ عارف نہین ہے اور ابوسلیمان دارانی نے کہا ہے کہ بسا وقت میرے دل مین نکات معرفۃ

کے آتے ہین مین اسکو قبول نہین کرتا ہون جب تک کہ اوسکے بابتہ دو گواہ عدل
قرآن و حدیث کے نہ ہون۔ اور یحییٰ بن معاذ رازی رحہ نے کہا ہے کہ صحبت تین فرقون
سے پرہیز ضرور ہے (۱) عُلَمَاءُ الغَافِلِینَ (۲) اَلقُرَّاءُ المُدَاهِنِینَ ۔
(۳) اَلمُتَصَوِّفَۃُ الجَاهِلِینَ ۔ اور ابو حفص حداد نیشاپوری نے کہا ہے کہ گناہان
کفر کو زیادہ کرتے ہین جیسا کہ بخار موت کو۔ اور حمدون قصار اپنے مریدون کو وصیت
کیا ہے کہ مین دو چیز کی وصیت کرتا ہون ایک یہ کہ علما کی صحبت اختیار کرو۔
اور دوسرا جاہلون کی صحبت سے نکلو۔ مریدون نے پوچھا کہ کون سے علما کے
صحبت اختیار کرین فرمایا کہ جو عالم اپنے علم پر عمل کرتے ہین اور اپنے دین
کو مضبوط بناتے ہین اور سلف اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہین ۔ اور ابو عثمان نے کہا ہے خِلَافُ السُّنَّۃِ
فِی الظَّاهِرِ عَلَامَۃُ الرِّیَا فِی البَاطِنِ ۔ اور ابو الحسین نوری نے کہا ہے کہ اگر
کوئی دعوے کرتا ہے خدا تعالےٰ کے ساتھ ایک حالت کا کہ وہ نکالتی ہے اوسکو
حد علم شرعی سے۔ ہرگز اوس کے نزدیک نہ جائین کیونکہ وہ جہنمی اور ملعون ہے۔
اور کہا مَن رَأَیتَہُ یَدَّعِی حَالَۃً بَاطِنَتِہٖ لَا یَدُلُّ عَلَیهَا الشَّیئِ یَعتَبِرُ وَلَا حَالَۃَ
الظَّاهِرِ فَاعلَم اَنَّہُ مُتَّهِمٌ فِی دِینِہٖ اس لئے جنید بغدادی رح نے فرمایا ہے
اگر علامات مقرر نہ ہوتے ہر ایک شخص دعوے حالت باطن کا کرتا اور وہ علامات
ایک شریعت ہے اور دوسرا مجاہدہ۔ اور ابو بکر زقاق کبیر جو ہم زمانہ سید الطائفہ
کے ہین اونہون نے کہا ہے کہ ایک وقت مین تیہ بنی اسرائیل مین جارہا تہا میرے
دل مین خطرہ ہوا کہ علم حقیقت کا مخالف علم شریعت ہے بمجرد اس کے ایک
شخص کو نیچے درخت ببول کے دیکھا کہ وہ مجکو پکارا اور کہا یَا اَبَا بَکرٍ کُلُّ حَقِیقَۃٍ
رَدَّتهَا الشَّرِیعَۃُ فَهِیَ کُفرٌ ۔ اور محمد فضیل بلخی نے کہا ہے اَعرَفُ النَّاسِ بِاللّٰہِ

اَشَدُّهُمْ مُجَاهِدَةً لَهٗ فِیْ اَوَامِرِہٖ وَ نَوَاهِیْهِ وَاَتْبَعُهُمْ لِسُنَّةِ نَبِیِّهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اور ابو عبد اللہ تستری قدس سرہ نے کہا ہے کہ علامت سعادت بندہ کی وہ ہے کہ عبادت اوسپر آسان ہوا در سنت کے مطابق افعال اور صحبت اہل صلاح کی اور حسن اخلاق برادران مومن کے ساتھ اور بدل معروف خلق کے ہے اور اہتمام مسلمانون کے لئے اور مراعات اسکے اوقات کی لی ہو۔ کسی نے اُنسے سوال کیا کَیْفَ الطَّرِیْقُ اِلَی اللّٰهِ کہا مُطَابِقَةُ النَّبِیِّ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ اور ابو سعید خراز قدس سرہ نے کہا ہے کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفَهٗ ظَاهِرُ الشَّرِیْعَةِ فَهُوَ بَاطِلٌ۔ اور ابو محمد حریری قدس سرہ نے کہا ہو کہ ہم حکم کئے گئے ہین دو نفیحت پر ایک وہ ہے کہ لازم کر لین نفس کے لئے مراقبہ واسطے اللہ کے دوسرا یہ کہ علم ظاہر قایم مع عمل ہوئے۔ اور ابو العباس احمدی قدس سرہ نے کہا ہے کہ جو شخص لازم کرلے آداب سنت کو حق تعالے اوس کے دل کو نور معرفت سے روشن کرتا ہے۔ پس کوئی مقام بزرگتر متابعت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے اور اوامر اور افعال اور اخلاق اور تادب بآداب قولی اور فعلی اور عزمی اور عقدی اور نیتی کے نہین ہے۔

اور فرمایا کہ عبودیت چار خصلت رکھتی ہے (۱) وفا بعہود (۲) حفظ للحدود (۳) رضا بالموجود (۴) صبر علی المفقود۔ اور ابو حمزہ بغدادی قدس سرہٗ نے کہا ہے لَا دَلِیْلَ عَلَی الطَّرِیْقِ اِلَی اللّٰهِ اِلَّا بِمُتَابِعَةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فِیْ اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَاَحْوَالِهٖ۔ اور ابو بکر دراق قدس سرہ نے فرمایا ہے تمام ہمت بار صاف ذات کے کوئی نہین حاصل کرتے ہین مگر اہل محبت اور نہین حاصل کرتے کوئی اس مرتبہ کو مگر اتباع سے سنت کے اور پرہیز سے بدعت کے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اعلی الخلق ہین از روے ہمت کے اور قرب

اونکے ہین از روے درجہ کے ۔ اور ابوالحسن وراق نیشاپوری نے کہاہے
کہ بندہ نہین پہنچتاہے خداتک مگرخدا سے اور موافقت حبیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ
وسلم سے شرایع مین اونکی ۔ اور جو شخص لیوے راہ وصول الی اللہ کی بغیراقتدا
اونکے گمراہ ہوجاتاہے ۔ اور گمان کرتاہے کہ وہ صرف ہدایت کرنے والے ہین
اور ابراہیم اسحاق رقی قدس سرہ نے کہاہے کہ علامۃ محبت اللہ تعالے کی اختیار
طاعت اور متابعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی ہے ۔
مروی ہے کہ ابوبکر شبلی رح کو ایک شخص نے کہاکہ اے ابابکر تواپنے حال
صحو مین کہاتہا کُلُّ صِدِّیْقٍ لَیْسَ لَہٗ مُعْجِزَۃٌ کَذَّابٌ اور حالانکہ تو صدیق ہے
پس معجزہ تیراکیاہے فرمایا مُعْجِزَتِیْ مُوَافِقَۃُ اللّٰہِ فِیْ اَوَامِرِہٖ وَنَوَاھِیْہِ ۔
اور ابو علی ثقفی نے کہاہے کہ خداتعالے کوئی عمل قبول نہین کرتاہے مگر جو صواب ہو
اور کوئی عمل صواب نہین ہوتاہے جب تک کہ خالص نہو۔ اور کوئی خالص نہین
ہوتاہے جب تک کہ موافق سنت کے نہو ۔ اور ابوالخیر اقطع قدس سرہ
نے فرمایاہے مَا بَلَغَ اَحَدٌ اِلٰی حَالَۃٍ شَرِیْفَۃٍ اِلَّا بِمُتَابَعَۃِ السُّنَّۃِ وَالْفَرَائِضِ
وَمُحَبَّۃِ الصَّالِحِیْنَ وَخِدْمَۃِ الْفُقَرَاءِ الصَّادِقِیْنَ ۔ مروی ہے کہ ابوعمر بن
محمد سے پوچہے کہ تصوف کیاہے کہا اَلصَّبْرُ تَحْتَ الْاَمْرِ وَالنَّھْیِ ۔ اور ابوبکر
طمسانی قدس سرہ نے کہاہے کہ طریق روشن اور ہادی ہمارے قرآن اور
حدیث ہے پس جو شخص پڑہا ہمارے سے قرآن شریف کو وہی شخص صادق اور
مصیب ہے ۔ اے برادر جو یہ عبارت طول وطویل کبراء اہل تصوف جامعین
علوم ظاہر وباطن کے اور صاحب ارشادات لایق تکرمت وعنایت حضرت
واہب العطیات کے اِس مقام مین ذکر کیا ہون محض اس لئے تاکلمات جہوٹے
صوفیون کے قطعی جہوٹ جان لین کیونکہ وہ کہتے ہین کہ علم باطن طریقہ خارج

علم شریعت سے بہے اس بیان کو کفر اور نفاق سمجہیں اور انکو بطالون اور جاہلون سے جانکر یقین کرین کہ ایسے لوگ آپ ہی گمراہ ہوے اور دوسرون کو بہی گمراہ کئے ہین اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ مَكْرِهِمْ وَسِحْرِهِمْ حَتّٰى لَا يَسْحَرُوْا اَعْيُنَ قُلُوْبِنَا وَاجْعَلْنَا تَابِعِيْنَ الشَّرِيْعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَالطَّرِيْقَةِ الْاَحْمَدِيَّةِ وَاكْشِفْ عَلٰى حَقَائِقِ الطَّرِيْقَةِ الْقَادِرِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ حَقٌّ حَقٌّ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَعْلَى الْحَقِّ الْاَصْدَقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِعَدَدِ الْاَشْجَارِ وَالْوَرَقِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَنُوَّابِهٖ كَذٰلِكَ مَادَامَ السَّمَاءُ وَالشَّفَقُ - (رشحۂ نودیہ) جانا چاہیئے کہ اس خاکی ساکن اسفل السافلین کو کیونکر قلۂ بلند رب الارباب تک وصول حاصل ہو۔ کیونکہ بڑے بڑے پہاڑ اِس راہ مین حائل ہین اور بڑی فکرین صاحب عقول صاف کی ٹکرین کہاتی ہین۔ اور کشتی خیال زنکیون کی تلاطم مین آتے ہین۔ اگر خدا تعالے اپنے بندون کو ہمت کامل اور نیت صادق عطا فرماوے نہ موت کی پرواکرتے ہین نہ حیوۃ کی آرزو۔ سچے گہوڑے مجاہدہ پر سوار ہوتے ہین اور قول اللہ تعالے کو وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا تمسک کرتے ہین۔ اور خطرہ سستی کو کنارہ خوف پر رکہدیتے ہین۔ اور دریاے فنا مین اگر کشتی توفیق رفیق پر سوار ہوتے ہین۔ اور اِس دریاے بیکنار کی موجون سے طرف حق تعالےکے چلے جاتے ہین۔ اور اون کو نہ جن رفاقت دے سکتے ہین نہ انسان۔ طریقہ اِسکا وہی ہے جو حضرت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کتاب (فتوح الغیب) مین ارشاد فرماتے ہین اُخْرُجْ نَفْسَكَ اَىْ اُخْرُجْ مِنْ مُتَابَعَةِ نَفْسِكَ الْعَدُوَّةِ الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيْكَ الْاَمَّارَةُ بِالسُّوْءِ كُلُّ هِمَّتِهَا اللَّذَّاتُ وَالشَّهْوَاتُ مِنَ الْحَرَامِ وَجَمْعِ الدُّنْيَا الْقَاتِلَةِ لِاَرْبَابِهَا قَتْلًا لَا حَيٰوةَ بَعْدَهٗ فَلَا بُدَّ اَنْ يَحْتَرِزَ عَنْ مَكْرِهَا وَلَا تُعْطِيَكَ اِلَّا حَقَّهَا الْمُشَارُ

رشحۂ نودیہ

إِلَيْهِ فِيْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلَا يُعْطِهَا حَظَّهَا مِنَ الْمَطْعُوْمِ وَالْمَلْبُوْسِ وَالْمَنْكُوْحِ بَلْ تُمْسِكُهَا مِنْ فُضُوْلِ الْكَلَامِ وَيَكُوْنُ أَنْتَ عَنْهَا بَعِيْدَةً هَارِبَةً كَالْهَرَبِ مِنَ الْأَفْعٰى صُوْرَتُهَا مُتَزَيِّنَةٌ وَبَاطِنُهَا سَمٌّ قَاتِلٌ كَمَا أَشَارَ إِلَيْهِ بِقَوْلِهٖ وَنَحِّ عَنْهَا أَيْ صِرْ عَنْهَا فِيْ نَاحِيَةٍ وَلَا تُخَالِطْهَا أَنَّ مُخَالِطُهَا ذَاهِبَةٌ لِلْإِيْمَانِ أَنَّهَا بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَسَاءَ الْمُصَاحِبُ كُلُّ مِلْكِهَا بَغْيُ الَّذِيْ كُلُّ إِرَادَتُهٗ وَأُمْنِيَّةُ إِيْذَاءٌ وَإِضْرَارٌ عَلٰى مَا نَصَّ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِهٖ وَالْعَزْلُ مِنْ مِلْكِهٖ فَلَا يَكُوْنُ فِيْكَ تَصَرُّفٌ مِنَ الْإِرَادَةِ النَّفْسِيَّةِ وَتَسْلِيْمُ الْكُلِّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَقْطَعُ الْأُلْفَةَ مِنْهُ وَتَصِيْرُ تَابِعًا لِأَمْرِ اللّٰهِ عَلٰى مَا أَفَادَهٗ بِقَوْلِهٖ وَسَلِّمِ الْكُلَّ إِلَى اللّٰهِ بِأَنْ تَمْتَثِلَ أَوَامِرَهٗ وَنَوَاهِيَهٗ فَكُنْ بَوَّابَ اللّٰهِ عَلٰى بَابِ قَلْبِكَ بِحَيْثُ لَا يَذْهَبُ عَلَيْكَ تَوَانِيَةٌ وَغَفْلَةٌ مِنْ ذٰلِكَ التَّوْبِ فَلَا تَدْخُلِ الْهَوٰى فِيْهِ بَعْدَ إِنْ وَقَفْتَ بِالْخُرُوْجِ مِنْهُ فَلَا تُرِيْدُ إِرَادَةً سِوَاهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَتَمَنّٰى بِشَيْءٍ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهٖ پس شیخ بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے إِنَّ هٰذَا الْوَادِيْ وَادِي الْحَمْقَاءِ أَعْنِيْ أَهْلَ الدُّنْيَا وَفِيْهِ حَتْفُكَ وَهَلَاكُكَ وَسُقُوْطُكَ عَنْ عَيْنِ مَوْلَاكَ وَحِجَابُكَ عَنْهُ إِحْفَظْ أَبَدًا أَمْرَهٗ وَانْتَهِ أَبَدًا نَهْيَهٗ وَسَلِّمْ أَبَدًا مَقْدُوْرَهٗ وَلَا تُشْرِكْ بِهٖ بِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهٖ وَلَمَّا كَانَ إِرَادَتُكَ وَهَوَاكَ وَشَهَوَاتُكَ كُلُّهَا خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تُرِدْ إِرَادَةً وَلَا تَهْوَ هَوًى وَلَا تَشْتَهِ شَهْوَةً كَيْلَا تَكُوْنَ شِرْكًا وَالشِّرْكُ بِاللّٰهِ ظُلْمٌ عَظِيْمٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ أَحَدًا فَلَيْسَ الشِّرْكُ عِبَادَةَ الْأَصْنَامِ فَحَسْبُ بَلْ هُوَ مُتَابَعَتُكَ لِهَوَاكَ وَأَنْ يَخْتَارَ مَعَ رَبِّكَ

عَزَّ وَجَلَّ شَیْئًا سِوَاهُ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا فَلَا تَرْکَنْ اِلٰی غَیْرِهٖ
عَزَّ وَجَلَّ فَاحْذَرْ وَخِفْ وَلَا تَصِفْ حَالًا وَّلَا مَقَالًا اِلٰی نَفْسِكَ فَیَکُوْنُ
الْمُلْكُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ۔ یہ تمام عبارت ماخوذ ہے فتوح الغیب
سے تھوڑے اختصار کے ساتھ لاکن اگر تامل کرے حق تامل پائیگا تو حقیقۃ
فنا کو اور مستعد ہوگا تو بقا کو رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا
وَاَخْرِجْنَا مِنْ ظُلُمَاتِ الْوَهْمِ وَاَکْرِمْنَا بِنُوْرِ الْفَهْمِ وَاَشْبِعْ قُلُوْبَنَا
الْجُوْعَ مِنْ اَطْعِمَةِ عِبَادَاةِ الشَّیْخِ الْاَجَلِّ مَعَ اِدَامِ فَهْمِ الْحَقَایِقِ وَاَشْرِبْنَا
خَمَرَاتِ الْفَیْضِ وَالْاِهْدَاءِ مِنْ دَنَّاتِ کَلَامِ النَّائِبِ الْخَاصِّ رَضِیَ
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا اور مین انشاء اللہ تعالے عبارت رضی اللہ
عنہ کی بیان مراتب فنا و بقا مین ضمن قول عَطَانِیْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ بعینہا ذکر کرونگا ۔ اور قریب ہے تحقیق اتصال
اور وصول اور وصال کے ضمن قول وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ کے بیان
ہوگی بمنہ وکرمہ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ بِفَضْلِكَ وَکَرَمِكَ بِتَحْقِیْقِ اَرْنِیْقٍ فِیْ هٰذِهِ
الْقَصِیْدَةِ الْمُبَارَکَةِ (العین الخامس) یعنے پنجم چشمہ بیان مصرعہ دوم کا
یہ ہے کہ قول منصوص قول فقلت مین یا عبارت قول زبانی سے بدو سبب ہے
یک یہ ہے کہ عشاق خطاب کرتے ہین خمرات اور دیار محبوب اور شوق شہر ونکو
جو محبوب وہان رہتے ہین اور یہ وجہ ظاہر ہے ۔ دوسرا یہ کہ مقرر ہے جو تحقیق
ہر یک شی کی ان اشیاء سے ہوتی ہے تصور کی جاتی ہے یک صورۃ کے ساتھ
اور متشکل ہوتے ہین اشکال حسب حال اوس کے اِس لئے غوث الاعظم
رضی اللہ عنہ نے خطاب کئے اون کی طرف چنانچہ مروی ہے کہ خواب اونکی
نزدیک شکل بنکر آتا تھا اور مہ اور ایام چنانچہ خود فرمایا ہے وَمَا مِنْهَا شُهُوْدٌ

عین پنجم در شرح مصرعہ دوم

آذ ذهُوبُ ؛ تَمُرُّ و تَنقَضِي اِلّا اَنَا لِی ؛ اور مروی ہے کہ دنیا حضرتؐ کے نزدیک عورت خوبصورت اور زینت دار بنکر آتی تہی اور مثل لونڈی کے خدمت کرتی تہی ۔ بنظر اس کے دلیل کی جاتی ہے کہ ہر ایک امر امور سے اوس کو حقیقۃً متصورہ ہے اور ہر چیز کو کلام ہے ایسا ہی خمرۃ کو صورت اور سمع اور ندا اور خطاب ہے بموجب آیہ وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کے لاکن ہم نہین سمجہتے ہین تسبیح کو اون کی لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْحَمْدُ وَالْکِبْرِیَاءُ یا وہ کلام باعتبار قول موافق حال کے ہے اور وہ عبارۃ ہے ملاحظہ حال خمرۃ اور حال شارب سے بمعنے اِس بات کے کہ پینے والا واسطے کمال استعداد اپنے اور علوو عظم شان کے کہتا ہے اَیَّتُھَا الْخَمْرَۃُ الشَّدِیْدَۃُ الْقَائِلَۃُ لِلْعُشَّاقِ وَالْاَکَلَۃُ لَا کَبَادِ الْوَفَاقِ حَوْصِلَتِیْ اَعَزُّ وَاَتَمُّ مِنْ اَنْ تَغْلِبَ عَلَیَّ جِئْ اِلَیَّ وَھَلُمَّ عَلَیَّ حَتّٰی اَسْقَیْنَكَ سِقَاءً کُلِّیًا وَ سَقْیًا جَلِیًّا فِی الْخَلَوَاتِ وَالْجَلَوَاتِ پس یہ قول موافق حال ہے اور واسطے اوس کے حالتین مختلف ہین کہ اوسکو عشاق جانتے ہین اور رفاق سمجہتے ہین ۔ پس یہ خطاب یا واسطے توڑنے صورۃ خمرۃ کے جو استعداد عشاق پر غالب ہے جیساکہ کسینے فارسی رباعی کہا ہے

رباعی عشقا ببرا تو مغز گردان خردی ٭ با شیر دلان چہ رستمیہا کردی
اکنون کہ بمن روے نبرد آوردی ٭ ہر حملہ کہ داری نہ کنی نامردی ٭

یا یہ خطاب واسطے اظہار رحمت و احسان کے جو حضار مجلس شریف پر ہوتا ہے کہا گیا ہے اور یہ اشارہ ہے اس بات پر کہ جیسا بادشاہ تنہا نہین کہاتا اور پیتا ہے بلکہ حضار کو بہی حصہ ہاے کثیر اِس عطیہ کبری سے جو موصل الی اللہ ہے دیتا ہے ویساہی حضرتؐ کا حال ہے ۔ یا یہ خطاب اظہار کمال شوق کے لئے ہوتا ہے جیساکہ کوئی یک مدت انتظار مین وصول مطلوب کے ہو اور وہ مطلوب نظر

باوجود وصول مطلوب کے کہتا ہے تَعَالَ تَعَالِ فَاِنِّیْ مُشْتَاقٌ اِلَیْکَ ۔
یا واسطے اظہار اس امر کے کہ طلب میری اس خمرۃ کو جو مجکو خدا تعالے نے دیا ہے
اور اوس کو شامل واصل کیا ہے وہ واسطے ہر طالب کے ہے نہ صرف
واسطے نفس میرے ۔ اور یہ خطاب محبوب کا مثل اوس کے ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو حق تعالے شب معراج مین خطاب فرمایا اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ حضرتؐ نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا
وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ چنانچہ اب تشہد مین یہ سب پڑہا جاتا ہے ۔ اور
یہ امر دلالت کرتا ہے بلند ہمتی اور بزرگ خصلتی پر کہ وہ باوجود تخصیص اپنے
دوسرون کو بہی اوس مین شریک کرتے ہین چنانچہ حق تعالے خبر فرماتا ہے
سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی
الَّتِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیَاتِنَا ۔ پستر جاننا چاہیئے کہ سقے جیسا منقسم
باقسام شبہی اور حقیقی کے تہا واسطے مبتدی اور منتہی کے ایسا ہی بعید نہین
کہ یہ قول انواع کثیر پر ہو ۔ اگرچہ تو معلوم کیا ہے وہ چیز کہ ذکر کئے ہہنے تفصیل
نیک کے ساتہ تا یاد رکہے اوس کو اور بصیرت پر رہے ۔ لاکن کلام اوس مین ہی
کہ مراد خمرۃ سے شبہی ہے یا خمرۃ حقیقی حیثیت سے صورت اور جمع سکر کے
اور جیسا کہ یہ خمرۃ سکر دیتی ہے شارب کو ویسا ہی یہ شراب معنوی بیہوش
کرتی ہے پینے والے کو ۔ اور جائز ہے یہ کہ اِس مقام مین جذبہ جو سالک کے
لئے واجب کرتا ہے ترقیات بلند مراد لیا جاوے ۔ تفصیل اس کی بیان بلاغت
مین مین نے ذکر کر چکا ہون اور ذیل قول فَسَاقِ الْقَوْمِ بِاَلْوَافِیْ مَلَالٍ بہی ذکر
کرونگا انشاءاللہ تعالے لمولفہ ۔ اَیُّهَا الطُّلَّابُ هَاتُوْا بِالْخُمُوْرِ ۔ اَنَّهَا تَجْلُوْا
کَنِیْرَانٍ بِطُوْرٍ ۔ اَحْرِقُوْا ثُمَّ اَحْرِقُوْا فِیْ نُوْرِہٖ ۔ دَکَّ جَبَلُ الطُّوْرِ مِنْ تَنْوِیْرٍ

شُعلۃٌ من نارہٖ نورُ الصّفا | اَشرِبوا خمراً بکاساتِ الشّفا | اَشرِبوا کاسَ الخمورِ الحاضرۃ
اِستَعینوا مِن عیونٍ ناظرۃ | اشرِبوا خمرَ الصّفاءِ القادرۃ | اِنّہٗ نورٌ مُصفّا قد اَریٰ
سَاقِی القومِ العِطاشِ المُستَفی | قد تجلّیٰ مِن مقاماتِ النّبی | نائبٌ لازالَ بالقدمِ العُلیٰ
شَیخُنا نورُ العظیمِ المُعتلیٰ | شیخ عبدُ القادرِ التّقی الوفی | سَیّدٌ اَیّدٌ حَبیبٌ مُتّقی
جَلوۃٌ مِن نورہٖ نورُ البقا | اَنّہٗ خیرُ الشّیمِ نِعمَ الوفا

(بیان تفسیر) یعنے تفسیر شعر اول قصیدہ کی ماسبق مین یعنے معنے مفردات اور بعض مرکبات کو ضمن مین بعض اشعار کے ذکر کیا ہے۔ اور اب تقریر معنے اوس کی جو جامع ہے اجمال تمامی کمال کا ہر یک مقام و حال سے بِحولِ اللہِ و قوتہٖ و بَرَکتِہِ الرّسولِ و قُوَّتِہٖ و اِمدادِ الشیخِ الاَجلِّ و اِشادَتِہٖ بیان کرتا ہون کہ شیخ بزرگ نے اِس بیت مین داخل کئے اون چیزون کو جو قریب ہی آتی ہین تمام ابیات قصیدہ مین گویا یہ شعر مثل مطلع آفتاب کے ہے باقی تمام ابیات جو آسمے ہین مثل بدر و نجوم پر انوار ہین اور یہ شعر بطریق ظہور شمس احدیت ذات کے ہر طرف مظاہر وحدت اور واحدیت اوس کی باعتبار نزول تابان ہے پس عروج ہر یک اِن ابیات کا طرف احدیت ثابتہ ذات قدسی محمدی علیہ اکمل الصلوات الزاکیات کے ہے۔ اِس لئے ختم اس قصیدہ کا کمال نبی اکمل علیہ الصلوۃ والسلام پر ہوا ہے۔ اور اس ختم مین اشارہ ہے اِتصال درجہ شیخ بزرگ کو ذیل درجہ سے نبی اکمل کے چنانچہ فرمایا ہے شعر

وَعَبدُ القادِرِ المشھُورُ اِسمِی | وَجَدِّی صَاحِبُ العینِ الکَمالِ

پس یہ بہترین مطلع ہے شامل مقطع کا۔ اور نادر مقطع ہے متضمن مطلع کا۔ گویا اول اِس کا آخر ہے اور آخر اول سُبحَانَہٗ مَا اَعظَمَ شَانَہٗ پس معنے سقانی سیراب کیا مجکو انواع سقی سے یعنی سیراب کیا مجکو حُبِّ اللہ تعالےٰ

بیان تفسیر شعر مطلع قصیدہ

بدلہ لقبی

بیان معنی سقانی

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا اور متابعت اور اطاعت اوامر
اور نواہی اونکے از روے اعتقاد اور عمل اور اخلاص فنا اور بقا کے پایہ
سے وصول الی اللہ اور وصول الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے
فضل و نوازش خدا کے اور توفیق اوس کی طریق وصول کا بتلائے اور
مجھے اپنے ارادہ قدیمہ سے ظلمات جہل سے نکالے اور مجھکو جذبہ سے جو محرک
ہے معرفت اصلی کی طرف شرف دے۔ اور وہی باعث سرور میرا اس
وجود مین ہے کیونکہ ہر حادث کو ضرور ہے کہ اوسکا محدث یعنی حادث کرنیوالا
ہووے۔ اور وہ عالم اور حی اور قادر اور مختار اور مبدء وغیرہ صفات کاملہ
اور ثابتہ اپنے نفس کا ہووے لا من غیرہ۔ اگر نہین تسلسل جو موجب نفی صانع
کا ہے لازم ہوگا۔ کیونکہ مستلزم للمحال محال ہے۔ پس جب یہ ثابت ہوا کہ
وہ موجد میرا اور محدث میرا ہے ثابت ہوتا ہے کہ وہ انعام کیا نعمتون کو غیر متناہی
کہ جس کا شمار بے شمار ہے۔ پس واجب ہوا شکر اوس کا اور عبادت
اوس کی اور خضوع اور تذلل واسطے اوس کے کیونکہ محکوم ممنون ہوتا ہے
حاکم کا پس ضرور ہے کہ اوس کو کہ پستی اختیار کرے سامنے اپنے حاکم اور
منعم اور محسن کے کیونکہ وہ ایسا ہے أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ لاکن جب عقل و
ادراک اس مقدمہ مین قاصر ہے لازم ہوا کہ بازگشت کرے طرف مثل اوسکے
کہ وہ منعم ہو نعمت ظاہری کا جو دیکھتے ہین اور پاتے ہین حس وادراک سے
اوس کو اچھا ہی واسطے ہدایت طریق وصول کے ضرور ہے کہ اوس کو
ہادی ہو کہ جس کا یک رخ ہماری طرف ہو اور یک رخ خالق منان کی طرف اور جو
قاعدہ مقرر کرے طرف سے اوس منعم کے ہمارے لیئے پس وہ ہادی رسول
اور نبی امی ہے کہ قاعدہ شریعت ثابت و مستقیم فرمایا اور وہ قاعدہ کبھی متغیر

بیان وجہ اتباع نبوت وتقلید مجتہدین

ہونے والا نہین ہے کیون کہ وہ ماخوذ ہے قرآن سے یا حدیث سے جو شان
اوس کی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ہے اور دَنَىٰ فَتَدَلَّىٰ
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ہے۔ چونکہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی محکم
محکم اور مجمل اور متشابہ ہین مقدور ہماری وسعت کا نہین کہ اوس کی حقیقت کو پہونچے
پس ضرور ہوا کہ بعد زمانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفسر معانی اوس کی اور موفق
تناقض اوس کی ہووین وہ ذوات بابرکات حضرات صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کے
ہین کیونکہ وہ شراب تحقیق کا سات فیوضات آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
پیئے ہین اور بعد اونکے علماء عامل ومجتہدین امۃ ہین کہ وہ بمقتضے اپنے علوم کے
ناسخ ومنسوخ کو تمیز کئے اور ہریک زمان ومکان مین حسب مقتضائے وقت
تفسیر کئے۔ پس وہ تمام امور اس وقت شریعت نام ہے کہ اِس زمانہ مین بنظر
اقوال اون کے عمل کرنا چاہیئے کیونکہ عام لوگ اون آیات وحدیث پر عمل نہین کرسکتے
ہین اور اصطلاح مین اوسیکو فقہ کہتے ہین پس ضرور ہے کہ اوسپر عمل کرین
پس جب یہ بات معلوم ہوگئی طالب کو ضرور ہے عبادات موجب للترقی
اور خارق للحجب ظلمانی اختیار کرے کیونکہ حق تعالے فرمایا ہے اَللّٰهُ
وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔ یعنے بعد ایمان کے
بجالانا فرایض اور واجبات کا ضرور ہوا یہانتک کہ مستحبات کو بہی نچہوڑے
اور منہیات سے احتراز کرے۔ اور جب یہ عبادت دل مین جم جاتی ہے
تو انبعاث وصول شہودی اور عیانی کو باعث ہوتی ہے۔ یعنی بعد وصول
اِس تقلید کے شوق استدلال کا ہوتا ہے۔ اور یہ علم ثانی مثل ثمر شجر
پاک کے ہے یعنے اِس علم سے محبت باطن پیدا ہوتی ہے چنانچہ حدیث
صحیح مین ابو ہریرہ رضے اللہ عنہ سے مروی ہے حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ

بیان انکہ علم اول مثل شجر است و علم ثانی مثل ثمر آن

اللہ عِلمَینِ اَلعلمُ الظَّاھِرُ وَالعِلمُ الباطِنُ فَاَظھرتُ الاوّلَ دُونَ الثانِیِ کیونکہ علم ثانی راز ہے کہ جسپر ہر شخص بآسانی واقف نہین ہوسکتا ہے۔ اگر واقف بہی ہو ضبط نہین کرسکتا ہے۔ اگر ضبط بہی کرے چھپا نہین سکتا ہے۔ اور اقوام عام اسرار کثیرہ کو جو متضاد و متناقض یک دوسرے کی ہوتی ہین فہم نہین کرسکتے ہین اور اونکو قدرت توفیق کی اوس مین اور شریعت مین نہین ہے حالانکہ وہ عین شریعت ہین۔ بعد حصول علم حقایق کے اور اس حقایق کو بہی قواعد ہین متحمل اوس کے سواے صدور عاشقین اور قلوب عارفین کے کوئی دوسرے نہین ہوسکتے ہین یہانتک کہ وہ علم بہی زمانہ بعد زمانہ کے مثل علم ظاہر کے جاری ہے۔ اِس لئے شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے سقانی الحُبُّ یعنے سیراب کیا مجکو حب جو پیدا ہونے والا ہے متابعت سے شریعت روشن کے پیالہ وصال سے یعنے قواعد مقررہ وصول اور مقامات اور تجلیات کے جو ثمر دینے والے ہین مجاہدات شاقہ سے مگر شرف دیا حق تعالے نے مجکو اوس سے یک حالت مین ۔ یا نشاط اولے مین جو مشار الیہ ہے قول کُنتُ کَنزاً مخفیاً۔ کا۔ یا اِس نشاۃ دنیوی مین۔ اور یہ بیان ہے جذب حقیقی کا جانب حق سے اور جانب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ یا شرف دیا حق تعالے نے مجکو بعد مجاہدہ میرے زمانہ تجرید مین وقت نکلنے کے وطن سے طرف بغداد کے کہ مدت طویل تک مین نے ارادہ اوسکا کیا اور سخت مجاہدہ کیا یعنے کئی ایام اور کئی مہینہ اور کئی سال کہانا نہین کہایا یہانتک آدمیون سے وحشت اختیار کیا اور خدا تعالے سے انست اوس حال مین نہ کوئی مجھے پہچانتے تھے نہ مین کسیکو۔ چنانچہ مروی ہے کہ

کہ حضرت نمازِ عشا کو جس وضو سے پڑھتے تھے اوسی وضو سے صبح ادا فرماتے
تھے۔ اس سے زیادہ کیا مجاہدہ ہوگا یہ فضل حق تعالےٰ ہے توفیق دیتا ہے خدا
تعالےٰ اوس شخص کو جو چاہے اور ہدایت کرتا ہے اوسکو کہ ارادہ کرے
پس شیخ رضے اللہ تعالے عنہ نے اِس شعر مین جو فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ
اور اوس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت نے مجکو پیالے
وصال کے پلائے فَقُلْتُ یعنے کہا مین اوس خمرۃ پلائی گئی مجکو تَعَالَ یعنے
آ تو میرے نزدیک اور قرار لے کیونکہ تو محبوب اور مرغوب میری ہے
اور میرے دِل مین جا لے اور وطن اپنا کر کہ تو مہمان میری ہے
ایسی مہمان کہ جس کے انتظار مین بہت مدت سے تھا۔ یا اِس لیے کہ تو
عطیات سے اللہ اور رسول اوس کی ہے جو مجھہ فقیر کو عطا کی گئی
اور یہ ظاہر ہے کہ جو چیز بادشاہ کسیکو دیتا ہے وہ عزیز تر ہوتی ہے
اس لئے تو میرے نزدیک پیارون سے پیاری زیادہ ہے۔ اِس لئے
میرے نزدیک جو کچھہ کہ دنیا اور آخرت سے ہے تجھپر مین فدا کردیا ہون
اب میرے دل مین سوائے اللہ تعالے کی اور محبت حبیب اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھہ باقی نہین ہے۔ مولف کہتا ہے کہ ممکن ہے
کہ یہ کلام حضرت رضہ کا باعث شوق بعد الوصول کے ہو۔ اور یہ بھی
فرمایا ہے تو میرے نزدیک ایسا مرتبہ رکھتی ہے کہ مشتاق تیرا ہون
اور کہتا ہون بعد الوصول کے جیسا کہ وقت فراق کے کہتے ہین۔ اور یہہ
عاشقون کا قاعدۂ کلیہ ہے کہ وہ وصول کو فراق اور وصال کو ہجر اور فراق
کو وصول اور ہجر کو وصال گمان کرتے ہین چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎
سَاَطْلُبُ عَنْکُمْ بُعْدَ الدَّارِ لِتَقْرَبُوْا ۔۔۔ وَتَسْکُبُ عَیْنَایَ الدُّمُوْعَ لِتَجْمُدَا

اور مناسب ہے کہ کہے کہ واصل ابے اللہ کو وصول حقیقی باعتبار کل کمال حق تعالے نہیں ہے کیونکہ احاطہ اوسکے کمال کا غیر ممکن ہے اور تمام چیزون سے وہ چیز کہ جاہا خدا تعالے۔ اور اسی لئے کہے ہین اَنَّ السَّیْرَ اِلَی اللّٰہِ مُنْتَہٍ وَّ ھُوَ التَّخَلُّقُ بِاَخْلَاقِہٖ تَعَالٰی اِلٰی مَنْ تَبْتَدِءِ الْبَقَاءِ اسی بنا پر مین نے بیان کیا ہون بیان ہدایات اور احوال اور مقامات اور نہایات کو۔ لاکن سیر فی اللہ وہ وصول ہے ہر کمال الٰہی مین پس وہ بینے نہایت ہے۔ پس یہ قول مراد ہی سیر سے ہے۔ اور جائز ہے کہ ہووے یہ قول واسطے پہونچانے اس خمرہ کے طالبین کی طرف چنانچہ دلالت کرتا ہے اس معنی پر قول رضی اللہ عنہ کا فَہِمْتُ بِسُکْرِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ اور ایسا ہی مراد سعی اور مشی کی بیان ہوگی ضمن قول سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُؤُوْسٍ کے اور جائز ہے کہ ہووے یہ تفسیر واسطے سقا کے چنانچہ چند بار ذکر اس کا ہو چکا ہے۔ اور سزاوار ہے کہ جانے اسناد اس معنی پر قول مین سَقَانِی الْحُبُّ کے اسناد مجازی ہے جیساکہ وہ علی تقدیر ارادہ جذبہ کے حب سے بھی مجازی ہے۔ اور جائز ہے کہ کہا جاے کہ حق تعالیٰ ظاہر کیا ہر چیز کو شیخ رضے اللہ عنہ پر مصور بصورت ذی حیات کہ کلام کرتی تھی حضرت رضہ سے بنظر اس کے ہوتی ہے اسناد حقیقی بھی۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ہووے معنے سَقَانِیْ کا سیراب کیا مجکو حب اللہ تعالے اور رسول اوسکا۔ اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ محبت جب نسبت ہو بندہ کی طرف اللہ تعالے سے معنے سے توفیق کے ہوتی ہے۔ اور اگر ہووے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف معنے اوسکا ہدایت اور رفاقت اور اعانت لیتے ہین۔ اور کاسات کو بھی ایسا ہی قیاس کیا جاے۔ نظر برین عبارت اوس سے

اسباب توفیق اور ہدایت ہے پس رجوع کرتا ہے یہ معنے اطاعت اور
امتثال پر بھی۔ لاکن جب ارادہ کیا جاوے حب سے محبوب پس وہ ذات
حق تعالےٰ ہے یا ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ذات شیخ
اور شیخ عام ہے یا شیخ صحبت ہو یا شیخ ارشاد۔ اِن تمام تقدیرین ضرور
ہے کہ ارادہ کیا جاوے ساتہ کاسات اور خمرۃ اور قول سے معنے مناسب
لاکن باعتبار اول کے اولےٰ یہ ہے کہ ارادہ کیا جاوے کاسات سے تجلیات
اور وہ تجلیات تین قسم ہوتے ہین یک ذاتی دوسری صفاتی تیسری اسمائی
اور ہر یک مین اِن سے طرق اور واردات ہین۔ پس تجلی ذاتی وہ عبارت
ہے تجلی ذات سے اور تعریف اوس کی واسطے ذات حضرت احدیت کے
کہ جس کو نہ نعت یعنے صفت ہے نہ اسم اور تمام حقایق اس ذات مین مانند
درخت کے ہین تخم مین بلاکیف اور ظرفیت کے اور اوسی مرتبہ کا نام غیب
الغیوب اور تجلی اول ہے۔ اور تجلی ثانی یعنے صفاتی وہ ایسی ہے کہ اوس
سے اعیان ممکنات ثابتہ جو شیون ذات ہین ذات حق تعالے کے لئے ظاہر
ہوتے ہین یہ تعین اول ہے صفت علم اور قیام کی کیونکہ اعیان معلومات
اول اوس کے ہین۔ اور حق تعالے کے لئے اِس تجلی مین تنزل ہے حضرت
احدیت سے حضرت وحدت تک پستر اس سے حضرت واحدیت تک
نسبت اسمائی اور تجلی شہودی مین اور وہ مرتبہ ظہور وجود کا ہے جو مسمیٰ بہ نور
ہے۔ اور وہی ظہور حق ہے بصور اسمائیہ فے الاکوان جو وہ اکوان صور
ہین اسماء کے۔ اور یہ ظہور نفس رحمان ہے کہ جس سے پاے جاتے ہین
تمام چنانچہ تصریح اِس کی اصطلاحات مین موجود ہے۔ اور رسالہ مسمیٰ (معادن)
مین لکہتا ہے۔ تجلی ذات عبارت از ظہور ذات ست وظہور شئی بے تعین و

تمیز محال است پس تجلی وظهور ذات نباشد مگر بتعین و آن تعین اول ست که اعظم واوسع تعینات ست مسمی بوحدت واسمے که مبدا ر تعین آن سرور عالمیان است علیه الصلوة اکملها همان وحدت ست و چون انتهائے سیر سالک عبارت از وصول اوست باسمی که مبدا ر تعین اوست پس تجلی ذات خاصهٔ محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم باشد وآن تعین که مشتمل ست بر جمیع صفات واسما ونسب واعتبارات علی سبیل الاجمال پس تمایز در مرتبه واحدیت تفصیل وتمیز پیدا کرد واورا اقسام پیدا گشت که مبادی سایر مخلوقات اند و اسمائے که مبادی تعینات سایر مخلوقات اند عبارت اند ازان اسمار صفات که مندرج بوده اند تحت آن تعین در مرتبهٔ واحدیت تفصیل ماضیه پس نهایت سیر سالکان دیگر تا بهمان اسما وصفات باشد پس دیگران را تجلی اسما وصفات باشد و عین معیت که تجلی ذاتی در پردهٔ اسمی که مبدا ر تعین صاحب تجلی ست مے باشد پس حقیقت محمدی علیه الصلوة کل باشد و حقایق سائر مخلوقات وموجودات اجزار او و جماعة که بسعادت متابعت مصطفوی علیه اکمل الصلوة مشرف گشته اند وبکمال اتباع رسیده ایشان را بسبب مناسبت ومتابعت از تجلی ذاتی نصیب باشد زیرا که برایشان منکشف شود که حقیقت ایشان عین تمام حقایق موجودات است پس ایشان از ضیق تمایز و تفصیل اقسام خلاص شده اند کانه شهود ایشان همه منقسم است بے پردهٔ اقسام ومبادی تعینات ایشان نیز همان منقسم ست مثلاً اسم که خاصه کلمه است در پردهٔ دلالت فی نفسه و عدم اقترانه بالزمان که مبدار تعین و تمیز اوست از سایر اقسام کلمه اما چون اسم خود را عین فعل و حرف یافت از ضیق تمایز وتفصیل اقسام او نجات حاصل شد مبدا ر تعین خود همان کلمه را یافت نه قسم او را

یہ عبارت کتاب معاد کی بعینہ جو مذکور ہوئی اوس سے تعبیر اجمالاً معنے تجلی ذاتی اور صفاتی اور اسمائی کا ظاہر ہوگا۔ اگرچہ مقصود اِس جاے اشارہ ہے معنے بیت شریف سے لاکن پہیر دیتی ہم بیان اوسکا اقسام تجلی مین ضمن قول رضی اللہ عنہ کے جو حَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ اور وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ ؕ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ ؕ ہے لاکن جب ارادہ کیا جاے حب سے ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخ کا پس مراد کاسات سے تخلق باخلاق اِن دو کے ہے یا فنا وجود سفلی انوار وجود سے دونون کے جو تجلیات ذاتیہ اور صفاتیہ سے حاصل ہوا ہے۔ لاکن خمرۃ ہر یک تقدیر پر عبارت ہے جذبہ مناسب تجلیات اور تخلقات سے۔ پس معنی سَقَانِیَ الْحُبُّ کا سَقَانِیْ مَحْبُوْبِیْ ہے اور وہ محبوب ذات حق تعالے ہر اوسنے کَاسَاتِ الْوِصَالِ کا نَوَّرَنِیْ وَجَعَلَنِیْ یعنے نورانی کیا مجکو اور گردانا مجکو شامل تجلیات ذاتی اور صفاتی اور اسمائی کا یہانتک کہ پہونچا مین اوسکے وجہ ترقی اسمائی صفات تک اور اوس سے ذات تک پس باقی نرہا گروہ۔ اور یہی معنے وصال کا ہے جو مشہور ہے صوفیہ مین۔ اور اس مین تفصیل ہے حیثیت سے تقدم جذبہ کی سلوک پر اور بالعکس۔ اور مرتبہ اتم وہ ہے کہ مقدم ہووے سلوک جذبہ پر کیونکہ سلوک مین صحو کلی ہے لاکن جذبہ حقیقیہ لازمہ تقدیم ہے۔ اور یہ معنے موافق ہے اوس چیز کے جو بعض قصاید مین حضرت نے فرمایا ہے سَقَانِیْ رَبِّیْ مِنْ کُؤُوْسِہَا شَرَابِہٖ اور اطلاق محبوب کا حق تعالے پر واقع ہے چنانچہ اوراد مین نقل کیے گئے ہیں کاملین سے۔ اور وجہ اِسکا یا ماخوذ ہے قولہ تعالے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ سے یا اطلاق ہے سبیل وصفیت پر نہ علمیت پر منظر اوس چیز کے

جو جائز رکہے ہین اوس کو اہل کلام شرح عقاید عضدیہ مین۔ اور جائز ہی
کہ ہووے معنے سَقَانِي الحُبُّ کا سَقَانِي المَحْبُوب یعنے ذات نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہے کہ پلایئے اونکو موجبات موجبہ سے واسطے ترقی کر
کرہٗ اسفل سے طرف بلندی رفیق اعلے کے یہانتک پہونچے حجرۂ تربیت
رب حقیقی اور مولائے تحقیقی مین چنانچہ شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ
نے اپنے کتاب (جلاء الخاطر) مین لکہا ہے مَا یَزَالُ هٰذَا المُؤْمِنُ
العَارِفُ یُرَبِّيْهِ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالعَمَلِ مَعَهٗ
حَتّٰی یَسْتَأْذِنُ لِقَلْبِهٖ عَلٰی رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ یَکُوْنُ کَالغُلَامِ بَیْنَ یَدَیْهِ
فَاِذَا طَالَتْ خِدْمَتُهٗ قَالَ یَا اُسْتَاذُ اَرِنِیْ بَابَ المَلِكِ اَشْغِلْنِیْ مَعَهٗ
اَوْ قِفْنِیْ مَوْضِعًا اَرَاهُ اَتْرُكُ یَدَیَّ فِیْ حَلْقَةِ بَابِ قُرْبِهٖ فَاَخَذَهٗ
مَعَهٗ وَقَرَّبَهٗ مِنَ البَابِ قِیْلَ لَهٗ یَا مُحَمَّدُ ﷺ مَا مَعَكَ یَا سَفِیْرًا یَا
دَلِیْلًا یَا مُقِیْمًا فَیَقُوْلُ اِنَّكَ تَعْلَمُ فِیْ یَحْ قَدْ رَبَّیْتَهٗ وَرَضَیْتَهٗ
لِخِدْمَتِهٖ هٰذَا المَلِكِ ثُمَّ تَقُوْلُ هَا اَنْتَ وَرَبُّكَ کَمَا قَالَ جِبْرَائِیْلُ
عَلَیْهِ السَّلَامُ لَهٗ لَمَّا رَقِیَ بِهٖ اِلَی السَّمَاءِ وَدَنَا مِنْ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ
هَا اَنْتَ وَرَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ۔ یہان عبارت شریف تمام ہوئی حاصل اس
سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پرورش فرماتے ہین مومن کو حجرۂ لطیفہ
مین حتے کہ صلاحیت پاتا ہے وہ مومن قربت خدا تعالے کی پس قربت
پاتا ہے اور پہونچتا ہے اوسکو۔ اور یہ مطابق ہے اس قول کے جو شیخ رضی
اللہ عنہ نے قصیدہ مین فرمایا ہے وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِی الاَصْلِ
رَبَّانِیْ اور ایک جاے فرمایا ہے لَا مِنَّةَ لِاَحَدٍ عَلَیَّ بَعْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اور اگر حب ارادہ کیا جاے اوسکو محبوب سے

شیخ صحبت یا شیخ خرقہ ہے پس جائز ہے کہ ہووے نسبت سفا کی اوسی کی طرف
باوجود ہونے ذات غوث کے تربیت یافتۂ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کیونکہ صحبت کو بھی تاثیر و تنویر ہے ۔ اور خرقہ کو بھی اثبات و ابقا رہے خیر و
برکت پر باعتبار اس کے جو کہے ہیں اِنَّ المُرِیدَ کَثِیرًا مَا یَکُونُ فِی
صُحبَۃِ شَیخٍ وَ یَکُونُ اِرشَادُہٗ مِن شَیخٍ اٰخَرٍ یعنے بسا وقت مرید کو فائدہ
مرشد اول کی صحبت سے نہیں ہوتا ہے دوسرے شیخ کے ارشاد سے ہوتا ہے
اور فائدہ صحبت کا امداد و اثبات ہے چنانچہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے
(جلاء الخاطر) میں فرمایا ہے اَصحَبِ القَومَ فَاِنَّ مِن صِفَاتِہِم اَنَّہُم اِذَا
نَظَرُوا اِلیٰ شَخصٍ وَجَعَلُوا ہِمَّتَہُم اِلَیہِ اَحیَوہُ فَاِن کَانَ مُسلِمًا زَادَ اِیمَانُہٗ
وَیَقِینُہٗ وَاِن کَانَ غَیرَ ذٰلِکَ شَرَحَ اللہُ صَدرَہٗ لِلاِسلَامِ سُبحَانَ اللہِ
عَزَّ اِسمُہٗ وَعَظُمَ بُرہَانُہٗ اَللّٰہُمَّ اجعَلنِی مِن مُرِیدِی الشَّیخِ الاَجَلِّ
وَوَفِّقنِی بِالفَوزِ اِلیٰ اِتمَامِ ہٰذَا الشَّرحِ الجَلِیلِ لِکَلَامِہٖ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ
وَاَرضَاہُ عَنَّا بِحُرمَۃِ حٰمٓ عٓسٓقٓ طٰسٓمٓ آمین یَا رَبَّ العَالَمِینَ اَلحَمدُ
لَکَ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا بَاطِنًا وَّظَاہِرًا (مقدمہ عرفانیہ) بدانکہ ولایت خاصہ کہ مقدمہ عرفانیہ
کمال قرب ست بحق جل اسمہ بمرتبۂ کہ دوئی از میان ارتفاع پذیرد و ولی
از خودی قائم بحق گردد جز بطریق تصفیہ کہ ریاضت نفس است بمجاہدات و
تجرید از علایق و کدورات بشریہ و عوایق جسدانی و توجہ بحضرت حق بالتزام
خلوت و مواظبت باذکار و عزیمت کلی و انقطاع و تبتل از کائنات حاصل نہ
مے شود و انبیا را علیہم السلام کہ مخصوص بزیادتی عنایات الٰہیہ اند جہت ارشاد
احتیاجے با تصفیہ ندارند و سواے از حق افتقارے نہ اگرچہ گاہے بوسیلہ
ملک ظہور رد عا ظہور نمایند اما اتفاق ارباب طریقت است کہ غیر مجاذیب

باقی اصناف اولیاء الله راپیے ارشاد صاحب کمالے که مرشد وے باشد وصول بمقصد حقیقی که مقام ولایت ست میسر نیست ع پیر ما لا بد راه آمد ترا ٭ در همه کارے پناه آمد ترا ٭ اے خنک آن مرده کز خود رسته شد ٭ در وجود زنده پیوسته شد ٭ هر که شد در ظل صاحب دولتے ٭ نبودش در راه هرگز خجلتے ٭ چون انسان را جامعیت مراتب جمیع هست هرگاه تصفیه کما ینبغی اشتغال نماید دل او که بحقیقت برزخ جامع ست هر وجوب و امکان را بسبب ذکر و توجه کلی بمبدأ و رفع موانع بنور قدس منور گشته صفائی تام حاصل کند هرچه هست در و بنماید و صور جمیع اشیا از مادیات و مجردات دران دل منکشوف گردد و بواسطه صفا و مناسبت که عالم معنے حاصل کرده مجردات که در عالم جسمانی صور حسیّه ندارند متشکل باشکال محسوب گشته بر وظاهر مے گردد و بمناسبتے که میان او وصورة آنها بوده باشد مثل جبرئیل بصورت دحیهٔ کلبی و باقی صور که بحضرت پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم ظاهر مے شد وحضرت حق گاه در عالم مثال متلبس بلباس مظاهر حسیه بر وظاهر شود و این را در اصطلاح تانیس گویند وَ هُوَ التَّجَلِّيْ فِي الْمَظَاهِرِ الْحِسِّيَّةِ تَانِيْسًا لِلْمُرِيْدِ الْمُبْتَدِيْ بِالتَّزْكِيَةِ وَالتَّصْفِيَةِ وَ سُمِّيَ التَّجَلِّيُ الْفِعْلِيُّ لِظُهُوْرِهٖ فِيْ صُوْرَةِ الْاَسْبَابِ و این ابتداء تجلیات القلوب ست (اکنون) بدانکه تجلی که ظهور حق ست بر دیدهٔ دل پاک سالک از روے کلیه بچهار نوع متنوع مے گردد آثاری و افعالی و صفاتی و ذاتی۔ آثاری آن ست که بصور جسمانیات که عالم شهادت ست از بساط علوی و سفلی و مرکبات بهر صورت که حضرت حق را بیند و در حین رویت جزم دارند که حضرت حق ست آن را تجلی آثاری مے خوانند و از جمیع تجلیات آثاری تجلی صوری یعنے در صورت انسانی

بیان انواع تجلیات

مشاہدہ نمودن اتم واعلیٰ است ۔ وتجلّی افعالی آنست کہ بصفتے از صفات فعلی
کہ صفات ربوبیۃ اند متجلّی شود واکثر آن است کہ تجلّی افعالی متمثّل بانوار متلونہ
نماید یعنے حضرت حق را بصورت نور سبز و نور سرخ و نور زرد و نور سفید
بیینند و تجلّی صفاتی آنست کہ حضرت حق بصفات سبعہ ذاتیہ کہ حیوۃ و علم
و قدرت و ارادت وسمع و بصر و کلام ست متجلّی شود وگاہ باشد کہ تجلّی صفاتی
متمثّل بنور سیاہ نماید یعنے حق را متمثّل بصورت نور سیاہ بیند ۔ وتجلّی ذاتی
آن است کہ سالک درآن تجلّی مطلق شود و علم و شعور و ادراک مطلقاً نماند ۔
وتجلیات مذکورہ بحسب صفاے اوقات متجلّی علیہ متفاوت ہست اگر حضرت
حق را مظہر خود بیند تجلّی است کامل فاما خود مظہر حق شود یعنے بیند کہ خود مظہر
حق اتم و اکمل است زیراکہ تحقق درضمن این زیادہ است و در جمیع مراتب
تجلیات مذکورہ حضرت حق را دیدن یا خود مظہر حق شدن است دیدن در
طریقہ تصفیہ واقع است و شنیدن موسے علیہ السلام نداے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ
وحدیث رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ ۔ وَمَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ
شہود عدولند در وجود جواز تجلیات و بقاباللہ کہ بحسب حال کاملان واصل
را دست مے دہد آنست کہ بعد از فناے سالک در تجلّی ذاتی ببقاے حق
باقی گردد و خود را مطلق بے تعین جسمانی و روحانی بیند و علم او کہ علم کلی حق
شدہ محیط بہمہ ذرات کائنات مشاہدہ نماید و متصف بجمیع صفات الٰہی باشد
و قیوم و مدبر عالم باشد وہیچ چیز غیر خود نہ بیند و مراد بکمال توحید عیانی
این ست

**ابیات**

آنکہ سبحانی ہمیگفت آن زمان — این معانی گشتہ بود او را عیان
ہم ازین رو گفت آن بحر صفا — نیست اندر جبہ ام غیر خدا
آن انا الحق کشف این معنی نمود — گر بصورت پیش تو دعوی نمود
لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ ہر کو گفتہ است — دُرِّ این معنی چہ نیکو سفتہ است

چون نماند از توئی در تو اثر ﴿﴾ بے گمان یابی ازین معنی خبر ﴿﴾ باز در مراتب تصفیہ سالکان را معراج روحانی ببدن مثالی و گاہے بے بدن حاصل مے شود چنانچہ سالک مے بیند کہ عروج بآسمانہا نمودہ گاہے بترتیب و گاہے بے ترتیب و در ہر آسمانے بحسب مناسبت کہ درمیانہ بودہ باشد ارواح انبیا و اولیا را و ملائکہ مشاہدہ مے نماید و از آسمانہا تا بعرش و از بالاے عرش سیر و طیران مے نمایند و بیان کیفیات و کمیات کشوفات اولیا کما ینبغی خارج از تحریر و تقریر است و بیرون از احاطہ ادراک عقول ست کذا فی شرح گلشن راز ۔ بر دیدہ اولو الابصار پوشیدہ نخواہد بود کہ این مقدمہ مطابق اہل شہود اما بر وفق اہل تحقیق انشاء اللہ تعالے در ذیل وحبی ذو الجلال گفتہ خواہد شد بمنہ و کرمہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الغفور الرحیم اَللّٰھُمَّ اکْشِفْ عَلَیَّ حَقَایِقَ الْقَصِیْدَۃِ الْحَمِیْدَۃِ وَ وَفِّقْنِیْ بِاِتْمَامِ ھٰذَا الشَّرْحِ اللَّطِیْفِ بِالتَّوْضِیْحِ الشَّرِیْفِ یَا رَبُّ یَا لَطِیْفُ ۔

**فائدہ جلیلہ** جاننا چاہیئے کہ مینے تحریر معنے اور افادۃ تامہ مین رموز مقرر کیا ہون بعض وہ فوائد باشارہ ہین اور بعض بعبارۃ اگر علم و فہم ہوجائیگا تو وہ چیز جو ذکر کیا ہون ہین ۔ پس شرح مین اس بیت کے رموزات ہین کہ تمامی ابیات آیندہ کو شامل ہین لاکن یک فایدہ جو ضرور ہے احاطہ اوس کا لازم ہے تا مقصود پورا حاصل ہو وہ یہ ہے کہ انسان من حیث الظاہر سفلی اور من حیث الباطن علوی ہے اِس لئے استعداد وجوب و امکان کا رکہتا ہے ۔ اگر اوس کے ظاہر پر نظر کرے پس وہ اسفل السافلین ہے ۔ اور اگر لحاظ کرے اوس کی حقیقت کو پس اعلی علیین ہے ۔ بنظر اِس کے تاویل کی جاتی ہے مراد سید الطائفہ کے جو فرمایا ہے ۔

فائدہ جلیلہ بیان صفات

اَلْاِنْسَانُ ظَاهِرُہٗ عَبْدٌ وَّبَاطِنُهٗ رَبٌّ یعنے تکلیفات اور محنتین سخت اور مجاہدہ
بزرگ نہین واقع ہوتے ہین مگر باعتبار ظاہر کے بنسبت باطن کے کیونکہ ظاہر
اوسکا مائل ہے رذیات خبیثہ شہوات و کدرات سے اور وہ مخالف ہے
باطن کو جو مقتضی ہے تقدس اور نظافت کو بموجب حدیث صحیح کے بُنِيَ
الْاِسْلَامُ عَلَى النَّظَافَةِ پس مدار تربیت کا اصلاح زبان اور دل پر ہے۔
بعد اِس کے اصلاح حواس ظاہرہ اور باطنہ کی ہے اور اس سے ترقی
پاتی ہے روح اور سِر اوس چیز تک جو مراد اون دونون کی ہے۔ اور
مرتفع ہوتے ہین موانع اور حجاب درمیان سے۔ پس اصلاح زبان کی
پاک کرنے سے کلمہ کفر اور تمام مالایعنی سے ہوتی ہے۔ اور یہ پاکی صیقل
ہے سیف زبان کو چنانچہ حدیث صحیح مین ہے کُفَّ لِسَانَكَ عَمَّا لَا يَجُوزُ
بعد اس کے روشن کرنا اوس کا بذکر ہے اور افضل اوس ذکر کا لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے اور یہ کلمہ جامع ہے ہر ذکر اور فکر اور
نور اور ظہور اور وصول اور قبول کو پس ضرور ہے کہ ملکہ زبان کا
ہر وقت مین بحضور کلی بارشاد مرشد کامل ہووے یہانتک کہ زمان اسم
ذکر سے پہونچنے والی ہو دل تک اور خالص ہووے شک اور غبار
اور تیرگی اور حجابات سے۔ پس چشم اوس کی بینا ہوتی ہے
اور کان اوس کی سماع لہو و لعب سے خالی ہوتے ہین۔ اور
ہر ایک مچھلی اطراف دل کے منقش ہوتی ہے نقوش سے اس اسم
بزرگ کے اور ذکر پاک کے۔ پس دِل ہر وقت بذکر خاص ذاکر ہوتا
ہے اور پہونچتا ہے روح کو اور بسبب اس ذکر کے روح کو صفوت
ذاتیہ اور اضافۃ اصلیت حاصل ہوتی ہے پس اوڑتی ہے میدان ملکوت

مین اور خبر پاتی ہے انوار جبروت سے اور نزدیک ہوتی ہے سرکو اوس حال مین ہوتا ہے ملک تمام واسطے اللہ کے پس باقی نہین رہتا ہے اوس کے سر مین مگر خداے تعالے پس بنظر اس کے صادق آتا ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَاسِرُّہٗ پس باقی نہین رہتا ہے اہل بغی اور عناد کو رسم اور نہ اسافل سے فرد پس رجوع کرتا ہے اصل کی طرف ۔ اور باقی رہتا ہے نور بعد جانے زور کے اور ظاہر حکم باطن کا لیتا ہے اور باطن حکم ظاہر کا ۔ پس ہوتا ہے مومن صادق خارج نفاق سے ۔ اور ضابطہ اس سیر مین متابعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہراً اور باطناً ہے خصوصاً بموجب شریعت روشن کے کیونکہ وہ شریعت پاک کرنے والی ہے خرابی اور نجاست سے ۔ اگر شریعت نہ ہوتی ہرگز کوئی الحاد وزندقہ چھوڑکر توحید اختیار نہ کرتا تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ اور حضرت شیخ رضے اللہ تعالے عنہ لفظ کا سات بصیغہ جمع معرف باضافۃ جو ایراد فرمایا ہے وہ اشارہ ہے اس بات کا کہ حق تعالے شرف دیا مجکو ہر وصال مین کا سات کثیر مثلاً کہولا مجھپر واسطے صیقل زبان کے اذکار کلمہ طیبہ سے اور دعائین اور مناجات اور اسماء ایسے اسماء کہ نہین جانتا ہے اوس کو کوئی سواے خدا تعالے کے اور وہ اسماء سکہایا مجکو اپنی تعلیم خاص سے یا تبلیغ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باخلاص خاص اور تخلیۂ قلب سے اور ایسا ہی روشنائی روح کی تجلی کلی کے لئے واسطے سر کے پس پلایا مجکو ہر وصل مین کاسات بہت جو نہین جانتا ہے اوس کو اِلَّا ھُوَ پس مجکو ہر یک وصل مین

قدم سے ہے جو نہین ہے میرے غیر کو اولیاء اللہ سے - پس بنظر اس کے ثابت ہوتا ہے کہ قول حضرت کا قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیٍّ نہین ہے مخصوص مرتبۂ اخیرہ مین بلکہ عام ہے ہر مرتبہ مین بیان سے سر تک اور اسی معنے سے ہے قول بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِی تَحْتَ حُکْمِی یعنے ہر شہر کا ولی شہرون سے خدا تعالیٰ کے تحت حکم میرے ہے اور ایسا ہی ہر یک شخص میان سے سر تک شہر ہی شہرون سے اوس کے اور یہ تمام تحت حکم میرے ہے اور وقت میرا ہر بلد مین صَفَا لِیْ یعنے صاف ہے ہر شخص سے صفائی ترقی کرنے والی میرے کہ نہین مناسبت ہے معانی غیر کو اوس کے ساتھ - اور یہ معنے مقتبس ہے انوار سے قول حضرت رض کے جو دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے مَا فِی الصَّبَابَةِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبٌ اِلَّا وَلِی فِیْهِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ قریب ہی معلوم ہو گی تشریح اس کی ضمن قول رضی اللہ عنہ کے جو فرمایا ہے وَ کُلُّ وَلِیٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ ؛ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ ، اَللّٰهُمَّ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاَرْشِدْنِیْ رُشْدًا تَامًّا فِیْ تَحْرِیْرِ هٰذَا الشَّرْحِ الْمُنِیْفِ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اللَّطِیْفُ جاننا چاہیئے کہ مین اکثر جا معانی کو اس طریق سے لکھا ہون کہ بظاہر وہ مکرر معلوم ہوتی ہے لاکن جب غور کرین اور خوض نظر سے یاد ین جان لین گے کہ یہ تکرار نہین ہے بلکہ اس طریق پر قلوب صافیہ اور عقول زاکیہ خوب سمجھتے ہین - اور اب مین نے تمامی شقوق اوس کے پورے طور پر بیان کرتا ہون وہ یہ کہ جائز ہے کہ کاسات اور خمرۃ اور سقی سے ارادہ معنے کا ظاہر کرین کیونکہ ہر یک نبی اور ولی اور خواص ابرار کو ابتداءً قرب مین سقی اور کاسات اور خمر ہوتے

ہین چنانچہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وقت توجہ
معراج کے دودھ پلایا گیا اور آن سرورؐ نے فرمایا ہے اَبِیتُ عِندَ
رَبِّیْ وَھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ اور مروی ہے کہ ایک ولی کے حلق مین
یک جرعہ خمر طہور سے ڈالا گیا در حال اوسکو کشف ہو گیا۔ پس مراد
کاسات کی اِن وجوہ سے کاسات طاہرہ ہے جو شیخ رضی اللہ عنہ کو
پلائی گئی اوس سے جسقدر کہ خدائتعالے چاہا ترقی قرب کی ہوئی۔ اور جائز
ہے کہ ہووے یہ سقا عالم مثال مین یا عالم ارواح مین اور ارواح
کو لذت شربات اوسکا ثابت ہو۔ اور جائز ہے کہ ہووے یہ سقا
اعیان ثابتہ مین جیسا کہ حضرت نے دوسرے قصیدہ مین اشارہ فرمایا
اَنَا کُنْتُ مَعَ اِبْرَاهِیْمَ وَاٰدَمَ وَنُوْحٍ وَاَیُّوْبَ وَمُوْسٰی وَاَنَا کُنْتُ
مَعَ اِدْرِیْسَ وَاَنَا اَوَّلُ الْقُدُّوْسِ فِیْ عِلْمِ الْخَالِقِ اور ایسا ہی احوال
مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روایت کی گئی ہے۔ اور بعض درود
مین مذکور ہے صَلِّ عَلٰی رَبِّیْ وَعَلٰی عَلِیٍّ قَبْلَ خَالِقِ هٰذَا الْکَوْنِ
اور یہ امر تحقیق ہے لاکن سوائے عقل کے ہے اِسکو وہی لوگ
جانتے ہین جو انوار وصول کو پہنچے ہین اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا فِی النُّوْرِ
وَالْقُبُوْلِ وَفِیْ شَرْحِ هٰذِهِ الْقَصِیْدَةِ الَّتِیْ هِیَ کَالْاُصُوْلِ فِیْ کُلِّ
عُرُوْجٍ وَنُزُوْلٍ ( **توضیح وتشریح** ) جاننا چاہیے کہ بیان وصول مین شرب توضیح تشریح
کاسات کے اشارت ہے طرف اوس چیز کے جو مشرف دئے گئے ہین
اوس سے اہل جنت بحسب قولہ تعالے سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝
یعنے واصل اس عالم مین نہین ہے اگرچہ دیکھین اوس کو اس کون مین
کہ ظاہر اوس کا ارضی ہے اور روہ سماوی ہو گیا ہے اور اقدام اوسکے

زمین پر ہین اور سر اوسکا عرش اعلےٰ پر ہے چنانچہ مروی ہے کہ قامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعضون نے بلند زیادہ عرش سے دیکھا۔ اور بعض نے بلند زیادہ آسمانون سے۔ اور بعض نے آسمان تک اور بعض نے بقدر محسوس یہانتک کہ کافرون نے کہا اِنْ هُوَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اِتَّبِعُوْنَ رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِكَ وَاٰلِهٖ وَ تَابِعِيْهِ اَلْغَوْثُ الْاَعْظَمُ الْاَجَلُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا یہ شرح جو اس مطلع میں مین نے مجمل اور مختصر کی ہے بسبب خوف قصور ہمت سالکین اس زمانہ کے ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَ وَفِّقْنِيْ فِيْ بَيَانِ رُمُوْزِ الْبَيْتِ الثَّانِيْ يَا اَللّٰهُ يَا رَبِّ يَا رَحْمٰنُ بِحُرْمَةِ كٓهٰيٰعٓصٓ وَ بَرَكَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحُرْمَةِ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالْغَوْثِ الرَّبَّانِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا اور یہ مناجات مؤلف شرح کی ہے

اِلٰهِيْ اَنْتَ الْحَاضِرُ النَّاظِرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ تُبْتُ اِلَيْكَ مِنْ جَمِيْعِ الذُّنُوْبِ وَالْاٰثَامِ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاسْتُرْ عُيُوْبِيْ وَ نَوِّرْ قَلْبِيْ بِرُؤْيَةِ حَبِيْبِيْ وَ مَحْبُوْبِيْ وَ حَصِّلْ مَرْغُوْبِيْ وَ مَطْلُوْبِيْ اِنْ كُنْتُ فِيْ حِجَابِ الْمَعَاصِيْ فَاَنْتَ تُخْرِجُ الضَّالِّيْنَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَ تُشَرِّفُ اَهْلَ الْبُعْدِ بِالْحُضُوْرِ صَارَتِ الْكِلَابُ اِنْسِيًّا وَجُعِلَتِ الْيَهُوْدُ اَبَدًا لَا وَصُوْفِيًّا تُخْرِجُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ وَتُخْرِجُ النَّهَارَ مِنَ اللَّيْلِ اَلْغِيَاثُ ثُمَّ الْغِيَاثُ اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ قَدْ قَرُبَ اسْتِعْدَادِيْ اِلَى الْبَيَاضِ وَ قَلْبِيْ اِلَى الْاٰنِ مُظْلِمٌ فِيْ سَوَادٍ مِنْكَ الْمَبْدَءُ وَ بِكَ الرَّشَادُ رَبِّ اَسْقِنِيْ مِنْ شَرَابِكَ الطَّهُوْرِ وَ رَحِيْقِكَ الْمَخْتُوْمِ بِالنُّوْرِ حَتّٰى يَطْفُوَ نِيْرَانُ فِرَاقِيْ وَ يَشْتَعِلَ نَوَائِرُ اِشْتِيَاقِيْ فِي الْاِرَادَةِ الرَّاسِخَةِ

مناجات مؤلف شرح اور بیت ثانی

اِلیٰ جنابِ الغوثِ الاعظمِ وَالشَّیخِ الاکرمِ رَضِیَ اللہُ عَنہُ وَ اَرضَاہُ عَنَّا وَ وَفِّقنِی بالشرحِ فِی بیانِ المرادِ مِنَ البیتِ الثانِی وَ اَطلِعنِی عَلَی المَعَانِی وَ المَبَانِی بِحُرمَۃِ الشَّیخِ جیلانِی رَضِیَ اللہُ عَنہُ وَاَرضَاہُ عَنَّا اٰمِین مترجم کہتا ہے کہ جب مین اس ختم مناجات شارح رحمۃ اللہ علیہ پر پہونچا مجھے بھی دل مین جوش ہوا اور چشم اشک سے بھر آئی جانا کہ یہ مقام استجابت دعا کا ہے کچھ عرض کرنا چاہیئے بزبان حال عرض کیا۔ اے خداوند کریم واے باذل لطف عمیم اگرچہ من نہ علمے دارم وافی و نہ عملے دارم صافے گنہ گار شرمسارام چہ کنم چارۂ کار بدستم ندادی وَاللہُ خَلَقَکُم وَ مَا تَعمَلُونَ فرمودۂ اگرچہ من لایق آن نیستم کہ درین مسفید موئی سیاہ دلی مرا شوئی وزنگ آئینۂ قلب مرا صیقل کنے لاکن بدان ذریعہ کہ وَ ابتَغُوا اِلَیہِ الوَسِیلَۃَ فرمودۂ آن ذریعہ درمیان آوردہ مے گویم کہ خدایا امت رسول تو وسمی حبیب تو ام و محبوب ترا کہ شیخ اکمل است بشیخی خود درگرفتہ ام واز تو بوسیلۂ سلسلۂ خود امید قوی دارم کہ مرا عفو فرمائی اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیئٍ قَدِیرٌ

و بزبان حال مے گویم کفے اللہ علیہ من توکل بحق سید ابرار مرسل
بحق مرتضیٰ شیر دلاور بحق سید الشہدا و سرور بحق عابد مغموم و مظلوم
بحق باقر مہموم و مسموم بحق جعفر مقبولِ خالق بحق کاظم و موسیِٰ عاشق
بحق حضرتِ معروفِ کرخی بحق خواجہ سری سقطے بدل آگاہ و جنیدِ شیخ کامل
بحق شبلی بوبکر فاضل بعبد الواحد ہادیِ دوران بحق شیخ یوسف بحرِ عرفان
بحق بوالحسن کشاف اسرار بحق بوسعید شیخ ادکار بحق غوث اعظم قطب عالم
بحق عبد رزاق مکرم بعبد اللہ و ابراہیم و جعفر بحق شیخ علیِ فیض مظہر

مناجات شارح مترجم

محمد قادری عبد الغفار　بحق آن دو دُر تاج ابرار　بحق شیخ محمود ملک شان　بشیخ عبد الرؤف قطب دوران

بحق عبد نہا سبحانیِ اعظم　بحق قاضی شیخ کرم　بحق شیخ ابوالفتح معظم　بحق شاہ ظہورِ فیض گستر

بحق شاہ محمد غوثِ عالم　بحق شاہ وجیہ الدینِ معظم　بحق شاہ صبغۃ اللہ اوّل　بحق شاہ حبیب اللہ اکمل

بحق شاہ صبغۃ اللہ محمد　بحق شاہ حبیب اللہ اسعد　بحق دستگیر رہبر ما　بحق صبغۃ اللہ سرور ما

بحق شاہ صبغۃ اللہ ملک خو　بحق شاہ حبیب اللہ حق جو　بحق مرشد من صبغۃ اللہ　بکات آگاہ سرِّ لی مع اللہ

بحق رہبران راہ شطار　بحق قادری پیرانِ سردار　خداوندا توئی مقصود من شو　مرا از دل عیار ما و من شو

کشا بر روی من باب حقیقت　بکن آگاہ از آن سرِّ ودیعت　مدہ در دل مرا جز الفت خویش　نصیب من بکن جز رحمۃ خویش

وصلی اللہ علی محمد واٰلہ وصحبہ ونائبہ اجمعین۔

**فائدہ** مترجم کہتا ہے کہ اگرچہ یہ قصیدہ حمیدہ مجموعاً کافی تمام مہمات کا ووافی تمام مرادات کا ہے چنانچہ منجملہ اوس کے مترجم نے گیارہ خاصیت خاص خاتمہ مین شرح اپنے جو بیچ اِس سے لکھا ہے بیان کیا ہے مگر بعضے عاملان کامگار و شیوخ عالی وقار نے ہر شعر کی اِس کے ایک خاصیت جدا بھی پائے ہین۔ اس لیے مترجم نے وہ خواص بھی اِس بیچ آخر مین شرح ہریک شعر کی لکھتا ہے تا طالبین استفادہ حاصل کرین اور مترجم کو دعاے خیر سے سرفراز فرماوین۔ وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمنا محبت خدا اور رویت اوس کی رکھتا ہو یہ شعر اول سَقَانِی الْحُبُّ الخ ہر روز وقت خواب بطہارت کامل سات بار پڑھے رویت حق حاصل ہوگی۔

خاصیت شعر دوم

اب یہان سے ترجمہ شرح قصیدہ مبارک کی بیت ثانی کا کیا جاتا ہے جو حضرت نے فرمایا ہے

(۲)

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُؤُسٍ
فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

سعی لغت مین بمعنے شتافتن کے اور مشی بمعنے روان شدن کے آیا ہے۔ اور کؤس جمع کاسہ کا ہے شارح رحمۃ اللہ علیہ نے ھیم کا ھَامَ اِلَی الْاَمْرِ وَبِالْاَمْرِ قَصَدَہٗ بیان کیا کہ

یعنے قصد کر حکم کے طرف اور جس امر کا قصد کیا ہے تو۔ اور ھام فیہ معنے سے تحیر
فیہ کے ہوتا ہے۔ اور مراد اس جاے بقرینہ قول بِسُکْرَتِیْ کے معنے اول ہے
اور جائز ہے کہ قصد حد علم کا ہووے اور پڑھا جاوے لفظ فَہِمْتُ کسرہا سے
اور اگر مراد حد ضرب سے لین تو فَہَمْتُ بفتح ہا پڑھا جائے گا لاکن مشہور قرائت
اول ہے۔ اور سَکْرَۃٌ بفتح بمعنے بیہوشی ہے اور ضم کے ساتھ بھی آیا ہے۔
اور مراد اِس جاے خمر ہے جیسا کہ دلالت کرتا ہے اوسپر قول فِیْ کُؤُسٍ کا
وَالْمَوَالِ اِس مین یا محذوف ہے اصل اِس کا اَلْمَوَالِیْ جمع موالے ہے مراد اس
مقام مین احبار اولیاء ہین طالبین شرب خمر موجب للترقی اور وصال کمال کے
اور فرق درمیان سعی و مشی کے یہ ہے کہ سعی جلد دوڑنے کو کہتے ہین اور
مشی آہستہ اور بطمانیت چلنے کو۔ اور اِس شعر مین جو پہلے لفظ سعی اور بعد
اوس کے مشی اختیار کیا گیا ہے وجہ اِس کا قریب بیان کیا جاے گا انشاء اللہ
تعالے۔ اور فرق درمیان اِن دو لفظون کے باعتبار اوس کے ہے کہ اول
خواص ذوے العقول سے ہے اور دوم عام سے۔ پس اِس مقام مین یک
لطیفہ یہ ہے کہ خمرۃ اول مین سرعت کرنے والی ہے گویا کہ وہ ذوی العقول
سے ہے۔ اور دوسرے مین گویا کہ مثل بہیمہ سے مشارک ہے غیر ذوی العقول کو
اور یک نسخہ مین فَہَمَّتْ سُکْرَتِیْ تشدید ہاء اور بغیر باء سکرۃ کے ہے۔
(بیان قاعدۂ نحو) لفظ سَعَتْ جملہ مستانفہ ہے واسطے بیان اس بات کے کہ اگر
کوئی پوچھے کہ کیا حال ہے خمرۃ کا بعد فرمان شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کے بلفظ
تَعَالَ نَحْوِیْ فرمایا سَعَتْ یعنے جلدی کی امتثال امر مین یہانتک کہ آئی پیادہ بغیر
سواری کے جلدی چلنے والی۔ اور درنگی اور بے پرواہی نہین کی بلکہ دوڑی
گویا کہ وہ خمرہ مشتاق اور طالب شیخ کی تھی نہایت جلد خدمت مین آئی۔ اور یہ فعل

بیان قاعدۂ نحوی در لفظ سعت مین

اوس کا برخلاف دوسرے عشاق کے ہے غلبۂ محبت وعشق مین۔ اور جائز ہے کہ ہووے یہ لفظ سَعَتْ بیان واسطے سقی کے۔ گویا کہ سائل نے سوال کیا کَیْفَ سَقَیْتَ یعنے کیونکر پایا محبت سے کاسات وصال کو از روے غلبہ یا مغلوبیۃ مرید یا مراد کے۔ جواب مین کہا سَعَتْ یعنے مین مراد حب اور خمرۃ ہون آئی خمرۃ اور سیراب کیا مجھکو حب بغیر محبت آرزو کے اور یہ امر دلالت کرتا ہے عزت اور احترام پر اوس کے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اِس شعر مین شرط محذوف ہو اور لفظ سَعَتْ جزا اوس کی ہو گویا حضرت نے فرمایا کہ جسوقت سنی وُہ خمرۃ قول میرا سَعَتْ وَمَشَتْ یعنے دوڑی طرف میرے اور جانب میرے آئی گمراول اولے ہے۔ اور لام لفظ لنحوی مین یا بمعنے اِلے ہے کیونکہ نحو بمعنے طرف اور جانب ہوتا ہے گویا حضرت نے فرمایا سَعَتْ وَمَشَتْ اِلٰی طَرَفِیْ وَجَانِبِیْ یا لام زائدہ ہے تحسین کلام کے لیئے لایا گیا ہے کوئس حال ہے یعنے سعی کی خمرۃ اور جلدی آئی میرے طرف درحال ہونے اوس کے ثابت پیالہ مین۔ مراد کوئس سے اِس جاے یا مقامات ہین یا تجلیات جو بیان کیئے گئے۔ گویا شیخ رضی اللہ عنہ اِس مین چار لطیفہ رکھا ہے یعنے نفس اور قلب اور روح اور سِرّ۔ یعنے تجلی خمر کی ہریک مین ان کوئس اربعہ سے بقدر اِستعداد ہریک طالب کے ہے۔ پس جو شخص اصلاح نفس مین ہو اوسکو اوسی کاسہ سے پلاتا ہون مین علی ہذالقیاس قریب ہے بیان اسکا دوسری جاے کیا جاے گا۔ اور فا رقول مین فَہِمْتُ کے جزائیۃ ہے یعنے جس وقت سعی کی اوس وقت قصد کیا مین اور جائز ہے کہ ہووے عاطفہ مجرد تعقیب کے لئے یعنے بعد پینے کے ظاہر ہوا مجھسے قصد۔ اور با بِسُکْرِیْ مین یا سببیہ ہے یا بمعنے الصاق کے یعنے قصد کیا مین نے بسبب سکر میرے یا بالصاق سکر میرے۔ اور سکری مین جو اضافہ ہے

بعض ادام کے ہے یعنے سکر مقرر اور مخصوص میرا جو حصہ میرا ہے خاص ذات کے لئے یا واسطے دینے دوسرون کے یعنے یہ سکر میرا عطیہ ساقی کا خاص میرے لئے ہے۔ اضافۃ اس کی مانند اوس اضافۃ کے ہے جو درمیان خمرۃ ومولی کے ہے۔ یعنے درمیان میرے مجلس کے کہ جسمین ہوالی اور احباب اور طلاب بیٹھتے ہین۔ (بیان بلاغۃ) یعنے اِس شعر کے لانے مین کئی رموز ہین۔

(۱) کہ سکرۃ مثل اوس شخص کے ہے جو ارادہ کرتا ہے حج اور سعی کا درمیان دو میل سبز کے یعنے قلبؓ اور تشر رضے اللہ عنہ کے چنانچہ دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے (وَبَیتِی بَیتُ اللّٰہِ مَن جَاءَ زَائِرًا) یعنے گہر میرا خانہ خدا ہے جو آیا زیارت کو شارح کہتا ہے سُبحَانَ اللّٰہ عَزّ اِسمُہٗ سکرۃ اور خمرۃ اور حب حجاج ہین خانہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے (۲) سکرۃ باوجود ہونے سریع السیر اور طیر کے کمال دہشت سے رضے اللہ عنہ کے قید کی گئی چلنے سے اور قادر نہین ہے اوس پر مگر بکوشش تمام قادر ہوتی ہے چلنے پر طرف رضے اللہ عنہ کے بسبب خاص ہونے چلنا اوسکا پاؤن سے۔ اور اس شعر مین جو عطف مشی کا سعی پر ہوا ہے اِس مین بھی یک نکتہ لطیف ہے وہ آگاہ کرتا ہے کہ یہ سعی خمرۃ کی گویا مشی بہ تنزل ہے۔

(۳) سعی کرنے والا کمتر ہوتا ہے اوس شخص سے جو پہونچا ہے جناب سیراب کرنے والے کو بسہولت اور ہوتا ہے وہ ساعی مسافر جیسا کہ دلالت کرتا ہے اِسپر قول رَجُلٌ یَسْعٰی کا پس سمجھتے ہین ہم کہ وہ مشی بسواری مبنی من الغلبہ نہین ہے۔ اور لانا لفظ لِیَحْیٰی کا محض واسطے اشارہ اس بات کے ہے کہ وجہ ہمۃ سکرۃ کی نہین ہے وہ مگر جنابی اور بساطی کو یا وہ خمرۃ میرے پر عاشق ہے میرے سوا غیر کو نہین دیکھتی ہے ارادہ اوسکا یہی ہے کہ خاص مجھی کو پہنچے اور دوسرون کو میرے عطا سے دیا جاوے۔ یعنے یہ خمرۃ بغیر اشتراک غیر کے مجھی کو دیگئی ہے اور دوسرون کو

بیان بلاغت اس شعر کی

جو دی جاتی ہے وہ میری جود و سخا ہے جیسا کہ بادشاہ طعام خاص اپنا تنہا نہین کہاتا
ہے بلکہ دوسری لشکری وغیرہ کو بہی دیتاہے اور اِس شعر مین جو کلمہ فی کا یعنی
ظرف کا لایا گیاہے اوس مین کئی اشارات ہین (۱) یہ کہ سکرۃ پیالون یعنی مقامات
اور تجلیات اور توجہات ثابتہ کے مضبوط ہے اوس سے ہرگز نہین نکلتی ہے اور
تابع طبیعت اور خواہش اور ہوس کی نہین ہے بلکہ تمام کو محیط بحدود اللہ ہے
اور اوس سے تجاوز نہین کرتی ہے اگرچہ جذبہ غالب اور شدید بہی ہو لاکن وہ
تبعیت کرتی ہے سلوک اور صفا اور حکم و رضا کو گویا موصوف ہوتے ہین اِنْ
هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یعنے نہین ہے وہ کلام مگر وحی جو وحی کئے گئے اور کوئی چیز
اوس مین مخترعات طبع سے نہین ہے بلکہ مقتبس ہے آفتاب صدر قَابَ قَوْسَيْنِ
اَوْ اَدْنٰى سے یعنے نزدیک دو کمانون کے یا کمتر اوس سے ۔ (۲) یہ کہ جو سکرۃ
ساقی ہے میرے طرف وہ تیار ہے میرے پینے کے لئے اور تقسیم کے لئے
کیونکہ وہ سبو سے پیالہ مین آچکی ہے اور مصفا ہوئی ہے تا بغیر انتظار کے لے
لین اور پیوین کیونکہ جو خمر سبو مین ہوتی ہے اکثر صاف کدر سے نہین ہے بلکہ
محتاج ہوتی ہے صفائی کی (۳) یہ کہ خمرۃ اکثر ڈالی جاتی ہے پیالہ مین ہاتہ سے
ساقی حقیقی کے کیونکہ وہ قاسم ہے اور اللہ معطی ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے اَنَا الْقَاسِمُ وَاللّٰهُ
الْمُعْطِيْ پس ضرور ہوا کہ ایسی شراب ہاتہ سے ساقی حقیقی کے پیوین فَاعْتَبِرُوْا
يَا اُولِي الْاَبْصَارِ وَلَا تَحْجُبُوْا اِنَّ الْحِجَابَ ظُلْمَةٌ عَظِيْمَةٌ یعنے عبرت لوای صاحبان
بصیرت اور حجاب مین مت پڑو کیونکہ حجاب بڑی اندہیری ہے اور لفظ کؤسین
بصیغۂ جمع باوجود مفرد ہونے سکرۃ کے اِس لئے لایا گیاہے کہ شراب جب تقسیم
کرتے ہین استنے پیالون مین ڈالتے ہین کہ شمار اوسکا دشوار ہو جاسے پس کیونکر

شمار کرین ان سکرات و خمرۃ کو جو مجھے دی گئی وہ اس قدر ہین کہ کسی آنکھ نے نہین دیکھے اور کان نے نہین سنے بلکہ کوئی بندہ کے دل مین بھی نہ آسکے کیونکہ وَلِلّٰہِ خَزَائِنُ کُلِّ شَیْءٍ وَ مَا یُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۔ وَ مَا یَعْلَمُ خَزَائِنَہٗ اِلَّا ھُوَ یعنے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام چیز کے خزانے ہین تمہارے لئے بقدر علم نازل فرماتا ہے ۔ اور اوس کے خزانے وہی جانتا ہے ۔ اور اس شعر مین جو لفظ ھُوَم و عیمان واقع ہے وہ اشارہ اس بات کا ہے کہ قصد شیخ رضے اللہ عنہ کا تعمیم اس خمرۃ و سکرۃ کو نہین ہے مگر کمال غلبۂ قربیت سے تحیر و انحراف کے جیسے شان ہے ہوا کی ۔ فائدہ اس سے یہ ہے کہ یہ لفظ اشارہ کرتا ہے کمال جلو کو رضے اللہ عنہ کے گویا کہ وہ وقت دینے کے مثل حاتم ہین اور اسی لئے مراد خمرۃ سے وہ چیز اور وہ سکر ہے جو بے ہوش کردے ۔ لاکن اطلاق سے اس سکر کے خمر پر یہ نجانے کہ شیخ کی بھی حالت سکر تصور کی جاوے کیونکہ بعد وصال سکر نہین ہوتا ہے چنانچہ شیخ نے شعر اول مین فرمایا ہے کہ مجکو کاسات وصال پلاے پس کمال وصال مین صحو ہوتا ہے نہ کہ سکر گویا حضرت نے مجازاً فرمایا ہے کہ یہ شراب جو مجھے پلائی گئی گویا کہ سکر کی تہی اور ایسا اکثر کلام بلغا مین وارد ہوتا ہے فائدہ اختیار مجاز مین رعایت ہے مخاطب کے طلاب و مریدین اس خمرۃ سے اور جائز ہے کہ ہووے مراد ہمت و قصد سکرۃ سے درمیان موالی کے نہ کہ صحو جو منزلت حقیقی اور مقام تحقیقی میرا ہے ۔ اور اسی لئے اشارہ فرمایا ہے بِحَالِیْ وَاِذْ خَلَوْا اور مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالٍ پس مقسوم درمیان موالی کے وہ خمرۃ ہے جو مرتبہ سکر مین ہے وَاللہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِ اَوْلِیَائِہٖ ۔ اور قول حضرت کا جو بَیْنَ الْمَوَالِیْ ہے ممکن ہے کہ تعلق اوسکا بیت اول کے ساتھ ہو دی یعنے سقونی میرا اور قصد میرا دو نو علی رؤس الاشہاد ہے اوسکو وہی جانتا ہے جس کو

آنکھ خدا دیکھنے کی ہین۔ لاکن بظاہر تعلق اِس شعر کا شعر ما بعد کے ساتہ ہے اور اسمین اشارہ ہے طرف اِس کے کہ موالی یعنے دوستانِ حضرت کے برکت سے صحبت شریف کے مشرف تہے رویت حق کو چنانچہ مروی ہے کہ شیخ رضی اللہ عنہ دیکھتے تہے بیداری اور حضور مین وہ چیز کو جو دیکھتے تہے غیر اون کے خواب اور بے ہوشی مین۔ اور لام استغراق کا اِس لفظ اَلْمَوَالِیْ مین اِشارہ کرتا ہے کثرت حضار کو احیاء اولیا سے۔ اور جائز ہے کہ اموات اولیا بہی ارواح او ابدان مثالی سے حاضر ہون لاکن یہ صورت اوس وقت جائز ہوگی کہ بعد موت بہی ترقیات جائز ہون۔ جیسا کہ اعتقاد ہے شیخ محے الدین عربی کا۔ اور یہ بات ہمنے بنظر ظاہر قول آن حضرت رضہ کے بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ اور وَہَمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ کہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اِتمام اِن خطابات کا اموات کے ساتہ بہی ہو۔ اور خدا تعالے زیادہ جانتا ہے مراد کو دوستان اپنے کے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَانَا بِبَرَکَۃِ النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَحُرْمَۃِ الشَّیْخِ الْاَجَلِ وَکَمَالِہٖ اَللّٰھُمَّ صل علی محمّد واٰلہ ونائبہ۔ اور اختیار کرنے مین لفظ مَوَالِیْ کے جو جمع مولے یعنے بندہ آزاد ہے اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ جو شخص مجلس مین رضے اللہ عنہ کے ہوتا ہے وہ بندہ آزاد ہے آتش جدائی سے اور پاتا ہے خلعت قرب اور عرفان مولے کی۔ اور موالی کبہی بمعنے مالک کے ہوتا ہے۔ اور یہ اعتقاد بقرینہ قول وَاَنْتُمْ رِجَالِیْ کے ہے یعنے تم چلنے والے ہو میرے سامنے پاؤن سے اور قرینہ سے قول وَاَنْتُمْ جُنُوْدِیْ کے کیون کہ بادشاہ مالک ہوتا ہے غلام لشکری کا اور وہ چیز کا جو اوس کے ہاتہ مین ہے پس جو شخص اولیاء اللہ سے ہے اِس خطاب مین داخل ہے مرحون اور ممنون فضل جود رضے اللہ تعالے عنہ کا ہے اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ

(خلاصہ معنے ہر دو شعر) یعنے ہرگاہ سیراب کیا مجکو حب پیالہ ہاے وصال و قرب کمال سے
پس کہا مین شراب پاک انواع پاکیان جمال کو میرے طرف آ تاکہ لذت پاؤن مین شرب
سے تیری جو تو پیالون سے انوار محبوب میرے سے ہے پس امتثال کر تو میرے حکم کو
پس جلد دوڑی یہ شراب پیادہ پا چلنے والی اِس حکم پر متوجہ طرف میرے دبحال
ثبوت و استقرار کے پیالون مین محیط بادب و انوار شرعیہ کے اور جلوات احمدیہ کے
پس لیا مین اور ارادہ کیا مین اوسکے خرچ کرنے کا اپنے مصاحبون مین سکرۃ حالہ
کے ساتھ میرے اس خمرۃ و مقارنت موالی اور احباب اور طالبین اولی الالباب
مین - یعنے پہلے اوس کاسات سو صدر رب الارباب کو مین نے نوش کیا اور بعد
میرے سیرابی کے بقصد جود ارشاد پس ماندہ اپنا احباب واقطاب کو دیا -
پس قصد کئے وہ اور سیراب ہوے جیساکہ مین سیراب ہوا کیونکہ ساقی قوم کے
پیالے ایسے بہرے ہوئے ہین کہ اگر یک پیالہ سے جماعتہاے کثیر نوش کرین
یک قطرہ بھی اوس سے کم نہ ہوگا - جب شراب ایسی ہوا ور ساقی ایسا جو شخص
پیوے کبھی پیاسا نہین ہوتا ہے (صورۃ المجلس) یعنے صورت مجلس یہ ہے
کہ اغیار اور کل ماسوے اللہ سے خلوت تھی اور دل مین اور روح اور سر مین
یک ذرہ خلق سے باقی نرہا - اور رنگ شریعت محمدیہؐ کا حاصل ہوا - اور ساقی
پیالہ ہاے صاف شراب ہاے پاک سے سوختہ دل والون کو سیراب کرنے
مائل ہوا - پس ایسی خلوت مین پیالہ حب سے کیسی پاک شراب اور کیسی لذت
اوس کی اور کیا عمدہ نعمت ہے کہ ساقی نے مجکو اوس کے نزدیک کیا اور پلایا
اور فرمایا اگر سیرابی وصال چاہتا ہے لذت اِس پیالہ کی شرابات سے بحالت
نظر کرنے کمالات بے انتہا کے انوار جمال سے لے - اور قائم اور متصل ہو قرب سے
پس عمل کیا مین نے جیساکہ حکم ہوا پس کشف کیا گیا یک امر بعد دوسرے کے

امورعقلی اور فکری سے اور کوئی چیز بصیرت سے میرے باقی نرہی اوس وقت ساقی نے مجکو کرسی فرش رضا پر بٹھایا اور مجکو جہراً اور خفیۃً خطاب فرمایا کہ جس کے سبب پردہ اوٹھہ گیا اور جمال کو دیکھا جو حد تعریف اور بیان سے خارج ہے۔ پس درمیان سے غائب ہوگیا اور وقت خوش پایا اوس وقت مجکو تاج کمالیت اور ارشاد کا پہنائے اور ساقی قوم کا بنائے۔ پس پیالہ شراب قربِ توحید کا بہرا ہوا لیا مین اور جس نے طلب کیا اور جس نے دروازہ میرا کھٹکھٹایا اوسکو پلایا مین اس لئے میرا گھر خانہ خدا ہوگیا۔ ہر طرف راہ ہائے دور و دراز سے پرندہ جمع ہوئے اور سوال کئے کہ میرے اباریق سے شربت ہدایت کے اونکے اباریق مین ڈالون۔ مین ہر شیخ کا بخشنے والا ساقی ہون جو چیز میرے خدا نے مجکو پیالون سے اور خلعات سے اور تاجون سے دیا ہے وہ دوسرون کو دیتا ہون اور جو پیاسا سمجہ سے پانی آتش جدائی بجہانے والا چاہے میرے پاس آوے اور مین ہر طالب کو پکارتا ہون اور جو شربت مجھے دیا گیا ہے اوس کو دیتا ہون کیونکہ نانا میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہین۔ اور وہی مرشد میرے اور ساقی شراب ہائے قدسی کے میرے لئے ہین۔ انشاءاللہ تعالےٰ تفصیل اس کی ضمن قول رضی اللہ عنہ کے جو وَ کُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّیْ اور وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالٖ ہے ذکر کرونگا۔ اور بنظر اس کے جائز ہے کہ مراد عین سے چشمہ شراب قدسی منبع ساقی حقیقی کا ہووے جو لیا گیا ہو اللہ ذوالجلال والاکرام سے صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ وتابعیہ کذالک عدد معلوماتہ انعامہ علی الطلاب من الآل والاصحاب والاتباع والاحباب۔ (فائدہ) بعد از تحقیق کے ثابت ہوئی یہ بات کہ شیخ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہین۔ ان دو بیتون مین کہ مراد خمرۃ سے خمرۃ وصال ہے ذاتاً اور

صفۃً واسترشاداً وارشاداً۔ یعنے تحقیق پیا مین شراب ہاتہ سے ساقی حقیقی اور محبوب تحقیقی کے پیالہ ہاے پاک پے درپے سے اور حاصل ہوا مجکو مرتبہ وصال وایصال اوس سے۔ اس بیان مین یک نکتہ باریک اور ہے وہ یہ ہے کہ وصول رضے اللہ عنہ کا عین ایصال ہے اور رشد اونکا عین ارشاد ہے۔ پس محبوب ہر درجہ مین واصل بنفسہ اور موصل بغیرہ ہے اور یہ استعداد کمال اور رسوخ تام کی دلیل ہے اس لئے مقولہ بعض اہل کمال کا ہے کہ نسبۃ قادریہ نافذہے ظاہر و باطن مین اور منشا ہے جذبہ کاملہ و مرتبہ تامہ کا بمتابعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے۔ اور اسی وجہ سے نام مبارک آپ کا محی الدین یعنے زندہ کرنے والا دین کا ہے یعنے بعد اس کے کہ دین مانند مریض اور متغیر اللون کے ہو گیا تہا حضرت نے اوس کو تندرست اور روشن کر دیا۔

چنانچہ روایت کی گئی ہے کہ شیخ بزرگ یعنے شیخ عمر وکیمانی اور شیخ عمر و بزاز رحمہا اللہ سے کہ یک روز ہم نے حضور مین شیخ کے حاضر تہے حضرت سے کوئی پوچہا کہ آپ کا لقب محی الدین کیون ہوا ہے حضرت نے فرمایا کہ مین سنہ پانسو گیارہ مین کسی مسافرت سے بغداد کو برہنہ پا آرہا تہا یک شخص بیمار اور لاغر اور متغیر رنگ میرے سامنے آیا اور کہا السلام علیک اوس وقت مینے اوسکو جواب سلام دیا اوسنے کہا اُدْنُ مِنِّیْ یعنے میرے نزدیک آ مین اوسکے نزدیک گیا کہا کہ مجکو بٹہاؤ مینے اوسکو بٹہایا بمجرد اوس کے صورت اوسکی صاف اور خوب ہو گئی۔ پس پوچہا آیا تو مجکو پہچانتا ہے مین نے کہا نہین اوسنے کہا اَنَا الدِّیْنُ کُنْتُ قَدْ دُثِرْتُ کَمَا رَاَیْتَنِیْ یعنے مین دین ہون گویا مردہ ہو گیا تہا جیسا کہ تو دیکہا وَقَدْ اَحْیَانِیَ اللہُ بِکَ وَاَنْتَ مُحْیِیُّ الدِّیْنِ یعنے تحقیق زندہ کیا مجکو خداے تعالے نے بسبب تیرے اور تو زندہ کرنے والا دین کا ہے

وجہ تسمیہ محی الدین بلقب یعنی زندہ کرنیوالا دین کا

حضرت نے فرمایا میں وہاں سے جامع مسجد کو گیا یک شخص ملا اور مجھے نعلین لا دیا اور کہا یا سیّدی محیّ الدین پس مین نے نماز ادا کی لوگ میری طرف ہجوم کئے اور میرے ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے یَا مُحیِّ الدِّین وحال آنکہ پہلے اس کے کوئی مجھے اس لقب سے نہین پکارا تہا۔ اِس مقام مین کئے اشارات لطیف ہین (بیان اشارات لطیف) اول یہ کہ شیخ رضے اللہ عنہ پہلے سفر و سیاحت اختیار فرمائے۔ دوسرے یہ کہ عالم تجرید مین برہنہ پا رہتے تہے۔ تیسرے یہ کہ باوجود سفر و سیاحت کے نماز جماعت کے لئے مسجد کو آیا کرتے تہے مگر افسوس ہے صوفیان جاہل سے کہ جو ایسے سفر و سیاحات قریات و بلاد سے گوشہ لیتے ہین اور نماز جماعت کو ترک کرتے ہین۔ چوتہا یہ کہ دین آپ کے نزدیک بصورت خوب نظر آیا کیونکہ ہر چیز کو یک صورت و کلام ہوتا ہے لاکن لوگ تمام اوس کو دیکھ اور سمجھ سکتے نہین ہین چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ یعنے کوئی چیز نہین مگر تسبیح کرتی ہے حمد خدا تعالے کی لاکن نہین سمجھتے ہو تم تسبیح اونکی۔ پانچوان یہ کہ گناہ گناہگارون کے دین کو ضرر ہوتا ہے اور بیمار ہو جاتا ہے اور رنگ خوب اوکا متغیر ہو جاتا ہے۔ پس افسوس اون لوگون سے ہے جو دعوے طریقہ قادریہ کا کرتے ہین اور عمل شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو چھوڑ دیتے ہین چھٹا یہ کہ وجود اولیاء اللہ کا پس پاک کر دیتا ہے امراض دین کو بعداوت گناہگارون کے۔ ساتوان یہ کہ شیخ رضی اللہ عنہ نائب اپنے جد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مجدد دین نبیون کے ہیں۔ آٹھوان یہ کہ زندہ کرنا دین کا موجب العزت دین کا ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اِس لئے شیخ رضے اللہ عنہ بعد احیاء دین کے نعلین پہنائے گئے اور پکارے گئے یا سیّدی

اشارات لطیف
دربیان طالبان
فصل ۳

محیؔ الدِّینْ نوان یہ کہ اللہ تعالے بزرگی اپنے دوستون کی زبان پر بندون کیطرف
بغیر تکلیف کے لاتا ہے کیونکہ وہ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ ہے یعنے
یعنے خدا تعالے مالک ملک کا ہے دیتا ہے ملک جسکو کہ چاہتا ہے ۔ دسوان
یہ کہ آنا شیخ کا رضے اللہ عنہ بغداد کی طرف صرف واسطے نماز جماعت کے تہا کوئی
امر دنیوی کے لئے نہین تہا اس لئے اگر کوئی علماء کے نزدیک یا مساجد یا مجالس
وعظ مین حاضر ہو تجرید اوس کی باطل نہین ہوتی ہے ۔ مگر افسوس ہے اون لوگون
سے کہ امور دین اور وعظ اور تحقیق یقین کے لئے کہین نہین جاتے اور باوجود بے علمی
کے محروم رہتے ہین ۔ چنانچہ شیخ رضے اللہ عنہ نے (جلاء الخاطر) مین یہ رد اون کا
فرمایا ہے ۔ گیارہوان یہ کہ بوسہ دینا ہاتہ پر اہل کمال اور علم وہدایت اور ارشاد
کے جائز ہے اور جو لوگ کہ انکار اسکا کرتے ہین اون کو یہ مسئلہ معلوم نہین ہر
اور اس مقولہ مین حقایق دوسرے ہین اگر ہدایت اوس کی ہوئی یا علم لدنی حاصل ہو
معلوم ہونگے اور مین انشاء اللہ تعالے بفضل ورحم اور احسان وکرم اوس کے
اوسکو پہونچونگا ۔ (روایات مناسب کا ظہور) جاننا چاہیے کہ کرامات حضرت کے
محض واسطے ہدایت اور دفع شک کوتہ خیالون کے واقع ہوئے ہین اور وہ بے
بے شمار ہین اوسکا ممکن نہین ہے مگر بعض اوس سے جو مناسب اِس مقام کے ہین
ذکر کرتا ہون ۔ چنانچہ شیخ ابو محمد صالح مغربی نکائی نے روایت کیا ہے کہ ایک
یک وقت میرے مرشد شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے صالح شیخ عبد القادر
جیلی رضے اللہ عنہ کے نزدیک بغداد جا تا فقر تجکو تعلیم کرے اوس وقت مین بموجب
حکم شیخ کے بغداد گیا اور حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کو کمال مہابت مین پایا اور دیکہا
کہ سلطنت عالی اوس کی ایسی ہے کہ مین ہرگز مثل اوس کے نہین دیکہا تہا
پس حضرت نے مجکو یک سو بست وچند روز خلوت مین بٹہایا بعد اوس کے میرے

نزدیک آئے اور فرمایا یا صالح دیکھ اور اشارہ کیا قبلہ کی طرف جب مین اوس طرف دیکھا تو پوچھا مَا تَرٰی یعنے کیا دیکھتا ہے مینے عرض کیا کعبہ شریف میرے سامنے ہے۔ پس اشارہ کیا مجکو طرف مغرب کے جب مین اوس طرف دیکھا پوچھا کیا دیکھتا ہے کہا اپنے مرشد ابامدین کو دیکھتا ہون۔ پستر مجھے پوچھا اب ارادہ تیرا کیا ہے یعنے کعبے کی طرف جایا چاہتا ہے یا مرشد کی طرف مینے کہا مرشد کی طرف حضرت نے پوچھا یک قدم مین جائیگا یا جس طور کہ آیا ہے مینے کہا جیساکہ آیا ہون حضرت نے فرمایا یہی مرتبہ کمال کا ہے۔ اور فرمایا صالح ہرگز فقر تک نہ پہونچیگا توجب تک کہ اوس کے زینہ پر نہ چڑھے گا اور وہ زینہ توحید ہے یعنے محو ہونا ہر چیز کا چشم سر سے جو آثار محدثات ہین۔ اوس وقت مینے عرض کیا یاسیدی مدد کرو تا یہ صفت حاصل ہو اوس وقت حضرت نے ایک نظر فرمائے بمجرد اوس کے جتنے جذبہ ارادۂ ممکنہ کے دل مین تھے متفرق ہو گئے جیساکہ روشنائی صبح سے اندھیری رات کی دفع ہو جاتی ہے اور تمام حجاب اور موانع اوٹھ گئے اور اب تک اوسی برکتِ نظر مین ہون ہر روز ترقی یک درجے سے دوسرے تک فوق اوس کے حاصل ہوتی ہے (لطیفہ غرائب) سبحان اللہ اِس قصہ مین کئی غرائب و لطایف ہین۔ پہلا یہ کہ اولیاء اللہ زمانہ حضرت رضہ کے اپنے مریدون کو جب خلعت سے نہین نکال سکتے تھے تو واسطہ تعلیم کے حضور حضرت رضہ کے روانہ کرتے تھے چنانچہ روایت کی گئی ہے شیخ علی بن ہیتی کا یک مرید تھا اوسکو امتیاز احوال مشکل ہوا تو اوسنے اپنے شیخ سے عرض کیا شیخ علی نے جواب دیا کہ میرا یہ مقدور نہین کہ مجکو امتیاز حاصل کراؤن مگر یہ منصب شیخ عبدالقادر رضہ کا ہے کہ مالک تصرف احوال ہے پس وہ مرید شیخ رضے اللہ عنہ کے نزدیک گیا اور جو مقصود اپنا تھا اوس کو پہونچ گیا۔ انشاء اللہ تعالے یہ قصہ تمام قریب نقل کرونگا۔ اور یہ دلالت کرتا ہے

بیان لطائف غرائب قصہ
دلالت بیعت پیر دوم

علو قدم مبارک پر حضرت کے تمام اولیاء اللہ کے گردنون پر۔ دوسرا یہ کہ جو شیخ حل مشکل مرید پر قادر نہ ہو اوس کو لازم ہے کہ دوسرے شیخ کی طرف رہبری کرے اوس کو اپنے ہی پاس قید نہ رکھے۔ تیسرا یہ کہ مرید کو لازم ہے متابعت حکم مرشد کی کہ جو چیز کہ وہ چاہے اور حکم کرے بجالاے کیونکہ مرشد مثل طبیب کے ہے طبیب بیمار کو جو مناسب جانتا ہے حکم کرتا ہے۔ چوتھا یہ کہ مقصود مجاہدات سے صرف استحصال فقر ہے نہ مکشوفات۔ پانچوان یہ کہ سلطنت باطن ظاہر ہوتی ہے ظاہر پر چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ یعنے نشانی اون کی اونکے پیشانیون مین ہے۔ چھٹا یہ کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ مہابت و جاہ ظاہری مین بھی تمام مشائخین سے یکتا تھے۔ ساتوان یہ کہ طالب راہ خدائے تعالے کو ضرورت ہے خلوۃ سے کیونکہ تجلیۃ بعد تخلیت کے ہوتی ہے۔ آٹھوان یہ کہ کوئی مرید کو جائز نہین ہے کہ بعد بٹھانے شیخ کے خلوت مین بغیر حکم اوس کے باہر نکلے۔ نوان یہ کہ ہمیشہ نظر مرید کا صرف مرشد ہی ہو نہ غیر اگرچہ کعبہ ہی ہووے۔ دسوان یہ کہ ہر مرید کو متابعت شریعت کی ضرور ہے نہ کرامت کی اور یہ امر سب سے بزرگ ہے۔ گیارہوان یہ کہ کوئی چیز حاصل نہین ہوتی ہے بغیر اسباب کے اور سیڑہی فقہ کی توحید ہے اور جتنی چیزین کہ وجود جنکا عارضی ہے وہ تمام یک نظر کامل سے مفقود ہو جاتی ہین۔ بارہوان یہ کہ یک نظر شیخ کامل کی تمام امور مین باطن کے کافی ہے۔ تیرہوان یہ کہ خدائے تعالے دوست مؤمنون کا ہے چنانچہ فرمایا ہے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ یعنے اللہ تعالے دوست اہل ایمان کا ہے نکالتا ہے اون کو اندھیرے کفر سے طرف نور ایمان کے لاکن ضرور ہے جمع کرنا اس کا یک نظر مفید شیخ کامل مکمل اکمل رضی اللہ عنہ سے۔ حاصل بیان یہ کہ

ذکر فائدہ شعر ثانی

یہ غرائب ظاہر قصہ مین حضرت کے ہے رموز باطنی اِس کے کوئی ثنا نہین کرسکتا ہے
اور نہ کسی کے عقول یہان کام کرسکتے ہین رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا وَّ فَهْمًا وَّ حَالًا وَّ مُقَامًا
الحمد للہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ علی رسولہٖ واٰلہٖ واَصحابہٖ ونائبہٖ اللّٰھم اسقنا
شراب حُبِّك فی کؤس شریعۃ حبیبك وار وانا بخمرات توحیدك من اٰیادی
مَعرفۃِ ذاتِكَ وَصِفاتِكَ یا کریمُ یا جَوّادُ یا رحیمُ اِنّی عبدٌ ظمآنٌ ظمآنٌ
یُناجِ فِي اَحشائہ لَهَبُ النِّیرانِ الماء والاسقاء الاسقاء یا مُعطِی النِّعماءِ
وَوَاهِبُ الآلاءِ صَلِّ عَلٰی حَبیبِكَ مَعَ الْآلِ وَالْاَصْحَابِ وَالنُّوَّابِ ۔

(فائدہ از مترجم) اگر کوئی چاہے یہ شعر ثانی یعنے سَعَتْ وَمَشَتْ الخ واسطے حصول مرادات
دینی اور دنیوی کے ہر صبح بعد نماز سات بار پڑھے بفضلہ تعالےٰ مراد حاصل ہوگی۔

بیان شعر سوم و تحقیق لمّوا

(۳) فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِيْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِيْ

فاء اِس شعر مین واسطے تفسیر اور بیان شعر سابق یعنے فَهِمْتُ الخ کے واقع ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ فاء واسطے تعقیب کے اور عطف اوسکا جملہ سابقہ پر ہووے۔ اور معنی قول گفتن یعنے کہنا ہے۔ اور مراد اِس مقام پر قول زبانی ہے یا قلبی۔ لسانی جیساکہ اشارہ کیا جاتا ہے اوس طرف بعد اِس کے اوس شخص کے لئے جو ارادہ دلالت کیا قصد قلبی پر۔ اِس صورت مین قول عام ہے کہ اقطاب حاضرین مجلس کے لئے ہو یا عام اولیاء کے جو اپنے اپنے عبادت گاہ مین ہو۔ چنانچہ مروی ہے کہ عبدالرحمن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے کئی منزل دور تھے وقت وعظ کے کلام شیخ رضی اللہ عنہ کا اپنے مقام سے سنتے تھے چنانچہ قریب ہی قصہ اونکا بیان ہوگا۔ یا قول سے مراد قول قلبی یا روحی ہو جیساکہ وہ شان ارشاد کاملین کی ہے کہ نور خدا اون کے دلوں کی زمین کو روشن کرتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ قول سے مراد قول حالی ہووے۔

سے معنے وہ حال جو بعد پینے شراب وصال کے ہوتا ہے۔ اِس لئے حضرتؓ نے فرمایا
کہ جو شخص ارادہ کرے دیدار خدا سے تعالےٰ اور وصال اوس کا داخل ہووے میرے
طریقہ مین پس اوس کے لئے قیامت تک ساقی اور شراب اور مجلس موجود ہے۔ اور
یہ قول مناسب تر ہے اوس قول کو جو حضرت رہ نے کوئی قصیدہ مین فرمایا ہے اَنْتَ
وَلِيِّ فِي مَقَامِ النِّيَابَةِ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یعنے تو دوست میرا ہے
مقام نیابت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مراد اس سے یہ ہے کہ جو شخص ظل مین
اون کے آوے اوس کو روز قیامت تک عزل نہین ہے۔ اور اس معنے سے حضرتؓ
نے فرمایا ہے قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ مِنْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ قریب ہے بیان
اِس کا ضمن قول وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَاِنِّيْ کے آئیگا جیسا کہ قول اول اوسکا لُمُّوْا
وَحَالِيْ وَادْخُلُوْا انسب ہے۔ اور لفظ سَائِرِ ماخوذ ہے سوا سے بمعنے باقی کے ہو
یا سور بلد بمعنے جمیع کے۔ اور یہ دونون معنے جائز ہے لاکن معنے ثانی اولےٰ ہے۔
اَلْاَقْطَابِ جمع قطب کا ہے۔ رشیدی مین لکھا ہے کہ قطب بہر سہ حرکت میخ کہ آسیا
را بر آن گردانند۔ و بالضم ستارہ ایست کہ قبلہ مسجد بر آن راست کنند۔ و سید قوم
و سپہ سالار۔ و مدار کار۔ و اصل ہر چیز۔ اور مراد یہان اون اولیا سے ہے کہ جو
مرتبہ مخصوص رکھتے ہین قریب ہے تفصیل اس کی انشاء اللہ تعالےٰ ذکر ہوگی۔ قولہ
لموا یعنے اَلَمَّ وَالْاِلْمَامُ فرود آمدن و نازل شدن از جاے یا از مسافرت بمکان
چنانچہ اگر کوئی ایک مکان مین آوے یا مسافر منزل طے کر کے آوے کہتے ہین الم
اور یہ دونون معنے ارادہ کو حضرتؓ کے مناسب ہے۔ اور بعض نسخون مین اُمُّوْا
ضم ہمزہ سے صیغہ امر کا اَمَّ یَاُمُّ سے ہے جیسا کہ باعتبار اول صیغہ امر کا لَمَّ یَلُمُّ سے
ہے۔ پس معنے اَلَمَّ اور لَمَّ کا یک ہی ہے از روے لغت فرق ثابت نہین ہے
پس بلحاظ اول کے معنے اوس کا اُنْزِلُوْا یعنے اترو تم اور باعتبار ثانی کے اُقْصُدُوْا

یعنے قصد کرو تم ہوتا ہے۔ اور معنے بِحَالِیْ کا قریب ہے از روے لغت اور اصطلاح
کے بیان ہوگا۔ وَادْخُلُوْا بمعنے درآمدن ہے۔ رجال جمع رجل بمعنے پیادہ یا
بمعنے مردانہ ہے۔ اور یہ دونون معنے ازروے ارادہ جائز ہے (النحو) یعنی
ازروے علم نحو۔ فار تفسیر ہے یا عاطفہ چنانچہ بیان ہوا۔ اور جائز ہے کہ جزاے
شرط محذوف ہووے یعنے اِذَا هَمَمْتَ فَقُلْتُ واسطے ارشاد کے اور لام واسطے
صلہ کے ہے اَلْقَوْلُ معنے اوسکا حَکَمْتُ عَلَیْهِمْ بِهٰذَا الْحُکْمِ ہوتا ہے اگر
اوس کو صلہ کلمہ عن کا کرین بمعنے حکایت ہوگا۔ اور اضافت لفظ سائر کی اقطاب
کی طرف لامیہ ہے یا بیانیہ۔ اور لام واسطے استغراق عرفی کے ہے یا حقیقی کے
اور بار بِحَالِیْ مین یا واسطے صلہ کے ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے بمعنے اَنْزِلُوْا
بِحَالِیْ کے۔ یا وہ بار واسطے ملابستہ کے ہے بمعنے اَنْزِلُوْا مِنْ حُسْبَانِکُمْ
فِیْ مَکَانِ حُسْبَانِیْ مُتَلَبِّسِیْنَ بِحَالِیْ یعنے اتر جاؤ اپنے پندار سے میری جاے پندار
مین مشابہ میرے حال کے۔ یا واسطے الصاق کے ہے یعنے مُلَاصِقِیْنَ بِحَالِیْ
یعنے تم میرے مکان خاص مین نہین اتر سکتے ہو مگر ملتبس ہونے سے میرے حال
کے یا التصاق سے میرے حال کے۔ اور فرق درمیان تلبس اور التصاق کے
اِس مقام مین باعتبار تشبث ہے اول مین یا باعتبار تخلق ہے ثانی مین وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمُرَادِهٖ۔ اور جائز ہے کہ بار بمعنے فی ہووے۔ اور یہ امر بحیثیت معنے ظاہر ہے
یعنے اَنْزِلُوْا فِیْ حَالِیْ وَادْخُلُوْا۔ اور واو وادخلوا مین واسطے عطف کے ہے
لموا پر۔ اور یہ عطف یا احتمال اس بات کا رکہتا ہے کہ تفسیر المام کی ہو یعنے
لُمُّوْا بِحَالِیْ اس معنے سے کہ داخل ہو میرے حال مین اور موصوف ہو میرے
صفات سے اور خلق کرو میرے اخلاق سے اور داخل ہو ظاہر سے باطن مین
فنا فی الشیخ کے ساتھ۔ یا یہ عطف جائز ہے کہ واسطے فائدہ کے زائدہ ہو یعنے المام

مجرد نزول کو کفایت نہین کرتا ہے پس ضرور ہے یہ کہ ترقی کرین اور داخل
ہووین تم اندرون دروازے میرے تا ظاہر ہووے حال اور صاحبِ حال
اور طلوع کرے تمہارے پر آفتاب نور اور جمال کا۔ اور اَنْتُمْ رِجَالٌ یہ جملہ
مستانفہ ہے فائدہ استغراق بلاغۃ کا دیتا ہے۔ (البلاغۃ) بلاغۃ اسمین یہ ہے کہ ذکر بلاغۃ شعر دوم
تعقب اشارہ کرتی ہے اس بات کا کہ میرا ہم اور میرا قصد تام ہے اور خارج ہے
وجود قلبی سے طرف وجود خارجی کے جیسا کہ شان اقویائی ہے کہ وہ ارادہ کرتے
ہین کرتے ہین۔ اور اس فا موضوع التعقیب بلا مہلۃ مین لطیفہ دوسرا یہ ہے کہ
ارادۃ اور قصد نزدیک ہین قول بلا مہلۃ کے ساتھ ان دونون مین کچھ دیری
نہین ہوتی ہے۔ اور اس قول مین نکتہ دوسرا یہ ہے کہ اقطاب گویا دہ سائلین
تھے زبان حال سے اوس وقت مین نے اونکو یہ قول کہا۔ گویا کہ یہ جواب ہے
شفیق ادیب سے بموجب حدیث صحیح کے اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ کَالْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ۔ چنانچہ
لانے مین لفظ سائر اور لام استغراق کے اشارہ ہے طرف اِس بات کے کہ تمام
اقطاب میرے مرتبہ کے نیچے محتاج میرے ارشاد کے ہین۔ اور لفظ مین لمُّوْا
کے معنے نزول اور استقرار مکان مین اشارہ ہے اس بات پر کہ اقطاب نازلہ
اور تردد مین جانے اس کے تھے کیونکہ بعضے وقت موخر مقدم اور مقدم موُخر
کئے جاتے ہین پس شیخ رضے اللہ عنہ اون کو تسلی موجب للتجلی سے خطاب
فرمائے۔ کیونکہ قول مین بحالی کے اشارہ ہے طرف اِس بات کے کہ حال شیخ
رضے اللہ عنہ کا مثل منزل مسافرین اور ماوی مترددین کے ہے۔ اور لفظ لمُّوْا
جمع اور یا بِحَالِیْ متکلم واحد ہونے مین اشارہ ہے طرف اس کے کہ حال شیخ رضی
اللہ عنہ کا اس قدر وسیع ہے کہ کل کے لیے منزل اور ماوی ہے جو چاہے اوسمین
اترے اور داخل ہووے۔ اور قول مین وادخلوا کے اشارہ ہے اسپر کہ تمام

اقطاب باوجود موصوف ہونے مراتب اعلے کے مثل اون کے تہے جو خارج بلدہ ہوتے ہین۔ حال محل احوال حضرت رضہ کی ایسی تہی گویا کہ ایک قلعہ ہے اور اوس کے دروازہ پر دربان ہین کسیکو وہان جانے نہین دیتے ہین بغیر حکم بادشاہ کے۔ اور وہ اقطاب ایسے تہے کہ باہر دروازہ کے بیٹہے ہین اور اندر اون جو عجائب ہین وہان نہین پہونچتے ہین۔ شیخ رضے اللہ عنہ اونکو بہی داخل ہونے حکم فرمایا تاکہ اون کو بہی پستی مقام سے کمال کی طرف ترقی ہووے کیونکہ فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ یعنے ہر صاحب علم سے دوسرا فوق ہوتا ہے۔ واقع ہے وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ وارد ہے یعنے بلند کئے ہم بعض کو بعض پر۔ پس اسکے زیادتی ہین جملہ اَنْتُمْ رِجَالٌ کے لطیفہ ہے وہ یہ ہے کہ فرمایا کہ تمہارے اور میرے درمیان مناسبت ہے جیساکہ درمیان مرد پیادہ اور بادشاہ سوار کے اور لشکری اور بادشاہ کے اور ارتباط نوکر کے صاحب کے ساتہ۔ اَنْتُمْ خُدَّامُنَا لَا تَخَافُوا وَلَا تَيْئَسُوا تم میرے خادم ہو مت ڈرو اور نا امید مت ہو میری مہابت عظیم دیکہکر۔ تم میرے نزدیک پہونچوگے۔ اگر پیادہ آداب و خدمت کے ساتہ آؤگے۔ اور جائز ہے کہ ہووے وہ جملہ اَنْتُمْ رِجَالٌ واسطے اتمام یعنے نزول کے کیونکہ اقطاب بلحاظ حالاتِ عظیمہ اپنے گہوڑو نپر پنداشت کے سوار تہے یا پہاڑ عزت و علو پر پس شیخ رضے اللہ عنہ اون کو فرماے اَنْزِلُوا مِنَ الْمَرْكُوبِ الْحُسْبَانِيِّ وَادْخُلُوا یعنے اترو تم سواری پنداشت سے اور داخل ہو میرے حال مین کیونکہ تم در حقیقت سوار نہین ہین بلکہ باعتبار حال میرے پیدل چلنے والے ہو۔ اور اسی وجہ قول شیخ رضے اللہ عنہ کا اَنْتُمْ رِجَالٌ صادر ہوا ہے۔ اور یہ جملہ مستانفہ ہے واسطے بیان علۃ قول لمّوا وادخلوا کے۔ علی ہذالقیاس اس مین بہت رموز و لطائف ہین کہ گویائی بیان سے اون کے گنگ ہے اَللّٰهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَ

وَفِّقْنِي لِشَرْحِ كَلَامِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا۔ يَا اَللّٰهُ يَا رَبُّ يَا رَحْمٰنُ
اور معنے بیت بزرگ کا یہ ہے کہ بعد سعی اور مشی خمرۃ کے میرے طرف تمام طلب
کو خطاباً کہا اور ندا کیا ہلُمُّوا وَانْزِلُوا وَاسْعَوْا اِلَيَّ لِاَسْقِيَكُمْ كَاسَاتِ الْوِصَالِ۔
یعنے وہ کاسات ایسے ہین کہ مجکو محبوب حقیقی نے پلایا ہے اور مجکو متصرف اوس
خمرۃ کا کیا ہے گویا کہ وہ خمرۃ مملوک میری ہوگئی ہے جس کے لئے چاہون خرچ
کرتا ہون لاکن تمہارے استعداد اور حالات صواعق نیران محرقہ اور اسباب موقدہ
کو کہ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ اوس کی صفت ہے قدرت تحمل ہنین رکہتے ہین کیونکہ وہ ایسی
ہین کہ اگر پہاڑ پر تجلی اوس کی ہووے پہاڑ پارہ پارہ ہوجاے۔ اور اگر دریا پر ہو
خشک اور فنا ہوجاے۔ اور اگر تجلی آسمانو نپر ہو شق ہوجاین۔ اور اگر زمین پر ہو
ڈر جاے۔ کیونکہ یہ شعلہ انوار محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین اور ہین صرف
تربیت سے جد اپنے اوسکو پہونچا ہون کیونکہ وہ فِي الْاَصْلِ رَبَّانِيٌّ یعنے حقیقت
مین خدا ہی کے ہین کہ جس کی تجلی سے موسےٰ بیہوش گر گئے اور تم اوسکو پہونچنے
کی قابلیت نہین رکہتے ہو مگر اس صورت مین کہ اپنے حالات سے اُتر جاؤ اور
میرے حال مین داخل ہو اِس طریق پر کہ اپنے ارادت سے فانی ہوجاؤ اور
میرے ارادت سے باقی البتہ میری سعادت کو حاصل کروگے۔ قوت تمہاراقوی
اور استعداد تمہارا مستعد ہوجاوے گا فَخُذُوهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرُوا بِهَا اَتْبَاعَكُمْ
پس لو تم اوسکو قوت سے اور حکم کرو اوسکا اپنے تابعین کو۔ اور جب تم میرے
قلعہ توجہات مین داخل ہوگے اور میرے بستر نورانی پہ بیٹھوگے اور خلعت رضا
کا پہنوگے تاج تاجون سے بقا کے ملے گا اور جو شراب مین پیا ہون اوس کو پینے
کی قدرت پاؤگے اور جو سکر مجہے ہوا ہے تمکو بھی ہوگا۔ اور یہ امر تمکو محض اسلئے
کرتا ہون لِاَنَّكُمْ رِجَالِيْ یعنے اِس لئے کہ تم پیادہ چلنے والے واسطے حاصل کرنے

میرے آداب کے۔ اور بادشاہان سپاہ سے صرف آداب چاہتے ہین فَتَأَدَّبُوا حَتّٰى يَتَّصِلَ لَكُمُ الْفَوْزُ بِالسَّعَادَاتِ وَالْكَرَامَاتِ یعنے تم ادب سے رہو تا تمکو پہونچا سعادتیون کا آسان ہووے اور خلعتین اور تاجین اور بزرگیان حاصل کرین اِسی معنے پر ہے قول وَهُمُّوا وَاشْرَبُوا اَنْتُمْ جُنُوْدِيْ کا اور یہ بہی جائز ہے کہ ہووے معنے کہ بعد سعی اور مشی خمرۃ کے اور ہو جانے اوس کے مملوک میرے کہا مین ہر یک فرد کو اقطاب کے جلدی اُترآو خانہٗ حالت اور کعبہ مرتبت مین میرے اور طواف کرو پس داخل ہو دروازۂ قرب و وصال مین میرے جو اللہ تعالے کے ساتہ ہے کیونکہ تم میرے توابع اور رجال سے ہو اور میرے پیالۂ ہمت کاملہ کو پیؤ کیونکہ ساقی قوم کو پیالے خمرات کے بہرے ہوے ہین خالی نہین ہوتے ہین اور جو پیالے تمہارے ہین وہ خالی ہوجاوینگے اور تائید دیتا ہے اس بیان کو قول شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کا جو دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے فَيَا اَيُّهَا الْاَقْطَابُ هُمُّوْا بِكَعْبَتِيْ ؛ وَاسْعَوْا بِكَاسَاتِيْ وَ لُمُّوْا فَوَائِدِ فَانِيْ ؛۔ اور یہ معنے بھی جائز ہے کہ مین نے کہا ہر یک فرد اقطاب کو لُمُّوْا یعنے اُترو تم اور غوطہ مارو دریا مین میرے حال کے اور داخل ہو اوس کے غار مین اور فکر کرو اوسمین موتی اور جواہر نکلنے کی بعد پینے کا سات کے جو میرے خدا نے مجکو دیا ہے اور میرے محبوب نے مجکو پلایا ہے لاکن یہ غوطہ مارنا اور ڈہونڈنا تمہارا مقدور نہین ہے مگر اوس وقت کہ میرا پیالہ پیوین اور میرے جام سے سیراب ہووین۔ اور یہ بیان کو تائید دیتا ہے قول حضرت کا دوسرے قصیدہ مین فَيَا اَيُّهَا الْاَحْبَابُ لُمُّوْا بِحَضْرَتِيْ ؛ وَطِيْبُوْا بِكَاسَاتِيْ وَنِعْمَتِ الْحَالِيْ ؛ وَغُوْصُوْا بِحَارِيْ تَظْفَرُوْا بِجَوَاهِرِيْ ؛ وَتِبْرِيْ وَيَاقُوْتِيْ وَدُرِّيْ وَمَرْجَانِيْ ؛ اس کلام سے یہ سمجہا جاتا ہے کہ پیاسا جب شراب وصال پاتا ہے اوسکو سماع کلام شیرین

قدسی حاصل ہوتا ہے اور امر و نہی سے آگاہ کرتا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ
تمکو ضرور ہے کہ پہلے میرے کاسات پیوین اور پاک ہو جاوین تا نغمات الحانی
کو سنین۔ اور یہ بیان مقتضی ہے بسط کا انشاء اللہ تعالے تفصیل اس کی ضمن بعض
ابیات شریف کے کیجائیگی۔ اور معنے اس بیت کا اوس قبیل سے ہے جو حقتعالے
فرمایا ہے قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي ۞ لاکن مین کوتہ کیا قلم کو
اوس چیز پر جو حکم کیا گیا اوس کے کنہ پر رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا فِي شَرْحِ هٰذِهِ
الْقَصِيدَةِ الْحَمِيدَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ
رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (تشریح رشید) یعنے یہ تشریح

بیان تشریح بابت لفظ اقطاب کے

عرق ریز ہے کہ مراد اقطاب سے مطلق اولیا رہین لاکن اونکو تعبیر باقطاب اسلئے
کی گئی کہ وہ اعلے درجہ کے اولیا ہون کیونکہ طبقات اولیا کئی اقسام ہین چنانچہ حقیقت
اس کی قریب بیان ہوگی انشاء اللہ تعالے۔ اقطاب اعلے درجہ کے ولی ہین یہان
تک کہ غوث بھی قطب ہوتا ہے قریب بیان ہوگا اکتفا کیا جاوے اونکے ذکر پر۔
اور جائز ہے کہ ہووے مراد قطب ہر درجہ سے جیسا کہ مخفی نہین ہے کیونکہ
رضے اللہ عنہ نے فرمایا ہے قَدَمِي هٰذِهِ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ ۞ پس یہ کلام
شیخ رضے اللہ عنہ کا واسطے تسلی اقطاب کے ہے کیونکہ وہ جب دیکھے علوے شان
اور رفعت مکان کو حضرت کے ناامید ہوگئے حصول مناسبت سے مرتبہ حضرت
کے پس حضرت نے اونکو کہا لَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ وَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ
إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ مُؤْمِنٌ صَادِقٌ صِدِّيقٌ۔ یعنے ناامید مت ہو
رحمت سے خدائتعالے کی اور ڈھونڈو یوسف سے کیونکہ رحمت سے خدائتعالے
کی مومن صادق ناامید نہین ہوتے ہین۔ اور طریق تجسس یہ ہے لُمُّوا یعنے نازل
ہو میرے حال مین اور داخل ہو میرے دروازہ مکان وصال مین تا لایق اوسکے

ہوویں کہ اسباب حقیقت اور عادیہ کو حاصل کریں کیونکہ عادت یہ ہے کہ ہر شخص
کو توسل شیخ کی طرف ضرور ہے۔ پس اگر استعداد کم ہوا سباب پیدا نہیں ہوتے
ہیں اگر وہ جبلی ہو جائز ہے کہ ہو وے کلام لمّوا کا واسطے فائدہ دینے زیادتی
استعداد کے نہ واسطے خلق نفس استعداد کے اس طریق پر کہ پیدا ہونا استعداد
کا بعد نہونے کی مستلزم للمحال نہیں ہے خصوصًا کامل سے جو عطا کیا ہے اوسکو حقتعالیٰ
مرتبہ تکوین اور تمکین کا بنظر اوس کے کہ شیخ ابوالحسن مرید شیخ علی ہیتی کو جب حال
اوسکا مشتبہ ہوا مرشد نے حکم کیا واسطے حضوری کے نزدیک شیخ رضی اللہ عنہ کے
تا تفصیل اور تمیز حال کی حاصل ہو اور کہا دوسرا کوئی اس امر پر بغیر سید عبدالقادر
جیلانی رضی اللہ عنہ کے قادر نہیں ہے۔ پس جب ابوالحسن نے شیخ رضی اللہ عنہ
کے نزدیک گیا اور جا بیٹھا حضرت نے یک کیسہ سے اپنے رشتہ پیچیدہ پانچ پیچیدگی کا
نکالا اور یک سرا اوس کا اپنے ہاتہ میں رکھا اور دوسرا سرا اوسکا ابوالحسن کے
ہاتہ میں دیا اور اون پیچیدگیوں کو کھولنا شروع کیا ابوالحسن کہتا ہے جب تمام
پیچیدگیاں کہل گئیں میرا لباس تمام کہل گیا اور یک وسعت بزرگ حاصل ہوگئی اور جو
چیز کہ میں باریکی کو اوس کی نہیں پاسکتا تہا وہ تمام مجکو نظر آنے لگی میں اپنے واردات کو
علانیہ دیکہا اور اوس کی پوشیدگیوں سے بخوبی اطلاع پایا اور انوار کاشف اسرار
میرے لئے پیدا ہوے اور قوت روحی میرا قوی ہوگیا اور تمام پردے واردات
کے جل گئے اوس وقت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے میری طرف یک نظر فرماکر ارشاد
کیا خُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا یعنے پکڑ تو اوسکو زور سے اور
حکم کر اپنی قوم کو واسطے لینے اِس کے اچھی طرح ابوالحسن کہتا ہے قسم بخدائے عزوجل
بعد اِس کے حضرت مجہہ سے کوئی بات نہیں کئے میں نے اپنے مرشد کی طرف روانہ ہوا
اور اوسنے کچہہ نہ کہا شیخ نے خود فرمایا کہ میں تجہہ سے نہیں کہا تھا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ بادشاہ

بیان خرقۂ پشمینہ
و کشف اسرار
ابوالحسن بہ
حضرت

سے علم اور عرفا کا اور مالک ہے ذے افعال متصرفین صاحب بصیرت کا اور
تیرے واردات اسی قسم کے تھے کہ اگر شیخ عبدالقادر جیلانی رضہ نظر نفرماتا ہرگز کوئی
شئی تجھپر نہ کھلتی کیونکہ ادنے واردات اس مین ایسے تھے کہ عمر طویل نہ کھلے اور اگر
شیخ بزرگ تجکو خُذْھَا بِقُوَّةٍ نفرماتا ہرآئینہ تو مجذوبون سے کہ جس کے عقل جلیجاتے
ہین ہوجاتا اور حشربھی تیرا او نہین کے ساتھ ہوتا۔ اور جس وقت تجکو وَاْمُرْ قَوْمَكَ
کہا تجکو مہتدی کردیا کہ ہدایت پاوین تجھسے اقوام۔ اب تجکو اس حکایت بزرگ
سے واضح ہوگا کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ اہل قدرت اور تکوین اور تصریف سے ہین
اور اللہ کی دیئے قدرت سے جس چیز کو چاہے ثابت اور محو کرتا ہے انشا اللہ تعالے
تفصیل اس کی ضمن قول وَافْعَلْ مَا تَشَاۤءُ فَالْاِسْمُ عَالِیْ ؛ اور قول وَعَبْدُ الْقَادِرِ
الْمَشْھُوْرُ اِسْمِیْ مین بیان ہوگی۔ اور شیخ رضے اللہ عنہ بعد حصول قرب و وصال کے
شروع قول سَقَانِی الْحُبُّ سے فَھِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِ تک جو فرمایا ہے
محض واسطے فائدہ بیان اس کے ہے کہ مجھے مرتبہ قرب و وصال تام کا حاصل ہے اور
او سکو وصول تام ہے اور قول فَقُلْتُ سے فَمَا فِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِ تک بیان
حصول اس مرتبہ کا ارشاد کیا ہے اور اس مین یک اشارہ اس بات کا ہے کہ
مرتبہ ارشاد بعد حصول کمال اور وصال علی ماھوالاتم ہوتا ہے۔ اور خارج ہونا ورطون
سے گمراہی ناسوتی کے اور تفرقات شہوی بشری سے مقتضی ہے قوت روحی کو
اور وہ قوت روحی بدون خارج ہونے مہالک حیوانی جاذب بسوے اسفلیت خاکی
سے قریب محال ہے اس لئے شیخ رضے اللہ عنہ نے فرمایا ہے وَاُحْصِلَ الْاِیْمَانَ وَ
الْمَعْرِفَۃَ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَ قُوَّۃَ الْقُرْبِ ثُمَّ اُفْتَحَ طَبِیْبًا لِلْخَلْقِ نِیَابَۃً مِّنَ الْحَقِّ
عَزَّ اِسْمُہٗ وَیْلَكَ کَیْفَ مَسَّ الْحَیَّاۃَ وَ تَقَلُّبَھُمْ وَاَنْتَ مَا تَعْرِفُ صَنْعَۃَ
الْجَوَادِ وَلَا اَکَلْتَ التِّرْیَاقَ۔ اَعْمٰی کَیْفَ تُدَاوِیْ اَعْیُنَ النَّاسِ ؛ اَخْرَسُ

كَيْفَ نُعَلِّمُ النَّاسَ - جَاهِلٌ كَيْفَ يُقِيمُ الدِّينَ - مَنْ لَيْسَ بِحَاجِبٍ كَيْفَ يُقَدِّمُ النَّاسَ إِلَى بَابِ الْمَلِكِ - لاکن اس مقام مین باقی رہا یہ کلام کہ ناقص کو شغل بارشاد جائز ہی یا نہین - اکثر اس بات پر ہین کہ جائز نہین اور بعض جائز رکہے ہین اس لحاظ سے کہ بعد تعلق اسکے استکمال مرشد ناقص کا بہی واجب کرتا ہے ارشاد برکات اور انوار کو چنانچہ روایت کیا گیا ہی کہ حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اجازت دیئے یعقوب چرخی کو باوجود ہونے اوس کے مرتبہ ابتدائی مشتمل نقصان پر - اور فرمایا حکمت اسمی استکمال یعقوب چرخی کا ہے برکات انوار مشرقہ جماعت ہدایت یافتہ سے - مولف کہتا ہے میرا گمان غالب یہ ہے کہ سزاوار ہے کہ فائدہ ارشاد ناقص کا بوجہ صدور اوسکے کامل سے - بیداری مین جیسا کہ متحقق ہے حال مین یعقوب چرخی کے - یا عالم خواب مین جیسا کہ مشرف کیا مجکو اللہ تعالے اوس سے اوس حال مین کہ مین ذکر قلبی مین مصروف تہا - تفصیل اسکی یہ ہے کہ مینے خواب مین دیکہا کہ شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ نے مجکو فرمایا خُذْ هٰذَا الْعِلْمَ مِنِّيْ وَ اُطْلُبْ مُرِيْدِيْ تَحْتَ ظِلِّهٖ یعنے یہ طریق مجہ سے لے اور مریدون کو میرے نیچے سایہ کے بلا - پس جب مین بیدار ہوا میرے دل مین یہ بات جمگئی کہ یہ خواب سچا ہے لاکن یہ خیال ہوا کہ تمام احوال میرے معصیت کے ہین اور مین ظل او نکا کیونکر ہونگا اور میری طاقت طلب مرید شیخ کو کہان ہے - پس یکایک ایک شخص آیا اور میرے سے طریق قادریہ طلب کیا - اوس وقت مین نے اشارۃ کو حضرت رضی اللہ عنہ کے جانا کہ اسی لیئے تہی اور مشغول ارشاد کا ہوا - اور یقین کیا حکمۃ اس امر مین امداد دینا ہے میرے لیئے ترقی مین - کیونکہ مامور برزخ محض ہوتا ہے اور حقیقت مین مرشد ہی آمر ہے پس بات مامور کا ہے اور ہدایت امر کی سُبْحَانَهٗ عَزَّ بُرْهَانُهٗ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ لَهُ الْحَمْدُ وَ الْمُلْكُ (رشحہ) جاننا چاہیئے کہ جب اس مقام مین بیان ارشاد کامل اور ناقص کا آگیا ضرور ہوا کہ ذکر اسکا پورا کیا جاوے - وہ یہ ہے کہ مراد کامل

سے اصطلاح مین وہ شخص ہے جو متخلق باخلاق آلہیہ اور متصف باوصاف قدسیہ ہو
اور مکارم اخلاق کا اوسکو ملکہ ہوجاے جیسا کہ کرم اور جود اور سخا اور نصیحت اور حلم
اور حیا اور رفق اور شفقت اور وفا اور بے توجہی تعلقات دنیوی سے۔ اور تفاخر
ملکات روحانیہ کا۔ اور اعراض اہل دنیا سے۔ اور ترک اعتراض قضا و قدر پر اور صبر
بلا پر اور شکر نعمتون پر اور مخالفت نفس و ہوا کی اور پرہیز عجب و ریا سے اور تحلیہ
جور و جفا سے اور امتثال اوامر کی اور اجتناب نواہی سے بغیر ملال اور سختی کے حاصل
ہووے اور باوجود فقر غنا ظاہر کرے اور صدق و صفا اور تخلیہ قلب عن کل ماسوی
اور توکل اور تسلیم اور رضا و اشتغال ظاہر و باطن بامولےٰ ہووے۔۔ اور مفاخرت
فقر و فنا سے اور تواضع اور مروۃ اور فتوۃ اور اتقا اور عبادت معمولی مع الخوف
و رجا فراغت اور تنگدستی مین اور صلاح کلی مع العفت خلا و ملا مین اور ثابت قدمی
طریق شریعت روشن پر اور انفاق حلال سے فقیر سائل پر اور محبت مضبوط علما اور
صلحا سے اور توقیر مسافرون کی اور اہل معرفت کی اور خیر خواہی مسلمانون کی اور
طلب خیر خدا تعالے سے دشمنون کے حق مین اور علم و زہد اور تقوے ہووے۔ اگر
کوئی کہے کہ کامل کو واجب ہے یا نہین کہ عالم بعلوم ظاہری ہووے مثل نحو و صرف
اور تفسیر اور حدیث اور فقہ و علم کلام وغیرہ جو علوم مبنی دین کے ہین۔ جواب کہونگا
مین نہین بلکہ کامل کو واجب ہے کہ آراستہ ہووے علم کافی سے واسطے معلوم
کرنے اعتقادیات اور مسائل فقہیہ کے عملیات مین۔ اور بعد اسکے ضرور ہے کہ عالم
ہووے منازل واقعہ فی الطریق سے تا درمیان مشاہدات اور الہامات کے غلطی
نہ کرے اور تمیز کرے درمیان خواطر رحمانی اور ملکی اور نفسانی اور شیطانی کے
اگر نہین اون لوگون سے ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کے حق
مین فرمایا ہے مَنْ تَزَهَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ تَزَنْدَقَ یعنے جو شخص بغیر حصول علم کے زہد

اختیار کیا جہنمی ہوگیا۔ اِس لئے اصحاب کمال شرط کئے ہین کہ مرشد کامل مکمل اور لائق ہووے پاک عزیمت کا۔ اور سالک ہووے منازل طریقت کا۔ پس اسقدر علم اوسکو کافی ہے۔ اگر سوائے اس کے جامع ہو علوم ظاہرہ کا مثل عقلیات اور حکمیات اور نقلیات اور حقایق تعینیات اور معارف دینیات کا یہانتک کہ جس چیز سے سوال کرے جواب دیوے پس وہ نُورٌ عَلٰی نُورٍ ہے۔ اور اوسیکو کامل مکمل اکمل وارث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہرًا و باطنًا کہتے ہین۔ اور مورد فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ کا وہی ہے۔ اور وہ کبریت احمر اور کنز اکبر جامع درمیان مراتب طریقت اور حقیقت اور معرفت ہے۔ اور وہی انسان کامل اور انسان چشم انسان با برہان اور زمین مین خدا کا خلیفہ ہے۔ اور اوس کے سبب قلوب مردہ زندہ اور نفوس زندہ مردہ ہوتے ہین اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِاَنْوَارِ اَنْظَارِہٖ وَشَرِّفْنَا بِاَسْرَارِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ لَکَ الْحَمْدُ وَعَلٰی نَبِیِّکَ الصَّلٰوۃُ مَعَ الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ وَالنَّوَائِبِ (تقریب غریب) جاننا چاہیئے کہ ولایت یک حصّہ نبوت سے ہے چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی نے فص عزیر علیہ السلام مین کہا ہے کہ ولایت مثل یک آسمان محیط عام ہے منقطع نہین ہوتی ہے لاکن نبوۃ شریعت اور رسالۃ کہ وہ منقطع ہوتی ہے۔ اگرچہ اس مقام مین تفصیل تقاضا کرتی ہے بسط کو لاکن مین مقصود اوسکا مختصر بیان کرتا ہون وہ یہ ہے کہ ولایت عبارت ہے قیام عبد بالحق سے بعد فنا نفس اور تجلی ببقاء الٰہیہ کے۔ اور نبوت عبارت ہے سفارت سے بین العبد والحق کے اخبار الٰہیہ اور حقایق حقیقیہ سے۔ اور یہ سفارت یا مجرد اخبار ہوتی ہے معرفت ذات وصفات اور اسماء سے بعد تجلی ہونے کے مخبر پر پس یہ اخبار عام ہے خواہ ولی سے ہو یا نبی سے۔ یا یہ سفارت واسطے پہونچانے احکام شرعیہ اور تہذیب اخلاق شریفہ کے ہوتی ہے اور یہ عام ہے یا تعلیم حق تعالے سے ہو یا الہام یا وحی سے اور یہ احکام

بیان کیفیت ولایت و نبوت اور فرق درمیان انکے

بندہ پر لازم ہو جاتے ہیں اسیکو رسالۃ اور نبوۃ شرعیہ کہتے ہین۔ حاصل یہ کہ نبوۃ بمعنے انبار یعنے آگاہ کرنے کے ہے مطلقاً۔ اور یہ عموماً شامل ہوتی ہے ولایۃ اور رسالۃ شریعت کو۔ لاکن نبوۃ شرعیۃ پس وہ مقابل ہوتی ہے ولایت اور نبوت غیر شریعت کو جیساکہ وہ تعریف مین علماء امت کے واقع ہے اور اوسیکو نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہین نبوت نہین کہتے اِس لئے علماً امت کو نبی نہین کہتے ہین بلکہ ورثۃ الانبیاء کہتے ہین بوجہ اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ پس اسم نبی اور رسول بحسب اصطلاح بعد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کے کسی ایک پر اطلاق نہین کیاجاتا ہے۔ راز اسمین یہ ہے کہ اسم فاعل نبوت ورسالت کا جو نبی ورسول ہے ذات حق تعالےٰ پر اطلاق نہین کیا جاتا ہے کیونکہ کوئی نام خدا تعالےٰ کا اسماء مین نبی و رسول نہین ہے۔ لاکن ولایت جو اسم فاعل اِسکا ولی ہے اسماء الٰہی مین موجود ہے چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور یہ نام باقی رہیگا ابدالاباد تک۔ پس رسالۃ تشریع ختم ہوئی نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لاکن ولایت منقطع نہین ہوئی ہے۔ پس اس تصریح سے واضح ہے کہ ولایت اعم ہے نبوت سے کیونکہ نبوت مختص ہے رسول کو اس لئے کہا جاتا ہے کُلُّ رَسُوْلٍ نَبِیٌّ وَلَا عَکْسَ یعنے ہریک رسول نبی ہے عکس اسکا یعنے نبی رسول نہین ہوتا ہے برخلاف ولایت کے چنانچہ مقولہ ہے کُلُّ نَبِیٍّ وَلِیٌّ مِنْ غَیْرِ عَکْسٍ یعنے ہر نبی ولی ہوسکتا ہے لاکن ہر ولی نبی نہین ہوسکتا۔ اور ایسا ہی ہے بعض شروح مین لاکن مصنف کے نزدیک فرق اور ہے وہ یہ ہے کہ وِلَایَۃ بکسر واو کے معنے سے قرب کے ہے۔ اور فتح واو سے بمعنے تصرف فی الاشیاء ہے۔ پس ولی صیغہ صفۃ کا ہے جائز ہے کہ اوسکو ماخوذ ہووے دونون معنے سے کیونکہ قربت حق تعالےٰ سے

بیان اقسام اولیاء اللہ
اور اصحاب اربع

حاصل ہوتا ہے تصرف اکوان مین بہی پس نبوت جو یعنے اخبار اور سفارت کے ہے اوسکو واجب ہے توجہ خلق کی طرف اور جب اوسکو نسبت خالق کی طرف ہووے وہ افضل ہے نسوبیت خلق سے اس لئے کہا گیا ہے اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ یعنے جہت قرب حق کا افضل ہے جہت عبد سے ۔ پس اِس سے یہ لازم نہین ہوتا ہے کہ ولی افضل ہے نبی سے بسبب جامع ہونے دونون مرتبون کے قرب حق اور رسالت خلق کے انشاء اللہ تعالے تفصیل اِس حقیقت ولایت کی ضمن قول کُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ مین بیان کی جائیگی ۔ پس اولیا رسائر طے کرتے ہین راہ ولایت کے یعنے قرب اور کمال باطن نبوۃ مین اقسام ہین (۱) عابدون ہین وہ لوگ منع کئے ہین طریق تزلزل کو ضابطہ سے شریعت معلومہ کتاب وسنت کے فرایض اور واجبات اور سنت ومستحبات سے (۲) زاہدون وہ لوگ ہین جو ترک کئے ہین حرام دنیا ومشتبہات اور مباحات کو واسطے رضا حق تعالے کے اور اپنے دل کو اسباب سے خالی کئے (۳) عارفون ہین وہ لوگ اپنے کمالات ادراک شہودی سے جو قول کَاَنَّکَ تَرَاہُ ہے معرفت حق تعالے کی حاصل کئے ہین اور عمل ریا اور سمعہ سے خلاص پائے ہین ۔ اور وہ لوگ جلال اور عظمت تعالے دیکھکر خطر عظیم مین رہتے ہین ۔ یہ مدارج ولایت عامہ کے ہین جو آیۃ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ مین مذکور ہے ۔ اور بعد اِنکے یک فریق مجاذیب کا ہے وہ لوگ ماہیان دریاے وجود کو اپنے آتش عشقِ الٰہی سے جو صفت اوس کی نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ ہے جلائے ہین ۔ اور یہ احتراق از روی غلبت اور فنا سے ہوتا ہے یعنے وجود اِنکا مستغرق دریاے عدم ہوگیا ہے وہ لوگ تکالیف شرعی سے معاف ہین کیونکہ مدار تکلیف کا عقل پر ہے اور وہ اوس سے معدوم ہین ۔ اور یک فریق اولیاء کا سالکون ہے اس مین دو گروہ ہین (۱) ابن الوقت ہین جذبہ کو برداشت کرکر

ہین اور نہ - صوفی جذب اور سکر کا پینے ہین اور پھر سکر سے صحو مین آتے ہین وحدت صرف سے مطالعہ کثرت اور مرتبہ جمع سے تفرقہ کی طرف رجوع کرتے ہین - وسائل عبادت اور اذکار کو فرایض و واجبات اور سنن و مستحبات سے جانکر رعایت اوسکی کرتے ہین - لاکن فی الجملہ اپنے حال مین مغلوب رہتے ہین کیونکہ وہ انتہار مرتبہ تلوین مین ہوتے ہین اس لئے مجاہدہ مین سعی کل کرتے ہین تاکہ جو سکر سے اور تلوین سے باقی ہو محو ہو جاے (۲) مرتبہ دوسرا در حقیقت مرتبہ تیسرا ہے وہ یہ ہے وہ موج تلوین اور استغراق سے نکلکر کنارہ صحو و تمکین پر پہنچ جاتے ہین - اور کثرت کو آئینہ وحدت مین بخوبی تمیز کرتے ہین - اور اسی وجود مین اپنے مشاہدہ حق کا کرتے ہین یہ لوگ ارشاد بندگان کے لئے کامل ترہین - اور ہدایت اونکی راہ رشاد کی طرف ہوتی ہے - اور یہ لوگ تمامی تکالیف شرعی کو فرایض و واجبات وسنن سے بالراس والعین قبول کرتے ہین - اور اوسکو مثل لازم بالدین پورا پورا ادا کرتے ہین - اور یہی لوگ توحید حقیقی کو پہونچے ہین اور شراب سرخ نورانی پیالہ تحقیق سے پیئے ہین - اور باوجود شاغل ہونے اس کثرت کے شراب وصال حق کا نوش کرتے ہین - اور باوجود اس کے کہ اقدام اونکے پستی زمین پر ہین لاکن عرش کمال پر ترقی کرتے ہین گویا قدم انکے زمین پر اور ہمت انکی آسمان پر ہے - ظاہر مین یہ ارضی ہین حقیقت مین سماوی ہین - پس واسطے ہر یک فرقہ کے ان تینون سے اقسام و اطوار ہین اگر بیان اوس کا ہو کتاب کئی جلد ہو جاوے گی اس لئے مختصر تہوڑا ایک اوس سے حسب اقتضاے وقت بیان کرتا ہون - جاننا چاہیئے کہ اولیا راللہ کئی اقسام ہین از انجملہ بعض اقطاب ہین اور بعض افراد اور بعض اوتاد اور بعض بدلا اور بعض نجبا اور بعض نقبا - لاکن اقطاب وہ لوگ ہین کہ جنکے وجود سے وجود خلائق اور شہود حقایق کا ہوتا ہے گویا وہ اقطاب مثل مرکز افلاک واسطے بقار کائنات کے

بیان اقسام اولیاء

ہین - اور قطب کبھی قطب ارشاد ہوتا ہے گمراہان اوس سے ہدایت پاتے ہین -
اور عاصیان فلاح کو پہونچتے ہین - اور وہ واسطے جدا کرنے اندہیریان کفر اور
بطلان کے مثل شمس اور بدر کے ہوتے ہین - کبھی وہ قطب یک ہوتا ہے
اور کبھی متعدد ہوتے ہین اور وہ ہریک رجوع کرتے ہین اپنے سید کی طرف وہ
سید نام کیا جاتا ہے قطب الاقطاب - اور کبھی قطب افراد سے ہوتا ہے - اور افراد
اس لئے نام کئے گئے ہین کہ وہ اپنے کمالات مین سابق ہین - پس جو شخص فرد ہو
اپنے حال اور مقام مین وہ فرد قطب مدار ہے معاد اور ملاذ عالم اوسی پر ہے
اور کبھی وہ قطب اوتاد ہوتا ہے - اوتاد گویا میخ ہین واسطے عدم تزلزل عالم کے
اور سلطنت بنی آدم کے وَجَعَلْنَا الْجِبَالَ اَوْتَادًا مراد انہین سے ہے - اور
یہ بزرگ افراد کے سبب زمین و آسمان خشکی و دریا مین قائم ہین - اور قطب
انکا قطب مدار ہے و ملجا ہر درجہ تلوین و تکوین عالم موجود کا ہوتا ہے - اوس قطب
کو اگر قطب ملاذ کہین بعید نہین ہے - اور بدلا بھی یک فرقہ ہے ابدلیا کا سبب
بدل کرنے حق تعالے کے روز بروز کمالات کو اونکے اونکو ابدال کہتے ہین - اگر یک
انہین سے اس عالم سے نقل کرے اوسکی جاے دوسرا قائم ہوتا ہے - انہین کے
سبب حق تعالے زمین پر پانی برساتا ہے اور موالید نکالتا ہے - اور شرح قصیدہ
تائیہ مین کہتا ہے کہ قطب اصطلاح مین اکمل انسان کو کہتے ہین جو مقام فردیت مین
متمکن ہے اور احوال خلایق اسی پر دور کرتا ہے اور وہ قطب قطب ہے بہ نسبت
اوس چیز کے جو عالم شہادت مین مخلوقات سے ہے - جب یہ قریب وفات کے ہوا قرب
ابدال سے اوسکی جلے قائم کرتے ہین - پس اس سے ظاہر ہے کہ مقام اوسکا اکمل
ابدال کا ہے - اور جو قطب جمیع مخلوقات کا عالم غیب و شہادت مین ہوا اوسکا قائم مقام
کوئی ابدال سے نہین ہوتا ہے اور کوئی بندون سے اوس کا جانشین نہین ہوسکتا ہے

اور وہی قطب الاقطاب ہے ۔ عالم شہادت مین کوئی قطب اوسپر سبقت نہین کرسکتا ہے اور نہ خلیفہ ہوسکتا ہے ۔ درحقیقت وہ روح مصطفوی ہے جو مخاطب ہے بکلمہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْكَوْنَ اور ظل اسی معنی کا ہے جو شیخ رضی اللہ عنہ نے دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے
أَنَا قُطْبُ الْأَقْطَابِ حَقِيقَةً فَلَا قُطْبَ إِلَّا إِنَّنِي أَقَمْتُهُ یعنے مین قطب الاقطاب حقیقی ہون کوئی نہین ہے قطب مگر مین اوسکو قائم کیا ہون اور بنظر اسی مرتبہ کے حضرت نے فرمایا ہے أَعْطَانِي الْمَوْلَى أَجَلَّ وِلَايَةٍ وَقَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ اور اس شرح مین کہا گیا ہے ابدال یک طائفہ ہے اولیا راہل محبت اور کشف اور مشاہدہ اور حضور سے وہ لوگ لوگون کو توحید اور اسلام کی طرف دعوت کرتے ہین ۔ اور خدا تعالے اپنے بندون اور شہرون پر انہین کے سبب رحم فرماتا ہے اور انہین کے سبب بلا اور فساد کو بندون اور شہرون سے دفع کرتا ہے چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حکایۃً عن اللہ مرقوم ہے کہ حق تعالے فرمایا ہے ۔ إِذَا كَانَ عَلٰى عَبْدِي الْغَالِبُ هُوَ الْاِشْتِغَالُ بِي جُعِلَتْ هِمَّتُهُ وَلَذَّتُهُ فِي ذِكْرِي فَإِذَا جُعِلَتْ هِمَّتُهُ وَلَذَّتُهُ فِي ذِكْرِي عَشِقَنِي وَعَشِقْتُهُ وَرَفَعْتُ الْحِجَابَ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَا يَسْهُوا إِذَا سَهَى النَّاسُ أُولٰئِكَ كَلَامُهُمْ كَلَامُ الْأَنْبِيَاءِ أُولٰئِكَ الْأَبْدَالُ حَقًّا أُولٰئِكَ الَّذِينَ إِذَا أَرَدْتُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ عُقُوبَةً وَعَذَابًا ذَكَرْتُهُمْ فِيهِ فَصَرَفْتُهُ بِهِمْ عَنْهُمْ یعنے حق تعالے فرماتا ہے کہ جب میرے بندے کو میرا شغل غالب ہوتا ہے اوسکا قصد اور لذت میرے ذکر مین ہوتا ہے اور وہ میرا عاشق ہوتا ہے اور مین عاشق اوسکا اور پردہ درمیان کو اوٹھا دیتا ہون جیسا دوسرے لوگ مجھے بھولتے ہین وہ نہین بھولتا ہے ۔ ایسے بندون کا کلام مثل پیغمبرون کے ہوتا ہے دراصل یہی ابدال ہین اور یہ لوگ ایسے ہین کہ اگر مین کوئی شخص اہل زمین پر عذاب کرنا چاہتا ہون انسے بیان کرتا ہون اور انکی

شفاعت سے اوسکی عذاب کو پہیر دیتا ہون۔ اور وہ ابدال چالیس مرد ہوتے ہین ہریک
کو اونسے ایسا درجہ ہوتا ہے کہ اول اوسکا فوق آخر درجہ صالحین کے ہوتا ہے اور آخر
درجہ اونکا فوق اول درجہ قطب کے ہوتا ہے۔ اگر کوئی انہین سے انتقال کرے
بدل کرتا ہے حق تعالے اوس کی جاے پر اوس شخص کو جو اونکی محبت کے درجہ کے
متصل ہو۔ اور ایسا ہی علی الترتیب شخص تحت کو فوق پر ترقی ہوتی ہے یہان تک
کہ اول درجہ مین اونکے کوئی صالحین سے داخل کیا جاتا ہے اور ہمیشہ تعداد اونکی
کامل رہتی ہے۔ اور جب قیامت ہوگی تمام یک وقت روح قبض کیئے جائین گے
چنانچہ حدیث مین وارد ہے اَلْبُدَلَاءُ اَرْبَعُوْنَ اِثْنَا وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَ ثَمَانِيَةَ
عَشَرَ بِالْعِرَاقِ كُلَّمَا مَاتَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ بَدَّلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ اٰخَرَ فَاِذَا جَاءَ الْاَمْرُ
قُبِضُوْا كُلُّهُمْ ۔ اور شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے (فتوح الغیب) مین فرمایا ہے كَثِيْرًا
مَا يُطْلَقُ الْبُدَلَاءُ عَلَى الْمَرْتَبَةِ الْمُنْتَهِيَةِ مِنَ الْوَلَايَةِ یعنے اگر کوئی ولی مرتبہ نہایت
کو پہونچ جاے اوسکو بہی ابدال کہتے ہین۔ پس ممکن ہے تطبیق اِس کلام کی اگر غور
کیا جاے۔ لاکن اوتاد وہ تین ہین نہایت اعلی درجون سے۔ اور جب قطب
وقت انتقال کرے انہین سے کوئی یک اوسکی جاے قائم ہوتا ہے۔ پس ہریک
قطب اقطاب عالم شہادت سے مسبوق ہے اخیر کو کیونکہ قطبیہ حادثہ ظاہرہ اوتاد
بدل ہوتی ہے قطب الاقطاب کے ساتہ۔ اور اقطاب عالم غیب کے سابق غیر مسبوق
ہین قطب آخر سے تا بدل اونکا ہو قطب الاقطاب سے۔ اور تحقیق نجباء ونقباء کی
ضمن قول رضے اللہ عنہ کے جو وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَاِنِّيْ عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ
مین مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالے لاکن اِس مقام مین یک مختصر حدیث بیان مجمل
اولیاء اللہ سے روایت کی جاتی ہے عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى فِي الْاَرْضِ ثَلٰثَمِائَةَ

شخص قلوبهم علی قلب آدم علیہ السلام۔ ولہ اربعون قلوبهم علی قلب موسیٰ علیہ السلام۔ ولہ سبعۃ قلوبهم علی قلب ابراہیم علیہ السلام۔ ولہ اربعۃ قلوبهم علی قلب جبرئیل علیہ السلام۔ ولہ ثلث قلوبهم علی قلب سیکائیل علیہ السلام۔ ولہ واحدۃ قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام فاذا مات الواحد بدل اللہ مکانہ من الثلاثۃ۔ واذا مات واحد من الثلاثۃ ابدل اللہ مکانہ من الاربعۃ۔ واذا مات واحد من الاربعۃ ابدل اللہ مکانہ من السبعۃ۔ واذا مات واحد من السبعۃ ابدل اللہ مکانہ من الاربعین۔ واذا مات واحد من الاربعین ابدل اللہ مکانہ من ثلث مائۃ۔ واذا مات واحد من ثلث مائۃ ابدل اللہ مکانہ من العامۃ۔ یدفع اللہ البلاء عن الامۃ ببرکتہم ثم ان الواحد الذی قلبہ علی قلب اسرافیل یسمی قطب الاقطاب وغوث الاعظم وھو اعلیٰ من جمیع الاولیاء وھو مظہر بطون نبوۃ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ یعنے ہر مرتبہ جو غوثیت اور قطبیت کا ہے عطا کیا گیا ہے حضرت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کو چنانچہ حضرت نے دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے انا قطب اقطاب الوجود حقیقۃ علی سائر الاقطاب قولی وحکمی فلا شیخ الا اننی قد اقمتہ، ولا قطب الا کان تحت ولائی اور ہم جو مرتبہ غوث اور قطب کا بیان کئے ہین وہ خاص جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کو دیا گیا اور یہ مرتبہ غوثیۃ جو خاص حضرت کو دیا گیا ہے غوثیۃ ثقلین کا ہے اور فوق اسکے مرتبہ نہایت خاصہ اور خلافت مخصوصہ اپنے جد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اس لئے حضرت کو تمامی اولیا پر ترقی ہوئی اور قطب الاقطاب غوث الاعظم ہوکر مرتبہ غوث الثقلین کو پہونچے اور اوس مرتبہ خلافۃ و نیابۃ مخصوصہ

بیان مرتبہ خاص حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ اور ثبوت اطلاق قدم ایشان بر اولیاء مقدم و موخر

محمدی مین اپنے یک قصیدہ مین فرمایا ہے فَاَعْطَانِی الْمَوْلیٰ اَجَلَّ وِلَایَتِہٖ، لَمْ یُعْطِھَا لِغَیْرِیْ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ، اور مطلع مین اوسکے فرمایا ہے وَ جُوْدِیْ سِرِّیْ فِیْ سِرِّ سِرِّیْ حَقِیْقِیٌّ، وَمَرْتَبَتِیْ فَاقَتْ عَلیٰ کُلِّ رُتْبَۃٍ، پس اے صاحبان عقل غور کرین کہ جو شخص قید کرے قول رضی اللہ عنہ وَ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلیٰ رَقَبَۃِ کُلِّ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ کو زمانہ اور مرتبہ کے ساتہ حال اوس شخص کا کیا ہوگا۔ اور یہ قید بالکل خلاف ہے کلام رضی اللہ عنہ سے بلکہ عکس مقصود شیخ کا ہے چنانچہ کچہہ بیان اسکا ہوا ہے اور باقی قریب ضمن قول وَاَقْدَامِیْ عَلیٰ عُنُقِ الرِّجَالِ، مین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ اگر کوئی کہے کہ جو ولی قلب اوسکا قلب اسرافیل پر ہو وہ بزرگ زیادہ ہوتا ہے تمام اولیاء سابق سے کہ جنکے قلوب قلوب انبیاء علیہم السلام پر ہین اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ قلب اسرافیل اَصْفیٰ ہے قلوب انبیاء سے اور یہ بات بالکل خلاف مذہب ہے۔ جواب کہونگا مین کہ یہ بات ہرگز لازم نہین ہوتی ہے کیونکہ اسرافیل یک فرشتہ ہے نورانی رتبہ اوسکا جبرئیل و میکائیل علیہ السلام سے فوق ہے اور اوسکو علو و صفا کے ساتہ مناسبت ہے لاکن انبیاء علیہم السلام رتبہ اونکا بلند زیادہ ہے ملائکہ سے کیونکہ وہ جامع ہین درمیان بشریۃ اور ملکیۃ کے۔ پس وہ اِس جہۃ سے افضل ہین ملائکہ سے۔ اور اس سے قلب صفوت قلب اسرافیل لازم نہین آتی ہے۔ اور اِسمین دوسرا یک وجہ لطیف تر ہے اِس کی انشاء اللہ تعالےٰ قریب بیان ہوگا۔ اور وہ تین اولیا جو قلب میکائیل پر ہین وہ افراد ہین۔ اور یہ لقب اونکا اِس لئے ہوا ہے کہ وہ تجلی فردیت مین بواسطہ متابعت حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوشیدہ حال ہین ازروے تحقیق کے۔ اور کہے ہین کہ وہ افراد بسبب نہایت کمال کے خارج ہین دائرۂ تصرف سے قطب الاقطاب کے لاکن شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ جیسا قطب الاقطاب ہین ویسا ہی قطب الافراد بہی ہین

چنانچہ یک قصیدہ مین فرمایا گیا ہے آنَا فَرْدُ الْفَرْدِ لَا شَرِیْكَ لَہٗ ۔ سُبْحَانَہٗ مِنْ مَلِیْكٍ غَیْرَ مَغْلُوْبِیْ ۔ یعنے یہ مرتبہ فرد الفرد کا ایسا کیا ہے کہ اس مرتبہ مین کوئی مشارکت نہین کرسکتا ہے گو وہ قطب الافراد ہووے ۔ اور چہار اولیا جو اوتا دین اربعہ جہات عالم مین قائم ہین ۔ اور اولیا ابدال اینان حضرت تعالے ہین زمین میں اور وہ سات نفر ہوتے ہین ۔ اور نجبا چالیس ولی ہین اور انہین کو مردان غیب کہتے ہین اور ادنے مرتبہ کے اولیا مراتب اولیا مذکورسے نقبا ہین وہ تین سو ہوتے ہین اور یہ تمام اولیا قیامت تک ہوتے رہین گے کیونکہ بقا عالم کا انہین سے ہے جبتک خداتعالے چاہے ۔ لاکن جاننا چاہیئے کہ تمام اولیا بعد قیامت تک اونکو مرتبہ مراتب حقیقی سے نہین ہے بلکہ بہ نیابت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہے چنانچہ حضرت نے یک قصیدہ مبارک مین فرمایا ہے مَا فِی الْقِیَامَۃِ مَنْھَلٌ مُسْتَعْذِبٌ اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ ۔ اَوْفِی الْوِصَالِ مَکَانَۃٌ مَخْصُوْصَۃٌ ۔ اِلَّا وَمَنْزِلَتِیْ اَعَزُّ وَاَقْرَبُ ۔ اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ۔ اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ ۔ مصنف کہتا ہے ذٰلِكَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِنْ ذٰلِكَ فَاْتُوْا بِدَلِیْلٍ مِنْ مِثْلِہٖ یہ جو کچھ کہ مینے بیان کیا ہون انوار التجلی شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کی ہے فَمَنْ اَنْکَرَ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا یُنْکِرُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَجَابَ فَقَدْ اُجِیْبَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہِ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا فِیْ شَرْحِ ھٰذِہِ الْقَصِیْدَۃِ الْمُبَارَکَۃِ بِفَضْلِكَ وَکَرَمِكَ یَا کَرِیْمُ یَا رَحِیْمُ (طریق انیق) یعنے راہ صواب یہ ہے کہ جب کوئی یک آوے دروازے پر بادشاہ ذی اقتدار کے کہ جسکو چاہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہے ذلت دیتا ہی ایسا ہوئے چاہیئے کہ کلاہ غرور و تکبر اور خود بینی کے سر سے اوتارے اور گھوڑے سے اوترے بلکہ ہتیار بھی نکالدے اور مثل یک رعیت فرمانبردار کے جو منتظر حکم بادشاہ برہنے شمشیر کا ہوتا ہے اور مثل یک قصور مند کے جو سزا

ذکر ابدال اور مردان غیب جو سات ہیں اور نجبا اور نقبا

بیان طریق ادب بارگاہ اولوالعزم

سنتے ڈرتا ہے چند۔ اور باوجود صلاح حال کے مانند اہل غشی موت کے جو پا برجا نہیں
رکھ سکتے ہیں اور تمام کمالات کو اپنے وبال سمجھتے ہیں اور اپنے نفوس کو ملامت کرتے
ہیں اور نفس کو ادب دیتے ہیں کہ تو خدمت بادشاہ جلیل کے کچھ نہ کیا اور شرماتے ہیں
اور مناجات کرتے ہیں یَا اَیُّھَا الْمَلِکُ اَنْتَ مَلِکٌ وَ اَنْتَ مَلِکُ الْمُلُوْکِ لَیْسَ
لَنَا بِبَابِ دَارِکَ قَدَمُ مُنَاسِبَۃٍ حَتّٰی نَدْخُلَ فِیْہِ لَا قَدَمَ لَنَا اِلَّا النَّدَامَۃُ وَ
الْحَیْرَۃُ اِنْ کَرَّمْتَ عَلَیْنَا فَبِھَا وَ اِلَّا فَنَحْنُ عَلٰی وَجَلٍ مِنْ مَھَابَۃِ ھٰذَا الدَّارِ وَ عَظَمَۃِ
شَانِ الدِّیَارِ خُذْنَا بِیَدَیْ فَضْلِکَ وَ کَرَمِکَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا فِیْ
ذٰلِکَ اِنَّکَ عَلٰی مُوَاسَاۃِ الْغُرَبَاءِ الْعُجَزَاءِ شَفِیْقٌ وَ بِالضُّعَفَاءِ فِیْ کُلِّ اَمْرٍ رَفِیْقٌ
مناجات کرے اور آوے۔ اس لئے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اقطاب کو بتعلیم امام
خبر مبتدا
و نزول باب اپنے اشارہ فرمایا کہ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْقُوْا کَاسَاتِ الْوِصَالِ وَ شَرْبَاتِ
الْکَمَالِ فَاخْلَعُوْا اَوَّلًا نِعَالَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ عَنْ رِجَالِکُمْ وَ انْزِلُوْا مِنْ مَرَاکِبِ
الْکَمَالَاتِ الْحُسْبَانِیَّۃِ لِاَنْفُسِکُمْ مِمَّا جَاھَدْتُّمْ مِنْ قَبْلُ فِیْ تَحْصِیْلِھَا وَ الْقُوْا مَا فِیْ
اَیَادِیْکُمْ مِنَ الْاَغْرَاضِ وَ الْاَعْوَاضِ عَلَی الْعِبَادَاتِ مِنْ حُبِّ الْجَاہِ وَ الرِّیَاسَۃِ
الْبَاطِنَۃِ وَ اَوْضَعُوْا سِلَاحَ الْخَوَارِقِ وَ الْکَرَامَاتِ مِمَّا لَبِسْتُمْ وَ اسْلِبُوْا خُوْدَۃَ الْعِزِّ
مِنْ مَفَارِقِکُمْ وَ انْزَعُوْا جَمِیْعَ التَّجَمُّلِ مِنْ اَبْدَانِکُمُ الظَّاھِرَۃِ وَ الْبَاطِنَۃِ وَ اَسْرِعُوْا
اِلَیَّ کَاَحَدٍ مِنَ الْغُرَبَاءِ الْعُرَاۃِ الْعَالَۃِ ثُمَّ ارْتَقُوْا عَلٰی بَابِیْ تَوَقُّفَ الْمُسْتَاْذِنِ
مِنَ الْمَلِکِ اِنْ اُذِنْتُمْ فَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالٌ وَ جُنُوْدٌ مِنَّا لِاَنَّکُمْ اِذَا دَنَیْتُمْ
کُنْتُمْ فِیْ ظِلٍّ وَ یَقِیْنٍ مِنَّا فَاَنْتُمْ مِنَّا تَفَازُوْنَ بِالْغَنِیْمَۃِ مَا لِتِیْجَانِ الْخِلْعَاتِ
الْمُطَرَّزَۃِ بِطِرَازِ الْعَزْمِ لِاَنَّ السُّلْطَانَ یُکَرِّمُ الْجُنْدِیَّ الْعَائِمَ فِیْ بِسَاطِ اٰدَابِہٖ
کَثِیْرَ اِکْرَامٍ وَ مَعَ ذٰلِکَ لَا یَغْتَرُّوْا عَلٰی ھٰذَا الدُّخُوْلِ بَلْ کُوْنُوْا عَلٰی خَوْفٍ مِنْ مَھَابَۃِ
الْمَلِکِ لِاَنَّ الْمُلُوْکَ لَا رَبْطَ لَھُمْ بِاَحَدٍ وَ لَا مُنَاسَبَۃَ لِفَرْدٍ مَعَھُمْ فَاِذَا کُنْتَ عَلٰی

تُحِبُّوْنَ فَاسْتَخِيْرُ وَاسْتَأْذِنْ فِيْ كُلِّ لَحْظَةٍ اِذْ نَاجَدِيْدًا عَلٰى خَوْفٍ جَدِيْدٍ وَانْظُرْ اِلٰى مَهَابَةٍ عَظِيْمَةٍ لِلْمَلِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اِلٰى اَجَلِهٖ وَيَظْهَرُ الْاَمْرُ الَّذِيْ عَلَيْهِ اَسَاسُ اَمْرِكَ ۔ چنانچہ یہی عبارت سے اشارہ کیاہے شیخ بزرگ نے کتاب بزرگ (فتوح الغیب) مین اَللّٰهُمَّ اَرْشِدْنَا بِفُتُوْحِهٖ اور چاہیئے کہ جب دروازہ پر بادشاہ کے جاوے بجز لیجانے کے اپنے اختیار سے نجاوے تا بادشاہ کی جانب سے تیرے لئے مکر و فریب نہ ہووے اور جب تو اپنے اختیار سے نجاوے گا بلکہ سلطان خود تجھے بلواوے گا کوئی طرح تعذیب نہ کرے گا کیونکہ عقوبت بوجہ خود اختیاری و عدم صبری للہ بے ادبی اور ترک رضا سے ہوتی ہے ۔ تصریح اِس کی یہ ہے کہ غلام کو ضرور ہے کہ ہمیشہ سفالۂ پرانی اور عزت اور شرافت بادشاہ پر نظر کرے اگر بادشاہ اپنے غلام ذلیل کو اپنے مسند پر آنے کا حکم کرے غلام کو چاہیئے اپنے ذلیل مرتبہ کا خیال کرے مسند بادشاہ پر جانے جلدی نہ کرے اگرچہ خود بادشاہ حکم دے کیونکہ ذلت غلام کی مانع ہے واسطے دخول اوس مقام شاہی کے ۔

اور ایسے ہی عبارت شیخ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب بزرگ (جلاء الخاطر) مین فرمائی ہے يَا غُلَامُ اِذَا دَخَلْتَ اِلٰى عِنْدِيْ فَاَلْقِ عِلْمَكَ وَ رُؤْيَةَ نَفْسِكَ اُدْخُلْ بِلَا شَيْءٍ مُفْلِسًا اِذَا جِئْتَ وَاَنْتَ تَرٰى عِلْمَكَ وَنَفْسَكَ حُجِبْتَ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِيْ اُشِيْرُ اِلَيْهِ اور یہ کلام شیخ رضی اللہ عنہ کے بلاغت کلام پر واقف ہووے مخفی نرہے کہ کلام شیخ بلفظ اِلٰى عِنْدِيْ مین کئی لطائف ہین ۔ پہلا یہ کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمارے دروازۂ جلال مین آنا چاہے ۔ چاہیئے کہ تمام چیزون سے جو اوس کے لئے خالی ہوکر داخل ہووے تا لایق نظر شافی کے ہووے ۔ دوسرا یہ کہ داخل ہونا موضع قریب میرے دار کا زائل کرنے والا ہے پندار اور کمال حاصل ماقبل کا کیونکہ بادشاہان غارت کرتے ہین

خلعت سابقہ کو پس خلعت جدید بادشاہ سے بغیر نکالنے خلعت سابقہ کے نہین ملتی ہے۔ تیسرا یہ کہ بارگاہ قرب حضرت کا یہ حال ہو واصل کا کیا حال ہوگا۔ پس وہ واصل تمامی رسوم اور علوم اور مشاہدہ اور شواہد کو اپنے محو کر دیتا ہے۔ اور حکم دخول مفلسانہ مین اشارہ ہے تخلیہ کلیہ کا تاکہ لایق تجلیہ کے ہووے کیونکہ جلار مع الکدورت نمود ظاہری ہے اور جبکو باطن نہین ہے وہ مثل صورت بے حیات کے اور کلام بے معنے کے ہے۔ پس جبوقت مفلس ہوجاسے اس سے۔ امان مین خداتعالے کی ہوتا ہے۔ اور اشارہ ہے اس بات کا بہی کہ سائل کو ضرور ہے کہ بعد خالے ہونے کیسہ اپنے بالکلیہ سوال کرے کیونکہ اگر کیسہ مین اوس کے کوئی چیز دیکھی جاوے اوس چیز کو کہ جو بادشاہ دیوے مقابل نہین ہوتی ہے۔ حاصل یہ کہ اپنے نفس کا دیکھنا خبیث ہے کیونکہ پاک اور پلید یک کیسہ مین جمع نہین ہوتے ہین۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قُلُوْبَنَا خَالِيَةً عَنِ الْغَيْرِ مَمْلُوَّةً بِمَعْرِفَتِكَ يَا اَللهُ يَا رَبِّ

پس جبوقت شیخ رضے اللہ عنہ نے فرمایا لِمُّوْا وَادْخُلُوْا یہ اشارہ ہے تخلیہ کلی کی طرف اور جب کہا اَنْتُمْ رِجَالِیْ اشارہ فرمایا طرف اسکے کہ جو چیز تمہارے پاس ہے وہ لایق اعتبار کے نہین ہے۔ اور تم جب داخل ہوگے میرے مکان مین کیسے تمہارے بھرجاینگے جنس دنانیر سے میرے خزانہ کے اور لباس تمہارا میرے خلعتون سے پہر تمکو ابدیۃ غائلہ زوال اور حادثہ انتقال کا نہ ہوگا فَاسْتَعِدُّوْا وَهِمُّوْا وَاشْرَبُوْا اور یہ آخر ابیات تک اشارہ ہے کہ ارادت تمہارے مفید للارشاد اور موجد للاستعداد اور تخلیہ حوصلہ ہے۔ اور قاعدہ کلیہ ہے کہ مبتدی اور منتہی ہمیشہ طالب ترقی رہین اور خالی ہوجاتین اوس چیز سے جو حاصل ہے تاکہ آسانی ہو طرف مرجوع سکے اور حیرانی نہ ہو طرف احراز مدعو کے ہر مرتبہ مین شیخ اجل سے نبی مرسل تک اور وہان سے حضرت عز وجل تک۔ ایسا ہی عمل ہو ہر مرتبہ مین بملاحظہ ابتدا اور توسط اور

انتہا کے ۔ گویا قول مین لمّوا واد خلوا کے تمام طریق سلوک کے بیان کئے گئے ہین ۔
اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لِیْ مُرَادَ الشَّیْخِ الْاَجَلِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِیْ ھٰذِہِ الْقَصِیْدَۃِ
الْمُبَارَکَۃِ وَزِدْنِیْ عِلْمًا فِیْہِ بِحُرْمَتِ النَّبِیِّ وَاٰلِہِ الْاَمْجَادِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ یَارَبِّ یَاحَفِیْظُ اِنَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ مِنْکَ الْمَبْدَءُ
وَاِلَیْہِ الْمَعَادُ (ایضاً تحقیق انیق) بیان حال اور مقام مین از روے لغت اور اصطلاح
کے ۔ پس حال لغت مین مشتق ہے حول یعنے گردش سے ۔ چونکہ صاحب یک ہیئتہ سے
دوسرے ہیئتہ کے طرف پلٹ جاتا ہے کہ اس لئے اس ہیئت کو حال کہتے ہین چنانچہ
کہا جاتا ہے سُمِّیَ الْحَالُ لِتَحَوُّلِہٖ اور یہ معنے اولے ہے اوس سے جو کہا گیا ہے کہ حال
بتشدید لام اسم ہے اوس چیز کا جو حلول کرتی ہے دل مین قبض اور بسط اور
فرح وغم سے ۔ اور رد کرتی ہے اسکو یہ تشریح کہ حال جمع کرتا ہے احوال کو چنانچہ
مذکور ہوا ۔ اور مقام فتح میم سے موضع قیام کو کہتے ہین اس لئے کہ اوس مرتبہ مین سالک
کو قیام اور استقرار حاصل ہوتا ہے چنانچہ قول جبرئیل کا ہے وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلَہٗ مَقَامٌ
مَعْلُوْمٌ ۔ اور وہ مقام ضم میم سے جو مشہور ہے غیر ثابت ہے ۔ اور جو لفظ مَقَامٌ
قرآن مجید مین ضم کے ساتھ ہے وہ سواے اصطلاح اہل سلوک کے ہے ۔ لاکن
اصطلاح مین حال عبارت ہے اوس چیز سے جو وارد ہوتی ہے دلپر بخشش محض الٰہی
سے بغیر تعمّل وکشش کے مثل حزن اور خوف کے ۔ اور وہ حال زایل ہوتا ہے
ظہور صفات نفس سے خواہ بعد اوسکے ویسا ہی ظہور ہو یا نہ ہو پس جب وہ حال دائمی
اور ملک اوس کی ہوجاے اوسیکو مقام کہتے ہین ۔ پس مقام وہ مقام بندہ کا ہے
روبرو خدائتعالے کے جو عبادات اور مجاہدات اور ریاضات اور انقطاع الی اللہ
مین حاصل ہوتا ہے چنانچہ کہا گیا ہے وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ پس اول مقامات
موصل الی اللہ توبہ ہے بعد اوس کے یک ایک بعد دوسرے کے ہے جو تفصیل او

شرح حال و مقام از روے لغت و اصطلاح

وتحقیق مقامات مین سابق مذکور ہوے ہین۔ ایسا ہی تفصیل حال کی بیان حال مین
مذکور ہوئی ہے۔ اور یہ مقام مقتضی بسط کلام کا ہے تاکہ اوس سے فرق فیما بین حال
و مقام کے ظاہر ہووے اور اشتباہ دفع ہووے۔ اور تداخل کو جو بعض نے سمجھا کہ
کہ یہ شئے حال ہے اور بعض نے اوسکو مقام کہا ہے دونون صحیح ہین بسبب تداخل
کے۔ اس لئے ضرور ہوا کہ یک قاعدہ ممیزہ دونون کا اور طریقہ معرفۃ از روی تعریف
جدا گانہ کے بیان کیا جاے۔ پس جاننا چاہیئے کہ کبھی جو شئے بعینہ حال ہوتی ہے
پس وہ مقام ہوتی ہے جیسا کہ اگر باطن بندہ سے داعیہ محاسبہ کا اوٹھے پھر غلبۂ
نفس سے زائل ہو جاے اور پھر اوٹھے اور پھر زائل ہو جاے پس ہمیشہ ایسا ہی ہوتا
ہے۔ اور حال محاسبہ اس بندہ کا کہ ظہور ونفا تہ نفس پلٹتا رہتا ہے یہان تک
کہ خداے کریم سے مشقت کو دیکھتا ہے اور غالب ہوتا ہے حال محاسبہ کا پس ہو جاتا ہے
وہ محاسبہ وطن اور مستقر اور مقام اوسکا۔ اور اگر اوسکو حال محاسبہ ہو مقام
محاسبہ مین پھیرا جاتا ہے پھر نزول ہوتا ہے اوسکو حال مراقبہ کہتے ہین۔ پس جو شخص
کو محاسبہ مقام ہووے اوس کے لئے مراقبہ حال ہوتا ہے۔ پھر حال مراقبہ پلٹ جاتا
ہے تاکہ سہو اور غفلت باطن بندہ مین جمع ہووے یہان تک کہ ابر سہو اور غفلت
کا حاوی اوسکا ہو جاتا ہے اوسوقت خدا تعالے تدارک کرتا ہے مشقت سے اور
وہ مراقبہ مقام ہو جاتا ہے۔ بعد اس کے اگر اوسکو حال ہووے مقام محاسبہ قرار
نہین پاتا ہے مگر حال مشاہدہ نازل ہوتا ہے۔ پس جسوقت بندہ حال مشاہدہ دیا جاے
مراقبہ اوسکا مستقر اور مقام ہوتا ہے۔ اور نازل مشاہدہ بھی حال پوشیدہ ہوتا
ہے اور تجلی ظاہر ہوتی ہے پس وہ مقام ہو جاتا ہے اور آفتاب اوسکا کسوف استتار
سے چھوٹ جاتا ہے۔ اور مقام مشاہدہ مین احوال ہین اور زیادتیان اور ترقیان
یک حال سے دوسرے حال اعلے کی طرف مثل تحقق بالفنا اور تخلص الی البقا اور

ترقی عین الیقین سے طرف حق الیقین کے ہوتی ہے۔ اور حق الیقین نازل ہوتا ہے
اوس سیاہی دل کو اور یہ بلند تر ہے فروع مشاہدہ سے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ سہل بن
عبداللہ نے کہا ہے کہ قلب کو دو حرف ہین یک اوس سے حرف باطنہ ہے اور
اوس مین سمع اور بصر ہے اور وہ قلب قلب ہے اور سیاہی اوسکی۔ اور جوف
ثانی ظاہر قلب ہے اوسمین عقل ہوتی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ مثل عقل کے دل مین مثل
نظر کے ہے آنکھہ مین اور وہ یک صیقل ہے موضع مخصوص کے دل مین بمنزل اوس صیقل
کے جو سیاہی چشم مین ہوتی ہے اور اوس سے روشنائی محیط بالمرئیات اوٹھتی ہے
اور ایسا ہی نور عقل سے شعاعین علوم محیطہ بالمعلومات کے اوٹھتی ہین۔ اور یہ حالت سے
اوکہ سویداء قلب جلجاتے ہین اور نقطہ سیاہ تک اوسکے وہ عقل پہونچ جاتی ہے
اور یہی حق الیقین ہے۔ اور یہ روشن تر عطایا کا اور اشرف اور بزرگتر احوال کا ہے
اور نسبت اس حالت کے مشاہدہ سے مثل نسبت دوسرے کے ہے خاک سے کیونکہ
خاک دوسرے درجہ مین کیچڑ اور تیسرے درجہ مین خشت ہوتی ہے بعد اس کے کام
آتی ہے۔ پس مشاہدہ مرتبہ اول کا اور اصل ہے فنا اس سے مثل طین یعنی کیچڑ کے
بعد اس کے بقا رہ مثل خشت کے پس تر بقاء البقا مثل مرتبہ آخر کے ہے اور یہ اشرف
حالات ہے اور یہی آخر فروع ہے۔ جب یہ حالت ان احوال مین اصل ہو وے یہ
اشرف احوال ہے اور یہ محض بخشش ہے نہ کسب۔ یہ تمام مواہب نوازل عبد کو
احوال نام رکھے ہین کیونکہ بندہ ان امور کو کسب سے حاصل نہین کرسکتا ہے۔ اس لئے
زبان پر شیوخ کے برابر پے درپے جاری ہوا ہے مقامات مکاسب ہین اور احوال مواہب
اور بنظر اوس ترتیب کے جو ہمنے داخل کیا ہے تمام مقامات اور احوال مواہب
ہین کیونکہ مکاسب جمع کئے گئے ہین مواہب سے اور مواہب جمع کئے گئے ہین کسب

بیان حق الیقین کا اور اوسکے

بیان مثل عقل اور اوسکے منبع کے

بیان فرق حال و مقام

سے۔ پس احوال مواجید ہے اور مقامات طرق مواجید یعنے راستے بزرگیون کے ہین لاکن مقامات مین ظاہر کسب باطن موہبت ہے۔ پس احوال مواہب سماویہ علومیہ ہین اور مقامات طرق اوسکے۔ اور میرا ظن غالب یہ ہے کہ احوال مثل بروق ہین اور مقامات تکرار اون بروق کے بغیر فاصلہ کے اور اس تکرار مین جہندگی ہے کیونکہ قوت سالک اور استقامت کو اوسکی دخل ہے استقرار مین اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ حاصل کیا مقام کو لاکن حقیقت مین وہ مقام تکرار حال ہے تعاقب انفعال کے ساتہ چنانچہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے سَلُوْنِیْ عَنْ طُرُقِ السَّمٰوَاتِ فَاِنِّیْ اَعْرَفُ عَنْ طُرُقِ الْاَرْضِ یعنی سوال کرو تم مجہسے راستونسے آسمان کے کیونکہ مین زیادہ پہچاننے والا ہون اوسکے کو چونسے زمین سے۔ اور وہ طرق سماوات مقامات و احوال ہین کیونکہ سالک کو ان مقامات و احوال سے قلب اوسکا سماوی ہو جاتا ہے۔ پس یہ طرق سموات اور منزل اوسکی برکات اور احوال ہین۔ تحقیق اوسکی حاصل نہین ہوتی ہے مگر اوسکو جو ذو قلب سماوی ہے۔ پس اول ان طرق کا توبہ ہے پس بعد اوس کے یکایک حسنہ ہے علی الترتیب چنانچہ سابق ذکر اوسکا ہوا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ حال ذکر خفی ہے اگر یہ اشارہ ہو محاسبہ اور مراقبہ سے پس وہ عین وہ چیز ہے جو ہمنے ذکر کیا ہے۔ اور اگر سوائے اسکے ہو مراد اوس سے حال ہے اور وہ ذکر خدا تعالےٰ ہے لطیفہ مین جو مسے بالخفی ہے کوئی شخص اسپر اطلاع نہین پاتا ہے۔ حضرت نے جو یہ قصیدہ غوثیہ مین لفظ حال فرمایا ہے اسی طرف اشارہ ہے۔ اور حال قول نہین ہے۔ وَمَنْ اَنْكَرَ الْحَالَ فَقَدْ كَفَرَ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ انشاء اللہ تعالےٰ قریب تحقیق اسکی بیان ہوگی۔ اور بعض ثقات نے کہا ہے کہ ہمنے مشائخ عراق سے سنا ہے کہ کہتے تہے اَلْحَالُ مَا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنے حال وہ چیز ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف وارد ہوتی ہے پس ہر گاہ وہ حال طریق حق سے ہووے نازل ہوتا ہے وہ اسے حق تعالےٰ سے۔ اور جو چیز کسب اور اعمال

بیان فرق احوال و مقامات

سے ہو کہتے ہین کہ یہ بندہ سے ہے پس جسوقت ظاہر ہووے مرید کو کوئی چیز
مواہب و مواجیہ سے جانے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے ہے اور یہی حال ہے کیونکہ وہ وارد
ہوتا ہے۔ اور جو حال کہ حاصل کسب سے ہے اوسکو حال نہین کہتے ہین۔ اور بعض
مشائخ خراسان نے کہاہے اَلْاَحْوَالُ مَوَارِیْثُ الْاَعْمَالِ اور میرے نزدیک حق یہ
ہے کہ حال مواہبت حق تعالےٰ سے ہے کوئی سابقہ اعمال اوسکو مفید نہین ہوتاہے
اگرچہ اعمال غالب ہووے۔ اور بعض نے کہاہے اَلْاَحْوَالُ کَالْبُرُوْقِ فَاِنْ
بَقِیَ فَحَدِیْثُ النَّفْسِ یعنی احوال مثل بجلی کے جلد گزر جاتے ہین اگر کوئی حال باقی
رہے وہ حدیث نفس ہے اور یہ مقولہ اگر مطلقاً ہو غیر مستقیم ہے کیونکہ بعض احوال
دوام یا دوز مانہ تک رہتے ہین۔ اگر احوال مین سرعۃ ذہاب شرط نہ ہو کوئی اعتراض
صادق نہین آتاہے۔ اگر شرط ہو البتہ صحیح ہوتاہے کیونکہ حال مین مداخلت نفس
کی بالکل نہین ہوتی ہے جیساکہ روغن مین مداخلت پانی کی نہین ہوتی ہے۔ مصنف کا
گمان غالب یہ ہے کہ جو حال مثل برق وارد ہو واسطے باقی رکھنے کے مداخلت
نفس کے پس وہ حدیث نفس ہے اگر نہین حال ہے خواہ یک لحظہ مین فنا ہو یا زمانہ
تک باقی رہے۔ اور بعض مشائخ یہ کہتے ہین کہ حال حال ہی نہین جبتک کہ ہمیشہ نہ ہو
اور جو مواہبت مدام نہ ہو اوسکو لوائح اور طوالع اور نوادر کہتے ہین بلکہ حال
بلکہ یہ مقدمۂ احوال ہین متصرف کرتے ہین احوال پر۔ اور اختلاف کئے ہین مشائخ
اس امر مین کہ بندے کو یک مقام سے جسمین وہ ہے نقل کرنا دوسرے مقام پر قبل
احکام حکم اوس مقام کے جائز ہے یا نہین۔ بعضون نے کہاہے نہین جائز ہے جبتک
کہ حکم اوس مقام کا حکم نہ کرے۔ اور بعض نے کہاہے اگر تکمیل اوسکی نہ ہو اوس مقام سے
جسمین کہ وہ ہے مگر بعد ترقی اوسکی مقام فوق تک پس نظر کرے اپنے مقام فوق سے
طرف نیچے اوس مقام کے کہ جس سے نقل کیاہے بغیر احکام اوسکے پس اولےٰ یہ ہے

کہ کہا جاے کے لیئے نظر بحکم آمر مقام اپنے ہے واللہ اعلم کیونکہ شخص اپنے مقام مین جو اوس مقام سے
قریب ترقی کرے حال دیا جاتا ہے پس یہ حال قائم مقام ہوتا ہے اوس مقام کے کہ جس مقام
مین آمر تھا اور تصرف کرتا ہے خدا تعالے اوس مین اور اضافہ نہ کیا جاے کوئی چیز بندہ
کی طرف کہ وہ ترقی کرتا ہے یا نہین ترقی کرتا ہے۔ کیونکہ بندہ احوال سے مقامات کے
طرف ترقی کرتا ہے۔ اور احوال مواہب ترقی کے ہین مقامات کے طرف ایسے مقام
جو ملا ہوا ہے اوس مین کسب موہبہ کے ساتھ۔ اور ظاہر نہین ہوتا ہے بندہ کو حال مقام
اعلی کا جو وہ اوس مین ہے مگر اوس وقت کہ ترقی اوسکی طرف اوس کے نزدیک ہو
پس ہمیشہ بندہ ترقی کرتا ہے مقامات کی طرف زوائد احوال سے بموجب اوسکے
جو ہمنے ذکر کیا ہے تداخل مقامات اور احوال کا واضح ہوتا ہے یہان تک کہ توبہ ہو۔
اور کوئی مقام پہچانا نہین جاتا ہے مگر یہ کہ اوس مین حال ہے اور مقام۔ اور ایسا ہی
زہد مین حال ہے اور مقام۔ اور توکل مین حال ہے اور مقام۔ اور رضا مین حال
ہے اور مقام۔ اور ابو عثمان خیری نے کہا ہے کہ چالیس سال گذر گئے کہ خدا تعالے
مجکو یک ہی حالت مین قایم رکھا پس کراہت کیا مینے اوسوقت اشارہ کیا طرف رضا
کے۔ پس اس مین حال ہے اور بعدہ مقام۔ اور ایسا ہی محبت مین حال ہے اور
مقام ہے۔ اور ہمیشہ بندہ توبہ کرتا ہے راہون سے حال توبہ کے اور راہان
حال توبہ کے پہلے بانزجاری ہوتے ہین۔ بعض نے کہا ہے کہ زجر ہیجان قلب ہے
اوسکو ساکن نہین کرسکتا ہے مگر انتباہ غفلت سے پس اوسکو بیداری کی طرف رد کرتا
ہے پس جسوقت بیدار رہو تا ت صبر نیک معلوم ہوتا ہے خطا سے۔ اور بعض نے
کہا ہے زجر روشنائی قلب ہے کہ جس سے دیکھتا ہے خطار قصد کو۔ اور یہ زجر
مقدمہ توبہ مین تین نوع پر ہوتا ہے۔ (۱) زجر طریق علم سے۔ (۲) زجر طریق عقل سے
(۳) زجر طریق ایمان سے۔ پس تائب کو حال زجر کا نازل کیا جاتا ہے اور یہی بوجہ

ہے اللہ تعالے سے کہ کہینچتی ہے اوسکو توبہ کی طرف اور ہمیشہ بندہ کو ہوائے نفس ظاہر ہوتی ہے واسطے مٹانے توبہ و زجر کے پس عود کرتا ہے اوسکو حال یہانتک قرار دیتا ہے توبہ اور ہو جاتا ہے مقام۔ اور ایسا ہی زہد مین بنازل حال ہمیشہ زہد اختیار ہوتا ہے یہانتک کہ لذت سے اوس کی ترک اشتغال دنیا کرتا ہے اور کشادہ کیجاتی ہے پیش قدمی اوسپر بعدہ رہنمائی شر نفس سے اثر حال محو ہو جاتا ہے اور حرص دنیا پیدا ہوتی ہے یہانتک کہ خدائے کریم اوسکو مشقت مین ڈالدیتا ہے پھر وہ زہد اختیار کرتا ہے اور وہ مستقر ہو جاتا ہے اوس وقت زہد مقام اوسکا ہوتا ہے۔ ایسا ہی جب کسیکو حال توکل نازل ہو قلب اوسکا فارغ ہوتا ہے یہانتک کہ توکل اختیار کرتا ہے۔ اور ایسا ہی ہے حال رضا کا یہانتک کہ سالک مطمئن ہوتا ہے رضا پر اور یہ رضا مقام اوسکا ہوتی ہے۔ اس جاے یک لطیفہ اور ہے وہ یہ ہے کہ مقام رضا اور توکل جب دل مین اوگتے ہین باوجود داعیہ طبع کے حکم کرتے ہین اوس کی بقا کو اور حال آنکہ باوجود داعیہ طبع کے بقاء حال رضا کو حکم نہین کیا جاتا ہے۔ اور یہ مانند کراہیت کے ہے جو پاتا ہے راضی بحکم طبیعت کے لاکن علم مقام رضا کا حکم طبیعت کو پوشیدہ کردیتا ہے۔ اور ظہور حکم طبیعت کا وجود مین کراہیت مغمورہ بالعلم ہے کہ وہ نہین نکالتا ہے اوسکو مقام رضا سے لاکن حال رضا کا مفقود ہوتا ہے۔ کیونکہ حال جب مجرد موہبت ہو جلادیتا ہے داعیہ طبیعت کو۔ اگر کوئی کہے کہ صاحب مقام کیونکر رضا مین ہوگا۔ کیونکہ حال مقدمہ مقام ہے اور مقام ثابت زیادہ ہے اوس مین۔ جواب کہونگا مین کہ مقام جب منسوب بالکسب بندہ سے ہو احتمال ہے وجود طبع کا اوس مین اور حال موہبت اللہ تعالے سے ہوتا ہے مزاج کیا جاتا ہے مزاج طبیعت سے پس حال رضا کا کمتر ہے از روے نزول کے۔ اور مقام رضا ممکن زیادہ ہے پس مقامات کو زاید احوال بحتر رہے۔ اور نہین ہوتا ہے مقام مگر بعد سابقہ حال کے۔ ایسا ہی تقرر مقامات کا

مگر بعد سابقہ احوال کے۔ اور احوال بعض صبر سے مقام ہوتے ہین۔ اور بعض مقام
نہین ہوتے ہین۔ اور راز اس مین وہ چیز ہے جو ذکر کیے ہم لزوم کسب سے مقام مین
از روے ظاہر کے اور موہبت از روے باطن کے ہے۔ اور حال مین عکس اس کا
ہوتا ہے۔ پس احوال مین موہبت غالب مقید نہین ہوتی ہے اور احوال مالانہایت
ہوتے ہین۔ اور لطف بلندی احوال کا یہ ہے کہ مقام ہو جاے۔ اور جیسا مقدورات
حق غیر متناہی ہین ایسا مواہبت بھی غیر متناہی ہین۔ اس لیئے بعض نے کہا ہے کہ اگر
روحانیت عیسیٰؑ کے اور مکالمت موسیٰؑ کے اور خلت ابراہیمؑ کے دیجاے ہر آئینہ طلب کرونگا
مین سواے اس کے بھی کیونکہ موہبت حق سبحانہ تعالے کی بیحد ہے۔ اگرچہ یہ احوال انبیا
علیہم السلام کے اولیا اللہ کو نہین دیئے جاتے ہین لاکن اس بیان مین یک اشارہ ہے
واسطے دوام اطلاع بندون کے اور طلب اوس کی اور عدم قناعت اوس چیز کی کہ وہ اُسمین
حکم خدا سے موجود ہے کیونکہ سید عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگاہ فرمایا ہے
عدم قناعت اور فرع باب طلب کے اور برکت مزید کے لیے چنانچہ فرمایا ہے
كُلُّ يَوْمٍ لَمْ أَزْدُدْ فِيهِ عِلْماً فَلَا بُوْرِكَ لِي فِي صَبِيحَةِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ یعنے جس روز کہ جسمین
زیادتی علم نہ ہو پس برکت نہین ہوئی میرے لیئے اوس روز یہ وہ امر ہے جو فائدہ
بخشا ہے بعض محققین نے۔ اور میری خاطر ضعیف مین یہ آتا ہے کہ مقام نہین ہے مگر مگر
ہونا حال کا پس مقام ہی موہبت ظاہر ہے کہ داخل ہوتی ہے چیز یک مقام کی بسبب
کسب بندہ کے اگرچہ دیکھا جاے ظاہر مین وہ کسب۔ اور قول بعض کا لَوْ اُعْطِيتُ ذُو حَنِيتِ
سے اشارہ ہے طرف اِس کے کہ اوس شخص کو حصہ خاص ہے ولایت محمدیؐ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے جو وہ خاص ہے۔ اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ روحانیت عیسیٰ علیہ السلام کے
آخر مقام تک اصل ہے واسطے انبیا علیہم السلام کے اور ظلی ہے واسطے اولیا اللہ کے
اس لیئے اولیا کو بھی یہ مقام ظلاً دیا جاتا ہے۔ پس مراد بیان بعض سے یہ ہے کہ طالب

مقامات ولایت انبیاء علیہم السلام پر قصر نہ کرے بلکہ واسطے حصول مقامات سوائے اسکے
یعنی مقامات ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ترقی کرے۔ اور توضیح فرق
کی درمیان ولایت عام وخاص کے ضمن قول وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ وَاِنِّي عَلٰى قَدَمِ
النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ کے بیان کی جائے گی (ضابطہ) سالک راہ حق کو اور طائر جہت
فضاے قرب رب کو ضرور ہے کہ ہر ساعت حال اور مقام کو اپنی اوس ترتیب پر جو
ہمنے ذکر کیا ہے ملاحظہ کرے یعنے توبہ سے طرف زہد کے اور زہد سے طرف رضا
اور بقا با اللہ عزوجل کے تا معلوم ہووے کہ نزول وعروج سے کون سے مقام ہین
اور نچھوڑ دے نفس کو در نگی پر جیسا کہ حق تعالے فرمایا ہے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ
اَنْ يُتْرَكَ سُدًى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى۔ احوال اور مقامات وہ ہین اگر پایا جاوے
اپنے سلوک اور سیر مین تجلی مواہب احوال اور تجلی انوار مقامات لازم ہے کہ سعی کرے
طرف اعلی اوس چیز کے کہ آپ اوس مین ہے کیونکہ مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ
وارد ہے۔ اور اگر معلوم ہووے توقف اور قبض سیر اور بسط سے واجب ہے
کہ ندامت تامہ اور بیداری عامہ کے ساتھ استغفار کرے گناہ سے خواہ معلوم ہویا
نہ ہو یہانتک کہ خدا تعالے چشم دل کو اوس کے کھولے اور اوسکے چہرہ پر دریاے
ہوشیاری سے پانی ڈالے تا دہو یا جاے غبار غفلتون کا اور رفع ہووے خواب موجب
للفسادات کا۔ اگر اس سے بھی چشم دل نہ کھلے پس ضرور ہے کہ اختیار کرے صحبت
مرشد مربی کی جو تربیت یافتہ طریق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جیسا کہ شیخ بزرگ
رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے کتاب بزرگ (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے اَصْحِبِ الْقَوْمَ
فَاِنَّهُمْ اِذَا نَظَرُوْا اِلٰى شَخْصٍ اَحْيَوْهُ چنانچہ یہ کلام سابق گزرا ہے اور قریب
اسکو مناسبہ ذیل مین قول مُرِيْدِيْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّيْ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ
الْقِتَالِ کی ذکر کرونگا انشاء اللہ تعالے۔ پس بعد پہونچنے اس فتوح کے سالک کو سزاوار ہے

بیان سالک راہ حق

که اس موہبت کو حفاظت کرے کیونکہ وہ مثل یک مہمان عزیز کے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَکْرِمُوا الضَّیْفَ فرمایا ہے۔ پس اے مریدین جانو اس بات کو کہ قناعت ہوس مجرد ظاہر سے بغیر باطن کے گویا یہ غسل ہے بغیر طہارت کے کہ وہ کوئی چیز کو حق سے غنی نہین کرتی ہے۔ اور یہی ضابطہ ہے احوال و مقامات کا

بیان ضابطہ اذکار

(ضابطہ فی الاذکار) اور قاعدہ کلیہ اذکار مین یہ ہے سالک کو چاہیئے کہ وقت ذکر کے پہلے حضوری قلب ہووے اور لفظ اور معنے لغوی کو لحاظ کرے بعد اسکے معنی حقیقی فنا ذاکر کی طرف جو بدل رویت مذکور ہے صوفی صافی کے لئے متوجہ ہووے تا اون لوگون مین شمار ہو کہ حق تعالے فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ یعنے وہ لوگ ذکر کرتے ہین خداتعالے کا حالت نشست مین برخاست مین اور پہلو مین اپنے تا اس حال مین ذاکر فانی اور ذکر باقی ہو کر ذاکر عین مذکور ہوجاوے اور متحقق ہوجاوے کہ علم اور معلوم بالذات یک ہے اور مغائرت اعتباری ہے فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

بیان فضیلت ذکر کلمہ توحید و ضرورت شریعت

افضل ذکر ذکر کلمہ عظیم ہے واسطے قطع حجابات آفاقیہ اور نفسانیہ کے مثل تیغ برہنہ فولاد کے سیوف خداتعالے سے ہے۔ لاکن ضرور ہے اس نفی و اثبات مین محافظت آداب شرعی کی رکھے یعنے فرایض و واجبات و سنن و مستحبات ترک نکرے اور اعتقاد صحیح عقیدہ اہل سنت وجماعت کا اختیار کرے اور جو شخص خلاف اسکا کرے وہ اہل نفاق سے ہے وہ کیا صورت سے روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاویگا اور کیونکر بغیر وسیلہ اہل قرب کے حضور تک پہونچیگا کیونکہ خود حق تعالے فرمایا ہے فَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ یہ وسیلہ اسفل السافلین سے ذروۂ اعلی علیین تک پہنچاتا ہے اور حضور واجب الوجود کو لازم کرتا ہے کیونکہ کوئی شخص بغیر وسیلہ کے کسی تک نہین پہونچ سکتا ہے پس بندہ ذلیل بساط رب جلیل کو بغیر وسیلہ کے کیون پہونچے گا۔ اس لئے شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ کتاب بزرگ (فتوح الغیب) مین فرمایا ہے

كُلُّ طَرِيقَةٍ رَدَّتْهَا الشَّرِيعَةُ فَهِيَ زَنْدَقَةٌ اور مین اِس بارہ مین پہلے عبارات
اولیاء کاملین کے لکھہ چکا ہون کہ باتفاق کہتے ہین اَنَّ الطَّرِيقَةَ بِلَا شَرِيعَةٍ
زَنْدَقَةٌ یعنے استحصال طریقت بغیر علم شریعت موجب جہنم ہے پس افسوس ہر
اوس جماعت جُہلا سے جو خیال کرتے ہین اَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا یعنے وہ لوگ
نیک کئے اپنے فعل کو اور ترک کرتے ہین اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
کو اور پیروی گمراہون کی کرکے دعوے اتحاد و توحید کا کرتے ہین حال آنکہ الحاد
وانکار مین مبتلا ہین۔ کیونکہ مجاہدہ بغیر متابعت شریعت کے مرض پوشیدہ ہے کہ کوئی
اسکو نہین جانتا ہے اور یہ لوگ جہال صوفیہ ہین بنظر بیان شیخ بزرگ رضے اللہ تعالیٰ
عنہ کے ........ بقیہ اس کلام کا ضمن قول يُصَلِّي فِي وَحَسْبِي ذُو الْجَلَالِ کے
مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ (تفریق فی جمیع الیق) بیان فرق تمامی امور
لایق مین یہ ہے کہ حضرات اولیاء قدس اللہ اسرارہم و نَوَّرَ قلوبنا بانوارہم بیان فرمائے
ہین پس فرق حال اور وقت مین کئے مذہب ہین۔ بعض نے کہا ہے کہ وقت واسطے
مبتدی کے اور حال واسطے متوسط کے اور یقین واسطے منتہی کے ہے۔ اور یہ تمام
عبارت ہے موہبتہ حق تعالیٰ سے۔ یعنی اگر موہبتہ اولاً قلب مرید سیر الی اللہ
کی طرف نازل ہوگی اوسکو وقت کہتے ہین۔ اور اگر ترقی کرے کمتر انتہا سے اوسکو
حال کہتے ہین اگر نہین اوسکو یقین کہتے ہین گویا قائل اِسکے مقام کو یقین کہتے ہین
اور اصطلاح مین سخن چیسنی نہین ہوسکتی ہے۔ اور بعض کاملین نے کہا ہے کہ حال
واسطے اولیاء کے ہے۔ اور وقت واسطے انبیاء کے یہ قائل کے نزدیک وقت کو
حال پر فضیلت ہے۔ اور بعض نے حال کو وقت پر فضیلت دی ہے۔ قول اول
کو قول علیہ الصلوۃ والسلام کا جو قول لِي مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيهِ مَلَكٌ
مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ ہے تائید دیتا ہے۔ اور رموز الواہین مین کہا ہے کہ

حال ومقام ویقین کا بیان

حال اور وقت دونون مشترک ہین درمیان انبیا علیہم السلام اور اولیا عنہم الرضوان والغفران کے۔ لاکن وصف مین دونون کے فرق لطیف ہے اور رمز غریب:
وہ یہ ہے کہ حال اور وقت اولیا کا ناشی ہوتا ہے صفات افعالی سے اس لئے کبھی رہتا ہے اور کبھی زایل ہوتا ہے۔ اور حال انبیا علیہم السلام منشا اوس کا صفات ذاتی ہے اس لئے دوام اور باقی ہوتا ہے۔ اور کوئی وجہ سے زایل نہین ہوتا ہے اگرچہ زیادہ تر مشغول ہووین کثرت کی طرف اور کہاوین اور پیوین مثل دوسرے لوگون کے کیونکہ اونکو اس مرتبہ بشریت مین کمال وصلت ہے۔
سُبْحَانَ اللّٰہِ الَّذِیْ جَمَعَ بَیْنَ النَّارِ وَالثَّلْجِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اور دلیل لائے ہین بعض رجحان حال کو وقت پر اس وجہ سے کہ یعقوب علیہ السلام صاحب وقت تہے اس لئے چشم اونکی حالت فراق مین سفید ہوگئین اور جب قمیص یوسف علیہ السلام کا اونپر ڈالا گیا حالۃ وصال مین بصیرت ہوگئی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحب حال تہے اس لئے اونکا حال فراق اور وصال مین متغیر نہ ہوا۔ بلکہ جب کوئی شی کو دیکھتے تہے اوس مین خدا کو دیکھتے تہے۔ اس لئے فرمایا لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ یعنے دوست نہین رکہتا ہون ڈوبنے والے کو۔ اور بعض نے کہا ہے حال صفت مراد ہے اور وقت صفت مرید کی۔ اور تائید دیتی ہے اسپر وہ عبارت جو (کشف المحجوب) مین ہے اَلْحَالُ یُزَیِّنُ الْوَقْتَ کَمَا یُزَیِّنُ الرُّوْحُ الْجَسَدَ یعنے حال زینت دیتا ہے وقت کو جیسا کہ روح زینت دیتی ہے جسد کو کیونکہ وقت عبارت ہے اوس چیز سے جو فارغ ہوتا ہے سالک ماضی اور استقبال سے کیونکہ وہ اللہ ہی سے سالک کے دلپر نازل ہوتا ہے۔ پس بھولے جاتا ہے ماضی اور استقبال اور کوئی یک امین یاد نہین آتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی یک ماضی و استقبال کی طرف مشغولی ہووے وہ وقت کا حجاب ہوجاتا ہے پس بوقوع فتور اضطراب ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے ضرور ہے

کہ حال تائید دینے والا وقت کا ہووے۔ پس جب صاحب وقت صاحب حال نہ ہو تغیر و اضطراب اوس سے منقطع نہین ہوتا ہے۔ پس وقت بغیر حال کی تغیر و زوال سے محفوظ نہین رہتا ہے۔ اِس لئے بعض محققین نے کہا ہے کہ جو شخص وقت کو نہ پہچانے وقت اوسکے لئے سبب غضب ہوتا ہے۔ حضرت سید الطائفہ نے فرمایا ہے لَيْسَ شَيْئٌ اَعَزُّ مِنَ الْوَقْتِ یعنے کوئی چیز عزیز زیادہ وقت سے نہین ہے۔ کیونکہ اگر وقت فوت ہووے پھر نہین ملتا ہے۔ میرے نزدیک اس مقام مین تحقیق دوسری ہی لایق قبول ہے کہ وہ بوجہا جاتا ہے روشنائی آفتاب شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ سے وہ یہ ہے کہ وقت مشترک ہے درمیان انبیا علیہم السلام اور اولیا علیہم الرحمۃ والاحسان کے اور وہ وقت عزیز تر ہے حال اور مقام سے کیونکہ جائز ہے کہ مقام اور حال قبل وقت سے ہو اور موئد ہو اوسکا اول یعنے مقام۔ اور ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے قول سے رضی اللہ عنہ کے وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَبْلِیْ قَدْ صَفَا لِیْ۔ اور یہ مفہوم ہمارا ہے جو ذکر ہوا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْحَقِيْقَةِ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمٌ۔ اور تتمہ اوسکا ذکر کرونگا مین ذیل مین شعر مذکور کے انشاء اللہ تعالے (فائدہ) رسالہ رموز الواالہین مین لکہا ہے کہ مقامات باعتبار عموم و خصوص کے عام ہین اور خاص اور اخص۔ پس اول یعنے مقام عام عبارت ہے استقامۃ اوامر و نواہی اور رسوخ الاطاعۃ کل امر آلہی سے۔ پس شریعت اور طریقت ہر دو داخل ہین اس مقام مین اور یہ مقام عام اہل سلوک کا ہے۔ فائدہ در بیان مقامات

دوسرا یعنے مقام خاص وہ عبارت ہے عالم ملکوت سے منازل سیر و جبروت تک کہ وہ گمان کرتے ہین کہ عالم ملک حجاب ملکوت کا ہے اور ملکوت حجاب ہے جبروت کا کیونکہ وہ بر رضا رمقام سالک حجاب ہے مقام اعلی سے یعنی محجوب ہی ترقی سے۔ یہی مضمون وارد ہے رسالہ عین القضاۃ مین کہ کہا ہے مَنْ رَضِیَ

بمقام حجبت عن امام یعنے جو شخص راضی ہو جاے یک مقام سے محجوب ہوتا ہے اوس مقام سے جو آگے اوس کے آنے والا ہے کیونکہ نفس کے لئے مقام خدمت ہے اور قلب کے لئے مقام محبت۔ اور روح کے لئے مقام قربت۔ اور سر کے لئے مقام مشاہدہ اور وصول۔ تیسرا یعنے مقام اخص وہ عبارت ہے جبروت اور وصول اور اقامت فی المقام القدسی والبقاء باللاہوت سے (تحقیق) مقام محمود مین اقوال ہین یک اوس سے یہ ہے جو (قوۃ القلوب) مین کہا ہے کہ وہ مقام محمود اختیار ذات مع اللہ ہے فنا، وجود ظلی اور بقا، وجود اصلی سے اور بعد اس کے مقام کشف ہونا سرائر غیوب کا ہے چنانچہ مروی ہے کہ یک وقت خضر علیہ السلام پرانے کپڑے پیوند بر پیوند پہن کر کشتی مین بیٹھے جا رہے تھے اتفاقاً اوس کشتی مین یک جماعت شاہیون کی بھی بیٹھی تھی وہ تربوز کہاتے تھے اور پوست اوسکا سر پر خضرؑ کے مارتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور خضر علیہ السلام کو بگمان اس کے کہ یہ فعل خدا تعالےٰ اپنے بندہ کے ساتھ کرتا ہے لذت کثیر حاصل ہوتی تھی گویا اونکے لئے یہ حال مقام محمود تھا۔ اور قاعدہ کلیہ ہے کہ جس مرتبہ مین سالک اپنے نفس سے فنا اور باقی مع رب اپنے ہوتا ہے وہی اوسکا مقام محمود ہے گو وہ مبتدی ہو یا متوسط یا منتہی اور یہ بموجب آیۃ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ کے ہے یعنے جبرئیلؑ نے کہا کہ کوئی ہم فرشتون مین نہین ہے مگر اوسکو یک مقام مقرر ہے۔ اور تحقیق اس کی ضمن قول رضے اللہ عنہ مَقَامُكُمُ الْعُلٰى جَمْعًا وَلٰكِنْ مَقَامِيْ فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِيْ مذکور ہوگی۔ اور ترجمہ قشیری مین لکہا ہے حال واردے بود کہ از حق تعالےٰ بر دل صاحبدلان رساند بے قصد واکتساب و آن شوق و محبت و عشق و معرفت باشد واین تاثیر احوال ست تا احوال بندہ را صفت نگردد و حال برو واقع نگردد و صاحب حال بر دو قسم ست این حال انکہ بر وحال غالب بود باین معنی کہ ہرچہ او را حال گوید و فرماید تابع او بودہ باشد وہمین حکم ست وقت را ودیگر ابوالحال بود آنکہ بر حال غالب

تحقیق بیان مقام محمود

ذکر بیان حال و صاحب حال

بوده باشد هرچه او هر حال را گوید در گفته او باشد وابو الوقت نیز همین را گویند۔
اور رسالہ (لوائح) مین فرمایا ہے در تعبد، وقتِ نزولِ حال روح مرکوب و حال راکب
بود۔ وچون روح غالب باشد حال مرکوب گردد و روح راکب۔ قال المحقق
اَلْحَالُ سُکُوْتُ اللِّسَانِ فِیْ فُنُوْنِ الْبَیَانِ زبانش در بیان حال ساکت و معاملہ او بتحقیق
ناطق بود۔ اَلْحَالُ فَنَاءُ الْمَقَالِ وَالْاَفْعَالِ یکے مریدے را پرسید کہ حال چیست گفت اگر ترا
حال بودے بمن نمے پرداختے **نظم** غم دل با تو چہ گویم کہ نداری غم دل با تو باکسے
حال توان گفت کہ حالے وارد با یکے صاحبِ حال و یکے را حال صاحب بود و آنچہ از اسرار
حق از ایشان بیرون افتد از غلبہ حال بود۔ حال از جملہ افضال و مواہب باشد و صاحب
حال از خود فانی و بحالے کہ حق تعالے او را دادہ است قائم ماند۔ و اگر حال از اولیا
برود ولایت باقی ماند زائل نہ گردد۔ و این قول خدمت خواجہ اولیاست قدس سرہ
العزیز (فائدہ) جاننا چاہیئے کہ مراد لفظ رجال سے قول مین اَنْتُمْ رِجَالٌ کے یا رجال الغیب
ہے یعنے تم نسبت ہمارے رجال الغیب اولیا ہین اگرچہ ہووین اپنی ذات مین اقطاب
سے کیونکہ مرتبہ شیخ رضے اللہ عنہ کا مرتبہ نیابت خاصہ محمدی اور خلافت احمدی تھا
اور اقطاب مرتبہ تحتانی مین اوس کے تھے چنانچہ کچھہ اوس سے بیان کیا گیا ہے اور باقی
قریب ہی ہوجیگا انشاء اللہ تعالے۔ یا رجال سے مراد اولیاء واصل بمرتبہ رجولیت
ہین چنانچہ رجولیت عبارت ہے اوس سے کہ سالک اِس مرتبہ مین صورۃً مثل عامی ہو اور
معنے اور فعل مین مثل خاص کے۔ اِس حال مین معنے اَنْتُمْ رِجَالٌ کا یہ ہے کہ تم ظاہر مین
مثل عامی ہو اس لئے کہ تم ہمارے حکم بجا لاتے ہو اور باطن مین بڑھ گئے ہو تم مرتبہ
خواص تک کیونکہ تم جس وقت نکلے تم اپنے پندار سے اور داخل ہوے تم تجلی مین حال
سیر سے پس امر عزیز پر فتح پاے۔ اور جائز ہے کہ ہووے مراد یہ کہ اِنَّکُمْ
فِی الظَّاهِرِ مِنَ الْاَقْطَابِ الْعَامَّۃِ وَفِی الْبَاطِنِ مِنَ الْاَقْطَابِ الْخَاصَّۃِ اور قریب

بیان لفظ رجال در شعر حضرت رح

تفصیل مراتب اقطاب کی ضمن قول مَقَامُکُمُ الْعُلیٰ جَمْعًا وَ لٰکِنْ ؛ مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ
مَا زَالَ عَالٍ ؛ ذکر ہوگی ۔ اور لفظ رجال مین یہ بھی اشارہ ہے کہ تحت اس کے ولایت
مین مرتبہ بچپن اور دوڑنے کا ہے پس جب پہونچ جاے مرتبہ بلوغ کو وہ شخص جوان
ہوتا ہے اور بعد اس کے مرتبہ شیخی کا ہے اوس وقت آدمی ذی فراست کامل
ہوتا ہے واللہ اعلم مروی ہے کہ یک شخص کسی یک ولی سے پوچھا کہ آدمی بالغ کب
ہوتا ہے فرمایا کہ جس وقت کہ منی اوس سے نکلے اور یہ نکتہ عامہ ہے شریعت مین
اور طریقت اور معرفت اور حقیقت مین اوسوقت جوان ہوتا ہے کہ ان مراتب
کو سمجھے اور قدم اوسکا حقایق مین اور سر دقایق مین ہووے اَللّٰھُمَّ اَرْشِدْنِیْ طَرِیْقًا
وَاضِحًا فِی الطَّرِیْقَۃِ الْقَادِرِیَّۃِ الْعَالِیَّۃِ وَزِدْنِیْ عِلْمًا وَ نُوْرًا فِیْ شَرْحِ ھٰذِہِ
الْقَصِیْدَۃِ الْحَمِیْدَۃِ یَا مُجِیْبُ (افادہ عطیہ) پس اس بیت شریف مین اشارات دو سے
ہین ضرور ہے آگاہی اوسپر کیونکہ ہر یک اون ابیات سے واسطے دور کرنے اندھیرا
طالبین کی مانند چراغ کے ہین ۔ پہلا اشارہ اوس سے یہ ہے کہ مرید
اوس چیز کو نہین جانتا ہے جو لایق تر ہے اپنے حال کو ۔ اور لبسا وقت اس وجہ سے
متحیر اور متردد ہوتا ہے کہ کون کون جاے شیخ کو ضرور ہے کہ حال کو مرید کے پہونچے
اور تائید دے اور آگاہ کرے اوس چیز سے کہ وہ اوس مین ہے اور کہے کہ اے
مرید ضرور ہے تجکو کہ اس ترددات موجب للحیرت سے اوترجا اور اوس اخلاق
سے جو تو نے مجھ سے لیا ہے متخلق ہو یعنے نسبت موجب للحال اور جذب الی اللہ
اختیار کر اور ترتیب اور تعمیر سے اوس کے غافل نہ ہو کیونکہ یہ جذبہ مسافر ہے
نواحی ملک طبیعت مین تیرے اور کوئی اوس کا رفیق اور یار نہین ہے اگر تو چاہتا ہے
کہ تجکو بطور خاص ہمنشینی اوس کی ہو کدورتون سے خالی ہوجا اور انوار روشن شمس
قلب مرشد سے مزین ہوجا پس میری ضمانت مین داخل ہوجا تا کہ امن مین آجاے

بیان اشارات بیت سوم

اشارہ اول

قریب ہے کہ بیان اس کا ضمن قول رضی اللہ عنہ کے مُرِیۡدِیۡ لَا تَخَفۡ اَللّٰہُ رَبِّیۡ آوے گا۔ اور دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے مُرِیۡدِیۡ تَمَسَّكۡ وَكُنۡ بِیۡ وَاثِقًا اور یک قصیدہ مین فرمایا ہے كُنۡ قَادِرِی اَلۡوَقۡتِ لِعَیۡشٍ سَعِیۡدًا دَائِمًا اور سوائے اس کے اقوال وارده رضی اللہ عنہ کے بہت ہن۔ اور ضابطہ یعنے قاعدہ کلیہ اس بارہ مین وہ ہے جو حضرت نے (جلاء الخاطر) من فرمایا ہی عَلَیۡكَ بِالۡمُوَاظِبَۃِ عَلٰی مَجَالِسِ الذِّكۡرِ وَحُسۡنِ الظَّنِّ بِالشُّیُوۡخِ الۡعُمَّالِ بِالۡعِلۡمِ وَالۡاِسۡتِمَاعِ مِنۡهُمۡ لِمَا یَقُوۡلُوۡنَ اِذَا صَحِبۡتَ صُحۡبَۃَ الۡمُرِیۡدِ لِلشَّیۡخِ لُقۡمَۃٌ وَرِزۡقَۃٌ مَنۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ طَعَامُ الۡمَعۡرِفَۃِ وَشَرَابُهَا یَا مُرِیۡدِیۡنَ فَرِّغُوۡا قُلُوۡبَكُمۡ مِنَ الۡخَلۡقِ وَقَدۡ رَاَیۡتُمُ الۡعَجَبَ غَدًا یُقَالُ لِاَهۡلِ الۡجَنَّۃِ اُدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ وَالۡیَوۡمَ اِذَا طَلَعَ الۡحَقُّ عَلٰی قُلُوۡبِ خَوَاصِّہٖ مِنۡ عِبَادِہٖ فَرَاٰهَا فَارِغَۃً مِنَ الدُّنۡیَا وَالۡجَنَّۃِ وَمَا سِوَاہُ یَقُوۡلُ لَهُمۡ اُدۡخُلُوۡا جَنَّۃَ قُرۡبِیۡ عَاجِلًا وَاٰجِلًا۔ یہان عبارت شریف تمام ہوئی صاحب ادراک معنوی پر مخفی نہ ہوگا کہ اس عبارت مین کیا کیا فوائد عمدہ ہین۔

پہلا یہ کہ مرشد عالم ہووے علم ظاہر سے اور واقف ہووے منازل طریق سے اور دور دست راہون سے اوس کے۔ دوسرا یہ کہ مرید کو لازم ہے ہمیشہ صحبت مین مرشد کے قائم رہے جیسا کہ بھوکھا گدائی کرتا ہے کوچون مین لوگون کے۔ تیسرا یہ کہ تصحیح صحبت ہوا اور وہ عبارت ہے کہ مرید اپنے اختیار سے خارج نہ ہوجاے جیسا کہ بچہ شیرخوار دایہ کی گود سے۔ چنڈول چوگان سے جدا نہین ہوتا ہے۔ اور میت غسال کے ہاتہ سے۔ ایسا ہی مرید مرشد سے لگا رہے۔ اس حال مین ظاہر و باطن مرید کا مملوک شیخ کا ہوتا ہے۔ اور ارادہ اوس کا سوائے شیخ کے نہین ہوتا ہے بلکہ مال اور گہر اور کپڑے اور کہانا اور پانی اوس کا سب شیخ کا ہی ہوجاتا ہے اوس وقت تصحیح صحبت ہوتی ہے اور فیما بین سینہ دونون کے مناسبت پیدا ہوتی ہے

اور دل دونون کا یک رشتہ مین باندھا جاتا ہے اور کشش مین یک دوسرے کی
تقابل ہوتا ہے اور دوئی درمیان سے اُٹھہ جاتی ہے اور عینیتہ ہو جاتی ہے۔
چوتھا یہ کہ اس صحت صحبت مین لازم ہے مرید کو کہ شیخ سے کچھہ طلب نہ کرے کیونکہ
طلب دعوے ہے اور وہ بد ہوتا ہے۔ پانچوان یہ کہ شیخ کو ضرور ہے کہ اس حالت مین
مرید کے ارشاد سے اوس کے توقف نہ کرے اگر کرے وہ مرشد بخیل ہے چنانچہ
غوثیہ مین فرمایا ہے لَوْکَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ اَبْرَدُ وَ يَطْلُبَ مِنْكَ الْعَطْشَانُ فَلَوْ
لَمْ تَاتِيْهِ لَكُنْتُ اَبْخَلُ الْبُخَلَاءِ یعنے اگر تیرے نزدیک ٹھنڈا پانی ہو اور تشنہ تجھہ سے
طلب کرے اگر نہ دیگا تو بخیل زیادہ بخیلون کا ہو گا۔ پس اگر توقف مناسب ہووے
توقف کرے مگر بعد صحت توقف نہ کرے۔ چھٹا یہ کہ اگر شیخ کامل کی طرف سے توقف
ہووے لازم ہے مرید کو کہ سمجھے ابھی اپنے کو صحت صحبت نہین ہوئی ہے۔

بیان اعدی اعدا نفس ہونیکا مخالفت اوسکی

اور شرط تحقیق مین اس صحبت کے وہ چیز ہے جو شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ نے
(جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے عَدَمُ مُوَافِقَةِ النَّفْسِ وَ تَفْضِيْلُهُ قَوْلُهُ وَيْلَكُمْ
لَا تُوَافِقُوْا نُفُوْسَكُمْ عَلٰى مُنَادِمَةِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ وَاَعْدٰى عَدُوِّكُمْ اَلَّتِيْ
بَيْنَ جُنُوْبِكُمْ كُلَّمَا اَشْبَعْتُمُوْهَا وَ اَرْوَيْتُمُوْهَا وَ نَعَّمْتُمُوْهَا اَكَلَتْكُمْ تَسِيْرُ صَبْعًا
ضَارِيًا اِقْطَعُوْا عَنْهَا حُظُوْظَهَا وَ شَهَوَاتِهَا وَ وَفُّوْهَا حَقَّهَا وَ هُوَ مَالَابُدَّ لَهَا مِنْهُ
كِسْرَةٌ تَسُدُّ الْجُوْعَةَ وَخِرْقَةٌ تَسْتُرُ الْعَوْرَةَ وَ ذَالِكَ شَرْطُ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى
قُلْ لَهَا لَا اُعْطِيْكَ حَقَّكَ حَتّٰى تُطِيْعِيْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَ تَصُوْمِيْنَ وَتُصَلِّيْنَ
وَ تَفْعَلِيْنَ جَمِيْعَ مَا اَمَرَكَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الطَّاعَاتِ نَاطِرَةً فَاتِرَةً وَ اِذَا دُمْتَ
عَلٰى هٰذَا اَمَاتَ شَرَّهَا وَ بَقِيَ خَيْرُهَا اَطْعِمْهَا الْحَلَالَ وَ قَدْ اَطْمَأَنَّتْ لَا تَامَنْهَا
فَاِنَّ النِّفَاقَ دَابُهَا وَ لِذَاتِهَا اَنْ تُصَلِّيَ وَ تَصُوْمَ وَ تُحِلَّ الْمَشَاقَّ حَتّٰى تَسْمَعَ مَدْحَهَا مِنَ
الْخَلْقِ وَالذِّكْرُ لَهَا فِي الْمَحَافِلِ یہان تک عبارت شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کی تمام ہوئی

اور اس عبارت مین بہت فوائد ہین۔ یک وہ کہ نفس اکثر موٹا ہوتا ہے سیر شکم کھانے
اور پینے سے اور پورہ لذت لینے ماکولات و مشروبات سے اور یہ ابتدا رمین ہے
لاکن انتہار مین کمال اوسکا یہ ہے کہ نماز پڑہے اور روزے رکہے اور برداشت
سختیون کی کرے اور موٹا ہوتا ہے اوس قوت سے جو نفاق ہے اور مدح و ثنا اپنی
محافل مین سنے سے۔ دوسرا یہ کہ شرارت نفس سے کوئی بندہی اور منتہی امن مین نہین
ہوتا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے نفس کشی کر اوسکو
بست سال کہانا اور پانی نہین دیا بعد اس کے جب دیکہا نفس کو موٹا پن اوس کا
ویسا ہی ہے جیسا کہ اوس کے حظوظ پورے دئے جاتے ہین اس معاملہ سے بایزید
متحیر ہوگیا اوسوقت الہام ہوا کہ اے بایزید نفس سے ہی پوچھ جب نفس سی پوچھا
توکہا کیون متحیر ہے کہ مجھے میرا قوت پورا ملتا ہے وہ یہ ہے کہ جب تو مسجد کو جاتا ہی
واسطے تفویض نعلین کے انتظار خادم کا کرتا ہے پس اسقدر کبر خفی اور پندار مختفی
مجھے قوت کے لئے کافی ہے۔ اِسی بنا پر مولانا ے روم نے مثنوی مین فرمایا ہے
؎ گر نماز و روزہ مے فرمایدت ٭ نفس مکار ست مکرے زایدت ٭۔ اور مین نی
اپنی کتاب (معارف القادریہ) مین لکہا ہے کہ اقسام اوس نفس کے چہار ہین
اَلْاَمَّارَۃُ وَالْمَكَّارَۃُ وَالتَّجَّارَۃُ وَمُضْطَرِبَۃُ الْکَمَالِ اور تجکو پورا تحقیق ہوگا اوس
وقت کہ تو اوس مقام کو دیکہیگا شاید قبول کریگا قبول نیک پس تمام خیر اور برکت
مراد نفس کے کاٹنے مین ہے کہ وہی مواد فساد کا ہے۔ اور طریقہ اوسکا یہ ہے جو
شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے (جلاء الخاطر) مین فرمایا اَلنَّفْسُ تَزِیْدُ تُنْ بِیَۃً وَضِعِہٖ
حَتّٰی تَنْصَلِحَ وَتَحْمِلَ مَا تَحْمِلَ مِثْلُهَا کَمُهْرَۃٍ اِشْتَرَیْتَهَا وَهِیَ صَغِیْرَۃٌ وَهِیَ لَا تَقْدِرُ تَحْمِلُكَ
وَلَا تَحْمِلُ رِحَالَكَ اَلَیْسَ بِتَرْبِیَتِهَا وَتَدْرِجُهَا مِنْ شَیْءٍ اِلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ
وَتَحْمِلَ مَتَاعَكَ وَتَمْشِیْ تَحْتَكَ فِی الْفَیَافِیْ وَالْقِفَارِ۔ اَنْتَ عَاشِقٌ لِنَفْسِكَ لَا تَقْدِرُ

بیان اقسام نفس

اَنْ تُخَالِفَهَا تَعُوْدَكَ اِلیٰ حَیْثُ تُرِیْدُ یَوْمًا بَعْدَ یَوْمٍ وَقَدْ جَاءَ حَتْفُكَ فِیْ خَنْقِكَ
یہان عبارت تمام ہوئی ۔ تیسرا یہ کہ مدح و ثنا صنم اکبر تیرا ہے اگر ارادہ کرے سالک
خلق سے و اگر نہین نہین یعنے بصورت اول بمعنے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اِنْ مَدَحْتَ صَاحِبَكَ فَكَاَنَّكَ قَطَعْتَ عُنُقَهٗ کے ہے یعنے اگر تعریف کرے تو مصاحب
اپنے پس گویا کہ تو گردن اوسکی کاٹا بصورت ثانی تمدح صحیح ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حق مین خلفاے اربعہ اور کبار صحابہ یعنے عشرہ مبشرہ رضے اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین کے فرمایا ہے ۔ اشارہ دوسرا اس شعر سوم مین یہ ہے کہ شیخ رضے اللہ تعالیٰ
عنہ بارشاد مرید اور اختیار تنزل اوس کے ضامن ہوا ہے قول سے اپنے اوس ولایت
مین جو ظل نبوت و نیابۃ ہے گویا ارشاد کامل اکمل کا قبیل سے تبلیغ نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے ہے اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عُلَمَاءُ
اُمَّتِیْ كَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنے علماء ظاہر تبلیغ علم ظاہر مین اور علماء باطن تبلیغ علم
باطن مین مثل انبیاء بنی اسرائیل ہین ۔ اور یہ دونون امر جمع تھے خلفاء اربعہ رضی اللہ
تعالےٰ عنہم مین اور جمع ہین جو مقابل مین ہوانکے اولیاء اللہ سے خصوصًا جناب شیخ رضی اللہ
عنہ جو دیئے گئے تھے نیابت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر درجہ ابتدائی اور انتہائی
ولایت مین چنانچہ یک قصیدہ مین فرمایا ہے اَعْطَانِی الْمَوْلیٰ اَجَلَّ وِلَایَةٍ لَمْ یُعْطِهَا
لِغَیْرِیْ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَةِ اور یک قصیدہ مین فرمایا ہے مَا فِی الصَّبَابَةِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبٌ
اِلَّا وَلِیْ فِیْهِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا اَبَدًا عَلیٰ اُفُقِ
الْعُلیٰ لَا تَغْرُبُ گویا شیخ رضے اللہ عنہ نے اس بیت مین اشارہ فرمایا ہے کہ آپ کو رتبۂ
نیابت اور ارشاد کا ہے اقطاب کے لئے طرف مراتب عالیہ کے کہ پاے وہ انسے ۔
اور اس مین شکست توہم اقطاب بحصول مراتب عالیہ کا ہے یعنے اشارہ فرمایا ہے کہ اے
اقطاب تم جس مقام کو پہونچ گئے ہو اوسپر اکتفا نہ کرو اور یہ نہ سمجھو کہ خزانہ اللہ تعالےٰ کا اسیقدر

ہے بلکہ اگر تم سوال کروگے زیادہ ہوتی ہے پاؤگے کیونکہ جو چیز تمہارے نزدیک ہے تمام ہو جائیگی اور جو چیز خدا تعالےٰ کے نزدیک ہے وہ تمام نہین ہوتی ہے وَ مَا مِنْ شَیْئٍ اِلَّا وَعِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔ اشارہ تیسرا یہ ہے کہ گویا حضرت رضؓ نے تعلیم فرمایا ہے اقطاب کو طلب زیادتی استعداد کے لئے یعنے آیا اے اقطاب اگرچہ تمہارا استعداد و بسبب وصول تمہارے اس مرتبہ عالیہ کو تمام ہوا ہے لاکن مین ڈالتا ہون اپنے ابر استعداد اور حال سے تمپر قوت اور زیادتی تمہاری منزلت مین ضرور ہے تمکو تَعَالَوْا اِلٰی دَارِ قُرْبِیْ یعنے آوین مکان قرب مین میری طرف اور خوش وقت ہووین میرے حال سے اور داخل ہووین میرے بستر مراتب عالیہ پر۔ یہ قول موافق ہے اوس حال کے جو گذرا حضرت موسےٰ علیہ السلام پر اوس وقت جو اونہون نے آتش کو درخت سبز پر دیکھا اور جانا کہ یہ آتش ہے کیونکہ طلب مین اوسکے نکلے تھے درحقیقت وہ آتش نہ تھی بلکہ وہ نور تھا تجلی سے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا کی پس متحیر ہو گئے موسےٰؑ اور اوسوقت اونکو کہا گیا اَلْقِ مَا فِیْ یَدِکَ یعنے ڈالدو جو چیز تمہارے ہاتھ مین ہے موسےٰؑ نے عصا ہاتھ سے ڈالدیا فَاِذَا ھِیَ حَیَّۃٌ تَسْعٰی یعنے دفعۃً وہ عصا اژدہا دوڑنے والا بنگیا اور موسےٰؑ کے دل مین خوف ہوگیا اوس وقت ارشاد ہوا لَا تَخَفْ یَا مُوْسٰی یعنے خوف نہ کر اے موسےٰؑ خُذْھَا بِقُوَّۃٍ وَّاْمُرْ قَوْمَکَ وَاَدْخِلْ یَدَکَ فِیْ جَیْبِکَ تَخْرُجْ بَیْضَاءَ یعنے پکڑلو اس کو قوت سے اور تبلیغ رسالت کر بنی اسرائیل کو اور نکال اپنے ہاتھ کو جیب سے پس وہ ہاتھ جیب سے نکالا گیا روشن مثل آفتاب تھا۔ ایسا ہی یہ معاملہ حضرت شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ برا دتعلیم اور افاضہ اقطاب سے کیا تا وہ لایق برداشت بوجہ نبوت کے ہووین۔ چنانچہ افاضہ استعداد مرید شیخ علی ہیتی کا جو ہوا ہے قبل اس کے مذکور ہوا ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ آیا استعداد بھی زیادہ ہوتا ہے۔ کہونگا مین ہان دلالت اس کی دلیل صریح افاضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے کہ بعض کے حق مین زیادہ ہوئی اور بعض کو

اشارہ تیسرا

نہین ہوئی جیساکہ ابوطالب وغیرہ کے لئے۔ اور یہ امر صاحب امر کو مضر نہین کرتا ہے وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا اور کلام ہمارا اثبات وقوع مین ہے نہ کہ راست ہوجانے مین چنانچہ جائز ہے کہ ہووے یہ جریان قبیل سے تصقیل کے نہ کہ واسطے افادہ زیادت حقیقت کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِ اَوْلِيَائِهٖ اور یہ بیان تائید دیتا ہے قول اول کو جو وَاَفْعَلُ مَا نَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالِيْ ہے اور قریب ہے آویگا بیان اس کا کہ رتبہ تکوین شیخ رضی اللہ عنہ کا اولیاء آخر سے زیادہ ہے رَبِّ زِدْنِيْ شَرْحًا فِيْ تَحْقِيْقِ الْقَصِيْدَةِ الْخَمْرِيَّةِ وَالْفَوْزُ بِاِتْمَامِ شَرْحِهَا بِحُرْمَةِ كٓهٰيٰعٓصٓ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥ يَارَبِّ ثَبِّتْنِيْ بِعَبْدِ الْقَادِرِ اِنَّهٗ نُوْرُ النَّبِيِّ النَّاظِرِ

زِدْنِيْ بِنُوْرِ الشَّيْخِ شَرْحًا كُلَّمَا     اَوْذَقْتُ بِقَلْبِيْ نُوْرُ شَرْحٍ مُرَادًا     مَالِيْ بِدُوْا اَسْرَارِهٖ شَرْحُ الصَّدْرِ

اِنَّهٗ قَمَرُ النَّبِيِّ نِعْمَ الْبَدْرُ     يَارَبِّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى     وَعَلَى الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ اَهْلُ التُّقٰى

وَعَلَى الْحَبِيْبِ لِنَائِبِ الْخَاصِ الْجَلِيِّ     اَلشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ نُوْرُ الْمُقْبِلِ     اُنْظُرْ بِحَالِ الْعَاصِيْ الْبَائِسِ فَقِيْرٍ

لَيْسَ لِيْ يَاغَوْثُ غَيْرُكَ مِنْ نَصِيْرٍ

اشارہ چوتھا یہ ہے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ بسبب کمال صعود اور وصول اپنے مخدع قرب مین ایسے ہوگئے تہے کہ اکمل اولیاء انکے حال کو نہین پہچانتے تہے بلکہ نزدیک تہے انکار کے۔ چنانچہ مروی ہے کہ یک وقت شیخ عبدالرحمن طفسونجی برسر منبر کہے کہ مین درمیان اولیاء اللہ کے مثل کرگس ہون جو جانورون مین بڑی چونچ اور گردن کا ہوتا ہے۔ اوسوقت ابوالحسن علی بن احمد الحسینی کو جو حاضر تہے اور وہ بڑے مقام وعروج اعلام مین تہے اس کلام سے عبدالرحمن کے جوش ہوا اور عرق غیرت کا نکل آیا فی الفور کھڑے ہوگئے اور دلق اپنے بدن سے نکالا اور کہا آو یا شیخ عبدالرحمن تم ہم کشتی کرین تا دیکھین کون غالب ہوتے ہین۔ شیخ عبدالرحمن نے جب حالت اونکی دیکہی کچھ جواب نہ دے سکے خاموش ہوگئے اور اپنے لوگون سے کہا کہ یہ جانور ایسا ہے کہ جسکے

بدن کے بال غایت آہی سے نکل گئے ہین اوسکو کہو کہ اپنی چادر اوڑھ لے۔ اوسنے جواب دیا کہ جو چیز ہم نکالدیئے پھر اوس مین نہین جاتے ہین۔ اوسوقت شیخ عبدالرحمن نے پوچھا اَنْتَ مِنْ اَیْنَ وَمَنْ شَیْخُکَ یعنے تو کہانسے آیا ہے اور تیرا مرشد کون ہے۔ شیخ ابوالحسن نے فرمایا شَیْخِیْ عَبْدُ الْقَادِرِ یعنے میرے مرشد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ ہین۔ عبدالرحمن نے فرمایا کہ مین تیرے مرشد کا زمین ہی پر نام سنتا ہون کیونکہ مین چالیس سال سے درکات باب قدرت مین جاتا ہون وہان کوئی شیخ عبدالقادرؓ کا نام نہین دیکہا۔ پس اپنے مریدین سے فرمایا کہ تم بغداد جاؤ اور شیخ رضے اللہ عنہ کو کہو کہ عبدالرحمن تمکو سلام کہا ہے اور کہا ہے اِنِّیْ لَا اَنْظُرُکَ فِیْ دَرَکَاتِ الْقُدْرَۃِ لَا فِی الْخَارِجِ وَلَا فِی الدَّاخِلِ یعنے مین تجکو درکات قدرت مین اندر یا باہر نہین دیکہا۔ راوی کہتا ہے کہ ابہی وہ لوگ راہ مین تہے کہ حضرت نے یک رقعہ اپنے مریدون کو دیا اور فرمایا کہ طفسونج کو جاؤ راہ مین یک جماعت مریدین شیخ عبدالرحمن طفسونجی کی ملے گی یہ رقعہ اونکو دو اور کہو کہ یہ جواب تمہارے شیخ کا ہے اور اوس مین یہ تحریر فرمایا تہا اِنَّکَ یَا شَیْخ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِیْ بَابِ الدَّرَکَاتِ مِنَ الْقُدْرَۃِ وَاَنَا فِیْ بَابِ السِّرِّ الْمُسَمّٰی بِالْمُخْدَعِ یعنے تو اے عبدالرحمن دروازہ درکات قدرت مین ہے اور مین دروازہ سر مین کہ جسکا نام مخدع ہے پس جو شخص باب درکات مین ہو وہ اوس شخص کو نہین دیکھہ سکتا ہے جو حضور مین ہو۔ اور جو شخص حضور مین ہو اوس شخص کو نہین دیکھہ سکتا ہے جو مخدع مین ہو اس لئے کہ تو سفل مین ہے میری رویت سے محجوب ہے۔ اگر تجکو اس باب مین شک ہو تو ہم یاد دلاتے ہین کہ فلانے وقت فلانے شخص کو خلعت ثنا کی میرے ہاتہ سے دلائی گئی۔ اور تجکو خلعت فتح کی فوجی منقش لسورہ اخلاص بارہ ہزار اولیاء کے سامنے مین دیا ہون اور وہ سب اولیاء میرے حضور اور تصرف مین ہین فَہَلْ نَسِیْتَ ذٰلِکَ اَمْ حُجِبْتَ آیا یہ معاملہ تو نے بہول گیا یا محجوب

ہو گیا۔ راوی کہتا ہے جب یہ جواب عبد الرحمن طفسونجی کو پہونچا اور اونہون نے تمام پڑھا بزبان حال کہا صَدَقَ شَیْخ عَبْدُ القَادِرِ فَهُوَ سُلْطَانُ الْوَقْتِ وَصَاحِبُ التَّصَرُّفِ اِس لئے شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ بلفظ فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ جواولیا کہ حال حضرت سے آگاہ نہیں تے اپنے مقام سے آگاہ کرتا ہے کہ تمکو ضرور ہے کہ نکلیں اور اتریں اپنے پردون اور عدم علمی مقامات سے میرے اور آگاہ ہووین میرے حال سے اور داخل ہووین میرے علم قرب مین تا جانین میرے مقامات عالی کو اور پہچانین فوق مقام کو جو مازال عالی ہے۔ یہ خطاب شیخ بزرگ سے اقطاب کو واسطے تعلیم عدم انکار کے ہاہئے بحالہ او ہاسے بابت نفس اپنے۔ اور اس مین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ بہت اولیا میرے حال کو نہین جانتے ہین چنانچہ (فتوح الغیب) مین فرمایا ہے اَنْتُمْ مَا لَا يَعْلَمُ الشَّيْخُ حَالَ مُرِيْدِهِ فَلَا بُدَّ مِنَ الْاِظْهَارِ وَاِزَاحَةِ ظُلْمَةِ الْحِجَابِ وَالْاِعْتِزَارِ پس شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ انکو حجاب اور عدم علم سے اپنے مقام کے نکالے تاکہ وہم مین نہ پڑین کہ ہم بلند مرتبہ ہین اور اسی پر تائید دیتا ہے قول مَقَامُكُمُ الْعُلَى وَالْكُرْسِيِّ مَقَامِيْ فَوْقَكُمْ مَازَالَ عَالٍ اور جو قصہ عبد الرحمن طفسونجی اور مرید حضرت کا ذکر کیا اس مین کئے اشارات ہین۔ (۱) کہ کوئی ولی کو بیان کرنا اپنے کمال اور علو حال کا منع نہین ہے لاکن کبھی صادر ہوتے ہین ایسے کلمات عدم علم حال غیر سے جیسا کہ شیخ عبد الرحمن نے کہا۔ اور کبھی واقع ہوتے ہین مطابق واقعہ کے حضوری مین ہزارہا اولیا کے جیسا کہ کلام حضرت کا قَدَمِیْ هٰذِهِ الخ ہے۔ قسم پہلا سکر سے ہوتا ہے اس لئے حق تعالے قائل پر ظاہر کیا کہ مقولہ تیرا علم جزئی سے تھا۔ اور قسم دوسرا مطلق صحو سے تھا اس لئے حق تعالے روز قیامت تک اوسکو رواج دیا۔ (۲) اتفاق ہے اولیا کمل کا کہ کشف بوجہ مذکور غلط بھی ہوتا ہے جیسا کہ اہل اجتہاد کو مسائل فقہی مین خطا ہوتی ہے اسلئے

بیان کرنا ولی کا اپنے کمال اور علو حال کا اور کشف اور عدم علم الکلام

ہر دو مواخذہ سے معاف ہین (٣) اگر کوئی مرید شیخ بزرگ کے رو برو دعوے اپنے
علوے حال کا کرے لازم ہے مرید کو رگ غیرت کی حرکت دے تاکہ وہ مرتبہ عالی کو اپنے
شیخ کے جان لے کیونکہ قدم اونکا تمام اولیاء کی گردن پر ہے بالاتفاق تمام کاملون کے
اسی لئے کہے ہین کہ ہر مرید کو لازم ہے کہ اعتقاد کرے کہ تمام عالم مین اپنے مرشد
کے برابر کوئی نہین ہے یعنی نفع رسانی مین حق مرید کے (٤) ضرور ہے ایسا ہی
مرشد کو کہ حال سے مرید کے مطلع ہووے (٥) کسی شیخ پر جب حق ظاہر ہووے
لازم ہے اپنے پہلے قول سے رجوع کرے جو حالت سکر مین صادر ہوا تھا۔ اور یہی
علامت صفائی کی ہے ورنہ قایل متکبر اور عنود ہے۔ بحث اوسکا مَانَحْنُ فِیْہِ سے
جو بساط ولایت اور سادہ عنایت سے ہی خارج ہے۔ (٦) کہ حق تعالے عطا کرتا ہے
اولیاؤنکو خلعت منقش بنقوش حروف قرآنی حالت قرب مین۔ اور اسی لئے شیخ بزرگ
رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کَسَانِیْ خِلْعَۃً بِطِرَازِ عَزْمٍ ؕ وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ
الْکَمَالِ ؕ تفصیل اس کی انشاء اللہ تعالے بیان مین شرح اس بیت شریف کے
کیجائے گی۔ اشارہ پانچوان اشارات اول سے یہ ہے کہ اولیا مخاطب یعنی اقطاب
ابناء حال ہین آباء حال نہین ہین کیونکہ ابناء حال کو سواری نہین ہوتی ہے بلکہ وہ پیادہ
ہوتے ہین اور اسی لئے حضرت نے وَاَنْتُمْ رِجَالٌ فرمایا ہے۔ اور شیخ رضی اللہ
تعالے عنہ ابو الحال ہین اس لئے رجال کی تخصیص اقطاب کو فرمایا۔ اور یہ بیان جو مینے
کیا ہے الہام سے اپنے پروردگار کے بطریق اختصار کیا ہے اور انشاء اللہ تعالے
بعد اس کے حسب علم اور الہام کے اور لکھونگا بمنہ وکرمہ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ
ھَدَانِیْ اِلٰی نُوْرِ التَّحْقِیْقِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ حَوَالَیْہِ حُجَّاجٌ مِّنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَ
عَلَی الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ وَالتَّائِبِ الْخَاصِّ بِالتَّوْفِیْقِ۔ (مناجات) اِلٰہِیْ عَبْدُکَ
الْعَاصِیْ اَتَاکَا ؕ مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ فَقَدْ دَعَاکَا ؕ فَاِنْ تَغْفِرْ وَاَنْتَ لِذَاکَ اَھْلٌ

وَخَمْرَةٌ مِنْ خَمَرَاتِ فَيْضِكَ تُغْنِي جَذْبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ رَحْمَتِكَ يَكْفِنِي وَاِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ يَرْحَمْ سِوَاكَا
اَهْدِنِي اِلٰى كُؤُسِ خَمَرَاتِ مَعْرِفَتِكَ فِي نَادِي مُتَابَعَتِ حَبِيْبِكَ الْمُصْطَفٰى اَنَّهُ السَّاقِي الَّذِي مِنْ كَاسَاتِ فَيْضِهِ
اَلظَّمْاٰنُ الْعَطْشَانُ اِذْ تَوٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْتَ الَّذِي جَرٰى خَمَرَاتُ عَبَرَاتِ الْفِرَاقِ
عَلٰى وَجَنَاتِ اَهْلِ الصَّبِّ مِنْ حَرَارَةِ شَوْقِ جَمَالِ وِصَالِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَنْتَ
الَّذِي اَقَامَ اَفْكَارَ الْبَصَائِرِ وَبَصَائِرَ السَّرَائِرِ عَلٰى وَجْدَانِ وَجْدِ الْهِجْرَةِ فِي اِحْرَازِ
خَيَالِ وِصَالِ جَمَالِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَاَسْقَاكَ كُؤُسَ الرَّحْمَةِ يَا بَا ذِي الْفَضْلِ
وَالْاِحْسَانِ فَانْظُرْ اِلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الْحَيْرَانِ الظَّمْاٰنِ وَاقْذِفْ قَطْرَةً مِنْ خَمَرَاتِكَ
فِي حَلْقِ قَلْبِي وَرُوْحِ رُوْحِي يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَغِثْنِي اَغِثْنِي وَكُنْ لِي مُمِدًّا فِي كُلِّ سَاعَةٍ
فِي شَرْحِ كَلَامِكَ وَاَطْلِعْنِي عَلٰى سَرَائِرِ طَرِيْقَاتٍ وَرَجِيْنِ حَالِكَ وَمَقَامِكَ يَا سَاقِي
الْوَافِي مِنَ الْخَمْرَةِ اِسْقِنِي شَرَابًا اِنِّي لَيْسَ لِي غَيْرُكَ مَلْجَأً وَمَاوًى اَنْتَ الَّذِي اَرْوَيْتَ
الظَّمْاٰنَ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ مِنَ الْاَسْرَارِ وَاَسْقَيْتَ شُرْبَاتِ الْفَيْضِ بِكُؤُسِ الْاَنْظَارِ لِكُلِّ
فَرْدٍ مِنَ الطُّلَّابِ ذَوِي الْاَبْصَارِ آمِيْن آمِيْن آمِيْن ۔ **فائدہ** مترجم کہتا ہے یہ شعر
سوم جو مذکور ہوا واسطے دفع غم والم کے بے نظیر ہے جو ہر روز سات بار پڑھے نجات
پاتا ہے ۔

(۴) وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِي
فَسَاقِي الْقَوْمِ بِالْوَافِي مَلَا لِي

جاننا چاہیے کہ ھموا صیغہ امر کا ھم بھم سے بمعنے قصد کے ہے ۔ اور مراد اس جاے
قصد کامل ہے اس طور کہ رجوع اوس سے باقی نہ رہے ۔ پس ہوتا ہے یہ قصد
اوسے قصد دلی ممنوع الرجوع ۔ بنظر اس معنی کے مشتق ہوتا ہے اوس سے مہم للامر معین بالحال
گویا شیخ رضی اللہ عنہ اس شعر مین فرماے قصد و ارادہ کرو اوس چیز کا جو مین تمکو کہتا ہون
واشربوا یعنے پیو خمرات جو عطا کیا ہے مجکو اللہ تعالیٰ ۔ اور جائز ہے کہ ہووے

بیان شعر سوم

بیان شعر چہارم و بیان معنی ھم بھم

مشتق هَمَّتُهُ الْاَمْرُ هَمًّا اَحْزَنَهُ سے - یا هَمّ السّقم جُمَّۃ سے کہ وہ ہم ایسا ہے کہ جس سے اذیت ہوتی ہے اور گوشت گلجاتا ہے - بہر تقدیر یہ لفظ اشارہ ہے حاصل کرنے سے رتبہ حزن کے پہلے اور شرب بعد اوسکے - کیونکہ شرب بعد شوق تام کے واجب کرتا ہے عطش کامل کو کہ جسکو عشاق اور طلاب حزن و فراق کہتے ہین - اس معنے سے سر حدیث حزن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہی سمجہا جاتا ہے جو شمایل مین ہے اِنَّهُ كَانَ مُتَوَاصِلُ الْحُزْنِ یعنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پے در پے حزن کے تہے پس سالک کو پہلے ضرور ہے کہ حاصل کرے مرتبہ فنا جو گلانے والا ہے وجود بشری کو اور لازمۂ جسمانیہ ہے اور متبدلہ مکارم قدسی کا ہے - پس پیوے شراب سے شیخ واصل کامل سے - اور وَاشْرَبُوا بہی صیغہ امر ہے شَرِبَ یَشْرَبُ سے مثل عَلِمَ یَعْلَمُ کے - پس شرب عبارت ہے تاثیر کلی سے شارب مین جیسا کہ اشارہ ہے قول حق تعالے مین وَاُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ پس وہ شرب اور لفظ سقے ہم ردیف ہین یا سقے زیادتی شرب کو کہتے ہین جیسا کہ اشارہ ہے قول شیخ سَقَانِي الْحُبُّ مین - اور اس مقام مین فرق دوسرا بہی شرب اور سقے مین ہے وہ یہ ہے کہ شرب کا استعمال پانے وغیرہ شربتوں مین ہوتا ہے سوائے خمر کے - اور سقے کا استعمال اکثر خمر مین ہوتا ہے ہر استعمال مین پس حضرت شیخ رضے اللہ عنہ کے رمز کو چاہیئے غور کرے - اَلْجُنُودُ جمع ہے جند کا معنے اسکا لشکر ہے یعنے جماعۂ کثیرہ جو واسطے دفع غلبہ دشمن کے جمع ہوتی ہے - اور لازم ہے کہ ہر فرد اسمین باہتیار مثل تلوار اور بہالہ اور تیر اور کمان وغیرہ ہو اور زرہ و بکتر اور خود پہنا ہو تا وقت دفع دشمن کے آفتون سے نگاہ رکہے - ہر گاہ کہ یہ اقطاب واسطے دفع اعداء دین - تلوار توحید کی اور سپر پرہیزگاری کی اور کمان عاجزی بارگاہ پروردگار کے اور تیر اذکار کے اور خود توکل وغیرہ کا پہنے ہوے تہے اِس لئے اونکو حضرت نے اطلاق جند کا فرمایا ہے اگر جند مین ہونا ہتیار مجازی کا شرط ہوا اقطاب کو بہی مجازا جند کہنا ممکن ہے اور اگر شرط

ہوا از روے حقیقت جند ہی ہین۔ اور میرا گمان یہ ہے کہ اگرچہ اطلاق جند کا اوطاب پر مجازاً بھی ہو لاکن بعدہ وہی حقیقی عرفی ہوجاتا ہے۔ اور یہ لازم نہین ہے کہ کل فرد اونسے ہتیار پہنے ہوے ہون کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لشکر مین ضعیفان اور عورتین اور بچہ ہتیار نہین باندہتے ہین لاکن اون تمام کا داخل لشکر مین ہوتا ہے گویا وہ لفظ جند یک اسم جنس ہے کہ اطلاق اوسکا تمام کے لئے ہوتا ہے۔ اور جُنُود جو صیغہ جمع لایا گیا ہے وجہ خاص اسکا انشاء اللہ تعالےٰ بیان بلاغۃ مین آئیگا۔ اور سَاقِی معنی لغوی اوسکا سیراب کنندہ و نوشانندۂ آب یا شراب ہے۔ اور حقیقت او رعرف مین ساقی اوس شخص کو کہتے ہین جو اہل مجلس کو شراب علی رؤس الاشہاد پلاتا ہے۔ اور مراد اس مقام مین ساقی خمرات توحید اور کمال ہے۔ اور وہ شیخ ہر ارشاد کا ہے۔ اَلْقَوْم اسم جنس جماعۃ کا ہے اور یہ ہم مرادف ہے لفظ رَهْطٌ کا مگر فرق ہے کہ لفظ قوم خاص ذکور پر اطلاق کیا جاتا ہے اور رہط عموماً جماعۃ ذکور و اُناث پر چنانچہ تلویح مین مذکور ہے۔ اَلْوَافِی صفت ہے ہر یک کی جو وافی اور کافی ہو کوئی امر مین لاکن اس مقام مین مراد جام وافی سے ہے باعتبار مقدر ہونے لفظ جام کے قرینہ ساقی اور دلالۃ لفظ اَلْمَلَالِ بمعنے مملو یعنے بھرا ہوا شراب اور پانی کا ہے۔ اور جائز ہے کہ جام وافی کا نام کرین۔ اور ملال وزن فعالٌ بمعنے مفعول ہے یعنے بھرا ہوا۔ اگر ملال معنے سے غم کے لین وہ بھی ممکن ہے کیونکہ غم بھی دل مین ایسا بھرجاتا ہے کہ کوئی جاے سرور کی باقی نہین رہتی ہے۔ پس مبالغۃ یہ لفظ وصف جام وافی ہے۔ یعنی ہوگیا جام وافی عین ملال کیونکہ وہ جام غم عشق کا ہے اور عشق بھی عین غم و ہم ہے بلکہ بسا وقت لفظ عشق وحب سے ارادہ غم کا کرتے ہین چنانچہ عشاق کے نزدیک معروف و مشہور ہے اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا جَامَاتٍ وَافِيَةً مَمْلُوَّةً مِنَ الْخَمْرَاتِ الصَّافِيَةِ الْوَافِيَةِ الْكَافِيَةِ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ اِنْ نَسِيْتُ اَوْ اَخْطَاْتُ

اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (النحو) یعنے بیان قاعدہ نحو یہ ہے کہ واو قول

مین وَهَمُّوْا کی عطف ہے لفظ وَادْخُلُوْا پر۔ اور جائز ہے کہ ہووے عطف لُمُّوْا

پر بعد تقید دخول کے۔ اور بعض نسخہ مین فار کے ساتھ مرقوم ہے اِس لئے جائز ہے

کہ عاطفہ ہو یا جزائیہ یعنے اِذَا دَخَلْتُمْ فِيْ بِسَاطِ اِذَا دَنِيْ فَهَمُّوْا وَاشْرَبُوْا۔ اور

واو وَاشْرِبُوْا بھی عطف کے لئے ہے لفظ هَمُّوْا پر اور جملہ اَنْتُمْ جُنُوْدِيْ کا جو جملہ

مستانفہ ہے واسطے فائدہ مناسبت درمیان شیخ بزرگ اور اقطاب کے لائے

ہین کیونکہ شیخ بزرگ مثل سلطان اور اقطاب مثل لشکری ہین اور سلطان تصرف

کرتا ہے لشکریون پر جو چیز کہ اوس کے پاس ہے بے شبہ۔ پس گویا قول مین وَهَمُّوْا

وَاشْرِبُوْا کے اشارہ ہے دفع حیرت کے لئے طرف اقطاب کے دیکھنے سے جلال

شیخ رضے اللہ عنہ کے انشاء اللہ تعالےٰ باقی بیان بلاغة مین مذکور ہوگا۔ پس لفظ فاء

قول مین فَسَاقِيْ تعلیل کے لئے ہے۔ جو شرب کے لئے مطلقاً امر کیا ہے چنانچہ

حذف مفعول اوسپر دلالت کرتا ہے تعمیم کا محض اس لئے کہ ساقی قوم بِالْوَافِيْ مَلَالِيْ

ہے۔ اور جائز ہے کہ یہ امر بالتعمیم قبیل اعراض سے ہو جیساکہ قول مین اِعْلَمْ اَفْعِلْمُ

الْمَرْءِ يَنْفَعُهٗ اور مراد قوم سے یا اقطاب ہین جیساکہ مذکور ہوا پس اس حال مین

ہوتا ہے الف لام واسطے عہد خارجی کے۔ اور اضافة بمعنے لام مفید ہونے اختصاص

کو یا مراد مطلق اولیا ہین یہ امر مفید تر ہے۔ اور اس حال مین اشارہ ہے طرف

اسکے کہ ساقی پلاتا ہے تمہارے سواے اور ونکو بھی کیونکہ وہ بِالْوَافِيْ مَلَالِ ہے۔

پس ای اقطاب ضرور ہے تمکو تَشْرِبُوْا قَدْرًا كَثِيْرًا یعنے بہت پیوین اور تمام ہوجانے

کی فکر نہ کرین کیونکہ جو چیز خدا کی نزدیک ہے کیسقدر خرچ کرین باقی رہتی ہے اور یہ

امر بموجب قول حق تعالےٰ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ کے ہے۔ یعنے

جو چیز تمہارے پاس ہے وہ خرچ ہو جاتی ہے اور جو خدا تعالےٰ کے نزدیک ہے

بیان بطریق نحو

استشھادیا بیان

باقی رہتی ہے تمام نہین ہوجاتی ہے۔ پس وانی جو بھرا ہوا ہے شراب خالص سے
ایک جزو ہے رزقون سے خداتعالے کے جو اولیا کو دیا گیا ہے اور فرمایا ہے
وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى آور فائدہ اس شرح سے بھی یعنے لام مفید للاختصاص
ہے۔ لاکن فرق ہے درمیان دو اختصاص کے پس یاد رکھو اسکو۔ آور بار قول مین
بِالْوَافِیْ کے واسطے الصاق کے ہے۔ آور جائز ہے کہ مصاحبت کے لیے بھی ہو لاکن
اول اولے ہے اور ثانی باریک تر ہے۔ وَالْوَافِیْ اسم فاعل ہے وفا سے۔ اگر ود
لام عہد خارجی ہو اشارہ ہے جام وافی کی طرف جو عطا کیا گیا اونکو اللہ تعالے سے واسطے
پلانے پیاسون کے جو راہ خدا مین ہین اور جائز ہے کہ اشارہ اوس طرف ہو جو مقرر
ہے اہل قرب کے نزدیک جام وافی کے۔ یا وہ لام اشارہ ہے واسطے جنس
کے۔ لاکن پہلا معنی زیادہ ہے اور ثانی مفید تر ہے زِدْنِیْ شَرْحًا وَّ نَوِّرْلِیْ
صَدْرِیْ مِنْ اَنْوَارِ الشَّیْخِ الْاَجَلِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا یَا مُحِبُّ یَا رَقِیْبُ
(البلاغۃ) یعنے بلاغۃ اس مین یہ ہے کہ اشارہ بقولہ وَنَوَیٰ فائدہ دیتا ہے زیادہ ارشاد
کو اس بات کی طرف کہ پہونچنا سعادت ازلی اور کرامت قدسی کا موقوف ہے
رسوخ قصد اور ارادت کلی پر چنانچہ اشارہ ہے حدیث صحیح مین اِنَّ لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی
پس ضرور ہے تصحیح نیت اور قصد کیونکہ وہ اہم تر ہے اوّل ہر طالب کو اور کھینچنے
والا ہے منافع سرمدیہ کی طرف۔ آور عطف اَشْرَبُوْا کا تَمَنَّوْا کی طرف اشارہ ہے اس
بات کا کہ بعد نیت کے عمل بھی ضرور ہے تاکہ فائدہ تمام بخشے۔ لیس جیسا کہ عمل
بغیر نیت هَبَاءً مَّنْثُوْرًا یعنے غبار پریشان ہے ایسا ہی نیت بلا عمل شجر بے ثمر
ہے حق مین مرید ترقی لئے ذروۃ الوصول کے۔ اور جو حدیث مین وارد ہے نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ
خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ توجیہ مین اوس کی کہتے ہین اِنَّ الْعَمَلَ بِلَا نِیَّۃٍ غَیْرُ مُعْتَبَرٍ وَّ اَمَّا النِّیَّۃُ
بِلَا عَمَلٍ فَمُثْمِرَۃٌ لِلثَّوَابِ فَیَکُوْنُ خَیْرًا مِّنَ الْعَمَلِ یعنے عمل بغیر نیت کے غیر معتبر ہے

بیان بلاغہ

اور جو نیت ہے بغیر عمل کے بھی پھل ثواب کا دیتی ہے - پس یہ نیت مؤمن کی بہتر ہے اوس کے عمل سے - پس یہ امر حق مین نفس ثواب کے ہے - اور کلام ہمارا ترقی مین ہی گرتی نیچے سے طرف ذروہ افضلیت کے - اس کے سوائے معنے حدیث مزبور مین بہت توجیہات ہین محل متحمل اوس کا نہین ہے شاید کہ لایا جاوے اوس کے کرم سے ذیل مین معنے بیت شریف کے - اور لفظ ھُوا کو اگر مطلق کہین وہ اشارہ کرتا ہے طرف ہونے طریق ہم کے متعین نزدیک قوم کے اور وہ تجلی اول شریعت محمدیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اوامر و نواہی سے - اور اسی کی طرف اشارہ ہے قولہ تعالے مَا اٰتٰیکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا یعنے جو چیز تمکو رسول اللہ نے فرمایا عمل کرو اور جو منع فرمایا اوس سے بازرہو - اور تجلی ثانے بالطریقت ہے اور وہ خارج ہوتا ہے اخلاق ردیہ سے اور عروج کرتا ہے ناسوت سے طرف بالملکوت کے باجتماع فضایل قدسیہ کے پستر فنا کمالات حاصلہ اور صفات واصلہ بالبقا بصفات اللہ سے طریق اہل صفوۃ پر جیسا کہ مشہور ہے چنانچہ ہم اشارہ کئے ہین طرف اس کے بیان مقامات مین پس اوسکو یاد کر - پس لازم ہے کہ آپ کو رذیل چیزون سے خالی کریگا اور شریف فضائل سے آراستہ ہوگا اوس وقت مستحق ہوگا یہ کہ داخل ہووے ندائے شیخ رضے اللہ تعالے عنہ مین اور مستعد شربت کاسات خمور وصال کا ہووے - اگر کوئی کہے کہ شک نہین اس بات مین کہ یہ خطاب واسطے ان [illegible] کے ہے کہ پہونچے بقا کو بعد طے کرنے درجات تحتانی کے مگر کیونکر صحیح ہوگا حق مین اون اقطاب کے کہ آمر بالارادہ ہین پستر عبور کرتے ہین مقامات موجبہ شرب جامات وصالیہ سے طرف وصال رب الارباب کے - کہوںگا مین مقدمہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تمنے کہا لاکن کلام داخل ہونے مین حال شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کے ہے اور سیر سلوک خاص مین جو مشرف کیا ہے اللہ تعالے اوس سے -

بیان تفضیل حضرت غوث بر سائر اقطاب

الحاصل حضرت شیخ رضی اللہ تعالے عنہ نے اقطاب کو واسطے حصول سیر نسبت خاص معطیہ اپنے خدا تعالے سے فرمایا ہے۔ اور شک نہیں ہے کہ اقطاب تجلی میں اس نسبت قادریہ کے مبتدی ہیں اگرچہ اپنی نسبتون مین منتہی ہو وین۔ تفصیل مقام یہ ہے کہ ہر فرد کو اولیا سے خدا تعالے کے ساتھ یک نسبت مخصوصہ ہے جو اوسکی بندگی کرتے ہین اور اوس کے سبب خدا تعالے کی طرف ترقی پاتے ہین۔ پس ہر یک کی نسبت متفاوت ہوتی ہے بعض کو بعض پر فضیلت ہوتی ہے کہ آیہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ شاہد اس کی ہے کیونکہ جب انبیا علیہم السلام مین تفاوت درجات ہوتا ہے اولیا کے لئے کیونکر نہ ہوگا کہ وہ ظل نبوت ہے اور اسی لئے حق تعالے فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ اور اسی کی طرف اشارہ ہے قول شیخ رضی اللہ تعالے عنہ کا وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّيْ ؏ عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ۔ مراد قدم سے نسبت حاصلہ ہے ولایت سے۔ پس نسبت ہر ولی کی نسبت شیخ رضی اللہ تعالے عنہ کے نیچے ہے کیونکہ نسبت محصلہ شیخ کی خاص افضل انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے گویا حضرت رضہ اولیا مین مثل سلطان ہین اور ہر سلطان کو لشکر ہوتا ہے اور لشکر مین لوگ متفاوت منصب کے ہوتے ہین جیسا کہ منصب سلطان کا ہے وہ وزیر کو نہین اور جو منصب وزیر کو ہے دوسرے کو نہین۔ اس لئے حضرت رضہ نے اَنْتُمْ جُنُوْدِيْ فرمایا یعنے تم تحصیل نسبت مین میرے ہی متفاوت ہین۔ اور اس قول مین وَهُمُّوْا کے رمز رکھا ہے یعنے قصد کرو درک [illegible] نسبت مخصوصہ کے تا کوئی تو [illegible] اور باقی بیان اس کا قریب ضمن قول وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّيْ کے مذکور ہوگا۔ اور لفظ وَهُمُّوْا کے بعد جو وَاشْرَبُوْا زیادہ کیا گیا ہے اشارہ ہے طرف [illegible] وصال کے ساتھ حقیقت سے۔ اور بقا اس وصال کا بقار وکمال [illegible] جان کے جسکو کہ [illegible] شیخ [illegible] گیا ہے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ شیخ رضہ نے رجال اللہ اہل حال کو فرمایا ہے هَلُمُّوْا اَهْلُمُّوْا

إلى بحرٍ لا ساحل له ۔ یقال لی یا عبد القادر کُل بحقی علیک، واشرب بحقی آیات فانت آمنات من الذل اور بعض کلام مین حضرت ؓ کے وارد ہے اِنّی لستُ کاحدِکُم ولا تقیسُونی کاحدٍ من الاولیاء فرق ما بینی وبینہم فرق الارض والسماء فاذا دخلتم فی مجلس ھذہ النسبۃ فزتم بحرات الوصال فاشربوا وتلذذوا ان ساقی القوم بالوافی الملاء پس صیغہ امر مین جو کلوا ہے واشربوا تک اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ اقطاب تحت امر انکے پستی اختیار کرنے والے تھے کیونکہ یہ ایک صیغہ ہے کہ اوس سے طلب فعل ہوتا ہے علی سبیل استعلا یعنے بلندی کی طرف ۔ اور مفہوم فعل بھی مشیر ہے اشارات لطیفہ کی طرف از آنجملہ (۱) یہ ہے کہ توجہات شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کی لحظہ بلحظہ اقطاب کے لیۓ تازہ تازہ ہوتے ہین اور وہ ساعت فساعت ترقی پاتے ہین ۔ (۲) یہ کہ کمالات شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کے مثل جد بزرگوار کے بے انتہا ہین مبنی اوسکا عدم تناہی کمالات آلہیہ ہے ۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے قول مین مقامی فوقکم ما زال عالی کے (۳) یہ کہ سالک کو ترقی دائمی نہین ہوتی بلکہ کبھی قبض ہوتا ہے اور کبھی بسط چنانچہ حق تعالے ارشاد فرمایا ہے واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون مدعا اسمین یہ ہے کہ تربیت سالک کی اس حیثیت سے ہووے کہ وجود اوسکا ایک ہی مرتبہ مین منقی نہ ہو کہ جسکے سبب سے یافت انوار آلہیہ اور اسرار قدسیہ سے محروم ہو جاۓ ۔ اور اس قبض و بسط مین زیادتی حب اور عشق ہوتا ہے ۔ اور یہ بات کوئی شخص اہل نسبت سے مخفی نہین ہے ۔ پس لے آنے مین جملہ اسمیہ کے قول انتم جنودی مین اشارہ ہے ثبات کا کہ یہ صفت اقطاب کے لئے ہمیشہ ثابت ہے اور اس سے کوئی وقت نہین نکلتے مین اگر عروج بھی کرین وہ عروج اونکا قدم شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے نیچے مغلوب ہے ۔ پس خطاب مین انتم کے اشارہ ہے طرف اسکے کہ ہر یک قطب وقت اس کلام کے ابدان ... بالارواح سے حاضر تھے چنانچہ گزرا ہے یہ ذکر بیان مین انتم رجالی کے ۔ اور لفظ

جُنُوْدِ جو جمع لایا گیا ہے اشارہ کرتا ہے کہ اقطاب تمام جماعت جماعت تہے ہر طریقہ سے گویا ہر یک قطب صاحب طریقہ علیحدہ تابع شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تہے۔ اور شیخ رضی مثل سلیمان کے اونپر حکم کرتے تہے جیساکہ چاہتے تہے جیساکہ حق تعالےٰ فرمایا ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور اس سے یہ بھی اشارہ ہے کہ حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ شیخ عام کے تہے۔ اور اسی وجہ سے اشارہ فرمایا ہے اپنی کتاب بزرگ (جلاء الخاطر) مین اَمَا عَلِمْتُمْ اِنَّ لِیْ شَیْخِیَّۃٌ عَامَّۃٌ وَوِلَایَۃٌ تَامَّۃٌ عَلَی الدِّیْنِ اور تکملہ (خلاصۃ المفاخر) مین لکہا ہے کہ حضرت رضی نے فرمایا اِنَّ لِلْاِنْسِ شَیْخًا وَلِلْجِنِّ شَیْخًا وَلِلْمَلٰئِکَۃِ شَیْخًا وَلِکُلِّ شَیْئٍ شَیْخٌ وَاَنَا شَیْخُ الْکُلِّ انشاءاللہ تعالےٰ بیان اسکا ضمن قول اَنَا الْبَازِیُّ اَشْہَبُ کُلِّ شَیْخٍ ؏ وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیَ مِثَالِیْ مین آئیگا۔ پس لانے مین فا تعلیل کے لفظ فَسَاقِیْ مین اشارہ ہے طرف دفع تردد کے جو خاطر مین اقطاب کے وارد تہا اس بات سے کہ خمرۂ شیخ کی نہین کفایت کریگی اس جماعت کثیر الشوق کی تشنگی کو جیساکہ خیال ہوتا ہے پیاسون تشنون کو اور جیسا اہل دنیا حریص ہوتے ہین جمع مال کو اور کسیقدر ملے سیر نہین ہوتے ہین۔ پس شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس تردد کو اقطاب کے جو وہم تہا بدعوے بالدلیل ثابت فرمایا فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالٍ اور اپنے نفس کو آخر مین ذکر فرمایا ظاہر یہ ہے کہ شیخ رضی اللہ عنہ ارادہ فرملے اوس سے اپنے نفس کا بدلیل اوسکے کہ یہ خطاب ہے اقطاب کو واسطے اتمام کے اور دخول اور ہضم اور شرب کے اور اس مین یک اشارہ نکتۂ لطیف کی طرف ہے وہ یہ ہے کہ خطاب ہی نفس سامع ہر جانے والے ممکن کی طرف۔ اور جائز ہے کہ وہ ارادہ کیا جاوے ذات شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ یا ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیونکہ وہ اصل ہین اس سقے مین چنانچہ حدیث وَھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ اسپر دلیل ہے پس ہر نبی اور ولی لینے والے ہین کاسات سے فضل وکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا ذات سے اللہ تعالےٰ کی۔ اور اطلاق ساقی

کا اللہ تعالے پر ظاہر ہے قول سے یَسْقِیْنِیْ کے ۔ اور ارادہ کرنا وسے تعالے کا اصل
ہے کیونکہ وہ منعم حقیقی ہے چنانچہ فرمایا ہے وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ۔ وَمَا عِنْدَكُمْ
يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ بہر تقدیر تمام ہوتی ہی تعلیل اور یہ غیر مخفی ہے ۔ اور تھوڑا
اس سے قریب ہی آئیگا ضمن حدیث يُطْعِمُنِيْ وَيُسْقِيْنِيْ کے بیان مین شعر وَجْدُ صَاحِبِ
الْعِشْقِ بِكَمَالٍ کے اشارہ اللہ تعالے اور لفظ قوم جو مطلقاً کہا گیا ہے اور لفظ قُمْنَا
نہین کہا گیا مخض واسطے اشارہ اس کے کہ یہ شرب مخصوص تمہارے لئے نہین ہے بلکہ مجلس
مین رضے اللہ عنہ کے افراد دوسرے ہی داخل ہوتے ہین اور مشغول بشرب ہوتے ہین
پس تمکو کیا خیال ہے جو فکر اور تردد کرتے ہو کہ یہ خمر وکفاف نہ ہوگی ۔ اور یہ بھی اشارہ
ہے کہ یہ مجلس ساقی باقی ازلی اور ابدی ہے کہ خالی نہین ہوتی ہے پس جو شخص ارادہ کرے
بقاء بقاء کا داخل ہووے اس مجلس مین فَاِنَّهٗ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهٗ وَلَا يَخَافُ اَنِيْسُهٗ پس ذکر
ذکر وصف بحرف فاء مین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ شارب خمرات کا محتاج نہین
ہوتا ہے کسی یک اولیاء کی تکمیل کا پس جو شخص پیا اوس سے تشنہ نہین ہوتا ہے ہمیشہ
اور لفظ مَلَاٰى بمعنے مملو کے اشارہ ہے اس بات کا کہ نسبت شیخ رضے اللہ عنہ کے ماخوذ
ہے مظہر اتم یعنے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چنانچہ ظاہر ہے قول سے وَاِنِّي
عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ کے پس کوئی وجہ انتظار اوس مین باقی نہین ہے ۔
اور وہ نائب اتم ہے نبی عربی مستجمع جمیع کمالات الٰہی کا چنانچہ ذکر اس کا درجہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بیان ہوا ہے کہ وہ ماخوذ ہے قول خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى
صُوْرَتِهٖ اَيْ عَلٰى صِفَتِهٖ سے اور اِنَّ اٰدَمَ وَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِيْ سے اور
یہ مورد ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرُّهٗ اور يَا نُوْرُ نُوْرِيْ وَ يَا سِرُّ سِرِّيْ وَيَا خَزَائِنُ
مَعْرِفَتِيْ اور اَفَدَيْتُ مُلْكِيْ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَلْخَلْقُ كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَاَنَا اَطْلُبُ
رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ فَالَّذِيْ يَطْلُبُ رِضَاهُ يَكُوْنُ مَحْبُوْبًا وَالْمَحْبُوْبُ مَالِكٌ لِكُلِّ شَيْءٍ عِنْدَ

محبتہ سے چنانچہ حق تعالے قرآن مجید مین فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ پس جسوقت متابعت سبب واسطے محبوبیت کے ہو پس کیونکر حال متبوع کا ہوگے کہ وہ محبوب اتم اور مطلوب اہم تمامی خلق سے ہین چنانچہ آیۃ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اشارہ ہے اوس سے ۔ پس ظہور کلی اللہ تعالے کا ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اصالۃً ہے اور صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم مین ظلاً ۔ اور بعد صدر اول کے صدر ثانی مین سواے جناب شیخ رضی اللہ تعالے عنہ کے کسی ولی کو مماثل حضرت رض کے یہ مرتبہ نہین ملا اس لیے حضرت رض نے یک قصیدہ مین فرمایا ہے اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا اَبَدًا عَلٰى اُفُقِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ یعنے ڈوب گئے آفتاب اولیاء اولین کے اور آفتاب میرا ہمیشہ بلندی پر ہے نہین ڈوبے گا ۔ پس نیابۃ کلیہ اور خلافۃ تامہ صدر ثانی مین شیخ رضی اللہ عنہ کو خاص کی گئی ہے پس بغیر صحبت شیخ رض کے کسیکو ولایت نہین ہوتی ہے پس وہ نسبت اتم کیونکر نہ ہووے ۔ پس شیخ رضی اللہ عنہ ہر ولی کے حق مین مثل بادشاہ او سلطان کے ہین پس غور ہو کہ لشکری کو کب مناسبت بادشاہ اور سلطان سے ہوتی ہے۔
تمام اولیاء پر اونکا ادب لازم ہے اونکو قیامت تک سب پر فضل ہے اس لئے حضرت رض نے یک قصیدہ مین فرمایا ہے اَعْطَانِيَ الْمَوْلٰى اَجَلَّ وِلَايَةٍ ؛ لَمْ يُعْطِهَا لِغَيْرِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ؛ یعنے دیا مجکو صاحب میرا بزرگ ترین ولایت پس ایسی ولایت غیر کو میرے قیامت تک نہ دیجائیگی ۔ اوراسی وجہ سے شیخ رض نے علی رؤس الاشہاد فرمایا قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۔ لاکن مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام جو اولیاء آخرین مین امت کے شمار ہون گے جائز ہے یہ کہ وہ مستثنیٰ ہووین کیونکہ کہا گیا ہے وَمَا مِنْ عَامٍ اِلَّا قَدْ خُصَّ مِنْهُ الْبَعْضُ یعنے ہر عام مین خاص بھی ہوتے ہین ۔ بنظر اس کے جائز ہے کہ ہووے اولیاء سے مراد وہ اولیاء

جو قرب قیامت سے پہلے ہوئین کیونکہ جو قرب قیامت مین ہونگے وہ ظہور اشراط کبرے مین داخل ہین جیسا کہ ظہور مہدی اور عیسے علیہم السلام ہوگا۔ اور یہ بات جو اس وقت مجھے خدائتعالے نے الہام کیا ہے عجب نہین کہ ہووے خزاین سے شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ کے (شارح حقیق) تحقیق مین معنے بیت مذکور کے یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے اقطاب اور اے اولیا احباب جس وقت داخل ہوگے تم بستر قرب اللہ تعالے پر اور تم رجال اللہ رسیدہ سے ہوجاوین اور بوسیلہ مراکب حالات کے ثابت قدم رہین اور سچا قصد کرین ارادہ تامہ کے ساتھ بلحاظ آداب سلطانی کے اور پیو تم پیالون سے الطاف ہمارے خمرات جذبہ موصلہ شہود جمال محبوب اور سلوک جاذب اسلے نظرات وصال مطلوب کے۔ کیونکہ ہمارے لشکر اور تابعین سے ہو۔ پس کیونکر بخیلی کرے بادشاہ سخی جو تمام مرادات لشکری کے اوس سے حاصل ہے اور تمام کی حاجات اوسیکے خزاین سے جاری ہوتے ہین اور تم تردد نہ کرو اسکا کہ خمرات کافی ہوتے ہین یا نہین بسبب ہونے تمہاری حرارت تشنگی مین اور ذائقہ ہجران وصال حقیقی مین۔ کیونکہ ساقی قوم کا سات وافی بھرے ہوے شراب صافیہ کے رکہتا ہے تمکو سیر و سیراب کرسکتا ہے پس جس قدر تم مین طاقت ہے اور پی سکتے ہو پیو تاکہ درجات عالیہ اور مراتب متعالیہ کو پہونچین لاکن تمکو یہ طاقت نہین ہے جو میرے مقام کو پہونچوگے چنانچہ تصریح اس کی ابیات آیندہ مین موجود ہے (فائدہ جدید) جاننا چاہیئے کہ شعر مذکور مین لفظ وافی مفرد لایا گیا حالانکہ وہ صفت کاس مفرد ہے بغیر اس کے کہ بلفظ وافیات کہا جاے کیونکہ الفاظ سابق یعنے کاسات اور کئوس جمع ہین اور یہ مفرد محض اس لئے کہ اس مین یک باریکی ہے سواے ضرورت شعر کے وہ یہ ہے کہ یک پیالہ پیالون مین سے میرے تمام اقطاب اور اولیا احباب کو کافی ہے۔ گویا اس مین تنبیہ ہے تمام اقطاب کو

بیان تحقیق بیت مذکور

افراد لفظ وافی کی نکتہ عمدہ بیان مین

واسطے دفع تردد اقطاب کے عدم کفایت مین - حاصل اسکا یہ ہے کہ اے اقطاب پیو
تم جسقدر پینا ہو کہ تمہارا پینا محیط نہین ہو سکتا ہے یک پیالہ ساقی قوم کو - گویا یہ اشارہ
ہے طرف قول اللہ تعالےٰ کے جو وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ
ہے - اور اشارہ ہے اس بات پر کہ نزدیک خدائتعالےٰ کے خزائن ہر چیز کے
موجود ہین وَمَا اُنْزِلَ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ یعنے نازل نکیا بموجب اقتضاء استعداد
خلایق کے - چنانچہ اسپر تائید دیتی ہے روایت شیخ کامل شہاب الدین سہروردی
رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اونہون نے خواب مین دیکھا کہ اپنے پاس یک حوض بھرا ہوا
موتی اور جواہر کا ہے اور آپ لوگون کو دے رہا ہے حالانکہ جماعتہاے کثیر اور
جم غفیر اس سے لیجاتے ہین لاکن کچھ اوس سے کم نہین ہوتا ہے بلکہ جیون
جیون خرچ ہوتا ہے ویسا ہی جواہر اور موتی اوس سے ابلتے ہین شیخ نے اس
امر سے متحیر ہو کر پیچھے اپنے نظر کیا دیکھا کہ پیچھے اوس حوض کے یک بڑے دریا
موتی اور جواہر کے بھری ہوئی ہے اور موجین مارتی ہے موتی اور جواہر اوس
دریا سے اس حوض مین آتے ہین جسقدر اس حوض سے صرف ہوتا ہے
اوس سے زیادہ پھر آجاتا ہے شیخ یک شخص سے پوچھا کہ یہ دریا کس کی
ہے اور کون اسکا مالک ہے وہ شخص نے کہا یہ دریا شیخ اکمل کی ہے
کہ جس کا تصرف تمامی اکوان پر ہے نام نامی اوسکا سید ابو محمد میران
محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی ہے - اس قضیہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے
کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کو سب پر فضیلت اور تصرف ہے اور اشارہ
ہے اس بات پر کہ سہروردیہ بھی یک شعبہ ہے قادریہ کا جیسا کہ نسبت ہے
چشتیہ کو چنانچہ شیخ جمال قدس سرہ نے تذکرۃ الاولیا مین لکھا ہے کہ حضرت
قطب الاقطاب شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بست سال بحضور اپنے

مرشد حضرت شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ کے نزدیک سلوک کرکے فارغ ہوکر حضور مین حضرت شیخ بزرگ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالے عنہ کے حاضر ہوا اور چہہ مہینہ چند روز حضرت کی صحبت سے مستفید ہوا اس عرصہ قلیل مین زیادہ اوس سے حاصل فرمایا جو بست سال مین اپنے مرشد سے حاصل کیا تھا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ هُوَ الَّذِي رَفَعَ دَرَجَا تًا فَوْقَ الدَّرَجَاتِ وَهُوَ ذُو فَضْلِ الْعَظِيْمِ قریب ذکر مفصل اسکا ذیل مین قول وَجَدِّي صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ بیان کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِي بِاِتْمَامِ هٰذَا الشَّرْحِ الْقَصِيْدَةِ الْخَمْرِيَةِ اِلٰى اٰخِرِهَا وَزِدْنِي عِلْمًا وَنُوْرًا بِالْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِيْن ۔ (**بیان شریف**) جاننا چاہیئے کہ ھم شامل ہے کئی وجوہ پر (۱) ارادہ اور قصد ہے (۲) اتصاف بحزن وغم ہے واسطے ترقی کے یا ندامت احوال گزشتہ مرتبہ تحتانی سے ۔ اور یہ اشارہ ہے طرف معنے لیعان قلب کے باین لفظ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ سَبْعِيْنَ مَرَّةً اَوْ مِائَةَ مَرَّةٍ توضیح اِس کی یہ ہے کہ جب سالک تحصیل مرتبہ عالیہ مین مرتبہ تحتانی سے ترقی کرکے اپنے غفلت بقدر مرتبہ تحتانی مین پہنچتا ہے اوس سے استغفار کرتا ہے ۔ اور چور ضاے شی اودن سے لذت پایا ہے یا مقتضاے بشریۃ سے سعی نہین کیا ہے ندامت کرتا ہے ۔ ایسا ہی زیادتی کرتا ہے اور بلندی کی طرف جاتا ہے بموجب معنے مَنِ اسْتَوٰى يَوْمًا فَهُوَ مَغْبُوْنٌ اور معنے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَاْنٍ کے ۔ اور قاعدہ کلیہ ہے کہ تجلی مکرر نہین ہوتی ہے یہان تک کہ سالک ترقی کرتا ہے اور استغفار ۔ اور اسی معنے سے حضرت حق تعالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین فرمایا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اور بنظر اس کے آیہ کریمہ مین

بیان توجیہات لفظ ھم

سے معنے تقدیم اور تاخیر کا علی وجہ اتم واوفر ظاہر ہوتا ہے اور اسی کو محتاج تکلف کا نہین ہے۔ یہ امر اون مہمات سے ہے جو شیخ رضے اللہ تعالے عنہ اوس سے مجکو خاص فرمایا ہے۔ اور اس مین جو تفصیل ہے انشاء اللہ تعالے قریب ظاہر کرونگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے اس استغفار مین حزن وندامت کو۔ اِس لئے شیخ رضے اللہ تعالے عنہ وارضاہ عنا فرمایا ہے اقطاب کو ای اقطاب قصد کرو اس بات کا کہ نکلین لذت پانے سے اوس چیز کے جو پہونچ گئے ہو تم۔ اور چڑہو تم مرتبہ عالیہ کے طرف میرے تاکہ اوس کے دیکہنے سے تمپر حزن اور ہم اور غم ظاہر ہووے اور جبتک یہ امر نہو نہ پاؤگے تم مراتب عالیہ میرے

(٣) وجہ تیسرا ہم کا یہ ہے کہ وصول مراتب عالیہ کا محتاج ہوتا ہے ہم جدید اور سعی شدید کو کیونکہ مراتب عالیہ اور درجات متعالیہ جو حاصل ہین نسبت میرے اور مقتبس ہین میرے ارادت سے دشوار ہے اونکو وصول طرف اوسکے۔ پس قاعدہ کلیہ وصول اوسکا حزن ہے اور شرب ثمرات سے میرے کمال ادب کے ساتہ شاید کہ اللہ تعالے تمکو روزی کرے وہ درجات اور فیروزی بزرگ دیوے فَاشْرَبُوْا وَلَا تَقْصِرُوْا فَاِنَّ سَاقِیَ الْقَوْمِ بِالْوَافِی الْمَلَاکِ۔

(٤) وجہ چوتہا یہ ہے کہ لشکری قرب الداخل کو بساط شاہی پر ضرور ہے کہ خوف بادشاہ کرے اور تمامی آداب کو اوسکے نگاہ رکہے اور ہرگز اوس کے قرب پر دہوکہ نہ کہاوے کیونکہ بسا وقت ایسا ہوتا ہے کہ ادنے خطا وترک ادب پر بادشاہ پر غضب ہوتا ہے اور حکم قتل اور سولی کا دیتا ہے اور حالانکہ عام لوگون کو ایسا نہین کرتا ہے۔ چنانچہ بیان آداب سلطانی کا معنے مین داخلوا کے

ذکر آدم [illegible] السلام
و ابتلائے آدم [illegible]

گزرا ہے وَالْخَيْرُ كُلُّ الْخَيْرِ فِي الْقُرْبِ مَعَ الْخَوْفِ اور واسطے نظائر اِس کے وہ حکایات ہین جو خدا تعالے اوسکو جاری فرمایا چنانچہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کو باوجود اس کے کہ وہ صدر انبیا تہے اور خدا تعالی اپنے دستِ خاص قدرت سے پیدا کیا اور صورتِ خاص اپنی عطا کیا تہا اونے لغزش سے اونکو قید خانہ دنیا مین تن تنہا بے شفیق و رفیق کے ڈالدیا آدم علیہ السلام اوس حالت مین روتے تہے اور وحوش و طیور اونکو دیکہکر ہنستے تہے۔ پستر اونکو کچہہ کلمات سکہایا جس کے سبب قبول توبہ فرمایا چنانچہ قرآن شریف مین خبر دیتا ہے فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور ایسا ہی حضرت ایوب اور سلیمان اور ابراہیم علیہ السلام پر بڑے بڑے مصائب نازل ہوے۔ اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اکرم انبیا تہے سر مبارک زخمی ہوا اور کعبہ سے جو مولد و مسکن تہا جدا ہوے سوا اِس کے بڑے بڑے مصائب آنسرور کے ہین بیان اوسکا بڑا دفتر ہو جائیگا۔ اور بڑے بڑے اولیاء اللہ ایسے مبتلا ہوے چنانچہ یک اونمین سے ایذاے خلق مین گرفتار ہو کر بستی اور آبادی سے نکالا گیا جنگل اور پہاڑون مین وحوش و طیور کے ساتہ مسکن اختیار کیا اور گہانس اور سبز پتے جہاڑون کے کہاتا تہا اور اوسکی وصال کا بہوکہا پیاسا رہتا تہا ظاہر اوسکا ظاہر باطن اوسکا مخفی تہا اوسکو وہی شخص جانتا ہے کہ جسکو چشم ناظر اور قلب حاضر ہے۔ اور ایک اونمین امراض ظاہر مین مثل برص وغیرہ سخت تر چیزون مین مبتلا ہوا کہ خلایق اوسکو دیکہہ ہنستے تہے اور تمسخر کرتے تہے ظاہر اوسکا بعد اور باطن اوسکا قریب حق تعالے تہا اوسکو کوئی نہین جانتا تہا سواے اوس کے کہ جسکے قلب کو خدا تعالے

مصیبت انبیا علیہ السلام

نورانی کیا ہے ۔ کیونکہ اَوْلِیَائِی تَحْتَ قَبَائِی اونہین کا مکان ۔ اور اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اونہین کی شان ہے ۔ اگر دریا تمام سیاہی ہو جائین ۔ اور اشجار تمام قلم ہووین اور یہ کلمات تحریر کرین یہانتک کہ سیاہی تمام ہوجاوے لاکن یہ کلام تمام نہونگے اِس لئے ہم اوسکو لپیٹ دیئے بلحاظ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ کے اور رجوع کرتے ہین ہم اوسکو علوم قلبی کی طرف رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یَا رَبِّ یَا رَحْمٰنُ (۵) پنجم وجہ ھم کا یہ ہے کہ وہ اشارہ ہے طرف قصد مذکور کے یعنے جیسا کہ ہم ملازم قلب مہموم ہونا ضرور ہے ایسا ہی ملازم قلوب و جوارح ہونا لازم ہے بنظر اوسکے جو حدیث صحیح مین وارد ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَائِمُ التَّفَکُّرِ مُتَوَاصِلُ الْحُزْنِ مَا ضَحِکَ اِلَّا تَبَسُّمًا یعنے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ تفکر وحزن مین کبھی قہقہہ مارکر نہین ہنستے تھے مگر تبسم بغیر آواز کے پس بنظر اس کے اشارہ ہے طرف لزوم امر مذکور کے اور وجوب ہونے نیت کے مصاحب للعمل ہر لحظہ اور ہر ساعۃ مین یہانتک ریا اور سمعہ اور عجب سے ترقی واجب ہوتی ہے ۔ اِس ضمن مین لطیفہ دوسرا یہ ہے کہ جب قلب سالک کا نیت سے بھر جاتا ہے اوس کے دل مین کوئی جاے دوسری چیز کو باقی نہین رہتی ہے اور اوسپر ظل پڑتا ہے چنانچہ حق تعالے خبر دیتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی یعنے رحمن عرش پر غالب ہے کیونکہ دل سالک کا عرش رحمن ہے پس جس وقت غلبہ سلطنت ہو عرش پر اور اوس سے آراستہ ہو جاوے پس اہل بغی اور عناد کے لئے کوئی موضع اور مکان خالی نہین رہتا ہے لِاَنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا یعنے جو بنا اہل بغی سے ہے

اوسکو بادشاہان گرادیتے ہین وَجَعَلُوٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً اور اہل بغی جو عزت دار ہین اونکو ذلت دیتے ہین یہانتک کہ متکبرون کے گردنون کو جہکاتے ہین اور غلامون کے قدمون سے کہندلواتے ہین تا ذلت کمال ہو فَيَكُوْنُ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ پس دین تمام خدا کا ہوجاتا ہے اگرچہ مکروہ جانتے ہین اوسکو مشرکون نے ۔ پس ندا رسعادت اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی گونگے کانون کو تکبر وعناد کے کہول دیتی ہے اور مبشر نصرت گوش افادت کہولدیتا ہے لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۔ پس قاعدہ کلیہ اس مین یہ ہے کہ سالک نے تمام حواس ظاہرہ اور باطنہ اور دل کو اپنے قانون پر دَع مَا يَرِيْبُكَ اِلَّا مَا لَا يَرِيْبُكَ کے اشتغال غیر سے خالی کردے اور بواب قلب و حواس کا ہووے پس اس حال مین یک ذرہ اہل دنیا اور غیر سے اوس کے دل مین داخل نہین ہوتا ہے ۔ پس تمام امور سپرد خالق کل کے ہوکے سالک مستقیم بخالق ہوجاتا ہے ۔ اور اس وداع کل کے ساتھ ادا ء نماز کرتا ہے اور کہتا ہے اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ فِيْ بتون سے جو کمر کرتے ہین اوسکو تبرا ہوجاتا ہے ۔ پس تمام سرائر بصائر اور نظائر اوسکے کہنہ ہوجاتے ہین اور وہ اپنے وجود سے فانی اور شہود حق سے باقی باللہ ہوتا ہے اور بزبان حال کہتا ہے اِنِّيْ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ اور دوسرون کو ارشاد کرتا ہے فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ پس اس حال مین اوسکے دل پر نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ متحقق ہوتی ہے کیونکہ شجر عمل کا بدون نیت کے ثمر ترقی کا نہین دیتا ہے ۔ پس نعمت کاہل سالک کو نیت ہے ۔ اس لئے جس نے جو عمل نیت دنیا سے کرتا ہے

حیۃ منتہٰی نہیں رہتی ہے

ہلاک بالتسریع ہوتا ہے۔ اور جسنے بہ نیت حور او قصور کے کرتا ہے وہی
پاتا ہے لاکن وہ طالب مخلوق ہے اور معذور۔ اور وہ لوگ ارادہ
اوس سے وجہ اللہ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کرتے ہین وہ لوگ کی
شان ہے لَا یُرِیْدُوْنَ لَغْوًا وَّلَا فَسَادًا فِی الْاَرْضِ اِنَّمَا یُرِیْدُوْنَ
وَجْهًا بَاقِیًا پس جو ارادہ حور کا کیا قصور مین مبتلا ہوا قرار اور سرور سے
محروم رہا۔ اور بعض نے توجیہ مین نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ کہا ہے کہ
وجہ خاص اس کی یہ ہے کہ نیت مین آمیزش ریا اور سمعہ کی نہین ہوتی
ہے بخلاف عمل کے کہ اس مین ریا اور سمعہ داخل ہوسکتے ہین کیونکہ
نیت امر باطنی ہے اوسکو سواے خدائتعالے کے کوئی نہین جانسکتا ہے
اس لیئے مدار عمل کا نیت پر ہے پس نیت عمل سے خیر ہوتی ہے اور
اگر شر کی ہو شر ہوتی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ روز قیامت یک مسلمان
کا صحیفہ اعمال لاوینگے اور وزن کرینگے وہ سبک ہوگا پس بموجب
وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ۔ فرشتگان اوسکو آتش
جہنم کی طرف کہینچینگے حق تعالے فرشتون سے پوچھیگا هَلْ حَاسَبْتُمْ
عَبْدِیْ عَلٰی هٰذِهِ الصَّحِیْفَةِ وَقَدْ بَقِیَ لَهٗ خَزَائِنُهٗ مِنْ خَیْرٍ ۔ پس وہ
صحیفہ جو مہر کیا گیا ہے لاؤ فرشتون نے جواب دینگے خدایا ہمکو علم نہین
ارشاد ہوگا کہ وہ صحیفہ ہے کہ مین نے اوسپر اپنی مہر کرکے چہپا رکہا ہون اوسکو
پلہ میزان مین رکہو کہ اوس مین اجر بسیار ہین جب وہ میزان مین رکہا
جاویگا نہایت گران ہوگا پس بموجب وَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَهُوَ
فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ مستحق جنت کا ہوگا اور وہ صحیفہ نیت خیر بندہ کا ہوگا
جو بموجب اوسکے عمل نہ کرسکا بنابران وارد ہے نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ

بیان سبب ہمیشگی
خیر بعض نیت

مِّنۡ عَمَلِهٖ اور بعض نے کہا ہے کہ مورد اِس حدیث کا خاص ہے کہ یک وقت حضرت
عثمانؓ یا اور کوئی صحابیؓ نے ارادہ کیا کہ فلان مقام مین چاہ کندہ کرے یک
منافق نے اِس ارادہ کو سنا اور خود سبقت کرکے اوس جاے چاہ کندہ کیا
لوگون نے یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچایا حضرتؐ نے فرمایا
نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ یعنے عمل منافق سے نیت مؤمن کی بہتر ہے
کیونکہ عمل اوسکا مثل سراب ہے کہ اوسکو وجود نہین ہے۔ اور نیت مؤمن
کی مثل یک درخت پاک کے ہے جو ثمرہ یقین و شہود کا لاتا ہے۔ اس حدیث کے
اور بھی توجیہات ہین اندیشۂ طوالت سے مین نے اوس کو ترک کیا رَبِّ
زِدْنِيْ عِلْمًا وَّ نُوْرًا فِيْ تَنْوِيْرِ حَقَايِقِ الْقَصِيْدَةِ الْخَمْرِيَّةِ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ
الْحَكِيْمُ (۶) وجہ ششم ہم کا تعلیم با لہمۃ ہے یعنے هُمُّوْا وَاعْلُوْا اِهِمَمَكُمْ
لِاَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِي الْهِمَمِ نظر براین یہ لفظ وَهُمُّوْا اشارہ ہے طرف اسکے
کہ ہمۃ آدمی کی درمیان آسمان کمالات کے اور زمین ہای ہمت کے بنظر قول اِنَّ
الطَّايِرَ يَطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ عبارت ہے تشبث سے دامن حقایق سرمدیہ کے اور
خروج بشریۃ سے باین حیثیت کہ حجاب ناسوت اور ملکوت اور جبروت کا
درمیان سے منتفی ہوجاے چنانچہ غوثیہ مین مرقوم ہے کہ حضرت رضا نے فرمایا
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِيْ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَلْمُتَاَنِّسُ بِاللّٰهِ هُوَ الْمُتَوَحِّشُ عَنْ
غَيْرِ اللّٰهِ فَلَمَّا تَوَحَّشَ مِنَ الْغَيْرِ اِسْتَاْنَسَ بِرَبِّ الْخَيْرِ فَيَمْتَلِيْ بِالْهِمَّةِ
الْاِلٰهِيَّةِ فَيَتَرَقّٰى مِنْ حَضِيْضِ الْاَسْفَلِيَّةِ اِلٰى ذِرْوَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ فَالْخَيْرُ
كُلُّ الْخَيْرِ فِي الْهِمَّةِ الْعَالِيَةِ اور اسی لئے امام ابو حنیفہؒ نے ابی یوسفؒ
کو فرمایا يَا اَبَا يُوْسُفَ كُنْتَ غَبِيًّا هِمَّتُكَ وَ اَخْرَجَتْكَ عَنِ الْعِبَادَةِ فَمَنْ
هَمَّ بِاَمْرٍ تَصِلُ اِلَيْهِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ جَدَّ

بیان وجہ ششم

جَدَّ دَ مَنْ دَقَّ الباب وَلَجَّ وَلَجَ پس شیخ رضی اللہ تعالے عنہ گویا تلقین فرمایا ہے اقطاب کو واسطے علو ہمۃ کے باین طریق کہ اے اقطاب کمتر چیز پر راضی نہ ہو بلکہ لازم ہے تمکو یہ کہ سعی کرین طرف پہونچنے اعلیٰ اوس چیز کے جو پہونچے ہو تم کیونکہ اَللّٰہُ فِی کُلِّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَانٍ وارد ہے۔ پس ضابطہ یعنے قاعدہ کلیہ اِس اعلاء ہمت مین یہ ہے کہ جس مرتبہ کو پہونچے ہو تم اوس مین نہ ٹھہر جاوین یہان تک خارج ہو جاوین اوس سے جو اشارہ کیا گیا ہے قولہ تعالےٰ مین وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ کیونکہ پہونچنا ذروۂ قرب کو یک امر بے انتہا ہے پس چاہیئے کہ سعی کو عروج کے نہ چھوڑین کیونکہ مقرر ہے اَنَّ الْمُسْتَوِیَ یَوْمَاہُ مَغْبُوْنٌ اِلٰی اَنْ یَاْتِیَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ اور یہ موافق اقتضاء اَلنَّارُ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ کے ہے۔ پس عاشق کو ضرور ہے کہ ہمیشہ ندا ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کی کرین اور سوائے تعرج اِلے کمالات اللہ کے مشغول نہ ہووین۔ اور اقسام ہمۃ کے بموجب احوال اہل اوس کے ابتداءً و توسطاً و انتہاءً تین ہوتے ہین چنانچہ بیان اوس کا سابق مین گزرا ہے پس مقرر ہے ارباب سلوک کے نزدیک کہ ہمۃ (۳) درجہ سے ہے۔ پس شیخ رضی اللہ تعالے عنہ گویا اشارہ فرماتا ہے اقطاب کو کہ پہنچنا کعبۂ حال کو بغیر قطع کرنے اودیہ واقعہ کے راہ مین دشوار ہی خصوصاً وادی ہمۃ سے کیونکہ جیوقت اوس وادی ہمۃ کو تیرے میدان ہر یک منازل کی پیش آوین چاہیئے کہ نیچے اقدام جذبہ اور سلوک کے قطع کرے پس وہی استعداد کلی اور ہمۃ تام ہے واسطے اعراض کے غیر سے اور اسی کو ہمت کہتے ہین اور اوسی معنی سے مولانا روم مثنوی مین فرمایا ہے ؎ ہر کہ او باہمت آمد مرد شد ؎ ملک دنیا بر دل او سرد شد ؎ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ھِمَّتَنَا عَالِیَۃً مُّتَجَاوِزَۃً مِّنَ التَّعَلُّقِ بِالدُّوْنِ یَا خَالِقَ کُلِّ شَیْءٍ (الفاظ وایقاظ) بیان مذکورہ الصدر

بیان اقسام ہمت

واضح ہے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ قول مین سَقَانِی الْحُبُّ کاسات
الْوِصَالِ کے اشارہ فرمایا ہے سالکون کو واسطے عبور کے منازل واقعہ فی الطریق
سے اچھے طور پر ازروے جذبہ اور سلوک کے عموماً۔ اور ان ابیات مین
اقطاب کو خصوصاً اگرچہ وہ اقطاب بقدر استعداد ان منازل سے عبور
کرکے دار قرب کو پہونچین ہون پس اوس عبور اور اس عبور مین بڑا فرق ہے
کیونکہ افراد اس عبور مین ارادہ وصول کا بلندی باب ملک کرتے ہین اور
اوس راہ پر چلتے ہین بعض انمین خلعت و تاج بھیجا ہوا بادشاہ کا پہنکر مع
تمغات سلطانی اور عطیات اعزازی شتر پر سوار قطع مسافت سفر کرتے ہین
اور بعض پیادہ و برہنہ پا مع مشقت تامہ چلتے ہین۔ اور باوجود اس کے احکام
تخویفی بادشاہی اونپر صادر ہوتے ہین کہ کوئی طرح قصور اور احکام سلطانی
مین تمرد نہ کرین۔ پس یہ دو فریق برابر نہین ہوسکتے ہین کیونکہ فرقہ اول مراد سلطانی
اور مطلوب صمدانی اور محبوب سبحانی ہے۔ اور فرقہ ثانی مرید خایف یزدانی
ہے۔ اور سالک طائفہ اول کو ہر منزل مین وصول جمالی ہے۔ اور طائفہ ثانی
کو ہر منزل مین خوف قہر جلالی ہے۔ پس ان دونو طایفہ مین بڑا فرق ہے
اس لیئے شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ نے اقطاب کو فرماتا ہے کہ تمکو
لازم ہے کہ ان منازل کو جیسا مین قطع کیا ہون تم بھی قطع کرو یعنے ہر منزل
و مقام مین جو مخصوص میرے لیئے ہے طلب ظل کرو۔ پس جب تم سلوک
مخصوص پر چلوگے اور میرے حال کے پاؤن سے قطع راہ کروگے قرب کو
پہونچوگے۔ اور اس وصول مرادی مین ہمیشہ اعزاز اور قرب و وصول
کو حاصل کروگے۔ پس وہ کلمہ لُمُّوْا اشارہ ہے اول منزل کی طرف گویا
حضرت نے فرمایا ہے اَنْزِلُوْا مِنْ وُصُوْلِکُمْ اِلٰی ظِلِّ وُصُوْلِیْ باین طریق

نفصیل بیان شرب و ذوق

لہٰ ابتدا اور اول امر مین میرا سلوک اور حال اختیار کرو وَادْخُلُوْا یعنے ابتدا مین
وجہ مخصوص سے شروع کرو۔ ایسا ہی قول کُلُوْا اور وَاشْرَبُوْا مین بھی اصطلاحات
موجب للوصول اور قبول ہین۔ دلیل ثبوت اِس کی دار دنیا مین قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ وَ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیُسْقِیْنِیْ اور وہ قصہ
مذکورہ یہ ہے کہ بعد میلاد مبارک دو پیالے بھرے ہوے شیر اور شراب کے
حضور مین آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے گئے حضرت نے پیالہ شیر کو
لیا اور نوش فرمایا کہ جس کے بیان مین حق تعالے فرمایا ہے سَقَاھُمْ رَبُّھُمْ
شَرَابًا طَھُوْرًا۔ تفصیل بیان شرب کی یہ ہے کہ شرب اور ذوق دو حالت ہین
کہ سالک کو مجلس وصل اور قرب مین منسوب کئے جاتے ہین۔ یعنے ہر گاہ سالک
وہ شربت پیتا ہے اوسکو لذت ذوق کا ملتا ہے گویا ذوق ثمرہ شرب کا ہے،
اور بعض نے کہا ہے کہ ذوق مبتدی کے لئے ہے اور شرب منتہی کے لئے
اور میرا گمان غالب یہ ہے کہ ذوق کے دو جہۃ ہین جہت ترتب شربت پر ہے
اور جہۃ سببیت حالت عالیہ کے لئے حالت اولی سے۔ پس جو ذوق حالۃ
اولے سے ہوتا ہے وہ انتہائیہ ہے اور جو حالت ثانیہ سے ہوتا ہے ابتدائیہ
ہے۔ لاکن یہ شرب نہین دیا جاتا ہے مگر اوس شخص کو جو آراستہ و متجلی ہو
اور ناسوت سے نکل کے لاہوت کو پہنچ جاے۔ اور اسی وجہ سے کہے ہین
کہ کاسات شرب ظاہر ہوتے ہین غیب سے دور نہین کرتے ہین مگر اسرار معتقہ
پر۔ اور ارواح قید جسم سے آزاد ہین۔ یعنے سالک جب عبودیت نفس و ہوا
سے خارج ہوتا ہے اور عبادت خاص اللہ تعالے کے لئے کرتا ہے اوسکا سر بھی
صفا نور حق سے پاتا ہے اور آزاد ہوتا ہے عبودیت نفسیہ سے اور روح اوسکی
آزاد ہوتی ہے اشباہ و اجسام سے پس ملک تمام واسطے اللہ تعالیٰ عَلِیٌّ کَبِیْرٌ

ئے ہو جاتا ہے ۔ پس شرب اس سر واصل مجلس وصول کو اور روح حاضر کو پکارتا ہے واسطے قبول کاسات حق حقیق کے ۔ پس وہ واصل پیتا ہے ہات سے نکو کاروان کے شراب صحو کو بعد سکر کے تلوین طریقی مین ۔ پس دل اوسکا سیراب ہوجاتا ہے پس وہ شرب واسطے تلذذ اور شگفت کے ہوتا ہے ۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ مبتدی صاحب ذوق متساکر ہوتا ہے یعنی کلفت کو سکر کی جس مین تکدر فی الجملہ ہے متحمل ہوتا ہے ۔ اور صاحب اس مرتبہ کا اکثر اضطراب مین ہوتا ہے ۔ اور متوسط صاحب ابتدار شرب وہ شخص ہے جو عود نہین کرتا ہے عادت شربت پر اور اگر اوسکو ملکہ خصم نہ ہو وہ سکران ہے یعنے لذت پانے والا اپنے شرب کا ہے کیونکہ وہ ہر شرب مین ترقی پاتا ہے یہانتک کہ اوسکو مرتبہ سیرابی کا ملتا ہے ۔ پس سیراب ہوتا ہے تا مرتبہ تمکین حاصل کرے ۔ چنانچہ وہی مرتبہ تمکن ہے جو حضرت شیخ رضے اللہ تعالے عنہ نے ارشاد فرمایا ہے سَقَانِیْ الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ، کیونکہ کاسات وصال سیراب کر دیتے ہین سالک واصل کو ۔ پس صاحب سیرابی وہی منتہی ہے ۔ اور وہی صاحب صحو ہے کہ بعد اوس کے سکر نہین ہوتا ہے ۔ پس مرتبہ اولی مین وجود تکدر زیادہ ہوتا ہے اور مرتبۂ ثانی مین کمتر ۔ اور مرتبۂ ثالث مین بالکل کوئی وجہ تکدر نہین ہوتا ہے ۔ اور اسی وجہ سے قول صوفیہ کا اَنَّ صَاحِبُ الذَّوْقِ یَتَسَاکَرُ وَصَاحِبُ الشُّرْبِ سُکْرَانٌ وَصَاحِبُ الرِّیِّ صَاحٍ وارد ہے یعنے صاحب ذوق چکھنے والا ہے اور جو صاحب پیا نشے مین ہوتا ہے اور جو سیراب ہوگیا پکارتا ہے اور اس شرب مین شیرینی ہوتی ہے جیسا کہ نیشکر مین ہوتی ہے ۔ اور اس مضمون سے قریب ہے وہ چیز جو کہتے ہین کہ جس کا حب قوی ہو جلد پیتا ہے اور جب صفت دوام ہو جاے اوسکو

شرب سے سکر نہین کرتاہے پس ہوتاہے صاحیًا باالحق فانیًا عن کل حظ - اور جس چیز سے
سیراب ہوا ہے اوسکا اثر نہین ہوتا ہے اور نہین متغیر ہوتی ہے وہ چیز کہ جس مین وہ ہے
آور بسبب صفائی سرا وسکے شرب متغیر نہین ہوتا ہے - پس جس شخص کو شرب غذا
ہوجاے ہرگز اوس سے صبر نہین کرتاہے یعنی یکبار پر اکتفا نہین کرتاہے بلکہ باربار
طلب کرتاہے آور بقا سالک کی بغیر اس شرب کے نہین ہوتی ہے گویا بقا کل البقا
اوس کی یہی شرب ہے اس لئے حضرت شیخ رضے اللہ عنہ بعد قول سَقَانِی الحُبُّ
کَاسَاتِ الوِصَالِ ؛ فَقُلتُ لِخَمرَتِی نَحوِی تَعَالِ ؛ کے ذکر فرمایا ہے یعنے پہلے شرب میرا
واسطے وصول کے تہا پس جب پیا اور سیراب ہوا کہا مین خمرۃ کو میری طرف آتا یون
مین تجہکو کیونکہ بقا وصول میرا صرف اِسی شرب سے ہے - پس شرب اول واسطے
تحصیل وصول کے ہے - اور ثانی واسطے بقا کے بموجب قول شاعر کے اِنَّمَا الکَاسُ
رِضَاعٌ بَینَنَا وَاِذَا لَمْ نَذُقْهَا لَمْ نَعِشْ اور یہی قریب اوسکے ہے جو ہمنے ذکر
کیا پہلے اس کے کہ کوشش اول تحصیل وصول کے لئے ہے - آور یہ قول فَقُلتُ لِخَمرَتِی
واسطے کمال شوق کے ہے - اور یہ بیان جو ہمنے کیا ہے لایق یاد رکہنے کے ہے
اور اگلے بیان سے بہی مطابق ہے جب تو یہ معلوم کیا اب جاننا چاہیئے کہ حضرت
شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ اپنے قول وَاشرَبُوا اَنتُم جُنُودِی سے اقطاب کو
ارشاد فرماتے ہین واسطے تحصیل اس مراتب ثلاثہ کے یعنی اے اقطاب لازم ہے
تمکو کہ داخل ہووین شرب مین بدرجات مقررہ اوس کے ذوق سے جو واجب
کرتاہے تساکر کو پیستر شرب کو جو متوسط ہے سکرانیت مین پیستر شرب کو جو منتہی
ہے مرتبہ سیرابی تک اور موجب ہے حصول صحو بعد سکر کو مطلقًا - کیونکہ اِس
حال مین سالک فانی بنفس اور باقی برب ہوتا ہے - اور بنظر اس کے قول سے شیخ
رضے اللہ عنہ کے جو فَحَبَیتُ بِسُکرِی بَینَ اَلمَوَالِی ہے اشارہ ہے کہ مقسوم بَینَ

اَلْمَوَالِ وہ پیالہ سکر و ہے جو پیالہ صحو نہیں اور نہیں پہونچتے ہیں اس مرتبہ کو بعد تکرار
شرب کے ۔ اور مراد قول سے نَقَلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ
رِجَالِیْ اور قول وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِ کے
اشارہ ہے کہ اقطاب بھی پہونچتے ہیں مرتبہ ری کو ظل مین حضرت شیخ رضے اللہ تعالے
عنہ کے ۔ اور اشارہ ہے اس بات پر کہ شیخ رضے اللہ عنہ کو شرب ہمیشہ باعث ہدایت
و اہتدا ہوا وَاللّٰهُ یَهْدِیْ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْهَادِیْ اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ
اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا كُؤُوْسَ شَرَابِ مُحَبَّتِكَ فِیْ مَجْلِسِ مُحَمَّدِیْ اَحْمَدِیْ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ
فِیْ طَرِیْقِ قَادِرِیْ غَوْثِیْ اَعْظَمِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا (تنویر لی تصویر)
اے طالب شراب تحقیق کوس توفیق کے اگر تو سیرابی خواہ تشنگی کا ہے مین تجکو پیالے
شراب حقایق وارده کے بہو سے توجہات ساقی حقیقی کے جو کافی اور وافی اور بہتر
ہے شراب تحقیقی کے ہین بلاتا ہون پس تو مجلس ادب مین حاضر رہو اور آنکھہ
انوار و اسرار شیخ رضے اللہ عنہ کے ناظر ہو جا فَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ جاننا چاہیئے کہ حدیث
صحیح مین وارد ہے کہ اِنَّ الْاَرْوَاحَ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَنْ تَعَارَفَ اِئْتَلَفَ وَمَنْ
تَنَاكَرَ اِخْتَلَفَ توضیح اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالے جب ارواح کو پیدا کیا اپنے
حکم بزرگ سے سب کو یکجا جمع کیا اور وہ جماعتین بہت ہو گئے پس روح پاک صاحب
لَوْلَاكَ مُحَمَّدُ مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب کے آگے امام کیا چنانچہ حدیث كُنْتُ
نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ ناطق ہے ۔ پس وہ روح مبارک جو ہر قدیم تھی جو
مقدم ہوئی تمام ارواح پر از روے خلق اور نبوت اور کمال اور ولایت اور فتوت
کے ۔ پس تمام ارواح مثل مقتدیین کے تہے اوس کے لئے اور وہ امام تھے ۔
پس اقتدا کئے ان کی پہلے صفوف پیغمبرون کے بعد اون کے صفوف اولیاء اللہ
کے جو وہ تمام صحابہ رضے اللہ تعالے عنہم تہے اون مین مقدم تر حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ تعالے عنہ تھے گویا وہ امام اصحاب تھے۔ جو چیز اللہ تعالے سینۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ڈالتا تہا وہ سینۂ ابو بکر رضؓ مین بعد اونکے عمر رضؓ
پستر عثمان رضؓ پستر علی رضؓ مین ڈالی جاتی تھی۔ اس لئے حق مین ان کے احادیث فضیلت
بہت وارد ہین کہ خلاصہ اوس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اَبُوْبَکْرٍ رَأْسِیْ وَعُمَرُ عَیْنِیْ وَعُثْمَانُ لِسَانِیْ وَعَلِیٌّ صَدْرِیْ رضی اللہ تعالی عنہم
پس ظاہر ہے کہ سر چشم پر مقدم ہوتا ہے اور چشم زبان پر اور زبان صدر پر۔ حاصل یہ
کہ خلفاء اربعہ علی الترتیب خلافت مقدم ہونا تمام اصحاب پر یقینی ہے اس مین کوئی
شک نہین کرتا ہے مگر رافضی اور خارجی خدا تعالے اونکو ہدایت کرے۔ دوسرا درجہ
جو اولیاے امت کا ہے اس مین بھی بعض بعض سے افضل ہین۔ اس درجہ اولیاء
امت مین بعد صحابہ کے حق تعالے نے جناب شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کو تمام اولیاء
اولین وآخرین پر فضیلت عطا فرمایا چنانچہ قول ؎ اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ
وَشَمْسُنَا ٭ اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبٗ ٭ اور قول ؎ اَعْطَانِیَ الْمَوْلٰی
اَجَلَّ وِلَایَۃٍ ٭ لَمْ یُعْطِھَا لِغَیْرِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ٭ اس بیان پر دلالت کرتا ہے
اسی لیئے شیخ رضی اللہ عنہ علی روس الاشہاد فرمایا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ اَوْلِیَاءِ
اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اور قریب ہے تقریر کرین گے ہم اس بیان کو ضمن
قول رضے اللہ تعالے عنہ کے جو عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ ہے اتی مثل جب
اللہ تعالے ارواحات کو جمع کیا خطاب فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ وہ ارواحات جواب
دیئے بَلٰی پس اس خطاب اور جواب مین ہر یک بقدر استعداد اقتباس نور شمس
الٰہی حسب ارادۃ اللہ کئے اور ہر روح کو خلعت اس جسم گران اقتضاء ... 
لوازم جسمیت کے ساتھ دی گئی ہر جسم بقدر ذرہ زرد تھا۔ پس روح کو ... بقدر اقتباس
اوس نور کے دیا گیا۔ پس انبیاء علیہم السلام کو نور کلی۔ بعد اون کے اولیاء عنہم

اَلْمُوَالِ وہ پیالہ سکر و ہے جو پیالہ صحو نہین اور نہین پہونچتے ہین اس مرتبہ کو بعد تکرار شرب کے۔ اور مراد قول سے فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوا بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ اور قول وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِ کے اشارہ ہے کہ اقطاب بہی پہونچتے ہین مرتبہ رہی کو ظل مین حضرت شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کے۔ اور اشارہ ہے اس بات پر کہ شیخ رضے اللہ عنہ کو شرب ہمیشہ باعث ہدایت واہتدا ہوا وَاللّٰہُ یَهْدِیْ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَالْهَادِیْ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا کُؤُوْسَ شَرَابِ مُحَبَّتِكَ فِیْ مَجْلِسِ مُحَمَّدِیْ اَحْمَدِیْ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ فِیْ طَرِیْقِ قَادِرِیْ غَوْثِیْ اَعْظَمِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا (تنویر لی تصویر)

اے طالب شراب تحقیق کو س توفیق کے اگر تو سیرابی خواہ تشنگی کا ہے مین تجکو پیالے شراب حقایق وارد کے سبو سے توجہات ساقی حقیقی کے جو کافی اور وافی اور بہتر ہے شراب تحقیقی کے ہین بلاتا ہون پس تو مجلس ادب مین حاضر رہو اور آنکھہ انوار واسرار شیخ رضے اللہ عنہ کے ناظر ہوجا فَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ جاننا چاہیے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ اِنَّ الْاَرْوَاحَ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَنْ تَعَارَفَ اِیْتَلَفَ وَمَنْ تَنَاکَرَ اِخْتَلَفَ توضیح اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالے جب ارواح کو پیدا کیا اپنے حکم بزرگ سے سب کو یکجا جمع کیا اور وہ جماعتین بہت ہوگئے پس روح پاک صاحب لَوْلَاكَ مُحَمَّدْ الْمُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب کے آگے امام کیا چنانچہ حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ ناطق ہے۔ پس وہ روح مبارک جو ہر قدیم تھی جو مقدم ہوئی تمام ارواح پر از روے خلق اور نبوت اور کمال اور ولایت اور فتوت کے۔ پس تمام ارواح مثل مقتدیین کے تہے اوس کے لئے اور وہ امام تھے۔ پس اقتدا کئے ان کی پہلے صفوف پیغمبرون کے بعد اون کے صفوف اولیاء اللہ کے جو وہ تمام صحابہ رضے اللہ تعالے عنہم تہے اون مین مقدم تر حضرت ابو بکر

سیر ارواح ذکر ارواح

صدیق رضے اللہ تعالے عنہ تہے گویا وہ امام اصحاب تہے۔ جو چیز اللہ تعالے سینۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ڈالتا تہا وہ سینۂ ابو بکرؓ مین بعد اونکے عمرؓ
پستر عثمانؓ پستر علی رضؓ مین ڈالی جاتی تہی۔ اس لئے حق مین ان کے احادیث فضیلت
بہت وارد ہین کہ خلاصہ اوس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اَبُو بَکرٍ رَأسِی وَعُمَرُ عَینِی وَعُثمَانُ لِسَانِی وَعَلِیٌّ صَدرِی رضی اللہ تعالی عنہم
پس ظاہر ہے کہ سر چشم پر مقدم ہوتا ہے اور چشم زبان پر اور زبان صدر پر۔ حاصل یہ
کہ خلفاء اربعہ علی الترتیب خلافت مقدم ہونا تمام اصحاب پر یقینی ہے اس مین کوئی
شک نہین کرتا ہے مگر رافضی اور خارجی خدا تعالے اونکو ہدایت کرے۔ دوسرا درجہ
جو اولیاء امت کا ہے اس مین بھی بعض بعض سے افضل ہین۔ اس درجہ اولیاء
امت مین بعد صحابہ کے حق تعالے نے جناب شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کو تمام اولیاء
اولین و آخرین پر فضیلت عطا فرمایا چنانچہ قول ؎ اَفَلَت شُمُوسُ الاَوَّلِینَ
وَشَمسُنَا ٭ اَبَدًا عَلیٰ اُفُقِ العُلیٰ لَا تَغرُبُ ٭ اور قول ؎ اَعطَانِی المَولیٰ
اَجَلَّ وِلَایَۃٍ ٭ لَم یُعطِهَا لِغَیرِی اِلیٰ یَومِ القِیٰمَۃِ ٭ اس بیان پر دلالت کرتا ہے
اسی لیئے شیخ رضے اللہ عنہ علی رؤس الاشہاد فرمایا قَدَمِی هٰذِهٖ عَلیٰ رَقَبَۃِ کُلِّ اَولِیَاءِ
اللہِ تَعَالیٰ الاَوَّلِینَ وَالاٰخِرِینَ اور قریب ہے تقریر کرین گے ہم اس بیان کو ضمن
قول رضے اللہ تعالے عنہ کے جو عَلیٰ قَدَمِ النَّبِیِّ بَدرِ الکَمَالِ ہے انکا صل جب
اللہ تعالے ارواحات کو جمع کیا خطاب فرمایا اَلَستُ بِرَبِّکُم وہ ارواحات جواب
دیئے بَلیٰ پس اس خطاب اور جواب مین ہر یک بقدر استعداد اقتباس نور شمس
الٰہی حسب ارادۃ اللہ کئے اور ہر روح کو خلعت اس جسم گران اقتضاء حواس و
لوازم جسمیت کے ساتھ دی گئی ہر جسم بقدر ذرہ زرد تھا۔ پس روح کو علم بقدر اقتباس
اوس نور کے دیا گیا۔ پس انبیاء علیہم السلام کو نور کلی۔ بعد اون کے اولیاء عنہم

الرضوان بقدر مدارج نور عطا ہوا ۔ اور حضرت شیخ رضے اللہ تعالے عنہ نے فرمایا
ہے چونکہ مین ظل جمیع انبیاء قدم خاص اور مقام مخصوص پر تہا اس لئے مجکو
ہر ایک درجہ مین خلعت سلطانیہ دی گئی ۔ پس جمیع اقطاب میرے ظل مین اور
تبعیت مین میرے مثل سپاہی فوج کے ہوگئے ۔ اس لئے شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ
نے فرمایا ہے اے اقطاب هَمُّوْا وَاشْرَبُوْا یعنے ارادت صادق میرے سے کہو
اور یہ شراب پیو میرے عُلُوِّ حال اور سطوت جمال سے خوف نہ کرو کیونکہ تم اجتماع
ارواح کے وقت میرے لشکریونمین داخل ہوگئے ہو اور میرے تبعیت کا شرف
حاصل کئے ہو اور اگر تم یہ بات جانتے ہو تمکو راستی اور ترقی ہے قصد اور شرب
مین ۔ اور اگر یہ بات تمکو معلوم نہین ہے تو اب اوس پردہ کو برکت سے میرے
حال کے دور کرو اور تحصیل شرب مین جلدی کرو کیونکہ تم میرے لشکری ہو ۔
اور ظاہر ہے کہ بادشاہ کو لشکری پر فضیلت ہوتی ہے اور لشکری بادشاہ سے افادہ
اور استفادہ عُلُوِّ مناصب کی حاصل کرتا ہے فَاللّٰهُ نَاصِرُكُمْ وَمُبْدِئُ الْفَتْحِ
عَلَيْكُمْ اِنَّكُمْ فَائِزُوْنَ بِاَنْوَارِ الْغَنَائِمِ السَّرْمَدِيَّةِ فَاثْبُتُوْا وَلَا تَرَدَّدُوْا بنظر
اس کے جملہ اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ متضمن کئی رمز اور اسرار کا ہے ۔ بعض اس سے یہ ہے
کہ شیخ رضے اللہ عنہ کو روز میثاق سے علم کلی اور کمال جالی عطا کیا گیا تھا کہ اوس
سے ہر حادثہ کو جانتے تہے اور ہر واردات سے واقف تہے گویا شیخ رضی اللہ عنہ
کو قوۃ سرمدیہ سلطانیہ حاصل تہی ۔ جیساکہ کوئی امیر سلطان ارادہ کرتا ہے کہ اپنے
فرزند یا برادر کو ترقی دیوے اپنی فوج سے کچھ فوج اوس کے نزدیک روانہ کرتا
ہے تاکہ اوس کی فوج مین ترقی ہووے اور یہ امر باعث فضیلت ابن سلطان
یا برادر کا نہین ہوتا ہے اور اس مین لشکری کو بہی اختیار نہین ہوتا ہے ویسا ہی یہ
اقطاب کا رجوع شیخ بزرگ سے ہے ۔ دوسرا رمز یہ ہے کہ ہر شی کو یک اقتضا

بیان انوار علم

رمز جنودی

رمز دوم

ہوتا ہے ایسا ہی ولایۃ محمدیہ کا مقتضا تصرف فی الاکوان ہے اور اوس کو اولیاء اللہ مین مظاہر مخصوصہ ہین اور ہر ولی کو قدم مناسب ہے واسطے نبوت نبی علیہ السلام کے اور شیخ رضے اللہ عنہ کو بحیثیت جامعہ قدم ہے تحت ظل ہر نبی کے پس مصاحب ہر نبی کے مرتبہ روحیت مین شیخ بزرگ ہین پس ہر وقت کوئی واقعہ یا حادثہ کسی نبی پر ظاہر ہووے وہ نبی حکم کرتے ہین اس ولی فایق فی التصرف کو تاکہ یہ دفع کرے اس حادثہ کو جیسا کہ حکم کرتا ہے مخدوم خادم کو یا باپ فرزند کو - اور یہ امر ہر ایک نبی کے نسبت واسطے ولی مناسب بمصاحبت کے ہوتا ہے اور یہ معیت ظاہر ہے قول سے شیخ رضے اللہ عنہ کے جو فرمایا ہے اَنَا كُنْتُ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ فِي النَّارِ يُلْقِيَا وَمَا نُطِفَتِ النِّيْرَانُ اِلَّا بِنُطْفَتِيْ یعنے مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتہ تھا جس وقت کہ آتش مین ڈالے گئے اور نہ بجہائے گئی آتش مگر میرے بجہانے سے اور یہ امر روح شیخ رضے اللہ عنہ کو وقت صعود شب معراج سے حاصل کیا گیا تہا کہ جب رکہدیا گردن کو نیچے قدم آن سرور علیہ الصلوۃ والسلام کے پس جو امر حضرت نے وضع رقاب کا اولیاء کو کیا یہ امر مثل امر مخدوم کے ہے خادم کو واسطے اعزاز اوس کے علی رؤس الاشہاد روز ازل سے یوم المعاد تک اور یہ تحقیق اجمالی ہے شاید اللہ تعالے روزی کرے مجکو تفصیل اوس کی ذیل مین قول رضے اللہ عنہ کہ جو وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّيْ ؕ عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ کہ اور بعض اوس رمز سے یہ ہے کہ گویا شیخ رضی اللہ تعالے عنہ واسطے اقطاب کے اس قول مین فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا کے اشارہ فرمایا ہے ایقاء ما یتعلق بہ کو تربیت مقررہ ازل سے اس نشاۃ جسمانی مین یعنے میرا قول تمہارے لئے واسطے اتمام اور دخول کے اور ہم اور شرب وغیرہ کے تمام اس لئے ہے کہ تم تابعین سے میرے ہین عالم ارواح

مین نہ واسطے غرض دوسری میری کے پس ضرور ہے تمکو کہ میرے پاس اُترو
اور رہو یہانتک کہ پہونچ جاتین اوس چیز تک جو تمہارے لئے میرے نزدیک
مقرر ہے اس عالم جسمانی مین آور مین امین ہون ارادہ کرتا ہون ادائے امانت
کو کیونکہ حق تعالے فرمایا ہے اَدُّوا الْاَمَانَاتِ لِاَھْلِھَا بس تمکو ضرور ہی اجماع
کلی اور حضور جملی تا درمیان میرے اور تمہارے واسطہ ارتباط ہووے اور یہی
مراد ہے قول سے رضی اللہ عنہ کے جو فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا
اَنْتُمْ رِجَالِیْ اور یہ امر ظاہر ہے اوسپر کوئی پردہ نہیں ہے ـ اور بعض اوس رمز
سے یہ ہے کہ بادشاہ مالک ہوتا ہے ہریک فرد لشکری کا اور سب غالبون پر امر
اوسکا غالب ہوتا ہے. تُعِزُّ مَنْ تَشَاۤءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاۤءُ پس جملہ مین اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
کے اشارہ ہے مرتبہ قہریہ کی طرف یعنی تمکو آداب ضرور ہے امتثال امر سے میرے
خارج نہ ہووین کیونکہ مین قدرت حق تعالے سے غالب ہون اس بات کا کہ تمہارے
احوال کو سلب کر دون اور تمکو تمہاری خدمت سے معزول کر دون پس اگر تم بموجب
اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ کی اطاعت میری کرین فبہا ورنہ
عنقریب جانوگے جزا اوس فعل کی جو کروگے (فائدہ) اس مین اشارہ یہ ہے کہ بہت
سے اقطاب بوجہ درجہ عالیہ اپنے یہ گمان کرتے تہے کہ ہمکو خدائتعالے کے نزدیک
مرتبہ عالی ہے ہمکو کسیکی تبعیت کی حاجت نہین ہے کیونکہ ہر ولی کو خدائتعالی
کے نزدیک یک درجہ قبول کا اور یک مرتبہ وصول کا ہوتا ہے ـ مظنہ تہا کہ اتباع
نہ کرین امر شیخ رضے اللہ عنہ کو اور وہ موجب عزل کا اور خزل کا ہووے اور یہ امر
سے عیب لاحق ہوتا ہے اولیاء اور احبار خدائتعالے کو اور یہ کمال خودبینی ہے
اس لئے فرمایا اِتَّبِعُوْانِیْ وَلَا تُخَالِفُوْانِیْ کیونکہ خلاف میرے ساتہ موجب ادبار
کا ہے ـ چنانچہ مروی ہے کہ جب حضرت شیخ رضے اللہ تعالے عنہ نے قَدَمِیْ

هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَۃِ کُلِّ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ فرمایا ایک ولی اصفہان مین انکار کیا اور کہا کہ مین نہین قبول کرتا ہون کیون کہ مین بلا واسطہ نسبت خدا تعالے سے رکھتا ہون مجرد اس انکار کے ادبار اور خسارت مین پڑگیا اور ولایت اور احوال اوسکا سلب ہو گیا یہانتک کہ نور ایمان بہی پوشیدہ ہو گیا پس وہ شیخ رضے اللہ عنہ کے نزدیک آیا اور توبہ اور استغفار کیا لاکن لتقدیر اللہ تہی اپنے ادبار ہی مین رہا اور توبہ قبول نہ ہوئی شاید کہ وہ اپنی توبہ مین غیر صادق تھا۔ جیسا کہ مروی ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کاتب وحی تھا ایک وقت یعنے کتابت وحی کے وقت اوسکے دل مین خیال وخطرہ آیا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے لئے آتے ہین اور خدا تعالے کی وحی بغیر واسطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لاتے ہین مجرد اسکے حضرت الٰہیہ سے رد کیا گیا اور بغیر ایمان کے مرگیا کیونکہ وہ ہر روز ارادہ کرتا تھا توبہ کے لئے لاکن خدا تعالے بوجہ بے ادبی جناب رسالت آپ کے قہر کیا گیا تو منینت توبہ کی نہین پایا اور بغیر توبہ کے مرگیا۔ اور اس شعر مین یہ اشارہ بھی ہے کہ حضرت مرتبہ جمالیہ بھی رکہتے تہے وہ یہ ہے کہ جیسا کہ سلطان حال ہر ایک لشکری کا اپنے جانثار اس خیال سے کہ زندگی اوسکی تصرف مین اپنے ہے اور وہ اپنے نفس اور وجود کو حکم سلطانی سے اوسکے قدمون پر فدا کرتا ہے اور اپنے نفس کو سلطان کے لئے فنا کرتا ہے مورد فیض کرتا ہے اور مرتبہ بزرگ کو پہنچاتا ہے ویسا ہی حضرت نے اس شعر مین اظہار جمال کیا ہے چنانچہ دوسرے قصیدہ مین صراحتاً فرمایا ہے وَکُلُّ عِبَادُ اللّٰہِ یَرْجُوْا اِعَانَتِیْ ۔ فَکُلُّ سُلُوْکِ الْعَالَمِیْنَ رَعِیَّتِیْ ۔ وَکُلُّ بِلَادِ اللّٰہِ مُلْکِیْ حَقِیْقَۃً ۔ وَاَقْطَابُھَا مِنْ تَحْتِ حُکْمِیْ وَطَاعَتِیْ ۔ اور ظاہر ہے کہ جب رعایا تحت امر سلطان ہوتی ہے اوسکے امر کو بلا عذر قبول کرتی ہے اور اوسپر عمل کرتی ہے اور کوئی طرح بغاوت اور عناد نہین کرتی ہین۔ بلکہ بجنسہٖ

کلی اور خضوع ولی اور تسلیم قبلی فیروزی بزرگ کو پہونچتی ہے اور امن اور طمانیت اور تمکین حقیقی مین رہتی ہے۔ چنانچہ یہ بات مشہور ہے۔ اور اس مین ایک اشارہ ہاریک ہے کہ جو حدیث صحیح مین وارد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ۔ اور بعض رمز یہ ہے کہ حضرت نے اشارہ فرمایا کہ مرید قاصد الفوز وسعادت دینیہ اور فضایل ابد یہ کو ضرور ہے کہ محکوم اور فرمانبردار حکم شیخ کا رہے اور اپنی گردن اوس کے حکم پر جھکا دے اور اعتقاد کرے کہ شیخ سلطانِ ولایت وجود ہے اور مالک ہے امور نزول اور صعود کا جیسا کہ حق تعالے فرمایا ہے قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ یعنے ای محمد کہو اور آگاہ کرو کافرون کو اور تم بھی اسی طریق پر خوف و ڈر کے ساتہ رہو خدائتعالے سے کیون کہ وہ تعالے شانہ کو نہ پروا اہل قرب کی ہے نہ اہل بعد کی جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہے جس سی چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ ایسا ہی منقول ہے کتاب غوثیہ مین کہ حق تعالے فرمایا یاغوث الاعظم مَا بَعُدَ عَنِّیْ اَحَدٌ مِنَ الْمَعَاصِیْ وَمَا قَرُبَ اَحَدٌ عَنِّیْ مِنَ الطَّاعَاتِ یعنے کوئی بسبب گناہ کے میرے سے دور نہوا اور کوئی بسبب طاعات کے نزدیک نہ ہوا پاک ہے پروردگار عز اسمہ اور غنی ہے کہ کُتّہ کو آدمی کیا اور آدمی کو کُتّا یعنے کُتّہ اصحاب کہف کو باوجود اس بات کے کہ وہ کُتّہ عبادت نہین کیا مگر یہ کہ پرہیزگارون کے تابع رہا آدمیون مین شمار کیا اور وہ برصیصا کو کہ آدمی عالم اور عابد تھا کوئی چیز مین خدا کی انکار نہین کیا خدائتعالے کُتّا کر دیا۔ اور ابلیس کو باوجود عبادت چہہ سوّ سال کے مردود ومطرود کیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو باوجود عدم سابقہ عبادت کے اپنا خلیفہ زمین پر کر دیا۔ اور جب دونون سے نافرمانی اور خطا ہوئی آدم کو توفیق توبہ کی دیا اور ابلیس کو انکار اور خسران پر باقی چھوڑا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سلم کو فرمایا قُلْ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ مَالِكُ الْمُلْكِ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ
اس لیئے سالک کو چاہیئے کہ ہمیشہ خوف خدا مین رہے۔ جب تجکو ای محمد باوجود
قرب حق تعالے اور ہونے مظہر انوار اور مخزن اسرار اوس کے خوف خدا مین
رہنا ضرور ہے۔ پس وہ لوگ جو خدا کی نافرمانی کرین حال اونکا کیا ہوگا فَاُولٰئِكَ
هُمُ الَّذِیْنَ خَسِرَتْ اَرْبَاحُهُمْ وَانْکَسَتْ دِمَاحُهُمْ فَاللّٰهُ هُوَ الْقَادِرُ فَوْقَ
عِبَادِهٖ۔ پس چاہیے کہ مرید اپنے شیخ کے روبرو مانند یک غلام کے رہے جیساکہ
وہ اپنے صاحب کے سامنے رہتا ہے اور اپنے وجود کو شہود مالک مین محو کرکے
مجبور اوس کے امر کا ہو جاتا ہے اور یہی اعلے سعادت ہے اور یہی معنے ہے
جو شیخ رضہ نے (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے وَیْلَكَ تَدَّعِیْ اِرَادَتِیْ وَتُخَبَّاءُ
مَالَكَ عَنِّیْ کَذَبْتَ فِیْ دَعْوَاكَ اَلْمُرِیْدُ لَیْسَ لَهٗ قَمِیْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ وَلَا ذَهَبٌ
وَلَا مِلْكٌ بِالْاِضَافَةِ اِلٰی شَیْخِهٖ اِنَّمَا یَاْکُلُ عَلٰی طَبَقِهٖ مَا یَاْمُرُهٗ بِاَکْلِهٖ هُوَ فَانٍ
عَنْهُ یَنْتَظِرُ اَمْرَهٗ وَنَهْیَهٗ لِعِلْمِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ مَصْلَحَةً مِنَ اللّٰهِ عَلٰی یَدِهٖ وَ
قَیْدٌ فِیْ حِبَالِهٖ اِنْ اِتَّهَمْتَ شَیْخَكَ فَلَا تَصْحَبْهُ فَاِنَّكَ لَا تَصْلَحُ لَكَ صُحْبَةً
وَلَا اِرَادَتَهٗ اَلْمَرِیْضُ اِذَا اتَّهَمَ الطَّبِیْبَ لَمْ یَبْرَءْ عِلَّتَهٗ یہان عبارت شیخ
رضے اللہ عنہ کی تمام ہوئی۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ مرید وہی شخص ہے کہ اپنے
ارادہ کو مرشد کے ارادے مین فنا کردے تا باقی بارادہ شیخ ہو جائے اور
ہاتہ مین اوس کے کوئی چیز بلکہ وجود بھی نرہے اس حال مین وہ عبد اور مرشد
مولی اوسکا ہوتا ہے کیونکہ وَالْعَبْدُ وَمَا فِیْ یَدِهٖ مِلْكٌ لِمَوْلَاهُ واقع ہے
اور قاعدہ کلیہ اس مین یہ ہے کہ مرید اوسی وقت مرید ہوتا ہے کہ اپنی عادت
اور ارادہ سے نکل جائے اور متصف بارادہ شیخ ہوجائے۔ اگر یک ذرہ بھی
اس سے اوس مین باقی رہے وہ حجاب ہوتا ہے درمیان اوس کے اور مرشد

سالک کو خوف میں
بیان اللہ کا اپنے
شیخ کا غلام
رہنا
مرید شیخ کا

کے ۔ علاج اسکا نفع کلی ہے یہانتک کہ جز دکل مرشد ہی رہے چنانچہ سن چکے ہو کہ
جب مجنون کو محبت لیلی مین کمال ہوگیا اوس سے پوچھے کہ لیلی کون ہے کہا آنَا
لَیْلیٰ وَ لَیْلیٰ آنَا یہ دونون کلام مترادف ہین مدلول اس کا یک ہی ہے ۔ اور یہ خروج
کبھی وقعی ہوتا ہے یعنے حق تعالے سالک کو جذبۂ صادق نصیب کرتا ہے کہ جس سے
آثار وجود اوس کے محو ہوجاتے ہین اور دفعتاً انوار وجود شیخ سے باقی ہوجاتا ہے
اور یہ معاملہ نادر ہوتا ہے خصوصًا اس زمانہ مین جو زمان فترت اور حجاب کا ہے کم
واقع ہوتا ہے ۔ اور کبھی خروج تدریجی ہوتا ہے کہ مرید سلوک وسط اختیار کرتا ہے
اور خدا تعالے توفیق تبدیل صفات کی دیتا ہے یہانتک کہ یک صفت اوسکی زایل
ہوتی ہے تو یک صفت صفات شیخ سے دیجاتی ہے یہانتک کہ روزی کرتا ہے
خدا تعالے تخلق اخلاق کریمہ اور اوصاف عظیمہ کا ۔ اگرچہ یہ امر بھی اس زمانہ مین
نادر الوقوع ہوتا ہے لاکن باعتبار اول کے کثیر الوقوع ہے پس جس وقت مرید
متصف باوصاف شیخ ہوجاتا ہے گویا کہ وہ یک مکان دین کا اور قلعہ یقین کا بنا کیا
اور جب سپرد وامیت کیا وہ قلعہ تیار ہوگیا ۔ اور یہ قلعہ امن اور حفظ کا ہے افواج
باغیان ناسوت سے ۔ پس جس وقت اس مین قرار واقع ہوا یک قلعہ دوسرا سونے [illegible]
روپے کا نظر آتا ہے ۔ جب ارادہ اوس مین داخل ہونے کا کرے دخول اوس کا [illegible]
سخت زیادہ دشوار ہے ۔ اور جب مجاہدہ زیادہ کیا یک راستہ داخل ہونے
اوس کا کھول دیتے ہین اور یہ قلعہ فنا فی الرسول کا ہے کہ جس سے مرتبۂ بقائیہ
حاصل ہوتا ہے اور راہ اوس کی ترقی وقعی سے نادر اور عروج تدریجی سے
بر قیاس گزشتہ حاصل ہوتی ہے ۔ سالک کو اس مین فیروزی بزرگ حاصل ہوکر
بادشاہ سے جو بجلیس کرسی فیض کا اور عرش فضل و کرم کا ہے مشرف ہوتا ہے
اور جو چیز روح اوس کی چاہتی ہے پاتا ہے اور ہر لحظہ اوس کے لئے درجہ امن

ادر قرار کے کھولے جاتے ہین پس جب اس پر خوگیر ہوتا ہے نظر اوس کی ار
زیادہ تیز ہوتی ہے اور اوپر اس کے یک قلعہ یاقوت اور جواہر کا دکھتا ہے
اور وہ ایسا ہوگا کہ کسیکی آنکھ نہ دیکھی اور کوئی گوش نہ سنے اور نہ کوئی آدمی کے دل
کے خطرہ مین آسکے ۔ مرید جب اوسپر نظر ڈالتا ہے وصول اوس کا قوت بشر کے
فوق پاتا ہے اور خارج قوت انسانیت سے جانکر متحیر اور بیقرار ہوتا ہے کیونکہ
وہ قلعہ وہ ہے کہ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارُ اوسکی شان
ہے ۔ سالک نے کمال جلا سے دیوارین اوس کی بیہوش گر جاتا ہے مگر جب نور الٰہی
علاج اوسکا کرتا ہے آواز غیبی سنتا ہے بغیر خرابی اور عیب کے اور بموجب وَابْتَغُوْا
اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ کے دعا کرتا ہے رَبِّ اَنْتَ الْمُسَبِّبُ سَبِّبْ لَنَا وُصُوْلَہٗ وَارْزُقْ لَنَا
دُخُوْلَہٗ اِنَّ ھٰذَا الْعَبْدَ الْحَیْرَانُ لَا یَقْدِرُ عَلَی الْوُصُوْلِ اِلٰی بَابِ ھٰذَا الْحِصْنِ وَمَا
تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِکَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِفَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ پس بوسیلہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالے اوس متحیر کو جذب کرتا ہے خواہ دفعۃً ہو
یا بطریق سلوک جیسا پہلے ذکر کیا گیا ہے ۔ کیونکہ جب بندہ باب شریعت پر پہونچتا
ہے اور ہمیشہ اوسپر رہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس کو مدد
کرتے ہین اور خدا تعالے کے نزدیک کر دیتے ہین چنانچہ مذکور ہوا ہے اَللّٰھُمَّ
یَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا وَارْحَمْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ الرَّحِیْمُ الْکَرِیْمُ لَکَ الْحَمْدُ وَعَلٰی
نَبِیِّکَ الصَّلٰوۃُ مَعَ الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ وَالنَّوَائِبِ سِیَّمَا الشَّیْخُ اَبُوْ مُحَمَّدْ سَیِّدْ عَبْدُ
الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا (اشارہ عجیبہ) اَرَیتجلو
عقل سلیم اور ذہن مستقیم ہو معلوم کریگا کہ قول شیخ رضی اللہ عنہ کا فَسَاقِیْ الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ
الْمَلَالِ متضمن کئی رموز اور اسرار کا ہے ۔ بعض اس سے یہ ہے کہ اس قول سے
اقطاب کے دغدغہ کو کہ یہ حضرۃ شیخ کے کافی ہے ہم کو یا نہین دفع فرمایا ہے ۔

تاویل الفضل بیان رموز و اسرار

چنانچہ بیان اِسکا گزرا ہے ۔ بعض اسرار سے یہ ہے کہ شیخ ارشاد کرنے والے کو چاہیئے
کہ کامل و مکمل ہووے تاکہ واردات اور تصرف مرید کو کافی ہووے اور واردات
مرید کو کہول دے آور یہ امر حاصل نہین ہوتا ہے مگر اونکے توجہ سے اور ثمرات
ارشادات سے شیخ رضے اللہ عنہ کے کیونکہ وہ رزق سے رب الارباب کے ہے
اور حق تعالے نے فرمایا ہے وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقَىٰ ۔ اگر کوئی کہے کہ اس عبارت
شریف مین اشارہ ہے جواز ہونا مرشد کا عبور کرنے والا بعض مقامات کا اور واقف
بعض کا جواب کہا جاے کہ البتہ اس قول کو بھی یک وجہ ہے لاکن تخصیص شیخ رضی اللہ
عنہ کی اپنے نفس کو کہ یہ ساقی بالوا فی ملالی ہے آگاہ کرتی ہے کہ بعض مرشدین
ایسے نہین ہوتے ہین چنانچہ جو شخص واقف اسلوب کلام ہے اوسپر مخفی نہین ہے
چنانچہ بیان دونون وجہ کا تفصیلاً گزرا ہے لاکن آدسلے بلکہ واجب یہ ہے کہ شیخ
کامل اور مکمل اکمل ہووے تاکہ مرید محتاج اور تشنہ شربت فیضان دوسرے کا
نہ ہو تاکہ مطابق ہووے اس کلام کو کہ کتاب بھی یک اور سبق بھی یک ہووے
اور مین کہتا ہون خدا یک اور رسول ہمارے یک پس چاہیئے کہ مرشد بھی یک ہووے
اور یہ بات اوسیوقت ہوتی ہے کہ مرشد کامل مکمل اکمل ہووے ۔ اگر ایسا نہ ہووے
محتاجی دوسرے کی ہوتی ہے ۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ تین سو
شیخ کے محتاج ہوے کہ آخر اون کے حضرت امام ہمام سیدنا جعفر الصادق رضے اللہ
تعالے عنہ تہے اگر شیخ اول اونکا کامل مکمل اکمل ہوتا تو محتاجی دوسرے کی نہ ہوتی
کیونکہ مرتبہ کو بایزید کے شیخ اول نہ پاسکا دوسرے کی طرف ہدایت کیا یہانتک کہ
نوبت تین سو مرشد کی پہونچی ۔ اور اس سے یہ بھی دلیل ہوتی ہے کہ مرشد غیر مکمل ہو
تو بھی مرید اوسکے ہونا جائز ہے ۔ اور بعض رموز سے یہ ہے کہ جائز ہے مرشد کو
کہ آگاہ کرے مرید کو کہ آپ کامل ہے یا نہین تا وہ متردد نہ ہوئے کہ یہ مرشد کافی

ہے یا نہین میرے ارشاد کو کیونکہ یہ خطرہ بہی صفاے مشرب کو مکدر کر دیتا ہے اس لئے
سے کہے ہین کہ مرید کو ضرور ہے کہ اعتقاد کرے کہ اپنے مرشد کے مانند کوئی دنیا مین موجود
نہین ہے تا کہ بطانیت قلب مشغول کسب ہووے اگر ایسا نہ ہو علم باطن مین سوء ادب
اور موجب للعزل والخزل ہے ۔ اور اسی لئے کہے ہین کہ مجلس بادشاہ مین جیسا ادب
جوارح کا ضرور ہے ایسا ہی مجلس اولیاء مین ادب قلوب کا ضرور ہے کیون کہ اولیاءً
جاسوس دلون کے ہین ۔ اسی موقع پر مولوی معنوی نے فرمایا ہے ؎ دل نگہدارید
اے بیحاصلان ٭ در حضورِ حضرتِ صاحبدلان ٭ روایت ہے کہ یک مریدون سی
حضرت ابی القاسم کے کہا کہ اے مرشد مین تہا اور آپ نے مجکو کچھ فرمایا مین نے
جواب مین کہا کیون اور کس لئے شیخ نے یہ سنکر مُنہ پھرایا اور کہا کہ یہ سبب تیری
بد اعتقادی کا ہے عالم بیداری مین کیونکہ خواب حکایت کرتا ہے حالت بیداری کا
کو جیسا کہ موت حاکی ہے حالت زندگی کی چنانچہ حدیث صحیح مین مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کَمَا تَعِیْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ وَکَمَا تَمُوْتُوْنَ تُحْشَرُوْنَ
حاصل یہ کہ مرید طالب ارشاد کو لازم ہے کہ خطرات سے حق شیخ کے خالی ہوجاے
تا کہ دل اوسکا کمال مرشد سے بہر جاے اور جمال جمال سے مرشد کے روشن ہو جاے
پس یہ تنبیہ ضابطہ ہے تعلیم ادب مین مرید طالب کے لئے ۔ اور بعض رموز سے یہ ہے
کہ نہایت نظر مرید کی تحصیل کمال کلی پر ہووے جزئی پر اقتصار نہ کرے کیونکہ سیر
کرنے والا بارادہ وصول کعبۂ مقصود سائر شمار نہین کیا جاتا ہے جبتک کہ ہمت اوسکی
پہونچنے کو سعادت عظمیٰ کے اور نہایت نہایت کے خالی ہو پس کوتہ ہمت ہوس در
ہوس ہوتا ہے ۔ اور اس مین یک لطیفہ دوسرا بھی ہے وہ یہ ہے کہ اقطاب اپنے
علم مین کامل جانتے تہے کیون کہ وہ بعض مراتب وصول کو پہونچتے تہے اور اوسکو
عین اقبال وقبول جانتے تہے حضرت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اون کی ہمتون کو

تحریک فرمایا اور ترقی اور عروج کو مقام واصل الیہ کے لازم ان اقطاب کا کیا۔ پس سالک
پر لازم ہے کہ ترقی ہر روزہ کو بعد ترقی یک روز کے سعی کرے یہانتک کہ مورد سے
مَنِ اسْتَوىٰ يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ کے نکل جاے چنانچہ یہ امر قول سے كُلَّ يَوْمٍ
هُوَ فِيْ شَاْنٍ کے واضح ہوتا ہے۔ اور اِسی کی طرف اشارہ ہے قول سے مَقَامُكُمُ
الْعُلىٰ جَمْعًا وَّ لٰكِنْ ؎ مَقَامِيْ فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِيْ ۔ کما اور بعض رموز یہ بھی ہے کہ کمالات
الٰہیہ بے انتہا ہین پس ضرور ہے کہ سالک یہ نجانے کہ مین واصلین اور واقفین سے
اوس کے ہون بلکہ چاہیئے کہ بعد وصول کے بھی ہمیشہ دل کو فراق اور ہجر مین جلتا رکھے
چنانچہ بعض احادیث صحیح مین وارد ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے رَقَّ جِلْدِيْ مِنَ الْفِرَاقِ اور قول دیگر مَا لَيْتَ رَبُّ مُحَمَّدٍ لَمْ
يَخْلُقْ مُحَمَّدًا ؎ پس پاک ہے وہ پروردگار اَسْرىٰ بِعَبْدِهٖ لَيْلًا یعنے سیر کروایا اپنے
بندہ کو اور بعد وقت معراج پھر ڈالدیا فراق مین اپنے۔ اور یہ بیان متعلق ہے
علم حقیقت سے کوئی اسپر اطلاع نہین پاتا ہے مگر فراق گرمی عشق اور آتش
محبت سے اور یہ علم کسیکو عقل سے حاصل نہین ہوتا ہے چنانچہ کسینے کہا ہے

لَيْسَ هٰذَا الْعِلْمُ يُدْرَكُ بِالْعُقُوْلِ ۔ اَنَّهٗ عِلْمٌ تَعَارُفٌ فِي الْفُحُوْلِ ۔ لَيْسَ عِلْمٌ كَالْعُلُوْمِ الْعَاشِقِيْ ؎
اِنَّهٗ نُوْرُ الظَّلَامِ بِالْوَافِيْ ۔ لَيْسَ يَعْرِفُهٗ سِوَى الْقَلْبِ الْحَرِيْقِ ۔ فِيْ بِحَارِ الْقُدْسِ غَارَ كَالْغَرِيْقِ ؎

اور بعض رمز یہ ہے کہ جیسا کہ غلام آزاد نہین ہوتا ہے اگر یک درہم بھی اوس کے
ذمہ باقی رہے پس ضرور ہوتا ہے کہ اپنے گردن کو کامل چھوڑانے کیلئے پوری کوشش
کرے تا مرتبہ آزادی ملے چنانچہ حضرت شیخ رضے اللہ تعالے عنہ نے (فتوح الغیب)
مین باین حاصل فرمایا ہے اَنَّهٗ لَا يَخْلُوْ اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ حُرًّا اَوْ عَبْدًا فَاِنْ كُنْتَ حُرًّا
يُقَالُ لَكَ اِنَّ هٰذَا دَعْوىٰ مُجَرَّدٌ لِاَنَّهٗ قَدْ اَمَرَ نَبِيَّنَا بِالْعِبَادَةِ حَتَّى الْمَوْتِ
كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ؎ اور عبادت ہر مقام

پانچوان رمز ربانی

چھٹا رمز بیان آزادی
عبودیت و بندگی مین

کی مخصوص ہے اِس مقام دنیا مین پس جبتک حیات ہے تب تک عبادت تجھپر
واجب ہے ایسا ہی اگر تو بندہ ہے تجھکو بندگی پر قیام کرنا لایق ہے اپنے مولا کے
سامنے پس بنظر اِس کے واجب و لازم ہے بندہ کو بندگی۔ غور کیا جاے کہ ہمارے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اس کے کہ محبوبِ خدا تھے آپ کو شب
معراج مین کہا گیا خُذْ مِنْ خَزَائِنِنَا مَا تُرِيْدُ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا قَالَ اِخْتَرْتُ الْعُبُوْدِيَّةَ کیون کہ لازمہ حال بندہ عبودیت ہے۔ اور اسی
معنے سے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اَلْعَبْدُ
عَبْدٌ وَاِنْ تَرَقّٰى وَالرَّبُّ رَبٌّ وَاِنْ تَنَزَّلَ اَمَا تَرٰى آیا نہین دیکھا تو کہ بادشاہ
کوئی کم رتبہ سپاہی کے ڈیرے مین آوے رتبہ بادشاہ کا کم نہین ہوتا ہے بلکہ رتبہ
اوس لشکری کا بلند ہوتا ہے پس اس وجہ سے وہ لشکری بادشاہ کو تکبر زیبا نہین
ہے بلکہ فروتنی زیادہ ہوا اوس سے جو پہلے اس کے تھی کیون کہ وہ شمار کرتا ہے
اپنے نفس کو حقیر اوس سے کہ بادشاہ نزدیک اوس کے آوے۔ اور یہ بات
سب لوگ جانتے ہین مگر وہ شخص کہ قلب اوس کا قاسی ہو جیسا کہ حق تعالے فرماتا ہے
کَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ط روایت ہے کہ محمود غزنوی اپنے غلام ایاز کو کہا
کہ میری مُلک سے تو جو چاہتا ہے اختیار کر ایاز نے جواب دیا کہ مین مِلک کو
اختیار کیا ہون مُلک سے غرض نہین اب مجھے سواے بندگی اپنے صاحب کے
کوئی چیز جائز نہین۔ ایسے نظائر بہت ہین اوس کے ذکر مین کلام طول ہوجایگا
ساتوان رمز یہ ہے
اور بعض رمز یہ ہے کہ اس مین طالب سائر جو حیران وادی اضطراب سے
جب اوسکو اخبار وصال اور حصول کمال کے دی جاتی ہے اس حیرت اور اکتئاب
مین نوعے تسلی اور مواسات ہوتی ہے اس معنے سے کہا کہ اے طالب طریق
کے واسطے محرق قلب کے طلب رحیق مین واسطے وصال رفیق حقیق کے نا امید

نہ ہو رحمت خدا تعالےٰ سے کیون کہ لَا یَیْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ وارد ہے ۔ جب تو یہ امر دیکھتا ہے اور سنتا ہے ابتدائے وصال سے ہر آئینہ پہنچیگا تو فیروزی بزرگ کو آلا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ قاعدہ کلیہ یہہے کہ سالک کو اِس مقدمہ مین ضرور ہے کہ نگاہ رکھے ہر لحظہ انتظار سے ساقی باقی کے ۔ پس گزر جاتی ہے وجود ناسوتی سے سالک کی بشریت جو جلجانے والی ہے پیالون سے شراب اس ساقی کے بعد اِس کے ہر یک شرب مین وجود فانی گلا یا جاتا ہے جیسا کہ شیشہ گرمی آتش سے گلجاتی ہے یہان تک کہ جلد سالک کی گلجاتی ہے اِس لئے اس کو جلد دوسرا دیا جاتا ہے گویا سالک حطمہ عشقیہ مین ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالےٰ فرمایا ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْحُطَمَۃُ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ پس عشاق کو صاعقہ سے جذبات نوریہ کے بلندی آسمان الٰہی تک سرا دسکا ہوتا ہے اور جب خدا تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے اس حال مین فیض سرمدی سے اوسکو نور کی طرف کھینچتا ہے اور اسکو ظلمات بشریت سے نکالتا ہے اوس وقت عناصر مظلمہ اوس کے یعنے خاک اور آب اور ہوا جلجاتے ہین صرف یک عنصر روشن باقی رہجاتا ہے وہ کیا آتش بے دود نور مضئی ہے پستر سالک قوی تر ہوجاتا ہے یعنے حرارت اوس کی نہایت گرم اور روشنی نہایت روشن ہو جاتی ہے اِسی لئے اکثر ہیئت انسانی بعض عشاق مجازی کی بہی جلجاتی ہے پس اہل جذبہ حقیقی کے کیون متغیر نہ ہون گے ۔

چنانچہ مروی ہے کہ جب زلیخا رضے اللہ عنہا آہ کرتے تہے منہ سے اون کے شعلہ آتش کا نکلتا تہا چنانچہ قصہ یوسف علیہ السّلام مین مذکور ہے ۔

اور مروی ہے کہ کوئی اصفیا سے کسی سے کلام نہین کرتا تھا بعض لوگون نے وجہ دریافت کیا تو اوسنے بتحریر اطلاع دی کہ اگر مین کلام کردن تو آتش نکلیگی اور شہر

آتش عشق سے اونسیر وجود بشری سالک جلجاتا ہے

زلیخا کے منہ سے آتش نکلا ... بعض ... آتش ... جلتا

اور مکان جلائے گی یک جماعت مریدون کی مشتاق ہوئی اور عرض کی کہ آپ
کلام کرین اگر مکان ہمارے جل جاوین تو ہم راضی ہین پس وہ بزرگ نے
کلام فرمایا بمجرد اس کے شعلے آتش کے نکلے اور بہت سے مکان کو جلا دیئے۔
بعد اس کے چند روز صبر کرکے پہر استدعاے کلام شیخ کئے اور کلام سے شیخ
کے وہی معاملہ دیکہے جو پہلے دیکہے تہے۔ ایسا ہی تین مرتبہ شیخ نے کلام فرمایا پہر
مکانات کو جلایا۔ اور مروی ہے کہ کوئی مرید حضرت سید الطایفہ جنید بغدادی
رحمۃ اللہ علیہ کا مجلس مین شیخ کے حاضر تہا اتفاقاً شیخ کو حالت ہوئی اور اثر اوسکا
مرید پر ہوکر اوس کو بہی حال آگیا جب حالت فرو ہوئی شیخ نے فرمایا کہ یہ ادب
نہیں ہے کہ وقت حالت شیخ کے مرید کو بہی حالت ہو اور وہ ظاہر کرے۔
بعد اس کے پہر یک وقت شیخ کو حالت ہوئی تو وہ مرید پر بہی اثر اوس کا پڑا لاکن
وہ بنظر فرمان شیخ کے ضبط کیا اور جذبہ کو چہپایا بعد اس کے کہ جب مجلس برخاست
ہوئی وہ مرید اپنی جاے بیٹہا ہوا راکہ ہوگیا تہا یہ اثر وہی ہے جو حق تعالے فرماتا ہے
نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ اور یہ وہ چیز ہے کہ عاشقون نے تجربہ
کیا ہے اگر کوئی انکار کرے وہ انکار منکر کو ضرر پہونچاویگا نہ غیر کو چنانچہ عوارف مین
مرقوم ہے اَلْحَالُ لَا یُقَالُ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ فَقَدْ اٰمَنَ وَمَنْ اَنْکَرَہٗ فَقَدْ کَفَرَ
بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ یعنے حال نہین کہا جاتا ہے یعنے خارج بیان سے ہے جو اس کو یقین
کیا اس مین رہا جسنے انکار کیا پس بتحقیق انکار کیا خداے بزرگ کا اور یہ معنی نہین
سمجہتا ہے کوئی شخص مگر وہ کہ علم اوسکا امداد روح اور توفیقات الٰہیہ سے مرفوع اور
منصوب ہے اور حال دائمہ غیر منتقلہ سے تمیز تام حاصل کیا ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا
حَالًا لَا یَحُوْلُ عَنَّا اِلَی السُّفْلِ بَلْ یَجْذِبُنَا اِلَی الْعُلُوِّ مِنَ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ وَنَوِّرْ
قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ الْعِشْقِ حَتّٰی یُحْرِقَ کُلَّ مَا سِوَی اللّٰہِ مِنْ بَیْنِ خَطَرَاتِنَا لَا اِلٰہَ اِلَّا

اَنتَ الَّذِی تَشفِی صُدُوْرَ العَلِیلِینَ وَالظَّمْاٰنُ مِنْ کُؤُسِ المَشرَبَۃِ مَرْوِیَّۃٌ یَا رَحِیمُ یَا غَفُوْرُ۔ بعض رمز یہ ہے کہ اکمل وہ شخص ہے کہ ظرف وجود اوسکا شہود موجود سے بھرا ہوا ہووے یہانتک کہ ظرف وجود مین اوس کے آثار ناسوتیہ اور ملکوتیہ اور جبروتیہ باقی نرہے پس اوس حال مین دین تمام خدا کا اور قلب اوس کا سماوی آلہی اور قالب اوسکا ارضی عبادی ہوتا ہے۔ پس ایسے واصل کو اگر کوئی مدح کرے خوش نہین ہوتا ہے اور اگر کوئی ذم کرے ناخوش نہین ہوتا ہے۔ اور اس صفت سے راست ہوتا ہے تحت بقا پر۔ اور وجود حقیقی تمام عالم کا اور کائنات کا مثل یک قطرہ اوس کے دریا کے ہوتا ہے وہی شخص کی شان ہے اِذَا تَمَّ الفَقرُ فَھُوَ اللّٰہُ اور یہی اشارہ ہے خطاب مین قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ کے اسی بنا پر ہے جو غوثیہ مین مذکور ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا غَوثُ الاَعظَمُ اِنَّ اَحَبَّ العِبَادِ اِلَیَّ اَلعَبدُ الَّذِی کَانَ لَہُ الوَلَدُ وَالوَالِدُ وَقَلبُہٗ فَارِغٌ مِنْھُمَا لَوْ مَاتَ لَہُ الوَلَدُ فَلَیسَ لَہُ الحُزْنُ بِمَوْتِ الوَلَدِ فَاِذَا بَلَغَ العَبدُ ھٰذِہِ المَنزِلَۃِ فَھُوَ عِندِی بِلَا وَالِدٍ وَلَا وَلَدٍ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اور یہ بات اوس شخص پر ظاہر ہوتی ہے کہ جس کی آنکھ باطن کی کھلی ہوتی ہے (قاعدہ کلیہ) یہ ہے کہ یہ طالب اِس مرتبہ مین ماسوے اللہ سے فارغ ہووے اور کل ہمۃ اوس کی فنا نفس اپنا اور کل خلایق پر ہو۔ اور قلب اوس کا پنداشت معارف اور کمال سے خالی ہووے۔ اور روح اوس کی جمال و جلال مین فانی اور کمال سر سے اوس کے باقی۔ اور سر اوس کا حجابات نوریہ اور اسرار قدسیہ سے صافی ہووے لَیسَ فِیہِ اِلَّا الاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ شعار اوس کا اور سُبحَانَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ دِثار اوسکا اور لَا تُدرِکُہُ الاَبصَارُ وَھُوَ یُدرِکُ الاَبصَارَ اقرار اوس کا ہووے۔ اور یہ معنے وہ ہے جو شیخ بزرگ

اکمل وہ شخص ہے جس میں نہ رہے آثار ناسوتی اور ملکوتی جبروتی

قاعدہ کلیہ کمال اکمل

رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی کتاب (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَیْسَ فِیْہِ ذَرَّۃٌ لِخَلْقِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ھُوَ بِظَاھِرِہٖ وَبَاطِنِہٖ مَعَہٗ لَایَتَحَرَّکُ اِلَّا لَہٗ فَھُوَ بِہٖ وَمِنْہُ وَفِیْہِ ۔ پس اِس حال مین تحقق ہوتا ہے ہونا اوسکا بالْوَافِی الْمُلَالِ کیونکہ ظرف وجود مین اوس کے محل اور ماوے کوئی شی کا اشیاء سے کسی طرح باقی نہین رہتا ہے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا یعنے جس طرف اوس کے حال اور وجود مین توجہ کیجاے فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یعنے اوسی جا سے ذات پروردگار سے ثابت ہوتا ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ یعنے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اپنے ظاہر اور باطن سے اِلَّا وَجْھَہٗ یعنے ذات خدائتعالےٰ کی باقی ہے ۔ پس وہ ظاہر اور روشن ہے ہر شی موجودات سے اور وہ ہمراہ ہے ہر شئ کے اور منفصل واصل ہے اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْنَا رِزْقَکَ فَاِنَّ رِزْقَکَ یَارَبِّ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی وَلَا تَلْتَفِتْ عُیُوْنُنَا اِلٰی زَھْرَۃِ الدُّنْیَا وَوَفِّقْنَا لِلْوُصُوْلِ بِالْحَقَائِقِ الْقَادِرِیَّۃِ الْعَالِیَۃِ ۔ اور بعض رمز یہ ہے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اِس مصرعہ مین فائدہ بتلایا ہے عطار استعداد کو اپنے اللہ تعالےٰ سے ھُوَ بِالْمِرْصَادِ وَھُوَ یَھْدِیْ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ اِلَّا نَمَا لِلتَّرَابِ بِرَبِّ الْاَرْبَابِ اور سابق بیان ہوا ہے کہ آیا استعداد بڑہتا ہے یا نہین اہل ظواہر کہتے ہین کہ نہین اور مذہب اول یعنے بڑہنا میرے نزدیک حق ہے ۔ کیونکہ ام الکتاب دست قدرت پروردگار مین ہے یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پس اولیاء اللہ خصوصاً شیخ بزرگ رضی اللہ تعالےٰ عنہ دیئے گئے ہین مرتبہ تکوین کو اِس لئے فرمایا ہے کُلُّ وَلِیٍّ اِذَا وَصَلَ اِلٰی بَابِ الْقُدْرَۃِ تَوَقَّفَ اِلَّا اِنِّیْ لِاَنَّہٗ فُتِحَ لِیْ رَوْزَنَۃٌ فَدَخَلْتُ فِیْہِ تفصیل اِس کی انشاء اللہ تعالےٰ ذیل مین قول وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالِیْ کے بیان کی جائے گی اور یہ امر موافق ہے حدیث قدسی کے کہ فرمایا ہے یَا ابْنَ اٰدَمَ اَطِعْنِیْ تَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ ۔ اور تفصیل اس کی جو فتوح الغیب مین شیخ بزرگ رضی اللہ

بیان زیادتی استعداد مین

عنہ نے فرمایا ہے قریب ضمن قول وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ ؛ وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ کی جلے گی۔ اگر تجھکو شک ہو غور کر قصہ مین مرید شیخ علی ہیتی کے کہ وہ عنایت سے شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے کیونکر استعداد اور فتح یاب زیادہ کیا گیا فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ (تحقیق) اے پیر بھائیو سلسلہ مریدی شیخ بزرگ ابو محمد سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضے اللہ عنہ کا نہایت بزرگ ہے۔ پس جانو اس بات کو کہ مراد ساقی سے اگر ذات شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ لیجائے جیسا کہ خطاب شیخ رضی اللہ عنہ سے نسبت اقطاب کے واسطے شرب اور داخل ہونے کے اپنے حال مین ظاہر ہے ویسا ہی مراد قوم سے یا اقطاب ہین یا مطلق اولیاء اللہ اور یہ فرمان وثیقہ ہے اقطاب کو کہ خمرات شیخ بزرگ غیر اقطاب یعنے ابدال اور اوتاد اور افراد وغیرہم مین بھی مقسوم ہین تا کہ وہم نہ کرین کہ خمرات شیخ بزرگ کافی ہین یا نہین جیسا کہ دوسرے قصیدہ مین بھی فرمایا ہے وَاِنِّیْ اِمَامُ الْعَارِفِیْنَ جَمِیْعِہِمْ ؛ وَکَنْزُ الْمَعَانِیْ صَاحِبُ الْاَثَرِ وَکُلُّ عِبَادِ اللّٰہِ یَرْجُوْا اِعَانَتِیْ ؛ فَکُلُّ مُلُوْکِ الْعَالَمِیْنَ رَعِیَّتِیْ ؛ اور اگر مراد ساقی سے ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لین یہ بھی ممکن ہے گویا شیخ بزرگ نے فرمایا ہے اِنَّ سَاقِیَ الْقَوْمِ یعنے ساقی ہمارا یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بِالْوَافِی الْمَلَالِ یعنے بہت سے پیالے شربتون کے مجکو پلایا پس جب مینے پیا اور لیا اون سے تمکو دیتا ہون وَاشْرِبُوْا پیو تم اور اس شرب سے باز نہ رہو۔ اس کلام مین کئی اشارات ہین (۱) یہ کہ مین تمکو نہین کہتا ہون اپنے دل سے بلکہ بنظر سخاوت اپنے جد کے جو وہ قاسم ہین اور مین اونکا نائب ہون تقسیم کرتا ہون مین تمہارے پراون کے حکم سے کیونکہ وہ قاسم حقیقی ہین چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ

بحر اشارات لفظ ساقی القوم

حضرتؓ نے فرمایا وَاللّٰہُ الْمُعْطِی وَاَنَا الْقَاسِمُ۔ (۲) اشارہ دوسرا یہ ہے کہ شیخ رضی اللہ عنہ اپنے وجود سے فانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے باقی ہین اور یہ کامل الارشاد ہے جیسا کوئی وزیر اپنے نزدیکون سے کہتا ہے کہ منصب مجھہ سے لو بادشاہ میرا یہ منصب تمکو بلاعوض دیتا ہے۔ اور یہ کلام وزیر کا واسطے شکست نفوس ہمقران اپنے ہوتا ہے اور اس مین اشارہ اس بات کا ہے کہ فعل وزیر کا درحقیقت فعل بادشاہ کا ہے نہ بالعکس اور یہ باریک تر اشارہ اسرار کا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے وَمَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَ اِنَّمَا تَكَلَّمَ رَبِّیْ مِنْ لِّسَانِ حَقِیْقِیْ۔ (۳) اشارہ اس بات کا بھی ہے کہ نسبت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کی تمام نسبت اولیاء سے بلند اور زیادہ تر ہے کیونکہ فیضان آپ کا بلا واسطہ غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے لَا مِنَّةَ لِاَحَدٍ عَلَیَّ بَعْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پس پیر ارشاد جناب شیخ کے سواے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی دوسرے نہین ہین۔ شیخ ابو سعید مبارک مخزومی پیر خرقہ اور ابومسلم حماد دباس پیر صحبت ہین چنانچہ تفصیل اس کی سابق ذکر ہو چکی ہے اور ذات پاک اللہ تعالے قریب ضمن قول وَجَدَنِیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْكَمَالِ کے ذکر کرونگا۔ اور اس مین ایک اشارہ دوسرا بھی ہے قلوب صافیہ اور اسرار زاکیہ سے پوشیدہ نہین ہے مگر اوس کا اظہار مناسب نہین ہے کیونکہ وہ بآسانی عقل مین نہین آسکتا ہے اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا فِیْ شَرْحِ الْقَصِیْدَةِ الْخَمْرِیَّةِ مِنْ بِحَارِ عُلُوْمِ الشَّیْخِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ اور اگر مراد اوس ساقی سے ذات پروردگار ہو جیسا کہ شیخ نے فرمایا ہے مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ مقتضی ہے رجوع کل امور کو طرف اوس کے اشارات سابقہ کے ساتھ۔ اور اس مین اسرار دو سرے ہین (۱) یہ کہ ذات شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کی بعد فنا ہونے کے باقی بذات رسول اللہ

وباقی باللہ ہے پس فعل اور تقدیر شیخ کی عین فعل و تقدیر خدا و رسول کی ہی جو
کمال ظہور باقی ہے (۲) یہ کہ شیخ مراد اللہ اور تم مرید اللہ ہین اور مراد محبوب ہوتا
ہے اور مرید محب پس ضرور ہے کہ ہاتھ سے مراد کے پیوین تاکہ پہونچین ارادہ
کو اور یہی اشارہ ہے قول شاعر ثُمَّ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ سے (۳) یہ کہ
اقطاب حجاب مین تھے بہ گمان اس کے کہ ساقی ذات شیخ کی ہے کیونکہ وہ آمر ہے
جب وہ پیے حجاب ان کا زایل ہوگیا اور ظاہر ہوا کہ وہ ساقی اللہ تعالے ہے
بموجب وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى کے۔ پس اس مین بہت
سرایر و اشارات ہین کہ وہ اہل بصیرت پر پوشیدہ نہین ہین رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا
فِيْ شَرْحِ مُرَادِ الشَّيْخِ الْاَجَلِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا اِنَّكَ اَنْتَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَبِالْاِجَابَةِ جَدِيْرٌ (مُناجات) يَا رَبِّ يَا رَبَّاهُ بِاِسْمِكَ اهْتَدٰى
وَبِنَبِيِّكَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ اِقْتَدٰى فَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِ
قَلْبِيْ حَتّٰى اَفُوْزَ اَسْرَارَ الْكَلَامِ وَاَجِدَ كَلَامَ الْاَسْرَارِ يَا رَبَّ الْاَرْبَابِ اَعْطِنِيْ
شَرْبَةً مِّنْ شَرْبَاتِ كُؤُوْسِ خَمْرَاتِكَ الطَّهُوْرَاءِ وَجُرْعَةً مِّنْ كَاسَاتِ
رَحِيْقِكَ الْحَرِيْقِ يَا سَاقِيَ الْقَوْمِ بِالنَّعْمَاءِ اِلٰهِيْ قَدْ سَبَقَتْ كُؤُوْسُ الْوِصَالِ
بِاَيَادِي الْكَمَالِ لِنَائِبِ حَبِيْبِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَشَوَّقْتَهُ
بَعْدَ ذٰلِكَ زِيَادَةَ شَوْقٍ عَلٰى خَمْرَاتِ سَاقِيَةٍ حَتّٰى تَلَذَّذَ بَعْدَ الْاِرْتِقَاءِ بِاِرْشَادِ
نَبِيِّكَ عَلَيْهِ اَكْمَلُ الصَّلَوَاتِ فَسَقٰى اِلَيْهِ الشَّرَابَ الطَّهُوْرَ فِيْ كُؤُوْسٍ مَمْلُوْءٍ
فِيْ بِسَاطِ الْحَضْرَةِ فَتَصَرَّفَ الشَّيْخُ الْاَجَلُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا عَلَى الْمَوَالِيْ
وَالْاَقْطَابِ وَاَمَرَهُمْ بِالدُّخُوْلِ فِيْ بِسَاطِهٖ وَالشُّرْبِ بِالْقَصْدِ بِنَشَاطِهٖ لِاَنَّهٗ
سَاقِي الْقَوْمِ الَّذِيْنَ اَحْرَقَ اَكْبَادَهُمْ بِنِيْرَانِ الْحُبِّ وَالْهَوٰى بِنَارٍ تَلَظّٰى مِنْ
شَوَاعِلِ الطُّوْرِ فَرَاٰهُ غَائِبًا بِعَيْنِ الْبَصِيْرَةِ فِيْ ظِلِّ رُتْبَتِهٖ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ

اَدْ اَدْنیٰ فَحِقِّہٖ وَ فَضْلِہٖ عَلَی الْاَقْطَابِ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِاَنْوَارِ شَرَابِہٖ وَاَسْکِرْ رُوْحِیْ بِاَسْرَارِ خَمْرَاتِہٖ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ بِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ لَکَ الْحَمْدُ وَ عَلٰی حَبِیْبِکَ الصَّلٰوۃُ مَعَ الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ وَالنَّوَائِبِ ۔

**فائدہ** مترجم کہتا ہے کہ شعر چوتہا واسطے آسانی عذاب قبر کے بے نظیر ہے ۔ بعد نماز صبح نو بار پڑہا کرے کیون کہ مرتبہ حضرت کا نہایت بلند ہے اِس لئے (۵) شعر مین فرمایا ہے ۔

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ (۵)
وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

اِس شعر مین جو لفظ شراب ہے وہ یا حسّی ہے یا معنوی یا تشبیہی چنانچہ تفصیل اِس کی پہلے گذری ہے ۔ اور لفظ فُضْلَہ بالضم اوس کو کہتے ہین جو بعد کہانے اور پینے کے بچ جاے مراد اس مقام مین پس ماندہ شرب ہے بنظر لفظ شربتم کے ۔ سکر بالضم مستی و مست شدن ہے اور نیل بمعنے دریافتن و رسیدن کے ہے ۔ اور لفظ علو بضم عین اور لام اور تشدید واو اس جاے آور کہین کسر عین اور سکون لام اور تخفیف واو کے آیا ہے معنے اوسکا ہر دو حالت مین یک ہی ہے یعنے بلندی ہونا ہے ۔ اور مراد اس مقام مین بلندی مالک پستی ناسوت سے ذروۂ لاہوت تک ہے بسبب عروج اوس کے نزول سے درجہ وصول تک بنظر قاعدہ جذبہ و سلوک کے چنانچہ یک گونہ بیان اوسکا کیا گیا ہے اور حاشیہ چلپی ست واضح ہے کہ علو وزن عُلُل یعلو پر مخصوص ہے بعلو مکان اور مخصوص ہے بعلو فی الشرف ہے اور ود شرف بہی بلندی ہے چنانچہ قریب بیان ہوگا اور اتصال بمعنے باہم گیر نزدیک و پیوند شدن ہے اور مراد اس جاے حسب اصطلاح اہل قرب کے وصول ہے پستر جاننا چاہیئے مراد سکر سے مرتبہ متوسط ہے درمیان سکران اور رہی کے

نکتہ و دعا
شعر چہارم

بیان شعر پنجم
و معانی لغوی

چنانچہ تحریر ہوا ہے پس ارشاد شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کا اقطاب کو واسطے
مرتبہ متوسط کے ہے نہ کہ مرتبہ ری یعنے سیرابی چنانچہ فرمایا ہے فَقُلْتُ
لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا اور یہ خطاب بعد قول فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِ کے
واقع ہے چنانچہ بیان اسکا گزرا ۔ (نحو وصرف) یعنے قاعدہ نحو اور صرف اس مین
ظاہر ہے حاجت بیان کی نہین ہے ۔ (البلاغۃ) یعنے بلاغۃ اس مین یہ ہے کہ
صیغہ شَرِبْتُمْ یا خبر ہے یا امر بصورۃ خبر صورت اول مین اشارہ ہے طرف اسکے
کہ تم بعد حکم میرے جو وَاشْرَبُوْا ہے پیئے ہو لاکن وہ شرب تمہارا میرا فضلہ ہے
جو مین پیئے بعد بچا ہے اور تم اس شرب مین میرے تابع ہو کیونکہ بادشاہ
سخاوت کرتا ہے لشکری پر پس ماندہ کہانے اور پانی سے اور اس استعمال
فضلہ شاہی سے سپاہی کو فخر اور امتیاز ہوتا ہے کہ بادشاہ نے اس لشکری کو
انعام دیا ہے ۔ اس صورت مین زیادتی قول مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ کی یہ فائدہ
ہے کہ شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ نے سیر ہوا ہے اس شرب سے اور
پہونچا ہے مطلوب کو جیسا کہ اشارہ ہے لفظ کاسات الوصال سے پس جب خود
سیر ہو گیا نہایت سیرابی سے توجہ فرمایا طرف اقطاب کے اور اسمین یہ بھی اشارات
ہین کہ آپنے تبرک لیا ہے اللہ تعالے سے اور پیاسون کو دیا ہے حسب اقتضاء ولایت
کے جو وہ باطن نبوت ہے خصوصاً ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتضا
سے اور عطا مین پیاسون کی بعد خطاب وَاشْرَبُوْا کے یہ فائدہ ہے کہ وہ معلوم
کروایا اقطاب کو کہ شرب تمہارا بعد شرب میرے بقایا سے ہے اور اسی لئے
زیادہ فرمایا ہے قول مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ کا ۔ اور لانے مین لفظ فضلتی کے کئی
اشارات ہین ۔ (۱) یہ کہ جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
سُؤْرُ الْمُؤْمِنِ شِفَاءٌ اگر تم پس ماندہ میرا نوش کروگے اگر تمہارے مین کوئی

مرض پوشیدہ ہو اور اوس کو عقول دانائے اطبا کی جاننے سے عاجز ہین یہ شرب میرے فضلہ کا اوس مرض کو تمہارے دفع کردیگا کیونکہ خدائےتعالے اس میرے جہوٹے پانی مین اقسام کے تاثیرات رکہا ہے (۲) یہ کہ مرید کو لازم ہے کہ پس ماندہ مرشد کو غنیمت جانے کیون کہ اوس مین برکات ہوتے ہین - چنانچہ روایت ہے کہ اصحاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس ماندہ کو غنیمت جانتے تہے ایسا ہی مریدین پس ماندہ مرشد کو غنیمت جانتے تہے چنانچہ کتب احوال مین شیخ کے مذکور ہین (۳) یہ کہ پس ماندہ شیخ کا مرید کو ظاہر و باطن مین تعیاب کرتا ہے - چنانچہ علی اختلاف روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف خرمہ تناول فرماکر نصف پس ماندہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے امانت چہوڑا تہا جس کی برکت سے امام اعظم ہوے اور اپنا تہوک مُنہ مین انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ کے ڈالا تہا کہ حافظ احادیث ہوے (۴) یہ کہ شراب محبت وعشق کا ایسی آتش رکھتا ہے کہ دلون کو اور ارواح کو جلا دیتا ہے اور تمام استعدادادسکی حرارت سے گلجاتے ہین جب شیخ رضی اللہ عنہ مرتبہ ولایت مین اپنے اوسکو پیا حرارت اوس کی بجہہ گئی اس قدر کہ اقطاب اوس کے شرب پر قادر ہوجائین - اور یہی اشارہ ہے لفظ مِنۡ بَعۡدِ سُکۡرِیۡ مین جب مین ارادہ پینے شراب کا کیا وہ اقطاب چاہے کہ مجہپر غالب ہوجائین لاکن نہ ہوسکے بلکہ مین ادنپر غالب ہوا اور کہا نَحۡوِیۡ تَعَالَ آؤ تم میرے نزدیک تاکہ مین تمکو بعد پینے کے دوان جیسا کہ کسی نے رباعی فارسی مین کہا ہے رباعی عنقا بیرا تو مغز گردان خوردی ؞ باشیر دلان چہ رستمیہا کردی ؞ اکنون کہ بمن رسے نبرد آوردی ؞ ہرحملہ کہ داری بکنی نامردی ؞ -

(۵) یہ کہ شیخ رضی اللہ تعالے عنہ نے اس کلام مین گویا اشارہ فرمایا ہے کہ یہ شراب حق تعالے مجکو محض بفضل وکرم پہنچایا ہے یا بوجہ کمال مجاہدہ میرے پس مین اس شرب

کو حاصل کیا اور پیا ہون اور میرا فضلہ رہگیا ہے پس تمکو ضرور ہے کہ اسکو پی لین
اور یہ عادت شیر کی ہے کہ جب کوئی شکار مارتا ہے اور کہاتا ہے پس ماندہ اپنا
دوسرون کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ اس مین گویا حضرت نے اقطاب کو تعلیم ادب
اور تبعیت کیا ہے۔ (٦) یہ کہ مرید کو انتظار حکم مرشد کا ضرور ہے جلدی سے
کوئی چیز کی جرأت نہ کرے کیونکہ وہ باعث وبال اور زوال کا ہوتی ہے (٧) یہ ہے
کہ اقطاب کو بوجہ عدم علم حالات شیخ رضی اللہ عنہ کے غرور اور مظنہ یہ تہا
کہ شیخ رضی اللہ عنہ ایسے نہین ہین جیسا کہ کہتے ہین چنانچہ واقعہ شیخ عبدُ الرحمن
تفسونجی اور بعض مریدین شیخ کا ذکر ہوا ہے شیخ رضی اللہ عنہ اوس کے دفع کو
فرمایا شَرِبتُمْ فُضْلَتِیْ الخ اگر کوئی کہے کہ نسبت اقطاب کی باوجود وصول اونکے
مرتبہ قطبیت کو کیونکر مظنہ غرور کا جائز ہوگا۔ جواب کہونگا مین کہ جبلت بشریت
کسی سے زائل نہین ہوتی ہے یہانتک بعض انبیا علیہم السلام سے بہی ایسے
امور واقع ہوے ہین پس اولیا سے کیا عجب ہے کیونکہ عصمت کبائر سے
اولیا راللہ مین شرط نہین ہے چنانچہ یک شیخ کامل اکمل مشہور نے یک یہودن
خنزیر کہانے والی کا عاشق ہوا اور اوسپر وہ معاملہ جو جاری ہونے والا تہا جاری
ہوا۔ اور یہ معاملہ صرف غرور سے واقع ہوا حالانکہ شیخ مذکور کثیر العبادت حج و
صوم وصلوۃ تہا۔ پس خطرہ غرور کا اور وقوع کبائر کا اولیا راللہ سے نادر نہین ہے،
(٨) یہ کہ اِس کلام مین تسلی اقطاب کی فرمایا ہے کیونکہ جب شیخ بزرگ رضی اللہ
عنہ نے فرمایا سَقَانِی الحُبُّ کَاسَاتِ الوِصَالِ اور بعد اس کے کہا قُمْ اور لفظ دَشْرِبُوا
اقطاب کو مظنہ یہ تہا کہ شیخ نے بقایاے مشروب اپنا پینے حکم فرماتا ہے یا بالاصالۃ
جیسا کہ خود نوش فرمایا ہے اِس لئے حضرت نے تصریح فرمایا مِنْ فُضْلَتِیْ یعنی پس
ماندہ میرا نوش کرو اور وہ تمکو کافی ہے۔ اور بعد اس کے جو وَلَا نِلْتُمْ کہا ہے واسطے

انتباہ اس کے کہ شرب عموماً اگرچہ جنس واحد ہے لاکن تم باوجود پینے پس ماندہ میرے مرتبہ کو میرے جو علو واتصال ہے نہ پہونچوگے۔ اور یہ اتحاد جنس مشروب تمکو مجہ سا نہ کرے گا تمہارے اور میرے استعداد اور فضیلت مین عند اللہ بڑا فرق ہے جیسا کہ مروی ہے کہ اکثر اولیا زمانہ شیخ رضے اللہ تعالے عنہ باوجود اس کے کہ مثل شیخ کے نماز اور روزہ اور اذکار وافکار اور محو واثبات مین مشغول تہے لاکن جو فتوحات غیبی شیخ کے لئے عطا کئے جاتے تہے دسوان حصہ اوس کا اون اولیاء اللہ کو حاصل نہین ہوتا تہا یہانتک کہ وہ عرض کئے یا شیخ ہم اپنے اوقات کو مثل آپ کے صرف کرتے ہین لاکن جو فتوحات کہ آپ کو مخصوص کئے جاتے ہین وہ ہمکو ظاہر نہین ہوتے ہین۔ حضرت نے فرمایا کہ ہان فضل اللہ ہی متفاوت ہوتے ہین چنانچہ فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ یعنے اللہ تعالے اپنی رحمت کو خاص کرتا ہے اوس شخص کو جو چاہتا ہے اور وہ اللہ صاحب فضل بزرگ ہے۔ اور یہ لفظ وَلَانِلْتُمْ جو نفی ہے اقطاب کے لئے احتمال رکہتا ہے کہ باعث اختیار آداب اور ارادۂ کمال کا ہووے۔ یعنے تم واسطے پہونچنے میرے مرتبہ علو واتصال کے قصد مت کرو کیون کہ پہونچنا اس مرتبہ کا تمکو حاصل نہ ہوگا چنانچہ قول اَنْتُمْ جُنُوْدِيْ کا اشارہ ہے اسی طرف۔ کیونکہ سلطنت خاص بادشاہ کی ہوتی ہے باقی مراتب البتہ لشکری کو بہی حاصل ہوتے ہین۔ اگر کوئی لشکری قصد بادشاہت کا کرے سر اوس کا کاٹا جاتا ہے اور خون اوس کا ہدر ہوتا ہے پس تم تمنا اوس چیز کی مت کرو جو تمکو حاصل نہو۔ اور وہ علو اور اتصال میرا خاص ہے۔ گویا اس مین اشارہ ہے کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کو وہ مراتب عالیہ اور منازل ومقامات عالیہ دیئے گئے ہین غیر کو وصول اوس کا ممکن نہین ہے چنانچہ دوسرے قصیدہ مین خود فرمایا ہے

اَعْطَانِيَ الْمَوْلٰى اَجَلَّ وِلَايَتِيْ ؎ لَمْ يُعْطِهَا لِغَيْرِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؎ اور یک قصیدہ مین

اشارہ دوم لفظ ولا یبلغ
در بیان عدم حصول خاص
بکمالہ دیگرے

فرمایا ہے وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِ۔ اور ایسا ہی لفظ ولا یبلغ سے یہ اشارہ دوسرا یہ ہے کہ جیسا خاصہ انبیا علیہم الصلوۃ کو کوئی افراد امم سے نہین پہونچتا ہے ایسا ہی اولیا راللہ کو بہی خاصیتین ہوتی ہین کہ اوسکو افراد مریدین نہین پہنچ سکتے ہین۔ خصوصا خواص محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچنا ممکن نہین ہے چنانچہ وہ خواصین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور ہین اور اکثر کتب مین مرقوم ہے کہ رویت بصری آن سرور کو یک مکان سے دوسرے مکان مین حاصل تہی چنانچہ شیخ بزرگ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کتاب کبریت احمر مین احوال نماز مین آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کیا ہے اور شرح عقاید نسفی مین بہی وارد ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم چشم دل سے دیکہتے تہے نہ کہ چشم سر سے ایسا ہی نایب حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواص ہین کہ بقدر قلیل اوسکا سوائے اصحاب اور شیخ بزرگ کے دوسرے اولیا راللہ کو نہین ہے۔ اس لئے شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بر سر منبر علی رؤس الاشہاد ستر ہزار اہل وعظ اور جماعات اولیا راللہ مین جو حاضر بارواح و اجسام تہے فرمایا قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ الْاَوْلِیَاءِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اور یک قصیدہ مین فرمایا ہے اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرَبُ اور قریب ہے معنے اسکا ضمن قول وَاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ کے بیان ہوگا۔ اور تکملہ مین کہا ہے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے لَمْ یَرْفَعْ جَدِّیْ قَدَمًا اِلَّا وَضَعْتُ فِیْ قَدَمِہٖ قَدَمًا مِنَ الْکَمَالِ اِلَّا النُّبُوَّۃَ لِاَنَّہٗ قَالَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فَهُوَ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنے میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی قدم نہین اوٹہاتے مگر یہ کہ مین اپنا قدم کمال اوس جای پر رکہا مگر قدم نبوۃ کو نہین پہونچا کیونکہ آنسرور

اشارہ سوم جز آداب دعا

فرمائے ہین کہ میرے بعد کوئی نبی نہوگا کیونکہ خاتم نبوت مین ہون۔ پس قول وَلَا يَلِتْمْ
بیان ہے اِسی خاصہ کا۔ اور اِس قول شریف مین اشارہ اس طرف بھی ہے جو آداب
دعا مین کہا گیا ہے کہ لازم ہے دعا کرنے والے کو کہ تمنا نہ کرے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سا ہوجاے کیونکہ یہ تمنا از روے عرف اور واقعہ محال ہے جیسا
کہ کوئی تمنا کرے کہ اپنے کو نبوۃ ملجاے یا ملک سلیمان علیہ السلام کا یہ جایز نہین
ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی دعا کرے کہ اس وقت آسمان پر اوڑ جاے چنانچہ یہ ضابطہ

اشارہ چہارم جز آداب مرید ومرشد

کلیہ اور جزئیہ ہے دعا مین۔ اور یک اشارہ یہ بھی ہے کہ مرید کو ضرور ہے کہ یہ
نہ چاہے کہ آپ مرشد کے برابر ہو جاے بلکہ یہ چاہے کہ خواہش کرے کہ اگر
آپ ترقی کرے یک بلندی کو مرشد اپنا زیادہ اوس سے ترقی کرے تا ہمیشہ
مرید کی ترقی کے سات مرشد کی بھی ترقی ہووے کیونکہ کمالات حقتعالے کے بے
نہایت ہین پس ترقی مرید سالک سے شیخ کا بھی کامل ہونا چاہیئے۔ اور بنظر اسکے
قرآن مین وارد ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ یعنے ہر روز وہ یک حال مین ہے۔
اور حدیث صحیح مین وارد ہے مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ یعنے جو شخص
اوسکو دو روز یک حال پر ہو پس وہ مغبون ہے۔ پس شیخ ہادی ہے طریق کا
لیجاتا ہے مرید کو اور مرید چلتا ہے قدم پر مرشد کے اور یہ دونون چلنے والے
ہین بلدہ احدیت کی طرف جیسا کہ خدا تعالے چاہے۔ اور اسی وجہ سے متحقق
ہوتا ہے معنے حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ کا کیونکہ ہر مسافر کا انتہاے مقصود پہنچنا
وطن عقبےٰ کا ہے۔ اگر مقصود کسیکا وطن وجہ اللہ ہوا وسی طرف اوڑتا ہے۔ یعنے
جو شخص ارادہ دنیا کا کرتا ہے دنیا پیش کی جاتی ہے۔ اور اگر ارادہ آخرت کا کرتا
ہے آخرت اوس کو دیجاتی ہے۔ پس جیسا کہ سفر عزیز تر ہوگا ویسا ہی لذیذ تر
ہوگا اور برخلاف اِس کے خلاف اسکا ہوگا۔ اور یہی معنے ہے جو حق تعالے

فرمایا ہے قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِیْلًا ؕ یعنے کہہ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ ہر یک شخص عمل کرتا ہے دنیا مین حسب مقتضاے ازلی اپنے پس پروردگار تمہارا زیادہ جانتا ہے اوس کے مقتضا کو اور پروردگار زیادہ تر ہادی ہے راہ کا ۔ مروی ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ آیۃ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ پڑھا فرمایا کہ خداے تعالےٰ ان دونون فریق کا شکوہ فرماتا ہے کیونکہ یہ دونو طالب غیر خدا کے ہین پس مرید وجہ اللہ کے کہان ہین اگر کوئی ہین تو نادر ہین وَاللّٰہُ یَهْدِیْ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یعنے خداے تعالےٰ ہدایت کرتا ہے جس شخص کو کہ چاہتا ہے اور وہ تمام چیزون پر محیط ہے اور جو لفظ سُکْرِیْ اور عُلُوِّیْ اور اِتِّصَالِیْ مین حرف یا واقع ہے وہ اشارہ کرتا ہے کہ یہ مراتب مخصوص ذات مبارک شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے لئے ہین چنانچہ دوسرے قصیدہ مین آپ نے فرمایا ہے اَنَا فَرْدُ الْفَرْدِ لَاشَرِیْکَ لَہٗ یعنے مین فرد فرد ہون میرے مرتبہ مین کوئی اولیاء اللہ سے شریک نہین ہین چنانچہ بنظر اس کے شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے اپنے وصیت مین جو فرزندون کو فرمایا ہے وہ مشہور ہے لَا تَقِیْسُوْنِیْ کَاَحَدٍ مِّنَ الْاَوْلِیَآءِ فَرْقُ مَا بَیْنِیْ وَمَا بَیْنَهُمْ فَرْقُ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ یعنے مجھے کسی یک پر اولیاء سے قیاس مت کرو انہین اور میرے مین اسقدر دوری ہے جیسا زمین و آسمان مین اور اسی کی طرف اشارہ ہے قول قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیٍّ مِّنَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ وَالْمُتَاَخِّرِیْنَ کا (فائدۂ جلیلہ) یہ ہے کہ عبارت مذکور مین شیخ رضے اللہ عنہ نے اپنے نفس کو مثل آسمان کے اور دوسرے اولیاء اللہ مثل زمین کے تشبیہ فرمایا محض اس لئے کہ اسرار اونکے دلون مین قطرات ابر شیخ رضے اللہ عنہ سے اُگتے ہین اس لئے اولیاء تمام مثل زمین ابر کرم شیخ کے محتاج

بیان علو فضیلت

بیان وجہ تشبیہ شیخ اپنے آپ کو آسمان اور دوسرے اولیا کو مثل زمین

ہین۔ اور عادت ہے سطح زمین پر ابر آسمان سے رجوع ہوتا ہے۔ اگر زمین اچھی ہو
تو موے لگے بہت اور اچھے اوگاتی ہے اور اگر زمین خراب ہو تو موے لگے بہت نہین
اوگتے ہین بلکہ کہین دور دور نکلتے ہین۔ اسی وجہ سے سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کر

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ؎ در باغ لالہ روید و در شور بوم خس ؎

پس اولیا، تمام پیاسے ہین شربت فیض شیخ رضے اللہ عنہ کے اور جب یہ شربت پیتے
ہین زندہ ہو جاتے ہین جیسا کہ آب باران سے زندہ ہو جاتی ہے زمین۔ اس مین جو
اسرار کہ تفصیل طلب ہین وہ قلوب صافیہ پر ڈالے جاتے ہین۔ (دوسرا فائدہ)
یہ مرتبہ کسی ولی کو اصالۃً حاصل نہین ہوتا ہے بلکہ بسبیل ظلیت شیخ بزرگ کے اور
یہ مرتبہ بعد صحابہ کرام کے بطور خاص شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے لئے ہے اور
دوسرے اولیا، کو بطور ظلیت شیخ کے اس لئے تمام اولیا طفیلی حضرت کے ہین یہ شرف
کامل حضرت کو خاص ہے۔ (تیسرا فائدہ) یہ کہ نسبت سکر کی اور اتصال
علوی متکلم متخل کی اشارہ کرتی ہے ابقاء کمال مہابت شیخ کو دلون مین اولیا کے
کہ وہ دیکھتے تھے جلال شیخ کو اس نسبت سے اور پایا اور پہونچے مراتب عالیہ
کو اسی سے کیونکہ مودب باداب معزول نہین ہوتے ہین معزولی صرف بے ادبون کو
ہوتی ہے۔ چنانچہ مولوی معنوی مثنوی مین فرمایا ہے ؎ از ادب معمور گشت
این فلک ؎ واز ادب معصوم وپاک آمد ملک ؎ بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ؎ اس لئے کہا گیا ہے کہ شریعت تمام ادب ہے اور
طریقت اور معرفت اور حقیقت تمام ادب ہے فَالْخَيْرُ كُلُّ الْخَيْرِ فِي الْأَدَبِ اَللّٰهُمَّ
ارْزُقْنَا الْأَدَبَ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَاجْعَلْنَا مُوَفَّقِيْنَ وَزِدْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا اِسْتَضِيْئُ
بِهٖ فِيْ شَرْحِ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةِ الْخَمْرِيَّةِ لِهِدَايَةِ الشَّيْخِ الْأَجَلِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
(رحیق حقیق فی تحقیق معنے البیت) اے اقطاب جو تم نے اپنی ہمت کو شرب پیالات

بیان بعضی شعر نسبت بہ فضیلت خاصہ حضرت

صافیہ مین صرف کئے ہو ضرور ہے تمکو کہ جانے اور پردہ کو چشم دل پر سے اپنے پھاڑین اور یقین کرین کہ جس شرب سے تمکو سکر ہو گیا ہے وہ شراب فضلہ میرا ہے کہ بعد سکر میرے تمکو دیا گیا اس لئے تمکو ضرور ہے اپنی گردن میرے اتباع کے قدم کے نیچے جھکا دین فَاشْرَبُوا وَاتَّبِعُوا پس پیو تم اور اتباع کرو تم اور حدت تجاوزت کرو تم تا کہ جو تم پئے ہو تمہارے لئے بالاستقلال بلا توسط قائم ہووے۔ مگر فرق یہ ہے کہ جب مینے شرب سے فراغت پایا اور اوس سے سیراب ہو گیا مرتبہ سکر سے مرتبہ ارتوا کو ترقی کیا تم میرا پس ماندہ پیئے ہو اِس سے تمکو سکر تو حاصل ہے مگر مرتبہ ارتوا نہین ہے پس مرتبہ علو اور اتصال کو جو مجھے دیا گیا ہے تم اوسپر قادر نہ ہوگے کیونکہ مین یہ مرتبہ کو بواسطہ جد اپنے مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو وہ قربیت ربانی خاصہ میرے جد کا ہے خاص کیا گیا ہون مین کوئی اولیا سے روز قیامت تک اوس کے نزدیک نہین ہو سکتے ہین چنانچہ فرمایا ہے اَعْطَانِي الْمَوْلیٰ اَجَلَّ وِلَایَةٍ ؎ لَمْ تُعْطِهَا لِغَیْرِیْ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اور یک قصیدہ مین فرمایا ہے وَمَنْ فِي الرِّجَالِ اللّٰهِ نَالَ مَکَانَتِيْ ؎ اور یک قصیدہ مین فرمایا ہے اَنَا کُنْتُ قَبْلَ الْقَبْلِ قُطْبًا ؎ مُبَجَّلًا تَطُوْفُ لِيَ الْاَفْلَاكُ وَالرَّبُّ سُبْحَانِيْ ؎ خَرَقْتُ جَمِیْعَ الْحُجُبِ حَتّٰی وَصَلْتُ فِيْ مَقَامٍ لَهٗ قَدْ کَانَ جَدِّيْ بِهٖ دَانِيْ ؎ اور اس قصیدہ مبارک مین فرمایا اَنَا الْبَازِيُّ اَشْهَبُ کُلِّ شَیْخٍ ؎ وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِيْ ؎ اور دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ؎ اَبَدًا عَلیٰ اُفُقِ الْعُلیٰ لَا تَغْرُبُ ؎ اور یک قصیدہ مین فرمایا ہے اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِيْ وَغُلَامِيْ ؎ اور اوسی قصیدہ مین فرمایا ہے کُلُّ قُطْبٍ وَکُلُّ شَیْخٍ وَفَرْدٍ ؎ تَحْتَ حُکْمِيْ یَصْغیٰ لِطِیْبِ کَلَامِيْ ؎ اَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ طَابَ وَقْتِيْ ؎ وَجَدِّي الْمُصْطَفیٰ حَبِیْبِيْ وَاِمَامِيْ ؎ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؎ حاصل یہ کہ مرتبہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کو کوئی اولیاء اللہ سے قیامت

ذکر تمثیل مراتب عادات سلطانی

تک نہین پا سکتا ہے اور اسی لئے عہد لیا گیا اقطاب سے واسطے اِلمَام اورھَم
اور شُرُوب کے بعد امر شریف کے باین طریق کہ جاننا چاہیئے کہ شرب تمہارا اِس
حیثیت سے ہے کہ یہ شراب فضلہ ہے شیخ کا گویا شیخ نے فرمایا کہ تم اَتباع مجلس میری
ہو اور مین رئیس تمہارا ہون تمکو لازم ہے عمل حسب اشارہ میرے اَنْتُمْ رِجَالِیْ اور قول
اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ کے کرین کیونکہ لشکری خصوص وہ لوگ ہین جو پیادہ تابع بادشاہ
کے ہوتے ہین اور بادشاہ سخی اور رئیس لشکر کا ہوتا ہے اس لئے روبرو بادشاہ
کے اوس کے فرش پر ادب سے کہڑے ہوتے ہین اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ ظَاھِرًا
وَبَاطِنًا وَاشْرِبْنَا مِنْ خَمْرَاتِہِ الْبَاقِیَۃِ مِنْ بَعْدِ سُکْرِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
وَاَرْضَاہُ عَنَّا (**تمثیل جمیل**) جاننا چاہیئے کہ عادت سخیان ذی ہمم کی اس طریق
پر جاری ہے کہ جب اپنی مجلس مین بیٹہین اور ارادہ کہانے اور پینے کا کرین اوسوقت
پہلے مفلسون کو سیر طعام و سیر شراب کرتے ہین بعدہ ہر یک کو اونکے مرتبہ کے
لایق مقام اور طعام مقرر کر دیتے ہین چنانچہ وزیر اور امیر اور جمعدار بڑے اور
چہوٹے سوار اور پیادہ وغیرہ کو بقدر مناسب و استعداد اور تحمل کے طعام اقسام
کے مقرر کر دیتے ہین یعنے وزیر کو بادشاہ نے اپنے نزدیک تر جاے دیتا ہے
اوسکے بعد امرا کو حسب مراتب ایسا ہی انکے تحتانی مرتبہ والون کو یہانتک کہ پیادہ
لوگون مین بہی علی الترتیب بٹہاتے ہین بعد اس کے پہلے بادشاہ نے آغاز نوش
کرتا ہے بعدہ دوسرے علی الترتیب۔ کوئی لشکری کا مقدور نہین کہ پہلے اپنے امیر سے
کہاوے بلکہ پس ماندہ کو اونکے تبرک جانتے ہین کیونکہ صاحب ضیافت وہی ہین
اور معمول ہے کہ بادشاہ اپنے خاصہ سے پہلے وزیر کو مدارات کرتا ہے بعدہ
جو اوس کے متصل ہو علی ہذا القیاس علی الترتیب سب لوگ کو۔ اور بادشاہ جب
طعام سے فراغت پاتا ہے فرماتا ہے اب سب لوگ ہمارا پس ماندہ نوش کرلین

کیونکہ اوس مین شفا امراض ہے اسی بنا پر حدیث صحیح مین اشارہ ہے سُؤْرُ الْمُؤْمِنِ شِفَاءٌ ایسا ہی حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ای اقطاب تم پس ماندہ میرا پیو تاکہ سینے تمہارے صاف ہووین اور تم شفا پاوین اور تمہارے توہم اور غرور کی بیماری جو بلحاظ کمالات عالی اپنے دل مین ہے جاتی رہی کیونکہ یہ بیماری تمہاری پوشیدہ ہے اَعَاذَاللّٰہُ لَکُمْ وَاِیَّانَا مِنْہُ اور وہ بعد علم کے مکرر ہووے موجب زوال ہوگا اگر یہ امر تم بجا نوگے کمال مین تمہارے فتور ہوگا۔ اگر کوئی کہے کہ غرور نسبت اقطاب کے کیونکر تصور کیا جاسے یہ محض وہم ہے جواب کہونگا مین کہ کیا تمنے نہین سنا کہ غرور اور عجب خاص اہل کمال کے لئے ہی ہوتا ہے اور اس مہلکہ مین پڑتا ہے۔ پس صاحب حشمۃ و دولت ظاہریہ اور باطنیہ کیونکر غرور نہ کرے کیونکہ بسبب کسی انسان ترقی کرتا ہے نفس مکارہ بہی غرور مین ترقی کرتا ہے۔ اور جب کمالات صاف و لطیف ہوتے ہین تو غرور بھی الطف و اصفی ہوتا ہے بلکہ شیرین تر اسی لئے مقولہ شریف مین واقع ہے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرِ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ مین فرمایا ہے اٰخِرُ مَرْضٍ مُلْحِقُ السَّالِكِ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ اِنَّمَا ھُوَ الْعُجْبُ یعنے آخر مرض جو سالک کو لاحق ہوتا ہے اور وہ شمار نہین کیا جاتا ہے وہ پندار ہے۔ اگرچہ وہ سالک غار کوہ مین ہو یا میدان دشت مین ایسے مقام پر کہ جہان کوئی آدمی جا سکے اور جن و ملک کا بہی گذر نہ ہو تاہم وہ سالک تصور اپنے کمال کا کرکے عجب و غرور مین پڑجاتا ہے اور سالک کو اسکا علم نہین ہوتا ہے بلکہ خیال بہی نہین آتا کہ یہ غرور ہے چنانچہ حضرت موسے علیہ السلام کے دل مین یہ بات آئی کہ مجکو جو علم حکمت معلوم ہے کوئی بشر کو حاصل نہین ہے اور کوئی فرد اس بارہ مین میرے برابر نہین ہے مگر یہ خیال مین نہین آیا کہ یہ امر پندار و غرور ہے۔ پس ایسے امور کو یا خدا تعالی ہی جانتا ہے یا وہ

بیان حجاب اکبر یعنے عجب

کہ جسکو اللہ تعالے اس علم کے لئے خاص کرے۔ اِس لئے حق تعالے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا تا چندے صحبت مین خضر علیہ السلام کے تعلیم پاوین اور جب موسیٰ خضر کے نزدیک گئے خضر نے بعد تعارض چند معاملات کے فرمایا اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا یعنے اے موسے تجکو طاقت میری صحبت کی نہین ہے کیون کہ موسیٰ علیہ السلام کو مرتبہ ارادہ شیخ کا حاصل نہین تھا اور کمترا وس مرتبہ کا یہ ہے کہ مرید شیخ کے فعل اور کلام پر سکوت اختیار کرے اور یہ نہ کہے کہ یہ کام کیون کیا گیا۔ موسیٰ علیہ السّلام

مائتم

بسبب عدم علمی مصالح خضرؑ کے جب خضرؑ کے کامون پر اعتراض کیا خضرؑ نے کہا هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا یعنے اے موسے یہ اعتراض تیرا سبب جدائی تیرا ہے قریب ہے کہ آگاہ کرون گا مین تجکو وہ سبب جو تو نے اوسکے معائنہ سے صبر نہ کرسکا حاصل کلام یہ کہ جب یہ حال انبیا علیہم السلام کا ہوا اولیاء اللہ مین کیونکر نہوگا۔ چنانچہ مروی ہے کہ یک وقت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ چارپایہ پر سوار راہ سے جارہے تھے اور اون کی رکاب مین پس و پیش چار سو مرید پاپیادہ چل رہے تھے شیخ کو اس حال مین خطرہ واقع ہوا کہ اس زمانہ مین مین مثل بایزید بسطامی ہون بمجرد اس کے ایسا سخت آواز دبردابہ سے نکلا کہ شیخ نے دابہ سے نیچے گر گیا اور یک حالت ہوگئی۔ پس جب افاقہ ہوا بعض مریدین نے اس حالت عجوبہ سے استفسار کیا شیخ نے بیان فرمایا کہ میرے دل مین خطرہ ایسا آیا تہا مجکو یکح ذبردابہ سے جواب وانتباہ ملا۔ اور یک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا کہ ایسے خطرہ کا جواب دبر حیوانات ہی سے صادر ہوتا ہے جیسا کہ شیخ صنعان پر ایسے غرور سے بلا قدم خنزیر کے نازل ہوئی حاصل کلام یہ کہ وُرودِ غرور اہل کمال سے غریب نہین ہے۔ اور ابلیس پر جو کچھ نزول بلا ہوئی غرور ہی سے ہوئی لاکن فرق یہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالےٰ سے انتباہ ہوئی

ہے اور وہ ندامت کرتے ہین اور یہی ندامت اون کی موجب ترقی کی ہوتی ہے
اور شیطان شرمندہ نہین ہوا ضلالت کے بھونر مین مبتلا رہکر مردود ازلی ہوگیا
اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ وجہ خاص اس کی یہ تھی کہ ابلیس مخلوق بآتش تہا کہ جس مین نور اور
دُخان مخلوط تہا شعلہ مخالفت کا مارنا کام آتش کا ہے اور اسی لئے اکثر جن کافر ہین
اور انبیا اور اولیا رعلیہم السلام وعنہم الرضوان اگرچہ جوہر خاک سے مخلوق ہین
لاکن انہین روح متجلی بنور بھی داخل ہے پس کدورت جو بوجہ خاک ہے وہ خارج
ہے اس لئے آدمی زیادہ جن سے مؤمن ہین۔ اور ملائکہ صرف نوری ہین کوئی
قسم کدورت انمین نہین ہے اس لئے تمام مومن ہین غرور نہین کرتے ہین اور بعض
انمین جو نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ کہے فی الفور متنبہ ہوگئے اگرچہ یہ مقام
تفصیل چاہتا ہے لاکن مین نے کمال اختصار کیا ہون۔ اور اسی وجہ سے بموجب معنے
قول اَنَّ التَّجَلِّیَ الرُّوْحِیَّ قَدْ وَقَعَ فِیْهِ الْغُرُوْرُ یعنے تجلی روحی مین کبھی غرور بھی
واقع ہوتا ہے ہزارہا اولیاء اللہ مین تہوڑے ہین کہ اون سے یہ امر ظاہر ہوا اور اکثر
اوسی تجلی مین باقی رہ گئے۔ اور آثار سے اس تجلی کے ہے جو منصور حلاج نے اَنَا الْحَق
اور بایزید بسطامی نے سبحانی مَا اَعْظَمَ شَانِیْ اور لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَاہُ فرمایا
اور پہر سلطان العارفین ابایزید نے فرمایا اِنِّیْ کُنْتُ قُلْتُ یَوْمًا سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ
شَانِیْ فَالْاٰنَ اَقْطَعُ زُنَّارِیْ وَنَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے مین یک روز کہا تہا کلمہ
سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ اور اب اوس زنار کو توڑکے کہتا ہون لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
لاکن منصور نے اوس تجلی مین مغلوب ہوکر اوس سے نکل نہ سکا اس لئے منصور کو
معذور کہے ہین کیونکہ وہ اپنے نفس سے قول مذکور نہین کہا ہے بلکہ غلبۂ روحی سے
سرزد ہوا ہے اور حق ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ بعض عارفین تیس سال بندگی روح
کی کی اور پہر اس سے متنبہ ہوگئے۔ حاصل الکلام یہ ہے کہ تجلی روحی امر باریک ہے

بیان تجلی روحی وصدور کلام غلبات منتسب اولیاء

غرور اور شرور اوسکو محیط ہوتے ہین مگر اوسکو کہ خدا تعالےٰ نے شرف علم خاص سے دیا ہے جب تو یہ جان لیا پس جان لے کہ صدور غرور اولیا راللہ سے بوجہ خفا اوسکے جائز ہے لاکن بعض غرور موجب مردودی ہوتا ہے پھر عفو کیا جاتا ہے اور بعض موجب حجاب ہوتا ہے اور وہ بھی عفو ہوتا ہے اور صاحب اوس کا ترقی پاتا ہے اور بعض عفو نہین ہوتا ہے اور صاحب اوسکا مرتبہ سفلی مین رہجاتا ہے۔ پس قول شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کا شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ ارشاد ہے اون اقطاب کو جو غرور اونکے علم سے مخفی رہا اور اس قول مین کئی اشارات باریک مین الاولیٰ پہلا یہ کہ جو بادشاہ اس کھانے سے فضلہ لشکری کے لئے باقی رکھتا ہے محض اس لئے کہ اپنی سخاوت اور کرم کا اظہار ہو کیون کہ باقی رکھنے والا اپنے نفس کے لئے بخیل ہوتا ہے اور شان مین بخیل کے وارد ہے اَلْبَخِیْلُ عَدُوُّاللّٰہِ وَلَوْ کَانَ زَاھِدًا یعنے بخیل دشمن خدا کا ہے اگرچہ مرد پرہیز گار ہو الثانی یعنے دوسرا اشارہ یہ ہے کہ مرتبہ ایثار جو سخا سے بزرگتر ہے وہ یہ کہ آدمی باوجود اپنے ضروریات کے تمام یا تہوڑا اوس سے دوسرے کو دیدے۔ پس شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ باوجود احتیاج خمرۃ کے حصول مرتبہ رری۔ اور مرتبہ سکر کے لئے وہ خمرۃ اقطاب کو دی۔ پس یہ بھی من وجہ ایثار ہے اور قول سے مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ کے یہی اشارہ ہے واللہ اعلم بمراد اولیائہ۔ الثالث تیسرا یہ کہ اولیا راقطاب متحمل جلوات اس خمرۃ کے نہ تھے حضرت نے اوس خمرۃ کو پس خوردہ اپنا کیا برکت سے پس خوردگی اپنے اقطاب متحمل اوسکے جلواۃ محرقۃ القلوب اور صواعق بارقۃ علی الروح کے ہوئین الرابعۃ چوتھا یہ کہ تنہا آپ ہی کہانا خلاف شان بادشاہون کے ہوتا ہے بلکہ کہلانا سب کا رحمۃ عام ہے اور یہ مرتبہ بسبب خلیت آن سرورؐ کے جو شان مین اونکے حق تعالے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ فرمایا ہے شیخ رضے اللہ عنہ کو حاصل تھا۔

اشارات من بعد سکری
نفع فضلتی ۱۲

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام امت کے حق مین فرمایا ہے شَرُّ النَّاسِ مَنْ اَکَلَ وَحْدَہٗ شیخ رضہ نے بنظراس کے اقطاب کو اپنے فضلہ مین شریک فرمایا الخامسۃ پانچوان یہ کہ یہ عطا شیخ رضی اللہ عنہ کی اقطاب کو زیادہ ترہے شان اَنفاق سے جو حق تعالےٰ کلام بزرگ مین فرمایا ہے کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّاَئۃُ حَبَّۃٍ یعنے انفاق مثل یک دانے غلہ کے ہے کہ جس سے سات خوشے نکلتے ہین ہرخوشہ مین سو دانے ہین پس نیکی تمام نیکون کی انفاق فی سبیل اللہ مین ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ امام ہمام خلاصہ آل سید انام علیہ وعلی آلہ السلام (شارح کتاب یہان نام امام کا نہین بتلایا) یک وقت اون کے نزدیک چند دینار رکھے تھے اور اونکو اوس وقت اوس سے زیادہ کی حاجت تھی امامؑ نے غلام کو فرمایا اَنْفِقْ ھٰذِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنے یہ دنانیر راہ خدا مین خیرات کردے۔ غلام بموجب فرمان عمل کیا اسپر تھوڑی یک دیر نہوئی تھی کہ یک شخص حضور مین امام کے آیا اور وہ چند اون دنانیر کے پیش کش کیا۔ مؤلف کہتا ہے کہ یہ بات آزمودہ ہے لاکن یقین اور توکل خدا پر کرے جس نے ایسی تجارت کرتا ہے ہمیشہ نفع پاتا ہے اور جس کی جبلت مین تنگی ہے نہ اوسکو ایسی تجارت نصیب ہوتی ہے نہ ایسا نفع پاتا ہے بلکہ ہمیشہ نقصان اور ٹوٹے مین مبتلا رہتا ہے۔ السادسۃ چھٹا یہ کہ اگر کوئی یک لشکری کو فضلہ بادشاہ کا ملے وہ اپنے ہم چشمون مین فخر کرتا ہے کہ مجھے آج فضلہ بادشاہ کا ملا اس لئے شیخ رضی اللہ عنہ اقطاب کو اپنے فضلہ سے خاص کیا تا اپنے ہمچشم اولیاء پر فضیلت وتفاخر حاصل کرین کہ ہمکو فضلہ مشروب سلطان اعظم کا ملا ہے۔ السابعۃ ساتوان یہ کہ جب سلطان نے کسیکو اپنی نعمت خاص سے مخصوص کرتا ہے اور کمال توقیر دیتا ہے اکثر اوسکو معزول نہین کرتا ہے۔ ایسا ہی شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے جو سلاب احوال اولیاء وابدال رجال اللہ تھے اِس

عطاے فضلہ سے اقطاب کو امن دیئے اور خطرہ سلب احوال سے محفوظ فرماسے
چنانچہ قول مین مَقَامُکُمْ اَلْعُلیٰ جَمْعًا وَّلٰکِنْ ؛ مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِ ؛
اشارہ دوامیت احوال اور حفاظت عن الاختلال سے کرکے مطمئن فرمایا ہے کیونکہ
شیخ رضے اللہ عنہ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع انواع بعد مقامات
واحوال ہین اَلثَّامِنَۃ آٹھوان یہ کہ اقطاب خیال کرتے تھے کہ شیخ رضے اللہ عنہ بھی
یک قطب ہین شیخ رضے اللہ عنہ اونکو ارشاد فرمایا کُفُّوْا اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِیْ غُلَامِیْ
یعنے اس خیال سے تمہارے باز ہوجاؤ کیونکہ اقطاب تمام میرے خادم اور غلام
ہین اِشْرَبُوْا فُضْلَتِیْ عَلیٰ مَا ھُوَ شَانُ الْخَادِمِ پیو تم پس ماندہ میرا جیسا کہ مرتبہ
خادمون کا ہوتا ہے اَلتَّاسِعَۃ نوان یہ کہ جب کوئی صاحب کوئی ضیافت مین جاتا ہے
جماعت خادمون کی اوس کے ساتھ ہوتی ہے پہلے مخدوم مہمان بلانے والے کے ساتھ
کہاتا ہے بعدہ جو بچ رہتا ہے جماعت خادمین کو کہلاتا ہے چونکہ شیخ بزرگ رضے اللہ
عنہ فرزند سرور انبیا علیہ السلام کے ہین اور وہ اپنے فرزند عزیز کو جو وہ اَلْوَلَدُ
سِرٌّ لِّاَبِیْہِ تھے انواع اطعمہ اور اشربہ اپنے مطبخ خاص اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ وَ ھُوَ
یُطْعِمُنِیْ اور آبدارخانہ یَسْقِیْنِیْ سے عطا فرماے۔ پس شیخ نے اوس طعام وشراب سے
خود سیر اور فارغ ہوکر بعد سیرابی اور سکر کے اقطاب کو جو وہ مثل اونکے خدام کے تھے
ارشاد فرمایا اُشْرِبُوْا فُضْلَتِیْ حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا اَکَلْتُ وَ شَرِبْتُ یعنے پیو جھوٹا میرا
تاکہ معلوم ہوجاے تمکو کہ مین نے کیا کہایا ہے اور کیا پیا ہے کیونکہ جبتک کوئی چیز
نہ چکھے نہین جانتا ہے کہ کیا ہے پس شیخ رضے اللہ عنہ اقطاب کو مشرف کیا اس مرتبہ
عالی سے اپنے تاکہ جانے منزلت کو مہمان کی اور الطاف کو مضیف کے کہ درمیان خلایق
کے کیا عزوشرف اور مرتبہ وصول و قبول دیا گیا ہے۔ اور یہ اشارہ ظہور تام رکھتا ہے
قول سے سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ کے اِس قول شَرِبْتُمْ تک۔ اور یہ بات

مخفی نہین ہے اوس شخص سے جو ذائقہ شراب ہاے حقیقہ اور اطعمہ دقیقہ کا چکھا ہے
رَبَّنَا زِدْنَا عِلْماً وَنُوراً وَاحْفِظْنَا مِنَ الْخَلَلِ وَالْخَطَلِ وَاسْقِنَا مِنْ بَقَايَا مَشْرُوبَاتِ
خُدَّامِ الشَّيْخِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ عَنَّا (دفع دغدغہ) آفتاب تحقیق کا کہ
توفیق سے ابتداءِ صبح بیان کے طلوع کیا کہ شیخ رضے اللہ عنہ یہ کلام مرتبہ سکر مین
جو متوسط کو بعد مرتبہ اولے کے حاصل ہوتا ہے نہین فرمایا ہے بلکہ مرتبہ ری ارتوا
مین جو منتہی راسخ کو درجہ تمکین مین حاصل ہوتا ہے کیا ہے ۔ پس معنے قول مِنْ بَعْدِ
سُكْرِي کا یا باعتبار اس امر کے ہے کہ شیخ رضے اللہ عنہ خمرۃ باقیہ کو مرتبہ توسط مین
اقطاب کے تقسیم فرمایا یعنے یہ کہا اُشْرِبُوا فُضْلَتِي الَّتِي بَقِيَتْ مِنِّي فِي مَرْتَبَةِ الْمُتَوَسِّطِ
لِأَنَّكُمْ لَسْتُمْ أَهْلاً إِلَّا لِهٰذِهِ الْمَرْتَبَةِ کیونکہ تم جب پیوگے اس خمرۃ کو پہونچوگے
مرتبہ فضیلت کو جو مرتبہ ری کا ہے چنانچہ قول فَهِمْتُ بِسَكْرَتِي بَيْنَ الْمَوَالِ
اشارہ اس طرف کرتا ہے اور سکر سے مراد اس جا معنے مشہور ہے اور اگرچہ اوس
سکر سے صحو مطلق مراد لیجاے ۔ اور تسمیہ صحو مطلق کا سکر کے لئے حیثیت سے فہم
مخاطبین کے ہے نہ غیر ۔ اور اس مقام مین وجہ دوسرا بھی ہے چنانچہ اشارہ ہے
اوس سے قول مین وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّي وَاتِّصَالِي کے ۔ اور یا معنے قول بَعْدِ سُكْرِي
کا باعتبار اس کے ہے کہ مراد فُضْلَتِي کی هِيَ بَعْدَ سُكْرِي ہے ۔ یعنے فضلہ خمرۃ
کا جو پیا مین اوس کو بعد سکر میری حالت سکر جو صفت فضلتی ہے متعلق بظرف
یعنے شَرِبْتُمْ کا نہین ہے جیسا کہ متبادر بذہن ہوتا ہے اور اسی پر اشارہ ہے
قول مَقَامُكُمُ الْعُلَى جَمْعًا وَلٰكِنْ مَقَامِي فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالٍ کا ۔ کیونکہ
خاصہ تفریق و تمیز کا بعد مشارکۃ جنس کے یکمرتبہ مین ہوتا ہے ۔ پس گویا اقطاب بھی
مرتبہ ری مین تھے بسبب شرب فضلہ باقیہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے اور یہ بیان
نہایت باریک ہے ۔ اگر کوئی کہے کہ شیخ رضے اللہ عنہ بعد قول سَقَانِي الْحُبُّ

کاسات الوصال کے جو فقرات لِلْخَمْرِیَّۃ میں تعالیٰ فرمایا ہے حاصل یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ مین پہونچا ہون محبوب کو لاکن لذت اور ارتواء کے لئے یا واسطے بقا اور دوام اس وصول کے یا واسطے حصول وصولات جزئیہ کے اوس شرب کو ترک نہین کیا پس کیونکر صحیح ہو قول شارب کا کہ تم جو پیئے ہو فضلہ ہے کیونکہ فضا بعد فراغ کے ہوتا ہے۔ جواب کہونگا مین کہ عادت پینے والون کی ہوتی ہے کہ شرب کے بعد کچھ زمین پر بھی ڈال دیتے ہین ایسا ہی شیخ بزرگ رضی اللہ نے وقت شرب کے تھوڑا اوس سے زمین دل اقطاب پر ڈال دیا اور فرمایا اِشْرَبُوْا یعنے پیو تم پس اقطاب نے پی لئے اوس کو وہ بے شک شراب فضلہ ہے چنانچہ اسی مقام مین شاعر کہتا ہے ؎ شَرِبْنَا وَاَهْرَقْنَا عَلَى الْاَرْضِ جُرْعَةً ۞ وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَاسَاتِ الْكِرَامِ نَصِيْبٌ ۞ پس شک نہین کہ وہ شراب فضلہ ہے بعد فراغ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے اور یہ فضلہ ایسا ہے کہ جس سے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ فضلہ وہی ہے جو بعد فراغ اکل و شرب کے بچ رہے یہ بات ممنوع ہے کیونکہ بسا وقت ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شیخ یا بزرگ کے کھانے کے بعد لوگون کو پیالون سے روبرو شیخ وغیرہ کے تقسیم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ وہی ہے جو مجلس سے بزرگ کے جھوٹا بچ گیا ہے اور یہ جھوٹا برکت کا ہے۔ اور یہ امر عرفی ہے کوئی شخص کو اس مین خلاف نہین۔ نظر برین یہ قول شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ کا اشارہ کرتا ہے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ مین معراج وصول اور مشاہدہ مین اپنے خادمین کو یاد فرمایا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج مقام وصال مین عرض نمایا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ حضرت حق سے خطاب ہوا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اوس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو بھی یاد کیا اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ

ایسا ہی شیخ بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت سقا اپنے بلحاظ اس کے کہ میرے جد وقت ضیافت قرب اپنے عبادِ صالحین امتہ کو بھی یاد فرمایا تھا مین بھی عین ضیافت مین اپنے اقطاب کو یاد کیا کیونکہ نائب کو چاہیئے تمام افعال و تیرہ پر اپنے منیبت کے کرے خصوصًا ایسے منیب جنکی شان ہُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی قَطَرَاتُ خَمْرَاتِہٖ وَ تَنْظُرُ نَظَرَاتِ سُکْرَاتِہٖ یعنے وہ حبیب ایسے ہین کہ انکی قطرات خمرات امید گنے گئے اور نظرات سکر پر اون کے چشم تمام کے گئے ہین جیسا کہ آفتاب آسمان پر لگے ہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِ اَوْلِیَائِہٖ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّ زُدْ اَفِیْ شَرْحِ ھٰذِہِ الْقَصِیْدَۃِ الْخَمْرِیَّۃِ وَیَسِّرْلِیَ الْاِتْمَامَ اِلٰی اٰخِرِ الْاَبْیَاتِ عَلٰی وَجْہٍ اَوْفٰی اٰمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِبَرَکَۃِ النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَنَائِبِہٖ سَیِّدْ مُحْیِ الدِّیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تحقیق عجیب) طالبان سینہ سوختہ کو ضرور ہے کہ پیالہ شراب سرخ سیراب کرنے والی آب سرد اسرار کو طلب کرے اور بجنگل جدائی اور فراق سے طرف ابادانی علوی اتصال اور وفاق کی نکلی اور اوس کلام کو جو پڑہا جاتا ہے محض فیوضات واقدس واعلیٰ کے لئے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ کُلَّ ذَرَّۃٍ مِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ بِتَفَاوُتِہٖ یعنے خدائے تعالےٰ نے پیدا کیا ہر فرد موجودات کو کم و بیشی استعدادات کے ساتھ اور وہ متحمل ہوتا ہے ہر چیز کو جو اوس کے لئے خدا تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید مین فرمایا ہے کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ یعنے ہر چیز آسان اوس کے لئے ہے کہ جس لئے وہ پیدا کیا گیا۔ خصوصًا جب اللہ تعالےٰ انسان کو آئینہ ظہور کمالات اپنا کیا ہے کوئی اشیاء مخلوق مثل اوس کے نہین ہین اگرچہ وہ باعتبار ظاہر کے سفلی ہے لاکن از روے حقیقۃ مخفیہ کے وہ پتلی چشم وجود شہود کی ہے۔ اسی لئے حدیث قدسی مین وارد ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ یعنے انسان ظہور میرے اسرار الوہیت کا ہے

اور مین راز اوسکا ہون وَکُلُّ شَیْءٍ خَلَقْتُہٗ لِلْاِنْسَانِ اور تمام کونین کو مین
انسان کے لئے پیدا کیا ہون وَخَلَقْتُہٗ لِنَفْسِیْ اور انسان کو اپنے لئے پیدا
کیا ہون ۔ غور کرین کہ خداے تعالےٰ کے نزدیک کسقدر مرتبہ انسان کا ہے
فَھُوَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ اور وہ انسان ہر روز یک مرتبہ مین ہوتا ہے
اس لئے طبقات آسمان اور طبقات زمین جو برداشت بار امانت حق تعالیٰ
سے ڈر گئے مگر وہ انسان متحمل اوس بار امانت کا ہوا اور خدائتعالےٰ کا امین
بنا اور اوس کے اسرار قدسیہ کا مکین ہوا ۔ اور یہ کرامت انسان کو نہین
ہوئی مگر باعتبار نسبت خلقیہ جبلیہ اوس کے حضور حق تعالےٰ سے ۔ اور
یہ نسبت افراد انسانون مین کم وبیش ہے چنانچہ حق تعالےٰ فرمایا ۔ یہ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ مِنْ تَفَاوُتٍ یعنی پیدا کیا ہر یک انسان کو تفاوت دوسرے سے پس ضرور ہی کہ نظر کو مکرر کرین ظاہر
انسان سی باطن تک اور باطن سی وصول تک اوس کے پس افراد انسان باعتبار اس نسبت کے
نفس اوسکا وجود واحد ہے گویا خدائتعالےٰ اوس کو کنفس واحد پیدا کیا ہے لاکن باعتبار
کثرت حجابات بشریت کے اور انکشاف اوسکے ہر یک فرد علحدہ مرتبہ رکھتا ہے ۔
پس جو شخص اوس حجاب کو پہاڑ دیا نسبت اوس کی قوی ہوتی ہے ۔ اور جو شخص
کو حجاب کثیف ہو گیا پس وہ اسفل السافلین مین رہا ۔ اور جو شخص یہ حجاب
کو نہین پہاڑا وہ کورے دائمی مین مبتلا رہا ۔ حال اوس کا صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ
لَا یَرْجِعُوْنَ ہے ۔ اگر نفس کو جلا یا یہ پردہ کو پہاڑ دیا آفتاب نسبت سے ظہور
نور اوسکا ہوا کیونکہ ہر یک فرد انسان یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ یعنے پیدا ہوتا
ہے طریق اسلام پر مشہور ہے ۔ پستر نفس وخواہش دنیوی جوش پدر ومادر
مین یُھَوِّدَانِہٖ او یُمَجِّسَانِہٖ یعنے یہودی کرتے ہین اوس کو یا مجوسی کرتے ہین
اوس کو ۔ پس ظہور نسبتہ کا باعتبار اوس خلقت کے ہوتا ہے کہ جس مین وہ

پیدا کیا گیا ہے - پس جن افراد کو تجلی رب کی حسب استعداد اون کے ہوتی
ہے - تمام اسماء و صفات بوجہ تمامیتہ جمع کیے جاتے ہین پس وہ فرد افضل
ہوتا ہے تمامی اشیاء ظاہر و باطن سے - اور اوس مین کوئی وجہ سے قصور
صادر نہین ہوتا ہے - اور یہ شان خاتم انبیاء و صدر الاولیاء اولین و آخرین
علیہم الصلوۃ والرضوان کے ہے - اسی ترتیب پر یکے بعد دیگرے مومنین
عام تک ظہور نسبت کا ہے - پس اگر کوئی کہے کہ قول مین خَلَقَ آدَمَ عَلٰی
صُوْرَتِہٖ کے علما صورت سے مراد صفت لیکر تفصیل اوس کی کیئے ہین کہ جب اللہ
تعالی از تخلیق انسان کا کیا تمام صفات کریمہ مثل سمع اور بصر اور قدرۃ وغیرہ صفات
الوہیتہ قدسیہ اوس مین خلق فرمایا - اور یہ دلیل ہے اس بات پر کہ انسان
تمام مظہر تمامی صفات حق تعالے کا ہے اس صورت مین کیا معنے ہے اس عبارۃ
کا کہ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ بِاعْتِبَارِ اَنَّہٗ
مَظْہَرٌ اَتَمُّ یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم پیغمبران ہین باعتبار اس کے کہ
وہ مظہر اتم ہین اور حال آنکہ ہر یک فرد انسان بموجب قول خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ
مظہر اتم ہین اور یہ تفسیر کو بڑے بڑے علماء عامل عالم قبول کیئے ہین -

بیان اقسام مظہریت

در جواب کہونگا مین کہ مظہریت دو قسم پر ہوتی ہے - یک یہ کہ خلقیت ذاتیہ
محجوب ہے یعنے اللہ تعالے انسان کو اگرچہ ان صفات سے پیدا کیا ہے لاکن
وہ بسبب غواشی بشریتہ اور غواشی حیوانیتہ کی محجوب ہوا ہی اور آئینہ دل اوسکا
باوجود استعداد کے زنگ آلودہ ہو گیا ہے - اور یہ زنگ اوس وقت نکلے گا
جیسا کہ آئینہ اور تلوار زنگ آلود سے اوس وقت زنگ اوس کا نکلتا ہے کہ
اوس کو آتش مین بہتہ آہنگر کے ڈالا جاوے اور خوب تپاوے یہانتک کہ لوہا
برنگ آتش ہو جاوے بلکہ یہ تصفیہ بہی یکبار مین نہین ہوتا ہے بلکہ اوسکو کئی بار

جلاتے ہین اور کوٹتے ہین۔ ایسا ہی یہ زنگ آئینہ دل انسان کا اوس وقت نکلے گا کہ کوئی کامل حداد آئینہ اور تلوار بنانے والے کو حوالہ کردین اس لئے حقتعالے قرآن مجید مین اشارہ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنے اگر مجاہدہ کروگے تم ہماری راہ مین اوس وقت ہم تمکو اپنی راہ بتلائین گے۔ اور اِس مجاہدہ کے لئے کوئی سعی نہین کرسکتا ہے مگر مباشرت سے اس آیۃ کے اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَوْلِیَآؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمَاتِ ۔ یعنے اللہ تعالے دوست اون لوگون کا ہے کہ نکالتا ہے اونکو اندھیری گمراہی سے طرف نور ہدایت کے۔ اور وہ لوگ جو کافر ہین دوست اونکے شیاطین ہین اونکو راہ ہدایت سے گمراہی کی طرف لاتے ہین پس یہ قول قرانی حائل ہے واسطے بیان اس نسبتہ خلقیہ ذاتیہ کے اور مبین ہر واسطے بیان نسبتہ خلقیہ مجلوہ کے۔ اور قسم دوم مظہریت کا خلقیہ ذاتیہ مجلوہ ہر اگرچہ شک نہین کہ آفتاب تمام آفاق اور زمین کو روشن کرتا ہے مگر اوسوقت کہ پیچھے سے برج کے نکلے۔ اور جب نکلے اوس کے نور کا کچھ ظہور نہین ہوتا ہی ایسا ہی انسان مثل آفتاب در پردہ ہے اور جب حجاب اوس کا سخت زیادہ ہوتا ہے ظہور نور بھی کثیف زیادہ ہوتا ہے پس وہ مشابہ ہوتا ہے سنگ سخت اور سیاہ ہے۔ پس اوس مین کوئی قسم نور نہین ہوتا ہے چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ اجزاء خارجیہ کدورت ظلمانیہ احجار سے محجوب ہوتے ہین جب وہ آتش مین گلائے جاتے ہین وجہ ظہور پر نور اوس کا ظاہر ہوتا ہے پس کافر بھی خالی نہین ہے نور مظہریۃ لاکن استعداد حجب ظلمانی کا نہین پہونچ سکتا ہے اوس چیز کو جو پہونچا ہے مؤمن اوس کو۔ اور مومن گنہ گار بھی بقدر حجاب اپنے محروم رہتا ہے۔ لاکن وہ مومن جو پردہ کو پھاڑا اور مجاہدین تاریکین سے

دنیا و آخرت کے ہوا۔ اوسپر آفتاب حق طلوع کرتا ہے اور وجود اوس کا
ایسا ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالے فرمایا ہے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ
یعنے جس طرف منہ پھراوین وجہ تجلی حق تعالے کی اور شہود اوسکا اوس طرف ہے
اور حق تعالے اسی لئے فرمایا ہے وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا یعنے قسم ہے
آفتاب اور روشنائی اوس کی اور قسم ہے چاند کی جس وقت پیچھے اوس کے
جاوے۔ پس یہ کمال وجود اور شہود ہے کہ ظاہر ہوتا ہے نبوت مسبوقہ بالولایت
خاصہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے۔ اور ایسی ہی ولایت کی شان ہے
اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ یعنے ولایت افضل ہے نبوت سے کیون کہ یہ ولایت
انبیار کی جہتہ باطنیہ ہے توجہ اوس کی تمام توجہ بخدا ہے۔ لاکن نبوت پس وہ
جہت ظاہری ہے وجہ ظاہری اوس کا خلایق کی طرف ہوتا ہے اگرچہ حقیقت
مین یہ بہی خدا کی طرف ہے۔ کیون کہ ہدایت بندگان خدا کی نہین ہوتی ہے
مگر واسطے ایصال اون کے خدا سے پس وجہ نبوت بہی خدا ہی کی طرف ہے
لاکن فرق اوسکا بحیثیت توجہ فے الجملہ کثرت کی طرف بعدہ وحدت حقیقت
کی طرف ہے جو منتہی ہوتی ہے احدیت کی طرف۔ اس بیان کی تفصیل انشاء اللہ
تعالے ذیل مین قول وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ
بیان کرونگا۔ پس جاننا چاہیئے کہ ولایت اولیار کی جو بعد صدر انبیار کے ہی
نبوت مین داخل نہین ہوسکتی ہے۔ اور اس مین بہی درجات ہین کہ یک
دوسرے پر فوق ہین اس لئے ابوبکر رضہ کو عمر رضہ پر اور عمر رضہ کو عثمان رضہ پر
اور عثمان رضہ کو علی رضہ پر ترجیح دی گئی ہے رضے اللہ عنہم اجمعین۔ بعد صحابہ کرام
رضے اللہ تعالے عنہم کے یہ ولایت متحققہ تابعین مین بہی داخل ہوتی ہے اور
ان مین بہی مدارج ہین یک کو بعد دوسرے کے کمتر اصحاب نبویہ سے ولایت

ہوتی ہے۔ کیونکہ اول درجہ کے اولیا بہی درجہ اصحاب کو نہین پہونچتے
ہین۔ اور یہی عقیدہ ہے کبراء سادات رضی اللہ عنہم کا۔ پس حق تعالٰے
بعد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ مرتبہ ولایت شیخ بزرگ
رضی اللہ عنہ کو دیا ہے کسی ایک فرد کو اولیاء سے اس امت مرحومہ کے
نہین دیا۔ اور یہ درجہ بلند صرف باعتبار کمال قوت اس نسبتہ کے ہے۔
اور یہ کمال حضرت رض کو اوس روز دیا گیا ہے کہ جس روز استعدادات ہریک
فرد انسان کو دیئے گئے ہین۔ اور یہ قوت حاصل نہین ہوتی ہے مگر باعتبار
قوت تجلی کے جو وارد ہوتے ہے ہر فرد پر تبفاوت۔ اور اگر نسبت قرب
کی بحیثیت ظہور حق تعالے کے متساوی ہووے اس نشاء دنیوی مین بحیثیت
کلا وبعضا انکشاف بہی متفاوت ہوتا ہے یعنے کشف حال بعض اولیاء کو
جزئی ہوتا ہے۔ اور قرب بہی باعتبار قوت کیفیت انکشاف کے متفاوت
ہوتا ہے اور بعض کو کشف اوس حیثیت پر ہوتا ہے کہ جس قدر اوس کے دل
مین کدورت ہو۔ اور اگر کسیکو نفس انکشاف کلی ہووے کہ حال اوس کا بہی
کشف ہوتا ہے پس وہ کشف مساوی ہوتا ہے بموجب تیزی نظر بصیرت
کے واسطے بعض کے بغیر بعض دوسرے کے۔ اور اگر وہ کشف نظر آنیوالا
ہو تمام اہل کشف کو اوس وقت بہی فرق ہوتا ہے باعتبار قوت تیزی
نظر اور ضعف اوس کے۔ اور بنظر کوئی امر کے جائز ہے کہ کشف غلط
بہی ہو کیونکہ دیکہنے والا ضعیف البصر ہو تو بسا وقت ایسا ہوتا ہے کہ اوسکو
درخت آدمی معلوم ہوتا ہے اور برخلاف اس کے بہی یعنی آدمی شجر نظر
آتا ہے جیسا کہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روح کو نورین
دیکہا گمان کیا یہ نور حق تعالے کا ہے۔ پس خدا کی بندگی مین مشغول ہوے۔

بعد تیس سال کے واضح ہوا کہ یہ نور روح کا تھا جس کی برکت سے اوسکو معبود گمان کیا۔ اور ایسا ہی اکثر اہل کشف نے دیکھا ہے کہ خیال غلط کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت منصور حلاج نے ضعف بصیرت سے خدا کو دیکھا اور آپ ہی کو خدا جانا اور انا الحق کہنے لگا۔ بوجہ اس کے کہ وہ معذور تھا اوس کو یہ کلام ممنوع نہ تھا کیونکہ یہ امر اوپر مشتبہ ہوا تفصیل عبد و رب کی معلوم نہ ہوئی گویا وجہ عبد باوجود تقارب کے محجوب ہوا یہان تک اشارہ کیا آہستہ کو اوس کی قول سے اَنَا الْحَقُّ کے اگر کہتا هُوَ الْحَقُّ یا وَالْحَقُّ نہ پہونچتی اوس کو وہ چیز جو پہونچی۔ اور یہ کشف اوسکا اوسکو محجوب کیا اور دار پر چڑھایا گیا۔ اوس وقت اوس پر حق باقی رہنے استخوان وجود کے ظاہر ہوا۔ پس یہ امر ایسا ہی کہ اگر ہم اسکو تفصیل کرین یک بڑی کتاب ہو جائیگی انشاء اللہ تعالے کچھ اسکو کلام شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ مین جو احوال مین صلاح کے کہا ہے ضمن قول اَنَا فِیْ حَضْرَتِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ کے بیان کرونگا تا فضل رب معبود سے مقصود حاصل ہووے

پس کہتا ہون مین کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ لفظ عُلُوِّیْ مین اشارہ فرمایا ہے دخول اس نسبت اور عروج اور تفاوت اوس کو ازروے کیفیت کے یعنی فرمایا ہے اے اقطاب اگرچہ تمکو بھی علو اور اتصال باللہ ہے اور مجھے بھی لاکن میرا علو و اتصال دوسرا ہے کیون کہ جو چیز کشف کلی مجھے حاصل ہے بروجہ تفصیل ہے اور وہ نہایت قوی ہے برخلاف علو اور اتصال تمہارے پس قول مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ کا بیان ہے اس مرتبہ نہایت تمکین کا جیسا کہ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ بیان ہے درجہ ابتداء تمکین کا۔ پس درمیان لفظ عُلُوْ اور اِتِّصَال کے فرق غیر پوشیدہ ہے مرد زکی پر لاکن غیر زکی کو ایسے اشارات کافی نہین ہین جب تک کہ تصریح نہ کی جاے وہ یہ ہے کہ عُلُوْ عبارت ہے ترقی سالک سے وقت سیر کے ابتداً

بیان ثبوت علو حضرت غوث الاعظم کا دوسرے اولیاء پر

منازل اور مقامات سے طرف انتہا کل مقام کے ۔ پس عُلوُ حیثیت سے ابتداء مقام و اتصال کے انتہا رتک اس مقام کے ہوتا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ سالک جب ارادہ چڑہنے کا مقام پستی بشریت سے بلندی کی طرف کرتا ہے پہلا قدم جنگل توبہ مین رکہتا ہے اور توبہ کرتا ہے کیونکہ تمام اولیا ءاللہ کو اس مقام توبہ مین قدم راسخ ہوتا ہے لاکن اس مین بہی تفاوت ہوتی ہے ۔ پس شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ اس شعر مین گویا اشارہ فرمایا ہے لِيْ فِيْ كُلِّ مَنْزِلٍ عُلُوٌّ لَيْسَ لِغَيْرِيْ مِنْكُمْ یعنے ای اقطاب مجہے اس منزل مین علو ہے وہ میرے غیر کو تمہارے مین سے نہین ہے ایسا ہی ہر مقام مین چنانچہ یک قصیدہ مین ارشاد فرمایا ہے افلت شموس الاولین وشمسنا ؛ ابدًا على اُفُقِ العُلٰى لَا تَغرُبُ مَا فِي الصِّبَا نَترِ مَنهَلٌ مُستَعذَبٌ ؛ اَلاَوُلٰى فِيهِ اِلّا لِذَا الْاَطيَبُ یعنے ہر ولی ترقی کرتا اور بلند ہوتا ہے منازل عالیہ تک اور اوسکو ہر ترقی اور عروج مین کیفیت ہوتی ہے اور علو بر وجہ مخصوص بقدر استعداد اوسکے ہوتا ہے اور مجہی ہر ترقی اور عروج مین کیفیت علو بر وجہ مخصوص بقدر اوس چیز کے ہے کہ مشرف کیا مجکو حق تعالیٰ استعداد تام سے ۔ پس درمیان استعداد انکے اور استعداد میری بہت فرق اور بہت دوری ہے۔ اس لئے حضرت رضے اللہ تعالے عنہ نے وصیت مین بعض فرزندان اپنے فرمایا ۔ يَا عَبْدَ الْوَهَّابِ لَا تَقِيْسُوْنِيْ كَاَحَدٍ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ فَرْقُ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَرْقُ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ یعنے ای عبد الوہاب تم سب مجکو کسی ولی کے حال پر قیاس مت کرو میرے مین اور دوسرے اولیاء اللہ مین اس قدر دوری ہے جیسا کہ درمیان زمین اور آسمان کے ہے ۔ وجہ خاص اس کی یہ ہے کہ اولیاء اللہ سیر کرتے ہین قدم انبیاء علیہم السلام پر چنانچہ بعض کو اون مین قلب آدم علیہ السلام سے استفادہ ہے اور بعض کو قدم ابراہیم علیہ السلام سے اور بعض کو موسے علیہ السلام سے اسی طور تمام اولیاء اللہ

یکلیک نبی کے قدم پر ہین مگر شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ سیر اونکا قدم پر نبی حجازی
خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے کیونکہ آپ اپنے نائب
اور وارث بعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین ۔ اور اس بات مین
کسیکو شک نہین ہے کہ تمام پیغمبر ظل ہین قدم افضل انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام
کے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے آدمُ وَمَن دُونَہٗ
تَحتَ لِوَائِی یعنے روز قیامت آدم علیہ السلام اور سواے اُنکے تمام انبیاءؑ
علیہم السلام نیچے لواے حمد میرے سایہ گیر ہونگے اور یہ امر آیات قرآنی سے
بھی ثابت ہے ۔ پس جو شخص قدم افضل انبیاء پر ہو وہی اعلیٰ اور ارفع ہے
اونپر جو قدم مفضول پر ہون ۔ اس لئے سیر شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کا اعلیٰ اور ارقی ہے
دوسرے اولیاء کی سیر سے ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ انبیاء سابق علیہم السلام
ظل خاص رسول اللہ ہو یا نہو بہر تقدیر مساوی القدم ہین ذات سے آن حضرت کے
اگرچہ مخالف اصالۃ اور ظلیتہ کے ہو پس جو شخص ظلیت مین سیر قدم ان کی ہو
یا رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکر فرق کیا جاوے کس لئے کہ اس
صورت مین تفضیل شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کی انبیاء علیہم السلام پر لازم ہوگی اور
یہ مذہب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کو کوئی اولیاء اللہ سے برابر نہین ہوسکتا
ہے بلکہ یہ مقرر ہے کہ اولیاء درجہ اصحاب کو بھی نہین پہونچتے ہین ۔ جواب کہونگا
مین تفضیل شیخ کی اس بیان سے انبیاء علیہم السلام پر ہرگز لازم نہین ہوتی
ہے کیونکہ ستارہ بالکل برابر چاند کے نہین ہوتا ہے اگرچہ استعداد مین بعضے
ستارون سے فایق ہو ایسا ہی ستارہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کا اگرچہ شمس
رسالت سے تجلی پایا ہے لاکن وہ تجلی ولایت کی خالی نبوۃ سے ہے ۔ اور
انبیاء علیہم السلام کو دو جہتہ ہین یک اصالۃ کا دوسرا ظلیت کا اور یہ ظلیت انبیاءؑ

کی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توئی کی ہے اصالۃ کو اون کے لاکن
جناب شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ مین جو تجلی ولایت ہے اصالۃ متحقق نہین ہے
بلکہ صرف ظلیت کی ہے۔ پس جو شخص جامع اصالۃ اور ظلیت کا ہو وہ افضل و
علیٰ ہے مجرد ظلیت سے چنانچہ یہ امر مخفی نہین ہے طبع رسا پر۔ توجیہ بطور
دیگر یہ ہے کہ ستارہ ستارہ ہی ہے اگرچہ منور ہو شمس سے بنور زائد دوسرے
ستارون کے۔ اور چاند چاند ہی ہے اور وہ زائد ہے ستارون سے۔ پس نور
ولایت جو انبیاء علیہم السلام مین مقتبس ہے نور نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے بوجہ کمال قوۃ استعداد برداشت نبوۃ و ولایت کی بیشک وہ اولیاء اللہ
سے زائد ہے۔ ایسا ہی اصحاب بنظر صحبت ظاہری رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ظلیت انکی بھی تمام اولیاء سے زائد ہے الحاصل ظلیت شیخ بزرگ
رضے اللہ عنہ کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجہ قوت استعداد
کے متحقق کرتی ہے اصالۃ کو جیسا کہ کمال استعداد متحقق ہے انبیاء مین اور اسی
معنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ
بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اور مراد علماء سے اعم ہے خواہ علماء اہل ظواہر ہون یا علماء اہل
بواطن یعنے اولیاء اللہ۔ اور یہ تحقیق جو مینے ذکر کیا ہون اجمالی ہے اور حق
تعالےٰ سے امیدر رکھتا ہون کہ تفصیل اس کی ضمن قول وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ ؕ کے مجھے نصیب کرے۔ اور مقرر یہ بات ہے
کہ چشمہ آفتاب اور بدر پرتو نور ذات مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام قمر ہین اور ذات شیخ رضے اللہ عنہ نجم ہے مگر
اوس کو وجہ دوسرا بھی ہے۔ جو شخص کہ تمام سمجھ لیا ہو جو چیز کہ ہمنے ذکر کیا
ہے اوسپر ظاہر ہو جائیگا کہ مراد کلام سے شیخ کے جو عُلُوِّیْ وَاتِّصَالٌ ہے وہ

علو واتصال ہے جو بعد صدر اول اصحاب رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے حاصل ہے
اور اس بات پر صاف اشارہ ہے قول مین وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّی وَاتِّصَالِ کے ازروے
خطاب کے خاص اقطاب کی طرف ۔ اور یہ بیان پہلی دلیل ہے میرے جواب کی
اور یہ نور ہدایت سے شیخ کے ہے ۔ پستر جاننا چاہیئے کہ علو عبارت ہے ترقی سے
حرکۃ جذبہ مقارنہ کی معیت حرکۃ سلوکیہ کے ہوتی ہے ۔ یا صرف حرکۃ سلوکیہ
سے طرف جناب وصول حق کے ۔ اور اتصال عبارت ہے انتہا سے اس حرکۃ
کے لاکن یہ علو واتصال حسّی نہین ہے کیونکہ وہ دونون محال ہین نسبت حق تعالےٰ
کے جو لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ط شان اوس کی ہے ۔ پس یہ
علو واتصال معنوی ہین چنانچہ بیان مقامات مین ضمن قول کَاسَاتِ الْوِصَالِ کے
مذکور ہوا ہے ۔ (**توضیح و توشیح**) جب بیان اتصال مین گفتگو ہے اور ہمنے ذکر
کیا ہے کہ وہ مرادفات وصول سے ہے ۔ اور معنے وصول کو بھی ہین اجمالاً ذکر کیا
ہون مگر یہ مقام اقتضا ے تفصیل حال بوجہ اتم چاہتا ہے تا کہ لذت اوس کا خاص
وعام کو حاصل ہو فَاللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَنِعْمَ الْمُعِيْنُ ۔ اب توفیق سے ملک علام
کے کہتا ہون کہ باب الالف اصطلاحات مین مذکور ہے کہ اتصال وہ ہے کہ بندہ
اپنے عین کو متصل بوجود احدے جانے اور تقیید وجود کو اپنے بعینہ قطع نظر کرے
اور اضافات کو اوس کے ساقط کردے ۔ اور اہل طریقت کو تعریف مین اسکی
عبارات باقسام ہین اگر تو اوس سے واقف ہوگا مفاد اوسکا تجھپر ظاہر ہوگا ۔
چنانچہ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اَلْاِتِّصَالُ مُكَاشَفَةُ الْقُلُوْبِ وَمُشَاهَدَةُ
الْاَسْرَارِ یعنے مکاشفہ اتصال دل کو اور مشاہدہ اسرار کو کہتے ہین ۔ اور بعض نے
کہا ہے اتصال پہونچنا سر کا مقام غفلت تک ہے ۔ اور بعض نے کہا ہے اتصال
وہ ہے کہ بندہ غیر خالق کو اپنی گواہی ندیوے اور اوس کے باطن مین خطرۂ غیر

بیان معنی مرادی علو و اتصال

بیان معنی لغوی و اصطلاحی اتصال و اختلاف صوفیہ

خالق کا اور صانع اپنا نہ لاوے ۔ اور سہل بن عبداللہ تستری نے فرمایا ہے حرکت نہ کرنا بلا کے ساتھ اور سکونت پانا اوس سے اتصال ہے ۔ اور یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے عامل چہار نوع پر ہوتے ہین یک تائب دوسرا زاہد تیسرا مشتاق چوتھا واصل ۔ تائب محجوب ہوتا ہے توبہ سے اور زاہد محجوب ہوتا ہے زہد سے اور مشتاق محجوب ہوتا ہے اپنے حال سے اور واصل کو محجوب نہین کرتی ہے کوئی چیز اللہ سے ۔ اور ابوسعید واصل نے فرمایا ہے واصل وہ چیز ہے کہ جب اوسکو اللہ تعالیٰ نزدیک کیا بعد اس کے ہمیشہ خوف بریدگی کا اوسکو نہین رہتا ہے ۔ اور متصل وہ شخص ہے جو اپنے مجاہدہ سے متصل ہوتا ہے اور بساوقت اپنی جدائی کو نزدیک ہوتا ہے ۔ اور یہ وہ چیز ہے جو ذکر کی گئی ہے حال مرید اور مراد مین ۔ کیونکہ یک ان دو کا مبادی بالکشف ہوتا ہے اور وہی مراد ہے ۔ اور دوسرا رد کیا جاتا ہے اجتہاد کی طرف اور وہ مرید ہے ۔ اور ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اَلْوَاصِلُوْنَ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَحْوَالٍ یعنے واصل تین قسم ہوتے ہین هِمَمُهُمْ لِلّٰهِ سِرُّهُمْ فِی اللّٰهِ وَرُجُوْعُهُمْ اِلَی اللّٰهِ یعنے یک وہ کہ ہمتین اون کی خاص خدا کے لئے ہوتی ہین دوسرا یہ کہ باطن اونکا اللہ ہی مین ہوتا ہے ۔ تیسرا یہ کہ رجوع اونکا خدا ہی کی طرف ہوتا ہے (اس مقام مین مترجم کو یک روایت یاد آئی) وہ یہ ہے کہ یک شخص کسی مجذوب پر سے گزرا اور بے گناہ ناک اوس کی کاٹا مجذوب نے کچھہ نہ کہا بعد اوس کے یک شخص آیا اور حال مجذوب کا دیکھکر رحم کیا اور یک روٹی اوسکے سامنے لاکر رکھا اور پوچھا کہ ناک تیری کون کاٹا مجذوب نے جواب دیا جسنے روٹی دیا ۔ پھر اوسنے پوچھا کہ روٹی کون دیا مجذوب نے کہا کہ جسنے ناک کاٹا ۔ یہ حاصل واصل کا رجوع تمام امور مین اللہ ہی کی طرف ہوتا ہے ــــ اور شیاری نے کہا ہے

بیان اقسام واصل ۔ انواع عامل ۔

کہ وصول یک مقام جلیل ہے کیونکہ اللہ تعالے جب کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے
اوسکو منزل مقصود پہونچانے کے لئے راہ کو تاہ کرتا ہے اور دوری کو نزدیک
فرماتا ہے۔ اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
اَلْوَاصِلُ هُوَالْحَاصِلُ عِنْدَ رَبِّہٖ یعنے واصل وہ مرتبہ ہے جو خدا کے نزدیک سے
حاصل ہوتا ہے۔ اور رویم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اہل وصول وہی ہین جو
نزدیک ہوا خداے تعالے اونکے دلون کی طرف پس وہ قول کو اوس کے نگہ
رکہتے ہین اور ہمیشہ خلق سے دوری کرتے ہین۔ اور ذوالنون مصری رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا ہے مَا رَجَعَ مَنْ رَجَعَ اِلَّا مِنَ الطَّرِیْقِ مَا فِیْہِ مَا وَصَلَ اِلَیْہِ اَحَدٌ
فَرَجَعَ عَنْہُ یعنے نہین رجوع کیا وہ شخص جو رجوع کیا اوس راہ سے جس مین کہ تہا
اور نہین پہونچا اوسکو کوئی پس رجوع کیا اوس سے (مترجم کہتا ہے) مراد اس مضمون
بیچدار سے یہ ہے کہ واصل لوگ اپنے مقام وصول سے پلٹتے نہین ہین برخلاف
دوسرون کے کہ جو اوس مقام کو پہونچتے ہین واپس ہو جاتے ہین۔ مولف کہتا ہے
یہ عبارات جو ہمنے ذکر کیا جو شخص نظر باریک سے پایا اوسپر پوشیدہ نہو گا کہ کمالات
تمام یک دوسرے سے نزدیک ہوتے ہین بلکہ بعض اوسکے تفسیر بعض کے ہین۔
پس تحقیق اتصال اور مواصلۃ عبارت ہے پہونچنے سے سالک کے طرف صفائے یقین
کے بطریق ذوق اور وجدان کے۔ پس وہ سالک رتبہ مین وصول کے متفاوت
ہوتے ہین۔ بعض اون مین خداے تعالے کو بطریق افعال پاتے ہین وہ لوگ رتبہ
تجلی مین ہین اپنے اور غیر کے فعل کو فنا کرتے ہین بسبب اس کے کہ فعل تمام خداے تعالے
سے ظہور پاتے ہین اور اس حالت مین اون کے لئے اللہ تعالے کی جانب سے
یک سر اور اختیار حاصل ہوتا ہے یہ مرتبہ وصول کا ہے۔ اور بعض اون مین
مقام ہیبت اور اُنس مین ٹہیر جاتے ہین بوجہ اس کے دل اون کا جلال اور جمال

سالکین در وصول متفاوت

حق تعالے کو دیکھتا ہے اور یہ تجلی بطریق صفات ہے اور یہ یک رتبہ ہے وصول مین۔ اور بعض کو انہین مقام فنا سے جو انوار یقین کے انکے باطن مین نازل ہوتی ہین مشاہدہ غیب کا بہی وجود سے اوس کے شہود مین ہوتا ہے اور وہ اوس سے ترقی کرتے ہین اور یہ یک قسم ہے تجلی ذات کا خواص مقربین کے لئے اور یہ یک رتبہ وصول مین بلند تر دونون مرتبہ مذکورہ اول سے ہے برتر اس سے رتبہ حق الیقین کا ہے۔ اور یہ مرتبہ اس دنیا مین خاص اولیاء کو ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ نور مشاہدہ کا تمام بندہ مین گہس جاتا ہے اور اوس سے روح اور قلب اور نفس بلکہ قالب بہی لذت پاتا ہے۔ اور یہ اعلی تر رتبہ وصول کا ہے۔ پس جب حقایق متحقق ہو جاتے ہین بندہ باوجود ایسے احوال روشن اور بزرگ کے جانتا ہے کہ مین ابہی اول منزل سے دور ہون منازل وصول کے کہان افسوس ہے کہ منازل طریق وصول کے ابدالاباد تک عمر آخرہ مین بہی طے نہین ہو سکتے ہین۔ یہ چہوٹی عمر دنیا مین کیونکر طے ہونگے۔ اِس لئے کہ حضرت رسالت مآب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود کمال وصول کلی حقیقی کے کہ تہوڑا اوسکا سوائے متابعت اونکے کوئی نہین چکہا فرمایا لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ ؛ وَمَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ اور یہ وہی معنے ہے جو بعض نے کہا ہے کہ من بدریائے رسیدہ ام کہ محمد کنارِ آن ندیدہ یعنے کنار طرف دیگر آن دریا نہایت ندارد یعنے ہرگاہ محمد را وصول نہایت ندارد من جزو ضعیف کہ باشم کہ بدان رسم۔ **فائدہ کلیہ** یہ ہے کہ کمالات الٰہیہ اور صفات قدسیہ کو نہایت نہین ہے اگر نہایت ہو حادث ہو جائین گے کیونکہ انتہار کو حد ہوتا ہے اور جو چیز محدود ہو وہ حادث ہے چنانچہ دوسرے علم مین یہ بات مقرر ہے پس ہرگاہ اون کمالات ذات وصفات کو نہایت نہو کسیکو وصول اوسکے نہایت تک نہین ہو سکتا ہے یہانتک کہ اگر کوئی یک کمال

بیان مرتبہ حق الیقین جو وہ بہی وصول ہے

بیان بے نہایت بودن کمالات الٰہیہ

کو پہنچ گیا اوپر اوس کے اور یک کمال ہوتا ہے اِس لئے اوس کو انتہا نہین ہے
بنظر اس کے شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے اس قصیدہ مین اشارہ فرمایا مَقَامِی فَوْقَکُمْ
مَا زَالَ عَالٍ؛ اِس بیان سے ہمارے تجہیر ظاہر ہوتا ہے کہ اتصال کئی انواع پر ہے
پس قول شیخ رضے اللہ عنہ کا وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِ اشارہ ہے طرف انواع علو
واتصال کے بموجب تجلیات واردہ سالکین کے بقدر جذبات واردہ کے آفتاب
قدسی سے۔ تفصیل اس کی سابق گزر چکی ہے اور قریب ذیل مین قول وَحَسْبِیْ
ذُوالْجَلَالِ کے اور قول وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْدُ اِسْمِیْ کے انشاءاللہ تعالے برکت
سے علم وافادت شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے آئیگی۔ حاصل کلام شیخ بزرگ رضی اللہ
عنہ کا اپنے قول وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ مین یہ رمز کہتا ہے کہ وصولات
ثابتہ اولیاء کے بحسب استعدادات مریدین مجاہدین فی سبیل اللہ کے متفاوت
ہین گروہ مریدین کے واسطے مارنے نفس امّارہ بالسُّوْءِ کے مختلف پس ارادہ
کرتے ہین ہم کہ وجودات ارادتیہ اور افعالیہ اور سواے اسکے جو صفات ہین اوسی
طور پر ہوتے ہین جو علوم صفوۃ مین بالتفصیل مقرر ہین۔ وجہ اسکا یہی ہے کہ تجلیات
الٰہیہ بحسب صفات قدسیہ غیر متناہی مین۔ پس وہ بوجود اپنے ہر حالتہ مین ظاہر
ہوتے ہین ادراک کسی مدرک کا اوس کے شیون کو نہین پا سکتا ہے جیسا کہ تجلیات
فعلی مثلاً آثار اوس کے شخص بلکہ حال واحدین بانواع ہوتے ہین پس شیون کو کوئی
عقلمند نہین پا سکتا ہے بلکہ عمق دریاے حیرت مین ایسا پڑ جاتا ہے کہ بغیر رسن توفیق
حق تعالے کے اوس سے باہر نہین نکل سکتا ہے۔ گویا یہ شیونات طلسمات محققہ
ہین اور نفس الامر مین ثابت ہین اسکو وہی شخص جانتا ہے کہ کوئی شے اوسپر وارد
ہو۔ اور جو اوسکو نہین چکھا ہے نہین جانتا ہے۔ مثلاً قدرۃ متحققہ ہر فرد مین موجودات
حیوانیہ کے اور جو چیز کہ اوس مین ہے بتفاوت ہے کوئی اوسکو ضبط نہین کر سکتا ہے

اور منجملہ اوسکے تہوڑی یک جو ملائکہ کو دی گئے ہین اوسپر غور کرین کہ وہ یہ ہے
کہ ملایکہ یک طرفۃ العین مین عرش سے زمین پر آتے ہین ایسا ہی ارواح مجردہ
بلا تعلق بردہ نفسانیہ اور حواشی بدنیہ کے زمین سے آسمان پر بلکہ عرش پر
جاتے ہین - اور اسی معنی سے اشارہ ہے قول مین شیخ رضے اللہ عنہ کے جَمِیعُ
الْاَقْطَارِ الْاَرْضِ فِی الْحَالِ خَطْوَتِیْ اور قول نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ اور سوائے اِسکے ابیات دوسرے قصائد کے بہی ہین کہ
جس مین صفات تصرفات قدرۃ حضرت کا بیان ہے - پس اس سے یہ بات ظاہر
ہے کہ قول وَلَا نِلْتُمُ الخ کا یہ معنے ہے کہ وصول نوعی اور شخصی تمہارا موافق تجلیات
واردہ کے حسب استعداد تمہارے ہے اور وصول اور اتصال میرا موافق
تجلیات واردہ میرے بحیثیت رتبہ مرادیہ اور استعداد میرے ہے اور وہ استعداد
خاص کیا ہے مجکو اللہ تعالےٰ نے اور شرف دیا ہے اللہ تعالے اپنے نزدیک کا تمکو
مرتبہ مریدین - اور مجکو اوس سے رتبہ مرادیہ مین نیچے ظل جد میرے محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور وہ خارج ہے بیان سے اور کہا جاتا ہے
لَا یُحِیْطُ بِشَیْئٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا مَنْ شَرَّفَہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ یعنے خدا تعالےٰ کے علم کو
کوئی محیط نہین ہوسکتا ہے مگر وہ شخص کہ خداتعالےٰ اوسکو اپنے علم سے شرف
دیا ہے - پس مین فوق اتصال تمہارے ہون جو حاصل ہوا ہے مجکو حیثیت
مرادیہ سے - اور زیادہ تر ہون مین اتصال موہوب لی مین تم سے حیثیت مرادیہ
سے - گویا مین فوق تمہارے ہون تمام مراتب مشترکہ اور خاصہ مرادیہ مین
پس اگر تم اتصال مین ہمیشہ ہوگے میرے علو اتصال کو نہ پہونچوگے بلکہ دلمین
خطرہ بہی نہ لاوین گے کہ میرے مرتبہ کو پہونچین مگر یہ کہ ظل مین میرے قدم کے
اور قدم میرا تم تمام کے گردنون پر ہے - پس تراس جملہ مین چند اشارات ہین

پہلا یہ کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ اون اقطاب کو منع فرماے خطرۂ مساوات سے اپنے کیونکہ وہ امر غیر ممکن ہے اور سعی غیر ممکن مین قریب مالا یعنی کے ہوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اعظار شرف اون اقطاب کو مفضول علیہ ہونے ہین شیخ کے ہے جیسا کہ کوئی امیر اپنی جماعت لشکر کو کہتا ہے کہ میرا منصب تمہارے پر بلند ہے مین جس منصب کو پہونچا ہون تم نہ پہونچوگے۔ اور یہ بات دلیل ہے عادت پر۔ اور دلالت کرتی ہے اسپر کہ بین المنزلین واسطہ نہین ہے۔ یعنی اگرچہ تمہارے سے درجہ وصول باقی نہین رہا ہے مگر درجہ وصول میرا کیونکہ وہ بزرگ ہے تمہارے سے فَالْفَخْرُ کُلُّ الْفَخْرِ یعنے اس جماعت مفضول علیہ الشیخ کو فخر ہے تمامی فخر سے۔ تیسرا یہ کہ اس کلام شیخ مین اقطاب کو ترغیب و تحریص ترقی مہما امکن کے ہے۔ گویا اس مین تحریک کروانا ہمۃ اقطاب کا اور عدم قناعت ماحصل پر ہے کیونکہ باوجود عدم نائرۂ شوق استحصال مرتبہ مافوق پر قناعت کرنا اکثر باعث محرومی کا ہوتا ہے۔ اور سستی نفس اس مقدمہ کی ہمسری کرتی ہے اس لئے کہ شیخ رضے اللہ عنہ بعد بیان کا سات وصول فرمایا شُغِلْتُ لِحُرْمَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالٰی؛ تاکہ باوجود وصول الی الوصول کے شوق مافوق کا کرین بموجب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ اور یہ بات ظاہر ہے قول حق تعالے سے بھی چنانچہ فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنے وہ لوگ کہ مجاہدہ کئے ہماری راہ مین ہم اونکو ہماری راہ بتلاتے ہین اور یہ صیغہ جمع کلمہ سُبُلَنَا کا باوجود تاکید کے اشارہ کرتا ہے طرف عدم تناہی راہان خدا تعالے کے کیونکہ کمالا خدا تعالے کو انتہا نہین ہے۔ پس بندہ جبتک زندہ ہے ضرور ہے اوسکو ہر روز مجاہدہ سے عروج اور ترقی مجاہدہ کی طرف مصروف ہووے تاکہ عروج

اوسکو قبر مین اور جنت مین بہی ثابت ہووے ۔ پس عروج بندہ کا اس دار دنیا
مین مجاہدہ سے ہے ۔ اور دار آخرت مین مشاہدہ سے جب بندہ مشاہدہ کمال
حق تعالےٰ کرتا ہے علم اور حال اوسکا روشن ہوکر ترقی طرف بلندی اوس
چیز کے ہوتی ہے جو مشاہدہ اوسکو حاصل ہے ۔ اور یہ مشاہدہ دار آخرت
مین غیر منقطع ہے پس ترقی بہی غیر منقطع ہوتی ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے
کلام مین شیخ رضے اللہ عنہ کے جو مَا زَالَ عَالِ ہے ۔ تحقیق اسکی گزر چکی ہے
کہ سالک کو ترقی ہمیشہ واقع ہوتی ہے ۔ اور چونکہ یہ کلام بیان ترقی مین
مختصر ا ہوتا ہے ۔ اِس لئے محرر دقایق اور حقایق اس قصیدۂ خمریہ کو جو وہ مہتدی
غوث محی الدین کا ابو الفرح محمد فاصل الدین ارشدہ اللہ الے الحقایق القادری
ہے واجب ہے کہ تفصیل کرے تفاوت معنی اتصال کے اور شرط اور
تحقیق کو معنے اوسکے جو معینہ اور مفہومہ ہے قول سے حضرت حق تعالےٰ کے
یعنے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضے اللہ تعالےٰ
عنہ غار مین مختفی ہوے اور ابو جہل لعین دروازہ غار پر پہونچا صدیق کے
دل مین خوف وخطرا وسکا آکر حضرت سے عرض کیا کہ مخالف آ گئے حضرت نے
جواب مین فرمایا لَاتَخَفْ اِنَّ اللہَ مَعَنَا یعنے مت ڈر اللہ تعالےٰ ہمارے
ساتہ ہے ۔ اس بیان مین دو مشاہدہ ہین ان دونون مین وہ چیز بیان کرتا ہون
جو شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا ہے تحقیق نہایت لایق ہے
تاکہ اوس کے بیان سے تو فائدہ پاوے اور اوسکے ترجمہ سے تجکو سیری
ہووے المشاهدة الاولیٰ مشاہدہ پہلا بیان مین تفاوت معنے اتصال اور
شرط اوس کی ۔ لاکن شرط اتصال کی وہ مشہور صوفیہ نور اللہ قلوبنا بانوارہم
واوصلنا باسرارہم کے نزدیک انفصال وہی ہے جو اشارہ ہے قول مین

بیان نوع ثانی

مشاہدہ اول
بیان مین معنی اتصال
اور شرط اوسکی

سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے کہ جب انہوں نے حضرت حق تعالےٰ سے پوچھا
کَیفَ الوُصُولُ اِلَیکَ یعنے کیونکر ہووے پہونچنا تیرے نزدیک ۔ الہام
کیا گیا اوسکو بِاَنَّ الطَّرِیقَ اِلَیَّ قَدَمَانِ اَلاَوَّلِ تَرکُ النَّفسِ وَالھَویٰ والثانی
اَلتَّجَلِّی بِالنَّفیِ مَعَ الفَنَاءِ وَالبَقَاءِ یعنے میری طرف دو قدم مین ہے ۔ اول یہ کہ
سالک خواہشات نفسانی کو چھوڑ دے ۔ دوسرا یہ کہ آراستہ ہووے فنا
و بقا سے چنانچہ یہ امر قول سے دَعْ نَفْسَکَ وَ تَعَالَ کے ظاہر ہے ۔ یعنی کلمہ
پہلا انفصال ہے اور کلمہ ثانی اتصال ۔ پس سالک کو ضرور ہے پہلے انفصال
حاصل کرے تا اتصال آسان ہوجاوے ۔ اور کیفیت قدم اول کی دو چیز ہے
یک سلوک جو اشارہ ہے قول حق تعالےٰ مین وَالَّذِینَ جَاھَدُوا فِینَا
لَنَھدِیَنَّھُم سُبُلَنَا اور یہ اغلب اعم ہے ۔ دوسرا جذبہ قاطعہ وجود عاریتی کا
قطعاً آنا جیسا کہ تہا پہلے قطعًا تدریجیًا ۔ پس جذبہ مثل صاعقہ ہے جلا دیتا ہی
وجود غیری کو اور ہوجاتا ہے مثل آتش نورانی کے یہانتک وجود کوئی شئے کو
باقی نہین رکہتا ہے بموجب اِنِّی آنَستُ نَارًا کے پس وجود حقیقی سے پکارا جاتا
ہے اِنِّی اَنَا اللہُ پس تمام وہ چیز جو اوسکے ہاتہ مین ہے گرائی جاتی ہے اور
نفقت متغیر ہوتی ہے ہلاکت کے ساتہ پہر وجود افنا لہ کا کوئی وجہ سے پیدا
ہوتا ہے اور یہ وہ چیز ہے جو اشارہ کیا گیا قول حق تعالےٰ مین نَارُ اللہِ المُوقَدَۃُ
الَّتِی تَطَّلِعُ عَلَی الاَفئِدَۃِ ط اور اس مین جو تفصیل ہے قول مین شیخ رضے اللہ
عنہ کے جو وَلَوِ القَبَسُ سِرِّی فَوقَ نَارٍ ہی کی جاوے گی اور شیخ بزرگ نے
بعضے کلام مین اپنے فرمایا ہے اَنَا نَارُ اللہِ المُوقَدَۃُ یعنے مین آتش خدا تعالےٰ روشن
ہون اور یہ جذبہ ناریہ قاطعہ احاد افراد کے لئے ہوتا ہے اور حالۃ سلوک تدریجیہ
مثل زراعت ہے کہ پہلے کاورانی سے زمین کہودتے ہین اور بعد اس کے مولکہ

بیان مثال سلوک بجمیع اجزاء اسکا عمل درارت و جاہت۔

خشک و تر واسطے ترقی مولکہاے تخم مقصود کے اوکہاڑے جاتے ہین پہتر
اس کے پانی چشمہ ہاے بارش اور نہرون سے حسب ضرورت دیتے ہین
پس وہ نبات وقت مقرری تک سبز ہو جاتے ہین اور خوشہ نکل آتے ہین
پہر خوشہ سو دانہ پستر اوسکو کاٹتے ہین اور دانہ نکالتے ہین اور ستّو یا آٹا
بناتے ہین اور چہانکر آٹا اور بہوسہ جدا کرتے ہین پستر خمیر کرتے ہین اور تنور گرم
پر لگاکر آتش دیتے ہین جب روٹی پکتی ہے تو کہاتے ہین اور لذت اوٹہاتے
ہین اور بہوک کو دفع کرتے ہین پستر پانی پیتے ہین تا معدہ اوسکو ہضم کرے
پہر معدہ مین کیئے اولٹ پلٹ ہے کہ اوسکو سواے خدائتعالیٰ کے کوئی
نہین جانتا ہے۔ اہل تجربہ کہتے ہین کہ جب وہ غلہ چابا جاتا ہے اوسکو قوت
ماسکہ لیتا ہے اور قوت دافعہ اوسکو نیچے پہونچاتا ہے پہر وہ خلاصہ بعد
خون ہونے کے تقسیم کیا جاتا ہے اور خون گوشت ہوکر بدن کو قوی کرتا ہے
اور نطفہ بقاے نوع انسانی کا بنتا ہے۔ ایسا ہی سالک کو ضرور ہے
پہلے زمین دل کو گاؤ ہمت اور ذکر سے کہودے اور بعدہ اوس سے مولکہ
وساوس نفسانی اور شیطانی کے یابسہ دنیوی اور رطبہ اخروی نکالے اور
تخم معرفت بوکر ابر افضال اور اشک چشم سے پانی دیوے اوس قدر کہ جو
شریعت روشن نے فرمائی ہے تاکہ دانہ دل کامل ہوکر استقامت پر آوے
بعدہ اوسکو درانتی آفات و بلیات سے کاٹے تا اوس سے کدورات طبعیہ
اور اخلاط ردیہ اور عجب و غرور کاٹے جائین۔ پس جب وہ صاف ہو جاوے
اوس کو دو پتہرون مین پیسے یہانتک کہ کل وجود اوسکا فنا و رضا مین مثل باریک
آٹے کے ہو جاوے اوس وقت خلوص کلی کی چلنی مین چہانے یہانتک کہ
کمالات علمی سے خارج اور عدم خالص بن جاوے اوس وقت اوسکو حیا کے

پانی مین ملاکر خمیر کرے بعدہ تنور تجلیات ذاتیہ غیر متناہیہ مین لگاوے تاروٹی پختہ
لایق کہانے پادشاہ بقا کے ہوجاوے۔ اس حال مین نفس اوسکا رزق حسنہ سے
باقی ہوجاتا ہے جیسا کہ حق تعالے اشارہ فرماتا ہے وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى
اس حال مین سالک لایق ہوتا ہے کہ خدائیتعالے طرف اوسکے نظر کرے یا وہ خدا
کو دیکھے اور وہ اس حال مین ایسا سیر ہوجاتا ہے کہ پہر کبہی تشنہ نہین ہوتا بلکہ مثل
دریا گہرے اور شجر پر انوار صحرائی کے ہوجاتا ہے۔ اور جو شخص بہوکا ہو اوسکو
کہتا ہے اُنْظُرْ اِلٰى هٰذِهِ الشَّجَرِ الْخِضْرِ وَالْبَحْرِ الزُّخْرِ تَشْبَعُ وَتَسْقٰى یعنے
دیکہہ اس سبز جہاڑ کی طرف اور دریا گہرے طرف تا سیر اور سیراب ہوجائے
چنانچہ یہی اشارہ ہے قول حق تعالے مین وَجَعَلْنَا فِي الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا
یعنے ہمنے سبز جہاڑ مین آتش نور اور وصول قبول کی ڈالی ہے اور ایسے ہی
مقام پر ہے اقرار اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَنِيْ کا یعنے پہیرا مین اپنے
رخ کو اوس کی طرف جو پیدا کیا مجکو۔ اور یہ شجر وہی شجر ہے جو موسےٰ علیہ
السلام کے لئے آواز دیا یَا مُوْسٰى اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ یعنے اے موسےٰ مین تیرا
خدا ہون۔ مؤلف کہتا ہے کہ یہ بیان بہت تفصیل چاہتا ہے لاکن مین بانديشه
اس کے کہ فہوم گندہ عقلون کے اور عقول نا فہمون کے نسمجہین مختصر کیا ہون
کیونکہ وہ یہ یک راز ہے اسرار قدسیہ سے جس کو عقل سلیم ہو وہ اِسکی پیڑ اور
ڈالی کو جانتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ انفصال برابر ہے کہ ہووے مانع جذبہ کا
یا سلوک ضرور کا جو مقدم ہی اتصال پر۔ پس انفصال جو شرط اتصال ہے عبارت ہے
ہجرت اور ترک کونین سے اِس طریق پر کہ اپنی نظر کو اون دونون سے جدا
کرے۔ اور ٹہیر جاوے اوس چیز سے کہ جسپر وہ ہجرت اور ترک ہے اور
اندیشہ پاک ہووے ان دونون سے خدائے تعالے کی طرف بالکلیہ۔

بیان انفصال

اور جب یہ امور انفصال مین حاصل ہو حیثیت سے اسی جہت کے وصال اور
اتصال کو واجب کرتے ہین ۔ لاکن جس کی نظر باریک اور بصارت تیز ہو
ضرور ہے قطع نظر انفصال مذکور کے اور انفصال کو ترقی کرے ۔ اور اوسکے
شہود حقیقی مین کوئی چیز انفصال اور متعلقات سے اوس کے نزول نہ کرے
پیشتر ضرور ہوتا ہے کہ اتصال سے جو اوسکو حاصل ہے انفصال کرے تاکہ
اوس کو اتصال مطلق حاصل ہووے ۔ اور یہ مرتبہ نہایت مرتبہ ہے اسکو سوائے
سابق مفرد کے کوئی نہین پاتا ہے ۔ اور اسمین بھی درجات ہین کہ اوسکو کوئی
شمار نہین کرسکتا ہے مگر وہ شخص کہ جس کو روزی کیا ہے رزاق نے اطعمۂ رقیقہ
اور اشربہ صافیہ اپنے ۔ اور ایسے اتصال مین کئی درجہ داخل ہوتے ہین اور
اسی کی طرف اشارہ ہے قول حق تعالے مین ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ
قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی پس متصل ہوے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل شانہ
سے پیشتر اور متصل ہوے اسقدر کہ درمیان آن سرور و حضرت حق انفصال دو کمان
کا تہا یا اوس سے کمتر ۔ منازل السائرین مین لکہا ہے کہ عقول ناامید ہوتے
ہین اور بحث منقطع ہوتا ہے قول سے اَوْ اَدْنٰی کے یعنے بیان اوسکا گویائی کے
خارج ہے اور احاطہ عقل سے باہر ۔ بڑی بڑی عقل والے اسمین حیران ہین ۔
سُبْحَانَہٗ اَعْظَمَ شَانَہٗ گویا اتصال اوسکا انفصال اور انفصال اوسکا اتصال ہے ۔
جاننا چاہیے کہ اتصال کے بہی تین درجہ ہین (۱) اتصال اعتصام وہ تصحیح قصد
اور تصفیہ ارادت ہے ۔ (۲) اتصال شہود ہے اور وہ خلاص ہونا علت اور
سختی استدلال سے اور ساقط کرنا پریشانی اسرار کا ہے ۔ (۳) اتصال وجود
ہے اور یہ منتہی ہے کہ جس کی صفت نہ پائی جاے اور نہ مقدار اور نہ اسم مگر وہ
چیز جو خداے تعالے چاہا اور یہ اتصال ایسا ہے مَا یَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ

بیان مدارج اتصال

رَبُّ الْعَالَمِیْنَ یعنے نہین چاہتے وہ مگر جو چاہتا ہے خداے تعالےٰ پروردگار عالم کا۔ جب تو نے یہ تفاوت معنی انفصال بمقابلہ تفاوت معنی اتصال کے جان لیا اب ہمکو ضرور نہین مکرر اوسکو بیان کرین کیونکہ پہلے اس سے ہمنے معنے اتصال علی اختلاف الاقوال تکملین سے بیان کرچکے ہین اور وہ چیز جو ہمنے بہ تفصیل بیان کئے ہین اوس سے تجھکو سر قول وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِ کا ظاہر ہوگا۔ کیونکہ اتصال شیخ کا ظل مرتبہ اَوْ اَدْنیٰ ہے اور وہ مقام نبی اُمی حجازی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور اسی وجہ سے شیخ رضے اللہ عنہ نے فرمایا ہے وَاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ قریب ہے بیان اِسکا معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ذِی الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ وَمَعْدَنِ الْفَیْضِ وَالْکَمَالِ مَعَ کُلِّ مِّنَ الْاَصْحَابِ وَالْاٰلِ وَالنَّائِبِ الْمُتَصَرِّفِ فِی الْاَکْوَانِ عَلَی الْکَمَالِ۔

(المشاھدۃ الثانیۃ) یعنے مشاہدہ دوسرا تحقیق معنے قرب اور اتصال اور معیت اور مشابہ اس کے واقع ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ مین اکثر وقت ظاہرا خیال کیا جاتا ہے کہ سب ہم ردیف ہین گو معانی مغائر یک دوسرے کے ہو مگر متقارب ہے۔ لاکن وصال اور وصلت اور اتصال اور وصول اگرچہ بیان معنے اسکا بھی گزرچکا ہے لاکن فے الجملہ اوس سے دوسرے مرتبہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔

رسالہ (لوائح) مین لکھتا ہے وصال از خود بریدن ست و بخدا پیوستن۔ ہر کہ گوید رسیدم نرسید و ہر کہ گوید نرسانیدند رسید یعنے وصول بذات حضرت نہ از طرف بندہ است بلکہ از عنایتِ بے علت و تصرفاتِ جذباتِ الوہیت است کہ خود را گوے چوگانِ محبوب سازد۔ و نردِ کثرت بر تختہ رضاے وحدت او بازد قطعہ نامیل نباشد بوصال از طرفِ دوست ؎ سودے بکند حرص و تمنا کہ تو داری ؎ سعدی تو نیازمی وکوتہ بکنی دست ؎ تا سر نرود در سر

سودا کہ تو داری؛ نقدِ وجود را در بازارِ فنا باید خرچ نمود۔ تا شود کہ ندائے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ درگوش تو در آید وارباح بے نہایت از ہر ذرہ راس مال تو کشاید۔ اے برادر فراق از خود وصال با اوست۔ و وصال با خود فراق ازو۔ گاہے بود کہ عاشق را فراق مناسب بود زیرا کہ فراق از وصال باشد و وصال از فراق و این سرخفی ست بے از سوختہ جگران نائرۂ عشق رازاین نتوان یافت شنیدۂ ؎ ما بکدام آرزو وصالت بکنیم؛ شکر فراقت ہنوز می نتوان ساختن۔ ابوالقاسم قشیری نے کہا ہے ھٰذَا السِّرُّ لِلْعَوَامِ عُقُوْبَۃٌ وَّلِلْخَوَاصِ رَحْمَۃٌ یعنے یہ راز عوام کے لئے باعث عذاب اور خواص کے لئے رحمت ہے اور خواجہ ابوالمنصور مغربی روایت کرتا ہے۔ جوانے را دید در جمع نشستہ بود ناگاہ نظر او بر خیمۂ او فتاد و بے ہوش شد یکے از اصحاب جمع پرسید کہ این را چہ شد گفتند درین خیمہ بنت عم این ست و این بروے عاشق ست غبار دامن آن دختر دید اینچنین حال شد۔ خواجہ ابوالمنصور بر در خیمہ رفت و گفت دریاب این مسکین را و کرم کن یک نظرے بنما ورا۔ دختر گفت اے سلیم القلب اِنَّہٗ لَا یُطِیْقُ شُھُوْدَ غُبَارِ ذَیْلِیْ فَکَیْفَ یُطِیْقُ شُھُوْدَ ذَاتِیْ ھیہات پر تو نور تجلی حضرت عزت را کہ تاب تواند آورد۔ شنیدۂ کہ انوار اشعات تجلی بر موسیٰ چہ کرد و کوہ را از مکان کجا انداخت سبحانہ تعالےٰ شانہ حوصلہ آن سالار قافلۂ عشاق ملک محبوب بساط لایطاق خازن گنجینہ اسرار دیدہ بازآئینہ انوار سرورِ خوبان وسادہ نشین بقا احمد مصطفےٰ علیہ الصلوات العلیٰ چہ قدر قدرت دریافتہ ؎ موسےٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات ؛ تو عین ذات مے نگری در تبسمی ؛۔ شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ اپنے رسالہ مین لکھا ہے راہ بحضرت دو است یکے از بندہ بحق دوم از حق بہ بندہ۔ آنرا کہ از بندہ بحق ست ہمہ ضلالت است

بر ضلالت ۔ وراہے کہ از حق بہ بندہ است ہمہ ہدایت ست بر ہدایت ۔
رسالہ زبدۃ الحقایق مین لکہتا ہے مَنْ نَظَرَ اِلَیْہِ اَنَّہٗ یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ مُکِرَ بِہٖ یعنے جو شخص کہ نظر رکہے اسپر کہ وہ پہونچتا ہے خداکو بغیر مدد خداکے پس وہ مکر مین پڑتا ہے ۔ اَور رسالہ مین ترجمہ عوارف کے لکہتا ہے کہ واصل کسے ست کہ حق تعالے او را بخود وصل دہد و برگزیند و مرد را قطع رہ نباشد و متصل کسے ست کہ او بکوشش اتصال گیرد ہر بار کہ نزدیک شود منقطع گردد ۔
علی ہذا لقیاس قول شیخ رضے اللہ عنہ وارضاہ عنا ہے وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِ گویا این رمز بود بآنکہ ہرگاہ اقطاب باتصال من نمے توانند رسید بارتبہ وصال من چہ قسم توانند رسید پس اتصال رتبہ مریدست و وصال درجہ مراد سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ بیان منصب مراد نہ بود وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِ۔ اشارہ مرتبہ مریدیہ ہے۔ وا قطاب ہرگاہ بثانی نرسند باول کجا رسند۔ اَور رسالہ مرصاد مین لکہا ہے ۔ موسے از راہ خود رفت وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا لاجرم فرمان شد اے موسے چون از راہ خود آمدۂ لَنْ تَرَانِیْ کہ این دولت بہ کسے ندہند کہ از خود در آید بلکہ بہ کسے دہند کہ از خود برآید قول پیر ہروی است یافت تو از روے ماست اما دریافت تو بہ بازوے ماست ۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را از راہ حق بردند کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ از قاب قوسین گزرانیدند و بمقام اَوْ اَدْنٰی رسانیدند ہرچہ لباس محمدی بود از سر وجودش درکشیدند کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ و خلعت رحمت پوشانیدند و آن صورت را بخلق فرستادند ۔ چون بیرفت محمد بود چون مے آمد رحمت بود کہ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لاجرم درکمال وصول رفع دوئی و اثنینیت و اثبات یگانگی و وحدت آن بشارت بپاشکستگان امت

وضعفاے ملت رسانیدند اگرچہ پاشکستہ از آشیان بشریت سدرۃ المنتہیٰ و جائے نشست
برآمدن نتوانند مگر ہمانجا سرارادت بر عتبہ رسول باز نہد و کمر مطاوعت برمیان
جان ببندد چہ آنجا دوگانگی برخاستہ است و یگانگی نشستہ است کہ مَنْ یُّطِعِ
الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ہرکہ اورا یافت مارا یافت اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ
اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ این مقام ست ہرکرا این عشقبازی درازل آموختند
تا ابد درجان شمع عشق افروختند ۞ مرآۃ العارفین مین لکہا ہے حَقِیْقَتُ الْوَصْلَۃِ
قَالَ اللّٰہُ تعالےٰ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ یعنے حقیقت وصلت مین حق تعالے فرمایا ہے کہ اللہ
تمہارے ساتہ ہے وَرَوٰی اَنَسُ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنے انس بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کیا ہے مَرَّ النَّبِیُّ عَلٰی رَجُلٍ یَقُوْلُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ اِحْتَجَبَ بِسَبْعِ
سَمٰوٰاتٍ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یک مرد پر گزرے اور وہ کہتا
تہا وہ پروردگار ایسا ہے کہ سات آسمان کو اپنا پردہ کیا ہے حضرت صلے
درجواب فرمایا اِنَّہٗ فَوْقَ کُلِّ شَیْئٍ وَتَحْتَ کُلِّ شَیْئٍ قَدْ مَلَأَ کُلَّ شَیْئٍ عَظَمَتُہٗ
یعنے وہ پروردگار اوپر سب چیز کے ہے اور نیچے سب چیز کے ہے اور عظمت
اوسکی تمام چیز کو بہرلی اور محیط ہے۔ اور اوسی کتاب مین لکہتا ہے بدان کہ
وصول بخداوند تعالے مبنی ست بر شناخت بے کیف و معیت او تحت
ادراکات ما نیاید پس علم بوصول او چہ صورت دارد و چگونہ روے نماید
آرے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارُ برہانیست ساطع کہ
مہر سکوت بر تیز زبانی خرد خردہ دان زدہ **نظم** اے برتر از آن ہمہ کہ گفتند ۞
آنان کہ بدید یا نہفتند ۞ آدم کہ خلیفہ معلیٰ ست ۞ سرگشتہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا است ۞
احمد کہ خلاصہ وجود ست ۞ لَا اُحْصِیْ گوے در سجود ست ۞ یا عجبا نہ با او اتصال

جائز و نہ از وانفصال ممکن علی از قدس استوار او غیر مدرک و مع از تنزہ وصول
او بے کم و فی از تعزز نزول او بے وضع عرش مفقود بود کہ استوایش موجود
بود و خلق معدوم بود کہ معیتش بدان معلوم بود و مکان از کونیت مفصول بود کہ
نزولش بدان موصول بود عرش را از استوایش وجہے و وجہ استوایش از عرش
ستور خلق را از معیتش وجودے و وجود معیتش از خلق دور و امکنہ را از نزولش
وضعے و از سر وصولش کون و مکان بے شعور آواز وجہ تصرف با ہمہ وَهُوَ
بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ و ہمہ از وجہ تملک با او سُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ
شَيْءٍ اما کس را از وجہ معیت او ہیچ وجہ خبر نہ و از وصول بے علت او ہیچ وصف
اثر نہ اگرچہ او از وجہ تصرف با ہمہ است اما ہمہ از وجہ توجہ با او نتوانند
ہیچ ذرہ از اعیان نیست کہ وجہ وجودی متعلق بمعیت نبود در ازل ازال تو
بے تعب معنے با او بودہ و اکنون از وجہ معیت او بصورت نمودہ وجہ وجودی
خویش بدو ملحق کن و معیت بدو متحقق تا بدانی کہ اَلْوُصُوْلُ بِاللّٰهِ مِنَ اللّٰهِ چہ باشد
اے عزیز در نظر عقل وصول ممکن بواجب ممتنع ست چہ ممکن را از جہت گزر نہ
و جہت را از واجب خبر نہ و ممکن را بے تمکن مکانی قیام نہ و تمکن و مکان را از وجوب
نام نہ و ممکن از حد امکان نتواند گزشت و امکان را بسرادقات وجوب نتواند گشت
اما در نظر عشق ممکن بلا جہت و لا مکان داشت وَاللّٰهُ اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ ۔ ایسا ہی ہے
مرآۃ العارفین مین ۔ اور تجھکو ظاہر ہوا اوس چیز سے جو ہمنے ذکر کیا اَنَّ الْاِتِّصَالَ
عَلٰى قِسْمَيْنِ اِتِّصَالٌ مَعِيَّةٌ وَاِتِّصَالٌ مَحْوِيَّةٌ ۔ ایسا ہی معیت دو قسم پر ہے
مَعِيَّةُ اِتِّصَالٍ وَمَعِيَّةُ مَحْوِيَّةٍ ۔ پس پہلا دونون قسم اتصال و معیت کا واسطے
اہل شہود کے ہے ۔ اور دوسرا اون دونون سے واسطے اہل وجود کے ۔ ایسا ہی
قرب دو قسم پر ہوتا ہے یک قرب شہود دوسرا قرب وجود پہلا اسمین اہل وجود

اتصال معیت دو قسم

کے لئے ہے جو فانی ہین وجود فانی شہود سے۔ پس معیتہ اور اتصال اور قرب جو اصطلاح صوفیہ اور اہل باطن مین ہین وہ برخلاف حسیات کے ہے۔ کیونکہ وہ اس باب مین محالات سے ہے اس لئے کہ وہ لازم کرتا ہے جہت اور حد اور انتہا کو اللہ تعالے کے لئے۔ اور وہ کہ واجب کرتا ہے حلول و مقارنت کو خدا کے ساتہ۔ بطلان اوسکا عقائد اسلامیہ مین ثابت ہوا ہے پس مراد ان الفاظ سے نسبتین معنویہ اور حالات ثابتہ سالکین کے بغیر کیفیتہ کے ہین۔ پس اتصال بیان اوسکا گزرا۔ اور معیت پس وہ مثل معیت روح کے جسم کے ساتہ ہے۔ پس عالم خدا کے ساتہ اور وہ عالم کے ساتہ مثل معیت روح کے جسم کے ساتہ ہے۔ اور معیت جسم کی روح کے ساتہ اس حیثیت سے کہ وہ ثابت ہے بغیر حلول اور اتحاد کے تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ ۔ یعنے بلند ہے خداے تعالے اوس چیز سے جو کہتے ہین ظالم لوگ یعنے کافران۔ پس لازم ہے سالک کو کہ تصور کرے اپنے وجود کو مثل عرض قائم بجوہر کے کہ بقا اوس عرض کا جوہر کے ساتہ ہے۔ لاکن مقارنت اور مصاحبت کو اوس کی شمار کرے کہ وہ بلا کیفیت ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے احاطہ صفاتیہ اور ذاتیہ کو کہ وہ بلا کیفیت ہے اور جہت اوسکی۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ خداے تعالے دیکھے گا روز قیامت اس حاسہ اور بصریتہ سے لاکن بلا کیف۔ اور یہ امر کشفی ہے اسکے ... قادر نہین ہوسکتا ہے مگر وہ کہ پردہ آئینہ بصر سے اوسکے کہولا گیا ہو جیسا کہ خداے تعالے فرمایا ہے فَکَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ یعنے پس کہول دیئے ہم تیرے سے پردہ تیرا آج کے روز بصارت تیری تیز ہے پس ضرور ہے کہ جانے جیسا کہ معیت ہونا وجود اوسکا ظاہر منتہی کے لئے ہر

ایسا ہی تحقق ہے وجود اور شہود اوسکا مبتدی اور متوسط کے لئے ہر مرتبہ
مین جیسا کہ کوئی کامل نے فرمایا ہے ؎ گر نباشد نور یارم ہمنفس ٭ من چگونہ
ہوش دارم پیش و پس ٭ اور غرق کشف مین علی قدر کشف حجابات ہوتا ہے
پس اگر زیادہ حجابات مرتفع ہون طلوع شمس خطابات بھی زیادہ ہوتا ہے
اور اسیطرح اشارہ ہے حدیث صحیح مین کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ رَبَّكَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ
یعنے احسان اوس کو کہتے ہین کہ بندگی خدا کی اس طرح کرے گویا کہ وہ اوسکو
دیکھ رہا ہے پس اگرچہ تو اوسکو نہین دیکھتا ہے لاکن وہ تجکو دیکھتا ہے ۔
اور یہی اصل ہو مراقبہ مین کہ شہود کو زیادہ کرتا ہے زیادتی رویت سے اور یہی منشا
ہے ہر معیت کا اور مادے ہے ہر حضور کا ۔ ایسا ہی ہے حال قرب کا اور
اسی لئے حق تعالے فرمایا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ یعنے
ہم نزدیک تر ہین اوس کی طرف رگ جان سے ۔ پس بُعد خدا کی طرف سے
ہرگز نہین ہے اگر ہے بقدر حجاب بندون کے ہے ۔ پس ہرگاہ وہ پردے
آتش نور تجلی ذاتی اور صفاتی سے جل جائین قرب زیادہ ہو جاتا ہے ۔ پس
اتصال اور معیت اور قرب جانب سے علم اللہ اور ظہور اوسکی یک قسم پر
ہوتا ہے لاکن طرف سے بندہ کے اوسکے درجہ لا تعد و لا تحصے ہین آور ہین اگر
خدائے تعالے چاہے تفصیل اوس کی ضمن قول اَنَا فِيْ حَضْرَتِ التَّقْرِيْبِ فِيْ خَلْدِيْ
يُصَرِّفُنِيْ وَحَسْبِيْ ذُوالْجَلَالِ ٭ ذکر کرونگا کہ قرب دو قسم پر ہوتا ہے ۔ یک
قرب فرائض دوسرا قرب نوافل ۔ ہریک اس سے لایق ہے بیان اوسکا بھی
ضمن مین اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِيْ مَا يُضَاحُ مَعَانِي الْقَصِيْدَةِ الْخَمْرِيَّةِ مِنْ حَيْثُ
اِفَادَةِ الشَّيْخِ الْاَجَلِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا

بیان اقسام قرب

إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ط میں نے اول کلام میں کہا ہون کہ یہ
تین لفظین قریب المعانی ہین پس ہرگاہ ذکر کیا ہون مین اجمال کو تفسیر اوسکی تو
کرلے گا وگرنہین انتظار کر میرے وعدہ کا ضمن قول آنا فی حضرت التقریب
وَحْدِی کے ۔ پس تحقیق کہ مین بفضلہ تعالے عزوجل تفصیل کرتا ہون مین تحقیق
مقصود کو پس تجھے ضرور ہے استفاضہ علوم قدسیہ کا جو دل پر اس بندہ کے قطرات
اسرار شیخ بزرگ سے پہنچے ہین (مناجات) اِلٰهِي قَدْ اِذْ تَوَىٰ مِنْ شُرْبَاتِ
فُيُوضَاتِكَ عِطَاشُ الْقُلُوبِ وَاسْتَسْقَى مِنْ خَمَرَاتِ اِرْشَادِكَ ظَمْآنُ الصُّدُورِ
حَتّٰى كَانَ الْمَوْتَى الْحَيَاةِ بِحَيٰوةٍ طَيِّبَةٍ لَا فَنَاءَ بَعْدَهُ فَيُرْزَقُونَ رِزْقًا حَسَنًا مِنْ اَرْزَاقِ
قُدْسِكَ وَالْمُغْشِيُّ عَلَيْهِ اُفِيقَتْ بِرُوحٍ مِنْ اَمْرِ قُدْسِيٍّ لَا حَيٰوةَ فَوْقَهُ
فَيَشْرَبُونَ شَرَابًا هَنِيًّا مِنْ كَاسَاتِ السَّبِيلِ بقرہ ١٣ اَسْقِنِي مِنْ كَوْسِ هٰذَا سُبُكُ
قَطْرَةٍ يُغْنِي بِهَا عَنْ غَيْرِكَ وَاَدْرِنِي مِنْ بِحَارِ عِنَايَاتِكَ خَمْرَةً تُوصِلُنِي
بِهَا بِكُلِّ خَيْرِكَ هٰذَا الْعَطْشَانُ قَدِ احْتَرَقَ صَدْرُهُ مِنْ نِيرَانِ النَّفْسِ
الْاَمَّارَةِ فَاجْعَلْ اَنْوَارَ الشَّرِيعَةِ الْمُطَهَّرَةِ عَلَيْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا وَذَالِكَ الزَّمَانُ
قَدِ اشْتَغَلَ اَحْشَائُهُ مِنْ نَائِرَةِ الْهَوٰى فَاجْعَلِ الطَّرِيقَةَ الْقَادِرِيَّةَ لَهُ
خَيْرَ وِرْدٍ وَّ اَمَّا يَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُولُكَ فَصَلِّ عَلَيْهِ صَلٰوةً بِعَدَدِ
اَنْوَارِ جَمَالِكَ وَاَطْوَارِ جَلَالِكَ فَبِفَضْلِهِ وَاَصْحَابِهِ عَلَيْهِمْ اَكْمَلُ التَّحِيَّاتِ
شَرِّفْنِي بِتَرْبِيَةِ النَّائِبِ الْحَقِّ لِنَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِعَدَدِ كَمَالَاتِهِ
وَهُوَ الْغَوْثُ الْغِيَاثُ لِمُنْقَطِعِ السَّبِيلِ الْجَمِيلِ وَمِنْهُ الْاِسْتِمْدَادُ فِي كُلِّ
اَمْرٍ يَا نِعْمَ الْوَكِيلِ عَزِّزْنِي بِاِرَادَتِهِ وَاَوْصِلْنِي اِلٰى شَرَفِ سَعَادَتِهِ
احْفَظْنِي عَنِ الْعَزْلِ وَالْخَزَلِ وَاحْرِسْنِي عَنِ الرَّدِّ وَالْخَجَلِ يَا مُجِيبَ دَعْوَةِ
الْمُضْطَرِّينَ وَيَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ لِلْمُذْنِبِينَ نظم اَهْدِنِي يَا غَوْثَ اَعْظَمْ

اَهْدِ لِیْ ؛ مِنْ شَرَابِكَ شَیْءٌ لِلّٰهِ اَسْقِنِیْ ؛ خَمْرَةً تَكْفِیْ لِاِحْرَاقِ الْحِجَابِ ؛ اَعِنِّیْ مِنْهَا لِرَبِّ ذِی الصَّوَابِ ؛ اِنَّنِیْ فِیْ غَمْرَةِ النَّفْسِ الْعَدُوْ ؛ اَحْيِنِیْ شَرْ وَ بِنُوْرِكَ فِی الْعُلُوْ ؛ هَبْ لِیَ الْاَسْرَارَ مِنْ سِرِّ الْبَقَا ؛ کَیْ یَصِیْرَ الرُّوْحُ نَاظِرًا بِاللِّقَا ؛ اَحْيِنِیْ ثُمَّ اَحْيِنِیْ ثُمَّ اَحْيِنِیْ ؛ اَنْتَ مُحْیِی الدِّیْنِ قَلْبِیْ اَحْيِنِیْ (فائده) مترجم کہتا ہے یہ شعر پانچوان واسطے جمعیت خاطر کے بے نظیر ہے جو شخص ہر روز اگر سات بار پڑھا کرے بتصدق غوث اعظم جمعیت خاطر نصیب ہوتی ہے اس لئے بعد اس کے شعر (۶) مین حضرت رضہ نے اقطاب کو اپنے اور اونکے رتبہ سے آگاہ کرتا ہے۔

شعر ششم

مَقَامُكُمُ الْعُلٰى جَمْعًا وَّلٰكِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَكُمْ مَازَالَ عَالِ

ترجمہ: مقام تمہارا عالی ہے بالکل لیکن میرا مقام تم سب سے بلند ہے ہمیشہ

اِس شعر کے اعراب مین سابق مین ذکر کرچکا ہون کہ فتح میم کا اِس مین اقرب للصواب ہے۔ اور ضمہ اِسکا اگرچہ ازروے لغت جائز ہے لاکن ازروے اصطلاح جائز نہین۔ اور فرق درمیان فتح وضم کے سواے اوس چیز کے جو ہمنے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ مقام بالفتح موضع قیام ہے اور قیام اعم ہے خواہ سلوک سالک کا ہو یا جذبہ کا جو پیدا ہوتا ہے محض افضال فیاض سے اِس وجہ سے کہ بساوقت سالک آگاہ نہین ہوتا ہے کہ وہ اختیار سالک سے ہے یا بغیر اختیار اوسکے کیونکہ وہ قیام کبھی مرغوب سالک کا ہوتا ہے۔ اور کبھی غیر مرغوب بلکہ وہ سالک ترقی درجۂ فوق کو چاہتا ہے۔ بصورت ثانی معنے مقام کا موضع اقامتہ ہوتا ہے اور سالک نے آگاہ ہوتا ہے کہ یہ امر اختیار مین اپنے نہین ہے پس اوسمین اقامتہ کرتا ہے محض جذبہ سے بحیثیت اخبار محض کے۔ اور یہ بھی فرق لغوی ہے بوجاتا ہے معنے صیغہ سے اگرنہین اصطلاح مین کوئی

چیز کو اس سے اعتبار نہین ہے چنانچہ دیکھنے سے معنے اوس کے جو سابق ذکر کیا گیا
ہے از روے اصطلاح کے ظاہر ہوگا اَلْعُلیٰ بضم عین اور فتح لام آخر بالف جمع
علیا کا یا تانیث اعلی کا ہے۔ ایسا ہی تفسیر مدارک مین بیان قولہ تعالے تَنْزِیْلًا
مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلیٰ مین لکھا ہے۔ اور بعض نسخون مین
مَقَامُکُمُ الْعَلِیُّ فتح عین اور کسرہ لام آخر اور تشدید یا سے مرقوم ہے۔
اور قول جَمْعًا احتمال رکھتا ہے کہ مصدر ہو معنے سے مجتمع کے اور اگر جُمَعًا
ضم جیم اور فتح میم سے ہو جمع جمعا مونث اجمع کا ہے۔ پس عَالِیْ یا مشتق علو
سے ہے جیسا کہ اقتضا کرتا ہے قول عُلُوِّیْ کا ماسبق مین اوس جمعا کے۔
یا مشتق ہے عُلَاء سے وہ متصل زیادہ ہے (النحو) یعنے بیان تحقیقات نحوی
اس شعر مین یہ ہے کہ مَقَامُکُمْ مبتدا وَالْعُلیٰ خبر اوس کی ہے۔ اور جائز ہے
یہ کہ کہا جاے عُلیٰ صفت ہے مَقَامُکُمْ کی اور خبر اوسکی محذوف ہے یعنے ثَابِتٌ عِنْدَ اللّٰہِ
عَزَّ وَجَلَّ ایسا ہے وَلٰکِنْ مَقَامِیْ عِنْدَ اللّٰہِ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالٍ یا محذوف
مذکور ہے۔ اگر کوئی سوال کرے جب عُلیٰ جمع علیا کا تانیث اعلی کا ہو
کیونکر صحیح ہوگا حمل علی کا مقام مفرد مین کیونکہ مطابقت مبتدا اور خبر کے اور موصوف
وصفت کے لازمی ہے۔ جواب کہونگا مین کہ اس کی دو وجہ ہین ایک یہ ہے
کہ جو مفرد مضاف ہوتا ہے جمع معرف کی طرف خصوصا ضمیر کی طرف تو استغراق
کے لئے ہوتا ہے پس اوس وقت فائدہ جمعیت کا دیتا ہے۔ پس اس حال
مین معنے شعر کا یہ ہے کہ مقامات تمہارے اے اقطاب۔ اور اس صورت
مین جملہ صحیح ہوتا ہے چنانچہ اس امر پر تائید دیتا ہے قول جَمْعًا کا واسطے
فائدہ جمعیت مقامات کے۔ دوسرا وجہ یہ ہے کہ جو مفرد مضاف الی جمع الجمعیۃ
ہو حاصل اوس سے مضاف الیہ ہوتا ہے جیسا کہ قول حق تعالے وَمَا مِنْ

بیان نحوی شعر یعنی مقامکم الخ

دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ سے ظاہر ہے یہ وجہ قابل اندیشہ ہے کیونکہ یہ وجہ سے اگر ارادہ جمع مفرد کا ہو معنے آیۃ سے نہین مستقیم ہوتا ہے مگر تناسب یا اکتساب کے لئے ۔ پس غور کرین کہ یہ جواب خالی تکلف سے ہے ۔ پس مقام بمعنے منزلۃ ثابتہ سالک ہے نزدیک خدائے تعالے کے ۔ اور جائز ہے لے آنا صفت مؤنث کا بھی اوس مین باعتبار معنے کے ۔ اور ایسا معنے کلام عرب مین نادر نہین ہے ۔ جواہر التفسیر مین لکھتا ہے کہ لغۃ عرب مین ذکر کرنا لغت مؤنث اور تانیث لغت کا مذکر مین باعتبار ملاحظہ معنے کے آتا ہے اور ظاہر لفظ واسطے نکالنے لغت کے یک مرتبہ باعتبار ظاہر لفظ اور یک مرتبہ باعتبار باطن معنے کے ہوتا ہے ۔ اور ایسا ہی وارد ہے قرآن مجید مین چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے بَلْدَةً مَّيْتًا باعتبار تاویل مکان کے وَالسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ باعتبار تاویل سقف کے آیا ہے ۔ اور کبھی تانیث ضمیر جو راجع ہے مذکر کی طرف باعتبار تاویل معنی مؤنث کے آتی ہے جیسا کہ کہتے ہین اوس لفظ مین جو قول ابن حاجب مین ہے اَمَّا دَلَّ عَلٰی اَنْ يُّذَكَّرَ الضَّمِيْرُ اَعْنِي الضَّمِيْرَ الرَّاجِعَ اِلَيْهِ الْمُسْتَتِرَ فِي دَلَّ بِاِعْتِبَارِ اللَّفْظِ دُوْنَ الْمَعْنٰى فَاِنَّهٗ صَرِيْحٌ فِي اَنَّهٗ لَوْ اَنَّ الضَّمِيْرُ مُؤَنَّثًا لَجَازَ بِاِعْتِبَارِ الْمَعْنٰى یعنے لفظ دل باعتبار اس کے کہ ذکر کئے جاوے ضمیر راجع مستتر کی طرف لفظ دل مین باعتبار معنے کے پس وہ صریح ہوتی ہے پس اگر لایا جاوے ضمیر مؤنث وہ مونث بھی ہر آئینہ جائز ہے باعتبار معنے کے ۔ حاصل کلام یہ کہ یہ قاعدہ اون نحوئین سے مبذول ہے اور اوس کے ثبوت مین خفا نہین ہے ۔ اور جائز ہے کہ ہووے عُلٰی مصدر معنے سے رفعت و شرف کے سا اور اگر بفتح ہو بمعنے مدد ہوتا ہے ۔ اور ایسا ہی حاشیہ جداوستاذ

شرح خطبہ خیالی مین مرقوم ہے اور وہ بنظر اس کے بلا تکلف معنے درست ہوتا ہے - اور کلمہ جمعًا اگر مصدر ہووے تمیز ہوتا ہے یا حال اور اوس کو بمعنے مفعول استعمال کرتے ہین یعنے مُجْتَمِعِیْن اور اس مین مذکر اور مؤنث اور مفرد اور جمع برابر ہوتے ہین اگرچہ حال ہووے۔ مضاف الیہ اور مبتداء سے - اور اگر جمع جمعاء قرار دین حال ہونا اوس کا مخفی نہین ہے - اور لفظ وَلٰکِنْ دفع ہے اوس وہم کا جو پیدا ہووے سامع کو حصر علو علی المقام مین اس طور کہ کسیکا مقام بلند اقطاب سے نہین ہے اس طریق پر کہ وہ علو نہین ہے مگر بقدر استعداد اُن اقطاب کے نہ کہ مطلقًا کیونکہ جو مقام کہ تمکو نیابتہً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیا گیا ہے وہ فوق ہے تمامی مقام تمامی اولیاء قدس اللہ اسرارہم سے - پستر جاننا چاہیے کہ قول مین فَوْقَکُمْ کے حذف مضاف ہے یعنے فَوْقَ مَقَامِکُمْ اور یہ حذف واسطے ظہور امر کے مع اقتضا استقامۃ وزن مَا زَالَ کے ہے یعنے ہمیشہ بعد فیض کے فیض بین الاوقات ثابتہ کے میرے لئے ہے - اور عموم اس دوام کا اکثر آگاہ کرتا ہے جواز ترقی کو بعد مفارقت روح کے بدن سے بہی اور قول عَالٍ بمعنے اس کے ہے کہ میرا مقام تمہارے مقام سے بلند ہے۔ اگرچہ مقام اصحاب رضے اللہ عنہم کا میرے مقام سے بلند تر ہے - اور اسی لئے لفظ عَالٍ حضرت نے اختیار فرمایا نہ لفظ عَلیٰ اَعْلیٰ کا چنانچہ یہ امر اوس شخص سے جو اُسلوب کلام سے واقف ہے مخفی نہین ہے رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا فِیْ شَرْحِ الْمَقَامِ بِحُرْمَۃِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ اَکْمَلُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ (اَلْبَلَاغَۃ) یعنے اس شعر مین بلاغۃ یہ ہے کہ حضرت رضنے اقطاب کو مقامات اونکے علیا ہونے سے خبر فرمایا محض واسطے تسلی اونکے کیونکہ قول سے وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ کے

بیان بلاغت شعر

اقطاب کو تردد پیدا ہوا تھا کہ ماتحت مقام شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے کوئی علو
نہین ہے جو کچھ علو ہے خاص انہین کے لئے ہے کہ اونکے نیچے تمام اسافل
ہین حضرت نے اس شعر سے اونکے تردد کو نکال دیا اور تسلی دیا کہ ماتحت میرے
مقام کے بہی علو ہے لاکن مقام میرا اوس علو سے تمہارے بلند ہے اگرچہ فوق
اوس کے بہی علو ہووے گویا یہ کلام تفریع ہے اقطاب کو بعد تفریع کے جیسا
کہ بعض نے مساوات سمجہا تھا مثل شیخ عبدالرحمن طفسونجی کے بلکہ وہ یقین کیا تہا
کہ مرتبہ اپنا اعلیٰ ہے مرتبہ سے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے۔ گویا یہ قول
مَقَامُکُمُ الْعُلیٰ آخر شعر تک بطریق تاکید وتقریر کے ہے۔ اور فائدہ اس مین
یا دفع تردد اقطاب کا ہے جو موجب نقصان مقام قرب ہے کیونکہ مساوات
اور تعلی بزرگون پر سوے ادبی اور اظہار رعونت ونخوت ہے۔ یا آگاہ کرتا ہے
واسطے بیداری کے خواب غفلت سے تا نظر ماحصل ترقی مقامات عالیہ سے
اکتفا نہ کرین یعنے حضرت رضؓ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ مقامات تمہارے عالی ہین
اور تمکو پستی کے گڑہے سے نکالتے ہین لاکن فوق اوس کے مقامات دوسری
بہی ہین بلند وہ خاص میرے لئے ثابت ہین اور مین ترقی کرتا ہون اوس سے
ہر روز کُلَّ یَوْمٍ ھُوَفِیْ شَاْنٍ ۵ یعنے ہر روز وہ یک حال سے دوسرے مین ہے
پس تمکو ضرور ہے کہ اوس مین داخل ہووین اور ترقی پاوین مقامات تحتانی
میرے مین کیونکہ جیسا مین ترقی مین ہون ویسا تم بہی ترقی پاوین۔ پس اس
حصر تعریف سے مسند کے مسندالیہ پر مستفاد ہے کہ تعریف قبیل سے اجزا
کلام کے بموجب کلام خصم کے ہو کیونکہ اقطاب کے اعتقاد مین یہ حصر تہا۔
اور جائز ہے کہ ہووے اس جا وہم عدم علو کا مقامات مین انکے پس حصر سے
یہ وہم دفع ہو گیا۔ بعد اس کے جو لفظ جمعًا زیادہ کیا گیا ہے وہ اشارہ ہے

اس سے کہ یہ علو بحیثیت جمع مقامات اونکے ہے نہ یہ کہ ہر یک کے لئے ہر یک
مقام مین یہ علو ہے۔ اور فائدہ اس مین یہ ہے کہ علو ثابت اونکے مقامات مین
بوجہ اجتماع مقام شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے ہے۔ اگر نہین تو مقام ہر یک
واحد کا بصورت انفراد غایت انحطاط مین ہے صلاحیت مفضل علیہ کی مقام
شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ مین نہین ہوسکتی ہے۔ اور فائدہ جملہ اسمیہ لانے کا
یہ ہے کہ علو اونکے مقامات کا ہمیشہ ثابت ہے کوئی چیز اور کوئی زمانہ مین
جدا نہین ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی فائدہ ہے جملہ اسمیہ لانے مین قول مَقَامِی
فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِ سے۔ اور لفظ مَا زَالَ جو لایا گیا ہے وہ دال ہے استمرار
و تاکید پر اسی فائدہ کے لئے۔ اور جو لفظ عالٍ لایا گیا اعلیٰ نہین کہا گیا محض
واسطے اشارۃ اس بات کے کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ بہ نسبت اقطاب کے
فوق مرتبہ مین مثل اصحاب رضے اللہ عنہم کے بہ نسبت شیخ کے۔ اور یہ اشارہ
محض برعایت عقیدہ مقررہ کے ہے کیونکہ ولی مرتبہ صحابی کو نہین پہنچتا ہے
اور قرینہ اس معنی کا عقلی اور عقیدتی بہی ہے جیسا کہ قول حق تعالے وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے ذات حق تعالے کی شئی پر مستثنیٰ بقرینۂ دالہ ہے
اور اسی لئے تفسیر مین قول شیخ رضے اللہ عنہ کے کہ جو قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى
رَقَبَةِ كُلِّ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ ہے اطلاق غیر اصحاب پر کیا جاتا ہے کیونکہ وہ مستثنیٰ
ہین اس سے۔ اور ایسا ہی ہے قول اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا اَ
اَبَدًا عَلٰى اُفُقِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبٖ کا کہ مراد اولین سے وہ لوگ ہین جو بعد اصحاب
رضے اللہ تعالے عنہم کے ہین کیونکہ طلب اصحاب سے ہر ولی کے لئے تا
ہے جیسا کہ طلب اونکی ہے انبیاء علیہم السلام سے ترقی ولایت سے اوپر
تہوڑا ایک بیان گزر چکا ہے اور انشاء اللہ تعالے تحقیق کامل اس کی ذیل مین

بیان اس بات کا کہ مردوں کو بعد مرنے کے بھی ترقی اعمال جاری ہوتی ہے

قول وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ وَاِنِّيْ ؛ عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ ؛ کے آوے گی
پس قول مین مَا زَالَ کے اشارہ ہے اسپر کہ ترقی اولیا ء اللہ کی ہمیشہ اس عالم
مین اور قبر اور دار قیامت مین ثابت ہے اور یہی اعتقاد ہے بڑے بڑے اولیاء اللہ کا
اور تائید دیتی ہے اسپر حدیث جو وارد ہے حق قرا قرآن مین اَلَّذِیْنَ مَاتُوْا
مَعَ عَدَمِ اِتْمَامِهِمِ الْقُرْاٰنَ مِنْ اَنَّهُمْ يُعْطٰى لَهُمُ الْقُرْاٰنُ فِي الْقُبُوْرِ
فَيُتِمُّوْنَ ؛ یعنے جو قاری قرآن کے درمیان مشغولی اوس کی قبل اتمام اس
عالم سے نقل کرین اونکو قبرون مین قرآن دیا جاتا ہے اور وہ قبرون مین اپنے
قرآن کو تمام کرتے ہین ۔ اگرچہ اس بارہ مین احادیث اور بہت مشہور ہین لاکن
مین اون تمام کو ذکر نہین کیا بلکہ اوسمین سے جو مشہور زیادہ تہے ذکر کرتا ہون
تاکہ تارک اوس کا نہ ہو جاؤن وہ یہ ہے کہ یزید رقاشی رضی اللہ تعالے عنہ نے
فرمایا ہے کہ مجکو پہنچا ہے اِنَّ الْمَيِّتَ اِذَا مَاتَ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ الْقُرْاٰنِ
شَيْءٌ لَمْ يَتَعَلَّمْ بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلٰٓئِكَةً يُحَفِّظُوْنَهُ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْهُ
حَتّٰى يُبْعَثَ مِنْ قَبْرِهٖ یعنے جب میت مرجاے اور کچھ قرآن سے باقی
رہگیا ہے تو جو نہین سیکہا تہا حق تعالے اوس کے نزدیک فرشتون کو بہجکر
یاد دلاتا ہے اوس وقت تک کہ روز حشر قبر سے اوٹہایا جاوین ۔ اور عکرمہ
رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے يُعْطَى الْمُؤْمِنُ مُصْحَفًا فِي الْقَبْرِ يَقْرَءُ فِيْهِ
یعنے مسلمانان قبر مین قرآن دیئے جاتے ہین اور وہ قبر مین پڑہتے ہین ۔
الحاصل مردگان اپنی قبرون مین قرآن پڑہتے ہین اور سیکہتے ہین اور عمل نیک
کرتے ہین ۔ فائدہ اس بیان سے یہ ہے کہ باوجود عدم تکلیف کے یہ معاملہ
جو ہوتا ہے محض واسطے ترقی اور تلذذ حضور کے عبادت الٰہیہ مین ہوتا ہے
کیونکہ آن سرور فرماے ہین تَمُوْتُوْنَ كَمَا تَعِيْشُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ كَمَا

تَمُوْتُوْنَ یعنے مروگے تم ہر یک اوس حال مین جو زندگی کرتے ہین اور قبرون سے حشر کئے جائین گے اوس حال سے جیسا کہ مرے ہین خصوصًا انبیاء اور اولیاء علیہم السلام وعنہم الرضوان عبادات آلہیہ مین کیون ترقی نہ کرین گے چنانچہ انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب معراج کی رات مین موسی علیہ السلام پر سے گزرا۔ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ یعنے موسی علیہ السلام اپنی قبر مین نماز پڑھتے ہین۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ آیا محمد نے کہ روز جمعہ قریب دوپہر یک مقبرہ پر سے گزرا۔ اوس مین تمام قبرون سے آواز قرائت قرآن کی آتی ہے۔ ایسے بہت روایات ہین اگر دیکھنا منظور ہو تو منتخب کتاب شرح الصدور دیکھین۔ مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب قبر مین نماز پڑھتے ہین۔ یہ بیان فوق طور عقل ہے اس لئے کہ جس کی بصارت کند ہے وہ نہین پا سکتا ہے۔ یہ امر وہی لوگ جانتے ہین کہ جس کے دل سے پردہ کدورات بشری کا نکل گیا ہے اور پتلی بصارت اوس کی روشن ہوئی ہے اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ غِطَاءَ الْكُدُوْرَةِ عَنْ اَعْيُنِ بَصَائِرِنَا حَتّٰى نَرىٰ حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ۔ وَاحْرُسْنَا عَنْ ظُلُمَاتِ الدَّوَاهِيْ وَحِجَابَاتِ الْمَلَاهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ وَزِدْنِيْ فِيْ شَرْحِ الْقَصِيْدَةِ الْخَمْرِيَّةِ بِالْحَقَائِقِ وَالدَّقَائِقِ يَا اَللّٰهُ يَا رَبُّ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ

(تنقیح فی توضیح) تحقیق اس کی تو جان لیا کہ تفاوت مقامات ثابتہ اولیاء باعتبار تفاوت تجلیات واردہ اون کے ہوتے ہین جیسا کہ قریب آفتاب کا قوی تر نور کا ہوتا ہے بعید سے ایسا ہی تمام اولیاء خاص وعام مثل ذرات اطراف آفتاب حضرت احدیتہ والٓہیتہ کے ہین اس لئے قبول انوار مین

بیان تفاوت درجات اولیاء اللہ وانبیاء

اس حضرات کے درجات ہین اور اون کے اراضی قلوب حسب مراتب روشن ہوتے ہین اور اسی لیئے حق تعالےٰ نے ہر یک کو اونمین مقام مقرر فرمایا ہے کہ بعض بعض سے فوق ہین ۔ اور جس وقت کوئی یک انمین مرتبہ تحانی سے مقام اعلیٰ کی طرف بلند کیا جاتا ہے خیال کرتا ہے کہ اس سے کوئی مقام بلند نہ ہوگا ۔ یہ امر صرف بوجہ عدم کمال قوت متمیزہ سالک کے ہوتا ہے ۔ اور اسی وجہ سے حضرت منصور حلاج رح نے اَنَا الْحَق فرمایا ۔ اور سلطان العارفین رح نے سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ کہا کیونکہ وہ دونون تمیز نہین فرمایا مرتبہ وسطےٰ اور منزلت علیا کو اور ادنےٰ کو اعلیٰ سمجھا اور اوس کو نہایت مرتبہ جانا اور یہ امر بسبب نہایت مغلوبیت اور سکر محض کے تہا پس شبہ ہوا اونکو اسکا کہ قندیل اور چراغ یک ہی ہے گویا قندیل نے کہی کہ مین چراغ ہون یہ امر صرف عدم تمیز سے اور سکر سے پیدا ہوتا ہے چنانچہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ جو اپنے کلام مین فرمایا ہے اوس کو شیخ عبداللہ یافعی رح نے بعبارت فارسی ترجمہ کیا ہے بعضے عارفانرا قطرہ ازین شراب چشانیدند و جرعہ ازین جام در حلق او ریختند روح او از طرب در رقص شد بعین ندمائہ و بل بدن موئے قلب از شوق در اہتزاز آمد عِنْدَ لَمْعِ بَرْقِ التَّجَلِّیْ فَنَظَرَ سِرَّ الْمَحْبُوْبِ فَقَالَ مِنْ غَلَبَةِ سُكْرِهٖ وَطَفَحَاتِ عِشْقِهٖ اَنَا الْحَق و ندیم دیگر از غلبات سکر فرمود کہ سُبْحَانِیْ و جماعتے از طیور از اقفاص اشباح مفارقت کردند و باجنحہ شوق در فضاے غرام در طیران شدند و از نجد وجد بگزشتند و قصد وادی ازل کردند تا از طور قدم حسب مشاہدہ چیدند ناگاہ براہ عظمت درحایم طلب ایشان فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ لایح شد (یہان ترجمہ یافعی کا تمام ہوا) اور یافعی دوسرے مقام مین لکہا ہے

یعنے حریفان شراب ۱۲

یکے از عارفان با فق دعوے طیران نمود باجنحه انا الحق ارض ابدیت را خالی از
خسیس وانیس یافت آہنگے برکشید بخلاف معہود تعرضا للحقیقۃ عقاب ملک از مکمن
إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ مخلب كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ را در اہاب او زد
و مرغ سلیمان زمان مراد را چنین گفت لَوْ تَرَنَّمْتَ بِلَحْنٍ غَيْرِ مَعْهُوْدٍ اکنون در آے
در قفص وجود محمود باز گرد از طریق عزت قدم بسوے مضیق ذات حدث و بگوی بزبان
اعتراف که حُبُّ الْوَاحِدِ إِفْرَادُ الْوَاحِدِ تا ہمہ ارباب دعاوی بشنوند و بدانند
که مشاطہ حفظ طرایق اقامت وظایف خدمت شرع ست۔ آور پہر یک مقام دوسری
بین لکھتا ہے۔ طائر عقل بعضے عارفان از یشان بر شجرہ صورت طیران نمود
عَلَى السَّمَاءِ خَادِقًا صُفُوْفُ الْمَلَائِكَةِ و او بازی بود از ابراۃ ملک ہر دو چشم او
بر دوختہ بخیط وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيْفًا پس بیافت در آسمان سیدی را که مطلوب
او بود پس چون لائح شد بر داشتہ رَأَيْتُ رَبِّيْ إِذْ دَارَ تَحَيُّرُهُ فِيْ قَوْلِ مَطْلُوْبِهٖ
أَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ از آنجا در خطرہ خطہ ارض ہبوط کرد و در طلب خیرے شد
که از اعز اشیا رست از وجود باز در قعور بحار تلقت بعین غفلت پس مشاہدہ نہ کرد
بجز آثار در فکرت شد نیافت مطلوب در دانزین سوے محجوبہ فطرت فقال بلسان
سُكْرِ قَلْبِهٖ أَنَا الْحَقّ ترنمے بآن چیز کرد خلاف معہود بشر و نغمہ کشید در روض وجود
که نہ لایق بنی آدم بود و لحنے کرد بصورت خود که متعرض شد بہلاک خود در سر او
ندا کردند اے حلاج تو این اعتقاد داری که إِنَّ قُوَّتُكَ بِكَ اکنون بگو نیابۃ
جَمِيْعُ الْعَارِفِيْنَ حُبُّ الْوَاحِدِ إِفْرَادُ الْوَاحِدِ انتہی اکنون باید که حقیقت این
کلام دریابی تا بمدعا برسی۔ بدآن که تجلی ذاتی ست و تجلی صفاتی و ہر واحد از ین
تجلی بالا ذکر کردہ ایم یاد باید کرد تا حقیقت واضح شود۔ خلاصہ آن ست که سالک را
در وقت تجلی صفاتی مغلوبیت و سکر غالب بود و ظہور شطحیا ست بود ہر گاہ در اضمحلال

تجلی ذاتی در آید در صحو و ہوشیاری تا بہ آمد و انچہ حقیقۃ الحقایق ست از زبان فیض ترجمان
اوظہور کرد وگفتہ او درین وقت سرمو از اندازہ شریعت بیرون نبود اما لابد آن یَّعرِفَ
الفَرق بَینَ کَلَامیہ یعنے لازم یہ ہے کہ پہچانے فرق درمیان کلام اپنے وقت تجلی
صفاتی اور وقت تجلی ذاتی کے۔ کہ پہلے مین نے حفظ شرعی نہین رکہا تہا جو کہا ہے
مغلوبیت اور سکر مین کہا ہے اوس کے کلام کی تاویل نہین ہو سکتی ہے سوائے
مغلوبیت و معذوریت کے۔ اور یہ طریقہ معذوریت احکام شرعیہ مین لایق اعتبار
نہین ہے اس لئے منصور حلاج دار پر چڑہا یا گیا کیون کہ تاویل اور معذوریت نہین
قبول کئے جاتے ہین جس وقت کہ اقرار کرے صاحب اوس کا وقوع کو اوسکی اپنے
کلام مین حال آنکہ صاحب اس حالت کا نہین کلام کرتا ہے اپنی پنداشت سے بلکہ
وہ پنداشت کیا کہ وہ حق اور واقعی ہے حال آنکہ دراصل ایسا نہین تہا۔ گویا کلام
اوس کا غیر حق مین تہا اور وہ حق شمار کرتا تہا پس بدلہ لیا جاتا ہے بموجب اوسکے
جو شریعت احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ہے۔ اسی لئے ابو یزید بسطامی رح
نے جب حقیقت کلام اپنی معلوم کیا فرمایا اِنّی قُلتُ یَومًا سُبحَانِی فَالاٰنَ
اَقطَعُ زُنَّارِی بِقَولِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ یعنے اگرچہ مین یک روز سُبحَانِی کہا مگر اب وہ
زنار کو توڑتا ہون مین اقرار سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے لاکن منصورؒ پر حقیقت اوسکے
کلام کی ظاہر نہ ہوئی اور نہین اقرار کیا برخلاف اوس کے جو اَنَا الحَقّ کہا تہا اس لئے
سولی چڑہا یا گیا۔ اگر کوئی پوچہے کہ تو حق مین منصور کے کیا کہتا ہے کیون کہ یہ
کلام اَنَا الحَقّ اوس کا شان ایمان سے نہین ہے بلکہ مثل فرعون کے ہے جو اِنّی
اَنَا اللہ کہا۔ جواب کہونگا مین کہ افسوس ہے تجہہ سے کیون کہ درمیان قول منصورؒ
کے اور فرعون کے بحسب ظاہر اور حقیقت بڑا فرق ہے ظاہر یہ کہ منصورؒ معتقد تہا
احکام شریعت اوامر و نواہی کا اور تصدیق قرآن کی کرتا تہا اور نماز پڑہتا تہا اور

روزہ رکہتا تہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا قائل تہا اور
حضرت سے اعتقاد رکہتا تہا لاکن کہتا تہا کہ اس وجود حقی مین کوئی شئے نہین
ہے بلکہ یہ وجود حقی ہے اور اس مین کوئی کدورت و تاریکی نہین ہے چنانچہ آیۃ
اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اوسپر دلیل ہے فَقَدْ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ
رَبِّهَا یعنے اللہ تعالے نور آسمانون کا اور زمینون کا ہے زمین اور آسمان اوسکے
نور سے روشن ہے مگر وہ گمان کیا کہ قندیل عین چراغ ہے اور یہ کلام بتاویل صحیح
ہے قایل کے لئے حکم کفر کا نہین کیا جاتا ہے۔ لاکن قول فرعون کا عین ظلمۃ اور
دعوے الوہیت سے صادر ہوا اقرار وجود ربوبیت کا نہین کیا بلکہ اپنی شکل مخصوص
کو خدا کہا اس لئے کفر اوس کا ثابت ہے۔ اگر کوئی کہے کہ جب ایسا ہی منصور باوجود
اعتقاد شریعت کے اور ہونے کلام اوسکے قابل تاویل تہا کیون سولی دیا گیا۔
جواب کہونگا مین کہ دار پر چڑہانا اوسکا واسطے زجر شرعی کے تہا کہ کوئی دوسرا
ایسے کلمات نہ کرے اور یہ بحیثیت ظاہر ہر مقلد ملاحدہ کو حد چاہیئے اور بلحاظ باطن
کے اس مین جو اسرار ہین لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهَا اِلَّا مَنْ لَّهٗ نُوْرٌ اِهْتَدٰى بِهٖ اِلَى الْعُرُوْجِ
الْحَقِيْقِيِّ یعنے ان اسرار پر وہی شخص اطلاع پاتا ہے جو عروج حقیقی کی طرف ہدایت
پاکر نور حاصل کیا ہو۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ جب وادی ایمن مین یک درخت
سے نور ظاہر ہوا اور موسےؑ کو ندا کیا اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ ہم تصدیق کرتے ہین کہ وہ کلام
حق ہے کوئی وجہ اوس مین تغیر کا نہین اور یہ ظہور اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ کا شجر سے شرع
شریف مین بہی معتبر ہے کوئی اسکو انکار نہین کرسکتا ہے اگر ایسا ظہور انسان
کامل مین جو مربی بتربیت ربانیہ و احمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ہووے کیا
عجب ہے چنانچہ اسی معنے سے یک عارف نے فرمایا ہے ؎ روا داری اَنَا الْحَق
از درختے ؛ چرا نبود روا از نیکبختے ؛ اور بے شک یہ کلام جدا ہے قول سے مدعی

اولوہیت کے پس کلام صدیق کو کلام زندیق پر اکوئی وجہ قیاس نہ کیا جاے
پس کلام مین منصور کے اور سُبحانی کے اسرار ہین کہ اوسکو کوئی نہین پاتا ہے
سواے ذوالابصار والنور کے ۔ اور بعض مکملین یعنی ہین قول منصور کے اور
شرح مین اوس کے لکہتے ہین ۔ آسے محبوب درویش در تجلی صفات استغراق
مے باید پس خود را بجمال صفتے از صفات اوے بیند یعنے ذات جائز الوجود در صفات
واجب الوجود مستغرق نور جمال صفتے از صفات مے گردد آن صفت واجب الوجود
در خزینہ درمے آید وجود جائز الوجود در پاک مے ربایدآن واجب الوجود برین ربودہ
در کلام مے آید مے گوید سُبحَانِیْ و اَنَاالحَقّ پس ربودہ شدے گویدا ماہمان
صفت واجب الوجود در لسان جائز الوجود مے گوید کما قَالَ عَلَیہِ السَّلَام
اِنَّ الحَقَّ لَیَنطِقُ عَلیٰ لِسَانِہِمْ وَاللّٰہُ شَرَاحِیْ کہ اسے محبوب بزنتقر تو ظاہر کردہ
اگر از گویندگان سُبحَانِیْ وَاَنَاالحَقّ پرسیدندے نتوانستندے کہ بین شوند
بِاللّٰہِ العَظِیمِ در بیان شرح مذکور عاجز آمدندے ولہذا این شرح راہیچ کسے
از اولیا ذکر نکردہ است پس اہل ظواہر این کلام را از تودہ تصور کردند ضرر
بآن گویندگان رسانیدند نیکو تامل کنی پس تحقیق بدانی کہ در تجلی ذات کلام
نیست کلام در تجلی صفات ست چہ کنم ابن عربی امروز زندہ نیست با او گفتمے
چہ گفتمے واو شنیدے ودانستے کہ انچہ او گفتہ کہ منصور حلاج را تجلی ذات بود
ومقام افراد داشت محض از عدم تحقیق ست زیراکہ اگر منصور حلاج را تجلی ذات
بودے ہرگز اَنَاالحَقّ نہ گفتے ودیگرے سُبحَانِیْ نہ سرائیدے زیراکہ در تجلی
ذات محویت ست محو چہ داند کہ من کیستم وچیستم کہ گوید سُبحَانِیْ و اَنَاالحَقّ کہ درین
اَنَا و نِیْ حقیقت خود مراد ست پس در مقام محو او کجاست کہ گوید مَنْ و مَنْ اَنَا
اے محبوب کلام در تجلی ذات نیست کما قَالَ عَلَیہِ السَّلَام مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ

کَلَّ لِسَانُہٗ ازین حدیث تجلی ذات مرادست ولیکن مرر تجلی صفات وافعال و اسمار وآثار کلام را بود کما قال علیہ السلام مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ طَالَ لِسَانُہٗ ازین حدیث تجلی صفات وغیر آن مرادست نیکو تفکر و تامل کنی انتہی اَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقِ شاید مراد اس کامل کی یہ ہے کہ کلام تجلی صفاتی مین ہے ذاتی مین نہین۔ منشار کلام مخلوقات جائزۃ الوجود مین نہین ہے مگر تجلی صفاتے مین بغیر ذاتی کے۔ وگرنہ نہین ثابت ہوتا ایسا کلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چنانچہ معارف مین فرمایا ہے اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ اور کُنْتُ نَبِیًّا وَاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ اور اَنَا الْمَاحِیُ وَ اَنَا الْقَاسِمُ اور سواے اسکے بہت کلام ہین۔ ایسا ہی شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ وارضاہ عنا نے فرمایا ہے اَنَا اَوَّلُ الْقُدُّوْسِ وَاَنَا کُنْتُ مَعَ نُوْحٍ وَاِبْرَاہِیْمَ وَ اَنَا اٰخِرُ الْمَبْعُوْثِ اور مانند اس کے فرمایا ہے وَمَا قُلْتُ ہٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَ اِنَّمَا تَکَلَّمَ رَبِّیْ مِنْ لِسَانٍ حَقِیْقِیٍّ باوجود تجلی ذاتی کے جیسا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی امی ہین ایسا ہی شیخ بزرگ نائب اوس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازروے یقین اور دلایل روشن کے ہے کوئی کسی وجہ سے اوسکو انکار نہین کرسکتا ہے۔ اور اس کلام مین وجوہ دیگر بھی ہین ادب نے اوسکے اظہار کو منع کرتا ہے۔ اگر تو اوس کلام کو جو ہمنے ذکر کیا ہے انتہا تک دیکھے قادر ہوگا تو توجیہ کلام ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر کہ جو کہا ہے اَنَّ الْمَنْصُوْرَ قَدَّسَ سِرَّہٗ کَانَ فِی التَّجَلِّیِ الذَّاتِیِ وَکَانَ مِنَ الْاَفْرَادِ یعنے منصور قدس سرہ تجلی ذاتی مین اور افراد اولیا مین تہا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کُلَّ شَیْءٍ وَھُوَ اَعْلَمُ بِمُرَادِ اَوْلِیَائِہٖ فَافْہَمْ پس تو یہ بھی جان لے کہ اولیاء اللہ اپنے اپنے مقام مین متفاوت ہین یعنے باعتبار تصریف اور تلوین کے مرتبہ اول مین اور باعتبار

تمکین اور قرار کے مرتبہ ثانیہ مین ہین ۔ پس بہت سالکون کو تجلی وارد
ہوتی ہے اور بہت کو نہین وارد ہوتی ہے اگرچہ ہر واحد اون سے
نوع واحد سے ہون ۔ کیونکہ تجلیات بحیثیت قوت اور تزائد مرتبت
متفاوت ہوتے ہین ۔ اور ایسا ہی ہے حال تجلی ثانی مین بحیثیت تلوینات
جزئیہ بعد تمکینات کلیہ کے ۔ کیونکہ کلمات اللہ یعنے اولیاء اللہ بعد تمکین
کے بہی کمالات الٰہیہ غیر متناہیہ مین متلون ہوتے ہین اس لئے شیخ بزرگ
رضے اللہ عنہ نے بعد قول وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِ کے اشارہ فرمایا ہے
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِ چنانچہ بیان اِس کا سابق ہو چکا ہے ۔ اور اب
بہی بیان کرتا ہون مین کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے مقولہ مین مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ
کے بعد تسلیم کے نص موکد فرمایا ہے ۔ یعنے اے اقطاب اگرچہ تم بہی درجات
بلند پر ہو لاکن فضل تمہارے بعض کا بعض پر ہے پس سست اور غمگین نہ ہو
کیونکہ تم بہی یک بلندی پر ہو ۔ اور یہ وہی فرق ہے جو درمیان اس بیت
اور وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِ کے واقع ہے ۔ اور اس مین توہم تکرار
نہین ہے جیسا کہ آیات قرآن بیان قصہ واحد مین توہم تکرار اوسکا ہوتا ہے
اور حال آنکہ ہرگز ایسا نہین ہے بلکہ ہر اعادہ مین اوس کے فائدہ دوسرے ہے
جو پہلے مین نہ تہا ۔ اور یہ امر کوئی نہین جانتا ہے مگر وہ شخص کہ دل اوس کا
صاف ہو ( تنویر فی تصقیل مرائت معنے البیت ) اے دیکہنے والے
وجہ شہود کے آئینہ ارادت شیخ رضے اللہ عنہ سے بصارت چشم کو تیز کر
تاہم تجکو بفضل خدا تمثال حقایق معنے بیت اور ارشاد شیخ بزرگ رضی اللہ
عنہ کو دکہا وین وہ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے اے اقطاب احباب
یعنے حضرات میرے پیئے اور علو درجہ کو میرے دیکہے اور علو مقامات کو

بیت وابیات کا ارشاد
مفصل کیا جاتا ہے

نظر کرکے متحیر ہو اور گمان کرتے ہو بلکہ یقین ہے کہ تم کچھہ چیز نہین ہن۔
پس تم سست اور غمگین نہ ہو کہ تم ہی بلند درجہ اور موقنین فارغین از
غیر اور شیفتہ شوق موجب للترقیات اعلے مقامات العالیہ بالسیر کے
ہین۔ پس ضرور ہے تمکو کہ اپنے دلون کو ثابت رکہین قَوْلِ الثَّابِتِ پر
یعنے اقرار اور تصدیق حقیقی پر کہ تمنے حقیقت ایمانیہ اور دقیقہ یقینیۂ
شہود اور وجود کو پہونچے ہو تم۔ اور مقامات تمہارے بلند ہین اگرچہ نسبت
مقام میرے پست ترہین۔ پس سزاوار ہے تمکو کہ کوشش کرین حصول
نقل اور تجلی کو۔ اور یہ نہین لایق ہے کہ بلحاظ عدم فوز میرے مقام کے
سعی کو تاہ کرین کیون کہ شان میری روز بروز بلند ہے اور مین قربت مین
وہ جاے دیا گیا ہون کہ کوئی نہین دیا گیا اور وہ ترقی کلی ہے کہ مین ہمیشہ
میدان رضا مین چڑہتا ہون اور ملک صفا مین سیر کرتا ہون وَقَدْ اَفَلَتْ شُمُوْسُ
الْاَوَّلِیْنَ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ یعنے تحقیق ڈوب گئے آفتاب اولیاء اولین کے
وَشَمْسِیْ اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ یعنے میرا آفتاب ہمیشہ بلندی بزرگی
پر ہے اوس کو غروب نہین ہے۔ پردہ تمام میرے چشم بصیرت سے
اوٹھا دیئے ہین۔ اور ساقی نے اپنا جمال لاحد مجھے بتایا ہے۔ اور مین نے
کلاً وجزءًا مشاہدہ حقیقت مین فانی ہو گیا ہون۔ اور ہر لحظہ کمالات غیر متناہیہ
الٰہیہ مین ترقی کرتا ہون تمکو ضرور ہے میرے سے قدم پر قدم چلین اور میرے
نظر پر نظر رکہین تاکہ مقامات عالیہ کو پہونچین۔ اور یہ خوب جان لو اِنَّ اللّٰہَ
فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْم یعنے اوپر ہر صاحب علم کے دوسرا صاحب علم زیادہ
ہوتا ہے۔ اور علاوہ ہے کہ ہر یک قائم مقیم کے کمالات جزئی کو حصر نہین
ہے۔ اور اگر اوس کی طرف وصول کلی نوعی ہو تو اوسکو حد معین ہوتا ہے

اور وہ سیر الی اللہ ہے لاکن سیر فی اللہ کو نہایت نہین ہے ۔
پس قول مین شیخ رضی اللہ عنہ کے وَلَا يَلْتَئِمُ عُلُوِّيْ وَاتِّصَالِ جائز ہے
کہ ہووے اشارہ اس بات کا کہ وصول نوعی بہی میرا تم سے بلند ہے تم
اوسکو نہ پہونچوگے ۔ اور اس بیت مَقَامُكُمُ الْعُلٰى الخ مین اشارہ ہے اس
بات کی طرف کہ وصولات جزئیہ کہ جسمین مینے ترقی کرتا ہون تم کوئی وجہ من
الوجوہ نہ پہونچوگے تمہارے لیئے علویت ہے تو میرے لیئے اعلویت ہے
وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور قول مین قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ ما
میری خاطر مین یک وجہ احسن آیا ہے وہ یہ ہے کہ مراتب اولیا راولین و
آخرین کے سوائے اصحاب اور مہدی رضی اللہ عنہم کے اون کی ترقی کی
نظر سے مثل گردن پست زیر قدم مراتب وصولات شیخ رضی اللہ عنہ کی ہین
جیسا کہ گردن مرکوب کے نیچے قدم راکب کے ہوتے ہین خصوص اوس حال
مین کہ جب مرکوب پر کچہہ اور چیز ڈالکر راکب سوار ہوتا ہے ۔ ایسا ہی
اولیا و اقطاب اگر چند ترقی کرین مگر نیچے قدم شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ
کے ہین ۔ اور اسی معنے سے حضرت نے فرمایا ہے وَاَعْطَانِي الْمَوْلٰى اَجَلَّ
وِلَايَةٍ ، لَمْ يُعْطِهَا لِغَيْرِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، رَبَّنَا زِدْنَا عِلْمًا فِيْ تَحْرِيْرِ مَعْنَى
الْقَصِيْدَةِ الْخَمْرِيَّةِ وَفَهْمًا فِيْ اَسْرَارِهٖ وَلِهٰذِهِ الدَّقِيْقَةِ قِيْلَ بِلِسَانِ
الْاِلْهَامِ لَكَ شَانٌ لَا يُعْطٰى لِغَيْرِكَ حاصل اس تمام کلام کا یہ ہے کہ نائب
قائم مقام اپنے منیب کے ہوتا ہے جب منیب حضرت خاتم النبیین ہین اور بعد
اون کے کوئی نبی نہین ہین تو نائب بہی اپنے منیب کے ظل مین ایسے مرتبہ
کو پہونچایا جاتا ہے کہ وہ مرتبہ کسی دوسرے کو نہین دیا گیا ہے ۔ اور جائز ہے

کہ یہ معنے ہوا ے اقطاب احباب بعد پینے شربت فضلہ میرے گمان نہ کرو
کہ تم میرے مقام کے برابر ہوگئے اگرچہ یہ مقام تمہارے لئے بلند ہے لاکن
میرا مقام ہمیشہ تمہارے سے بلند تر ہے ممکن نہین کہ تم اوس مقام کو پہونچ سکین
پس تم یہ گمان اپنی خاطر سے دور کرو اور من وسلوے بقدر استعداد تمہارے
کھاؤ گویا اس کلام سے حضرت نے اقطاب کو تعلیم ادب فرمایا ہے کیونکہ مرید مرشد
کے برابر نہین ہوتا ہے۔ اگر مرید ترقی کرے اوس مقام شیخ کے طرف جو وہ محبوب
اللہ ہے اور اوس کے حق مین قَدَمُكَ عَلىٰ رَقَبَةِ جَمِيعِ الْأَوْلِيَاءِ کہا گیا ہے
وہ شیخ کو دوسرے شیوخ پر نہین قیاس کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا ہوگا تو جائز ہوگی
مساوات مرید کی پیر کے ساتہ بلکہ تفوق ہوگا مرید کو بنظر اوس کے جو اپنے مقام پر
مذکور کیا گیا ہے۔ یعنے جو لشکری خیال کرے کہ مین مرتبہ بادشاہ کو پہونچ
گیا ہون سزاوار ہوتا ہے کہ اوس کو تلوار سے تعزیر کرے خصوصًا اوس بادشاہ
سے جو بادشاہون کا بادشاہ اور غوث الاعظم نائب رسول اللہ الاکرم امام شیخ محی الدین
زندہ کرنے والا دین کا اور حبل المتین ہو کیونکر مساوات ہوگی۔ مروی ہے
کہ یک اولیاء اللہ سے اپنے ذہن مین خیال کیا کہ مین بعد انتقال شیخ بزرگ رض
کے اونکے منزلہ کا وارث ہونگا اور اون کے درجہ کی کرسی پر بیٹھون گا مجرد
اس خیال کے راہ باطن سے حضرت رض کو آگاہی ہوئی اور بسبب اس گمان کے
مبتلاء قہر ہوگیا اور ولایت اوس کی سلب کرکے اوسکو اوس کی جاے سے
نکالدیئے پس وہ ولی کئے اولیاء اللہ کو جناب مین حضرت رض کے شفیع لایا
اوس وقت حضرت رض نے فرمایا کہ مین نے اس کے حق مین کہہ چکا ہون کہ
مین اس کو نہ بخشون گا جب تک کہ اوس کی رگون سے خون جاری ہو کر اوسمین
ڈوب جاے اس لیئے اب مناسب ہے کہ یہ مکہ شریف کو جاے اور حج کرے

تا جز ا اوس کے خیال کی ہو جاوے ۔ راوی کہتا ہے کہ جب یہ جواب وہ ولی
کو معلوم ہوا بغداد سے مکہ شریف کی طرف روانہ ہوا ایک سو میل یا کچھ زائد
گیا ہوگا اوس کی رگوں سے خون جاری ہو گیا اور وہ اوس مین ڈوب کر گر گیا
اس لئے حضرت رضؓ نے مرض الموت مین بعض صاحبزادون کو ارشاد فرمایا ہے
لَا تَقِيسُونِي كَاحَدٍ مِّنَ الْاَوْلِيَاءِ فَرْقٌ مَا بَيْنِي وَ مَا بَيْنَهُمْ فَرْقُ الْاَرْضِ
وَالسَّمَاءِ یعنے مجھے دوسرے کوئی ولی پر قیاس نہ کرو میرے اور اونمین فرق
ہے مثل بعد آسمان و زمین کے ۔ اور اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو علو
نسبت اقطاب کے حضرت رضؓ نے شعر مذکور مین ذکر فرمایا ہے وہ علو کامل مثل
آسمان کے زمین پر نہین ہے بلکہ ایسا علو ہے جو حق تعالے فرمایا ہے وَرَفَعْنَا
بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ یعنے بلند کئے ہین ہم
بعض کو بعض پر ۔ اور وہ لوگ جو علم دیئے گئے درجہ مختلف رکھتے ہین اَللّٰهُمَّ
نَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَاهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيُّ الْحَلِيْمُ (**فوائد**) اس
بیان بزرگ مین کئی اشارات ہین (۱) اس قول مین تسلی ہے اقطاب کو ترقی
اعلی کی طرف بعد پہونچنے مدعی کے (۲) حضرت رضؓ نے اقطاب کو فہمایش فرمایا ہے
کہ تمکو سعی ضرور ہے تا پہونچین علو کو پس سست نہ ہووین اور یقین کرین سکو
(۳) ارشاد کیا ہے واسطے قدم بر قدم چلنے اپنے طریقہ پر اور نگہ رکھنے اپنی پیروی کو
(۴) فرمایا ہے کہ تم تمام کے مقامات اگر یکجا ہو جاوین تو میرے مقام کو نہ پہونچوگے
پس تنہا تنہا کیونکر پہونچوگے کیا نہین دیکھے عبد الرحمن طفسونجی کو کہ پہلے دعوے
کیا اپنی فضیلت کا بعدہ جب اوسپر حال ظاہر ہوا تب تصدیق کیا میرے دسترخوان
سے فضلہ کھانے کا اور کہا هُوَ الْوُجُوْدُ الْبَحْتُ صَاحِبُ التَّصَرُّفِ یعنے وہ وجود
خالص اور صاحب تصرف ہے ۔ اور نہین دیکھے شیخ اصفہان کو کہ وہ قول قَدَمِیْ

هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ سے انکار کیا اور بعد ولایت سلب ہونے کے توبہ
کیا لاکن مشیت ایزدی مین اوس کا خرابہ تہا تو بہ اوسکی قبول نہ ہوئی شائد وہ
صدق دل سے نہ تہا وگرنہ جناب شیخ بزرگ رضہ کا ملجا گنہگارون کا اور ماوے
برے لوگون کا ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا (۵) ترقیات
شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے بے انتہا ہین بلکہ مثل منیب روز بروز ترقی پر ہین
یعنے شام کو مرتبہ صبح سے زیادہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے حکم کیا گیا ہے امۃ کو واسطے
درود شریف پڑہنے کے اور مریدون کو واسطے ثواب پہنچانے پیرون کے بلکہ
اولاد کو واسطے مان باپ وغیرہ کے یہی حکم ہے کیونکہ یہ ثواب اونکو پہنچتا ہے
اور وہ اس سے مدارج کو پہونچتے ہین اور عذاب سے رہائی پاتے ہین۔
چنانچہ اس بارہ مین مسائل اور احادیث صحیحہ بہت وارد ہین کہ مردون کو خیرات
سے زندون کے منفعت ہوتی ہے۔ (۶) ترقی بعد موت بہی ثابت ہے اسلئے
حضرت رضہ نے لفظ مَا زَالَ جو شعر عدم تقید کا زمان حیات ہے ارشاد فرمایا
چنانچہ سابق ذکر اس کا ہوا ہے اور انشاء اللہ تعالے ضمن قول اَنَا الْحَسَنِیُّ
وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ مین بہی ذکر کیا جائے گا رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ
اَمْرِیْ فِیْ شَرْحِ الْقَصِیْدَةِ الْخَمْرِیَّةِ بِنُوْرِكَ وَفَضْلِكَ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ
اٰمِیْنَ تَقَبَّلْ مُنَاجَاتِیْ یَا رَبِّ یَا رَبَّاهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ مَالِكُ الْمُلْكِ
کُلُّ فَرْدٍ مِنْكَ عَلٰی عِلْمٍ وَیَقِیْنٍ فَاجْعَلْنِیْ عَلٰی اِسْتِیْقَانٍ مِنْ تَبَعِ
حَبِیْبِكَ النَّبِیِّ الْحِجَازِیِّ وَاِرَادَتِهٖ تَامَّةً فِیْ جَنَابِ شَیْخِ الْاَجَلِّ مُحْیِ الدِّیْنِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی جَدِّهٖ وَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِاَنْوَارِهٖ وَاَسْرَارِهٖ (**تمثیل حال**)
اس شعر مین شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا ہے کہ حالات تمامے
اولیاء کے اونکو بتلائے گئے ہین اور جیسا کہ اون کا حال ہے پورا حضرت رضہ

جانتے ہین جیسا کہ بادشاہ جب تخت بلند پر اپنے بیٹھتا ہے اور کوئی مکان وغیرہ
اوسپر نہ ہو تمام چھوٹے اور بڑے سب اوس کی نظر کے سامنے ہوتے
ہین اوس کے تخت کے نیچے کا ایک ذرہ اوس سے پوشیدہ نہین ہوتا ہے
بادشاہ تمام بیٹھنے اور کھڑے کو اپنے مقام سے کہتا ہے اے تابعین
بیٹھنے والے میرے حضور کے تم اپنے یہ مقام جلوس کو غنیمت جانو اور
اس کو شرف اپنا سمجھو کہ خدا ے تعالے نے تمکو یہ فضیلت دیا ہے اور بلندی
تمہارے مقامات کی ثابت ہوگئی ہے تم اپنے مقامون پر استوار رہو
اور ہرگز لغزش نہ پاؤ اِنَّ جُلَسَائِیْ لَا تَعْزِلُ وَاَصْحَابِیْ لَا تَخْذِلُ یعنے
ہمنشین میرے معزول نہین ہوتے ہین اور ملازم میرے رسوا نہین ہوتے
ہین فَلَا تَسْلِبُ اَحَدٌ دَخَلَ بَابِیْ پس سلب خدمت نہین کیا جاتا ہے کوئی جو
داخل ہوا میرے دروازہ مین وَلَا تَقْهَرُ فَرْدٌ اِنْدَرَجَ فِیْ اَحْبَابِیْ اور نہین
قہر کیا جاتا ہے کوئی جو داخل ہوا میرے دوستون مین گویا حضرت رضنے
اشارہ فرمایا ہے فَمَقَامُکُمُ الْعُلٰی دَائِمًا ؛ لٰکِنَّ مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِیْ ؛
اور مین زیادہ جانتا ہون وہ چیز جو تمہارے لیئے جاری ہوئی ہے اور مین تمہارے
حال اور مقام کا حافظ ہون اور تم نہین جانتے ہو وہ چیز جو مجھہ سے تمہارے
لیئے جاری ہوئی ہے۔ قسم بخدا تم میرے حال اور مقام کو نہین جانتے ہو کہ
میرے پروردگار نے مجکو میرے جد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب
مین جو قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ہے پرورش فرمایا ہے انتہا میرے پروردگار
کی طرف ہے کہ وہ اپنی حفاظت مین مجھے نگاہ رکھتا ہے۔ اور اپنا تصرف مجھے
دیا ہے وَھُوَ ذُوالْجَلَالِ یعنے وہ صاحب بزرگی کا ہے۔ اور تم میرے تصرف
مین ہو جس سے مجکو میرے اللہ نے مشرف کیا ہے۔ اور مین خدا ے تعالیٰ کے

تصرف مین ہون۔ اور اوس کی درگاہ قرب مین یک ہون کوئی اس مرتبہ مین میرا شریک نہین ہے اس لیئے میرا مقام تمہارے مقام سے بلند اور تمامتر ہے کیونکہ اصل اور ظل برابر نہین ہوتے ہین۔ اور تم بہ نسبت میرے ظل مین ہین اورمین بہ نسبت تمہارے اصل ہون اور مین کمال ظل قدم خاص مین میرے جد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہون۔ میرے جد نے مجھے دروازہ قرب حق تعالےٰ کو پہنچایا ہے۔ اور مجھے دست تقرب مین اوس کے حوالہ کر دیا ہے۔ چنانچہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے کتاب (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے مَا یَزَالُ ھٰذَا الْمُؤْمِنُ الْعَارِفُ الصَّالِحُ یَرْضَی الرَّسُوْلَ بِالْعَمَلِ مَعَہٗ حَتّٰی یَسْتَاذِنُ بِقَلْبِہٖ عَلٰی رَبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ یَکُوْنُ کَالْغُلَامِ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاِذَا طَالَتْ خِدْمَتُہٗ قَالَ اسْتَاذُ اَدْنِیْ بَابَ الْمَلِکِ اِشْغَلْنِیْ مَعَہٗ اَوْ قِفْنِیْ مَوْضِعًا اَرَاہُ اَتْرُکُ یَدَیَّ فِیْ حَلْقَۃِ بَابِ قُرْبِہٖ فَاَخَذَہٗ مَعَہٗ وَقَرَّبَہٗ مِنَ الْبَابِ قِیْلَ لَہٗ یَا مُحَمَّدُ مَا مَعَکَ یَا سَفِیْرًا یَادَلِیْلًا یَا مُعَلِّمًا فَیَقُوْلُ اِنَّکَ فَرِّغْ قَدْرَ بِنْیَتَہٗ وَرَضِیْتُہٗ بِخِدْمَۃِ الْمَلِکِ ثُمَّ یَقُوْلُ بِقَلْبِہٖ ھَا اَنْتَ وَرَبُّکَ کَمَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَہٗ لَمَّا دَنَا بِہٖ اِلَی السَّمَاءِ وَدَنَا مِنْ رَبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ ھَا اَنْتَ وَرَبُّکَ عَزَّوَجَلَّ یہان عبارت جلاء الخاطر کی تمام ہوئی۔ حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ پہونچنے بندون کا دروازہ قرب تک کیا ہے پس جسنے جس قدر وسیلہ کیا اوسقدر وصل پایا۔

پس جو شخص ارادہ کیا رویۃ حق تعالےٰ کا حیثیت وجہ سے چاہیئے کہ تمام سے کلاً و بعضاً خارج ہو جاوے پس خداے تعالےٰ اوسکے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہے بعد متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پہونچتا ہے جہان تک کہ پہونچتا ہے۔

اور معنے ھَا اَنْتَ وَرَبُّکَ کا خداے تعالےٰ زیادہ جانتا ہے وہ یہ کہ کمالاتِ قدسیہ خارج ہے احاطے سے پس ہو تو سائر فِی اللہ بعد اس کے کہ فارغ ہو سَیر اِلَی اللہ سے

اور یہی معنے ہے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کا باعتبار اوس حق کے کہ تعریف کیا گیا اَلَّذِىْ دَنٰى اِلٰى رَبِّهٖ بِسَيْرٍ سَنِيٍّ اِلَى الْعُلٰى وَعَنِ الْعُلٰى فِى الْعُلٰى مِنَ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى انشاء اللہ تعالےٰ مین خدا‌ے تعالے سے امید کرتا ہون کہ اس کلام کو بوجہ آخر ہو یا کچھ ہون بہر تقدیر یہ درجہ خواص سے نیابۃ نبی اُمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے۔

(دفع اشتباہ) جاننا چاہیئے کہ ہمارے ملک مین بعض کاملین سے ایسے کلمات ظاہر ہوئے ہین کہ جس سے نہ عقیدہ ظاہری راضی ہووے نہ باطنی۔ اور وہ ایک کامل شخص طریقہ نقشبندیہ سے تہا۔ دوسرا ایک بہائی اوسی طریقہ کا خصوصۃً اوسکو منسوب بکفر کیا تہا اور مین کفر بندگان خدا سے راضی نہ تہا اس لئے اوس کے کلمات کو تاویل کیا چنانچہ وہ کلمات یہ ہین کہ اوسنے کہا اِنِّىْ وَصَلْتُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ وَسِيْلَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور یہہی اوس کا مقولہ تہا اِنِّىْ شَرِيْكُ دَوْلَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور فارسی سے کہتا تہا (من ہم پیرہ محمدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ بات کسی پر مخفی نہین کہ ایسے کلمات سے عرش اور طبقات زمین کانپتے ہین کیون کہ کوئی چیز ایسی نہین جو طفیلی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہین ہے اس لئے ضرور ہے کہ اون کلمات کی تاویل کرے وہ یہ ہے کہ وہ کامل نے جب برکۃ سے متابعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ترقی باب قرب حق تعالے تک کیا اگرچہ وصول اس باب کا بغیر از مدد نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ تھا لاکن بعد وصول اس مقام کے اوس کو تمیز نہین رہے بل کہ واردات اجمالی اوسپر وارد ہوئے کہ وہ حقیقت کو تمیز کرنے والے نہ تہے تمیز نہ کرسکا اور ایسے کلمات کیا۔

تفصیل اس بیان کی یہ ہے کہ پہونچنے والے کو اس دروازہ تک جو وہ ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یک شعاع قرب کا وارد ہوتا ہے وہ ایسا ہے کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے قول سے هَا اَنْتَ وَرَبُّكَ سے کے اشارہ فرمایا ہے

بعض نقشبندیہ کے کلمات اعتقاد کے جو کلام ظاہر شرع کے خلاف ہے اوسکی توجیہ

یعنے یہ ترقی ایسی ہے کہ اوس مین اور پروردگار ہین کوئی حائل نہین ہے اور
اس کو سَیْرٌ فِی اللّٰہِ کہتے ہین کہ سالک کو حیثیت سے ذات اس مرتبہ کے
واسطہ نہین مگر حیثیت امداد اور ایصال سے واسطہ ثابت ہوتا ہے - پس یہ
کلمات محض سکر اور مغلوبیت اور عدم تمیز مین صادر ہوتے ہین - اور صاحب
اس مقام کا مثل منصور اور قایل سبحانی کے فی الحقیقت کافر نہین ہے اگرچہ ظاہر
اس قول کا حیثیت سے ارادہ معنے ظاہری کے کفر کو واجب کرتا ہے لاکن مسئلہ
یہ ہے اوس کلام سے جو مُوہِّم للکفر ہے کوئی کافر نہین ہوتا ہے مگر بعد استفسار
اوس کے کہ اس سے ارادہ تیرا کیا ہے اور حق یہ ہے کہ ظاہر ایسے کلمات کا از رو
شرع ممنوع ہے - پس چاہیے کہ ایسے کلمات شطح سائر باب قرب حق سے صادر نہووے
کیونکہ وہ باب قرب رب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے - اگر ایسے کلمات کسی
سے صادر ہووین تحقیق کیا جاوے کہ حال قائل کا کیسا ہے اگر وہ مہدی للخلایق ہے
جیسا کہ یہ کامل تھے پس ضرور ہے کہ حمل کرے اوس چیز پر جو مین نے کہا ہون
اور اگر وہ مبتدی ہے اوس کے نفس مین خود ہدایت نہین ہے ضرور ہے اوپر
حکم کفر اور قتل کا کرے کیونکہ یہ ستون نبوت کا ملہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا گرانے والا ہے اور حق تعالے تمام طریقون کی بنا کو جو مخالف طریق محمدی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین گرا دیتا ہے - پس بنظر اس کے وہ قول دلالت کرتا ہے
اس بات پر کہ حالت سکر اور مغلوبیت کا ہے - اور قول اوس شخص نقشبندی کا
دوسری جا ہے یہ ہے کہ (اگرچہ من طفیلی ام اما ناخوانده نه آمده ام) اس کلام سے
اگرچہ طفیلی ہونا اپنے نفس کا پہلے ثابت کیا ہے مگر بعدہ بسبب اشتباہ اور عدم
تفصیل کے کہا ہے (ناخوانده نیامده ام) اور نہین تمیز کیا اوپر کہ جو کچھ وارد ہوا
امداد سے وسیلہ جمیلہ کے ایسا کہ اوس کو تنگی حد قہ بصر احاطہ نہین کر سکتی ہے -

نا خواندہ و طفیلی... ہے مخالف ... ہے

اورایسا وسیلہ کہ اوس سے پردہ تمام کشف کئے جاتے ہین ۔ پس مدار تفصیل کا بقدر
کشادگی حدقہ بصر کے ہے ۔ پس جس شخص کو پردہ بالکل یا بعض کہولا جاوے حقایق
جیسے کہ ہین ظاہر ہوتے ہین اور وہ حقایق مین غلطی نہین ہوتی ہے اور نہ علم اوسکا
غلط ہوتا ہے ۔ پس بموجب فرمان حق تعالے کے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآئَكَ فَبَصَرُكَ
الْيَوْمَ حَدِيْد مراد بصر سے اس آیت مین بصیرۃ ہے بصر ظاہری نہین ہے اور
یہ امر ظاہر ہے اوس شخص پر جو ماہر ہے ۔ لاکن وہ شخص کہ پردہ اوس کی چشم
بصیرت سے کوئی وجہ کہولا نہ گیا اور وہ تنگ تر ہے وہ قادر نہین ہوتا ہے رویتہ
جمیع حقایق کو بلکہ دیکہتا ہے وہی جو مقصود اوسکا وصول الی اللہ سے ہے پس وہ
شخص نہ وسیلہ کو دیکہتا ہے اور نہ اوس شخص کو جو مدد کرتا ہے اور یہ امر صرف
تنگی حدقہ بصیرۃ سے ہوتا ہے ۔ اور جو شخص کہ خدائیتعالے سینہ کو اوس کے کشادہ
کیا ہے تمیز بہی کرتا ہے اور تفصیل بہی ۔ یہ تحقیق اجمالی ہے ۔ اور تیرے نزدیک
ثابت ہو گیا ہو گا اوس سے جو ہمنے ذکر کیا کہ تمیز اور تفصیل اس منزلت کی یعنے
مَا اَنْتَ وَرَبُّكَ کئے خواص سے اوس شخص کے ہے کہ جس کو نیابت کلیہ عطا کیگئی
ہے اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ
الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ اور بنظر اسی کے ہے قول شیخ رضی اللہ عنہ کا اقطاب کے لئے
مَقَامِيْ فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِيْ اور اس مین اشارت اِس بات کی ہے کہ مین مرتبۂ
تفصیل ہر مرتبہ کا ہون پس وہ مشابہ نہین ہوتا ہے تمہارے حال کو کیونکہ شخص بلند
مرتبہ جانتا ہے حال اوس شخص کا جو نیچے اوس کے ہے بغیر تکلف کے برخلاف
شخص تحتانی کے کہ وہ حال فوقانی کو نہین جانتا ہے اور نہ اوس کی تفصیل اور احاطہ
پر قادر ہوتا ہے ۔ اور یہی وجہ تہا جو عبدالرحمن تعسونجی بشیخ بزرگ رضی کے حال
سے انکار کیا اور جو چیز کہ آپ کے مریدسے وقوع مین آئی لحاظ نہ کیا ۔ اور بعد اس کے

که جب پرده اوس کی چشم سے اوٹھایا گیا یقین کیا اور کہا صدق الشیخ
عبد القادر و هو صاحب التصرف کیونکه وه عبد الرحمن باب درکات
پر جو اسفل ہے باریاب تھا اور مرتبه حضرت سے جو مخدع تھا اور اوسکو باب
حضرت کہتے ہین واقف نه تھا۔ کیونکه ان دونون مراتب مین فرق مثل فرق
زمین و آسمان کے ہے۔ پس وه شخص که زمین پر ہے کیونکر اوس سے واقف
ہوسکتا ہے۔ اور ظاہر ہے که جو شخص زمین پر ہو گا احوال اوس شخص کا که
آسمان اور عرش پر ہو کیونکر جانے گا مگر اوس وقت که پرده اوس کی چشم
بصیرت سے اوٹھایا جاے رَبَّنَا اکْشِفْ اَغْطِیَةَ عُیُوْنِ بَصِیْرَتِنَا حَتّٰی
نَرَی الْحَقَایِقَ کَمَا هِیَ وَجَنِّبْنَا عَنِ الْمَلَاهِیْ وَاحْفَظْنَا مِنَ الدَّوَاهِیْ
اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ وَ بِالْاِجَابَةِ جَدِیْرٌ (المناجات) اَلْغِیَاثُ
ثُمَّ الْغِیَاثُ یَا غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ مِنْ عَدَمِ اِمْتِیَازِ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ الْمَکَّارَةِ
بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ فَهِیَ تَخْبِطُ خَبْطَ عَشْوَاءَ وَ تَسِیْرُ سَیْرَ الْعَوْرَاءِ الْمَدَدُ
الْمَدَدُ وَالْاِعَانَةُ الْاِعَانَةُ الطَّرِیْقُ مَخُوْفٌ وَ فِیْهِ جِبَالٌ شَامِخَةٌ لَا
یَقْدِرُ عَلٰی قَطْعِ اَعْنَاقِهَا اَقْدَامُ بَصِیْرَتِیْ فَمَا لِهٰذَا الرَّاجِلِ قُوَّةٌ اِلَّا بِکَ یَا
نِعْمَ نُصَیْرَتِیْ مَقَامُکَ عَالِیٌّ وَ اِنِّیْ فِیْ سَفَالَةٍ وَ سَفَاهَةٍ لَا اَقْدِرُ اَصِلُ
اِلٰی ذِرْوَةِ عُلُوِّکَ فَاَخَذْتَنِیْ بِحَبْلِ فَضْلِکَ اِنَّهٗ حَبْلٌ مَتِیْنٌ مَنْ
تَمَسَّکَ بِهٖ فَقَدْ اُخْرِجَ عَنْ غَوَایَةِ الْمَهَاوِیْ جُرَّنِیْ اِلٰی سَفِیْنَةِ طَرِیْقِکَ
فِیْ عَیْنِ طُوْفَانِ الْهَوٰی اِذْ لَا جَبَلَ لِیْ یَعْصِمُنِیْ حَتّٰی اِلَیْهِ اٰوِیْ - اَیُّهَا
الْمَحْبُوْبُ الْحَقَّانِیْ نَظْرَةٌ مِّنْکَ کَافِیَةٌ فِیْ اِرْتِقَائِیْ اِلٰی مَعَالِیْ مَقَامِکَ
وَیَا شَیْخُ الْهَادِیْ لِکُلِّ مُضِلٍّ دُلَّنِیْ اِلَیْکَ اِنِّیْ مِنْ اَقَلِّ مَوَالِیْکَ
بِاَنَّکَ فِیْ اِرْتِقَائِیْ اِلٰی حَوَالِی الْهَالِکِ خُذْ بِیَدَیَّ یَا صَاحِبَ الْاِهْدَاءِ

نَاعِبِ النَّشْبَا الْاُمِّیِّ الْحِجَازِیِّ ذِی الْعِلْمِ وَاللِّوَاءِ اَلْعَطَشِ الْعَطَشْ مِنْ زَلَالِ اِرْشَادِكَ قَطْرَةُ الظَّمْاٰنِ الظَّمْاٰنُ مِنْ کُؤُسِ نُوْرِكَ خَمْرَةُ الْکَرَمِ یَا غَوْثِ رَبَّانِیْ وَالْفَیْضِ یَا قُطْبِ حَقَّانِیْ اٰهِ مِنَ الْعِشْقِ وَحَالَاتِهٖ یُحْرِقُ الْقَلْبِ وَحَرَارَاتِهٖ مَا نَظَرُ الْعَیْنِ اِلٰی غَیْرِکُمْ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ وَاٰیَاتِهٖ اَلْاِرْشَادُ الْاِرْشَادُ یہان مناجات شارح رہ کی تمام ہوئی (مترجم) کہتاہے کہ یہ شعرایساہے کہ واسطے استقامة ایمان واسلام کے بے نظیر ہے بشرط اس کے کہ ہرروز گیارہ بار پڑہے ۔

بیان فائدہ قرات شعر ششم

(۷)

اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ

یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُو الْجَلَالِ

بیان لغوی شعر ہفتم

اس شعرمین کلمہ انا کا متکلم واحد ہے ۔ اور لفظ حضرت بمعنی نزدیکی درگاہ ۔ وبمعنے بارگاہ مطلق نیز آمدہ ۔ ولفظ التقریب بمعنے نزدیک گردانیدن ونوعی ازدویدن وتقرب جستن ست ۔ مناسب اس مقام مین معنے تیسرا اور پہلا ہے اور اگرارادہ معنے دوم سے کرین خالی نہ ہوگا جوازارادہ سے ۔ اور الوحد والوحدة یگانگی وتنہا شدن اور بفتح الباء تنہا ومنفرد بمعنے التوحید است والتصریف بمعنے گردانیدن چیزے را ازحالے بحالے وبمعنے شراب سادہ خوردن وتصرف دادن کسے را وبیان کردن وپدید کردن ست کما قولہ تعالے اُنْظُرْ کَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیَاتِ اور لفظ الحسب بمعنے بسندہ بودن وحسبی بمعنے بس ست مرا اور لفظ اَلْجَلَالِ وَالْجَلَالَةِ بمعنے بزرگی وبزرگواری وبزرگ شدن ست اورکلمہ ذُوالْجَلَالِ اسماء اللہ سے ہے ۔ انشاء اللہ تعالے بیان

بیان نحو

اِس کا قریب آئیگا (النحو) یعنے بیان قواعد نحو کا اس شعر مین یہ ہے کہ لفظ انا مبتداء اور وحدی خبر اوس کی ہے۔ اور قول حضرت التقریب کا متعلق وحدی سے ہے کہ اہتمام کے لئے یا صرف وزن کے لئے (یعنے برابری وزن ۱۲) مقدم کیا گیا ہے۔ اور جائز ہے کہ کلمہ حضرت التقریب جزو اول ہو اور وحدی جزء ثانی۔ اور یصرفنی جزء ثالث اور جملہ۔ اور جائز ہے کہ لفظ وحسبی معطوف ہووے انا فِی حَضْرَةِ التَّقْرِیْب پر۔ اور جائز ہے کہ جملہ معترضہ ہو واسطے بیان اس کے کہ تصریف نہین ہے مگر اللہ تعالے سے یعنے میرے ارادہ سے اور کوشش سے نہین ہے بلکہ ارادہ اور کوشش کو میرے اوس مین دخل نہین ہے۔ اور اگر کہا جاے کہ لفظ وَهُوَ حَسْبِیْ جملہ حالیہ ہے اس مین یک نکتہ جلیلہ ہوتا ہے اور وہ فائدہ دیتا ہے مقارنة کا درمیان تصریف اور کفایة ذی الجلال کے

بیان بلاغت

(البلاغة) یعنے بلاغت اس شعر مین یہ ہے کہ واسطے افادۂ دوام انفراد اور تفرد شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے بارگاہ الٰہی مین جملہ اسمیہ لایا گیا ہے۔ اور اسی لئے جزو اول بھی اسم لایا گیا اور خبرو ثانی جو فعل کے ساتھ لائی گئی ہے خاص واسطے اشارہ تصریف کے ہے یعنے رضی اللہ عنہ کے لئے یک حالة کے بعد دوسری حالة اور یک مقام کے بعد دوسرا مقام حاصل ہے یعنی قربت حق تعالے مین ہر لحظہ تصریف بترقی ہے اور وہ خاص اللہ تعالے کی طرف سے ہے گویا حضرت نے فرمایا ہے انا انا فانا فی شانٍ مِنْ شیُوْنَاتِ التَّجَلِّی الصِّفَاتِي وَالذَّاتِي كَمَا شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فِي تَرْبِيَتِي وَتَعْلِيمِي فِي مُتَابَعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنے مین یک حال سے دوسرے حال مین

ہون تجلیات ذاتی و صفاتی سے جیسا کہ حق تعالے میری تربیت اور تعلیم کے لئے متابعت مین نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چاہا ہے۔ چنانچہ اس سے اشارہ ہے شعر آخر قصیدہ مین جو وَجَدْتُ صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ ہے۔ اور جو اضافۃ لفظ حضرت کی تقریب کی طرف ہے وہ اشارہ ہے ترقی سے رضی اللہ عنہ کے بعد مرتبہ قربیت ہدایت و اکمال کے۔ اور لے آنے مین اس کلمہ کے یک نکتہ باریک ہے کہ شیخ رضے اللہ عنہ داخل ہین اس حضرت محاط مین محفوف مظروف قرب کے ساتہ مثل احاطہ ظرف کے مظروف کو۔ اور اس مین اشارہ ہے واسطے ہونے رضے اللہ عنہ کے نائب مظہر اتم کہ جس سے تمام صفات اور کمال حضرت حق کے ظاہر ہوئے ہین گویا وہ اس تصریف اور قرب مین محیط محاط ہین نبی امی عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے۔ اور تقریب مین جو الف لام لایا گیا ہے اگر وہ عہدی ہو اشارہ کرتا ہے ہونے رضے اللہ عنہ کو فرد کامل تقریب کے یعنے وصول کلی کے جو جمع ہے ہدایت اور ارشاد اوجہ اتم سے۔ پس اس صورت مین وہ تقریب یا اللہ تعالے سے شیخ کے لئے ہے یا شیخ رضے اللہ عنہ سے کل خلایق کے لئے چنانچہ اول کے لئے تائید دیتا ہے قول یصرفنی کا۔ اور ارادہ معنے ثانی کے لئے معنے تصریف یہ ہے کہ پھیرتا ہے مجکو اللہ تعالے کمالات مین اس طریق پر کہ تعلیم و ارشاد میرا بروجہ تصریف ثابت ہے میرے لئے اللہ تعالے سے۔ اور اگر وہ لام استغراق کے لئے ہوگا اوس مین اشارہ ہے اس بات کا کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کل انواع دیئے گئے ہین پس تقریب اونکی اللہ تعالے کے ساتہ اور اونسے خلایق کے لئے ہے۔ اور

یہ معنے مناسب ہے اوس قول سے جو دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے
وَمَا فِی الصِّبَا نَتہِ مُنْهَلُ مُسْتَعْذِبٌ ۔ اَلَا وَلِی فِیْہِ الْاَ لَذُّ الْاَطْیَبُ ۔
یعنے مجکو ہر طریق وصول الے اللہ مین تصرف راسخ اور تصریف کامل ثابت ہے
اسیلئے شیخ عبدالرحمن تفسونجی بعد اظہار واقعات کے کہا صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ
وَهُوَ صَاحِبُ التَّصَرُّفِ وَهُوَ الْوُجُوْدُ الْبَحْتُ ۔ اور ایسا ہی یک جماعۃ اولیاء اللہ
کی جو بساط قرب مین رہتے تہے اور شواہد کمالات کو دیکہتے تہے کہدیئے اِنَّہٗ
شَیْخُ الْکُلِّ یعنے شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ کل ہین ۔ اور اسی لئے حضرت نے
(جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے لِیْ شَیْخِیَّۃٌ کُلِّیَّۃٌ عَامَّۃٌ حاصل کلام یہ ہے
کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ ہر طریقہ مین ذو قدم ہین ۔ اور یہ بات اوس شخص پر پوشیدہ
نرہے گی کہ جسنے تکملہ کو جو عبداللہ یافعی نے احوال مین رضے اللہ عنہ کے تالیف کیا
گیا ہے مطالعہ کریگا ۔ خداے تعالے سعی کو اوسکی مشکور کرے کہ تہوڑے الفاظ
مین بہت معانی رکہا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ اسم شریف حضرت کا محی الدین اس
لئے ہے کہ دین کو اور ہر طریقہ کو اقسام دین کے زندہ کیا ہے ۔ اور جب
ہر طریقہ اسرار سے اسم آپ کے دراز ہوا پس انوار سے اسم آپ کے کیون کر
دراز نہ ہووے ۔ رَبَّنَا اکْشِفْ عَلٰی هٰذَا الْمُلَازِمِ لِبَابِہٖ اَسْرَارَ حَقَائِقِ الْعَقِیْدَۃِ
الْخَیْرِیَّۃِ وَاَطْوَارِ الطَّرِیْقَۃِ الْقَادِرِیَّۃِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور وہ لام تعریب احتمال
جنس کا بہی رکہتا ہے مگر بنظر اختصاص کے مترادف استغراق اور اضافہ کا
ہے بہر حال وہ لام واسطے اختصاص کے ہے ۔ پس لفظ وحدی مین یار
ضمیر متکلم ہے چنانچہ اسپر دلالت کرتا ہے قول وَیُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ کا کیونکہ ایسی
یار یاء متکلم کے ہوتے ہین ۔ اور بنظر الفاظ کے احتمال نسبتہ کا بہی رکہتا ہے پس
معنے وحدی کا جو منسوب وحد کے ساتہ ہے بمعنے تفرد ہے ۔ یعنے ذات نبی

امی خاتم الانبیا علیہم الصلوات کی منفرد ہے کمالات مین یا ذات اللہ تعالےٰ کی
جو منفرد حقیقی ہے ۔ پس معنے اوسکا یہ ہے اَنَا الْقَائِمُ فِیْ بِسَاطِ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ
وَالْوَصْلِ وَاَنَا الْوَحِیْدُ الْمَنْسُوْبُ اِلَی الْمُنْفَرِدِ بِنِسْبَۃِ الْفَنَاءِ مِنْ نَفْسِیْ
وَالْبَقَاءِ بِہٖ ۔ یعنے بستر حضوری اور وصل مین نزدیک ہون ۔ اور مین یک ہون
منسوب منفرد کے ساتہ نسبت فنا نفس مین اپنے اوس کے بقا رکے ساتہ ۔ اور
بعض مقامات مین بیان ہے کہ درمیان لفظ وحد اور احد کے فرق ہے کہ پہلا منفرد
فی الصفات کے لئے خاص ہے اور دوسرا منفرد فی الذات کے لئے ۔ اور مین
کہتا ہون کہ یہ فرق لغت سے بہی ثابت ہے لاکن ایسے مقامات مین ہر دو
یعنے وحد اور واحد مترادف ہوتے ہین بنظر ارادہ واحد فی الذات کے اور یہ بات
اوس شخص پر کہ جس کو بیان کمالات حاصلہ تجلی ذاتی سے مذاق ہی پوشیدہ نہین ہے
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْاَحَدُ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ
وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ فَاحْفَظْ اور جملہ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ کا مبتدا و خبر ہے اور جملہ
اسمیہ محض واسطے فائدہ دینے دلالت دوام کفایت ذی الجلال کے اوس کے لئے
ہر لحظہ مین لایا گیا ہے ۔ اور اس مین اشارہ ہے کہ رضے اللہ عنہ عزل سے امن
دئے گئے ہین چنانچہ خود حضرت نے بعض الہامات مین اپنے فرمایا ہے یُقَالُ لِیْ
یَا عَبْدَ الْقَادِرِ کُلْ وَیَا عَبْدَ الْقَادِرِ اشْرَبْ وَالْبِسْ قَمِیْصًا ذِرَاعُہٗ بِدِیْنَارٍ
یعنے کہا جاتا ہے مجکو اے عبد القادر کہا اور اے عبد القادر پی اور پہن اوس قمیص
کو جو قیمت یک گز اوس کی یک دینار زر ہووے ۔ پس نسبت حسبان مین طرف
صفت جلال کے اشارہ ہے کہ متصرف اور مربی استحصال کمال مین نہین ہے مگر
صفت جلال کی چنانچہ تفسیر اس کی قریب آوے گی ۔ اور لفظ اَنَا ضمیر واحد
متکلم ہے اور یا مین شرح کرتے ہین انفراد رضے اللہ عنہ پر ان امور تقریب اور

وحد و احد میں فرق ہے

بیان اختلاف جواز مین کلمہ انا کے

تصریف اور حسبان مین چنانچہ یہ امر پوشیدہ نہین ہے اوس شخص سے کہ جسکو دانست ہے باطن اور ظاہر مین رَبِّ زِدْنِیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ مِنْ اَنْوَارِ الشَّیْخِ الْاَجَلِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا (**تحقیق انیق**) جاننا چاہیئے کہ علماء اختلاف کئے ہین کہ تکلم بکلمہ انا جائز ہے یا نہین۔ تفصیل کیا گیا ہے کہ نہین جائز ہے یہ بالکل اور ہرگز کسیکے دل مین خطرہ نہ آوے کہ مین نے کھایا مین نے کھایا ایسا ایسا اپنے نفس کی طرف اضافہ کرے اور کہے کلمات اِنِّیْ وَنَحْنُ وَلِیْ وَعِنْدِیْ کا کیونکہ یہ تمام کلمہ دعوے کے ہین لازم کرتے ہین تکبر کو اور سواے خداے تعالے کے دوسرے کو سزاوار نہین ہے۔ اور ہم یک جماعۃ ضعیف البنیان ہین ہمکو کب لایق ہے کہ جو مقام کو نہین پہونچ سکتے ہین اوس مقام کا دم مارین پس جائز نہین ہے کہ کوئی انا کہین یا کہین کہ ما چنین کردیم چنان دیدیم۔ ایسا ہی کہا ہے شعبی نے۔ اور یک جماعۃ اہل علم کی اور بعض صوفیہ کہے ہین کہ بکراہت جائز ہے اپنے نفس کو اختیار دے لفظ انا کے ساتہ اور بعض صوفیہ کہتے ہین کہ کلمہ انا ہمارے لوگون سے صادر نہ ہووے کیونکہ اس لفظ سے خداے تعالے ابلیس پر لعن کیا ہے۔ اور اکثر کہتے ہین بلاکراہت جائز ہے کیونکہ وہ انبیاؤن سے واقع ہوتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین مذکور ہے اور خود حق تعالے امر فرماتا ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وقولہ تعالے اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ اور قولہ تعالے وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ اور رسول اللہ صلی اللہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ۔ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ۔ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ اور ایسا ہی کہا ہے امام تورپشتی شرح مصابیح مین۔ اور مین توفیق حق تعالے سے کہتا ہون کہ مراد مانع کی اس قول

سے اگر مطلقاً ہو وہ ایک امر ہے کہ کوئی صاحب عقل جائز نہ کہیگا کیونکہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور اسی لحاظ سے جو توربشتی نے ذکر کیا ہی لاکن مین گمان بلکہ یقین کرتا ہون کہ مراد منع سے اوس شخص کے لئے ہے جو مدعی ہو صدور اوس کا محض نفس سے اپنے یا واسطے تفاخر و تکبر کے کہے کیونکہ اول یہ کلمہ تکبر سے فرعون اور اوسکا بھائی ابلیس کہا ہے۔ اگر کوئی یہ کلمہ واسطے مدد کوئی قائل کے کہے جائز ہے بغیر تردد کے اور اسی قبیل سے وارد ہے احادیث مین۔ پس اس مقام مین تحقیق اور تشریح ضرور ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص تاریکی پردہ بشریت مین ہو اور چہرہ حواشی دل اوسکا سیاہ بہ ہوائے نفسانی ہو اگر وہ ایسا کلام یقین کے ساتھ کہے کلمات مشار الیہ کا وجود ہوائے تلبیس شیطانی سے ہے اوس کی چشمون کو رویت حقیقت سے محجوب کئے ہین اس لئے وہ اِن کلمات سے تفاخر کرتا ہے اور اپنے دعوے مین نصب العین کرتا ہی پس قول اوسکا مثل قول ابلیس اور فرعون کے ہے۔ اور جو شخص ایسی کدورتون سے اندھیریان قساوت قلبی سے اور حجاب ارواح عروج و ترقیات رفیق اعلی سے اور رویۃ حقایق اشیا غیر حق سے خالص ہووے اور آئینہ کدورات قاسی سے صاف ہووے وہ شخص ان کلمات سے وجود حقیقی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور نور حقیقی سے باقی بعد الفنا ہوتا ہے۔ اشارۃ اوسکی بظاہر مثل اشارۃ شجر بلفظ اِنِّیْ اَنَا اللہ ہے کیونکہ بظاہر متکلم شجر تھا لاکن وہ کلام واقع حکم متکلم سے تہا جو وہ ذات حق تعالے ہے۔ پس کلام مکملین کا بھی اسی قبیل سے ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى پس جس شخص کو یہ منزلت حاصل ہو وہ کلام کرتا ہے ایسے کلمات سے تکلم صحیح جائز و نادر۔ اور اسی قبیل سے ہے کلمات انبیاء اور اولیاء

علیہم السلام وعنہم الرضوان کے۔ اور قسم اول یعنے کلام بغرور تکبر خواص فرعون سے ہے۔ بنظر اسی باریکی کے شیخ بزرگ رضہ نے اشارہ فرمایا یُبْصِرُ فِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ اور دوسرے قصیدہ مین بعد کچھہ کلام کے فرمایا ہے اَنَا کُنْتُ مَعَ اِبْرَاهِیْم وَاَنَا کُنْتُ مَعَ نُوْحٍ وَاَنَا کُنْتُ مَعَ اَیُّوْبَ وَاَنَا کُنْتُ مَعَ مُوْسٰے وغیر ذٰلِکَ۔ وَمَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَاِنَّمَا تَکَلَّمَ رَبِّیْ مِنْ لِسَانٍ حَقِیْقِیْ چنانچہ کچھہ یک بیان اس سے گزرا ہے اول کتاب مین کہ کلام شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کا اوس قبیل سے ہے جو حدیث مین اِنَّ اللّٰہَ یَتَکَلَّمُ اَوْ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ آیا ہے۔ اور اوس قسم سے ہے جو حضرت نے یک وقت سیدی عبدالوہاب سے وعظ کرائے صاحبزادہ کو منبر پر جاے دیئے اور اونہون نے اقسام کے مطالب اور انواع کے اسرار بیان فرماے لاکن کسی سامع کے دل پر اوس کا اثر نہ ہوا اور جو حجاب دلون پر تھا نہ اوٹھایا گیا اوس وقت حضرت نے صاحبزادے کو فرمایا اَنْزِلْ یَا عَبْدَ الْوَهَّابِ بِاَنَّکَ مُتَکَلِّمٌ بِنَفْسِکَ یعنے اوتر جا اے عبدالوہاب کہ تو اپنے علم ظاہری اور تیزی طبیعت سے بیان کرتا ہے وَاِنِّیْ مُتَکَلِّمٌ بِاللّٰہِ اور مین تکلم کرتا ہون اللہ کی جانب سے فَمَنْ یَتَکَلَّمُ بِاللّٰہِ کَلَامُہٗ شِفَاءٌ لِلْاَمْرَاضِ الْقُلُوْبِ پس جو شخص کلام کرتا ہے خدا کی جانب سے کلام اوسکا شفا ہے واسطے بیماری قلوب کے وَالَّذِیْ اِصْطَلَمَ وَتَکَدَّرَ فَکَلَامُہٗ لَا یُخْرِجُ اَحَدًا مِنَ الظُّلْمَۃِ وَالْاِنْکِدَارِ بِقَدْرِ جَنَاحِ بَعُوْضَۃٍ اور جو شخص بے بنیاد اور مکدر ہو پس کلام اوس کا کسیکو اندہیری اور کدورت سے نہین نکالتا ہے بقدر پاؤن مچھر کے اور یہ ماحصل اوس مضمون کا ہے جو مولوی معنوی نے مثنوی مین فرمایا ہے اور مین نے چند ابیات فارسی مین ماحصل اوسکا کہتا ہون مثنوی از مؤلف

سہ آن انا زآتش دوزخ قرین ؎ این انا را نور رب العالمین ؎ آن انا

را شیمۂ شیطان بود ؛ این آنا را خطبۂ ایمان بود ؛ آن آنا ہمراہ دار دخارہا ؛ این آنا درحل آرد کارہا ؛ آن آنا صدر نگ آرد دردلت ؛ این آنا صد نوز زاید در گلت

باید دانست کہ حضرات بر سبیل اجمال در مرتبہ ترقی دو قسم ست یکے حضرت شہود و درین حضرت کثرت ملحوظ ست تبعاً از ینجا دائرہ ھ ہویت بخط وہمی مخطط گردد۔ دمعنے وہمی آن نیست کہ سوفسطائی گوید بلکہ لِكَوْنِهٖ فِيْ ظِلِّ الْوُجُوْدِ الْحَقِيْقِيْ وَهْمِيٌّ لَا اَنَّهٗ وَهْمِيٌّ وَاقِعِيٌّ كَمَا يَقُوْلُهُ السُّوْفَسْطَائِيَه فَصُوْرَةُ الدَّائِرَةِ هٰذِهٖ ①

اور حضرت التقریب فوق اس حضرت کے ہے کہ اوس مین خط وہمی مطلقاً نظر سے مٹ جاتا ہے۔ پس امر تمام اللہ کے لئے ہوتا ہے فَصُوْرَةُ الدَّائِرَةِ هٰكَذَا ○

فافہم۔ اس مضمون کو سمجھین اور تحقیق کو اس کے لازم نجانے بلحاظ سوال وجواب کے

سوال اگر کوئی کہے کہ جب شیخ رضے اللہ عنہ اول قصیدہ مین سَقَانِیْ فرمایا وہ صراحت اس بات کی کرتا ہے کہ حضرت کو مرتبہ وصول یعنے تمکین حاصل ہے اور یہ الفاظ تصریف اور تقریب کی دلالت کرتے ہین کہ حضرت کو مرتبہ تلوین تہا پس ان دونو مین کیونکر توفیق ہوسکتی ہے جواب کہونگا مین کہ تجکو ضرور ہے کہ اپنے دل کو اور روح کو اور سر کو حاضر رکہکر سماعت کرتا تجہے فائدہ پورا حاصل ہووے اور تیرا شکم نعمتون سے دل کے بہرجاے اور شربات روح کو سیراب کرنے والے سے سیراب ہوجاوے وہ یہ ہے کہ یہ کلام حضرت کا احتمال کئی وجوہ کا رکہتا ہے۔ یکیہ کہ طریق سَقَا موجب بوصال وار تواتحال جو قول اَنَا فِيْ حَضْرَةِ التَّقْرِيْبِ وَحْدِيْ ہے حاصل ہو یعنے حضرت فرمایا ہے کہ اللہ تعالے مجکو مقرب بساط وصول الیہ مین منفرد کیا ہے کیون کہ وہ مجہے تجلیات متواتر اور مجدد سے ہر ساعت مین پہیرا اور انوار جلال سے ترقی دیکر جمال مین پہنچایا پس پیا مین نے پیالہ وصال کے اور دیکہا مین ساقی ذوالجمال کو پس مجہے شوق بعد شوق حاصل ہوا اور اوس کے

بیان ... مضمون ... [illegible]

جمال کے طوق میرے روح اور قلب اور سیر کے گردن مین یکے بعد دیگرے ڈالگئے
فَهُوَ حَسْبِيْ فِيْ كُلِّ لَحْظَةٍ پس وہ مجکو بس کرتا ہے۔ ہر لحظہ مین اور مجکو خصلتین میرے جد
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیا فَلَا مِنَّةَ عَلَيَّ لِأَحَدٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
یعنے مجھپر کسیکا احسان سواے خدا و رسولؐ کے نہین ہے۔ گویا یہ کلام دلیل ہے اسپر
جواب مَقَامِيْ فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالٍ ہے یعنے میرا مقام فوق تمہارے ہے اول
اور اوسط اور انتہاے حال مین لِاَنِّيْ فِيْ حَضْرَةِ التَّقْرِيْبِ وَالتَّصْرِيْفِ مُنْفَرِدٌ
یعنے مین بارگاہ قربت اور تصریف مین یک ہون پرورش کیا مجکو خدا تعالےٰ نے تربیت
خاص مین پس ممکن نہین ہے تمکو کہ تم کمان میرے برابری کا کرین پس علاج کرو
چنگاریان نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ سے کیونکہ طبیب میرا بشارت
دیا ہے مجکو بابات شفا جسرت ہوے شربات لقا سے ہر درجہ مین ترقی کی کہ
جس مین تمام سیرابی ہے۔ پس تم اے اقطاب اپنے حدود آداب پر رہو تا کہ
ڈالے جاوین شربت بقدر تشنگی تمہارے کیونکہ لشکری خواہ بادشاہ بچپن مین ہو
خواہ بعد جلوس تخت سلطنت کے بادشاہ کے برابر نہین ہوسکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ
حضرت نے فرمایا کہ مین بعد فارغ ہونیکے رتبہ سے سَيْرُ اِلَى اللّٰهِ کے میرے پروردگار
نے مجکو پیالہ وصال سے سیراب کیا رتبہ مین سَيْرُ فِي اللّٰهِ کے اور سیر میرا فی اللہ
مثل سیر فی اللہ دوسرے افراد کے نہین ہے بلکہ اس امر مین بھی مین یک ہون نظر
اس کے یہی مجہول ہوتا ہے کہ یہ جملہ واسطے اکمال اور تفصیل قول مَقَامِيْ فَوْقَكُمْ
مَا زَالَ عَالٍ کے فرمایا ہے یعنے تم میرے منزلات کو بعد وصول بھی نہ پہونچوگے
جیسا کہ سیر میرا اِلَى اللّٰهِ اعلیٰ ہے تمسے ایسا ہی سیر میرا فِي اللّٰهِ اعلیٰ ہے کیونکہ
ثمرہ کی ترقی موجب ترقی جہاڑ کے ہوتی ہے۔ پس ہرگاہ میرا شجر پاک یعنی سَيْرُ
اِلَى اللّٰهِ کہ اوس کی جڑ تَحْتَ الثَّرٰى استسلام اور رضا تک ہے اور اوسکو پانی

چشمہ صفوۃ اور بقا سے دیا گیا ہے پس کیا حال ہے کا میرے وہ ثمر کا جو زیادہ ہے
اس شجر سے یعنے سَیرٌ فِی اللّٰہ سے - پس مین ہر روز یک حال مین ہون اعلیٰ تر
پہلے سے شیونات دوسرے ہین یہانتک کہ ہو گیا ہون مین فَرْدٌ اَلْفَرْدُ لَاشَرِیْکَ
لِیْ اور پہنچ گیا ہون مین ایسی دولت کو جو نہین پہونچا ہے کوئی اولیاء اوّلین اور
آخرین سے سوا ے صحابہ اور مہدی رضے اللہ عنہم کے پس کھانا اور پینا میرا
بستر قربت کمال اور تصریف یعنے انقلاب کمالات الٰہیہ مین ہے اس لئے
کمالات میرے فوق اور ادوم ہین - اور مین وہ ہون کہ میرے جد نے مجھے اس
فطرت مین تربیت فرمایا ہے اور میرا جسم حقیقۃً حقیقی سے نورانی ہوا ہے مین پہنچ
گیا ہون اوس مقام کو کہ جو متصل ہے سَیرٌ فِی اللّٰہ سے بعد سَیرٌ اِلَی اللّٰہ کے -
اور اسی لئے حضرت نے فرمایا ہے اَعْطَانِی الْمَوْلیٰ اَجَلَّ وِلَایَۃٍ لَمْ یُعْطِھَا
لِغَیْرِیْ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ - اور فرمایا قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلیٰ رَقَبَۃِ کُلِّ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ
یہ تمام مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کو نیابۃ مطلقہ تھی کہ
وہ مخصوص کوئی زمانہ اور وقت سے نہین ہوسکتی ہے - پس تحقیق قرب حضرت
کا بارگاہ الٰہی مین مع التصرف ہے یعنے کمالات آلہیہ معطیہ حضرت کے غیر متناہی
اور اعلیٰ اور برگزیدہ تمام اولیاء اللہ سے ہین اگر ایسا نہ ہوتا تو فردانیت اوس
حضرت کی علی الاطلاق نہ ہوتی اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ اور یہ کلام
حضرت رضؓ کا سچ ہے ہرگز کوئی اس کو مبالغۃً نہین کہہ سکتا ہے کیونکہ وقت میلاد
سے وفات تک کبھی آپ کے زبان پر مبالغہ نہین آیا - قرب حق مین آپ کو وہ
مقام ہے کہ جسکو مخدع مقامات یعنے سرخانہ ملک کہتے ہین کہ وہ ایسا مقام ہے
اوس کو سواے بادشاہ اور اوس کے ہمنشینون کے کوئی دوسرا نہین جانتا ہے
اور کوئی شخص اوس کے اطراف مین قدم نہین رکھہ سکتا ہے اور محبوب بادشاہ کا

قرب بموجب قدر اور تصرف اکوان اوس کے کرتے ہین ۔ ایسا ہی شیخ بزرگ رض
اوس مقام مین پہنچ ہوئے تھے اور مفرد ایسے ہین کہ اوس بساط پر کوئی شریک اونکا
اس نشاۃ مین نہین ہے ۔ پس جہل مرکب ہر وہ چیز جو جاری ہوئی زبان پر بعض
صوفیہ لاف زن اس زمانہ کے اس بات سے کہ تصرف اکوان کا شیخ بزرگ رض
کے نسبت بڑا تجاوز ہے حد سے لاکن نسبت قرب کی بسبب قلت تصرفات کے قلت
اور قصور مین ہے ۔ کیونکہ ظہور تصرفات کا اونمین اونسے نہین تھا بلکہ ظاہر ہوتا
تھا اونسے اوس مغلوبیت مین بلا تعلق اور قطع جہتہ قرب کے ۔ بنظر اس کے کہ ترقی
تصرف کی ترقی قرب سے امر ظاہر ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ وزیر بادشاہ کا
بسبب اوس قرب کے امور سلطانی مین تصرف کرسکتا ہے پس مغلوبیت قرب
کو دلیل غلبہ تصرف کی کرنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ۔ پس چاہیئے کہ وہ جہلا اس
جھوٹے دعوے سے توبہ کرین واگر نہین اون کی نافہمی طوق گردن کا ہوگی
کہ وہ قوم نادان اور جاہل ہین چونکہ جیسا اونکے کلمات مفتریات ہین ویسا ہی
اوس کے موافق اون کی سزا ہوگی اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ
شَیْءٍ قَدْرًا اور اون کے چہرون پر شہب ڈالے جاوینگے اور پوست کھینچے
جاوین گے اور اون کے وہم کے رخسار پر آتش ڈالین گے اور آتش اون کے
پیٹون مین بھرین گے چہرے اون کے سیاہ ہون گے وَیَغْلِیْ فِیْ بُطُوْنِ قُلُوْبِہِمْ
حَمِیْمٌ مِنْ یَحْمُوْمٍ یعنے جوش کریگا اون کے دلون کے پیٹ مین آب گرم ۔
اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَہُمْ زَفِیْرٌ وَّشَہِیْقٌ یعنے حق تعالے فرماتا ہے
بدرستیکہ وہ لوگ جھٹلاے آیات پروردگار کو اون کے لئے بلاے سخت و آواز
کریہ ہوگا لَا یَمُوْتُوْنَ مِنْ خَطَرَاتِہِمْ حَتّٰی یَتَخَلَّصُوْا وَلَا یَحْیَوْنَ بُیُوْتًا لَہُمْ حَتّٰی
یَتَوَّوْا یعنے نہ وہ مثل مردہ ہون گے اپنے خطرات سے تاکہ خلاص ہووین اور

نہ زندہ ہون گے مکانون مین اپنے تاکہ سیراب ہووین پس کیونکر ایسے لوگونکو
آب سرد دیا جاوے بلکہ خوراک اونکا خاشاک اور پانی خون وریم ہوگا اَللّٰھُمَّ
وَفِّقْھُمْ بِالتَّوْبَۃِ اِنَّ حَضْرَتَکَ حَضْرَۃٌ رَحِیْمٌ وَھِدَایَۃٍ یعنے اے بارخدایا تو
توفیق دے اونکو توبہ کی کیونکہ بارگاہ تیری بارگاہ رحم اور ہدایت ہے۔
رَبِّ زِدْنِیْ فِیْ شَرْحِ الْقَصِیْدَۃِ الْمُبَارَکَۃِ وَاحْفَظْنِیْ مِنَ الزَّلَلِ وَالْخَلَلِ۔
اور تیسرا وجہ اس کلام اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ کا یہ ہے کہ مراد اوس
تقریب سے تقریب شیخ رض کی اپنے مریدون سے ہو کیونکہ جب حضرت رضی اللہ عنہ
اقطاب سے فرمایا مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالٍ اقطاب کے دلون مین خطرہ آیا کہ
مراتب عالیہ کو جو تحت مقام خاص ہین کیونکر ترقی اوس طرف ہوسکتی ہے حضرت نے
اونکو ارشاد فرمایا اِنِّیْ فِیْ ھٰذَا التَّقْرِیْبِ مُنْفَرِدٌ یعنے مین اس تقریب مین یکہ ہون
بہت لوگ جو بعد بسط کی قید قبض مین تہے اور اسباب ترقی مین حیران تہے
اون کو ارشاد فرمایا کہ مین واسطے فتح باب مریدین کے نزدیک ہون جیسا کہ
مرید شیخ علی ہیتی وغیرہ کے لئے ہوا۔ گویا کہ اقطاب کے لئے فرمایا کہ تم اپنے
نفوس کو ارادہ پر میرے ثابت رکھو اور اپنے دلون کو دروازہ سعادت کی
طرف کھینچو اور درجات عُلیٰ سے نزدیک ہو جاؤ لِاَنِّیْ فِیْ حُضُوْرِ بِسَاطِ
الْاِرْشَادِ مُنْفَرِدٌ کیونکہ مین بستر ارشاد وحضور مین یکہ ہون خدائے تعالے
اپنے فضل خاص سے مجھے توفیق اس کی دیا ہے کیونکہ وہ اپنے تصریفات
مخصوصہ سے مجھے پھیرتا ہے اور وہ مجھے بس ہے اور کافی ہے اوسکو جس نے
میرا دامن پکڑا اور اپنے مقصود کو پہنچا وَھُوَ الْمُرْشِدُ الرَّشِیْدُ یَبْدَءُ وَیُعِیْدُ
یعنے وہ ارشاد کرنے والا رشید کا ہے اور اوسی سے آغاز اور اوسیکی طرف
رجوع ہے۔ گویا یہ قول بموجب قول بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا کے ہے اور موافق اوسکے

ہے جو حضرت مخدوم نے بعض کلام مین فرمایا ہے یَا اَبْدَالُ یَا اَبْطَالُ یَا اَقْطَابُ
یَا اَہْلَ الصَّوَامِعِ ھُدِمَتْ صَوَامِعُکُمْ ھَلُمُّوْا ھَلُمُّوْا اِلٰی بَحْرٍ لَا سَاحِلَ لَہٗ اور
یہ کلام بطریق تعلیم کے ہے اولیاء واقطاب وغیرہ کو واسطے نکلنے کے قیود توقف
اوس چیز سے جو حاصل ہوئے ہین مراتب عالیہ اوس سے کیون کہ انسان مقصور
الحوصلہ ہے اگر تہوڑی چیز سے کمالات کے ظرف اوس کا بہر جاے اوسی پر
اکتفا کرتا ہے جیسا کہ اگر کسی فرزند کو باپ کے مال سے یک حصہ دولت کا قسم دراہم
ودنانیر اور کڑیان طلا اور چاندی سے ملے کم حوصلہ گی سے اپنے گمان کرتا ہے کہ اس
سے بڑی کوئی دولت نہ ہوگی اوس وقت پدر شفیق اوس کا کہتا ہے کہ اے
فرزند دلبند کہ تو گمان نہ کر کہ اسیقدر دولت میری ہے بلکہ میرے نزدیک
اور اتنی دولت موجود ہے کہ دولت تیری یک جزو اوسکا ہے مقصود اوس سے
یہ ہے کہ تا معلوم ہووے کہ باپ کے نزدیک دولت محصلہ سے زاید موجود ہے
چاہیئے کہ اوس کو بہی حاصل کرنے کی فکر کرے اور ایسا ہی حال اکثر معارف کا
ہے اور اسی معنی سے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ
جَمْعًا اور غرض اس کلام سے اظہار تصرف اپنا ہے احوال مین اقطاب کے
بحیثیت ترقی کے۔ پس جو شخص ارادہ کرے ترقی کو ضرور ہے کہ ماحصل پر تقاعد
نہ کرے اور اوس کو کمال نہ جانے کیون کہ اِنَّ فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ وَاللّٰہُ
فِیْ کُلِّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ ۝ یعنے ہر ذی علم سے یک عالم زیادہ ہوتا ہے اور اللہ
تعالے کے لئے ہر روز یک ظہور دوسرا ہوتا ہے۔ تحقیق اس کلام کی موقوف ہے
تفصیل تصریف مین اس لئے مین اس کو آغاز کرتا ہون (تصریف شریف)
اے طالب جان تو اس بات کو کہ کمال خارجی ورطہ خیال مین اس بات کے ہر
کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ بَنِیْ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنے خداتعالے نے پیدا کیا بنی آدم کو

بیان تفصیل تصریف بیان

اپنی صورت پر لاکن اوس کے وجود حسی کو امور خسیسہ لذائذ شہوات اور امورات
باطل سے جرگین کیا ہے اور مشغول کیا ہے اوس کو حاصل کرنے مین اون امور کے
اور مشغول کیا ہے اوس کے جمع پر یہان تک کہ بہول گیا ہے اس بات کو کہ پیدا کیا گیا
ہے اوس کی معرفت اور وصول کے لئے پس دل اوس کا قاصی مثل پتہر یا پتہر سے
بہی زیادہ سخت ہو گیا ہے کیون کہ پتہر بسا وقت جب پہوڑا جاتا ہے اوس سے چشمۂ
شیرین نکلتا ہے اور جنگلون مین فصول غلات اور ثمرات ہوتے ہین مگر جو دل کہ مسخ
ہوتا ہے نہ اوس سے پانی نکلتا ہے اور نہ زمین زندہ ہوتی ہے بلکہ وہ راندۂ خالق
کا ہوتا ہے ۔ پس جب خدائے تعالے اوس دل کو اصل مقام کی طرف پہیر دینا
چاہتا ہے اوس کو ان پلیدیون سے نکالتا ہے اور خواہش دنیوی اوس سے دور
کرتا ہے اور اعمال حسنہ کے نور سے روشن کرتا ہے بعدہ اپنے جلال وجمال کے
نور سے بہر دیتا ہے ندامت بعد ندامت حاصل ہوتی ہے طبیبان امراض پوشیدہ
کی طرف رجوع کرواتا ہے اور معجون شفا نصیب ہوتی ہے پس اطبا یعنی علماء باطن

بیان صفات اطبای امراض قلبی یعنی علماء اللہ کا بیان

ہین جاننے والے خدائے تعالے کے جو طلب مین اس علم کے شہرہاے نیابت
الٰہی تک گئے ہین اور روزن دل تک پہونچے ہین اور واسطے قطع کرنے اس مسافت
کے حرارت مین آفتاب جلال حق کے مضمحل ہو گئے ہین اور سایۂ جمال مین آکر اوس
چیز کو پہنچ گئے ہین جو حق تعالے اون کے لئے ارادہ خیر کا کیا تہا وہ علماء ایسے ہین
فَمَا یَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللهُ یعنے نہین چاہتے ہین وہ مگر وہی جو خدائے تعالے
چاہا ہے ۔ اور وہ لوگ اس مقدمہ مین گویا خادم اور نائب حق تعالے کے ہین
تربیت وتعلیم مین ارادہ وامر حق کا مع القید احتراز نواہی کے کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ خانۂ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بیٹہو اور خواہش نفسانی
سے اپنے کو نگاہ رکہو ۔ اور وہ اطبا بیمارون کو واسطے نوش منضج فنا کے حکم کرتے

بیان
صفات جلال وجمال

ہین کہ غذا اوامر شرعی کی کہاوین اور شربت فضائل طریقی کا حاصل کرین وتاکید
کرتے ہین واسطے پرہیز کے محرمات اور مکروہات اور غیر اون کے سے۔ اگر وہ بیماران
ان چیزون سے پرہیز نہ کرین بخار رق نافرمانی اور محرومی مین مبتلا ہوتے ہین
اور دردسر قہر اور غضب کا اونپر لاحق ہوتا ہے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ پس اگر وہ بیمارون
نے امور مذکور سے پرہیز کئے اور اس تصریف اور استشفار (طلب شفا) پر ہمیشہ رہے
خدا تعالے اون کو شفار کلی نصیب کرتا ہے اور وہ اقرار کرتے ہین کہ قرآن مجید
دوا کے ساتھ نازل کیا گیا ہے اور اوس مین دوائین مسلمانون کے لئے شفار صدر
اور قلب کی موجود ہین۔ اسپر بہی اگر کچھہ مواد خوذ کبر کا رہجاے رگون کی
وہمون اور حالات ناسدہ کے جو موجب سودا اور جنون کے ہین راہ مستقیم پر
چلکے نکالتے ہین۔ اور جب وجہ قلب اور چشم سے اونکے دمویات کلیہ مظلمہ و
منسوخہ نکالے گئے خدا تعالے اونکو شفا بعد شفا رحمت فرماتا ہے۔ اور یہ تصریف
کا ظہور ممکن نہین مگر بعد معالجہ اس عمل کے آلات جارحہ اور اسباب طبیہ کے
جو وہ آثار اطوار جمالہ وجلالہ اللہ تعالے جل جلالہ کے ہین پس ضرور ہے
کہ اوس کو بہی بیان کرتا ہون تاکہ صنعت علم کی کلی تجھکو حاصل ہو۔ چون کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر صنعت مین اہل صالح
سے مدد لی جاے وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق جاننا چاہیئے کہ جلال اور جمال دو صفات
لازم ہین ذات باریتعالے کو ہرگز وہ کوئی وجہ جدا نہین ہوسکتے ہین اور اسی سے
ہر یک صفت صفات حق تعالے سے پیدا ہوتے ہین اور اون صفات کا نام
لطف وقہر ہے لاکن ضرور ہے کہ اس بات کو جانے کہ جمال کبہی جلال
ہو جاتا ہے اور کبہی جلال جمال ہوتا ہے اور یہ کسیکو تمیز نہین ہوتا ہے مگر
اوسکو کہ خداے تعالے رزق قدسی سے نصیب کیا ہے اس لئے پیغمبر علیہم الصلوٰۃ

اور اولیاء علیہم الرحمات امر کیئے ہین واسطے رضا اور صبر علی البلاء کے اور واسطے شکر اور تسلیم کے۔ اس لئے جو اولیاء ذائقہ شربتین وصول حق کا چکھے ہین بلاؤنپر شکر اور رضاؤنپر صبر بطلب قدسی سے کرتے ہین مرصاد العباد مین لکھا ہے۔ کہ جلال و جمال ہر دو صفت لازمہ ذات ست و تجلی ہر یکے ازین دو صفت ہم ذاتی وہم افعالی ست ومیان نور جلال و جمال مسیرت نہ ہزار سال است قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَیْنَ نُوْرِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ مَسِیْرَةُ تِسْعِ الْاٰفِ سَنَةٍ پس ضرور ہے تحقیق کرے تجلیات جمال اور جلال کو تاکہ فرق جمال و جلال کا اور حقیقت تصریف اور تلوین کی ظاہر ہووے ــــــ

بیان تجلیات اور اقسام اور انواع اون کے

اور سابق بہی ہمنے وعدہ اس تحقیق کا کیئے ہین فَاسْتَمْسِكْ بِاللّٰهِ الرَّفِیْقِ پس جاننا چاہیئے کہ تجلی عبارت ہے ظہور ذات اور اظہار صفت جلال اور جمال سے اور معنے ظہور کا یہ ہے کہ وجود سالک کا تمام محو ہو جاوے اور بعوض اوس کے وجود حق سے موجود صفت سے اوس کے موصوف ہووے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج مین تجلی ذاتی اور صفاتی کلی حاصل ہوئی چنانچہ شمائل الاتقیاء مین لکھا ہے۔ حضرت رسالت پناہ صلعم را در معراج تجلی ذات وجمیع صفات الوہیة ظاہر شد بدین صفة کہ جملگی ہستی رسول بتاراج دادند بعدہ بعوض وجود وجود ہستی ذات الوہیة اثبات فرمودند و معنے اظہار آن ست کہ چیزے را در یکے پیدا کنند واو را از آن اظہار یعنے از آن تجلی مشاہدہ وشعور نباشد

بیان معنی اظہار

چنانچہ صاحب مرصاد نبشتہ است کہ بر مہتر آدم عَلٰی نبینا و علیہ السلام نیز تجلی ذات وصفات شد فامّا بمعنے اظہار نہ بمعنے ظہور کما قال علیہ السلام اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ فَتَجَلّٰی فِیْهِ یعنے تجلی اظہار نہ ظہور۔ پس ضرور ہے کہ معلوم کرے کہ درمیان تجلی ظہوری و اظہاری اس قدر فرق ہے جیسا کہ درمیان زمین اور آسمان

بیان فرق تجلی ظہوری و اظہاری

کے یعنے ذاتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ظہور ہے اور آدم علیہ السلام مین اظہار اور ان دونون مین بہت دوری ہے اس کو چاہیئے یاد رکہین اور اگر اس سے زیادہ تحقیق منظور ہو تو سن لے جو اقسام تجلی کیے جاتے ہین۔ پہلی تجلی ذاتی ہے۔ دوسری صفاتی۔ تیسری ثبوتی۔ چوتھی سلبی ہے۔ اور یہ دو آخر کے یعنے تجلی ثبوتی اور سلبی صفاتیہ ہوتے ہین کبہی ان کو جلالی و جمالی کہتے ہین اور کبہی انکے لئے انواع بہت قرار دیتے ہین۔ یعنے نفسی۔ اور معنوی۔ اور موجودی اور واحدی۔ اور قائم بنفسی۔ اور جبروتی۔ اور عظموتی۔ اور عینی۔ اور قیومی اور کبریائی۔ اور عظمت قہاری۔ اور تجلی روح قدسی۔ اور تجلی روحانی۔ اور رحمانی اور ہر ایک کے لئے ان صفات سے شرح اور بسط ہونا ضرور ہے۔ محققین نے اس بارہ مین جس قدر اون سے ہوا تحقیق کئے ہین۔ اور مین بہی خدا کے فضل سے جو مجہپر ظاہر ہوا انشاء اللہ تعالے بیان کرونگا اور درمیان اس کے کوئی یک تحقیق علماء سے ذکر کرونگا تو حوالہ انکا ہی بیان کرونگا وباللہ التوفیق۔ جاننا چاہیئے کہ اس مقام مین صاحب شمائل الاتقیا تفصیل عجیب اور تحقیق غریب لکہا ہے وہ عبارت فارسی بعینہ لکہی جاتی ہے تاکہ ہر یک اوسپر مطلع ہووے وہ یہ ہے بدان کہ تجلی ذات و صفات کہ بر مہتر آدم رسیدہ ثابت ست وتحقیق ازین حدیث واضح میشود قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ فَتَجَلّٰی فِیْہِ۔ پیر ہرو گوید حق تعالے زمین وآسمان را آفریدہ قدرت خویش پیدا کرد وخواست کہ خود را آشکارا کند آدم را آفرید کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ برین حاکیست فاما تجلی ذات مع جمیع الاوصاف کہ حضرت رسالت را بود ہیچ پیغمبرے را نبود ونصیب ازین سعادت اخص امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز باشد ببرہان کلمات قدسی لَایَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَی النَّوَافِلِ حَتّٰی اَحَبَّہٗ فَاِذَا

حکم
انواع تجلی صفاتی

بیان
تجلی ذاتی اور انواع اوسکی

اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّلِسَانًا بِیْ یَسْمَعُ وَیَبْصُرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَ
یَنْطِقُ۔ و این ہمہ خواص تجلی ذات الوہیت ست تجلی ذاتی دیگر ست ۔ مرصاد
مین لکھا ہے ۔ تجلی ذاتی بر دو نوع ست الوہیتی و ربوبیتی ۔ الوہیتی حضرت
رسالتؐ را بود و ربوبیتی مہتر موسیٰؑ را کہ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ
مُوْسٰی صَعِقًا کوہ طفیل بود و موسےٰؑ طفیل کوہ ۔ مہتر موسےٰؑ را صاعقہ و بیہوشی
شد کہ بقفا دو کوہ پارہ پارہ شد ربوبیت پرورندہ و دارندہ و نوازندہ بود
کہ ایشان ناشی ماندند وگرنہ ہر دو ناچیز مے شدند ۔ چون تخم تجلی در طینت
آدم کاشتند در ولایت موسےٰؑ نعرۂ اَرِنِیْ برآمد و در ولایت محمد رسول اللہ
ثمرہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ بکمال رسید خوشہ چینان خرمن محمدی
تا ابد الآباد ازین ثمرہ تناول خواہند کرد وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا
نَاظِرَۃٌ ط برین معنے ست تجلی صفات ذاتی و افعالی اند ۔ رموز الواہلین مین
لکھا ہے ۔ نزدیک متکلمان صفات ذاتی ہشت ست وآنرا ثبوتی ہم گویند
و افعالی ہم بیعدد ست وآن را سلبی خوانند فاما نزدیک محققان جلال وجمال
دا حد و صمد نیز از صفات ذاتی ست و زاید بر ذات ست اسما لاثیر اما سر تجلی
خالص
این صفات یافتن علوم مِنْ لَّدُنِّیْ و محو آثار بشریت و دانستن معنے کلام
فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی و معانی حروف مقطعات باشد ۔ اور مرصاد مین
یہ بھی لکھا ہے جلال وجمال دو صفت لازمہ ذات باریتعالے ست و تجلی جمال
با مشاہدہ بود و تجلی جلال نیز مشاہدہ ۔ مشاہدہ مفاعلہ است مشارکت طلبد و اثنینیۃ
تقاضا مے کند در مقام تلوین بود ۔ و تجلی جلال رافع اثنینیۃ و مثبت احدیت
و در مقام تمکین باشد و ہر یک ازین دو صفت را ہم صفاتے ذاتی ست وہم افعالی
ذاتی جمال بر دو نوع ست نفسی و معنوی ست ۔ نفسی آن کہ دلالت بر ذات باریتعالے

بیان تجلی ذاتی نفسی و معنوی

کنند بر معنی زیادتی ذات و آن سه گونه است موجودی و واحدی و
قائم بنفسی تاثیر این سه صفت اگر بنده بصفت موجودی متجلی شود - و چون شیخ
جنید گوید لَیْسَ فِی جُبَّتِی سِوَی اللهِ واگر بصفت واحدی تجلی شود چون ابوسعید
ابوالخیر گوید مَا فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللهُ واگر بصفت قائم بنفسی متجلی شود چون بایزید
که سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ گفته - اما معنوی آن ست که دلالت کند بر معنی
زیادت بر ذات و آن هشت ست چنانچه علم و قدرت و بصر و سمع
و ارادت و حیوٰة و کلام و بقا تاثیر این هشت صفت اگر حق تعالیٰ بر بنده
بصفت علم متجلی شود حقایق بے واسطه علم یعنی علم مِنْ لَدُنِّیْ رو نماید چنانچه مهتر آدم
را بود که عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا و بعض اخص اولیا ست امت محمدی را نیز
علم من لدنی ارزانی فرموده اند - واگر حق تعالیٰ بصفت قدرت به بنده متجلی شود
چنان بود که حضرت رسالت صلی الله علیه وآله وسلم باشاره انگشت پاک ماه را
دو پاره کرده اند و بیک مشت خاک لشکر کفار را هزیمت داده اند وَمَا رَمَیْتَ
اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللهَ رَمٰی سر این معنی ست واگر حق تعالیٰ بر بنده بصفت
مریدی تجلی کند چنان بود که مهتر سلیمان ع بدیدن اسپان مشغول بود آفتاب فرو
میرفت بدعاے مهتر سلیمان آفتاب را باز گردانیدند کما قال الله تعالیٰ رُدُّوْهَا
عَلَیَّ سر این معنی ست و این معنی از اولیا راست محمدی صلی الله علیه وآله وسلم
نیز منقول ست تا آن که اراده حق به اراده بنده مے شود حضرت فرید فرموده اند
بنده هفتاد سال در اراده حق کار کرد بعده هرچه بنده فرید مے خواهد خدا میخواهد
قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم اِنَّ لِلّٰهِ رِجَالًا یَرْضٰی لِرِضَائِهِمْ وَیَغْضَبُ
بِغَضَبِهِمْ کَمَا اَنَّهُمْ یَرْضَوْا لِرِضَائِهٖ وَیَغْضَبُوْنَ بِغَضَبِهٖ وَمَا یَشَاءُوْنَ اِلَّا
اَنْ یَّشَاءَ اللهُ برین معنی ست - واگر بصفت سمعی بر بنده متجلی شود چنان بود که

بیان معنی تجلی بصفت معنوی

بیان تجلی بصفت مریدی [illegible]

بیان معنی تجلی بصفت سمعی

که از جمیع جمادات و حیوانات و نباتات تسبیحی که ایشان می گویند بشنود چنانچه
آن حضرت سنگریزه بر داشت تسبیح آنها می شنید بدست ابو بکر امیر المؤمنین
داد همچنان گویان بود تا آن که بر دست هر چهار یار داد بعده خاموش شد
مهتر سلیمان ع را سخن مورچه شنیده شد این تجلی سمیعی بجائے رسد که کلام حقیقی حق
تعالی را حرف و صوت و بے جهة و بے حجاب بشنود اما هر کرا بشنواند بشنود۔
این فقیر گوید تجلی قدرت و سمیعی بلکه همه این صفات تجلی معنوی که بر ذات حضرت
غوث ربانی ظهور کرده اند در افراد هیچ ولی از اولیاء امت محمدی صلی الله علیه وسلم
ظهور کرده قدرت از نام شریف او که عبد القادر ست باید فهمید ۔ و سمیعی از کلام
غوثیه باید اندیشید و بعد از بیان همه تجلیات معنے یُبْصِرُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ
بر تو توجه اتم هویدا خواهد شد ان شاء الله تعالیٰ ۔ و اگر بصفت بصری بر بنده
متجلی شود چنان شود که حضرت رسالت صلعم آن قدر که پیش دیدے همان قدر در پس
دیدے فقیر گوید نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا بیان این صفت بصیرت است
چنانچه آید ان شاء الله تعالیٰ ۔ و اگر بصفت حیات متجلی شود چون خضر و الیاس
تا قیامت زنده اند فقیر گوید که این صفت در همه پیغمبران و اولیاست زیرا که
بمایشان مرگ نیست انتقال از خانه بخانه دیگر است اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا
یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ و این معنے از بسیاری از
مردم درباره اولیا شنیده شده است و فقیر مترجم نیز تصدیق این می کند
زیرا که بعد وفات برادرم مولوی سید صبغة الله قادری الشطاری مولوی سید
تاج الدین صاحب مدرس دار العلوم سرکار عالی که جوان صالح و تلمیذ برادرم موصوف
اند شبے بخواب دیدند که مکانے عالی شان ست و بر روے آن پردها انداخته
اند درین اثنا از اندرون پرده برادرم بیرون آمد ایشان بدیدن او شان شاد

بیان مظهریت حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه بصفات [illegible]

بیان تجلی بصری

بیان تجلی حیات و بیان [illegible]

احوال برادر [illegible]

شده پرسید که این مکان کدام ست فرمود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درینجا
بوده اند و مرا خدمت وضو کنانیدن حضرت مفوض ست مدرس مزکور پرسید
که شما انتقال کرده بودند چه حال ست در جواب فرمود هیچ نه از آنجا انتقال کرده
اینجا رسیده ام شما برادرم میانصاحب یعنی مترجم و سید شیخن صاحب شطاری را
نیز خبر کنید صبح آن مدرس مزبور نزد فقیر آمده خواب خود بیان کردند و پرسیدند
که سید شیخن صاحب کدام اند من اوشان را نمی دانم جواب دادم بزرگی
از هم طریقه ما اندرون دروازه و بیر پور می باشند معلوم نه شد که اوشان نزد
سید صاحب موصوف رفته خبر کردند یا نه لاکن فقیر وقتی قبل از چند سال در
دعوت بخانه مولوی محمد حمید الدین صاحب از صاحب موصوف ملاقی شده این قصه را
بیان کرده است اغلب که باوشان یاد خواهد بود و حالا مدرس مزبور نیز موجود اند
الحاصل شارح می گوید این چنین معامله از تجلی حیات می شود که اکثر بصورت خود
ظاهر شده امداد نموده اند خاصه از جناب غوث صمدانی بحد تواتر رسیده —

بیان تجلی صفت

واگر بصفت متکلمی بر بنده متجلی شود هر سخنی که آن بنده گوید از خدا بود چنانچه حضرت
رسالت فرمود که اِنَّ الحَقَّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ ۔ واگر بصفت بقا
کسی متجلی شود رفع انیة انسانی و ثبوت صفت ربانی یابد و بنده بصفت بقا که
بَقَاءُ العَبْدِ مِنْ مُشَاهِدَةِ الهِیَّةِ است موصوف گردد یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَاءُ
وَیُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الکِتَابِ سر این معنی است فقیر گوید جناب غوث ربانی
در قصائد حمیده فرموده اند تَکَلَّمَ رَبِّی مِنْ لِسَانٍ حَقِیْقِیٍّ درین تجلی باید فهمید
و نیز فرموده اند درین قصیده وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ چهارگانه و در قصائد دیگر نیز
فرموده اند نَازَعْتُ الْقَدَرَا و سوای این اقوال دیگر همه در بیان این تجلی
بقائی ست قطعه این هشت صفت معنوی از ذات جمال ؎ تاثیر و خواص آن خواهد بیان

زین پس بشنو خواص افعال جمال ؏ وآن بے عددست گفتہ شدہ چندین ازان
(تجلی صفت افعالی) جمال صفات افعالی بے عددست فاما چند صفت کہ جمیع
افعال را شتمل بود صاحب مرصاد بیان فرمود چنانچہ خالقی و رازقی و احیائی
و اماتتی و تاثیر تجلی خالقی ست ہرگاہ کہ حق تعالے بر بندہ بصفت خالقی متجلی
گردد ہمچو مہتر عیسیٰ بود کہ تخلق من الطین کھیئۃ الطین فانفخ فیہ فیکون
طیرا باذنی ۔ واگر بصفت رازقی متجلی شود ہمچو مریم علیہا السلام بود کہ وھزی
الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا ۔ واگر بصفت احیائی
بر بندہ متجلی شود ہمچو بایزید قدس سرہ بود کہ بر مرید ابوتراب نخشبی نظر کرد
وآن مرید نعرہ زدہ بیفتاد و بمرد ۔ اور رسالہ رموزین صاحب تالیف لکھتا ہے
اماتت اگرچہ از افعال جمال ست فاما تاثیر قہر دارد و درینجا سرے و رمز
عظیم ست کہ نتوان گفت ؎ این صفات ذات و افعال جمال اللہ بود ؏
پس صفات ذات افعالی ہم شنو ؏ در مرصاد گفتہ صفات جلال نیز بر دو
نوع ست افعالی و ذاتی ۔ صفات افعالی ہمچو صفات افعال جمال ست
چنانچہ خالقی و رازقی و احیائی و اماتتی ۔ فاما ذاتی بر دو نوع ست جبروتی
و عظموتی ۔ و تاثیر تجلی این دو صفت متلون ست ۔ تجلی جبروتی کہ نتیجہ ذاتی
جلالی ست اگر بر بندہ بصفت جبروتی متجلی شود نورسے بے حسابے و بی غایت
در غایت ست ظاہر گردد بے لون و کیفیت ۔ فنائے صفات انسانی و محو
آثار ہستی پیدا آید و آشکارا کند ؎ یک جرعہ از جام جلال تو بس ست ؏
تا از عدم و وجود بیزار شوم ؏ تجلی عظموتی بچہار نتیجہ است حیی و قیومی و کبریائی
و عظمت قہاری ۔ و ہر یک ازین نتائج را در تجلی تاثیر ست ۔ در تجلی حیی
و قیومی فناء الفنا روے نماید و بقاء البقا حاصل شود یہدی اللہ لنورہ من

تجلی صفت افعالی

انواع صفات جلال

یَشَآءُ بظہور انجامد کہ فنا نہ پذیرد و طلوعے کہ غیر انس نباشد۔ و در کبریائی عظمت سالک انچہ باشد گم گردد بنشیند و علم و معرفت بجہل و نکرت تبدیل شود و این جہلے ست کہ بالاتر از علم ست از اینجا معنے قول حضرت غوث ربانی واضح گردد قِیْلَ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مَا عِلْمُ الْعِلْمِ قَالَ الْجَہْلُ عَنِ الْعِلْمِ یعنے جناب غوث الاعظم رضے اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جاننا علم کا کیا ہے فرمایا کہ جہل علم ہے یعنے باوجود علم اپنے کو بے علم سمجھنا علم ہے اور یہ قول بموجب قول امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضے اللہ عنہ کے ہے اَلْعَجْزُ عَنِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ یعنے آپ کو ادراک سے عاجز جاننا عین ادراک ہے۔ اور یہی بات مفہوم ہے حدیث مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ سے۔ و چون عظمت قہاری بر عام موجودات متجلی شود و قیامت قایم گردد و رقم کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ط بر ناصیہ موجودات کشند و ندائے لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ در دہند و ہم بصفت الوہیت خود جواب گوید کہ بعد الواحد القہار تجلی روح قدسی حق ست گاہ باشد کہ بخلافت حق دعوے کند و اَنَا الْحَقُّ گفتن گیرد۔ و گاہ بود جملہ موجودات در پیش تخت خلافت او سجدہ کند طالبان نونیاز و صوفیان ریاضت آغاز بگمان این حدیث کہ اِذَا تَجَلَّی اللّٰہُ لِشَیْءٍ خَضَعَ لَہٗ گمان برند این تجلی ذات ست تبیان نور تجلی روحانی و رحمانی و فرق ہر یک برین وجہ ست۔ زبیر صادآوردہ کہ چون آئینہ دل از کدورات وجود ماسوے اللہ صفائی یابد و صفائے او بکمال رسد سعادت تجلی روحانی ساعدت نماید اما ہمہ دلہائی صافی مستعد آن نہ شود ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ شیخ عبد اللہ انصاری مے فرماید تجلی حق ناگاہ آید و لے بر دل آگاہ آید چون آئینہ دل از صفات بشری و زنگار طبیعت صافی شود طالبان نونیاز دانند کہ تجلی ذات و صفات الٰہی ست و آن بنور بسیار روندگان راہ حق تجلی این انوار در غلط افتادہ اند و ندانستہ

فرق میان تجلی روحانی و رحمانی

که تجلی روحانی ست یا تجلی ربانی۔ التجا استمداد شیخ کامل وصاحب تصرف باید تا مرید را از غرور نفسانی و شرور شیطانی ومهلکه خوف زوال ایمان وشرک بیرون آرد۔ چه تجلی روحانی صفت حدوث دارد اگرچه ازالت صفات بشری کند اما فوت وافنا صفات بشری نتواند کرد۔ چون آن تجلی در صفات شد صفات بشری عود کند عَادَ الْمَشْؤُمُ اِلٰی طَبِیْعَتِهٖ این ست ودیگر در تجلی روحانی طمانینت دل پیدا نیاید واز نوایب شک وشبه در رئیت مردم خلاص نیابد۔ وذوق معرفت تمام نه گردد۔ وغرور پندار روده۔ وعجب وهستی بیفزاید۔ ودر نقصان اندازد۔ فاما تجلی رحمانی هم ضد این باشد۔ وباتفاق سابقه موت شود که تجلی رحمانی از لوازم تجلی حق ست وتدارک طور نفس کند وزهوق صفات باطله واجب بیند که جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا۔ ودرین تجلی هستی از نیستی بدل شود ودرد وطلب وتشنگی بیفزاید (فقیر گوید) که انسان طاقت نهین رکھتا ہے کہ ہر لحظہ تجلیات متقاربہ کو ترقی کرے مگر ٹھوکنے سے پہاڑ وجود کے ایسا ہو جاتا ہے کَاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَذْکُوْرًا یعنے گویا کوئی چیز نہ تھی۔ پس خدا تعالے اوس کو درمیان تجلی اور ستر کے چلاتا ہے پس مادے تربیۃ کا اور اصل اوسکا مشاہدہ ثابتہ بین التجلی واستتار ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَاِنَّہٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ حَتّٰی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً یعنے میرے دل پر تیرگی ہوتی ہے یہانتک کہ مین ستّر بار اوس کے دفع کے لئے استغفار کہتا ہون۔ اور یہ تیرگی نہین ہوتی ہے مگر واسطے تربیت کے۔ پس قبض اور بسط اور تجلی اور استتار اسباب تصریف سے ہین واجب کرتے ہین ترقیات کثیر کو جو زیادہ شمار سے ہین چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا پس اے طالب معنے قصیدہ خمریہ کے واسے

حیرت تجلی روحانی

حیرت تجلی رحمانی

طالب تحقیق اوس کے جب تو نے تفصیل تجلیات کو جو ہمنے مختصرًا بیان کیا جان
لیا اور تجکو معلوم ہو گیا کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ قول سے وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ
کے اشارہ فرمایا ہے کہ تجلیات جمالیہ تمام مقدم ہین تجلیات جلالیہ پر۔ پس گویا
کہ فرماتا ہے کہ مین نے توصیف کیا تجلیات جمالیہ کو اوس حیثیت پر کہ داخل
ہوا مین تجلیات جمالیہ مین۔ اور یہ تجلیات جلالیہ میرے تربیت اور تعلیم کو
کافی ہین کیونکہ مافوق اس کے کوئی مقام نہین ہے درمیان اوس کے
اور خدا کے یہانتک یک ذرہ بندہ سے اس مقام مین باقی نہین رہتا ہے
فَيَصِيْرُ الْمُلْكُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ پس ہوتا ہے ملک تمام واحد قہار کے
لئے چنانچہ یہ امر تجلی عظیمہ قہاریکا مفہوم ہے قول اللہ تعالیٰ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ
لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ سے کیونکہ اس مقام مین تمام چیز محو ہو جاتی ہین اور معنی
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کا ظاہر ہوتا ہے۔ پس شیخ بزرگ رضے اللہ تعالیٰ
عنہ کلمہ یُصَرِّفُنِیْ مین ضمیر غائب جو راجع ذوالجلال کی طرف لایا ہے اشارہ
فرمایا ہے اس بات سے ——— کہ اس حال مین سے باقی نہین رہتا ہے
ارادہ اور اختیار اور وجود بلکہ ملک تمام اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جاتا ہے
وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ یعنے نہین چاہتا ہے بندہ مگر وہی جو خدا تعالیٰ
چاہے۔ اور اس تصریف کے لئے راہین بعدد انفاس تمام عالم کے ہین چنانچہ
قول مشہور ہے اَلطُّرُقُ اِلَى اللّٰهِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْمَخْلُوْقَاتِ لاکن جب اللہ تعالیٰ
نبی عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تمام فرقہ ہاے متفرقہ پر مبعوث کیا اور
اون کے ہاتہ پر قواعد کلیہ معاش و معاد کے رکھا وہ شریعت محمدیہ ہے اور
وہ حاجتون کو تمام چیز معاش اور معاد اور معاملات اور عبادات کے تفسیر
کرتا ہے۔ پس جو شخص ارادہ وصول الی اللہ کا کرے لازم ہے اوس کو کہ شریعت کو

وسیلہ اوس کا کرے چنانچہ حق تعالےٰ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ فرمایا ہے پس ہرگز نظر اوس کی غیر کی طرف نہ ہووے اس لئے حق تعالےٰ فرمایا ہے مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا یعنے جو چیز تمکو لاوین پیغمبر یعنے امر فرماوین تو لو اوس کو یعنے اوسپر عمل کرو۔ اور جو چیز منع کرین تمکو اوس سے باز رہو۔ پس وجہ اس کا وجہ شریعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیا گیا ہے اور حضرت نے فرمایا ہے مَثَلِیْ كَمَثَلِ الْمِرْاٰةِ الْمَصْقُوْلَةِ یُبْدِیْ لِلنَّاظِرِ مَا فِیْهِ یعنے مثل میری مانند آئینہ صیقل کئے گئے کے ہے بتلاتا ہے دیکھنے والے کو وہ چیز جو اوس مین ہے اور اسی لئے دوسری حدیث مین اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ یعنے مسلمان آئینہ مسلمان کا واقع ہے اور اسی لئے یعنے وجہ وصول الی اللہ شریعت ہے کتابین بہت مسائل شرعیہ معاملون مین اور عبادتون مین تالیف کیے گئے ہین تاکہ پہلے علم شرعی حاصل کیا جاوے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ یعنے طلب کرنا علم کا ہر مرد اور عورت مسلمان پر فرض ہے۔ ارباب نظر اوس علم سے شرعی تفسیر کئے ہین کیونکہ وہ مقدم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری حدیث مین فرمایا ہے مَنْ تَزَهَّدَ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَقَدْ تَزَنْدَقَ یعنے جو پرہیزگاری اختیار کیا بغیر علم شرعی کے وہ جہنمی ہوگیا اَوْ جُنَّ فِیْ اٰخِرِ عُمْرِهٖ یا مجنون ہوا آخر عمر مین اپنے اسی لئے شیخ بزرگ نے بعض وصایا مین اپنی اولاد کو ارشاد فرمایا ہے اِیَّاكَ وَجُهَّالَ الصُّوْفِیَّةِ وَالسَّرْ[illegible] اِنَّ الْاَعْجَمِیَّ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّذْهَبَ فِی الطَّرِیْقَةِ الْمَخُوْفَةِ الَّتِیْ فِیْ كُلِّ مَمَرٍّ مِّنْهَا اَمْوَاجٌ وَّشِعَابٌ یَتَحَیَّرُ فِیْ قَطْعِهَا كُلُّ عَاقِلٍ حَدِیْدِ الْبَصَرِ سَدِیْدِ الرَّاْیِ فَاِذَا حَصَلَ الْعِلْمُ الشَّرْعِیُّ وَالْعَمَلُ بِهٖ لَا بُدَّ اَنْ یَّسْعٰی طَالِبُ التَّرَقِّیْ اِلٰی عِلْمِ الطَّرِیْقَةِ یعنے پرہیز کر تو جہال صوفیہ اور خیرہ عقل والون سے کیون کہ عجمی

نیلی
حدیث طلب علم اور
زیارت

طاقت نہین رکھتے ہین راہ پر خوف مین کہ تمام راہین اوس کی ٹیڑہی اور درۂ کوہ کے ہونے سے متحیر ہوتے ہین طی کرنے اوس راہ کو ہر یک عقلمند تیز بصارت اور راست مردون کی۔ پس جس وقت علم شرعی اور عمل اوسپر حاصل ہو ضرور ہے طالب ترقی کو سعی کرے علم طریقت کی طرف۔ اس کے لئے یہی قاعدۂ کلیہ ہے وہ تبدیل کرنا اخلاق ردیہ کا اور تہذیب ہے فضائل قدسیہ سے مگر باوجود اس کے توجہ کامل شیخ کی بہی کہ جس کا روزن دل انوار نبوۃ اور الٰہیہ سے روشن ہووے ضرور ہے۔ کیون کہ یہ راہ اول ہے جیسا کہ تہی علی طریق قالب کے قلب سے طرف قالب کے کیون کہ سیر کرنے والا دل کے پاؤن سے سیر نہین کرسکتا ہے مگر امداد سے پے درپے توجہ شیخ کے چنانچہ مقرر ہے کہ اہتمام اور سعی بدون توجہ شیخ اکمل کے اگرچہ سو سال ہو برابر نہین ہوتی ہے سعی کو یک ساعت کے جو توجہ شیخ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ شیخ عبد اللہ انصاری کہتا ہے الٰہی اگر یک بار کوئی بندۂ من از عرش بگذرد خندۂ من؛ اور شیخ بزرگ رض کے ادعیات مین منقول ہے کہ فرمایا اِلٰهِی نَظْرَةٌ مِّنْ نَظْرَاتِكَ يَكْفِنِيْ وَقَطْرَةٌ مِّنْ شَرَابِكَ تَرْوِيْنِيْ یعنے اے پروردگار تیری یک نظر مجکو کافی ہے اور تیری شراب کا یک قطرہ مجکو سیراب کردیتا ہے۔ اِسی بنا پر ہے جو کہا گیا ہے مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ شَيْخٌ فَشَيْخُهٗ اِبْلِيْسُ یعنے جو شخص کو مرشد نہ ہو مرشد اوسکا شیطان رجیم ہے۔ حاصل بیان یہ کہ شیخ کامل کو ضرور ہے کہ پرہیزگار ماسوے اللہ سے اور فانی نفس سے اور باقی رب سے ہووے۔ اِس لئے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اپنے کتاب مسمی (جلاء الخاطر) مین جو لکھا ہے حاصل اوس کا یہ ہے کہ اگر بغیر دست بیعت شیخ کامل واقف منازل کے پرہیزگار اور زاہد ہوگا کیونکر ترقی کرے گا پس جسوقت سالک اپنے نفس سے فانی ہو شیخ سے

بیان ضرورت شیخ کامل

اوسکو بقا حاصل ہوتی ہے ترقی کرتا ہے اوس حال فنا سے بقا رسول تک۔
پس جبوقت امرا و امرا و رنہی نواہی رسول پر قرار لیوے ترقی کرتا ہے فنا
اور بقا بالعد کی طرف اور تصریف اوس کی متعلق بہ ذی الجلال ہوتی ہے جیسا
وہ چاہتا ہے اوس کو پھیرتا ہے کیون کہ وہ مملوک اوس کی ملک کا ہر مالک
اپنے مملوک پر جیسا چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ پہلے تو عبد القادر ہوتا ہو
بعدہ بسبب تجلی اور تصفی جبروت حقیقی کے حیثیت سے مرتبہ جمع الجمع صفاکے جو
چلانا اوس کا حقیقی چلانے سے خدا کے اور ایجاد اوس کا ایجاد سے اوسکے ہوتا ہو
پس وہ شیخ ایسا ہوتا ہے اَلَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَیُبْرِءُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ
بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنے وہ شیخ ایسا ہے زندہ کرتا ہے اور مردہ اور تندرست کرتا ہو
سرگنجہ اور کوڑہی کو حکم خدا تعالٰے سے۔ پس جس وقت آیات اور صفات اوسکے
خدا کے نزدیک مضبوط ہوگئے عابد ہوتا ہے خالص عبودیت سے اور قائم ہوتا
ہے آداب عبودیت مین پس اس وقت مورد اِلَّا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ
عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ کا ہوتا ہے۔ اور اس وقت مین معنے قول اِذَا تَمَّ الْفُقْرُ
فَھُوَ اللّٰہُ کا محقق ہوتا ہے یعنے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پس کھلجاتا ہے شیطان
از روے کل اور جز کے اور حاصل ہوتا ہے معنے قول شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کا
جو غوثیہ مین فرمایا ہے اَلنَّاسُوْتُ شَیْطَانُ الْمَلَکُوْتِ وَالْمَلَکُوْتُ شَیْطَانُ
الْجَبَرُوْتِ وَالْجَبَرُوْتُ شَیْطَانُ اللَّاھُوْتِ سے شیطان کا اس عبارت مین حجاب
ہے جو ہر مقام مین حائل ہے خواہ ظلمانی ہو یا نورانی کیون کہ حجاب حجاب ہے
سے اگرچہ نورانی ہو۔ اور اسی واسطے کہا گیا ہے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ کیونکہ
وہ آخر حجاب نورانی ہے۔ اور صفت کبری قول مذکور مین باعتبار کدورت
اور سفالتہ کے نہین ہے جیسا کہ جاہل سمجھتے ہین بلکہ باعتبار اس کے ہے کہ وہ

بیان حدیث العلم حجاب الاکبر و قول الناسوت شیطان الملکوت

آخر حجاب ہے۔ بساوقت مبتلی اوسکا بعاینہ اوس کے لذت پاتا ہے۔
پس ضرور ہے اوٹھا دینا اوس کا تاکہ وجہ حقیقۃ دیکھا جاوے اور اشتباہ
کلی اور جزئی جاتا رہے۔ اور یہ امر قیامت کے روز عوام مؤمنین کے لئے
بسبب جلجانے حجاب ناسوتی کے موت اور محاسبات سے ہوگا۔ اور خواص
کے لئے اس دار دنیا مین بصیرت سے بغیر بصر کے ہے مگر نبی حجازی صلی
اللہ علیہ والہ وسلم کو رؤیۃ بصر سے بروایت اصح شب معراج مین حاصل ہوئی
چنانچہ صلوۃ منقولہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ مین اشارہ ہے وَخَصَّصَهٗ بِالْمُعَايَنَةِ
بِالْبَصَرِ۔ گویا شیخ رضی اللہ عنہ اشارہ اسی مرتبہ سے کلام يُبْصِرُ فِیْ وَ
حَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ مین فرمایا ہے۔ اور مین انشاء اللہ تعالیٰ قریب تحقیق
اس کی وجہ بدیع کے ساتھ جو شامل ہو تمام طرق کو قاعدہ صبابتہ (یعنے عشق) اور حب
کے بیان کرونگا۔ پس ضرور ہے یہ کہ سعی کرے اس تصریف مین شاید کہ
خداے تعالیٰ رزق حسنہ روزی کرے وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى یعنے
رزق خداے تعالے تیرا بہتر اور باقی ہے اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ فِیْ شَرْحِ الْقَصِیْدَةِ
الْخَمْرِیَّةِ عِلْمًا كَامِلًا وَّفَهْمًا وَّلَا تُؤَاخِذْنِیْ اِنْ نَّسِیْتُ اَوْ اَخْطَأْتُ اِنَّكَ
الْحَافِظُ لِیْ مِنْ كُلِّ خَطَاءٍ وَّزَلَلٍ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (افادہ فائدہ جلیلہ) اے فرد بساط صفوہ
ارادہ کے اور تصرف نشاط عبور سعادت کے تجکو ضرور ہے کہ صحو اور ادراک
تمام مین رہے تاکہ تیرے پیالہ حواس مین خمرات حقائق یعنے بہت شریف
کے ڈالے جائین۔ اور فائدہ اسرار کلام لطیف کا دین وہ یہ ہے کہ شیخ
بزرگ رضی اللہ عنہ جب ترقی فرماے پستی بعد سے طرف گوشہ قرب کے
ارشاد سے عزائمہ کے اور منقلب ہوے طرف تجلیات صفاتیہ اور ذاتیہ کیا

اور جلالیہ کے یہان تک کہ پہونچے ولایۃ خاصہ محمدیہ احمدی تک ظل ہین علیہ
افضل الصلوۃ کے کیون کہ ہر درجہ مین مربی اونکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تہے چنانچہ آپ نے بعض قصیدہ مین فرمایا ہے وَجَدِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ فِی الْاَصْلِ
رَبَّانِیْ معنے تربیت کا اس مین عموما ہے یا خصوصا پس عموما باعتبار پہونچے
نفس اون کے ہے اس مرتبہ کو ببرکۃ متابعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور
خصوصا اس حیثیت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درجہ مین
تربیت کاملہ فرما کر نائب اپنا کئے وہان تک کہ اس درجہ مین کوئی نہین پہونچا گویا
شیخ نے حق کو ہر مرتبہ کے پہونچ گئے تہے چنانچہ یک قصیدہ مین اشارہ فرمایا ہے
مَا فِی الصَّبَابَۃِ مُنْہَلٌ مُسْتَعْذِبٌ اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ یعنے مجہے ہر درجہ
مین ولایات کے قدم ہے فوق اوس سے کوئی نہین ہے۔ اور اسی لئے فرمایا
قَدَمِیْ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ اَوْلِیَاءِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ کیون کہ وہ اولیا نہین
پہونچے ہر درجہ مین جو مین پہنچا ہون اور مجکو ہر درجہ مین علوے حقیقی انتہائی ہے
بخلاف دوسرون کے۔ چنانچہ دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے اَعْطَانِی الْمَوْلٰی
اَجَلَّ وِلَایَۃٍ لَمْ یُعْطِہَا لِغَیْرِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اور یہ معنے دوسرا باریک ہے
کہ قول قَدَمِیْ ھٰذِہٖ کا سوائے اوس کے جو پہلے اشارہ کئے ہین۔ پس ضرور ہے
کہ یہ نعمت جدیدہ کو غنیمت جانے اور یہ کہ شیخ رضے اللہ عنہ کو اقدام ولایت سے
کوئی درجہ نرہا مگر یہ کہ پہنچایا گیا اوس کو۔ چنانچہ تکملہ مین کلام شیخ رضے اللہ عنہ
سے نقل کرتا ہے کہ فرمایا ؛ جدمن نبرداشت ہیچ قدمے را مگر آنکہ درآنجا قدم
نہادم مگر قدم نبوت کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مقرر ست اور حضرت نے اس قصیدہ مین
فرمایا اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ یعنے مین وہ ہون کہ ترقی کیا ہر درجہ مین
قرب وولایت کے یہانتک ہوگیا تنہا یعنے اکیلا جو مجہے کوئی شریک نہین تہا

اوس مین اور فرمایا فَاَنَا مُنْفَرِدٌ بِهٰذِهِ الْمَرْتَبَةِ وَالْمَنْزِلَةِ دَائِمًا اِلٰى اَبَدِ الْاٰبَادِ
یعنے مین اکیلا ہون اس مرتبہ و منزلت مین ہمیشہ ابدالاباد تک عَلٰى مَا وَعَدَنِی
اللّٰهُ اِنِّیْ اٰمَنْتُكَ مِنَ الرَّدِّ وَالْعَزْلِ یعنے بنظر اوس کے کہ مجکو وعدہ کیا خدائے
تعالےٰ نے کہ مین تجکو امن دیا ہون رد اور عزل سے فَیُصَیِّرُنِیْ رَبِّیْ بَعْدَ ذٰلِكَ
فِی السَّیْرِ فِی اللّٰهِ پس پہیرتا ہے مجکو میرے پروردگار نے بعد اس کے مقام
سیر فی اللہ مین لِاَنَّهٗ لَانِهَایَةَ لَهٗ کیونکہ وہ مقام نہین ہے نہایت اوسکو
وَهُوَ فِیْ ذٰلِكَ الْاَمْرِ حَسْبِیْ وَكَافِیْ اور وہ پروردگار اس امر مین مجکو بس کرتا ہے
اور کافی ہے۔ یعنے یہ ترقی میری جانب سے نہین ہے بلکہ قلب میرا اوس کے
دست قدرت اور ارادہ اور علم مین ہے روز بروز لحظہ بلحظہ درجہ بدرجہ ترقی
دیتا ہے۔ اور یہ واسطے اس کے ہے کہ کمالات آلہی کو انتہا نہین ہے۔ اور
ظاہر ہے کہ جب کمالات کو انتہا نہ ہو انقلاب سیر کو بھی انتہا نہین ہوتی
ہے۔ اور اسی لئے فرمایا ہے مَقَامِیْ فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِیْ ۔ اور بنظر اسیکے
ہے قول اَنَا فِیْ حَضْرَاتِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ کا اور یہ جملہ مستانفہ واسطے
بیان علت تفوق کے ہے جو مقید مازال عالی کے ساتھ ہے۔ اور اس بیان
مین اشارہ ہے تصریف سے اس سیر مین اور اسی لئے فرمایا ہے وَحَسْبِیْ
ذُوالْجَلَالِ اور تو نے ماسبق مین معلوم کیا ہے کہ تجلی جلالی قرب مین آخر
تجلیات ہے کیونکہ وہ فانی اور معدوم کرنے والی ہے کل اور بعض کو سالک
کے جیسا کہ اشارہ فرمایا گیا ہے قول مین كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کے اور
حال مین قیامتہ عامہ اور خاصہ کے لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ
کیونکہ لفظ قہار اس آیۃ مین مراد جلال ہے چنانچہ اوس شخص کو کہ معرفت تعالیٰ
کا علم اور مشاہدہ ہے اوس سے مخفی نہین ہے اور ہم جو کہتے ہین کہ تجلی جلالی

فی القرب آخر تجلیات ہے محض اس لئے کہ تجلیات جمالیہ اور جلالیہ تصریف
کے کہ جو سیر الی اللہ مین واقع ہوتے ہین پے درپے ہوتے ہین اکثر باعتبار اگر
اگر نظر کرے حقیقت کی طرف تجلی جلالی موخر ہوتی ہے ہر مرتبہ و نہایت مین
ہر درجہ کے جو مختصر المعرفت ہے ۔ جب یہ کلام تصریف اور جلال مین جاری
ہوا ہے ضرور ہے کہ تفصیل اس کی کیجاوے وہ یہ ہے کہ تصریف اصطلاح
عارفین مین مترادف ہے تلوین کا ۔ اور وہ عبارت ہے تغیر واقع سے احوال سالک
مین اور درجات کلی اور جزئی اوس کے چنانچہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے
بعض ملفوظ مین وارد ہے کہ یک وقت شیخ رضی اللہ عنہ نے زیارت قبر حضرت
معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو تشریف فرمایا اور یک ساعت تک وہان کھڑا رہا
اور توجہ کیا پس وقت مراجعت کے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَعْرُوفُ عَبَرْنَا
بِدَرَجَتِی اور بعد یک مدت کے پھر جب زیارت کو جانا ہوا بعد فراغ کے ارشاد
فرمایا یَا مَعْرُوفُ عَبَرْنَاكَ بِدَرَجَاتٍ یعنے اے معروف ہمنے تجاوز کیا تجھپر
کئی درجہ سُبْحَانَ اللہ یہ تصریف من اللہ ذے الجلال کس خوبی کے ساتھ اور
کافی ہے ۔ پس جاننا چاہیئے کہ تصریف دو قسم پر ہوتی ہے (۱) یک قسم اوس سے سیر الی اللہ
مین ہوتا ہے ۔ یعنے سالک اس سیر مین اخلاق ناسوتی سے فضائل قدسیہ کی
طرف اور اوس کے بعد ملکوتیہ سے جبروتیہ کی طرف پستر اطوار صفات کلیہ کی
طرف کہ جس کو انتہا نہین ہوتی ہے نکل کے واصل وصول نوعی ہوتا ہے ۔ اور
یہ وصول بھی اولیاء اللہ مین متفاوت ہوتے ہین بحیثیت عطاء حق تعالے بعض کو
اونمین ظاہر اس مرتبہ کا ہوتا ہے اور بعض کو باطن اور بعض کو ظاہر اور باطن اور
باطن بعد باطن یعنے مندرج پس واسطے ہر یک کے مقام اور جال علیحدہ ہے جیسا
کہ ہمنے بیان کیا اس جاے ۔ اور یہ تصریف تصریف اولے ہے اور یہ لازمہ

بیان کی تصریف اور زیارت شیخ نے بعض مزار شیخ معروف رحمۃ اللہ

بیان سالم تصریف اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ

ترقی ہے اور فراغ اس سے ضرور ہے واسطے حصول و وصول کے اور اسکی
طرف اشارہ فرمایا ہے شیخ رضے اللہ عنہ سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ؏
چنانچہ بعض وجوہ اوس کے سابق ذکر ہوئے ہین۔ (۲) قسم دوسرا اوس تصریف
کا یہ ہے کہ بعد وصول اس کی جو تصریف فِی السَّیْرِ فِی اللّٰہِ ہے خارج ہوتا ہے
سالک کا وجود سے اور وہ عبارت ہے اتصاف سالک واصل سے کمالات
الٰہیہ احدیت مین جو مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ
صفت اوس کی ہے۔ کیونکہ وہ چشم اور گوش اور دل نہین تھے قبل اس کے
چنانچہ وہ اس تصریف سَیْرٍ فِی اللّٰہِ مین ہے۔ اور یہ مشار الیہ ہین حدیث قدسی
اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ مین۔ چنانچہ وہ اس وقت فوق عقل کے ہین نہین
جانتا ہے اوس کو مگر وہی۔ اور اسی طرف اشارہ فرمایا ہے شیخ بزرگ رضے اللہ
عنہ نے اَنَا السِّرُّ معنے سر لفظ مین قولہ تعالے کے وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ حکمتہٗ
ہے۔ اور یہ تصریف خواص سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے
اصالۃً۔ اور خواص سے شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کے ہے بلحاظ ظلیت کے
اور بنظر اسی معنے کے فرمایا ہے حضرت نے آخر اس قصیدہ مین اَنَا الْحَسَنِیْ
وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ اور اول قصیدہ مین فرمایا ہے فَقُلْتُ لِخَمْرِیْ نَحْوِیْ تَعَالٰی؏
پس ضرور ہے کہ احاطہ کرلین اول کلام اور آخر کو اوس کے تا کہ حاصل ہووے مقصود
اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ فِیْ شَرْحِ کَلَامِہٖ وَلَا تُؤَاخِذْنِیْ اِنْ نَسِیْتُ اَوْ اَخْطَأْتُ اِنَّکَ
الْعَلِیْمُ الْعَفُوُّ الْعَلَّامُ (تحقیق تمکین وتلوین بوجہ آخر) جاننا چاہیے کہ حضرت
حق تعالے اپنی کتاب کریم مین بھی تلوینات مختلف بدن آدم کا اور اخلاق اور صفات
اور ترقی ناسوت الے اللاہوت کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ اول ذکر نطفہ مین کیا ہے
کہ پہلے اوس کو پھر علقہ کیا اور بعدہ مضغہ وغیرہ چنانچہ آیۃ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ

بیان تحقیق تمکین وتلوین بوجہ آخر وتصریفات انسانی از ابتدا تا انتہا

عَلَقَۃً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظَامًا فَکَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا اسپر دلیل
روشن ہے۔ اور اِس تلوین مین بہت تلوینات ہین کہ اوس کو سوائے خدائتعالے
کے کوئی نہین جانتا ہے۔ چنانچہ ہر واحد مین یہ حالات ہین کہ اوس پر چالیس روز
گزرتے ہین اور ہر روز مین اکثر تیس گھڑی ہوتے ہین ہر گھڑی مین کئے لمحہ اور ہر
لمحہ مین کئے دقیقہ ہین اور ہر دقیقہ مین امور مذکور کے تغیرات اور تلوینات واقع
ہوتے ہین کہ اوس کی کوئی چیز کو کسیکا علم حاوی نہین ہوسکتا ہے۔ لاکن اون
شخص کو کہ جس پر خدائتعالے ظاہر کیا ہے۔ اور ہر تغیر مین نظر حق تعالے کی
اوس پر واقع ہوتی ہے چنانچہ لفظ خَلَقْنَا ہر یک مرتبہ مین ان حالتون کے دلالۃ
کرتا ہے۔ اور جب یہ امور تمام ہوتے ہین اوس وقت روح کو داخل کرتا ہے
چنانچہ آخر آیۃ مین فرماتا ہے ثُمَّ اَنْشَأْنَاہُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ
الْخَالِقِیْنَ یعنے پیدا کئے ہم اوس جسم مین تخلیق دوسری اور میرے دل مین آتا ہے کہ
اللہ تعالے اس اجمال کو ثم انشاناہ خلقا اخر کے اِس لئے لایا ہے تا معلوم
ہووے کہ بعد اس کے تلوین اخلاقی اور بقائی اور فنائی بہی ہے۔ اور یہ تمام
تجلیات درحقیقت جمالیہ اور جلالیہ ہین اور اسی طرف اشارہ ہے قول مین یَعْلَمُ
مُتَقَلَّبَکُمْ وَمَثْوٰکُمْ اور قول قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ
یُقَلِّبُهَا کَیْفَ یَشَاءُ کے اور اس اجمال مین یہ بہی اشارہ ہے کہ تلوین واقع ہوتی ہے
تکمیل انسان مین بحیثیت ترقی کے بلندی کی طرف پس کوئی عبارۃ مفصلہ اوسکو
محیط نہین ہوسکتی ہے کیون کہ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَأْنٍ۔ اور وَمَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ
فَهُوَ مَغْبُوْنٌ واقع ہے پس وصول بحیثیت سَیْر اِلَی اللّٰہ اگرچہ متناہی ہے لاکن
وصول بحیثیت سیر فی اللہ نامتناہی ہے اوس کو عبارت اور صورت مین نہین
لاسکتے ہین۔ پس اسی بیان سے ہمارے ظاہر ہے کہ انسان مرتبہ قالب او قلب

مین خالی نہین ہے تقلیبات سے اللہ تعالیٰ کے لاکن تقلیب اول تلطیف کثیف
لیے اللطیف ہے۔ اور تقلیب ثانی قسم سے تلطیف لطیف الیے الا لطف ہے۔
یہانتک کہ اس مقام مین وجود بشری فانی ہوکر سوا ے رب کے باقی نہین رہتا ہے
پہر اس مین درجات ہین چنانچہ اسی کی طرف اشارہ ہے قول مین آنَا فِیْ حَضْرَتِ
التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ ؛ یُصَرِّفُنِیْ اِلٰہُکَ لِھٰذَا التَّصْرِیْفِ اللَّطِیْفِ یعنے اس تصریف لطیف
مین بہی درجات ہین اور بعد حصول تمکین کے تلوینات بہی ہین ایسے کہ کسیکی چشم اونکو
نہین دیکہی اور کسی کے کان نہین سنے اور کسی آدمی کے دل مین بہی نہ آوے
اور یہ تلوینات ذی قیمت اور ذایقہ تر ہین تمکین اول سے کیونکہ وہ اجمالی ہین
اور یہ ہر لحظہ مین جمالی اور جلالی ہوتے ہین۔ لاکن فرق درمیان اس تلوین کے
اور تلوین سابق کے یہ ہے کہ تمکین اول مین قلق و اضطراب ہوتا ہے اور اس مین
ہر لحظہ خوشی اور شوق حاصل ہوتا ہے کہ جس کی لذت کو کوئی چیز برابر نہین ہوتی
ہے۔ اور کوئی نعمت برابر اس کے نہین ہے۔ پس جس کو اس نعمت کا لذت
ملا ہے وَلَھُمْ فِیْھَا یَشْتَھُوْنَ ؀ وہ لوگ اوسی کی خواہش کرتے ہین اور وَسَقَاھُمْ
رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا اوسی کے لئے ہے کہ اون کو شراب طہور پلایا گیا ہے۔
اور وہ اس سفرہ پر قولِ احسن سنتا ہے اور خوش خطاب سے مخاطب ہوتا ہے
پس تلوین اول مین سالک حجابات مکاشفات کی طرف نکلتا ہے اور اس مین
نور سے نورا علیٰ کی طرف ترقی پاتا ہے حجابات کذب اور زور تمام جل جاتے
ہین اور اس حالمین عروج ہوتا ہے فیض اور طور تک۔ اور اس بیان سے ہماری
تلوین اخلاقی اور اتصافی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ وعدہ کیا مین نے۔ اور اس مین
جو نکات دوسرے ہین شاید خداے تعالےٰ تجہکو نصیب کرے اگر غور کریگا تو اوس
چیز پر جو ہمنے پہلی ذکر کیا ہے بیان مین تجلیات صفاتیہ اور ذاتیہ اور جمالیہ او جلالیہ کے

اور اس مقام مین طریق دوسرا معنے تلوین و تمکین کا عرق ریز ہے ۔ چنانچہ رسالہ شمسیہ مین لکہا ہے التمکین دفع التلوین یعنے تمکین عبارت ست از اقامت محققان در محل کمال و درجہ اعلی و قرارگاہ منتہاست در پیشگاہ و تلوین درجہ مبتدیانست از منازل راہ مہتر موسے علیہ السلام کہ او متلون بود و لہذا تجلی بر طور شد واو بیہوش شد و حبیب اللہ علیہ افضل الصلوۃ متمکن بود از مکہ تا بقاب قوسین در تجلی بود و از حال بر نگشتہ و مراد از تمکین آن ست کہ بندہ متغیر نشود و موجب آن کہ بشریت باقی ست تغیر پذیرد و چون از بشریت فارغ شد تغیر ہر چہ چیز آید ولذا در تمکین انچہ براو وارد شود ہرگز مغلوب نہ گردد ؎ تا بمنزل در رسی باید کہ جاے تا بسے گر بموئے باز مانی مرد آن رہ نیستی ۔ و تلوین بر عکس این ست یعنے تغیر بد وراہ یابد واگر چیزے براو کشف شود او پوشیدہ گردد ۔ یہ بیان وہ ہے کہ تونے معلوم کیا ہے کہ تلوین اور تمکین کے لئے دو مقام ہین یک اسکا سیر الی اللہ مین ہے اور اس مین متحقق ہوتی ہے وہ چیز جو ہمنے ذکر کیا ہے اس رسالہ مین ۔

دوسرا سیر فی اللہ ہے اوس مین یہ دونون لازم ہین بلکہ متجانس ہوتے ہین کہ بالکل فرق نہین معلوم ہوتا ہے مگر امتیاز کامل سے ۔ ان دونون مقام کو کوئی نہین پہونچا ہے مگر وہ شخص جو ترقی کیا ہے بلندی کو اس قدر جو خدائے تعالی چاہا ہے ۔ پس شیخ رضی اللہ تعالی عنہ ارادہ فرمایا قول یُصَرِّفُنِی سے قسم ثانی کو بعز قول اَنَا فِی حَضَرَاتِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ اور قول سَقَانِی الحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ کے بنظر اس کے کہ یہ تصریف واسطے تتمیم قول مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِ اور قول وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِ کے ہوتی ہے اور یہ امر ظاہر اور قریب الفہم ہے کیونکہ شیخ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے احوال اور مقامات ثابتہ کو اپنے بعد وصول کے ۔ اور جائز ہے کہ ارادہ کیا جاوے یُصَرِّفُنِی

سے قسم اول بھی ۔ فائدہ اس بیان کا یہ ہے کہ وہ شیخ رضی اللہ عنہ تصریف
ابتدائی و انتہائی کے وحید و منفرد ہین کوئی شخص کسی چیز مین احوال سے شریک
اونکا نہین ہے نہ ابتدا مین اور نہ انتہا مین ۔ پس اون کے لئے ہر یک درجہ ابتدا
ابتدا اور انتہا کے قدم اون کا گردنون پر مدارج اولین اور آخرین کے سوائے
اصحاب رضی اللہ عنہم کے ہے بسبب استثنا اون کے حلقہ صحبت فاضلہ کو
ہر درجہ ولایت سے ۔ پس بہر تقدیر ضرور ہے مرید کو کہ ملاحظہ کرے ترقی شیخ
کو لحظہ بلحظہ اور انقلاب کو کمالات کے روز بروز اور توقف نہ کرے حاصل
کرنے مین کوئی یک کمال کو حضرت کے تاکہ خارج ہووے تنگی سے مَنِ اسْتَوٰی
یَوْمَاہُ فَہُوَ مَغْبُوْنٌ کے ۔ پس ضرور ہے کہ سالک کو ترقی ذروہ اعلیٰ نصب عین
ہووے تاکہ اوسپر ظلمات غروب سے صبح وصول طلوع کرے اور معنے اَللّٰہُ وَ
وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُہُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۔ اور وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا
اَوْلِیٰٓئُہُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَہُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اوس کے لئے
متحقق ہووے ۔ پستر میرے دل پر تربیت سے انوار شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ
کے وارد ہوا ہے (ضابطہ) پس ضرور ہے کہ اس کو حاصل کرے تاکہ عید ہووے
اول و آخر کے لئے وہ یہ ہے کہ جب مرید صادق ارادہ کرے ترقی حضرت
قرب اور تقریب کو ضرور ہے کہ بساط جلال اللہ تعالے پر بیٹھے اور گمان
کرے کہ وہ پھیرتا ہے پھیرنا حقیقی لحظہ بلحظہ گویا آپ دستِ تقلیب مین
اوس کے ہے خواہ جمال ہو یا جلال جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا قَلْبُ ابْنِ اٰدَمَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُہٗ کَیْفَ یَشَآءُ
یعنے دل فرزند آدم کا درمیان دو انگشت قدرت خداے تعالے کے ہے پھیرتا ہے
اوس کو جیسا چاہتا ہے و جوہ تقلیب زبان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیان ضابطہ بعد استحصال ترقی کیفیت تقلیب

کے جو جاری ہوئے پہلا اوس کا ادا. فرائض ہے جو منجملہ اوس کے ترک حرام ہے
اور وہ متحقق ہوتا ہے ترک دنیا ردنی سے جو مانع عروج ذروہ رفیق اعلی کا ہے
دوسرا امتثال اوامر واجتناب نواہی مطلق ہے۔ چنانچہ تفصیل اور تحقیق اوس کے
(جلاء الخاطر) میں ہے کہ شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے وُصُوْلُ
الْقَلْبِ اِلٰى هٰذَا الْمَقَامِ بِاَدَاءِ الْفَرَائِضِ وَ الصَّبْرُ عَنِ الْحَرَامِ وَالشُّبُهَاتِ وَ
تَرْكُ تَنَاوُلِ الْمُبَاحِ وَالْحَلَالِ بِالْهَوٰى وَالشَّهْوَةِ وَالْوُجُوْدِ وَاِسْتِعْمَالِ الْوَرَعِ
الشَّافِيْ وَالزُّهْدُ الْكَامِلُ وَهُوَ تَرْكُ مَا سِوَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمُخَالَفَةِ النَّفْسِ
وَالْهَوٰى وَالشَّيْطَانِ وَطَهَارَةُ الْقَلْبِ مِنَ الْخَلْقِ فِي الْجُمْلَةِ اَىْ بِالْكُلِّيَّةِ حَتّٰى اسْتَوٰى
الذَّمُّ وَالْمَدْحُ وَالْعَطَاءُ وَالْمَنْعُ وَالْحَجَرُ وَالْمَدَرُ ۔ اول هٰذَا الْاَمْرِ شَهَادَةُ اَنْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَانْتِهَائُهُ اِسْتِوَاءُ الْحَجَرِ وَالْمَدَرِ مِنْ صَحَّ قَلْبِهٖ وَمَنِ اتَّصَلَ
بِرَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ اِسْتَوَتْ عِنْدَهُ الْحَجَرُ وَالْمَدَرُ اَىِ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ
وَالْمَدْحُ وَالذَّمُّ وَالسُّقْمُ وَالْعَافِيَةُ وَالْغِنَاءُ وَالْفَقْرُ وَاِقْبَالُ الدُّنْيَا وَاِدْبَارُهَا
مَنْ صَحَّ لَهٗ هٰذَا مَاتَتْ نَفْسُهٗ وَهَوَاهُ وَانْخَمَدَتْ نَارِيَّةُ طَبْعِهٖ وَذَلَّ شَيْطَانُهٗ
لَهٗ تَحْقَرُ الدُّنْيَا وَاَرْبَابُهَا عِنْدَ قَلْبِهٖ ثُمَّ يُعْرِضُ عَنْهُمَا وَيُقْبِلُ عَلٰى مَوْلَاهُ
عَزَّوَجَلَّ يَصِيْرُ قَلْبُهٗ دربانى وَسْطِ الْخَلْقِ فَيَجُوْزُ فِيْهِ اِلَى الْخَالِقِ يَنْفَرِدُ
لَهٗ يَمِيْنًا وَشِمَالًا يَنْحُوْنَ وَيُخَلُّوْنَ الطَّرِيْقَةَ لَهٗ يَفِرُّوْنَ مِنْ نَارِ صِدْقِهٖ وَهَيْبَتِهٖ
سِرِّهٖ فَحِيْنَئِذٍ يُدْعٰى فِي الْمَلَكُوْتِ عَظِيْمًا يَكُوْنُ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ تَحْتَ اَقْدَامِ قَلْبِهٖ
وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِظِلِّهٖ اَ تَهَوَّسُ اَنْتَ لَا تَدَّعِ مَا لَيْسَ لَكَ وَمَا لَيْسَ عِنْدَكَ
اَنْتَ نَفْسُكَ مُسْتَوْلِيَةٌ عَلَيْكَ وَالْخَلْقُ وَالدُّنْيَا هُمَا فِيْ قَلْبِكَ اَكْبَرُ
مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْتَ خَارِجٌ عَنْ حَدِّ الْقَوْمِ وَعِدُّهُمْ اِنْ اَرَدْتَ
الْوُصُوْلَ اِلٰى مَا اَشَرْتُ اِلَيْهِ فَاشْتَغِلْ بِطَهَارَةِ قَلْبِكَ عَنِ الْاَشْيَاءِ كُلِّهَا

یہان عبارت شریف جلاء الخاطر کی تمام ہوئی ۔ اس عبارت مین جو قول یَنْفَرِدُ
یَمِیْنًا وَشِمَالًا ہے وہ بیان ہے قول اَنَا فِی حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ کا اور قول
یُدْعٰی فِی الْمَلَکُوْتِ عَظِیْمًا اشارہ ہے طرف خطاب کے جو مشرف ہے وہ نور عظیم
سے بموجب اوس کے جو دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے وَلَوْ دَنَتْ بِنُوْرِ الْعَظِیْمِ
ہِمَّتِیْ پس اے طالب تو اپنے وجود کو دست جلال الٰہی مین رکھا ہوا بمقابل
نار ہیبت اور شواغل حب کے مثل شمع کے کر اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کو مانند قندیل کے کہ جس مین شمع لگاتے ہین بنا ۔ پس جب تمام ہووے
تخلق با خلاق قدسیہ تجھکو اس قالب مین تمام ہوتا ہے میقات اربعین یوم موعود
کا جو مفہوم ہے قول سے خَمَّرْتُ طِیْنَتَہٗ اٰدَمَ بِیَدَیَّ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا پس
پرورش کیا جاتا ہے یہ مقلوب انوار سرمدیہ اور اسرار قدسیہ مین یہانتک کہ مصفا
ہوتا ہے زیادہ تر صاف اوس چیز سے جو قبل اس کے تھی ۔ پس باقی رہتا ہے
اس قالب مین یہ کہ تجلی کی جاتی ہے اوسپر تجلیات کلیہ جمالیہ ذاتیہ وصفاتیہ
سے یہانتک کہ گویا اوس کے وجود سے کوئی چیز نہ رہتی ہے اور مصفے زیادہ تر
مصفے اوس سے جو پہلے تہا ہو گیا ہے پس باقی نہین رہتا ہے اوس مین پانی
ارادہ کا مثل ظرف سلم کے خالی تمام پس پایا جاتا ہے وجود تیسرا اور ہو جاتا
ہے باقی باللہ فارغ علم حجابی سے جو اشارہ کیا گیا ہے قول مین اَلْعِلْمُ حِجَابُ
الْاَکْبَرِ کے ۔ پس تمام ہوتی ہے اوس کے لئے تلوین اور تصریف اور ثابت
ہوتا ہے ایجاد آخر اور نشارة ثانی ۔ پس وہ اُس وقت مین امن کلی اور عمارة باقیہ
ایسی بنیاد دین ہوتا ہے کہ خلل نہین کیا جاوے ۔ اور ایسے اعتصام مین ہوتا ہے
جو قطع نہ کیا جاوے اور یہ منزل وَاعْتَصِمُوْا بِالْحَبْلِ الْمَتِیْنِ فَھُوَ الْمَاْمُوْنُ
الْاَمِیْنُ حاصل کرتا ہے پس نہین رہتا ہے وجود مگر وجود اللہ تعالے کا ۔ پس منظر

اس کے ظاہر ہوتا ہے کہ وجود انسانی آلۂ محض اور برزخ خالص ہے وجود حقیقی کا مثل تیشہ کے جو وسطے نجار کے ہوتا ہے اور اسی معنے سے قول وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ کا یعنے نہین منسوب کیا جاتا ہے فعل آلہ کی طرف بلکہ منسوب کیا جاتا ہے فاعل کی طرف۔ پس صاحب اس حال مین کہا گیا ہے إِنَّ الْعَبْدَ عَبْدٌ اَنْ تَرَقّٰی وَالرَّبُّ رَبٌّ وَاِنْ تَنَزَّلَ یعنے بندہ بندہ ہی ہے اگرچہ ترقی کرے اور رب رب ہی ہے اگرچہ نزول کرے۔ اور ایسا ہی مقولہ ہے سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا اور اسی لئے اعتراض کیا ہے منصور حلاج پر قول مین انا الحق کے کیونکہ وہ ثابت کیا حقیقت کو وجود سرکش کے لئے اپنے اور وہ امر شریعت مین کفر کا اور طریقت مین باعث قصور مرتبہ کا ہے اور وہ اسی لئے دار پر چڑہایا گیا جیسا کہ قرآن مین وَمَا صَلَبُوْهُ وَمَا قَتَلُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ مذکور ہے کیون کہ وہ اس صیغہ سے ترقی کیا حقیقت کی طرف باوجود فانی ہونے وجود حسی کے جو ثابت تہا اوس کے لئے پس قول اوس کا اَنَا الْحَقّ وقت وجود حسی کے قصور تہا۔ اور وہ جو بعد قطع اعضا کے خون نکلا اور اوس سے صورت کلمہ اَنَا الْحَقّ کی پائی گئی وہ حالت مین توحید کی تہی اس لئے بڑے بڑے لوگ اوس کو مٹا نہ سکے بلکہ بعد جلا دینے کے راکھ بھی صورت اَنَا الْحَقّ کی بتلاتی تہی جب اوس کو دریا مین ڈال دئے پانی سے بھی آواز اَنَا الْحَقّ کی آتی تہی۔ پس معاملہ پہلا یعنے اَنَا الْحَقّ کہنا زبان سے قصور تہا اور معاملہ دوسرا یعنے خون وغیرہ سے اَنَا الْحَقّ پیدا ہونا باعث حضور کا تہا۔ اور یہ دقیقہ نادر ظاہر ہوتا ہے قول سے اَنَا فِیْ حَضْرَتِ التَّقْرِيْبِ وَحْدِیْ کے یعنے جو وجود مصفا بصفا رکلی ہو اوس سے تمام کدورت نکل جاتے ہین اور وہ مظہر حق کا ہو جاتا ہے اور ظہور حق کا اوس مین بطور کامل ہوتا ہے اور وہ مظہر اتم ہے اور یہ بات نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے لئے اصالۃً ہے اور غیر کو اون کے ظلاً اور تبعاً بسبب ہونے اوس کے فِي حَضْرَةِ
التَّقْرِيبِ وَحْدِي یعنے بارگاہ قربت مین تنہا باعتبار ہونے اوس کے مستحق مظہریۃ
نامہ کا لہذا حضرت نے فرمایا يُصَيِّرُنِي وَحَسْبِي ذُوالْجَلَالِ یعنے حق تعالے مجکو
کامل کیا اور مجھے اس حالت سے کیا اور وہ ذوالجلال کافی ہے ہر بندہ کے لئے
اور یہی معنے سے والدہ شریفہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے وقت وداع شیخ کر
واسطے سفر حصول کمالات علیہ اور عملیہ کے یہ دعا بتلائی اَللّٰهُ كَافِي قَصَدْتُ
الْكَافِي وَجَدْتُ الْكَافِي لِكُلِّ كَافِي كَفَانِي الْكَافِي وَنِعْمَ الْكَافِي۔
فقیر مترجم کہتا ہے شاید شارح کو اسی قدر یہ دعا ملی تہی حقیقت مین یہ ناکامل ہے
بلکہ کامل وہ ہے جو فقیر کو اپنے بزرگون سے ملی ہے اور اس دعا کو یازدہ کاف
محبوب سبحانی کہتے ہین چنانچہ مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ہرگاہ از مادرم
ام الخیر فاطمہ رضے اللہ عنہا وداع شدم این دعا بمن آموخت کہ یکصد و یازدہ بار
برائے ہر مہمے و مشکلے بخواند و ہرچہ نعمت یافتم از برکت این دعا یافتم مع اول
وآخر درود یازدہ بار بخواند دعا این ست بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کافی
قَصَدْتُ الْكَافِي وَوَجَدْتُ الْكَافِي لِكُلِّ كَافِي كَافِي الْكَافِي كَفَانِي الْكَافِي
جَلَّ الْكَافِي فَنِعْمَ الْكَافِي وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ شارح رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ یہ دعا ایسی ہے
کہ جس سے اسرار بہت ظاہر ہوے ہین۔ پس قول شیخ رضے اللہ عنہ کا اَنَا فِي
حَضْرَةِ التَّقْرِيبِ وَحْدِي بموجب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَنَا
اَحْمَدُ بِلَا مِيمٍ ہے۔ اور مراد میم سے وجود برزخی حسی ہے۔ یعنے مین وہ ہون کہ
میرا وجود حسی باقی نہین ہے گویا مین خالی ہوگیا ہون وجود سے۔ اور نسبت اوسکے
وجود کی میرے نفس کے ساتہ ایسی ہے کہ مجھے نہ وجود باقی ہے نہ شہود پس
ہوگیا ہون مین مظہر اور آلہ موجد احدی کا اور یہی سر ہے زیادتی قول بلا میم کا

بعد قول اَنَا اَحمدُ کے ۔ اور یہ نہین فرمایا احد کیونکہ یہ قول تلوینات باقیہ فی الرجو
سے ہے ۔ اور یہ موجب قصور کوئی چیز کا ہوتا ہے ۔ اور یہ قول اَنَا اَحْمَدُ بلا میم
محافظہ رابعہ ہے ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے فرق قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیم ہے کیونکہ یہ قول کمال کلی سے
ہے ۔ اور قول منصور حلاج کا اَنَا الْحَق مرتبہ تلوین وسطیہ سے ۔ اور قول حضرت
شیخ رضی اللہ عنہ کا اَنَا فِی حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ قبیل سے ہے قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس لیئے شیخ نے حق مین منصور حلاج کے فرمایا کہ وہ غیر
وقت کمال مین کہا اس لیئے سر اوس کا کاٹا گیا چنانچہ تفصیل اوس کی گزری ہے اَللّٰھُمَّ
زِدْنِیْ فِیْ شَرْحِ کَلَامِ الشَّیْخِ الْاَجَلِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پس اس قول سے اشارہ ہے
طرف اشغال کے جو لیئے جاتے ہین ہر چیز سے تغیرات پس سعی کرے سالک
عبور کو بصر کے تاکہ بصارت اوس کی تیز ہووے اور پردہ مانع مکشوفات کونیہ
اور آفاقیہ اور انفسیہ کا اوٹھ جاوے ۔ اور مین انشاء اللہ تعالے ذکر کرونگا اوسکو
شرح قصیدہ مین تا ظاہر ہووے تجکو ہر بیت مین اشغال وارشادات بمنہ وکرمہ وفضلہ
ہو المرشد حسبی ذوالجلال (فائدہ جمیلہ) یہ بیان سے جو ہمنے ذکر کیا ظاہر ہوگا کہ
تربیت ثابتہ حق مین شیخ رض کے ہر درجہ مین خاص انوار جلالیہ کافیہ سے ہے ۔ اور
تجلیات جلالیہ ذاتیہ اور صفاتیہ ایسے ہین کہ دور کرتا ہے اوسپر کمال کلی جو ثابتہ
ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اصالۃ اور شیخ رضی اللہ عنہ کے لئے نیابۃً
چنانچہ اشارہ ہے اس سے قول مین وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ : وَجَدِّیْ
صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ یعنے مین ظاہر مین یعنے وجود حسی مین مشہور اسم نام
عبدالقادر سے ہون لاکن نہین باقی ہے وجود حسی سے کوئی چیز بلکہ وجود میرا وجود
مصطفا نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہے جو صاحب کمال حقیقی ہین یعنے تصفیہ وتکا

بیان تربیت شیخ رض بدرجہ کمال

وجود اصفی آلہی احدی سے ہے کہ جس کو نہ ہویۃ ہے اور نہ تعین فَهُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ چنانچہ شیخ رضے اللہ عنہ اس سے (جلاء الخاطر) مین اشارہ فرمایا ہے اَلْقَلْبُ اِذَا صَحَّ لَا يُبَالِي مَنْ خَالَفَهٗ وَمَنْ وَافَقَهٗ وَمِمَّنْ حَمِدَهٗ وَمَنْ ذَمَّهٗ وَمِمَّنْ اَعْطَاهُ وَمِمَّنْ مَنَعَهٗ وَمِمَّنْ قَرَّبَهٗ وَمَنْ بَعَّدَهٗ وَمِمَّنْ قَبِلَهٗ اَوْ رَدَّهٗ لِاَنَّ الْقَلْبَ الصَّحِيْحَ مُمْتَلِئٌ تَوْحِيْدًا وَتَوَكُّلًا وَيَقِيْنًا وَتَوْفِيْقًا وَاِيْمَانًا وَمِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قُرْبًا يَرَى الْخَلْقَ كُلَّهُمْ بِعَيْنِ الْعَجْزِ وَالذُّلِّ وَالْفَقْرِ وَمَعَ ذٰلِكَ لَا يَتَكَبَّرُ عَلٰى طِفْلٍ مِّنْهُمْ وَيَصِيْرُ كَالسَّبُعِ وَقْتَ لِقَاءِ الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَالْعُصَاةِ غَيْرَةً لِلّٰهِ تَعَالٰى وَيَتَوَاضَعُ وَيَذِلُّ لِلصَّالِحِيْنَ الْمُتَّقِيْنَ الْوَرِعِيْنَ وَقَدْ وَصَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْقَوْمَ الَّذِيْنَ هٰذِهٖ صِفَتُهُمْ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ اِذَا صَحَّ هٰذَا صَارَ الْعَبْدُ مِنْ وَرَاءِ مَعْقُوْلِ الْخَلْقِ وَمِنْ وَرَاءِ اُمُوْرِهِمْ يَظْهَرُ مِنْ قِبَلِ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ كُلُّ هٰذِهٖ ثَمَرَةُ التَّوْحِيْدِ وَالْاِخْلَاصِ وَالصَّبْرِ انْتَهٰى ۔ ایسا ہی شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے اَنَا السِّرُّ معنے سر لفظ مین قولہ تعالے کے وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ حکمۃ ہے یعنے اَنَا سِرُّ السِّرِّ وَمَعْنَى الْمَعْنٰى پس قول وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ مراد کلمہ سے ہے اون امور کے جو نہین جانتا ہے اوس کو کوئی یک عارفون سے مگر وہ شخص کہ اوس کو حق تعالے بعلم خاص مطلع کیا ہے ۔ اور یہ امر سوا عقول کے ہے مگر بعض احاد افراد سے ہین کہ اون کو یہ علم ہوتا ہے کیون کہ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ واقع ہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْعَلَّامُ الْغُيُوْبِ لَا تُؤَاخِذْنِيْ اِنْ نَّسِيْتُ اَوْ اَخْطَاْتُ وَزِدْنِيْ عِلْمًا وَسِرًّا فِيْ شَرْحِ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةِ الْمُبَارَكَةِ الْخَمْرِيَّةِ وَاَسْقِنَا مِنْ كَاسَاتِهَا شَرَابًا طَهُوْرًا وَاَحْرِقْ عَنْ حَوَالِيْ قُلُوْبِنَا

بیان تفصیل مراتب درکات و حضرات و مقامات و مخدع

بِمَا دِلَكَ الْمُوْقِدَةِ عَلَى الْاَفْئِدَةِ كِدْ بَادَ ذُوْدًا (فائدۂ جلیلہ) شیخ رضی اللہ
تعالے عنہ اپنے قول اَنَا فِی حَضْرَتِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ یٰحدیثی بیدہ مز رکھا ہے کہ مرتبہ
اپنا مقام مخدع میں اعلیٰ و اسبق سے اس وحدیتہ سے۔ تفصیل اس کی یہ ہے
کہ اولیا راللہ کے لیئے درکات اور حضرات اور مقامات اور مخادع ہین پس جو
شخص کہ درکات میں ہے مثال اوس کی مثل ایک شخص کے ہے جو رہتا ہی
نیچے سقف مکان کے اور نہین جانتا ہے کہ فوق سقف کیا ہوتا ہے ۔
اور مثال اوس شخص کی جو حضرت میں ہے مثل اوس کے ہے جو صحن مکان
مین رہتا ہے اور کبھی سقف پر چڑہتا ہے اور وہ شخص جانتا ہے کہ اوپر سقف
کے کیا چیز ہے۔ اور مثال اوس شخص کی جو صاحب مقام ہے مثل اوس کے
ہے جو سقف ہی پر رہتا ہے گویا سقف مکان اوس کا ہے اور اوس سقف
پر مکان خاص بادشاہ کا بہی ہے کہ اپنے خواص کے ساتہ وہان بیٹہتا ہی
لاکن صاحب سقف کا یہ مقدور نہین ہے کہ جرأت دخول اوس مکان کی کری
کیون کہ وہ مقام اسرار خاص بادشاہ کا ہے کہ وہ اپنے خواص کے ساتہ
بیٹہتا ہے اور پیالہ مخصوص اون خواص کو پلاتا ہے پس اسی مکان کو مخدع کہتے
ہین کیون کہ وہ اوس مکان سے رنگارنگ عطائین کرتا ہے اور اپنے خواص کے
ساتہ مشورہ کرتا ہے ۔ گویا صاحب مخدع مثل بادشاہ ہے اور ماسوائے اس کے
مریدین و خادمین ہین ۔ پس شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ فرماتے ہین اے اقطاب
مین وہ ہون کہ مجکو حضرات میں کوئی شریک نہین ہے پس مقامات اور مخدع
میں کیون کر شریک ہو سکتا ہے ۔ پس اس بیان سے بوجہا جاتا ہے کہ مراتب
ہر ایک کے درکات اور حضرات اور مقامات اور مخدع مین حیثیت سے اعتنا
اور اعتبار کے متفاوت ہوتے ہین ۔ پس بساوقت صاحب درکات کی طرف

بادشاہ متوجہ ہوتا ہے زیادہ تر اوس سے جو صاحب حضرت کی طرف ہوتا ہے
اگرچہ ثانی افضل ہے اول سے حیثیت سے نفس درکانیہ اور حضرتیہ کے ۔
اور اسی قیاس پر ہے ہر یک درکات اور حضرات سے پس حق تعالے شیخ
بزرگ رضے اللہ عنہ کو ہر یک درجہ میں ازروے کیفیت اوس درجہ پر زیادتی
عطا فرمایا ہے ۔ پس اقطاب کو اس شعر مین تنبیہ اس بات کی ہے کہ تم قرب
حق مین میرے برابر نہین ہو ۔ پس مخدع قرب مین کیون کر برابر ہو گی ۔
اور تم منزلت تحتانی مین جہتین مذکور سے میرے ساتہ مساوات سمجہتے ہو
پس آگاہ ہو جاؤ اور تمہارے دل مین مساوات کو آنے نہ دو ۔ اسی لئے کہ
جو شخص ایسا خیال کیا اوس کو شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے سلب حال فرمایا
چنانچہ حکایت شیخ عبدالرحمن طفسونجی کی باوجود اس کے کہ پہلے مین نے نقل
کر چکا ہون دوبارہ یہان بہی ذکر کرتا ہون کیونکہ اس مین کئے اسرار اور
نکات ہین کہ اوس کو مبہم چہوڑنا اس بیت کی شرح کے وقت جائز نہین ہے
اور اب بیان کرتا ہون حکایت اوس شیخ کی کہ بسبب خیال مساوات کے سلب
کیا گیا بغور ملاحظہ کرین ۔ چنانچہ تملہ بن عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے
**نقلست** از جماعۃ مشائخ کہ گفتند وقتے کہ شیخ ابو محمد عبدالرحمن طفسونجی رحمۃ اللہ
علیہ در طفسونج بالاے ممبر برآمدہ فرمود اَنَا بَیْنَ الْاَوْلِیَاءِ کَالْکُرْکِیِّ بَیْنَ الطُّیُوْرِ
اَطْوَلُ عُنُقًا شیخ علی بن احمد حسینی آنجا حاضر بود حالے فاخر داشت درحال برخاست
و دلق برکشید و گفت دَعْنِیْ اُصَارِعْکَ شیخ عبدالرحمن خاموش شد و مر اصحاب
خود را گفت ہیچ موے در تن این خالی از عنایت نہ مے بینم بگوئید آن دلق را باز
پوشد او گفت ما از انچہ بیرون آمدہ ایم باز نہ گردیم و روسوے بہشت کردہ
بزوجہ خود را آواز داد کہ اے فاطمہ جامہ بفرست تا بپوشم او در بہشت بود او

آواز این شنید و چیزے در راه بیرون انداخت تا او بپوشد بعد از آن شیخ
عبد الرحمن از وے پرسید که شیخ تو کیست گفت شیخ عبد القادر ست گفت من
نام شیخ عبد القادر نمے شنوم مگر زمین مرا چهل سال ست که در درکات باب
قدرت مے باشم شیخ عبد القادر را ندیده ام در آنجا گفت مر جماعتے را از اصحاب
خود که بروید در بغداد و بگوئید مر شیخ عبد القادر را که عبد الرحمن سلام میرساند
و گوید که مرا مدت چهل سال ست در درکات قدرت مے باشم من ترا در آن
جا نه دیدم نه اندرون نه بیرون و هم در آن وقت شیخ عبد القادر مر اصحاب
خود بعضے را فرمود که بروید بر شیخ عبد الرحمن طفسونجی و در اثنائے راه با بعض
اصحاب وے ملاقی شوید که او آن ها را بر من فرستاده است و از آنجا آنها
را باز گردانید و بر شیخ روید و بگوئید که شیخ عبد القادر ترا سلام مے رساند
مے گوید که تو در واقع در درکات بوده ست و آن کس که در درکات بود نه
بیند مر کسے را که در حضرت ست و آن کس در حضرت ست نه بیند مر کسے را
که در مخدع ست یعنے در گنجینه پنهانی و من درون مے روم و مے آیم از باب
سر چنانکه تو سر مے دانی باماره آن که خلعت رضا در فلان وقت برائے تو
بدست من بیرون آمد و تشریف فتح در فلان شب بجهة تو بدست من فرستادند
و باماره آن که در درکات بحضر دوازده هزار ولی خلعت ولایت که آن فرجی
بود اخضر و طراز آن سوره اخلاص آن را هم بدست من برائے تو فرستادند
و بعد از آن که اصحاب شیخ عبد القادر رضے الله تعالے عنه یاران شیخ عبد الرحمن
طفسونجی را در اثنائے راه دریافتند و برابر خویش باز گردانیدند و بر شیخ رفتند
و تبلیغ رسالت شیخ عبد القادر رضے الله عنه نمودند شیخ عبد الرحمن فرمود صدق
الشَّیخُ عَبْدُ القَادِرِ هُوَ سُلْطَانُ الوَقْتِ وَصَاحِبُ التَّصَرُّفِ —

بیان رموز و حقایق قصہ عبدالرحمن طفسونجی

(بیان رموز و حقایق) جاننا چاہیئے کہ اس قصہ بزرگ میں کئی رموز اور حقایق ہیں (۱) پہلا رمز یہ کہ مرید کو حق اثبات کمال شیخ مین اتم و اعم غیرت ضرور ہے خصوصًا جب ایسا شیخ کہ جس کا مثل شیوخ مین نہ ہوا اور واسطے اثبات کمالات شیخ کے دو طریق سے قدرت ہو یک یہ کہ جو مرید متصف باوصاف شیخ کامل ہوا و یہ متخلق اخلاق اکمل سے اوس کے جیسا کہ شیخ علی ظاہر کیا اپنے حال کو شیخ عبدالرحمن طفسونجی پر اپنے کپڑے نکالنے سے اور ہرگز نہین پہنا پہراون کپڑون کو بعد ہیکہ اپنی کرامت ظاہر کیا یعنے مکان بعید سے کپڑے اپنی زوجہ سے لیا کہ جس کے سبب عبدالرحمن طفسونجی بھی متاثر ہوا اور کہدیا لَاأَنْظُرُ شَعْرَةً خَالِيَةً عَنِ النُّوْرِ عَلٰى بَدَنِ هٰذَا الْمُرِيْدِ اور پوچھا نام سے مرشد کے۔

(۲) دوسرا رمز یہ ہے کہ شیخ کو ضرور ہے کہ ہر لحظ حال سے اپنے مرید کے آگاہ ہووے اور یک ذرہ اوس کے حالات سے شیخ پر مخفی نرہے اور متصل ہووے ہمیشہ مرید سے واسطے نصرت اوس چیز کے کہ مرید نے دعویٰ کیا ہے کمالات مین شیخ کے (۳) رمز تیسرا یہ ہے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ اشارہ فرمایا شیخ عبدالرحمن طفسونجی کو اس بات سے کہ میرا علم محیط ہے اوس چیز کو جو تو نے کہا اور ارادہ کیا اور تیرا علم محیط نہیں ہے مجکو کہ جانے مراتب کو اور علم کو میرے فَأَنْتَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ یعنے پس تو ای عبدالرحمن جب تو محیط نہین ہے اور چیز کو جو ظاہر محسوس مین ہے کیونکر محیط ہوگا اوس چیز کو جو ماسوائے عقل کے اور یک طرف عقلون کے ہے اسی لئے شیخ عبدالرحمن طفسونجی نے کہا صَدَقَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ هُوَ سُلْطَانُ الْوَقْتِ صَاحِبُ التَّصَرُّفِ الْحَقِيْقَةِ الْاَوْلٰى کہ اولیاء اللہ کو سزاوار نہین ہے کہ کلمہ عجب کرین مگر حکم سے خداے تعالے کے۔ چون کہ کلام شیخ عبدالرحمن کا حکم

[illegible]

خدا سے نہین تہا اور اوس سے خلاف امر حق تعالے واقع ہوا اس وقت حقیقۃ الحقیقۃ ظاہر ہوئی کیون کہ خدا ے تعالے اکمل اولیا رکو اپنے کہ جن کی تکمیل کا ارادہ کرتا ہے زبان طیور سے یا انسان یا ملایک سے اوس کلمہ کو جو عجب سے ظاہر ہوا ظاہر کرتا ہے ۔ بلکہ بسا وقت اون کے ساتہ معاملہ عجیب سے پیش آتا ہے ۔ چنانچہ مروی ہے کہ یک شخص اولیا سے یک سواری پر سوار جارہا تہا اطراف اوس کے سو مرید یا چار سو مرید پیادہ چل رہے تہے اس اثنا مین دبر دابہ سے یک ہوا اس آواز سے نکلی کہ شیخ پر اوس کا اثر ہوا اور سواری پر سے گر گیا اور بے ہوش ہو گیا جب بعد دیر کے ہوش مین آیا مریدین عجب مین آے اور صبر نہ کئے فیمابین گفتگو ہونے لگی اوس وقت یک شخص بڑی مریدین سے شیخ سے پوچہا کہ آواز ریح پر دابہ سے یہ حالت شیخ کی کیون ہوئی ۔ شیخ نے جواب دیا کہ تم نہین جانتے ہو اوس چیز کو جو معاملہ کے گئے میرے ساتہ وہ یہ ہے کہ میرے دل مین خطرہ آیا کہ مین ثانی بایزید ہون کیون کہ میرے جلو مین چار سو آدمی پیادہ چل رہے ہین اور یہ میرے مریدین کاملین ہین اور مین بہی حالت کاملہ مین ہون ۔ پس یہ خیال گویا عجب اور بد تہا اور خدا تعالے غنی ہے عجب سے اس خطرہ کا جواب دبر دابہ سے دیا کہ جس سے میرے بدن پر بال کہڑے ہو گئے اور اوس کے شعلہ سے چمڑا میرا جل گیا ۔ سبحان اللہ حق تعالے جب اپنے اولیا سے ایسا معاملہ کرتا ہے تو کیون کر نہو کہ اون کو تربیت نہ کرے بلکہ خدا ے تعالے اون کو تربیت کرتا ہے اور عجب سے نگاہ رکہتا ہے کیون کہ عجب موجب زوال دولت کمال ہے ۔ اور جن کو خدا ے تعالے ارادہ کرتا ہے رسوائی کا باوجود علوم و کمالات کے یک کلمہ سے سوا کر دیتا ہے اور اون کو اس گمراہی سے نہین نکالتا ہے اوس سے ہدایت اور

اوسی سے ضلالت ہے چنانچہ ابو طالب کو باوجود اس کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان مبارک سے تمام جسم چاٹتے تھے ہدایت نہ ہوئی۔ اور ابلیس باوجود اس کے معلم الملکوت تھا چھ سو یا چھ ہزار سال عبادت خدا کی کیا ایک کلمۂ عجب سے حق تعالے اوس کو رسوا کیا۔ گویا فضل اور عزل دو نہرین جاری ہیں یک نہر مین پانی شیرین اور یک مین کھار تلخ ہے۔ وارد ین بقدر قسمت اوس سے پانی پیتے ہیں۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بُعِثْتُ مَعَ الْهِدَايَتِ یعنے اوٹھایا گیا مین ہدایت کے ساتھ۔ علی ہذا القیاس ابلیس اغوی دیا گیا ضلالت کے ساتھ اور ہر دو راجع ہیں خدائے تعالے کی طرف اور وہ فرماتا ہے هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَلَا اُبَالِي یعنے یہ لوگ ہدایت کے واسطے جنت کے ہیں اور خدائے تعالے ان سے بے پرواہ ہے یعنے ان کے جنت جانے سے خدائے تعالے کو کچھ غرض نہین ہے وَهٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَلَا اُبَالِي اور یہ لوگ گمراہ واسطے آتش جہنم کے ہین اور خدائے تعالیٰ ان سے بھی بے پرواہ ہے رَبَّنَا زِدْنَا عِلْمًا وَاِيْمَانًا وَلَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا۔ والحقیقۃ الثانیہ چون کہ شیخ رضے اللہ تعالے عنہ کو نیابۃ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی وہ وسیلہ تھے کہ اون کے واسطے سے خلعتین اور بزرگیان اولیاء اللہ کو دئے جاتے ہین چنانچہ شیخ رضے اللہ عنہ دوسرے قصیدہ مین فرماتے ہین اَعْطَانِيَ الْمَوْلٰى اَجَلَّ وِلَايَةٍ، لَمْ يُعْطِهَا لِغَيْرِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یہان تک فرمایا وَاَنْتَ وَلِيِّيْ فِيْ مَقَامِ النِّيَابَةِ پس وہ شیخ وارث حقیقی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور نائب تحقیقی اسی لئے شیخ عبد الرحمن طفسونجی فرمایا وَهُوَ صَاحِبُ التَّصَرُّفِ وَسُلْطَانُ الْوَقْتِ۔ والحقیقۃ الثالثۃ۔ کشف ولی کبھی ناقص ہوتا ہے اور وہ یقین

حقیقت ثانیہ کا بیان یعنی نیابت رسول اللہ کا

حقیقت ثالثہ کا بیان یعنی کشف ولی کا ناقص ہونا

کرتا ہے حقیقت حال وہی ہے جو مجہپر کشف کیا گیا پس کلام کرتا ہے بنا بر اوس
کشف کے ۔ اور یہ کشف مثل خطاء مجتہد کے ہے کہ اس کے سبب ولی مواخذہ
نہین کیا جاتا ہے جیسا کہ کہے ہین اَنَّ الْمُجْتَهِدَ الْمُخْطِی لَا یُعَاتَبُ عَلٰی مَا حَلَمِہٖ
کیون کہ وہ اپنی طاقت کے موافق تحقیق مین اس مسئلہ کے کوشش کیا ہے اور
حق تعالے فرمایا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا مگر ولی جو قطع علوم باطنیہ
کیا ہے اور باعتبار اوس کے تجلی تحصیل انوار و اسرار کی اُسے ہوئی ہے ماموری ہے
اوس کے اخفا کا کیون کہ بعض حقایق مکشوفہ اولیاء کے بنا ء کشف جزئی پر ہوتے
ہین ۔ اور وہ کبہی مخالف شریعت کے ہوتے ہین فی الواقع پس اظہار اوس کا
موجب زندقہ صاحب کا ہوتا ہے اس لئے حکم کیا گیا ستر کو اوس کے ۔
اور بعض حقایق بسبب کمال باریکی کے اور عدم احاطہ عقول کے تطبیق کو اوسکے
شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وہ قطب افلاک وصول الی اللہ ہے
تحقیق نکلجاتے ہین یعنے مخالف قواعد شرعیہ سے ہوتے ہین ۔ پس بسبب عدم
تفہیم کے جو چیز کہ عدم احاطہ سے پیدا ہوتی ہے منازعت اور مجادلہ کو پہنچاتی
ہے اس لئے گردن اوس کی کاٹتے ہین ۔ کیون کہ یہ فتنہ عامہ ہے کہ اوسکے
صدمہ سے دیوار اسلام کی گر جاتی ہے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ اسے بنا پر ہے جو
ابو ہریرہ رضے اللہ عنہ نے فرمایا حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عِلْمَيْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَّتُهٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَّتُهٗ لَقُطِعَ هٰذَا
الْبُلْعُوْمُ یعنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم سے دو علم یاد کیا ہون
یک وہ کہ بیان کیا ہین ۔ دوسرا اگر بیان کرون مین حلق میرا کاٹا جاے گا
بسبب عدم احاطہ عقول قاصرہ کے واسطے تطبیق اون دو بیان کے کیونکہ
وہ تطبیق باریک اور مشکل ہے اور حکم اوسکا مخفی ۔ اور اسی لئے مسئلہ قدر مین

کہتے ہین کہ کوئی نہ مستعد اور ردوزرا نہو وین اوس کی تحقیق کو بلکہ حوالہ
کردین اوس کو اوس چیز کے طرف جو اللہ و رسول اس مسئلہ مین فرماے ہین۔
لاکن حقایق باطنیہ جو ظاہر ہوے دقایق اوس کی موافق شریعت کے اوس کے
اظہار میں خوف نہین ہے بلکہ وہ مفید اور موکد ہے شریعت روشن کو جیسا کہ کرامات
اور تصرفات صادرہ اولیاء کے جو مدد دینے والے ہین شریعت کے۔ لاکن وہ
خرق عادات جو عام لوگون کا فہم اوس کی باریکی کو نہین پہونچ سکتا ہے اخفاء
اوس کا مناسب ہے تاکہ کوئی فتنہ نہ پڑجاے۔ اور یہ مسئلہ کی تحقیق اوس
طریق پر ہے جو خواص سے ظاہر ہوئی۔ یہ بندہ عاجز ابو الفرج ہدایت پایا اللہ
غوث محی الدین محمد فاضل الدین پر اَللّٰھُمَّ لَا تُوَاخِذْنِیْ اِنْ نَسِیْتُ اَوْ اَخْطَاءْتُ
فی ذٰلِکَ۔ **الحقیقۃ الرابعۃ** یعنے چوتھی حقیقت نقل مذکورہ کی یہ ہے کہ کبھی اولیاء اللہ
سے ظاہر و باطن مین گناہ صادر ہوتا ہے اور اوس کے صدور مین حکمت تعلیم اوس ولی
کی ہے واسطے خارج ہونے کے بہو نرہ سے اوس چیز کے جو ولی نے اوس میں مبتلا
ہوا ہے جیسا کہ واقع ہوا شیخ کامل یعنے شیخ صنعا سے گناہ کبیرہ بلکہ فعل قریب کفر
بظاہر اوس سے صادر ہوا حکمت اس مین اوس کو نکالنا تہا عُجب سے جو اوس کے
دل میں پوشیدہ تہا بسبب کثرت عبادت اور حج اور روزہ سے۔ چنانچہ مروی ہے
کہ پچاس عمرہ و حج ادا کیا اور ہمیشہ روزہ رکھتا تہا اور عبادت اس قدر کہ عقلین متحیر
ہو جاے۔ اور شیخ عبد الرحمن طفسونجی سے جو کلمہ عُجب صادر ہوا وہ نہین جانتا تھا اوسکو
پس حق تعالےٰ نے نکالا اوسکو بواسطہ زبان مرید شیخ بزرگ رضہ کے اور تائید دیا گیا مرید سے
رضے اللہ عنہ کے اور تعلیم کیا گیا شیخ عبد الرحمن طفسونجی مکتوب شیخ رضے اللہ عنہ سے
**الحقیقۃ الخامسۃ** یعنی پانچوین یہ ہے کہ مرید کو جو نصیحت شیخ قلب فارغ سے کرے وقت ورود
ماسوا اوس کے قبول کرے چنانچہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے

تحقیق اس امر کا بیان ہے کہ اس مسئلہ کی... اولیاء سے گناہ صادر ہونا

تحقیق ... باب ... بیان ... پانچوین ...

اَلعَبدُ یُضرَبُ بِالعَصَا وَالحُرُّ یَکتَفِی بِالاِشَارَۃِ فَرَحِمَ اللّٰہُ عَبدًا اِذَا ظَھَرَ عَلَیہِ الحَقُّ تَبَادُرًا اِلَی القَبُولِ وَتُسَارِعُ اِلٰی حُکمِ العُقُولِ کُلُّ ھٰذَا بِعِلمِ مَن ھُوَ مَقبُولُ الحَقِّ عِندَاللّٰہِ وَجِیہُہٗ الحقیقۃ السادسۃ چھٹی یہ ہی کہ اللہ تعالے شرف دیا ہے شیخ بزرگ کو کمالات ظاہری اور باطنی سے ایسا شرف کہ غیر کو اون کے نہین دیا۔ اور ترقی دیا ہے اوس حد تک کہ اون کا حال ابصار کملین سے باوجود ترقی کرنے اونکے مدت چالیس سال تک جو یہ مدت ترقی ارشادات خواص ہے چنانچہ شیخ عبدالرحمن طفسونجی باوجود ترقی ہر روز یک مقام کو چالیس سال تک احوال سے شیخ رضے اللہ عنہ کے مطلع نہ تہا اور یہ بڑی دلیل ہے واسطے ہونے قدم شیخ بزرگ کے گردنون پر تمام اولیار کے پس جو شخص نیچے قدم کے ہو اوپر والے کے حال کیا جانتا ہے اور یہ قول قَدَمِی ھٰذِہٖ عَلٰی رَقبَۃِ کُلِّ الاَولِیَاءِ اسی جہت سے ہے والحقیقۃ السابعۃ ساتوین یہ کہ باب قدرۃ حق تعالے کا واسطے تخلق اولیار کے اوسع ہے اور اوس مین درجات اور مقامات ہین بعض اوپر بعض کے احوال داخل کو اوس کے کوئی نہین جانتا ہے مگر وہ شخص کہ اوس کو حق تعالے مطلع کیا علم کلی سے۔ پس اس دروازہ مین بلند تر کمال کا بعد صحابہ کرام رضے اللہ عنہم کے سولے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے کوئی نہین ہے اس لئے آپ نے فرمایا ہے اَنَا قُطبُ الاَقطَابِ حَقِیقَۃً یعنے مین قطب الاقطاب ہون حیثیت ماہیت اور حقیقت کے اور یہ قطبیت ثابت اور موقوف ہے میرے اس وجود پر گویا کہ روح میری قوت دی گئی ہے قوت تامہ سے اس قطبیت حقیقیہ کے زمانہ سے آدم اور نوح اور موسی وغیرہم انبیا علیہم الصلوۃ کے چنانچہ شیخ دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے اَنَا کُنتُ مَعَ اٰدَمَ وَاَنَا کُنتُ مَعَ نُوحٍ وَاَنَا کُنتُ مَعَ اِبرَاھِیمَ وَمُوسٰی وَاَیُّوبَ وَدَاوُدَ عَلَیھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور مروی ہے کہ جب معراج سے نبی امی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ترقی فرماے قدم مبارک کو گردن شیخ رضے اللہ عنہ پر رکہے کہ وہ وہان جکو اپنے بشکل جسم متشکل کرکے پہونچے تہے۔ اس لئے مقولہ ہے اَلرُّوحُ جِسمٌ لَطِیفٌ عَلٰی شَکلِ

[illegible]

اَلْجِسْمِ الثَّابِتِ لِلْاِنْسَانِ یعنے روح یک جسم لطیف ہے بشکل جسم کے جو ثابت ہے انسان کے
لئے اَوْ اَمْرٌ رَبَّانِیٌّ قَادِرٌ عَلٰی تَشَکُّلَاتٍ جِسْمَانِیَّۃٍ یا امر رب ہے قادر شکل جسمانی ہونے پر۔
اگر کوئی کہے کہ جب فتح مکہ ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع تمام اصحاب اندرون
کعبہ تشریف لے گئے اور وہ بتان موجودہ کو توڑنے مین مصروف ہوے اس اثنا رمین
ملاحظہ فرمایا کہ چند بت بلندی کعبہ پر نصب ہین ارادہ فرمایا اوس کے توڑنے کا بہی لاکن
سیڑہی نہ تہی جو اوپر چڑہتے اور اون بتون کو توڑتے اوسوقت علی کی طرف جو اون کے ساتہ
تہے دیکہے علی نے عرض کیا یا رسول اللہ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ مَا اَنَا اَقُوْمُ وَاَنْتَ تَرْکَبُ عَلٰی
عُنُقِیْ وَاَذْنَتِیْ یعنے میرے مان باپ آپ پر فدا ہوویں یا رسول اللہ آیئے اور مین
کہڑا ہوتا ہون آپ اپنا قدم مبارک میرے پشت پر رکہکر کاندہے پر چڑہو اور بتون کو
توڑو آن حضرتؐ نے فرمایا اے علی تو میرا بوجہ نہ اوٹہا سکے گا علی عرض کئے یا رسول اللہ
البتہ اٹہاؤنگا اوس وقت آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یک انگشت مبارک
پشت پر علی رضی اللہ عنہ کے رکہا کہ جس سے علی کی پسلی کی استخوان دب گئی اور علی
بے قرار ہوگئے آن حضرتؐ نے فرمایا مَا اَنَا قُلْتُ لَکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا
فَھَا اَنْتَ وَضَعْ قَدَمَکَ عَلٰی ظَھْرِیْ وَاسْتَعْلِیْ عَلَی الْکَعْبَۃِ وَکَسِّرِ الْاَصْنَامَ
یعنے مین تجہکو نہین کہا تہا کہ تجہے طاقت نہین ہے میرے بوجہ کی اور تو صبر نہ کریگا
پس آتو اور اپنے اقدام میرے پشت پر رکہہ کر سقف کعبہ کے طرف بلند ہو
اور بتون کو توڑ قصہ طول ہے لاکن مقصود اس سے یہ ہے کہ جب علی نے بوجہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہین اوٹہا سکا پس عبد القادر جیلانی رض جسم روحی
سے کیونکر اوٹہایا۔ جواب کہونگا مین اگرچہ تو یہ امر باریک استفسار کرتا ہے لاکن
خدائے تعالےٰ قادر ہے کہ جواب اوس کا مجہہ بندۂ عاجز مہتدی شیخ بزرگ سے تجکو اطلاع
دے وہ یہ ہے کہ جو معاملہ درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی کے واقع

ہوا وہ دوسرا تہا یعنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بظاہر فتح مکہ کے وقت منتصر
باصحاب تہے اور وہ تمام انتصار اور اعانت کہتے تہے مظنہ اون کو نہ ہو کہ اس امر
مین اصحاب بمقتضاے بشریت قوۃ اور اعانۃ میری کئے علی کو ارشاد فرماے لَنْ
تَسْتَطِیْعَ یعنے تو نہین طاقت رکہتا ہے قوت بشری سے اوٹھانے اس بوجہ نبوت کو
بلکہ یہ نصرت میری محض فضل خداے تعالے سے ہے چنانچہ فرمایا ہے وَمَا النَّصْرُ
اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ پس مرشد حقیقی نے ظاہر کئے عجز و ضعف شجیع
اصحاب کو یہان تک کہ سب کو معلوم ہو گیا اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ پس قوت خاص
خداے تعالے اور اوس کے رسول ہی کو ہے اور اس موقع مین وہ مظنہ نہین ہو سکتا
ہے ۔ اگر تو کہے کہ یہ بات حق مین اصحاب کے جو متخلق باخلاق رسول اللہ تہے
اور اپنے وجود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجود مین فنا کر کے رنگین
بصبغۃ اللہ و رسولہ تہے کیونکر خیال کیا جاے ۔ جواب کہونگا مین کہ مقتضاے بشریۃ
سب کے لیئے باقی ہے چنانچہ خود سلطان تخت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب
بارہا فاقہ و تنگدستی ہونے لگی رفاہ و فراخ دستی کفار کی دیکہکر دل مین فرماے
اِنَّ اللّٰهَ کَیْفَ اَعْطَی الدَّوْلَةَ لِلْکُفَّارِ وَکَیْفَ اَحْرَقَ فُؤَادَ اٰلِ مُحَمَّدٍ بِالْفَقْرِ وَالْجُوْعِ یعنے خدا
کیسا کافرون کو مال و دولت دیتا ہے اور کیون کر دلون کو آل میری کے فقر و بہوک
سے جلاتا ہے ۔ درحال جبرئیل علیہ السلام حق تعالے کے نزدیک سے وحی لایا
اور خبر کیا کہ حق تعالے فرماتا ہے یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ اَعْطَیْتُكَ مِنَ النِّعَمِ مَالَمْ
اُعْطِ شَرْ وَمَۃً مِنْهَا الْکُفَّارَ اَلَا اِنِّیْ قَدْ اَعْطَیْتُكَ الْفَاتِحَةَ وَهِیَ بَاقِیَةٌ قِرَاءَةً
وَثَوَابًا ۔ یعنے اے محمد مین تجہکو وہ نعمتین دیا ہوں جو دیا ہون از روے بخیل کے
اوس سے کفار کو ۔ جان اس بات کو کہ مین تجہ کو سورہ فاتحہ دیا ہون کہ وہ ہمیشہ
قیامت تک باقی ہے از روے قرائت اور ثواب کے وَهٰذِهِ الدَّوْلَاتُ لِاَعْدَآئِكَ

فَاِنِیَّۃٌ مُسْتَوْجِبَۃٌ لِلْعَذَابِ الْاَلِیْمِ فِیْ نَارِ جَہَنَّمَ یعنے یہ دولتین تیرے دشمنون کی فانی ہین اور یہ واجب کروانی ہین اون کے لئے عذاب سخت آتش جہنم کو۔ ایسے بہت قضیہ واقع ہوے ہین انبیار اور اولیار علیہم السلام وعنہم الرضوان مین۔ اور یہ معاملہ بشریت کے ہین اس کو سمجھو اور یاد رکھو۔ اور یہان دوسرے جوابات بھی ہین اگر تجھے علم ہوا البتہ اطلاع ہوگی لاکن مین بھی یک جواب باریک تجھکو بتلاتا ہون وہ یہ ہے کہ شیخ رضے اللہ عنہ کی روح بوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امر حق تعالے سے اوٹھاے اور مقدمہ علی رضے اللہ عنہ کا اون کے ارادے سے تھا پس فرق ہے درمیان مامور کے اور مرید باختیار کے پس اس لئے جائز ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو برداشت بوجہ قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجہ باقتضار جسمیۃ کے نہ ہوئی ضعف حاصل ہوا نہ ازروے حقیقۃ روحیۃ کے اور جو برداشت روح شیخ رضے اللہ عنہ ثابت ہوئی ہے وہ حقیقت روحیۃ سے ہے۔ پس اس تفصیل سے جو اس وقت میرے قلب پر وارد ہوئی کوئی تردد باقی نہین رہتا ہے۔ اور عجب نہین کہ طالبین صاف دل اس سے زیادہ بیان پر قادر ہون رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ فِیْ شَرْحِ الْقَصِیْدَۃِ الْخَمْرِیَّۃِ بِفَضْلِکَ یَا کَرِیْمُ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّفَہْمًا (جواب وسوال) اگر کوئی کہے شیخ رضی اللہ تعالے عنہ اپنی کتاب عزیز (جلاء الخاطر) کے بیان طریق تصریف شکوکی مین فرمایا ہے یَا قَوْمِ اِکْتَسِبُوا الْاِیْمَانَ وَاضْرِبُوْا اَنْفُسَکُمْ بِعَصَاءِ الْمُجَاھِدَۃِ سَلِّمُوْھَا اِلٰی رَائِضِ الْاِیْمَانِ ھِیَ مُتَمَرِّدَۃٌ غَیْرُ مُلَیَّنَۃٍ نُفُوْسُکُمْ غَیْرُ مَرْضِیَّۃٍ غَیْرُ مُلَّۃٍ مَلَا ئِیَۃٌ مِنَ الْکِبْرِ وَالْعَظَمَۃِ طَرِیْقُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ لَیْسَ فِیْھَا اَنَا وَمَعِیَ وَلِیْ کُلُّ ھٰذِہِ الطَّرِیْقِ مَحْوٌ وَفَنَاءٌ یہ عبارت یعنے لَیْسَ فِیْھَا اَنَا وَمَعِیَ وَلِیْ صریح ہے کہ اہل صفا سے کلمہ انا نہین صادر ہوتا ہے باوجود اس کے فرمایا قول مین اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ

کے کلمہ اَنَا و وَعِنْدِیْ کا یا متکلم کے سات جیسا کہ لفظ مَعِیَ مین ہے پس یہ کیا وجہ ہے
جواب کہونگا مین اگرچہ سابق بیان بشرح کامل کیا ہون کہ جس سے جواب اس کا
مل سکتا ہے لاکن اب بہی مکرر رفع دغدغہ کے لیٔے کہتا ہون کہ ممانعت اس قول کی اوسی
وقت ہے کہ وجود انانیت حسیہ کا جو تکبر وعظمتہ سے ناسوتی کے پیدا ہوتی ہے۔
اور فرعونیت کو شامل ہووے نہ سواے اس کے چنانچہ اس لیٔے شیخ بزرگ
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کُلُّ هٰذِهِ الطَّرِیْقِ مَحْوٌ وَّ فَنَاءٌ پس جو شخص کہ وجود اسکا
فنا ہووے اور حق مثل آئنہ مصقلہ کیٔے گیے کے انوار حق سے مشہود ہو جاوے جیسا
کہ حق تعالے فرمایا ہے وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا پس قول اوس کا اَنَا وَ مَعِیَ وَ
عِنْدِیْ اپنے نفس سے نہین ہوتا ہے بلکہ امر خداے تعالے اور وجود سے اوس کے ہی
چنانچہ موسے علیہ السلام نے فرمایا مَعِیَ رَبِّیْ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ابو بکر کو ارشاد کیا جس وقت کہ وہ دونون یک غار مین تہے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ
مَعَنَا پس راز اس کے جواز مین اور عدم جواز مین یہ ہے کہ مؤمن جب متجلی بہ تجلیات
الٰہیہ قدسیہ ہووے ہر گز۔۔ ماسوے حق سے نہین ہوتا ہے مگر مثل آلہ کے پس
منسوب الیہ اوس کا منسوب طرف قائل حقیقی کے ہوتا ہے جیسا کہ آیتہ سے وَمَا
رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ظاہر ہے۔ پس فاعل اس کا بہی اللہ ہے
سواے اوس شخص کے کہ جس مین حدوث بشریت باقی ہو۔ لاکن قول فرعونان
مخلوط بجنون ناسوت نفسانی اور ملوث باخباث وجود شیطانی کا قول مخدوع ہے
کیون کہ واقع ہوا ہے ہواے خود بینی اور کبر نفسانی سے اس لیٔے مولوی روم
مثنوی مین فرمایا ہے ؎ ہرچہ گیرد علتی علت شود ٭ کفر گیرد کاملی ملت شود٭
پس قول انا کا فرعون سے کفر ہے اور اولیا اللہ فانی وجودات سے عین ایمان
پس معنے کلمہ انا کا واسطے قائل فانی کے ملت و دین ہوتا ہے برخلاف نجس کے

نجاست وجود نفس سے کفر و نفاق ہے۔ اور تجبر و تکبر یعنے گردن کشی وغرور عجب

مع مال و دولت ہوتا ہے۔ اس کو تو یاد رکھہ کہ مین تجکو اس لئے یاد دلا یا ہون

تاکہ نور اور تنویر ہو جاوے (مناجات) اَللّٰهُمَّ وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلَهٗ مَقَامٌ فَاجْعَلْ

مَقَامَنَا فِيْ حَضْرَةِ بِسَاطِ الشَّرِيْعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ عَاجِلًا وَفِيْ حَضْرَاتِ التَّقْرِيْبِ وَالْحُضُوْرِ

الْوُصُوْلِ فِي الطَّرِيْقَةِ الْاَحْمَدِيَّةِ مُسْتَعْجِلًا وَفِيْ اَعْلَا فَرَادِيْسِ الْجِنَانِ اٰجِلًا وَفِيْ

اَطْيَبِ الْاَمَاكِنِ رُؤْيَةً وَحُضُوْرًا مُؤَجَّلًا اِنَّكَ اَنْتَ الْقَدِيْمُ الْكَرِيْمُ

الَّذِيْ مِنْكَ بَدَانَا وَاِلَيْكَ نَعْبُدُ رَبِّ زِدْنِيْ فِيْ شَرْحِ الْقَصِيْدَةِ الْخَمْرِيَّةِ

كَاسَاتِ التَّحْقِيْقِ بِالصَّحْوِ الْكُلِّيِّ الْمَلُوِّ بِالتَّوْفِيْقِ وَالْهِدَايَةِ يَا ذَا الْفَيْضِ وَالْعِنَايَةِ

لَا تُؤَاخِذْنِيْ اِنْ نَسِيْتُ اَوْ اَخْطَاْتُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ بِحُرْمَةِ

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَصْحَابِهٖ وَاٰلِهٖ بِهٖ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وَصَلِّ عَلٰى حَبِيْبِكَ

الْاَكْرَمِ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ فَازُوْا بِفَيْضِهٖ وَخَرِّبْ بُنْيَانَ الْكَافِرِيْنَ الَّذِيْنَ

قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ بِغَيْظَتِهٖ وَافْتَحْ عَلَيَّ اَسْرَارَ دِنَاثِبِهٖ وَنَوِّرْ قَلْبِيْ بِاَنْوَارِ عَجَائِبِهٖ وَ

هُوَ الشَّيْخُ الْاَجَلُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا سَيِّدِنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ سَيِّدْ عَبْدُ الْقَادِرِ

الْجِيْلِيُّ الَّذِيْ اَحْيٰى قُلُوْبَ الْعَاشِقِيْنَ الَّذِيْنَ قَطَعُوْا لِنَوْمِ مَعَاصِيْهِمْ عَنْ

وُصْلَةِ الْقُرْبِ وَوَسِيْلَةِ التَّقْرِيْبِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ قَادِرِيَّ الْوَقْتِ سَعِيْدًا

دَائِمًا فِيْ بِسَاطِ قُرْبِهٖ قَائِمًا اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ فَالْحَمْدُ لَكَ اَوَّلًا وَالصَّلٰوةُ

عَلٰى حَبِيْبِكَ مَعَ الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ ثَانِيًا وَثَالِثًا وَعَلَى الشَّيْخِ الْاَجَلِّ رَضِيَ اللّٰهُ

رَابِعًا وَعَلٰى اَبْنَائِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ خَامِسًا يَا رَبِّ يَا رَبِّ (فائدہ) مترجم کہتا ہے کہ

شعر مذکور یعنے ہفتم واسطے قبول توبہ کے اگر ہر روز اکیس بار پڑہے توبہ اوس کا قبول

اور گناہ بخشا جاوے گا کیون کہ قربت حضرت کی کسی ولی کو حاصل نہین ہے اس لئے

فرمایا ہے

بیان خاصیت شعر ہفتم

أَنَا الْبَازِيُّ أَشْهَبُ كُلَّ شَيْخٍ
(۸)
وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِي

باز نام ہے یک پرند شکاری کا چنانچہ بغیر یاء کے مشہور ہے ۔ اور جمع اس کی ابواز و بیزان و بزاۃ بھی آئی ہے ضم کے ساتھ اَشْهَبُ اوس کو کہتے ہین کہ جس مین سفیدی اور سیاہی جمع ہو لاکن سپیدی زیادہ ہووے اس لئے مقولہ مین عرب کے یَوْمٌ اَشْهَبُ اوسکو کہتے ہین کہ جس روز سردی و برف زیادہ ہو۔ اور اگر عنبر مین سفیدی غالب ہو عنبر اشہب کہتے ہین اگر گھوڑے مین سیاہی سے سفیدی زیادہ ہو اوس کو فرس اشہب کہتے ہین۔ وَالشَّيْخُ اصطلاح قوم مین اوس شیخ کو کہتے ہین جو تجلی کرے شریعتون کے ساتھ اور ترقی فنا سے طرف بقا کے چنانچہ قریب آوے گی تفسیر اس کی اَلرِّجَالُ خلاف ہے رکبان یعنی سوارونکا چنانچہ قرآن مجید میں فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا وارد ہے ۔ اور کبھی اوس سے مردانہ ارادہ کیا جاتا ہے جیساکہ مقولہ ہے فلان رَجُلٌ مِنَ الرِّجَالِ یعنے فلانہ مردانہ ہے مردون سے ۔ اس مقام مین یہ دو معانی جائز ہے چنانچہ تفصیل اس کی قول مین وَاَنْتُمْ رِجَالٌ کے گزری ہے وَالْمِثَالُ کسر میم سے بمعنے مانند اور کالبد وجامہ خواب ہے اور مراد اوس سے اس جاگہ معنے اول ہے ۔ اور بمعنے فرمان بادشاہ کے بھی آیا ہے فرہنگ دیوان مین کہتا ہے کہ اوسکو ارادت کو بھی مناسبت ہے (النحو) یعنے قواعد نحوی یہ ہے کہ لفظ انا مبتدا ہے وَالْبَازِيُّ خبر اوس کی اور لفظ اَشْهَبُ اوس کی صفت ہے بجر الف اور لام سے واسطے وزن شعر کے ۔ اور جائز ہے یہ کہ کہا جاوے اَنَّ الْبَازِيَّ اَشْهَبُ بمنزل علم کے ہوگیا اور قول كُلَّ منصوب ہے بسبب مفعول کے فعل محذوف سے یعنے شکار کرتا ہون ہر شیخ کو یعنے سلب احوال کرتا ہون اگر حدود شرعیہ اور آداب طریقہ پر ثابت نہ ہے ۔ اور جائز ہے کہ فعل محذوف جنس اطعمہ سے ہو گویا یہ فرماتا ہے اَنَا الْبَازِيُّ اَشْهَبُ مِنْ بَقِيَّةِ صُيُوْدِي كُلَّ شَيْخٍ جَامِعٍ فِي هٰذِهِ الْبَادِيَةِ یعنے مین بازجوان ہون

لغات شعر

نحو و معانی شعر

کہلاتا ہون بقیہ اپنے شکار کا ہر پیر کو جو حاضر ہے اس چنگل ولایت مین۔ یعنے مین جو شکار
کرتا ہون اکیلا نہین کہاتا ہون بلکہ تقسیم کرتا ہون میرے ہمنشینون پر۔ اور یہ معنے موافق
ہے اوس کے جو حضرت سے مناقب میں ذکر کیا گیا ہے اَنَا اُعْطٰی فَاُفَرِّقُ وَاُنْطِقُ فَاُنْطِقُ یعنی
میں جو دیا جاتا ہون اوس کو تقسیم کر دیتا ہون اور کلام کیا جاتا ہون کلام کرتا ہون و سرے
لاکن معنے اول موافق ہے قول سے وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِ کے اور یہ بات جو
لوگ کہ اُسلوب کلام سے واقف ہیں اونپر مخفی نہیں ہے۔ اور کلمہ مَنْ استفہامیہ ہے
اور لفظ ذَا بمعنے الذی ہے جو شخص شیوخ سے ہے دیتا ہون میں اوس کو مثل اپنے۔ اور
جائز ہے کہ ہووے مَنْ موصولہ بمعنے الذی کے اور کلمہ ذَا اسم اشارہ ہے یعنے وہ شخص جو
شیوخ سے رجال یعنے مرد خدا ہے عطا کرتا ہون مین اوس کو مثل میرے۔ پس کلمہ مَنْ
استفہامیہ ہے اور ذا بمعنے الذی کے یعنے مَنْ ذَاالَّذِیْ یعنے کہون ہے وہ شخص پس
کلمہ مَنْ مبتدا اور قول اُعْطِیْ خبر اوس کی۔ اور لفظ مِثَالِ کا اصل میں یار کے ساتہ تہا کتابۃ
مین یار حذف کیا گیا تا مطابق ہووے لفظ وِصَالِ وَالْکَمَالِ کے ساتہ اور امثال اوس کی
جو واقع ہین آبیات دوسرے قصیدہ مین یعنے بغیر یار متکلم کے (البلاغۃ) یعنے بیان
بلاغت یہ ہے کہ اَنَا اَلْبَازِیُّ جملہ مسبوقہ ہے واسطے بیان کمال کے ایسا کمال کہ عطا کیا گیا
اللہ تعالے نے شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کو۔ اور ترک واو عاطف واسطے اشارہ کے طرف قول اَنَا
فِیْ حَضْرَتِ التَّقْرِیْبِ کے ہے۔ اور یہ دونو جملہ مستقل ہیں اوس چیز میں جو ارادہ کیا گیا ہر
اون دونون سے بغیر اس امر کے کہ یک اون دو کا تابع ہو دوسرے کا۔ اور یہ آنا جملہ اسمیہ
کا واسطے فائدہ اتصاف اس صفت کے ہمیشہ ہے۔ اور اس شعر مین لفظ بَازِیُّ لایا گیا ہے
اَلْبَازُ نہین لایا گیا محض اس لئے کہ زیادتی الفاظ فائدہ زیادتی معنے کا دیتا ہے۔ پس لفظ
باز مطلق نام پرندہ کا مشہور کا ہے۔ اور بازی باضافہ یار پرندہ مشہور جو قوی ہے۔ اور
وصف اوس کی اشہب ذکر کرنا فائدہ زیادتی قوت کا دیتا ہے کیون کہ باز اشہب قوی

بیان بلاغت
شعر

افراد کو اپنے نوع کے کہتے ہین چنانچہ یہ امر مقرر ہے اہل بلاغت کے نزدیک اور اس لفظ میں حرف تشبیہ محذوف کیا گیا ہے کیونکہ اصل کلام اَنَا کَالْبَازِیْ اَشْہَبْ ہے اور یہ محض اشارہ ہے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ بسبب کمال اپنے صفت شکار کرنے میں اور سلب احوال میں اہل فتور کے میدان ولایت میں مثل باز اشہب ہیں۔ اور یہ کمال تشبیہ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے زَیْدٌ اَسَدٌ واسطے مبالغہ کے۔ اور دوسرے شیوخ مثل شکار کے بوجہ مبالغہ انتظار اون نے طمعات صیود کو اور مغلوبیۃ اون کے [illegible] گئے۔ اور ذکر کرنا لفظ کا گویا جواب ہے شیخ عبدالرحمن طفسونجی کا بھی کیونکہ وہ کہا تھا اَنَا فِی الْاَوْلِیَاءِ کَالْکُرْکِیِّ فِی الطُّیُوْرِ چنانچہ قصہ اس کا بیان ہوگیا ہے گویا شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے یا شیخ اِنْ کُنْتَ فِی الطُّیُوْرِ کَالْکُرْکِیِّ وَاَنَا الْبَازِیْ یعنے اے شیخ اگر تو اولیا مین مثل کرگ کے ہے تو مین مثل باز ہون فَاَنْتَ صَیْدٌ وَاِنِّیْ اٰخِذُ الصُّیُوْدِ یعنے تو شکار ہے مین شکاری ہوں فَلَا تَفْخَرْ بِطُوَالَتِ اَعْنَاقِکَ پس فخر نہ کر لانبے گردن ہونے سے کیونکہ پرندہ لانبی چونچ والا اکثر اپنے پکڑنے والے سے غافل ہوتا ہے برخلاف دوسرے پرندون کے اور کمال اکثر غلبیت میں پنجہ کے ہوتا ہے کیونکہ منبع افعال کا ہاتھ ہے نہ کہ گردن بلکہ وہ طول گردن خالی ہے اس کمال سے اور بعض وقت واجب کرتی ہے خلل کو واسطے اہل کبر و افتخار کے۔ اور بہ نظر اس کے وہ لفظ اشارہ ہے لفظ اِنِّیْ عَبْدُ الْقَادِرِ سے یعنے میں صاحب ید طولیٰ اور منبع قدر عالیہ اور قوت عالیہ ہون پس چاہیئے کہ نظر کرے ہات کی طرف اور گردن کو پست کرے اور نہ دیکھے گردن کو خالی ہاتھ سے کیونکہ فخر بغیر قدرت کے بیہودہ ہوتا ہے اور اس تمیم قصیدہ میں اشارہ ہے اس بات کا کہ یہ فضیلت میری عام ہے بہ نسبت اون شیوخ کے کہ جو عرش یعنے تخت شیوخیت پر بیٹھے ہیں اور کوئی مرتبہ سے خاص نہیں گئے گئے کسی زمانہ میں۔ اور یہی وجہ سے ایسا فرمایا قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ الْاَوْلِیَاءِ اور دوسرے قصیدہ مین ارشاد کیا۔ اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ، اَبَدًا عَلٰی

اُفُقِ العُلیٰ لَا تَغرُبُ - پس جب حال اولیا اولین کا ایسا ہے متاخرین کے لئے
کیا قیاس کیا جاوے کیونکہ فضیلت متقدمین کی باتفاق متاخرین پر ثابت ہے - اور اسی
پر تائید دیتا ہے قول وَ قَدَمِی عَلیٰ قَدَمِ الرَّسُولِ سِوَی النُّبُوَّۃِ کا - اور یہ امر مقتضی
ہے بیشک تفضیل کا دوسرے اولیا پر چنانچہ تھوڑا جو اس سے بیان کیا گیا ہے اوس کو
یاد کرین - اور قول وَ مَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ الخ جملہ معترضہ ہے مثل علۃ کے حکم کے لئے جو
مفہوم ہے فعل محذوف سے یعنی اُسَیِّدُ کُلَّ شَیْخٍ وَ اَعْلُبُ عَلَیْہِمْ کیونکہ کون شخص ہے
فِی الرِّجَالِ اُعْطِیَ مِثَالِی یعنے مردان خدا مین دیا گیا مثل میرے - اور شیوخ کو بصفت رجولیت لایا
محض اس لئے کہ وہ شیوخ بہ نسبت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے پیادہ اپنے پانوں سے
چلنے والے ہیں اور وہ سوار ہے - یا اس لئے کہ شیوخ مردان ہیں جو پہونچے حقیقت کو لاکن
وہ برابر نہین ہے شیخ بزرگ کے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَیَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ
مَنْ یُّرِیْدُ پس چلنا اون کا پیادہ کنایہ ہے مغلوبیت سے یا درحقیقت وہ ایسے ہی تھے
چنانچہ مروی ہے کہ ابا سعید قیلوی اور علی بن ہیتی وغیرہ اولیا اللہ سواری مبارک مین
شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے پیادہ گھوڑے کے سامنے حضرت کے چلتے تھے اور چارجامہ
حضرت کا اپنے گردنون پر اٹھا لیتے تھے - گویا اس مین اشارہ ہے تعلیم آداب کا
بھی - یعنے لشکری پیادہ کو لازم ہے کہ منزلت کو شیخ بزرگ کے نگاہ رکھے اور اون کی
منزلت کو جانے - اور اس میں اشارہ اس آیۃ شریف کی طرف بھی ہے کہ حق تعالے
وَرَفَعْنَا بَعْضَہُمْ فَوْقَ بَعْضٍ بیان مراتب انبیا علیہم السلام مین فرمایا ہے اور
قول اللہ تعالے کا جو اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ فَاعْلَمُوْا وَاحْفَظُوْا حُدُوْدَکُمْ وَمَنْ
یَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰئِكَ ہُمُ الْخَاسِرُوْنَ ہے ایما کرتا ہے کہ ہر یک شیخ مثل
مرید ہے بہ نسبت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے - پیشتر لے آنے مین نفی شلیتہ کسی یک کے شیخ
بزرگ رضی اللہ عنہ سے کئی رموز ہیں الاول پہلا یہ کہ وَمَنْ ذَا استفہام انکاری ہے

بیان مراتب انبیا علیہم السلام ... [illegible]

یعنے اگر کوئی جانے اپنے اعتقاد میں کہ شیخ کے لئے بھی مثل ہے ضرور ہے اوس کو کہ بیان
کرے واگر نہیں نہیں ۔ پس اس نفی انکاری میں توبیخ ہے اوس شخص کو جو متردد ہے
اثبات مثلیت میں شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے الثانی یعنے رمز دوسرا یہ ہے کہ فوق
ہر یک عالم کے زیادہ عالم ہوتا ہے پس شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے فرمایا اَیُّھَا الْمُخَاطَبْ
لَوْ عَلِمْتَ بِمِثَالٍ لِیْ فَبَیِّنْ اِنْ کُنْتَ عَلٰی عِلْمٍ یعنے اے مخاطب اگر تو جانتا ہے میرا
کوئی مثال ہے بیان کر ۔ اس کلام میں کمال انکسار اور عاجزی ہے جیسا کہ طریق اہل کمال کا
ہے چنانچہ حق تعالے حال میں اصحاب کے خبر دیتا ہے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ
یعنے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سخت تر ہیں واسطے تعذیب کافرون کے اور
رحیم تر ہین یک دوسرے پر ۔ گویا شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ قوم اولیا ہمیشہ اپنے
کو چھوٹے جانتے ہیں اور سرنگون ہوتے ہیں اسی لئے حق تعالے خاص اون کو جو اپنے
بزرگ سے فروتنی کیا بزرگی دیتا ہے ۔ اور یک جا شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے فرمایا
ہے اَلْقَلْبُ الصَّحِیْحُ یَمْتَلِیُ تَوْحِیْدًا وَ تَوَکُّلًا وَ یَقِیْنًا وَ تَوْفِیْقًا وَ اِیْمَانًا وَ مِنَ اللّٰہِ
عَزَّ وَجَلَّ قُرْبًا ۔ یَرَی الْخَلْقَ کُلَّھُمْ بِعَیْنِ الْعَجْزِ وَالذُّلِّ وَالْفَقْرِ وَمَعَ ذٰلِکَ
لَا یَتَکَبَّرُ عَلٰی طِفْلٍ صَغِیْرٍ ۔ یعنے جو دل صحیح ہے بھرا ہوتا ہے توحید اور توکل اور یقین
اور توفیق اور ایمان سے اور قرب حق تعالے سے تمام خلایق کو دیدہ عاجزی اور ذلت
اور فقر سے دیکھتا ہے ۔ اور باوجود اس کے چھوٹے بچے سے بھی تکبر نہین کرتا ہے ۔ اور
یہ کلام حضرت کا واسطے بیان تواضع کے اور عدم ادعا کمالات نفس کے از روے ظن نفس کے
ہے ۔ الثالث یعنے رمز تیسرا یہ ہے کہ مخاطب جس وقت مثل اور مثال کو شیخ کے لئے نجانے
اوس وقت اوس کو ضرور ہے کہ اعتقاد کرے فردیت کو شیخ بزرگ کے اور کہے زبان یقین
سے کہ رضے اللہ عنہ کو مثال نہیں ہے پس فردیت جمع ہوئی اوس پر الرابع رمز چوتھا یہ
ہے کہ اس شعر مین رد منکرین فردیت شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کا بھی ہے بموجب قولہ تعالے

کے وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۔ یعنے اے مخاطب اگر تو انکار اور تردد میں ہو جو ہم اثبات فردیت میں کہتے ہیں محض فضل خدائے تعالے سے پس چاہیئے کہ ہمارے رد کے لئے مثال لایا جاوے تا جانیں ہم اوس کو تحقیق مگر تو اس بات سے عاجز ہے پس ضرور ہے تجکو کہ یقین کرلے جو ہمنے کہا ہے اور اوس بصیرت پر ہو جا جو ہمنے بتایا ہے (فائدہ) قول شیخ رضے اللہ عنہ کا وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ أُعْطِیْ مِثَالِیْ جائز ہے کہ متعلق ہووے دونوں جملوں سے یعنے اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ اور قول اَنَا الْبَازِیُّ سے اور یہ صورت فائدہ زیادہ اور تمام رکھتی ہے از روے معنے کے اور جائز ہے کہ متعلق ہووے صرف اَنَا الْبَازِیُّ کے ساتھ اور یہ بات قریب الفہم ہے ظاہر الفاظ سے ۔ بہر تقدیر یہ جہت ارتباط کا بحیثیت علم بلاغت متفاوت ہے جو شخص درایت فہم اسرار کی رکھتا ہے اوس سے مخفی نہین ہے پس لام لفظ اَلرِّجَالُ میں جائز ہے کہ ہووے ذہنی کے لئے یعنے وہ رجال جو معہود مرتبہ عالیہ ہیں ۔ اور جایز ہے کہ ہووے مراد جماعۃ معہودہ اقطاب حاضر سے کیونکہ وہ جب افضل ہوں ہر یک فرد سے اولیا کے لازم ہوتی ہے افضلیت اون کی کل پر اور جائز ہے کہ ہووے واسطے استغراق کے اور یہ ظاہر ہے پس اوس شعر کا یہ مراد ہے کہ میرا مثل کوئی زمانہ میں اور تمام رجال اللہ میں نہین ہے مگر اصحاب رضے اللہ عنہم کہ وہ اعلی طبقہ کے ہین اولیا اللہ سے اور وہ ممتاز ہین صفت صحبت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ مستثنے ہین اس موقع مین بقرینیت عقیدہ صحیحہ کے کہ ولی درجہ اصحابی کو نہین پہونچتا ہے کیون کہ برکت انوار صحبت مصطفوی اتم اور بلند تر ہے تمام برکتوں سے ۔ اور تائید دیتا ہے اوس کو ہونا لام کا واسطے استغراق کے اور جو حضرت نے دوسرے قصیدہ میں فرمایا ہے اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ؎ اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی

لا تغرب ا۔ یہ بیان صریح ہے اس پر کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ اولیا متقدمین سے
بہی فرمایا ہے اور ہمیشہ ترقی پر ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ رضے اللہ عنہ یک روز زیارت
کو قبر معروف کرخی قدس سرہ پر جاکر یک ساعت کہڑے ہوے اور فرمایا عَبَرْتُنَا
بِکَ دَرَجَۃً یَا مَعْرُوْفُ یعنے اے معروف تو میرے سے یک درجہ بڑہکر ہے بعد کے
مدت کے جب زیارت کو تشریف لے گئے یک ساعت کہڑے ہوے اور فرمایا
یَا مَعْرُوْفُ عَبَرْنَاکَ بِدَرَجَاتٍ یعنے اے معروف اب مین تجہہ سے کئے درجے
بڑہگیا ہون۔ پس متاخرین پر تقدم رتبہ حضرت کا لازمی ہے کیون کہ حضرت نے
دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے اَعْطَانِیَ الْمَوْلیٰ اَجَلَّ وِلَایَۃٍ ٭ لَمْ یُعْطِہَا الْغَیْرُ
اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اور جو شخص قید کرتے ہین ارتقاء شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کو
اپنے زمانہ پر اون کی مدعا کے موافق کوئی دلیل نہین ہے چنانچہ ہمنے کئے مرتبہ بطریق
مختلف تحقیق اس کی بیان کئے ہین پس اوسی کو یاد رکہین۔ اور اس شعر مین جمیع
اولیا کو بصفت رجال ذکر کرنے مین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ تمام
اولیا تحت قدم شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے ہین کہ وہ پیادہ رکاب مین حضرت
کے چلنے والے ہین اور حضرت اون مین مراتب کاملہ اور مدارج عالیہ کے ساتہ
سوار ہین و ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَھُوَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ
(تحقیق انیق) جاننا چاہیئے کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ اس شعر مین واسطے سلوک
طیر کے بعد تصریح سلوک سیر کے اشارہ فرمایا ہے پس اب ضرور ہے کہ تفصیل سلوک کی
اور سیر کی اوس کے کی جاوے۔ اگرچہ ہم پہلے اس کے اجمالاً بیان کئے ہین کہ اوس
سے سلوک اور سیر فہم کیا جاتا ہے پس کہتے ہین ہم وباللہ التوفیق کمال انسان
وہ ہے کہ معبود کو اپنے جانے کیون کہ وہ اسکو نطفہ منی سے پیدا کیا اور پہر بچہ
جوان اور کہول اور شیخ یعنے بوڑہا کیا۔ اور یہ معرفت موقوف ہے ارشاد پر

بیان تفصیل سلوک و سیر و کمال انسان ... معرفت رب

نیز اسکے جو وہ وسیلہ ہے یعنے واسطہ درمیان خلق اور خالق کے جیسا کہ قرآن میں
حکم کیا گیا ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ کیونکہ مناسبت درمیان رب الارباب
اور نطفہ متدنس تراب مفقود ہے پس ضرور ہے کہ پہلے اس مناسبت کو حاصل
کرے اور یہ امر عقل سے نہیں حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ عقل دقائق عبادات اور
اسرار اسکو کافی نہیں ہوتی ہے بلکہ واسطہ حاصل کرنے اور تکلیف کرنے اوس کے استعدام
شرط ہے۔ اور یہ ارشاد اوس انوار سے حاصل ہوتا ہے کہ جس سے زمین دلون کی
بنور رب مدرکشن ہوتی ہے۔ اور حامل ان انوار کی ذوات انبیا علیہم السلام ہین
کہ اون کو خداے تعالے اپنے بندون میں برگزیدہ کیا ہے اور وہ بجذبہ قدسیہ
تمامی پلیدی بشریت سے پاک اور پستی سفلی سے ذروہ اعلی تک ترقی پاے ہین
اگرچہ باعتبار ظاہر کے وہ بشر ہین مگر بحیثیت باطن قدسی ہین کہ حق تعالے اون کو اضعاف
کثیرہ کے ساتھ مقدس کیا ہے اور اشعات منزہ سے منور فرمایا ہے اسی وجہ سے اسرار
حق سے لیتے ہین اور اوس کے انوار کو مقتبس کرتے ہیں۔ تمامی کائنات کو اون کے
ساتھ مناسبت ہے درمیان بندہ اور خدا کے واسطہ ہین جہت بشریت سے کائنات
کی طرف میل کرتے ہین اس لئے سنۃ اللہ جاری ہے کہ پیغمبر بنی آدم سے ہو اور اپنی
کتاب مین جو ذکر فرمایا ہے حاصل اوس کا یہ ہے اِنَّا لَوْ جَعَلْنَا مِنَ الْمَلَائِکَۃِ رَسُوْلًا
لَجَعَلْنَاہُ رَجُلًا وَ لَلَبَسْنَا عَلَیْہِ مَا یَلْبِسُوْنَ یعنے اگر ہم فرشتون سے پیغمبر کرتے
ہر آئنہ اون کو مرد آدمی بناتے اور جو لباس مرد آدمی پہنتے اونکو پہناتے یہ امر محض اس
لئے کہ اِنَّ الْجِنْسَ اِلَی الْجِنْسِ اَمْیَلُ یعنے جنس جنس کی طرف زیادہ رغبت کرتی ہے
پس ہدایت کیا حق تعالے اون کو پہلے اپنے نور سے پستر وہ خلایق کو ہدایت کرتے ہین
وہ چیز جو لئے ہین اللہ تعالے سے جیسا اشارہ ہے قول مین فَمَا آتَاکُمُ الرَّسُوْلُ
فَخُذُوْہُ وَمَا نَہَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا اور قول مین وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ

اور قول مین وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور قول میں وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى اور قول يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ رِسَالَتَكَ وغیرہ آیات میں جو دلالت کرتے ہیں اس بیان پر ـ پس کمال انسان معرفت ہے اوسی طریق پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لی گئی ہے ازروے شریعت مقارنہ کے پس واسطے شریعت کے ظاہر اور باطن ہے چار بطن تک (۱) بطن اول شریعت خالصہ مطلقہ ہے اور اسی لئے خاص کئے ہیں اوس کو بنام شریعت کے (۲) بطن دوسرا طریقت ہے ـ (۳) اور بطن تیسرا معرفت ہے ـ (۴) اور بطن چوتہا حقیقت ہے ـ اور تقسیم مین ان چار کے معرفت بہی حقیقت مین داخل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث مشہور میں وارد ہے ـ اِنَّ الشَّرِيْعَةَ اَقْوَالِيْ وَالطَّرِيْقَةَ اَفْعَالِيْ وَالْحَقِيْقَةَ اَحْوَالِيْ زبدۃ الحقائق میں حاشیہ اسکا لکہا ہے کہ ہرکہ قبول کند انچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است او از اہل شریعت بود و ہرکہ مے کند انچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کردہ است او از اہل طریقت بود و ہرکہ مے بیند انچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ او از اہل حقیقت بود و ہرکہ ہر سہ دارد سرورِ است و ہرکہ دو دارد دو دارد و ہرکہ یک دارد یک دارد و ہرکہ ہیچ نہ دارد ہیچ نہ دارد طائفہ کہ ہر سہ دارند کاملانند و پیشواے خلق ـ و طائفہ کہ ہر سہ ندارند ناقصانند و داخل بہائم ـ یہان عبارت اوس کی تمام ہوئی ـ شارح کہتا ہے کہ جو شخص کو حقیقت ہو اور شریعت نہ ہو وہ زندقہ ہے اور اسی لئے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ (جلالۃ الحق) اور (فتوح الغیب) میں فرمایا ہے كُلُّ حَقِيْقَةٍ رَدَّتْهُ الشَّرِيْعَةُ فَهِيَ زَنْدَقَةٌ پس مرد اکمل مکمل و امام و خلیفہ و قطب وہی ہے جو کہ شریعت کاملہ پر ہو یہانتک کہ مستحبات بہی ترک نہ کرے رذیل چیزون سے نکلے اور پاک خصلتون سے متجلی ہووے پس اوس کی بصر بصیرت کہول جاتی ہے اور حجاب بشریت منکدرہ اوس سے اوٹہائے جاتے ہین ابدا اوس کا دل آئنہ جمال اور جلال ہوتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا

بیان کمال انسان در معرفت

بیان تقسیم شریعت و طریقت و حقیقت بطریق تفصیل

... ... ... ... بیان ... آئینہ ذات ... ... ... ...

... ارباب ہیں اور شریعت مقدمہ لازم ... ... ...

جہان پایہ نہ ہو دیوار نہین رہتی ہے اور وہ شریعت مثل جڑ درخت کے ہے پس جس درخت کو جڑ نہیں ڈال بھی نہیں رہتی ہے اور جیسا روح بدن کو لازم ہے اور جب بدن مین روح نہ ہو بدن بھی نہین رہتا ہے ویسا ہی شریعت ہے اس لئے کافر کو میت اور مومن کو زندہ کہتے ہین۔ اور اسی لئے بیان کیا گیا ہے کہ مجوز للترقی بدون شریعت کے ملحد اور دجال اور منافق ہے ضرور ہے کہ اوس کو قتل کرین تاکہ دوسرے لوگ اوسکی طریقہ گمراہی سے بچ رہین۔ پس شریعت مثل ذات چراغ ہے اور طریقت اوس کا نور ہے اور حقیقت عین ہے پس ہر شخص کو شریعت ضرور ہے تاکہ نفوس منظلمہ اوس کے ظلمات سے نکلے۔ اس شریعت کے بیان میں کتب فقہ اور عقائد مین اتنی تفصیل ہے کہ بیان مین نہین آسکتی ہے اگرچہ طریقت اور حقیقت کو اجمالاً مین نے کتب سلوک مین بیان کیا ہوں لاکن چونکہ یہ قصیدہ مبارک بیان مین دقایق سلوک کے ہے تشریح اوس کی تابع ہے اس لئے تفصیل اوس کی کرتا ہون کہ سلوک طریقی اور حقیقی بعض تفصیل ہے یہدی اللہ بنوده کی پس ضرور ہے پہلے تحقیق معنے سلوک اور جذبہ کو ہے۔ اور سلوک دو قسم پر ہوتا ہے۔ طیری اور سیری بیان وجہ تقدیم سیر کا طیر پر ضرور ہے پستر اقسام سلوک سیری کے اور سلوک ناسوتی اور ملکوتی اور جبروتی اور لاہوتی بطور کامل بیان کرتا ہوں کہ مقدمہ کامل طور پر معلوم ہو جاوے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (مقدمہ) بیان میں معنے سلوک کے۔ جاننا چاہیئے کہ سلوک چار حرف پر ہوتا ہے اول اوس چہار کا حرف سین ہے کہ وہ اشارہ کرتا ہے تقدیم سعادت کو اور وہ شریعت ہے۔ اور تقدیم سفر اسفلیت سے اعلویت کو اور وہ بھی شریعت ہے۔ اور تقدیم سمع خالی از گنگی کو اور وہ عبارت ہے سننے سے اوس چیز کے جو مخبر صادق نے خبر دی ہے اور وہ بھی شریعت ہے۔ ایسا ہی ارادہ سنے اشارات کا سمیع علیم سے وہ بھی شریعت ہے۔ دوم اوس چہار حرف

مقدمہ بیان معنے سلوک اور تشبیہ حروف اوس کی

سلوک کا کام ہے اور وہ اشارہ کرتا ہے تقدیم لا الہ الا اللہ پر وہ بھی عین شریعت ہے۔ اور تقدیم
لا فنت پر واسطے ترقی کے وہ بھی عین شریعت ہے کیون کہ وہ ترقی بدون شریعت کے نہین ہوتی
ہے اور تقدیم لوح محفوظ کو کیون کہ وہ مفسر قرآن ہے پس وہ بھی عین شریعت ہے۔ اور تقدیم
لا شریک لہ لہ الحمد و لہ الملک پر کیون کہ یہ دال ہے معبودیت پر خدا تعالے کی یہ بھی
عین شریعت ہے۔ ایسا ہی لینا اسرار کا توفیق سے ملک الغفار عز اسمہ کے۔ اور سوم حرف اوس
سلوک کا واو ہے اور وہ دلالت کرتا ہے وحدت حق تعالے پر جو کلمہ مین شہادت کے وحدہٗ
لا شریک لہٗ ہے وہ بھی عین شریعت ہے کیون کہ وہ واو جو شرکت معبودیت مین باقی ہو
اوس شرکت کو شارک سے کاٹتا ہے اور دلالت کرتا ہے وفاء وعدہ پر اور عہد ثابت قول الست
بربکم قالوا بلیٰ پر اور وہ عین شریعت مطہرہ ہے۔ پس یہ بیان اشارات دقیقہ سے ہے کہ کھولنا ہے
تیرے لئے دروازہ تا داخل ہووے تو اوس مین بقدر قوت تیرے۔ اور چوتہا حرف سلوک کا کاف
ہے اور وہ دلالت کرتا ہے لفظ کن پر اور وہ جامع کون و مکان کے لئے وہ بھی شریعت پر دال ہے
پس ضرور ہے معرفت مکون کاین کی تا کہ تمام ہووے کون۔ اور وہ کاف دلالت کرتا ہے کلمۃ
اللہ ہی العلیا پر وہ بھی عین شریعت محمدیہ ہے علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات۔ ایسا ہی
حرکت ضم سین اور ضم لام اور سکون واو اور احتمال حرکات ثلثہ کاف مین رموز و اشارات ہین
کہ جس کے بیان کو وقت متحمل نہ ہو۔ اور جو سلوک مین ہر چہار حرف بے نقطہ ہین ظاہر رمز اوس کا
یہ ہے کہ وجود سالک کا تمامی تعلقات سے معرے ہووے اور قلب اوس کا ربط غیر اللہ سے خالی
تا اسم سالک کا جو مشتق ہے سلوک سے نہایت نیک ہے اور وہ مجرد ہووے ہر چیز سے اور عاری
ہووے قلب اوس کا ثقلین سے یعنے معرا ہووے تعلق تعلق سے اور یہ اتم اسم ہے مناسبت مین
کلمہ علیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے۔ اور اس مین جو تفصیل ہے پائیگا تو اگر خدا چاہے مطالعہ
سے اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعترتہ اجمعین کے (نور مبین) جاننا چاہیے کہ اللہ تعالے
جب ارادہ کیا کہ بشر کو باتون سے ابلیس نفس و ہوا کے یعنے اور شیاطین اور گمراہی یک دفعہ مین جذب

کرتا ہے اصطلاح قوم میں اسی کو جذبہ کہتے ہیں اسی بنا پر ابو الوفا نے فرمایا ہے آمَنتُ کُرْدِیًّا وَ اَصْبَحْتُ عَرَبِیًّا۔ اور یہ معاملہ اکثر انبیا علیہم الصلوۃ کے لئے اور احاد افراد اولیا کے لئے ہوتا ہے لاکن بتدریج اور نام رکھا جاتا ہے یہ تدریج سلوک ہے جیسا کہ کوئی ملوث بہ نجاست زیادہ تر نجس ہوتا ہے جب اوس کو زیادہ پسینہ آوے اور وہ آب گرم میں جاوے ہر ایک جز سے اوسکے وہ نجاست یک وقت دور ہوجاتی ہے اور جب بعد اس کے اپنے بدن کو آب سرد سے دہوتا ہے پسینہ بھی اوس کو نہین آتا ہے اور وہ نجاست درجہ بدرجہ تلیین اور غسل سے زائل ہوجاتی ہے پس یہی سلوک ہے کہ اول کو اوس کے جذبہ کہتے ہیں اور یہ سلوک بھی جذبہ خفیہ سے خالی نہین ہے اور اگر ایسا نہ ہو مقصود کوئی وجہ سے حاصل نہ ہوگا چنانچہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے (جلاء الخاطر) مین اشارہ فرمایا ہے کَمْ تَدُقُّ حَدِیْدَۃً بِلَا نَارٍ فَالسَّیْرُ وَالسُّلُوْکُ حَرَکَۃٌ عِلْمِیَّۃٌ مِنْ مَقُوْلَۃِ الْکَیْفِ یَتَدَرَّجُ السَّالِکُ بِھِمَا اِلٰی بَلَدٍ لَمْ تَکُوْنُوْا بَالِغِیْہِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ پس اس حرکت کو شرائط اور علامات ہیں اطلاع اوس پر ممکن نہین ہے مگر بزبان مرشد اکمل مکمل کے۔ چنانچہ بعض اوس سے یہ ہے کہ سالک ارادہ نفس و ہوا سے خالی ہوجاوے اور اپنے نفع و ضرر کو تفویض مرشد کردے اور یہ امر بمنزل اوس کے ہوتا ہے کہ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَالشَّرُّ اور بعض اوس سے دوام جد و اجتہاد ہے بموجب وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ اور بعض اوس کو انقطاع جمیع ماسوے اللہ ہے چنانچہ قریب ہے تفصیل اس کی بیان کی جاے گی انشاء اللہ تعالے اور اجمال اس مقدمہ کا بوجہا جاتا ہے قول حق تعالے سے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ کیون کہ وہ شتر کو باوجود اس خلقت عجیبہ کے اپنے نفس سے عدم عہد نہین ہے اور اس آیۃ مین کئی اشارات ہین (۱) یہ کہ اوس کے بال سے صوف بنا کر پہنتے ہین (۲) یہ کہ وہ کانٹے کہاتا ہے (۳) یہ کہ بوجہ بہاری اوٹہاتا ہے (۴) یہ کہ دن رات چلتا ہے اور اپنے چلنے مین کوتاہی نہین کرتا ہے۔ اور اطراف راہ کو اوس کے لئے کچہہ حد ضرور نہین ہے اور باوجود اس کے مثل دیوانون کے غرغراتا چلتا ہے اور بوجہہ کی کچہہ پروا نہین کرتا ہے۔

سیر اوصاف و مراد

وجود شتر

اوراپنی مہار کو راستہ جاننے والے کے حوالہ کردیتا ہے ۔ اور مواصلت اس کے اوپر نظر پرہیز کرنے والے پر مخفی نہیں ہے ۔ پس سلوک عبارت ہے ایسی حرکت سے لیکن اگر وہ نیکی اعمال ظاہرہ مین مثل نماز اور روزہ وغیرہ اعمال شرعیہ کے ہووے نام رکھا جاتا ہے سلوک شرعی اور اگر اخلاق باطنہ مین تبدیل رذایل کے فضایل سے بدوام رعایۃ شریعۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بسرعت ہووے نام رکھا جاتا ہے سلوک طریقی ۔ اور اگر یہ حرکت اتصاف میں صفات اللہ تعالے کے اور انصباغ اوسکے رنگ خدا تعالے سے از روے قاعدہ راسخہ کے ہووے جو ظاہر ہے قول حق تعالے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ اور حدیث قدسی دَبِیْ يَسْمَعُ وَبِیْ يَبْطِشُ سے نام رکھا جاتا ہے سلوک جبروتی یا حقیقی باعتبار اختلاف جیسی کہ چنانچہ قریب بیان کروں گا مین اوسکو انشاء اللہ تعالے ۔ اور ہرگاہ یہ سالک سائر حیثیت مقامات اربعہ سے طرف سائر ناسوتی اور ملکوتی اور جبروتی اور لاہوتی کے داخل ہونا چاہیے ضرور ہے کہ اوسکے لئے بیان کیا جاوے ان اقسام اربعہ سے پہلا سالک ناسوتی دوسرا سالک ملکوتی تیسرا سائر جبروتی چوتھا سائر لاہوتی ۔ پس اب مین بیان کرتا ہون ہر یک اون اقسام سے چار لمعات مین بمنہ وکرمہ تعالے اللمعۃ الاولیٰ بیان مین لازمات سالک ناسوتی کے ۔ جاننا چاہیئے کہ سالک ناسوتی کو ضروری ہے کہ صفات اوس کی یہ ہے کہ بعد توبہ اور انابہ کے دوام رکھوا در حضور کلی اور نماز جماعۃ اور آداب اوامر و نواہی سے باز رہے اور اعضا اور جوارح اوس کے مشغول اقوال مصطفوی اور اعمال صالحہ کی طرف ہووے اور جب یک نماز کو ادا کرے انتظار دوسری نماز کا پیش نظر رکھے کیون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُنْتَظِرُ لِلصَّلٰوۃِ کَاَنَّہٗ فِی الصَّلٰوۃِ اور یہی ربط قلب یعنے باندہنا دل کا خدا کے ساتہ ہے چنانچہ مفہوم ہے قول حق تعالے سے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا اور ضرور ہے کہ اوقات مخصوصہ کی رعایت رکھے یعنے جب صبح طلوع کرے وضو کے لئے مستعد ہو جاوے اور کوئی کلام نہ کرے اور کوئی نماز سواے سنت فجر کے نہ پڑہے اور تمنا کرے کہ جیسا حق تعالے نے رات کو روز سے اپنے نور سے نکالا ہے ایسا ہی پردہ ظلمت کو اپنے قلب سے نکالے پس استغفار پڑہے اور رووے اور اسمار جلالی اور جمالی جس قدر ممکن ہو حضور دل سے پڑہے ۔

بیان لمعات اربعہ سالک

بیان لمعہ اولیٰ

بیان صفات سالک ناسوتی

بیان شغل روزینہ سالک

اور جب نماز صبح جماعت سے ادا کرے اوسی جاے پر اپنے مکان میں یا حجرہ مقررہ وظیفہ مین اذکا
جہریہ اور خفیہ اور مراقبہ مرشد اکمل سے ادا کرے۔ اور مستقبل قبلہ کے بیٹھے اور کلام نہ کرے
اور مداومت کو ترک نہ کرے کیونکہ ورد روزینہ ہمیشہ کا نہایت اور مفید تر ہوتا ہے
اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ
اَقَلَّ یعنے افضل عبادت وہی ہے جو ہمیشہ کی جاے اگرچہ تہوڑی ہو۔ پس ضرور ہے کہ
کوشش کی جاے اوس میں حضور اور جمعیت دل کے ساتہ۔ اور جب بعد طلوع آفتاب کے
ایک ساعت گزرے دو رکعت نماز اشراق یا چار رکعت یا بارہ رکعت تک پڑہے۔
بعد اس کے چوتہائی روز یعنے یک پاس روز برآمدہ تک جو اوراد کہ مرشد نے حکم کیا ہو
پڑہے۔ بعد اس کے نماز ضحی چار رکعت یا چہہ یا بارہ تک ادا کرے بعد اس کے واسطے کسب
حلال کے کوشش کرے۔ اگر وہ نہطے مراقبہ کی طرف متوجہ ہووے اور خداے تعالے کے
رزق پر توکل کرے اگر استغلال ہووے وقت غلبہ خواب کے قیلولہ کے لئے تہوڑا وقت
خواب کرے۔ پہر اول وقت ظہر بیدار ہووے اور وضو کرے اور دو رکعت تحیۃ الوضو
ظہر کے اور چار رکعت سنت پڑہ کر نماز فرض بجماعت ادا کرے اور بعد نماز ظہر کے کچہہ قرآن
حضور دل کے ساتہ پڑہے اور بعد اس کے کچہہ کسب کی ضرورت ہو کرے نہیں تو خداے تعالے
پر توکل کر کے اوسی کی طرف مراقب ہووے جیسا کہ مرشد اکمل نے بتلایا ہے۔ پستر سنت عصر
اور فرض مع جماعت بحضور قلب ادا کر کے بیٹہ جاے اور کسی سے بات نہ کرے اور جیسا کہ
صبح مین مشغول ورد تہا ویسا ہی بعد عصر کے مشغول رہے اور جب غروب آفتاب قریب پہنچے
استغفار بہت پڑہے اور یہ مناجات کرے اِلٰهِیْ ذَهَبَ عُمْرِیْ وَلَمْ یَصْلُحْ اَمْرِیْ
بَقِیَ عَلٰی قَلْبِیْ ظُلُمَاتُ ذُنُوْبِیْ اور جب نماز مغرب ادا کرے سعی کرے زندہ رکہنے
وقت ما بین العشائین کے مراقبہ اور اذکار اور اوراد سے۔ محققون نے کہا ہے کہ صبح
دو نوع پر ہوتی ہے یک صبح صادق وہ ظہور خیط ابیض یعنے شفق صبح سے طلوع آفتاب تک ہے

دوسری صبح عاشقین ہے وہ غروب آفتاب سے عشا تک ہے۔ جب نماز عشا بجماعت ادا کرین ویسا ہی مصلی پر بیٹھے رہین مراقبہ اور اشغال اذکار مین یہانتک کہ غلبہ خواب ہووے اور جب غلبہ خواب ہو سو جاوے اگر نہیں شب بیدار رہے اگر اتفاقاً نیند آجاے بحالت سجدہ مصلے پر سو جاے تا مثل اون لوگون کے ہو اَلَّذِیْنَ اَبَدًا اَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا وَقُلُوْبُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ جب اٹھے خواب مین بیدار ہو آدہی رات یا پون رات مین تہجد بارہ رکعت نماز ادا کرے بعد اس کے جس قدر ممکن ہو حضور قلب سے قرآن مجید پڑہے کیون کہ وہ موجب ہے وراثت مقام محمود کو جیسا کہ حق تعالےٰ قرآن مجید مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا ہے وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا پستر اس کے خواب نہ کرے اور یہ قول محکم اور درست راے ہے۔ اس لئے مقولہ ہے اِنَّ النَّوْمَ الثَّانِیْ عَلَی الصُّوْفِیْ حَرَامٌ۔ اور بعض نے کہا ہے اگر خوف ہو ثقل طبیعت کا بحالت سجدہ سو جاے اور منتظر رہے انوار واردہ کو جو وقت کہڑے ہو جانے اور آرام لینے حواس کے ہوتے ہین۔ پستر جب صبح ہو جاے جیسا روز گزشتہ کئے ہیں ویسا ہی کرے۔ لاکن ضرور ہے کہ تصفیہ اور تخلیہ اور تنویر باطن کے لئے کوشش کرے اوس قاعدہ پر جو بفضل وکرم خدا تعالےٰ اشارہ کیا گیا ہے (فائدۃ التوفی) یعنی ضرور ہے سالک ناسوتی کو کہ ہر روز اپنے حال کو ترقی سے خالی نہ رکہے تاکہ وعید مین مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ کے نہ داخل ہووے۔ پس ضرور ہے کہ اداے امور ذکر کے اور اشتغال اور وظیفہ کے پہلے قاعدہ رخصت پہ ہووے اس طریق پر کہ ابتدا اور انتہاے عمل مین حاضر القلب رہے۔ اور مزاحات مفسدہ شرعی سے فارغ ہووے۔ اور جب یہ عادت نفس کو سالک کے ہو جاے متحمل بہاری بوجہ اوٹہانے کا ہوتا ہے اور ہر لحظہ حضوری کا ارادہ کرتا ہے گویا ایسا ہو جاتا ہے کہ معبود مطلوب کو دیکہہ رہا ہے۔ اور یہ قاعدہ بزرگ کو طریقت کہتے ہین۔ اگر سالک کو اس مین کوئی حجاب واقع ہو یا غفلت یا کمی کوئی اسباب عارضہ مانع حضور کے ہو مرشد کامل سے ملتجی ہووے اگر زندہ ہووے۔ اگر وہ اس عالم سے انتقال

بیان فائدہ ترقی

کیا ہوا اوس کی روح سے ملحق ہووے۔ اور کوشش کرے کہ اس حضور میں کبھی عمداً کوئی غفلت واقع نہ ہو کیونکہ اگر ایسا ہو وہ مرتد طریقہ ہوتا ہے۔ مرتد شریعت سلامت رکھا جاتا ہے لاکن مرتد طریقت سلامت نہیں رکھا جاتا ہے۔ اس لئے شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے مَنْ عَرَفَ طَرِيْقًا اِلَى اللّٰهِ فَيَسْلُكُ فِيْهِ ثُمَّ تَرَكَ عَذَّبَهُ اللّٰهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُ بِهٖ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ پس علاج اوس کا یہ ہے کہ غفلت سے طرف توبہ و انابت کے رجوع ہووے تاکہ حال زائل شدہ حاضر ہووے اور خدا سے تعالےٰ اسلام جدید نصیب کرے۔ (الوقفۃ المزاحمۃ تتنوع الی سبعۃ) یعنی وقفہ مزاحمہ سات نوع پر ہوتا ہے (۱) اعراض (۲) حجاب (۳) تفاصل (۴) سلب مزید (۵) سلب قدیم (۶) تسلی (۷) عداوت اعراض اوسکو کہتے ہیں کہ محبوب نے بسبب فعل شنیع کے جو صادر ہو محب سے روگردان ہوتا ہے۔ علاج اوسکا یہ ہے کہ طلب مغفرت کرے تا رضا محبوب کی نسبت اوس کے حاصل ہووے اور بسبب خضوع یعنے اختیار پستی و مسکنت کے بحالت خوف اور تذلیل کرنے اپنے شاید محبوب مغفرت کرے محب کو۔ اور حجاب وہ ہے کہ بعد اعراض محبوب کے محب نے کچھہ عذر نہ کرے وہ اعراض حجاب ہوتا ہے۔ اور تفاصل یہ ہے کہ جب حجاب مرتفع نہ ہو فصل اور فراق ہو جاتا ہے۔ اور سلب مزید یہ ہے کہ جب فصل اور فرق مرتفع نہ ہو یہ تفاصل سلب مزید ہوتا ہے یعنے محب مسلوب المزایہ ہوتا ہے۔ اور سلب قدیم یہ ہے کہ جب سالک سلب مزید سے رجوع نہ کرے یہ سلب قدیم ہو جاتا ہے یعنی طاعات اور فضل متقدمہ اوس سے سلب کیا جاتا ہے۔ اور تسلی عبارت ہے بے پروائی محبوب محبت محب سے ہے پس وہ محب کو عزل تمام ہوتا ہے۔ والعداوۃ وہ یہ ہے کہ محبت بالکلیہ زائل ہوکر عداوت ہو جاے اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ اس حال میں محب معزول دشمن مغضوب ہو جاتا ہے اور اوس کو اپنے دروازہ سے نکالدیتے ہیں پس اس وقت اوس کو نہ کوئی ٹھکانا باقی رہتا ہے اور نہ کوئی دروازہ (علاج الکل) یعنی علاج ان سب کا وہ چیز ہے جو شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے اپنی کتاب (جلاء الخاطر) میں فرمایا ہے

بیان مرتد طریقت

بیان علاج سب وقفۂ مزاحمہ

وَيْلَكُمْ جَدِّدُوا الْاِسْلَامَ وَالتَّوْبَةَ وَالْاِعْتِذَارَ وَالْاِخْلَاصَ حَتّٰى تَقَبَّلَكُمْ مَوْلَاكُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَيَعْفُوَا عَمَّا تَقَدَّمَ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ یعنے افسوس ہے تمہے کہ چاہیئے از سرنو کلمہ پڑہو اور توبہ اور معذرت خلوص نیت سے کرو تاکہ صاحب تمہارا اوس کو قبول فرماوے اور تمہاری تقصیر کو یعنے جو گناہ پہلے ہوے ہین عفو کرے۔ حاصل اس سے یہ کہ مطرود باب سلطان اور محجوب عنہ کو ضرور ہے کہ پہر باب سلطان کی طرف رجوع کرے کیونکہ بغیر دروازہ اوس کے کوئی دروازہ دوسرا نہیں ہے اور بغیر راہ اوس کے کوئی راہ دوسری نہین اور وہ ذات ہے کہ گناہ بندوں کو اپنے فضل محض سے بخش دیتاہے اور عاصیون کو عفو کرتاہے۔ اور اون کو بعد ذلت کے عزت دیتاہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام روز طوفان کے کشتی پر سوار ہوے ابلیس علیہ اللعنۃ بہی آکر کنارہ کشتی کو پکڑ لیا تا طوفان سے امن میں رہے۔ نوح علیہ السلام نے اوس کو دیکہکر پوچہا مَنْ اَنْتَ یعنے تو کون ہے جواب دیا عَدُوُّ اَبِیْكَ یعنے دشمن تیرے باپ آدم علیہ السلام کا۔ نوح علیہ السلام نے باوجود استماع اس کے اوسپر رحم فرمایا اور اندرون کشتی بٹہا لیا۔ پس اوس وقت جبرئیل علیہ السلام حق تعالے کے نزدیک سے آے اور وحی لاے یا نوح حق تعالے فرمایاہے کہ اس مطرود کو کہہ کہ اگر اب بہی تو نے تابوت آدم علیہ السلام کو جو اس کشتی مین ہے سجدہ کرے ہم تمام گناہ تیرے جو آجتک ہوے ہیں بخش دیتے ہین۔ نوح علیہ السلام تبلیغ فرمان کیا ابلیس نے اس کلام سے نوح کے ہنسا اور کہا اے نوح جب آدم زندہ تہا اوس وقت مین نے اوسکو سجدہ نہ کیا اب غیرت کیونکر متحمل ہو کہ پتلہ خاکی مردہ بے روح کو سجدہ کرون۔ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ فضل خداے رحیم کو دیکہو اور اگر گناہ کیے ہو خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو اور توبہ کرو اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ خداے تعالے بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے روایت ہے کہ یک روز موسی علیہ السلام نے واسطے کلام خداے تعالے کے کوہ طور پر جارہا تہا اثناے راہ مین یک کافر یہودی جو وہ بت پرست تہا ملا اوس نے کہا اے موسی تو اپنے خدا کے پاس جاتاہے تو میری

طرف سے کہدے اِنِّیْ لَآ اَطْلُبُ مِنْکَ شَیْئًا وَّلَآ اَرْجُوْا اِلَیْکَ بِوَجْہٍ مِّنَ الْوُجُوْہِ وَقَدِ اسْتَغْنَیْتُ عَنْکَ اسْتِغْنَاءً یعنے مین تیرے سے کوئی چیز مانگتا نہین اور نہ کوئی طرح امید رکہتا ہون اور مین تیرے سے بے پرواہون۔ موسی علیہ السلام جب کوہ طور پر گئے اور اپنے کلام سے فارغ ہوئے یہودی کا کچہ قصہ ذکر نہ کیا کیون کہ کلام بے ادب تہا اوس وقت حضرت حق تعالے خود ارشاد فرمایا یَا مُوْسٰی بَلِّغْ رِسَالَتَکَ یعنے اے موسے تجکو جو شخص راہ مین ملکر پیغام کہا ہے اوس کا پیغام بہی پہونچا۔ موسیؑ نے عرض کیا یَا رَبِّ اَنْتَ تَعْلَمُ مَا قَالَ ھُوَ یعنے اے پروردگار تو خود جانتا ہے جو اوس نے کہا میرا مقدور نہین اوس کلام بے ادب کو تجہ سے عرض کرون۔ ارشاد ہوا یَا مُوْسٰی قُلْ لَہٗ اِنَّکَ وَاِنِ اسْتَغْنَیْتَ یعنے کہہ اوس کو اگر چہ تو بندہ ہے مجہ سے غنا اپنی ظاہر کرتا ہے اور مجہ سے حاجت نہین رکہتا ہے اور تو نے مجہکو بہول گیا وَلٰکِنْ فَضْلِیْ وَرَحْمَتِیْ لَا تَنْسٰی لاکن میرے فضل ورحمت نے تیرے بہولنے سے بہولتے نہین ہے۔ تو اور تیری بہول یک طرف ہے۔ مین اور میرا فضل یک طرف پس مین تیرے پر اپنا فضل کرتا ہون تو قبول کر یا نہ کر اِنَّ رَحْمَتِیْ اَوْسَعُ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ یعنے رحمت میری سب چیز سے کشادہ زیادہ ہے۔ پس اے سالک اگر تو حجاب اور سلب مزید اور عداوت مین ہو تو جلد توبہ اور تجدید اسلام کرتا رحلت اور موت تیری بغض اور عداوت پر نہ ہو بلکہ خالصًا لِلّٰہِ وصفائی دل کے ساتہ ہووے لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (تتمہ) یعنی بیان باقی یہ ہے کہ سالک ناسوتی ترقی کرنے والے ذروہ عزیمۃ الطریقۃ کو ضرور ہے کہ ترقی کرے بعد اسکے عزمیت حقیقت کی طرف اس طریق پر کہ نماز اور جمیع اعمال متعلقہ ظاہر بدن کے برعایت حضور قلب ہووے اور وجود سالک کا اپنے حسبان یعنی پندار سے غائب ہووے اور باوجود بقائے ناسوت اور اعمال ناسوتی کے سالک اثر اور رسم شعور کو محو کردے۔ چنانچہ اسی کی طرف شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ کتاب (جلاء الخاطر) مین اشارہ فرمایا ہے اِنَّ الْمُصَلِّیْنَ تَغِیْضُ قَلْبُہٗ اِلَی الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ کَمَا تَغِیْضُ الطَّائِرُ مِنَ الْقَفَصِ فَیَغِیْبُ عِنْدَہٗ فَلَوْ قُطِعَ وَمُزِّقَ مَا عَلِمَ۔ یُحْکٰی عَنْ بَعْضِ الصَّالِحِیْنَ مِنْ ھٰذِہِ السَّادَۃِ وَکَانَ مِنْ تَابِعِیْ صَحَابَۃٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عروۃ ابن زبیر بن عوام بن اخت عائشہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا انہ وقع فی رجلہ الاکلۃ فقیل لہ لابد من قطعہا لا ھلاک جمیع جسدک فقال للطبیب اذا دخلت فی الصلوۃ فاقطعہا فقطعہا وشدھا وھو فی السجود فلم یحس بالمہا۔ انتہی ھوش فی ھوش بالاولی ما قدم۔ انتہی قول بلا عمل بلا معنی منظر بلا فہم انتہی۔ جاننا چاہیے اے طالب شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ نے جو یہ کلام فرمایا ہے محض مقصود یہ ہے کہ سالک ناسوتی ترقی کرے طریقت سے حقیقت کی طرف۔ اور یہ بیان اعمال ناسوتیہ مین تہا اخلاق اور حقائق اس کا بیان سالک ملکوتی یا جبروتی مین ان شاء اللہ تعالے آئیگا (ضابطہ) یعنی قاعدہ کلیہ لوازم سالک ناسوتی کا یہ ہے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اصل المذھب السلوک یعنے اصل مذہب سالک ناسوتی کا سلوک ہے یعنے طلب اوس کی متعلق ہونے ہووے دنیا کو پس پشت اور آخرت کو بائین طرف اپنے ڈال دیوے اور بغیر کوئی ضرورت کے بات نہ کرے اور بغیر حاجت کے مکان یا حجرہ سے نہ نکلے اور بغیر حاجت کے کھانا نہ کھاوے اور کوئی طعام عمدہ اور شربت لذیذ کے خواہش نہ کرے بلکہ جو رزاق خدائے تعالے دیوے کھالے خواہ وہ لذیذ دیوے یا غیر لذیذ اور خراب اور درشت چیز طعام سے کراہت نہ کرے بلکہ خوشی اور رضامندی سے کہا لیوے اور اگر سیر شکم ہو بغیر احتیاج کے نہ کھاوے اگر اتفاق ہو سیر شکمی کا واسطے مصلحت مہمان کے یا سوائے اس کے مصالح بقائے جسم کے لئے جائز ہین اور قاعدہ شہوات خمسہ میں یہ ہے کہ ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور زیادہ کفاف سے نہ مانگے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اذا اراد اللہ بعبد خیرا یجعل رزقہ کفافا یعنے خدائے تعالے جس کیکے ساتہ ارادہ نیکی کا کرتا ہے اوس کو رزق بقدر کفاف دیتا ہے اللہم ارزقنا رزق عبادک الصالحین ولا تجعلنا من القوم الخاسرین (رابطہ) یعنی رابطہ لیا گیا ہے کلام سے شیخ نجم الدین کبریٰ کے کہ اونہون نے کہا ہے کہ سالک ناسوتی کو ضروری

ضابطہ بیان میں قاعدہ کلیہ لوازم سالک ناسوتی

بیان لزوم رابطہ سالک ناسوتی ... شیخ

کہ سالک ملکوتی سے رابطہ حاصل کرے تاکہ قابلیت ترقی کی ذروۂ علیٰ تک ہووے یعنی
اعمال اوس کے صالح اور راسخ اوس حد تک ہووین کہ جس سے اخلاق مرضیہ قوی ہووین
اور کلام نیک کرے بموجب مشایخ طریقت کے اور کوئی جماعت مشایخ مخالف اوس کے ہووے
اگر کوئی لشکری مخالف اطوار بادشاہ کے ہووے بادشاہ اوس کا دشمن ہوتا ہے۔ اسی لئے
بہت لوگ روز قیامت دیکھین گے کہ خدا اور رسول اور مشایخ خصم اوس کے ہون گے۔ اہم تر
واسطے حاصل کرنے اس رابطہ کے یہ ہے کہ اوقات اوس کی شامل محاسبہ اور معاملہ کے ہووے
اور یہ لزوم محاسبہ قول علی رضی اللہ تعالے عنہ سے لیا گیا ہے آپ نے فرمایا ہے حَاسِبُوْا
قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا یعنے حساب کرو اپنے اعمال خیر و شر کا قبل اس کے کہ فرشتگان حساب
حساب کرین۔ پس ضرور ہے سالک اپنے اوقات پر نظر کرے کہ کونسے اعمال ہوتے ہین
اگر خیر کے ہون حمد خداے تعالے کا ادا کرے اور اگر شر ہو توبہ اور استغفار کرے۔ اور
یہ بہی لازم ہے کہ غور کرین کہ عمر اپنی کس قدر گزری ہے اگر شباب سے گزر کے بال سفید ہوگئے
ہون جلدی کرے ندامت اور استغفار کے لئے۔ اور اگر جوان ہو مستعد ہوجاوے اور توبہ
کو غنیمت جانے کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الشَّابَّ اَنْ یَّتُوْبَ یعنے خداے تعالےٰ دوست
رکہتا ہے جوان کو جو توبہ کرے۔ اور یہ بہی ملاحظہ کرے کہ جو عمر گزری ہے اگر خداے تعالیٰ
کی توفیق سے نیکی مین گزری ہے اوس وقت ضرور ہے خداے تعالے سے بقا اوس کا
بخیر طلب کرے کیونکہ اعتبار انجام کا ہے نہ ابتدا کا۔ بہت لوگ ابتدا میں نیک ہوتی
ہین انجام اون کا شر پر ہوتا ہے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ چنانچہ دیکہی گئی وہ چیز کہ
حق میں معلم الملکوت کے جاری ہوئی باوجود اس کے کہ وہ چہہ لاکہ سال ملائکہ کو تدریس کیا
اور وہ چیز جو جاری ہوئی برصیصا پر باوجود حفظ اوس کے چالیس صندوق کتب علوم سے
اَللّٰہُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الزَّوَالِ وَالْاِخْتِلَالِ۔ اور یہ بہی ملاحظہ کرے کہ مدار حیات انسان
کا ہوا پر ہے جو داخل قالب مین ہے اور اوس کو روزن مختلف مقام مین موجود ہین کہ ذریعہ تقاضا

اوس کو وقت مقررہ تک روک رکھا ہے جب تو خواب سے بیدار ہووے غور کر کیونکر خدا نے تعالے نے تجکو بعد موت کے زندہ کیا اور یہ کہہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا اور فکر کر معنے مین اس آیت کے اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی۔ اور اِن لئے اس بات کو خواب بہائی موت کا ہے جب سو جاے خبر نہین کہ پہرا و ٹہتا ہے یا نہین میرے دل میں خیال آیا کہ یہی وجہ ہے کہ جو شخص صاحب اعتبار ہے وقت خواب لوگ اوس کے نزدیک اطراف خوابگاہ کے بیٹھتے ہین اور کلمات اخلاص کے کرتے ہین جب وہ سو جاتا ہے چلے جاتے ہین پس وہ جب بیدار ہوتا ہے دیکھتا ہے کہ وہ دوستون سے جو محبت کو ظاہر کرتے تہے اور اطراف اوس کے بستر خواب کے بیٹھتے تہے کوئی نہین ہین مگر وہ لوگ جو اوس کے اہل ہین واسطے شرم کے یا محبت کے کہین نہین جا سکتی اور دوستان دنیا دار بمجرد تبدل اور تغیر احوال کے جدا ہوتے ہین اس لئے کہا مین مَا تَرٰی مِنْ مَدْحِ اَحْبَابِ الرِّیَاءِ ۞ اِنَّہُمْ کَانَ السَّرَابُ الْمُفْتَرَا ۞ لَا ثَبَاتَ السَّحَابِ الْمُدَّخِنْ ۞ اِنَّہٗ یُذْہِبُ بِرِیْحٍ کَالسُّفُنْ ۞ لَا سَفِیْنَۃَ لَا سَکِیْنَۃَ اِذْ تَرٰی ۞ ھٰذِہِ الْاِخْلَاصُ شَیْءٌ یُفْتَرٰی ۞ یعنے کیا دیکھتا ہے تو ستایش دوستان ریا کو گویا کہ وہ مثل سراب ہی گم ہو جاتی ہے جیسا کہ ابر سیاہ کو قیام نہین ہے جب ہوا چلتی ہے مانند کشتی کے چلے جاتا ہے پس نہ کشتی رہتی ہے نہ سکون اوس وقت دیکھے گا تو یہ محبت ایک چیز تہی گم ہو گئی۔ اور سالک کو یہ بہی چاہیئے کہ نماز پڑہے یا روزہ رکہے بلکہ تمام عبادات مالی اور بدنی مین خیال نہ کرے کہ مین نے اچہی طرح سے لایق اوس حضرت کے جو منزہ ہے اغراض سے عبادت کیا ہون بلکہ خیال کرے کہ یہ تمام عبادات میرے مخلوط کدورات نفسانی اور بشری سے ہین۔ اور فرائض اور عبادات میرے اوس کے ملک اور ملکوت مین کوئی چیز کمال اور جلال کی زیادہ نہین کرتے ہین۔ اور گناہ بندہ کو عارض ہوتے ہین اور ساقط ہوتے ہین

اور فرض مقرر کیا ہوا خدا کا باقی ہے۔ معلوم نہین خاتمہ کس چیز پر ہوتا ہے اگر ایمان ہو اَلحَمدُلِلّٰہ
اور اگر کفر پر ہو فَالعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔ جس شخص کی رسن ہاتہ مین غیب کے ہو کیونکر اوس کو تسلّی اور
طمانیت ہووے۔ پس کہان ہین اعمال صالحہ بموجب وَلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا ضرور ہے
لحاظ کرے محاسبہ کا خصوص اوقات بزرگ فجر اور مغرب مین کیون کہ بعد توبہ کے بہی گناہ واقع ہوتا ہے
اور یہ دو وقت ایسے ہین کہ فرشتگان اعمال کو اوس کے خدا تعالے سے عرض کرتے ہین اِنْ خَیْرًا
فَخَیْرًا وَاِنْ شَرًّا فَشَرًّا یعنے اگر نیک ہو نیک ظاہر کرتے ہین اور اگر خراب ہو خراب۔ شاید کہ
خداے تعالے جو عصیان بعد توبہ کے ہو اوس کو اعمال صالحہ سے بدل دے جیسا کہ حدیث صحیح
مین وارد ہے۔ حاصل کلام یہ کہ سالک اعراض کرے اوس چیز سے جو خداے تعالے سے دور
کرتی ہے اور پیش آوے اوس چیز سے جو خداے تعالے کے نزدیک پہونچاتی ہے واسطے
دیکہنے عجائبات قدرۃ اوس کے تیّا حفاظت کرے اصول قیام پر اون اعمال صالحہ کے اور وہ
چار چیز ہین (۱) قِلَّۃُ الْکَلَامِ یعنی کلام دنیوی تہوڑا بقدر ضرورت کرے (۲) وَقِلَّۃُ الْمَنَامِ
یعنے دن رات مین بقدر ضرورت تہوڑا سووے۔ (۳) وَقِلَّۃُ الصُّحْبَۃِ مَعَ الْعَوَامِ یعنے عوام کالانعام
جو جاہل اور بے علم ہین اون کی صحبت سے دور رہے (۴) وَقِلَّۃُ الطَّعَامِ یعنے کہانا بقدر بند میت
سے زاید نہ کہاوے کیون کہ بسیار خوری موجب خواری ہوتی ہے۔ پس جو شخص لحاظ ان چار
چیزون کا ہمیشہ رکہتا ہے اوقات اوس کے مصفا ہوتے ہین۔ اگرچہ طرق محاسبہ کے سواے اس کے
بہت ہین لاکن مین اوس کو کوتاہ کر کے افہام پاک پر چہوڑا۔ یا جس شخص کو فہم صافی ہوگا وہ خود
لحاظ کریگا اگر نہیں طول مین فائدہ نہین ہے جیسا کہ شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ نے (جلاء الخاطر)
مین اشارہ فرمایا ہے اَلْعَبْدُ یُضْرَبُ بِالْعَصٰی وَالْحُرُّ یَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ یعنے بندہ زرخرید
کو مار کر ادب دینا چاہیے اور مرد آزاد شریف کو اشارہ کافی ہے اَللّٰھُمَّ اَدْرِقْنَا مُحَاسَبَۃً
قَبْلَ الْمُحَاسَبَۃِ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔
وَاَمَّا الْمُعَامِلَۃُ یعنی معاملہ تین قسم پر ہوتا ہے۔ عام اور خاص اور اخص۔ پہلا واسطے

ذکر اون اشیا کا جو سبب قیام اعمال صالحہ کا ہوتی ہے

بیان اقسام معاملہ

تہذیب اشباح یعنے اجسام کے ۔ دوسرا واسطے تطہیر ارواح کے ۔ تیسرا واسطے تقدیس اسرار کے ۔ پس فرقہ ثانی کو ضرور ہے حکم کیا جاوے واسطے اخلاق باطنہ کے ۔ اور فرقہ ثالث کو ضرور ہے کہ واقف ہو دین اون چیزون سے جو واجب کرتے ہین خلاصی باطن کو ۔ اور ہر ایک کے لئے ان تین کے تفصیل جدا ہے از وسے شریعت کے اور طریقت اور حقیقت کے ۔ اگر ارادہ ہو اطلاع کو تمام کے رجوع کرے اوس طرف جو ذکر کئے ہین ہم بیان مین مقامات کے اور اگر توفیق دے مجکو خدا تعالے اپنے فضل سے تفصیل کرونگا مین وہ چیز بہی جو لازم ہے ۔ لاکن قاعدہ مجملہ یہ ہے کہ بندہ معاملہ کرنے والے کو ضرور ہے کہ بعد متابعت ظاہر شریعت کے نہ ہووے گناہ پوشیدہ مرد مک چشم کا بہی پس جو عبادت کہ ظاہر ہووے اوس سے ضرور ہے کہ رسوخ ظاہری اور رذائل باطنیہ کے ساتہ ۔ چنانچہ قاضی حمید الدین ناگوری طوالع میں فرمایا ہے ۔ در وجود بشر چہار صفت تعبیہ است ۔ شیطانی ۔ و سبعی و انسانی و ملکی ۔ بایہ کہ در احوال خود نگاہ کند اگر در تغلب و قہر و استیلا رغبتے دارند بصورت آدم ست و بسیرت دد ۔ و اگر بہ مکر و تلبیس و فریب مستغرق ست بصورت انسان و بہ سیرت شیطان ۔ و اگر بخفتن و خوردن و شہوت مائل ست بصورت بشر است و بسیرت ستور و اگر بتوکل و تفویض و رضا و سخا و تواضع و خلق موصوف ست بصورت آدمیست و بسیرت ملک ۔ امروز در صورت مندرج ست فردا ہمہ معنے ظاہر شود و حقیقت ترا ازین معنے صورتے ظاہر سازند و با اہل عرصات حشر نمایند قال علیہ السلام کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون ۔ این چار صفت ہست کہ با تو امروز در ہر چہ غلو کنی ہمان فردا ۔ شیخ زین الدین نے فرمایا ہے معاملہ حق با بندہ چون معاملہ مادر ست با فرزند ۔ مادر اگر خواہد کہ از خود جدا کند اورا ببازی یا بان چیز دیگر مشغول کند تا ازو فارغ شود ۔ و چون خواہد کہ سوے خود طلب کند از بازیہا باز دارد و از ہر چیز برہاند تا سوے خود آورد ۔ اور خواجہ ابو سعید ابو الخیر رح نے فرمایا ہے سالک را ہمہ چیز باید بہیچ چیز نباید یعنی

سیر الابرار ات صاحب رسالہ

بھہ کو نبا فرود آید و باز ماند تا دلش بہیچ چیز باز نماند این نیز از معاملات ست کار مرد آنست
در یک راہ جانان ہر دو کون حاصل آوردن بدشواری و آسان باختن ۔ رسالہ شمسیہ مین
لکہتا ہے ہر کرا بحق معاملہ نیست سخن او در ہیچ دلے اثر نکند (**تنبیہ**) جب تو نے یہ جان لیا
کہ سالک ناسوتی کو محاسبہ اور معاملہ ضرور ہے ۔ اور جانا تو کہ وہ سالک ترقی کرتا ہے سیر
ناسوتی سے طرف طریقت اور حقیقت کے حیثیت افعال ناسوتی اور اعمال جسدی سے پس مقرر
ہوتا ہے اوس کے لئے امر ۔ اور وہ بحیثیت اعمال جسدیہ واصل ہوتا ہے دل کے دروازہ پر
پس ٹہوکتا ہے دروازہ کو ۔ پوچہا جاتا ہے اوس کو مَنْ اَنْتَ یعنے تو کون ہے جواب دیتا
ہے اَلْعَبْدُ الْجَانِی الْقَاصِیُ الَّذِیْ بَقِیَتْ دَرَاءَ الْبَابِ وَمَا عَرَفَ الدَّارَ وَلَا الْجَارَ
یعنے مین بندہ گناہ گار ہون پڑا ہون پیچہے دروازہ گہر کے نہ گہر پہچانتا ہون اور نہ ہمسایہ ۔ پس کہا
جاتا ہے مَنْ دَقَّ الْبَابَ وَلَجَ وَلَجَ فَقُلْ اَللّٰہ اَللّٰہ یعنے جس نے دروازہ ٹہوکا ہے داخل
ہو داخل ہو اور اللہ اللہ کہہ ۔ اور چہوڑ دے اوس چیز کو جو مانع ہے دخول کو اخلاق
ردیہ اور امراض پوشیدہ سے پس اختیار کر اخلاق پسندیدہ اَلطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ وَالطَّیِّبَاتُ
لِلطَّیِّبِیْنَ تیرے دروازہ پر کوئی پردہ دار نہین ہے تو اور تیرے نفس نے مانع ہے دخول کا
اور یہی معنے ہے قول شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کا فارسی سے ؎ کوفتم در تا درون در
درآیم بہر دوست ؛ آمد آواز درون کین در ز بیرون بستہ اند ؛ اگر سیر ناسوتی صحیح
ہووے محاسبہ اور معاملہ کے ساتہ اوس وقت تیرے پر دروازہ جہٹک کہل جاتا ہے اور یہ
سالک قصد کرتا ہے اعلیٰ تر استقامۃ اور استدامت پر ۔ پس ظاہر ہوتا ہے اوپر مطالع
قلبیہ پیچہے سے پہاڑ جسمانی کے اور ظاہر ہوتا ہے ٹکرانا پہاڑون کا پارہ پارہ ہوکر وَجَاءَ الْمَلَکُ
صَفًّا صَفًّا اور آتے ہین فرشتے صف بصف ۔ پس اس حال مین شروع ہوتا ہے سالک
کو سیر ملکوتی اور داخل ہوتا ہے شہرون مین دل کے پس دیکہتا ہے اوس مین عجائب و غرائب
چیزون کے (**اللمعۃ الثانیۃ**) لمعہ دوسرا بیان مین حقایق کے جو متعلق ہین احوال سالک

بیان محاسبہ و معاملہ

لمعہ ثانیہ بیان مین حقایق احوال سالک

ملکوت کے لیئے اور اسی طرف اشارہ ہے قول حق تعالے مین وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ
یعنے ذاتون مین تمہارے کیون نہین دیکھتے ۔ مگر لازم یہ ہے کہ مخالفت نفس کی کرے اور
خواہشات دنیوی کی طرف متوجہ نہ ہووے اور برائیان اور خرابیون کو نیکیون اور فضایل
سے بدل دے اور یہ امر موقوف ہے اصلاح قلب اور دور کرنے حجاب کدورۃ واقعہ پر
جو بسبب ظلمات گناہ کے پیدا ہوتے ہیں ۔ پس علاج ان تمام کا پیدا کرنا اخلاق مصطفوی
کا ہے پہلے بحلیہ شیخ مربی و بتربیت محمدی کے بفنا نفس اپنے اور بقا باوصاف اوس کے
ہے بعدہ بحلیہ خاص محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاکہ فائدہ دیوے وہ خلق پوشیدہ
اوس کو اور ثابت ہوے اوس کی جاے خلق دوسرا پہلے شیخ سے بعدہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے ۔ اور یہ طریق متعلق بقلب کا نام ملکوت ہے ۔ کیون کہ عالم ملکوت عالم
ملائکہ مقدسین صافی کدورتون کا ہے اور وہ حمد و ثنا اوس کی کرتے ہین ۔ پس جو صحیح القلب
ہو حال اوس کا ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ تعلق غیر اللہ سے روگردان اور علایق جسمانی سے
مجرد اور فارغ ہوتا ہے اور شراب تسبیح ـــــــــ طعام تقدیس کا نوش کرتا ہے یہان
تک کہ روح مجرد ہو جاتا ہے طعام ظاہری صرف واسطے محافظت بشریت کے ہوتا ہے تاکہ
فتنہ دوسرا واقع نہ ہووے جیسا کہ ناقص عقل والے ظن کیئے کہ ملائکہ ابنا اللہ ہین اَلْعِیَاذُ
بِاللّٰہِ اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اٰکُلُ
وَاَشْرَبُ وَاَنَامُ یعنے نہین ہون میں مگر بشر تمہارے مانند کھاتا ہون اور پیتا ہون اور سوتا
ہون ۔ اور اسی لئے حق تعالے حضرت محبوب کو ارشاد فرماتا ہے بِحَقِّیْ عَلَیْکَ وَاشْرَبْ
وَاَلْبِسْ قَمِیْصًا ذِرَاعٌ مِنْہُ بِدِیْنَارٍ یعنے اے غوث اعظم تجکو میرے حق کی قسم ہے پی تو
اور پہن قمیص قیمتی یک دینار گز کا ۔ پس کہانے مین اور پینے مین اون کے اسرار ہیں اوس کو
سواے خداے تعالے کے کوئی نہین جانتا ہے ۔ اور نہین ہے کہانا اونکا دار دنیا مین مگر مثل
کہاتے اہل جنت کے بغیر احتیاج کے کہانے سے بقاء وجود کے لئے ۔ پس طریق الی اللہ

منحصر ہے تصفیۂ قلب پر اس لئے عین القضات نے فرمایا ہے راہ حق طلب کردن وا جبست
فاما مقصود از زمین و در آسمان نیست و در عرش و بہشت نیست طریق اللہ در باطن ست پس
مراد باطن سے دل ہے اور روح اور سر پس سالک ناسوتی با ہر دروازہ کے ہے کیونکہ
ابتداء راہ نہیں ہے مگر اندرون دروازہ سے۔ اور اندرون دروازہ نہیں ہے مگر صاحب دل
صحیح اس لیے حق تعالے فرمایا ہے یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ
سَلِیْمٍ اس لئے حضرت ابراہیم ادہم بلخی نے فرمایا ہے۔ کہ چون از پیش سالک بلند قدم
ملکوتی این سہ حجاب بردارند در دولت ابدی و سعادت سرمدی بروکشادہ شود۔ یکے آنکہ

بیان عقبات سالک ملکوتی اور مقام اولوالعزم

اگر مملکت دو عالم بعطاے ابدی بدو دہند شاد نہ گردد۔ دوم مملکت دو عالم از او بود باشد وباز ستانند
با فلاسی این اندوہگین نشود۔ سوم آنکہ بہیچ مدح وثنا ولطف وعطاے خلق فریفتہ نشود۔ اور شیخ یوسف ہمدانی نے کہا ہے سالک
ملکوتی باید کہ از عقبات قالبی و قلبی و نفسی و عقلی عبور نماید تا شایان کمالات راہ مردان خدا گردد۔
وآن بہشت چیز روے نماید۔ اول استقامت حدود شرع۔ دوم دوام وضو و سلوک خلوت۔
سوم ذکر چہارم ربط قلب شیخ پنجم نفی خواطر ششم تسلیم ہفتم رضا ہشتم ترک سوال از حق۔ پس ضروری
تجکو کہ طریق عبور عقبات مذکورہ جانے یعنی۔ طریقہ عبور کا عقبات قلبیہ سے برابر ہونا مدح وذم کا
اور رد و قبول کا اور یقین کرنا نفع اور ضرر کا اللہ تعالے سے ہے نہ کوئی کمی خلق سے۔ اور طریقہ عبور کا عقبہ
قلبیہ سے عدم تمنی لذائذ دنیوی کے اور عقبی کے۔ اور روگردانی التفات سے طرف کوئی شئی کے
سواے حق کے ہے۔ اور لاکن طریقہ عبور کا عقبہ نفسی اور عقلی پس ظاہر ہے کہ وہ اعراض ہے

بیان عقبۂ نفسی و عقلی

گناہون اور لذائذ شہوانیہ سے بغیر از فرق کرنے حرام اور حلال اور مشتبہ کے۔ چنانچہ یہ تمام امور
معلوم ہوتے ہین عبارت شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ سے جو (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے اِنَّمَا
یَصِیْرُ الْمُحِبُّ مَحْبُوْبًا اِذَا طَهُرَ قَلْبُهٗ عَمَّا سِوَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَا يَتَمَنّٰى عَنْهُ اِلٰى غَيْرِهٖ
وُصُوْلُ الْقَلْبِ اِلٰى هٰذَا الْمَقَامِ بِاَدَاءِ الْفَرَائِضِ وَالصَّبْرِ عَنِ الْحَرَامِ وَالشُّبْهَاتِ ثُمَّ تَرْكِ
تَنَاوُلِ الْمُبَاحِ وَالْحَلَالِ بِالْهَوٰى وَالشَّهْوَةِ وَالْوُجُوْدِ وَاسْتِعْمَالِ الْوَرَعِ الثَّانِيْ وَالزُّهْدِ

الکامل وھو ترک ماسوی اللہ تعالی ومخالفۃ النفس والھوی والشیطان وطھادۃ القلب من الخلق فی الجملۃ حتی استوی الذم والمدح والعطاء والمنع والھجر والمدد یہ سب علامت ہے نتیجہ قلب کی جو نفع و ضرر کو پروا نہین کرتا ہے اور کتاب مذکور مین شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے عبارت مذکور کے نزدیک یہ بھی فرمایا ہے من صح قلبہ ما تت نفسہ وھواہ واخمدت نار شیطانہ وذل شیطانہ لہ بتحقیر الدنیا وازدرائھا عند قلبہ پس یہ عبارت شریف محتوی ہے سرا پر جس کو بجا ئز ہو حاصل کر سکتا ہے اوس سے حال ہر سالک ناسوتی اور ملکوتی اور جبروتی اور لاہوتی کا بھی۔ لاکن اب کلام سالک ملکوتی مین ہے اس لئے ہمنے مختصر کر کے کہتے ہین کہ سالک ملکوتی کو ضرور ہے کہ متخلق ہو اوس اخلاق سے کہ واجب کرے تصحیح قلب کو اوس کے لئے اس اخلاق مین ظاہر اور باطن اور سر۔ پس اگر ہوگا تخلق بحسب ظاہر کے باین طریق کہ ادا کرے حق ذوات اس اخلاق سے پس وہ سالک ملکوتی ہے اور عبور کرنے والا عبور ظاہرین کا ـــــ اور اگر ہوگا اوس کو تخلق باطن اخلاق کا اس طریق پر کہ اخلاق وجود اور تاثیر فی الغیر اوس مین مستقر ہو وے وہ سالک ملکوتی باطنی ہے اور علامت اوس کی یہ ہے کہ اوس مین اکثر علم غیب اور اخلاف حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ دخل کیا ہے باطن قلب مین کہ جس مین انوار اور اطوار اس اخلاق کے ہین اور وہ اوس کے لئے مثل حقیقت ہے اور وہ وجود النفس اور تحصیل اوس کی پروا نہین کرتا ہے۔ اور اوس کی ہمت صرف باطن ہی کی طرف ہوتی ہے۔ اور اگر تخلق بالسیر ہو وے پس وہ حصول اخلاق اور غیبت سے فانی پس تحقیق کہنچتی ہے اوس کو حقیقت الحقایق یعنے اسرار اس اخلاق کے پس جس وقت حاصل ہوا اوس کو اسرار اخلاق کے تمام ہوتا ہے سیر اوس کا حیثیت سے سیر ملکوتی کے۔ لاکن اس سیر مین ہزار ہزار جنگل اور دریا ہین۔ بسا وقت اوس مین متحیر ہو جاتا ہے چنانچہ منصور حلاج کو اونے جنگل مین ایسے حال ہوا جو ہوا۔ اور بایزید بسطامی رح نے روح کو خدا جانکر تیس سال عبادت کیا اور سبحانی ما اعظم شانی فرمایا اور حقیقت اشیاء کو تمیز نہین کیا اور روح جو عالم امر سے ہی گمان کیا اب ہے یہ صرف مغلوبیت تہی اور یہ حیثیت کشف حقایق

اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتی ہے کیون کہ وہ انوار اور ارواح ہے اور جب
شخص کے لئے یہ اخلاق جمع کئے جائین وہ روح ہو جاتا ہے منبع نور سے جیسا ذات صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے۔ اور جس شخص کو آفتاب سرمدی اخلاق اون کا ظاہر ہوا روشنائی اوس کے
وہ ارواح روشن نور سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاصل ہوتی ہے پس جس شخص کو یہ
حقیقت ظاہر ہو مین کہتا ہون اوس سے انکار نہ کریگا کیون کہ مین یہ امر لینے والا ہون روشنائی
سے شیخ بزرگ رضی اللہ تعالے عنہ کے اَللّٰهُمَّ زِدْنِي فِي شَرْحِ الْحَقَائِقِ الْأَخْلَاقِيَّةِ الْقَمَائِيَّةِ
جناب شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے كُلُّ هٰذَا الطَّرِيقِ مَحْوٌ
وَّفَنَاءٌ مِنَ الْبِدَايَةِ عِنْدَ ضُعْفِ الْإِيمَانِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَفِي النِّهَايَةِ عِنْدَ قُوَّةِ الْإِيمَانِ
لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ لِأَنَّهُ يُخَاطِبُ حَاضِرًا مُشَاهِدًا هٰذَا أَمْرٌ بَاطِنٌ سِرٌّ فِي سِرٍّ نَفْحَةٌ مِنْ
نَفَحَاتِهِ وَلِهٰذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَيَّامِ دَهْرِكُمْ
نَفَحَاتٌ أَلَا فَتَعَرَّضُوا لَهَا۔ پس ضرور ہے جانے کہ نفحات کیا چیز ہے اور کہان ہے اور کیون کر
حصول اوس کا ہوگا۔ کہتے ہین ہم کہ اول نفحات اخلاق محمدی ہے جو جاذب ہے خلایق کو اللہ
کی طرف از روے ظاہر کے کہ وہ الحلم والحیاء والجود والعطاء ہے کہ بعد ان چار کے
حقایق اور اطوار اوس کے از روے باطن ہین۔ کہ نیران اس کی بجبر د حضور مجلس صلی اللہ علیہ و
سلم کے قلوب جابرہ اور نفوس اکابرہ کو توڑتے ہین۔ اور جس شخص کو باطن نفحہ نصیب
نہین ہے وہ کہتا ہے هُوَ السَّاحِرُ أَوْ مَجْنُونٌ اور جو شخص اس حقیقت کو چکا کہتا ہے إِنَّهُ رَحْمَةٌ
لِلْعَالَمِينَ اور جو شخص پہونچا حقیقت حقایق کو پایا اطاعت کو اون کے جو فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ
ہے۔ اور جان لیا معنے مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ کو اور یقین کیا کہ ذات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی جوہر سرمدی ہے ظاہر مین۔ اور حقیقت اوس کی خارج ہمارے عقول سے ہے
وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ یعنے پیدا کرتا ہے وہ چیز جو تم نہین جانتے ہو سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا
إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا چنانچہ مروی ہے کہ بعض اصحاب رضی اللہ تعالے عنہم قامت رسول اللہ صلی اللہ

نفحات محمدی

علیہ وآلہ وسلم کو جیسا کہ ظاہر مین تہے دیکھتے تہے۔ اور ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ بلند عرش سے دیکھا
اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ رضی اللہ عنہم ہر یک بموجب درجہ کشف اپنے دیکھے۔ پس اخلاق
آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بموجب اوس کے جو ہمنے کہا ہے ظاہر قامت اور باطن
اوس کا اور حقیقت اوس کی متفاوت ہے۔ پس سیر اخلاق میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی از روے
نوع منحصر تین امر مین ہے جو مذکور کیے گئے ہیں۔ لاکن از روے اشخاص اوس کو نہایت نہین
ہے۔ پس ہر گاہ سیر سالک ملکوتی قوی ہو درجات کشف حقایق قلبیہ اوس کے بلند کیے جاتے ہین
طریقت اور معرفت اور حقیقت اوس کی بہی از روے اخلاق ہے لاکن از روے صفات
وہ لوازم سے سالک جبروتی کے ہے۔ قریب ہے انشاء اللہ تعالے تفصیل اس کی آوے گی
اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ معنے قول حق تعالے کا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنے عظمت
خلق وہ حقیقی ہے اس لئے توڑتی ہے قلوب جبابرہ کو اور اسی طرف اشارہ ہے قول میں
قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ کے
اور جسنے پایا حقیقت اخلاقیہ کو اوس کو ملک قدسی دیا جاتا ہے اور وہ سائر ملکوتی ہو کر تمامی جنگل
و دریاؤن سے ہر ساعت مین عبور کرتا ہے یہان تک کہ پہونچتا ہے حصار جبروت تک اور مین
انشاء اللہ تعالے بفضل اوس کے قریب توضیح اوس کی کرون گا (ازاحت شبہات) مرید سالک سلوک
ملکوتی کو ضرور ہے کہ پہلے سیر ناسوتی حاصل کرلے بعد اوس کے سیر ملکوتی کی طرف ترقی کرے نہین
تو وہ مثال ہوتی ہے كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ فَمَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ کیون کہ اول کے لئے
یہ مثال ہے كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ چنانچہ محقق سالک ملکوتی کہا ہے
براہ دل برود باید کہ در عمل خود نظر نکند راہ او از نماز و روزہ و طاعت و عبادت و ذکر و فکر و صحبت
پیش سے رود با مستی و بے خودی و قلاشی و قلندری و ترک صحبت و شوق و ذوق و عشق و
محبت اگر قابل او صاف اول ست مرحبا کہ این راہ و بنیاد صلحا و اتقیا ست و اگر با وصاف
اعمال آخر ست گنج گنج خود این راہ عاشقان و عارفان و پاکبازان و جانگدازان ست۔ زمرہ

اول را مرید گویند و آخر را مراد۔ طبقہ اول را طالب خوانند و دوم را مطلوب۔ و فرقہ نخست را محب گویند و ثانی را محبوب و گروہ اول را عاشق دانند دوم را معشوق مصنف کہتا ہے کہ یہ محقق نے جو تردید کیا ہے میرا گمان غالب یہ ہے کہ خود اوس کو یہ حال بعد ثابت ہونے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قولاً و فعلاً حاصل تھا وگرنہ کیون کہتا کہ فرقہ اولے باوجود ہونے اونکے طریقہ انبیا علیہم الصلوۃ پر مرید اور طالب اور محب اور عاشق ہین اور فرقہ ثانیہ باوجود ہونے سوائے طریقہ انبیا پر مراد اور مطلوب اور محبوب اور معشوق ہین۔ گویا بیان اس محقق کا صرف واسطے ترغیب طریق محبت کے ہے اس حیثیت سے کہ یہ طریقہ خاص ہے وصول الی اللہ مین پس مراد محقق مذکور کے قول سے (مرحبا کہ این راہ انبیا الخ) یہ ہے کہ وہ طریق عام انبیا کا واسطے ہدایت عام کے ہے۔ یعنی ارشاد کرتے ہین وہ انبیا اس طریق کو عوام کے لئے۔ یہ مراد نہین ہے کہ اون انبیا کو یہ طریق ثانی مین اشتغال و استعمال نہین ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کو دو جہتہ ہین (۱) جہتہ عام کہ جس سے عام خلایق کو ارشاد کرتے ہین (۲) جہتہ خاص کہ جس سے ترقی کرتے ہین قلہ بلند کو۔ پس نسبت طریق اول کے انبیا علیہ السلام کی طرف نسبت اسناد اس طریقہ کی ہے۔ لاکن طریق ثانی انبیا علیہم السلام کے لئے شغل اور اشتغال اوسکا ہے اور یہ نہایت تصحیح کلام محقق کی ہے۔ اگر نہین ظاہراً یہ کلام مخدوش فیہ ہوگا۔ بلکہ لازم ہے کہ ایسا کلام محقق سے نہ صادر ہووے۔ کیونکہ محقق جو کلام مخالف ظاہر شریعت ہو نہین کرتا ہے۔ پس یہ کلام واقع حال سالک ملکوتی حیثیت سے مراتب قلبی کی ہے تحریر اوسکی جو بہ تطویل ہے اوسکو مین نے دوسرے وقت پر رکھا ہون لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ بَیَانَہٗ فِیْ اَذْیَالِ بَعْضِ اَبْیَاتِ الْاٰتِیَۃِ فِیْ ھٰذِہِ الْقَصِیْدَۃِ الْخَمْرِیَّۃِ پس ضرور ہے کہ تحقیق کرلے جو ہمنے ذکر کیا لَیَرْزُقَکَ اللّٰہُ الْفَوْزَ بِہٖ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ وَاٰلِہٖ وَنَائِبِہِ الْمَکِیْنِ۔ (اللمعۃ الثالثۃ) جب سالک ملکوتی کو

بیان لمعہ سوم سالک ملکوتی

متابعت اخلاق اور اعمال نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام حاصل ہووے اور احوال
کریہہ مستقر ہووے اوسوقت اوسپر دروازہ دوسرا کہولا جاتا ہے اور وہ ارادہ
اوس مین داخل ہونے کا کرکے اوس طرف چلتا ہے اوس وقت پوچہا جاتا ہے مَنْ
اَنْتَ اَیُّهَا الَّذِیْ تَدُقُّ بَابَ الْقُدْرَةِ وَالْجَبَرُوْتِ یعنے تو کون ہے ای ٹہوکنے
والے دروازہ قدرت اور جبروت کے اوسنے جواب مین کہتا ہے اَلْعَبْدُ الضَّعِیْفُ
الَّذِیْ فَنِیَ وُجُوْدُهٗ وَصَفٰی شُهُوْدُهٗ وَامْتَدَّ اِنْتِظَارُهٗ وَاشْتَدَّ اِضْطِرَارُهٗ
یعنے بندۂ ضعیف جواپنے وجود کو فنا کیا ہے اور شہود اوس کا مصفے ہوا ہے اور انتظار
مین مدت گزارا ہے اور سخت بیقرار ہے ارادہ کرنا ہستہ کہڑا ہوا وس مقام مین جو اعلی ہو
اور مقام پہلے سے ۔ جواب دیا جاتا ہے کہ یہ امر کا تحمل ہونا دشوار ہے اور یہ ایسا ہے
کہ زمین وآسمان کی کمر اس کے بوجہ سے ٹوٹ گئی جب حکم اس کی برداشت کا کیے گئے
فَاَبَیْنَ وَاَشْفَقْنَ مِنْ مُعَایَنَةِ جِبَالِهَا وَطُوَالِ حِبَالِهَا یعنے زمین و آسمان انکار کیے
اور ڈر گئے جب اوس کی پہاڑ اور لانبی رسن دیکہے ۔ پس یہ سالک جواب دیتا ہے
کہ ہر شخص کو موت حق ہے کسیکو اوس سے نجات نہین اگر موت میری اسی بوجہ اوپہاڑ
اوٹہانے مین ہو بہتر اور موجب شکر ہے ۔ اور اگر مین اس بوجہ کو اوٹہالون فَقَدْ فُزْتُ
فَوْزًا عَظِیْمًا گویا پہونچ گیا مین فتحمندی بزرگ کو بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ
وَبِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اس وقت جواب دیا جاتا ہے جب قصد ایسا ہے
تو تجکو ضرور ہے کہ جو چار قطب اس دروازہ کے ہین اون کے دامن کو پکڑلے تاکہ تجکو
دلیر اس دروازہ کی پکڑنے کی قوت ہو ۔ درجواب کہتا ہے بِالرَّاْسِ وَالْعَیْنِ
یعنے بسروچشم حاضر ہون اوس وقت چار اسمار کا الہام ہوتا ہے اَلْاَوَّلُ ۔ وَالْاٰخِرُ
وَالظَّاهِرُ ۔ وَالْبَاطِنُ ۔ لاکن ہر یک ان اسمار کو ظاہر و باطن ہے چاہیئے کہ تحقیق اوسکی
کرے اور ہر یک کو دو نوجہت سے پہونچے ۔ شارح قصیدہ کہتا ہے کہ اَلْاَوَّلُ کو ظاہر

یہ ہے کہ یقین کرے کہ پہلے اوس کے کوئی چیز اور کوئی وجود نہین ہے مگر بعد وجود
اوس کے موجود ہوے اور وجود اوس کا مقتضی ذات اوس کا ہے اگر ایسا نہ ہوا اول
ہی نہین ہوسکتا ہے۔ اور وجود اشیا کا ظل اوس کے وجود کا ہے اگر ایسا نہ ہو ہر شئی
اول ہوگی۔ اور وہ اول اول نہ ہوگا۔ جب تو یہ بات جان لیا یہ بھی جان لے کہ وجود
تیرا مسبوق بالعدم ہے۔ اور جو مسبوق بالعدم ہوتا ہے وہ ہمیشہ نہین رہتا ہے کیونکہ
جو چیز عاریت لائی جاتی ہے وہ پھر واپس دیتے ہین اور جو کسی کی امانت ہو جب
امانت رکھنے والے کو واپس دیدیا جاوے کچھہ نہین رہتا ہے گویا وجود اوس کا معدوم
ہوتا ہے۔ پس جو وجود بین العدمین ہے مثل طُہرٍ بَینَ الدَّمَین ہے اوس کو شرعاً اعتبار
نہین ہوتا ہے۔ پس وجود تیرا عدم محض ہے اور عدم کو وجود نہین ہوتا ہے مگر وجود سے
موجد کے۔ پس ہرگاہ کوئی چیز تیرے مین اور تیرے سے اور تیری طرف سے نہین ہی
بلکہ یہ تمام تیرے سواے جو قادر ہے اوس سے ہے تو پس تجکو کوئی قدرت نہین ہی
مگر اوس کو جو پہلے تیرے سے ہی۔ پس اس حال مین ظاہر ہوگی حقیقۃ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا
الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ کی۔ پس قدرت تجکو کوئی وجہ سے نہین ہے نہ علم سے اور نہ ارادہ
اور نہ حیات اور سواے اس کے دوسرے صفات سے مگر او تعالے شانہ کو۔ اور
تو آلہ اور مظہر خاص اوس کا ہے اور اسی سئے حق تعالے فرمایا ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ
اِلَّا وَجْھَہٗ۔ پس جان لے کہ اوس اول کو باطن بھی ہے چنانچہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ اَوَّلُ
کُلِّ شَیْءٍ فِیْ اِیْجَادِ کُلِّ شَیْءٍ یعنے خداے تعالے اول تمام چیزون کا ہے یعنی قدرت
ایجاد عبد مین۔ پس جو شخص پردہ مین ہو گمان کرتا ہے کہ یہ قدرت جو عدم سے طرف
ظہور کے نکلی ہے قدرت سے قادر کے ہے۔ اور یہ امر تیری بصر اور کشف غطا سے نہین
ہے۔ بلکہ اولے یہ ہے کہ جانے کہ یہ قدرت اوس قادر اول سے ہی جو قبل تمام اشیا کے
ہے۔ اور یہ جہت ثانیہ حقیقۃ معنویہ ہے اولیت کا پس مقدور نکلا ہے عدم سے طرف

شہود اور وجود کے اسی قدرت کاملہ ازلیہ اور ابدیہ سے ہے اوس کے پس قدرت ظاہرہ مثل آلہ کے ہے بالنسبۃ اس قدرت حقیقتہ باطنیہ کے ۔ پس وہ اول ہے تمام اشیاء کا اور اسی طرف اشارہ ہے قول حق تعالیٰ کا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور یہ کمال شہودی ہے کہ ثابت ہے اوس شخص کے لئے جو پہونچا ہے باب قدرت اور جبروت کو ۔ اور ملحوظ شہود کے نزدیک قدرت حقیقیہ قادر اول کا ہووے ۔ پس جب اوسکو یہ منزلت قدرت میں حاصل ہو بلکہ اس شہود کا ہر یک صفت میں حاصل ہوتا ہے کیونکہ ہر یک صفت راجع ہے قدرت تحقیقی کی طرف اور اسی کی طرف اشارہ ہے نام سے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے جو عبد القادر رضی اللہ عنہ ہیں ۔ اور یہ اسم حضرت کا جامع ہے جمیع لوازم تکوین کو اسی لئے حضرت نے فرمایا ہے وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِيْ انشاء اللہ تعالیٰ قریب بیان اس کا آوے گا اور کچھ رمز اس کا سابق میں بھی مذکور ہوا ہے ۔ اور اثبات اس مرتبہ کا نہیں ہوتا ہے مگر بعد داخل ہونے باب جبروتی کے بر طریق روایت انکشاف حجب کے رویت ماسوی اللہ سے ۔ اسی لئے قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے تسلی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صادر ہوا اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ یعنے اوس وقت کہ وہ دونو غار میں پوشیدہ تھے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یعنے مت غمگین ہو اطلاع کافروں سے کہ خدا تعالیٰ میرے اور تیرے ساتھ ہے ۔ اور یہ کلام ناشی ہے کمال شہود کلی سے جو جلانیوالا ہے پردوں کو چشم بصیرۃ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۔ یہی مراد ہے دعا سے آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَللّٰهُمَّ اَرِنِي الْحَقَّ حَقًّا وَّاَرِنِي الْبَاطِلَ بَاطِلًا پس حق سزاوار ہے هُوَ الْاَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ شَيْئٍ کا پس کوئی حجاب اور پردہ آن سرور علیہ افضل الصلوٰۃ سے نہیں ہے جیسا کہ فرمایا ہے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاۤءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ اور قول موسیٰ علیہ السلام کا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ صادر ہے اول سے حصول اسی منزلت کے اِسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس کو پہلے ذکر فرمایا ۔ اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

بیان ظاہر و باطن ہونا اسم الآخر کا

وسلم نے ملحوظ شہود کو مقدم کیا اور کہا اَللّٰہُ مَعَنَا اور یہ بموجب اوس کے ہے جیسا کہ ہم
کوئی چیز کو پہلے نہین دیکھتے ہین مگر پہلے اوس کے خدائتعالے کو دیکھتے ہین اور اس مین
جو تفصیل ہے قلوب صافیہ اور اسرار زاکیہ مین خود آتی ہے۔ پس ایسا ہی اسم اَلْاٰخِرُ
مین بھی ظاہر و باطن ہے او سیقدر جو اَلْاَوَّلُ مین ہے مجمل اسکا یہ ہے کہ وہ تعالے باقی
ابدی ہے اور کوئی چیز موجودات سے نہین جو فانی نہین مگر وہیتعالے چنانچہ فرمایا ہے
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کیون کہ کوئی شے اگر باقی ہے وہ ہرگز آخر آخر نہوگی بلکہ ہمراہ
اوس کے شے آخر ہوگی ہر مرتبہ مین پس آخریۃ اوسکی متحقق نہ ہوگی اور یہ امر خلاف
ہے ذات حق تعالے مین کیونکہ وہ باقی ہے بعد فنا تمام اشیاء کے اور وہی حقیقۃ الحقائق
ہے اور کوئی شے باقی نہین رہتی ہے مگر قدرت محیط سے اوس کے جو وہ اول ہر شی
اور آخر ہر شے ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ بیان اوسکا ہے۔ پس اوّلیت اور
آخریت اوسکی باعتبار اس شہود کے اشارہ ہے احاطہ ذاتیہ حق تعالے سے ہر شی کو
بلا کیف اور کم کے۔ اور ایسا ہے احاطہ صفاتیہ اوس کا ہے بغیر کیفیت اور کمیت
کے حَاشَا اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْ ذٰلِكَ۔ اور ایسا ہی اسم اَلظَّاهِرُ کو بھی ظاہر

بیان ظاہر و باطن ہونا اسم الظاہر کا

باطن ہے ظاہر یہ ہے کہ ظہور ہر چیز کا ظل ظہور اوسکا ہے کیون کہ اگر وجود وہیتعالی
ظاہر نہ ہو دنیا مین کوئی چیز ظاہر نہ ہوگی اور یہ متضمن ہے اس معنی کو اِنَّهٗ لَا شَيْءَ
فَوْقَهٗ فَهُوَ الظَّاهِرُ فَوْقَ كُلِّ شَيْءٍ اور یہی معنے ہے حدیث رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو فرمایا ہے وَهُوَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَهٗ شَيْءٌ پس وجود
ہر چیز کا ظل ہے نور خدا کا جیسا کہ آفتاب کا وجود حقیقی ہے اور وجود ذرات کا
ظلال اوسکا ہے۔ پس ذرات فوق ظہور شمس کے نہین ہین بلکہ اوس سے اور اوسکی
ساتہ ہے۔ پس اللہ تعالے اس شہود ظہوری سے حاضر ہے آئینۂ بصیرت سالک
مین بغیر حلول کے جیسا کہ آفتاب ذرات مین نہین ہے مگر نور اوس کا ہے اس لئے

حق تعالے خبر دیتا ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ استعمال کلمہ فی کا مقتضی ہے
ظرفیت کو اور اس مثال مین وہ ظرفیت نہین ہے حقیقۃً بلکہ باعتبار معنے اوس کے ہے
کیون کہ خداے تعالے بلند ہے ظرفیت اور مظروفیت سے اور یہ توحید جدا ہے
اتحاد سے۔ اور باطن اسم اَلظَّاهِرُ کا وہی حق تعالے ہے بسبب کمال ظہور اپنے مختفی
ہے ابصار اور ادراک بصایر سے چنانچہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
بیان اسکا ہے۔ پس ظہور اوس کا بسبب ہونے اوس کے فوق تمام ظہور کے باطن ہے
بوجہ عدم احاطہ بصائر اور ابصار کے کہ وہ احاطہ اوس کا نہین کر سکتے ہین پس وہ ذات
محیط ہے اور اوسکو کوئی احاطہ نہین کر سکتا ہے پس ایسا ہی سالک اگر دائرہ ضیق سے
نکلجا ہے زمین باوجود اس کشادگی کے اوسکے سامنے تنگ ہوتی ہے۔ پس وہ خارج ہوتا
ہے ظہور محاطی سے اور ظاہر ہوتا ہے ظہور محیطی سے پس اوس وقت متخلق باخلاق آلہیۃ
ہوتا ہے اور علم کلی دیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ بظاہر زمینی ہے لاکن درحقیقت سماوی ہوتا ہے
اسی لئے شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے بعض قصائد مبارک مین فرمایا ہے اَنَا اللّٰهُ اور یہ معنی سر
لفظ مین قول اللہ تعالے کے وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ موجود ہے۔ اور اسی لئے حضرت
نے بعض کلام مین اپنے فرمایا ہے اَنَا وَرَاءُ عُقُوْلِكُمْ وَوَرَاءُ اُمُوْرِ الْخَلْقِ اور جب
معلومات علم اللہ کی طرف منقلب ہوتے ہین کوئی وجہ حسی نہین پاے جاتے ہین اور قیاس
نہین کئے جاتے ہین۔ اسی لئے شیونات طریقۃ اور حقیقۃ وہ ہوتے کہ عجائبات سے اوسکی
عقول زاکیہ اور فحول صافیہ متحیر ہین اور یہ اوصاف اور اصناف باطن اسم اَلظَّاهِرُ نہین
ہوتے ہین مگر بقدر استعداد وہی سالک جبروتی کے۔ چنانچہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ
وقت انتقال اس عالم کے دار فنا کو مین وصیت اولاد کے فرمایا لَا تَقِيْسُوْنِيْ عَلٰى اَحَدٍ
مِنَ الْاَوْلِيَاءِ وَلَا اَحَدًا عَلَيَّ اِنَّمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَرْقُ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ پس
ضرور ہے اس سالک جبروتی کو اس وجود ضیقی سے غائب ہوجاوے تاکہ اوسکو وجود

تنبیہ
اسم الباطن

اتساعی حاصل ہووے۔ اگرچہ عقول قاصرہ اور عیون غیر باصرہ اسکی حقیقت کو اطلاع نہین پاتے ہین اور کہتے ہین اِنْ هُوَ اِلَّا سِحْرٌ مُفْتَرًى اَوْ بِهٖ جِنَّةٌ پس دعوے کرتے ہین وہ فی الواقع وحی ہے جو وحی کی گئی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِس بیان مین تفصیل ہے شاید کہ تو مطلع ہووے ذیل مین قول مُؤَيِّدُهُمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ کے۔

جاننا چاہیے کہ اسم اَلْبَاطِنُ ظاہر ہے کیونکہ کبھی یقین کیا جاتا ہے کہ وہ پوشیدہ ہے ابصار اور بصائر سے لَا يُدْرِكُهٗ بَصَرٌ حَدِيْدٌ وَّلَا عَقْلٌ شَهِيْدٌ یعنے نہین پاتا ہے اوسکو تیز چشم اور نہ حاضر عقل۔ اور اکثر یہ وہم کیا جاتا ہے کہ اوس کو بسبب بطون اوس کے نہین جمع کر سکتے ہین بہت لوگ سرادقات جمال کو اوس کے ادراک و علم سے مراد یہ ہے کہ وہ بطون اوس کا کبھی ظاہر ہوتا ہے بوجہ سخت کھینچنے کے دقایق تجلیات باطنہ سے پس قوت ابصار و بصائر فانی محض ہو جاتا ہے۔ اور فانی نہین پاتا ہے کوئی چیز کو بسبب مضمحل ہونے نفس اوس کے۔ مثلاً ایک چیز اوس کو سالک پہچانتا ہے اوس چیز سے کہ اوس کو قول بزرگ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرِ فائدہ دیا ہے کیونکہ وہ علم آگاہ کرتا ہے وجود سے اور حالانکہ واصل شائبہ وجود سے پاک ہے۔ اسی بنا پر ہے جو شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اپنے قول مین اشارہ فرمایا ہے اِنَّ عِلْمَ الْعِلْمِ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ یعنے جاننا علم کا وہی نجاننا ہے علم سے کیونکہ واصل اس دروازہ کا جب فانی ہوتا ہے پھر کہاں اوس کو علم رہتا ہے۔ اور اطلاق جہل کا اوسکو باعتبار عدمیتہ صرف کے ہے جیسا کہ اشارہ ہے قول مین امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اَلْعَجْزُ عَنِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ یعنے وہ شخص کہ مقتضی عدم عجز کا ہے اپنا عجز ظاہر کرتا ہے۔ اور جو عدم ادراک رکھتا ہے وہ اپنا ادراک ذکر کرتا ہے پس حقیقت مین وہ جاہل ہے ادراک سے۔ یعنے جب سالک اس بطون مین فانی ہو گیا وجود اوس کو نہین رہتا ہے بلکہ وجود اوس کا وجود حق تعالیٰ کا ہے نہ غیر بلکہ غیر اوس کا باطن نہین ہے۔ کیونکہ بطون اوس کا تجلیات باطنہ اشیاء کو بطون باطن کرتا ہے۔

تحقیق اس کی یہ ہے کہ اشیاء بوجہ عارض ہونے یہ وجود عارضی کے اظہر وجود ہوگئے ہین
اور اسی لئے پاتے ہین اوس کو حواس جو یک طرف ہین وساوس بشریت سے ۔ اور یہ کلام
بموجب كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ کے ہے ۔ پس چشم اون مُبشرات کو جو بہرے ہوے کدورتون
سے ہین پاتے ہین پس وہ بہی کدورات ہین کیون کہ درمیان رائی اور مرئی کے نسبت
ضروری ہے ۔ پس بدون مناسبت کے تحقیق درک نہین ہوتی ہے ۔ چنانچہ آتش لطیف زیادہ
ہے خاک سے اس لئے حیوان خاکی اوس کو ہات لگانے سے پا لیتا ہے بغیر اجنات کے جو وہ
آتشی ہین ۔ اور ایسا ہی حال ہی ریاح مین کہ جسم ترابی اوس کو ادراک کرنا بغیر جسم روحی
جو کے لطیف تر ہین ممکن نہین ۔ اور ایسا ہی حال ہے حقایق اور اوصاف کا کہ ترقی کرتا ہے جسم
خاکی ملکی تک اور اوس سے روح تک اور اوس سے حقایق دقیقہ تک ۔ اور وہ حقایق دقیقہ
آثار تجلیات بطن اسم باطن سے ہین ۔ پس یہ اسم اَلْبَاطِنُ تربیت کرتا ہے سالک کو روز
بروز اور وہ سالک ہر روز یک حال سے دوسرے حال مین جاتا ہے اور یہی معنی ہے حدیث
مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ کا یعنے سالک یک درجہ سے دوسرے درجہ مین نقل
کرتا ہے برکت سے تجلیات اسم اَلْبَاطِنُ کے ۔ اور اس اسم اَلْبَاطِنُ کو بہی باطن ہے کہ
جس سے سالک باب جبروت دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ تک واصل ہوتا ہے
لاکن اَوْ اَدْنٰى کا درجہ اوس سے باقی رہتا ہے پس حق تعالی جس بندہ کو توفیق دیتا ہے
اوسکو اَوْ اَدْنٰى بہی اوسے حق تعالے کے میسر ہوتا ہے ۔ پس جب یہ عرفان مستقل ہوجاے
ان اقطاب اربعہ کا یعنے اَلْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ کا پس ضرور ہے کہ سالک
باب جبروت مین داخل ہووے تا کہ اوسکو ایسی لذت ملے کہ کسیکی آنکہہ نے نہین دیکہی اور
کسیکے کان نے نہین سنی اور کسی بشر کے دل مین خطرہ نہین ہوا ۔ اور یہ بیان موافق اوس
چیز کے ہے جو رسالہ غریبہ مین بعبارت فارسی لکہا ہے چنانچہ مین اوسکو بعینہ نقل کرتا ہون
سالکان جبروتی را در یکے اسماے مذکورہ یعنے الاول وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

کیفیت تاثیرات چہار اسماء [illegible]

بیان سالک جبروتی

خطے باشد۔ بعضے از اسم اَلْاَوَّلُ خط گیرند۔ و علامتش آنکہ ہمگی ہم آنان متعلق مخاطرہ
سر و قدر باشد۔ و اسرار ازل ایشان را از وجود خود بر باید و خطف کند۔ و بعضے را در
اسم اَلْاٰخِرُ خط باشد کہ خواطر ایشان بتفتیش اسرار احوال آید و کیفیت تقلب موجودات
در صدمات مخاوف تحویل بود و در مقام جبروت و بے خودی اندازد۔ و طائفہ را خط
در اسم اَلظَّاهِرُ باشد کہ سطوات سرادقات جلال غیرت صورت ظاہر این قوم خراب
و متلاشی گرداند و خرقہ اوصاف بشری را از وجود ایشان برکشد فاما باطن را از نور
حسن و جمال بیاراید و سر جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ظاہر شود۔ و فرقہ دیگر را خط
در اسم اَلْبَاطِنُ باشد کہ دیدۂ بصیرت ایشان بنور معرفت منور کنند تا حقایق اسرار
الوہیت بر صحایف وجود خود مطالعہ نمایند و در ملاحظہ عجائب آثار قدرت و مشاہدہ
تجلی انوار عظمت بشارت فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تحقیق کند۔ از اینجا سر مَا رَاَيْتُ
شَيْئًا اِلَّا رَاَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ روے نماید و معنے مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ حلیہ
حال ایشان شود۔ و استغراق لذت مشاہدہ این مقام زمام اختیار خود از دست بدہد
و بلذات نعیم جنانی و حور و قصور بسندہ کند کہ خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا
حِوَلًا سر این معنی ست فاما اصحاب عشق و معرفت کحل مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى
در دیدۂ جان کشند۔ و قدم در طلب مطلوب حقیقی و پا بر تارک کونین زنند۔ و بحور و
قصور و نعیم بہشت التفات ننمایند۔ و از مہالک مالک و زبانیہ نہ اندیشند۔ این
طائفہ عیاران کوے طریقت و سربازان معرکہ معرفت اند (باید دانست) در رسالہ
رموز الواہین مے گوید کمال سالک جبروتی آن ست کہ ازین ہر چہار اسم خط گیرد
و از آن عبور نمایند و مرتبہ بالا گیرند چہ نصیب این خطوط در عالم خودی خود گرفتن ست
و از خودی محرومی و از سعادت اَلْمَحْوُ فِي اللّٰهِ مباعدت۔ اور رسالہ مرصادین لکھا ہے
چون سالک در عالم جبروت سلوک کند بے واسطہ کسب و تعلیم غیر احوال روے نماید

ازتاثیرات روح قدسی عِلمِ لَدُنّی روزی شود۔ اور شیخ یوسف ہمدانی نے اپنے رسالہ
مین لکھا ہے۔ سالک جبروتی باید کہ در مقام سر و روح خط گیرد۔ وازین دو مقام
عبور نماید بطریقہ عبور۔ طریقہ عبور سری آنکہ میان خوف و رجا و شدت و رضا
و شر و خیر و فقر و غنا و صحو و سکر و صبر و قلق و فنا و بقا و قبض و بسط فرق نہ بیند
و چون سر او از ولایت ہستی و نیستی رحلت کند وجود و عدم برابر باشد و کوہ قاف
و خس و بحر و محیط و مسکن مساوی داند۔ طریقہ عبور روحی آنکہ از ذات و صفات خود
و از عدم و وجود خود و سائر عقبات فارغ آید لَم یَطعَ قُربَ المَولٰی سر این مقام
ست۔ زبدۃ الحقایق مین لکھا ہے۔ سالک راہ جبروت باید کہ از ہفت پدر علوی
کواکب و چہار مادر سفلی و سہ موالید گریزان شود یَومَ یَفِرُّ المَرءُ مِن اَخِیہِ
وَاُمِّہٖ وَاَبِیہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیہِ سر این معنے ست۔ وزین صفاتی جسمانی
را مبدل کند یَومَ تُبَدَّلُ الاَرضُ غَیرَ الاَرضِ این باشد۔ و اسماء صفات
روحی را در نوردد کہ یَومَ نَطوِی السَّمَاءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلکُتُبِ اشارت بدین
ست بہمان قدم کہ از قدرت بر روحانیت آمد و از روحانیت بجسمانیت شد باز
ہم بر آن ترتیب باز گردد کَمَا بَدَأنَا اَوَّلَ خَلقٍ نُعِیدُہٗ برین حاکی ست۔
بعدہ شراب عشق چنان مست کند کہ از معرفت نیز بے خبر شود و ہمگی از آن محبوب
گردد بعدہ آگہی محبت ہم از و محو شود این جا حدثات برخیزد (منہ) ہرگاہ سالک
جبروتی از عالم جبروت عبور نماید ہمت علیہ و نہمت سنیہ بوصول دار الملک
لامکان بندد تا بانوار روح قدسی کہ پرتو ذاتی ست متجلی شود و قابلیت سفر عالم
لانہایت لاہوتی از تتق غیب و سرادق لاریب تو جہے خوبتر نماید۔ یہ بیان
وہ ہے کہ مین نے کلام بعض سے ذکر کیا۔ اگر اضطراب قلب باقی رہے بوجہ عدم
تفصیل و ایضاح سے اس کی مین تفصیل بہی کرتا ہون وہ چیز جو انعام کیا خدا تعالے

بیان عبور مقام سر و روح

بیان ہفت پدر و چہار مادر و موالید ثلثہ

قلب میرے پر محض اپنے فضل سے اور شکر کرتا ہون مین اوسکی نعمت کا تاکہ اس شکر سے مورد قول لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ ہو جاؤن - جاننا چاہیئے کہ سالک جب اپنے صفحہ حال کو عرفان سے اِن چار اقطاب کے روشن کیا اور اوس کو ربط اوس چیز کا جو انوار سے ان عناصر اربعہ کا ہے متحقق ہوا البتہ راہ وصول کو پاکر کہتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اور اس نور سے اوس دروازہ مین داخل ہوتا ہے کہ بالا اوسکے گھر بے گھر کا اور مکان لامکان کا ہے - پس کہتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا رَبِّ اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ اور کہتا ہے اے پروردگار مجھے کچھ توشہ نہین ہے اور نہ مال مگر خزانہ تیری رحمت کا فَاغْفِرْلِیْ بِمَا ظَھَرَ مِنِّیْ مِمَّا تَقَدَّمَ مِنْ ذُکُوْدِیْ وَرُقُوْدِیْ یعنے پروردگار بخشدے مجکو اوس چیز کو جو مین نے اگے کیا آرام اور خواب سے کیون کہ راستہ ڈر کا ہے اور سوا اوسکے پہاڑ آتش کے اور دریا طوفان کا ہے فَتَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ پس مین تیرا ٹیکا کیا ہون کیون کہ تو فرمایا ہے وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ بجواب اوسکو کہا جاتا ہے فَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی یعنے توشہ کر بہترین توشہ تقوی ہے اب تو نکل گیا ہے اون لوگون سے جو اون کے حق مین کہا گیا ہے لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا یعنے تمکو راہ نہین ہے . آؤ تم گہرون کی پیٹھ سے - پس داخل ہو تو دروازے مین طمانیت سے بحالت سجدے کے تیری خطائین بخشتے ہین اور عطائین تیری جو باقی ہے دیتے ہین فَخُذْھَا بِقُوَّۃٍ وَّاْمُرْ قَوْمَکَ پس لے تو اوس کو باستواری اور حکم کر تیری قوم کو یعنے اون رعایا کو جو تیرے ساتھ ہین یعنے اخلاق اور صفات کو نیکیون سے بدلدے - اگرچہ یہ نیکیان جو تیرے گمان مین مغز ہین لاکن حقیقت جبروتیہ مین دو مقام پوست ہین اور قدیر

ہین وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ فَمَا عَرَفُوا اللّٰہَ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ یعنے نہین
مقدر کیا اللہ تعالے حق قدر اوس کا پس نہین پہچانے خدا ے تعالے کو حق پہچانی
اوس کا پس تجکو ضرور ہے کہ زمین جسم کو غیر زمین سے بدل کرتا تمام نور خدا سے
روشن ہووے اور آفتاب اسماء الہیہ کا تجہپر طلوع کرے۔ اور تجلیان صفات
قدسیہ کے تجہپر چمکے۔ پس تجدد حقیقۃ سے آفتاب وجود ظاہری چھپ جاے اور
آفتاب وجود حقیقی طلوع کرے اور ملک تمام اللہ کا ہو جاے۔ سماعت تیری
خدا کی سماعت سے۔ اور بصارت تیری اوس کی بصارت سے۔ حملہ تیرا اوس کے
حملہ سے بدل ہو جاے یہانتک کہ تجکو کہا جاے اَنْتَ بِیْ تَسْمَعُ وَبِیْ تُبْصِرُ وَ
بِیْ تَبْطِشُ مَا لَکَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ اس حال مین کمالات
سابقہ تمام مثل پوست کہ جس مین مغز نہین ہے ہو جاتے ہین کیون کہ مغز سوا
اس کے ہوتا ہے۔ جیسا کہ پیاسا سراب کو پانی جانتا ہے حالان کہ وہان پانی
نہین ہوتا ہے بلکہ صرف اشتباہ ہے۔ پس گویا سالک اس حال سے گمان غالب
کرتا ہے کہ نفس کو مارا وَمَا قَتَلُوْہَا وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَہٗ پس جس وقت یہ ملکہ اوسکو
متحقق ہو جاے جو دیکہتا ہے نور خدا سے دیکہتا ہے اور جو چیز غیر اللہ پاتا ہے
اوس کو قتل اور فانی کرتا ہے۔ اور امر پر فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْہُمْ
لِاَنَّہُمْ کَانُوْا عَنِ الْحَقِّ مُعْرِضِیْنَ قایم ہوتا ہے۔ پس اوس وقت گھوڑے
توفیق پر سوار ہوتا ہے اور سر پر تاج ایمان کا رکہتا ہے اور ذرع تقوے کا جسم پر
پہن کر تلوار توحید کے ہاتہ مین لیتا ہے اور طعام بہال یقین کا راہ مین نفس و شیطان
کے ڈالتا ہے اور جعبہ تیر مین اوس کے سہام قدرت کے بہرے ہوتے ہین
اور کمان عاجزی اور تضرع کی طرف جناب قادر مختار کے کھچی ہوتی ہے پس اس حال
مین کہتا ہے اَنَا سَیْفِیْ مَشْہُوْرٌ وَقَوْسِیْ مَوْتُوْرٌ وَسِہَامِیْ صَائِبَۃٌ وَنِبَالِیْ مُسْتَوْفِقَۃٌ

وَدُمِّيْ مَنصُوْبٌ وَفَرَمِيْ مُسْتَرِحٌ یعنے اس کلام سے لشکر نفس اور ہوا کو ورتا ہے
بعد اس کے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ پس یکا یک آتی ہے یاری خدا تعالےٰ کی اور
فتح اور دیکھتا ہے فوجین صفات الٰہیہ کی یَدْخُلُوْنَ داخل ہوتے ہین فِیْ دِیْنِ
اللّٰہِ تائید مین دین خدا تعالےٰ کے پس حمد کرتا ہے بِحَمْدِ رَبِّہٖ وَیَسْتَغْفِرُہٗ یعنے حمد
خدا کا اور طلب مغفرت کرتا ہے اور کہتا ہے یَارَبِّ اِنَّکَ تَوَّابٌ رَحِیْمٌ اِنِّیْ کُنْتُ
فِیْ جُنُوْدِ الظُّلْمَۃِ فِرْعَوْنًا اَنْتَ بِعِزَّتِکَ وَعَوْنِکَ جَعَلْنِیْ مَلِکًا لِمَالِکِ الْقُدْرَۃِ
یعنے اے پروردگار تو تواب اور رحیم ہے مین لشکر ظالم مین فرعون تھا تو اپنی عزت
اور مدد سے مجکو بادشاہ مالک قدرت کیا یہانتک کہ اگر مین راز اپنا کوئی چیز پہ ڈالون
جو ارادہ کرون ہو جاے۔ جب یہ کیفیت تجہپر متحقق ہوگئی دوسری بار اہل ظلمت پر
کلام کرتا ہے کہ مین نہین ارادہ کیا کہ دیا جاون اسرار سے کُنْ فَیَکُوْنُ کے میرے پر
زیادہ کیئے وہ چیز کہ تہی یہانتک کہ ارادہ کرتا ہون شعار اوس کا اور جو چیز کہ چاہتا ہون
کرتا ہون دنار سے اوسکے۔ پس اوسکو جوابًا کہا جاتا ہے فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ یعنے وجود
شہود ناسوتی اور ملکوتی کو تیرے نکال اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی یعنے تو عالم
صفات حق تعالےٰ مین ہے۔ پس اوسکو عصا استقامت کا اور ید بیضا تکوین کا
دیا جاتا ہے تاکہ جو چیز ارادہ کرے ہو جاے۔ اور ایسی بلندی اور قدرت دی جاتی کہ
کہ جسکو چاہے مردہ اور زندہ کرے۔ اور وہ بالاے سدرۃ المنتہی مقام دَنٰی فَتَدَلّٰی
مین ہوتا ہے۔ جس وقت نماز پڑہتا ہے صفت عبدیت مین آتا ہے اور جب کوئی چیز
کو تبدیل ماہیت چاہتا ہے صفت قادر مین ہوتا ہے۔ پس وہی تمام عالم مین مشہور
عَبْدُ الْقَادِرِ ہے۔ اور یہی مضمون شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ فتوح الغیب مین فرمایا
ہے فَتَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ کَاَنَّکَ وَاُحْیِیْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ فِی الْاٰخِرَۃِ فَیَکُوْنُ
کُلُّ بَدَنِکَ قُدْرَۃً تَسْمَعُ بِاللّٰہِ تُبْصِرُ بِاللّٰہِ وَتَنْطِقُ بِاللّٰہِ وَتَبْطِشُ وَتَعْقِلُ

بِاللّٰهِ وَتَسْكُنُ بِاللّٰهِ اور یہی عبارت حضرت کی سابق مع تمامی متعلق اوس کے مذکور ہوگئی ہے اس لئے یہان اسیقدر پر اکتفا ہوئی اور قریب ہے کہ تحقیق اس کی ضمن قول وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ کے بیان کی جاوے گی۔ لاکن یہان یک بحث بزرگ مین دغدغہ دل کا باقی رہتا ہے کہ حسب اصطلاحات رتبہ قدر کا سالک جبروتی کے لئے ثابت ہے اور درجات کثیر اوس مین علی قدر استعداد جو خدائے تعالے نے اپنے بندون کو دیا ہے داخل ہین۔ دفع اوس کا یہ ہے کہ رتبہ مذکورہ جو مین نے عبارت شیخ رضے اللہ عنہ سے لیا ہون وہ رتبہ مخصوصہ شیخ کا ہے اور وہ متفرع ہے کمال پر جو شجرہ وصول موہوب سے پیدا ہوتا ہے۔ اول حیثیت سے مراد یتہ کے بعد حیثیت سے مریدیتہ کے۔ اور اسی لئے تصرفات اون کے جو ظاہر ہوتی ہین خارج ہوتے ہین طور ادراک سے۔ اور اکثر ایسے تصرفات جو اولیاء اولین و آخرین غیر رسیدہ اس مرتبہ جبروتیہ قدریہ سے وقوع مین آتے ہین وہ دوسرے ہین اس لئے شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے فرمایا ہے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ الْاَوْلِیَاءِ یعنے میرا قدم گردن پر تمامی اولیاء اللہ کے ہے ہر مرتبہ مین اقدام سیر اور وصول السیر ناسوتی سے طرف سیر وصول حقیقی کی۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مرتبہ حضرت کا فوق تمام مراتب اولیاء دیگر کے ہے اور قدرۃ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے فوق سب کے ہے۔ گویا وہ قدرت حضرت کی عین قدرت اِلٰہیہ ہوگئی ہے اسی لئے نام رکھا گیا ہے حضرت کا عبدالقادر تا کہ غیر اونکا اس مرتبہ مین ظل قدرت رضے اللہ عنہ کے ہووے۔

**الحاصل** ہر واصل کو جو باب قدرت جبروتیہ مین داخل ہوتا ہے اوس کو ساحۃ صفات قدسیہ الٰہیہ مین مرتبہ اور قدم ہے کہ اوس سے واسطے داخل ہونے باب بقا مین لائق ہوتا ہے۔ مراد اوس باب سے سلوک لاہوتی اور سیر حقیقی ہے۔ پس ہرگاہ مقرر ہوا امر سالک کا جبروت مین اور اوس کے لئے معنے حقیقی اور وصف حقیقی تمام ہوئے

بیان دفع شبہ [illegible] سالک جبروتی [illegible]

جو اشارہ ہے قول مین خلق آدم علی صورتہ کے ارادہ کرتا ہے اس قدرت تامہ سے ترقی وعروج رفیق اعلیٰ تک بعد اوس کے سیر تا ب قوسین او ادنیٰ تک پس ٹہوکتا ہے دروازہ کو وہات قدرت سے پس پوچھتے ہین اوسکو من انت و ما اسمک یعنے توکون ہے اور تیرا نام کیا ہے ۔ جواب دیتاہے زبان فنا کل شیء ھالک الا وجھہ سے کہ معدوم کو کیا اسم و نام ہے اسم و رسم موجود کے لئے چاہیئے ۔ اوس وقت کہا جاتا ہے اوسکو کن فیکون یعنے نہین ہے اوسپر ختم عدم مین خلعت وجود اس حیثیت سے کہ وہ ہوگیا قوۃ ربانیہ و قوۃ قدسیہ پس کہتاہے لا موجود الا انت اوس وقت ہوتاہے حال اوس کا مثل حال قراضہ زر کے مضطرب پہلے ہاتون مین صرافون کے بعدہ ہاتون مین عطا یعنے دواسازون کے یعنے پہلے اوسکو موس مین سہکتے ہین اور آتش گرم مین انوار قدسیہ کے گلاتے ہین اور صاف کرتے ہین اگر ایسا ہو تو یہ دروازہ اوسپر بند ہوتاہے ۔ اور باب فنا پر اوس کو کہتے ہین اسکن حتی یتحصل لک الفناء اسی طرح ہوتاہے حال فنا کرنے اور فنا ہونے مین اور کہا جاتا ہے اوسکو اخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی پس جب یہ میقات تمام ہو جاء الفتح والنصر یعنے آتی ہے اوس کو فتح اور نصرت و رزق لہ الکبریت الاحمر اور بڑا رزق روزی دیا جاتاہے واعطی لہ اللواء الاعظم اور بڑا جہنڈہ دیا جاتا ہے ۔ چنانچہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب مین اشارہ فرمایا ہے

انہ یخرج حینئذ من الکیر و تکمل صیاغتہ و تحلی و تکسی و تطیب و تبخر ثم یرفع الی الملک الاکبر فتخاطب بانک الیوم لدینا مکین امین فتوانس و تلاطف و تطعم من الفضل و منہ تسقی و تقرب و تدنی و تطلع علی الاسرار فتغنی بما یعطی من ذلک الا تری الی قراضۃ الذھب متفرقۃ متبددۃ لہ متردد و لہ عازبۃ ترد یحث فی ایدی العطارین والبقالین

وَالْقَصَّابِيْنَ وَالدَّبَّاغِيْنَ وَالنَّعَّالِيْنَ وَالْكَنَّاسِيْنَ وَاَصْحَابِ الصَّنَائِعِ
النَّفِيْسَةِ وَالرَّذَائِلِ الدَّنِيَّةِ الْخَبِيْثَةِ تُجْعَلُ فِيْ كِيْرِ الصَّائِغِ فَتَذُوْبُ هُنَاكَ
بِاِشْتِعَالِ النَّارِ عَلَيْهَا ثُمَّ يُخْرَجُ مِنْهُ فَيُطْرَقُ وَيُرَقَّقُ وَيُطْبَعُ فَيُجْعَلُ
حُلِيًّا ثُمَّ تُجْلٰى وَتُطَيَّبُ فَيُتْرَكُ فِيْ خَيْرِ الْمَوَاضِعِ وَالْاَمْكِنَةِ مِنْ دُوْنِ الْاَغْلَاقِ
فِي الْخَزَائِنِ وَالصَّنَادِيْقِ وَالْاَحْقَاقِ اَوْ تُحَلّٰى بِهَا الْعَرُوْسُ وَتُزَيَّنُ وَتُكَرَّمُ
وَقَدْ يَكُوْنُ الْعَرُوْسُ مِنَ الْمَلِكِ الْاَعْظَمِ فَتُنْقَلُ الْقُرَاضَةُ مِنْ اَيْدِي
الدَّبَّاغِيْنَ اِلٰى قُرْبِ الْمَلِكِ وَمَجْلِسِهِ بَعْدَ السَّبْكِ وَالدَّقِّ هٰكَذَا اَنْتَ
يَا مُؤْمِنُ اِذَا صَبَرْتَ عَلٰى مَجَارِي الْاَقْدَارِ وَرَضِيْتَ بِالْقَضَاءِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ
قُرِّبْتَ اِلٰى مَوْلَاكَ فِي الدُّنْيَا فَتُنَعَّمُ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْعُلُوْمِ وَالْاَسْرَارِ وَتُسْكَنُ فِي
الْاٰخِرَةِ دَارَ السَّلَامِ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِيْ
جِوَارِ اللّٰهِ وَدَارِهِ وَقُرْبِهِ وَالْاُنْسِ بِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاصْبِرْ وَلَا تَسْتَعْجِلْ وَارْضَ بِالْقَضَاءِ
وَلَا تَتَّهِمْ فِيْهَا لَكَ بَرْدُ عَفْوِهِ وَحَلَاوَةُ مَعْرِفَتِهِ وَلُطْفِهِ وَكَرَمِهِ بِمَنِّهِ بیان عبارة
شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کی تمام ہوئی۔ اور اس مین کتنی اسرار اور انوار اور دقایق
اور حقایق ہین جو شخص واقف اسرار ہے اوسپر فتح پاتا ہے اور روح اوسکی اور
سر اوسکا انوار سے روشن ہوتا ہے اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ فِيْ شَرْحِ الْاَسْرَارِ وَالْحَقَايِقِ لِيَكُوْنَ
حُجَّةً لَّنَا وَلَا تَجْعَلْهَا حُجَّةً عَلَيْنَا وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا
عَذَابَ النَّارِ ۔ اور یہ جو بیان ہمارا سیر الی اللہ و باللہ و مع اللہ مین تہا لاکن سیر فی اللہ
کو نہایت نہین ہے کوئی وجہ سے اور وہ عبارت ہے ورود تجلیات ذاتیہ بشیونات
غیر متکثرہ سے اور اسی طرف اشارہ ہے مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ سے یعنے
آنحضرت نے فرمایا ہے نہین تمام ہوا ہم سے سیر تیرے مین بوجہ عدم انتہا اور عدم احاطہ
اوسکے ہمارے سے بسبب شیونات اوسکے۔ اور جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا ہے مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ یہ بیان ہے سَیْرِ اِلَی اللہ کا کیونکہ وہ منتہی نہین
ہوتا ہے اس حال مین دونون قول مین کوئی تناقض نہین ہے۔ اور توجیہ مین موافقت
اس کے عارفون سے کلمات مشہور ہین اگر تونے اس کو سنا ہے تو بہتر ہے وگرنہ اونکے
کتب کو دیکھ لے کیونکہ مین درپے بیان دوسرے کے ہون اگر ایسا نہ ہوتا تو اوسکو جمع
کرتا۔ حاصل کلام یہ کہ دونو سیر باہم جدا ہین حیثیت سے اور عدم انتہا حیثیت سے۔ اول
انتہا ہے واسطے طریق کے۔ اور دوسرا شیونات بجمالات اور کمالات خارج از انتہا ہے
چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ
تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ اور مین انشاء اللہ تعالے بیان مین سیر لاہوتی اور عدم انتہاء سیر فی اللہ
مین عبارت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ جلاء الخاطر ضمن قول مُرِیْدِیْهِمْ وَ طِبْ
وَاشْطَحْ وَ غَنِّیْ اور قول وَ جَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ کے ذکر کرونگا۔ اور اب
مین نے بیان سیر سے فارغ ہوا ہون شروع کرتا ہون بیان طیر کو اگرچہ مین ماتقدم مین کوئی
وجہ سے پیچھے کیا تہا بیان اقسام اربعہ سے لاکن اب جب دیکھا مین کہ تقدیم اقسام سیری
یعنے سیر و سلوک حسب مناسب ضروری ہے اس لئے اشارہ کرتا ہون طیر کی طرف اور
کہتا ہون کہ یہ اقسام اربعہ طیر مین بہی ہوتے ہین۔ اس لئے پہلے معنے طیر کو جان لو جو شیوخ
سے منقول ہے اور میرے پر فضل اللہ تعالے عز اسمہ سے وارد ہوے ہین رَبَّنَا وَ فِّقْنَا لِمَا
تُحِبُّ وَ تَرْضٰی اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ بِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ ثَانِیًا
وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ نَائِبِہٖ اَجْمَعِیْنَ (ہدایۃ قادریہ) ای
سیر کرنے والے اوڑنے والے طرف آسمان کمال اور بلندی جمال کے ضرور ہے تجہکو پردہ
باریک جو تیرے مین رکہے گئے ہین چشمون سے لطائف کے پہاڑ دے تاکہ تجہکو فہم معنے طیر
مین حقیقت ظاہر ہو جاے وہ یہ ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا ہے اِنَّ السَّیْرَ فِعْلُ الْاٰدَمِیِّ وَالطَّیْرَ فِعْلُ الْحَقِّ یعنے سیر فعل آدمی کا اور طیر

فعل خدا کا ہے اور اس کلام کے کئی معانی مجھہ ضعیف کے دل مین آے ہین اَلْاَوَّلُ
پہلا یہ کہ سیر عبارت ہے جد و جہد سے آدمی کے جو ظاہر ہوتا ہے یہانتک کہ آدمی پہونچے
خداے تعالے تک اور اس کے لیے آدمی ہمیشہ محنت ومشقت تمام مین رہتا ہے۔ بعد مدت
کثیر یا قلیل اگر خداے تعالے چاہے ثمرا وس کا دنیا مین ہی دیتا ہے اور سعی اوس کی مشکور
ہوتی ہے اگر نہین تو طالب نے اوسی جد و جہد مین مبتلا رہتا ہے یہانتک مرجاتا ہے۔
شاید خداے تعالے بعد موت کے پردہ بالکلیہ اوٹھا دیکر راحت آخرت کی بخشدے کیونکہ
پہلے اوسنے موت معنوی حاصل کرکے موت حسی کو بہی پایا ہے پس روح اوس کی مجرد
جسم سے باقی رہتی ہے شاید خداے تعالے اوس حال مین اوس کی تمنا دیا ہو اسی سئے
اکثر طلاب بعد موت فتح پاے ہین۔ وجہ اس کی یا یہ ہے کہ قساوت تامہ فی الاستعداد
سے وہ حجب مرتفع نہین ہوے تھے مگر بعد موت کے مرتفع ہوگئے یا واسطے مصلحت
اس کے کہ اگر ایسے مجاہد کے لئے حجاب مرتفع ہوجاتا عجب اور کبر مین جو ناشی قساوہ ہے
مین مبتلا ہوجاے۔ یا اس لئے کہ اگر اوس کو فتح دی جاے حیوۃ دنیا مین حرارت شوق
اوس کی ٹھنڈی ہوجاوے گی۔ حالانکہ شوق اوس کا مرغوب حق ہے۔ اور مثل اس کے
اسرار بہت ہین اوس کو واقف فانی جانتا ہے کہ طیر فعل حق تعالے کا ہے اور فاعل
حقیقی اوس کا خداے تعالے ہے قدرت بندہ کو اوس مین دخل نہین ہے۔ پس اس
اعتقاد سے بموجب ارادہ آلٰہیہ اور افعال قدسیہ کے ترقی حاصل ہوتی ہے۔ پس اوڑتا ہے
بندہ بموجب ارادہ حق تعالے کے تہوڑی مدت مین اوس درجہ تک کہ وصول اوس کا
جہد و کوشش سے بندہ کے لاکہ سال تک ممکن نہ ہو۔ اور یہی معنے سے کہتے ہین۔
اَلْاَوَّلُ مُرِیْدٌ وَالثَّانِیْ مُرَادٌ فَالْمُرِیْدُ سَائِرٌ وَالْمُرَادُ طَائِرٌ یعنے پہلا درجہ مرید کا
ہے دوسرا مراد کا مرید سائر ہے اور مراد طائر ہے اَلثَّانِیْ یعنے دوسرے معنی قول
مذکور کا جنید رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ سالک سائر جب سیر الی اللہ تمام کرے

اوس وقت سیر اوس کا اِلَی اللہ ہوتا ہے وہی طایر ہے کیونکہ سیر فی اللہ مین فعل بندہ کا نہین ہے بلکہ فعل اوس کا سیر اِلَی اللہ مین ہوتا ہے جب وہ تمام ہوا فعل ہی اوس کا تمام ہوگیا باقی رہا فعل فاعل حقیقی کا اَلثَّالِثُ یعنے تیسرا معنے یہ ہے کہ فعل بندہ کا جب متعلق بجسم ہو وہ سایر ہے اور اگر فعل اوس کا متعلق بروح ہو وہ طایر ہے کیونکہ روح مجرد امر اللہ ہے چنانچہ فرمایا ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ اور اسی معنے سے قریب ہے وہ چیز جو بعض کملین نے کہا ہے اِنَّ فِی الطَّیْرِ مُکَاشَفَۃُ الرُّوحِ پس جان لے کہ یہ مقام تعبیر نہین کیا جاتا ہے مگر بیان السنہ طیور قدسی سے۔ پس ہمنے اس مین یک قاعدہ کلیہ کہتے ہین جان لے تا کہ تو اس مقدمہ مین یک موازنہ اور فہم مقارنہ پر ہووے۔ وہ یہ ہے کہ انسان مرکب ہے جسم و روح سے ظاہر مین اور ان ہر یک مین امانات خفیہ اور حکمات کثیرہ ہین اوس کو کوئی نہین جانتا ہے سواے اوس شخص کے کہ جس کو کشف بسیار کوئی وجہ سے وجود حسی اور مجازی کے ہووے۔ اور یہ کشف محتاج ہے ریاضات شاقہ اور جہادات لائقہ کا۔ اور اوس کو توفیقات سرمدی اور امدادات قدسی سے طاقہ ہے چنانچہ حق تعالے فرمایا ہے فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْد۔ پس جب خداے تعالے ارادہ کرتا ہے پہونچانے بندہ کو اوس چیز تک جو اوس کے لئے پیدا کیا ہے توفیق اوس کی دیتا ہے اور مجاہدہ اوسپر آسان کرتا ہے اور اوس کو وارث مشاہدہ کا کرتا ہے۔ پس جس وقت مشاہدہ قائم ہوجاے مقتد کو متجلی بجلاے تام کرتا ہے۔ اور روح اوس کی تجرد کو اپنے جو اول زمانہ مین قبل داخل ہونے اس قید ابدان کے تہی یاد کرتی ہے اور پکارتی ہے اور ہر یک طرف دوڑتی ہے اور پریشان و پراگندہ ہوتی ہے پس ارادہ کرتی ہے اس قید سے نکلنے کا اور اوڑتی ہے۔ اگر قوت اوس کا قصور کرے اس قید سے نہین نکل سکتی ہے۔ پس ہر جسم کو طیر نہین ہے۔ اگر فیروزیان مستقر نہ ہو اوس کو حال کہتے ہین۔ اگر مستقر ہو اوس کو مقام کہتے ہین۔ پس اگر روح اسی ضعف پر رہی تو سایر ہے۔ اور اگر قوی ہووے فوق آہیہ

تنبیہ حقیقت انسان و حال و مقام

اور زراعتہ قدسیہ سے اتم ہوتا ہے امر اوس کا اور حاصل ہوتا ہے عروج۔ اور یہ مثل اوس شخص کی ہے کہ اوس کو قوت کلیہ حاصل ہوا باوجود بھاری بوجہ کے جلد جلد چلتا ہے گویا اوڑتا ہے۔ اور اسی قسم سے تہا معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جسکا بیان سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا ہے اور وہ سیر اشارہ اِسی عروج سے ہے اور شیخ رضی اللہ عنہ نے (کبریت احمر) مین بیان مین معراج کے اشارہ فرمایا ہے وَاُسْرِیَتْ بِهٖ لَیْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَاِلَی السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی اِلٰی قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَاَنَلْتُهَا الْغَایَةَ الْقُصْوٰی وَاَكْرَمْتُهٗ بِالْمُخَاطَبَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ وَالْمُشَاهَدَةِ وَالْمُعَایَنَةِ بِالْبَصَرِ پس کونی عقلمند پر پوشیدہ ہوگا کہ یہ عبارت تصریحاً دلالت کرتی ہے کہ معراج آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم سے تہا نہ صرف روح سے جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔ اور یہ مذہب اخیر بوجوہ جو مطولات مین مذکور ہین غیر صحیح ہے۔ اور جو لوگ کہ تائید مین مذہب اول کے گئے ہین کہتے ہین کہ روح سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائم المعراج ہین چنانچہ آیت اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اس پر دلالت صریح کرتی ہے۔ لاکن عروج بجسم بڑی نعمتون سے حق تعالیٰ کے ہے کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے خاص فرمایا اگر معراج حضرت کا صرف روح سے ہوتا تخصیص باطل ہوتی ہے اَلْعِیَاذُ بِاللّٰهِ چون کہ یہ اسرا اور معراج جسم سے تہا اس لئے براق جنت سے آیے تاکہ سوار ہووے اور یہ امر ظاہر ہے کہ روح صرف براق پر نہین سوار ہوتی ہے بغیر جسم کے اور یہ عروج بسواری براق علی وجہ اتم تہا کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ترقی کئے قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی تک اور ظلیت مین آن حضرت کے دوسرے انبیا اور اولیا بہی وہان پہونچے اور یہ امر کچھ عجب نہین۔ چنانچہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ اوڑتے تہے جہان خدا چاہتا تہا۔ اور یہ عروج اونکا جسم تہا ظل مین آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ اکثر جب نماز

عشا سے فارغ ہوتے تہے اوڑ جاتے تہے اور اولیا، حاضر ڈہونڈہتے تہے کہ کہان اوڑ گئے ہین مگر سراغ اونکا نہین پا سکتے تہے۔ اور یہ عروج آپ کا صرف بطفیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہا۔ الحاصل مرتبہ طیر انبیاء علیہم السلام اور اولیا عنہم الرضوان کے لئے ثابت ہے کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا ہے۔ اور حقیقت اس طیر کی حصول ترقی صفوۃ بعد حصول صفوۃ نامہ ہے سیر سے۔ پس طایر بالاتر ہے سایر سے تمام درجون مین بسبب جمع ہونے صفوۃ سیرت کے صفوۃ طیریت کے ساتہ۔ جب تو یہ جان لیا یہ بہی جان لے کہ طیر بسا وقت متحقق ہوتا ہے سالک ناسوتی کے لئے کبہی خواب مین اور کبہی بیداری مین مگر یہ ثانی نادر ہوتا ہے کوئی ایک فرد کے لئے چنانچہ منقول ہے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ سے کہ رضی اللہ عنہ ابتداے حال مین جنگل مین رہتے تہے جب حال وارد ہوتا تہا اوڑ جاتے تہے یک زمین سے دوسری زمین کی طرف اور جب حال سے فارغ ہوتے تہے اپنے کو جنگل دوسرے مین پہلے سے پاتے تہے اور درمیان اون دونون جنگل کے مسافۃ کئی فرسخ کی ہوتی تہی۔ جب حال سالک ناسوتی کا ایسا ہے دوسرے اوسکے بہائیکا بہی ایسا ہی ہے۔ **(دفع دغدغہ)** تجکو ہمارے ذکر سے ظاہر ہو گیا ہوگا کہ کسیکو طیر ممکن نہین ہے مگر بعد سیر کے۔ پس جسکا سیر تمام ہوا اوسکا طیر بہی مستقر ہوتا ہے اور وہ زمین سے اوڑتا ہے جہان خدا چاہے پس سیر باعتبار بیان تیرے اور تقریر کملین کے وہ تبدیل اخلاق ہے بعد استحصال اوصاف جمیل بستر فنا ارادات اور وجود اور علم سے گویا یہ حال واجب کرتا ہے بقا کو اور یہی وصول الی اللہ ہے اور اس مین کوئی شئی قاعدہ اہل حقیقۃ سے مذکور نہین ہے۔ اور طیر جو تونے ذکر کیا ہے وہ متعلق جسم سے ہوتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ جانے کہ جسم کیونکر خدا تک پہونچتا ہے اور کیسا اس کو ربط خدا کے ساتہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ جسم کو کمیت اور کیفیت لاحق ہوتی ہے اور وہ چیز جو بالطیر خدا تک پہونچتی ہے وہ معدوم الکیف ہے پس ان دونو مین کیونکر ارتباط ہو سکتا ہے۔ کہون گا مین

دفع دغدغہ بیان
اور اس ضمن مین بیان کیفیت
جو رسول اللہ صلعم کو وقت عروج مذکور ہے

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ کہ جب تو نے امر ضروری واجب البیان استفسار کیا جواب اوسکا توفیق سے خداے تعالے کی کہتا ہون کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوا اور وہ اپنے جسم سے جہان تک خداے تعالے چاہا تشریف لے گئے قالب نے قلب ہو گیا اور قلب سے پس اس حال مین کیفیت معدوم ہوگئی اور طبیعتین اخلاق سے بدل گئے جسم یک امر امور سے حضرت حق تعالے کے ہوگیا ہے اوس وقت اوسکو مناسبت کلی اور وصال اللہ کا بلا کیف وجود حاصل ہوگیا۔ بعدہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم امکان کے طرف رجوع فرماے بشریت عود کی اور طبیعت صافیہ زیادہ تر صاف پہلے سے ہوگئی اور حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصفے تر دوسرے انبیا اور اولیا سے معاودت فرماے۔ اور راز اس اعادہ اور عود مین سہولۃ امر تہا استرشاد مین اور استحصال تہا اوس سے امت کے لئے اگر ایسا نہ ہوتا تو جو مناسبت بین الخلایق اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضروری ہے وہ نفی ہو جاتی چنانچہ حق تعالے فرماتا ہے وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ کیونکہ اخذ استرشاد بدون مناسبۃ بَيْنَ الاخذ و ماخوذ عادۃً محال ہے اور یہ طیر اولیا رحمہ اللہ قدس اللہ اسرارہم کا اوس وقت ہے کہ وتیرہ پر معراج جسمی آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہووے۔ لاکن جب وقت طیر حیثیت سے سرعت سیر کے برخلاف سرعت نفس کے ہووے۔ سیر اول طالب مراد کے لئے یا باعتبار جذب حقیقی اللہ تعالے کے ہوتا ہے بموجب اوس چیز کے جو ہمنے ذکر کیا ہے یا واسطے اوس شخص کے کہ محقق ہو امر معراج مین۔ اور محتاج نہین ہر سالک مراد اوس طرف طیر مین لاکن اول اقرب ہے طرف صواب کے۔ بلکہ ہم کہتے ہین کہ جو سالک منتہی ہو طرف دار قرب کے سیر اوس کا متحقق بطیر ہوتا ہے ہر دو معنے سے اور یہ مخفی نہین ہے اوس شخص پر جو چکھا ہے ذایقہ کو اوس کے اور پیا ہے شراب طہور کو پس اس حال مین تائید دیتی ہے وہ چیز جو ہمنے ذکر کیا ہے تبدل عادت سے جیسا کہ احوال

اہل جنت کے رویت مین ثابت ہوا ہے کہ وہ لوگ واصلین باللہ ہین دیکھتے ہین خدائے تعالے کو انہین چشم سر لاکن حقیقۃ بصر یہ تبدیل ہوتی ہے کہ خدائے تعالے جل جلالہ کو بے کیف دیکھتے ہین اور بے مثال تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اگرچہ یہ مقام مقتضی بیان مفصل کا ہے لاکن اس بیان کو کوئی تحمل نہین ہو سکتا ہے مگر قلوب صافیہ اور اسرار زاکیہ اس لئے حوالہ کردیا مین نے اس کو کشف کلی پر جسنے اوس کو چکھیے گا پائیگا پس اب مین نے نقل کرتا ہون اوس عبارت کو شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے جو تکملہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ مین بلغت فارسی بعض کملین سے منقول ہے وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق (بیان مناسبت) قال الشیخ رضی اللہ عنہ با غلام ہمچو بلبل مباش کہ شیفتہ صوت خود ست وقت ربیع و یا ترجیع اشجار در ساختہ وقت را بالتذاذ صوت مے گذارند حاصلے نیست از صوت او گر مجر و شکایت جوئی لیکن ہمچو باز باش کہ ہیچ التفات نے کند بجارت اصوات بلابل در ریاض وہیچ در طرب نمے آید بلذات انعام و ہواتف آز علو ہمت و عزت و قدر طلب کرد موسے صلواۃ اللہ علی نبینا و علیہ عین حیات حقیقی را در زمین بلفظ اَرِنِي اورا گفتند کہ این ورائے جبل ست کہ اسکندر محتاج شد کہ قطع کند سد یاجوج وجود وخرق کند دم یاجوج وجود را بصحت توحید کہ این محو ہر تلوحی ست از عین عقل ورا کوان وبیرون آید با حضر عقل خود را از دائرہ دنیا بسوے حیرہ آخرت پس بیابد اورا بزیر سایہ شجرہ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وآن شجرہ نمے روید مگر بجنان قدس در مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ شرقیہ نیست پس کہ طلوع کند از مشرق افق دنیا گر در مشارق سموات اسرار و غربیہ نیست تا کہ از مغرب جو کون لایح شود مگر در مغارب معانی قلوب۔ وطلب کرد عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام عین حیات حقیقی را در زمین اورا گفتند تو این را نیابی مگر بعد تعب اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ بزیر سایہ از انکہ مقام وَرَافِعُكَ اِلَيَّ ومحبوب کلی احمد ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ یافت عین حیات حقیقی در معارج معارج لَيْلَةَ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ در مجلس مَا زَاغَ الْبَصَرُ اورا گفتند از آن چشمہ اغتسال کن با مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ و بگیر از درران عقلے کہ منظوم کرد از بہر تو ناظم شرف در سلک لَقَدْ دَنَا مِنْ

بیان مناسبت

اٰیاتِ رَبِّہِ الْکُبْریٰ ۔ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ اپنے کتاب جلاء الخاطر مین فرمایا ہے اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ فَاِذَا انْتَھٰی فِیْہِ انْتَقَلَتْ وَانْتَقِیْلُ اِلٰی جِبَالِ الْمَعْرِفَۃِ وَقَعَتْ حِیْطَانُ السِّجْنِ وَانْفَتَحَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ الْاَبْوَابُ بِتَرْیِیْشِ قَلْبِہٖ فَیَطِیْرُ اِلٰی جَوِّ عِلْمِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یَلْحَقُ بِالْاَرْوَاحِ الَّتِیْ ھُنَاکَ ھٰذَا اَمْرٌ وَرَاءِ مَعْقُوْلِکُمْ انتہیٰ پس جس کا کہ دل کدورات بشری سے صاف ہوا وسپر مخفی نرہیگا کہ یہ عبارت دال ہے اس بات پر کہ ادراک حقیقی امر طیر کا خارج ہے طور عقل سے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ پس یہ امر غیر مدرک ہو ظاہر نہین ہوتی ہے حقیقت اس کی مگر اس شخص پر جو ماہر ہے حقیقت باریک کا اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا تَحْقِیْقَ الْعُبُوْدِیَّۃِ وَالْوُصُوْلِ اِلٰی کَمَالَاتِ الْاُلُوْھِیَّۃِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ اور اسی باریکی کے سبب حوالہ کئے ہم اس کلام کو قلوب صافیہ کی طرف وَلَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِی الْفَوْزَ بِہٖ یعنے شاید خداتعالیٰ فتحمندی نصیب کرے مجکو بیان معنی قول رضی اللہ عنہ وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْھُوْرُ اِسْمِیْ ؏ وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ ؏ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَنَائِبِہٖ وَعِتْرَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۰

(**توضیح صحیح**) جاننا چاہیئے کہ شیخ رضی اللہ عنہ کا قول انا البازی مین باسم بازکئی رمز رکہتا ہو الاول یعنے پہلا رمز یہ ہے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ اوڑتے ہین میدان کمالات الوہیتہ قدسیہ مین اور اسرار قدسی جو فضاے عروج مین قریب عرش احدیتہ ہین مثل پرندکے اوڑتے ہین اور شکار کرتے ہین اوڑان استوار سے بخلاف غیر اپنے چنانچہ یہی مضمون عبارت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کا تکملہ مین احوال منصور حلاج قدس سرہ مین جو منقول ہے وہ عبارت مترجمہ فارسی بعینہ نقل کرتا ہون تاکہ تجکو مدد دینے والی اور پشت وپناہ ہووے ۔ طایر عقل بعضے عارفان از آشیان بر شجر صورت طیران نمود عَلَی السَّمَاءِ خَارِقًا صُفُوْفَ الْمَلَائِکَۃِ واو بازی نمود از براۃ ملک ہر دو چشم او بہ دوختہ بنحیط وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا پس بیافت در آسمان صیدے راکہ مطلوب او بود ۔ پس چون لایح شد بر او رشتہ رَاَیْتُ رَبِّیْ اِزْدَادَ تَحَیُّرُہٗ فِیْ قَوْلِ مَطْلُوْبِہٖ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ از آنجا در خطرہ

ابعض
خطہ مضبوطا کردو در طلب چیزے شد کہ از اعز اشیا است از وجود باز در قعور بحار تلفت
بِعَیْنِ غَفْلَتِہٖ پس مشاہدہ نہ کرد بجز آثار در فکرت شد مبایفت مطلوب در وارین سوائے
مَحْبُوْبِہٖ فَطْرَبَ فَقَالَ بِلِسَانِ سُکْرِ قَلْبِہٖ اَنَا الْحَقُّ ترنمے بالجبر کرد خلاف معہود بشر
ونغمہ برکشید در روض وجود کہ نہ لایق بنی آدم بود و لحنے کرد بصورت خود کہ متعرض شد
بہلاک خود و در سرادق ندا کردند اسے حلاج تو این اعتقاد داری کہ اِنَّ قُوَّتَکَ بِکَ اکنون
بکوی نیابت جمیع العارفین حُبُّ الْوَاحِدِ اِفْرَادُ الْوَاحِدِ قُلْ یَا مُحَمَّدُ سلطان حقیقت
توئی وانسان عین وجود ہمہ توئی بر عتبہ باب معرفت تو تَخْضَعُ اَعْنَاقُ الْعَارِفِیْنَ
فِیْ جَبِیْنِ جَلَالَتِکَ تُوْضَعُ جِبَاہُ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ انتہی۔ اس عبارت مذکور
سے بجہیر ظاہر ہوگا کہ خداے بزرگ کے بہت نیک لوگ ہین اوس کے کمالات کے میدان
مین اوڑتے ہین کہ شکار کرین۔ اور شکار اون کی بموجب اقتدار اوڑان اونکے ہوتے ہین
لاکن بازا شہب نہین ہے مگر ذات شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کی۔ اور بازاشہب بنظر اوس
معنے کے جو گزرے اوس کو کہتے ہین کہ جسکے جسم پر موے سیاہ وسفید جمع ہو لاکن سفید
زیادہ ہووے۔ مراد اوس سے جمال وجلال ہے۔ اور اس مین مخالفت نہین ہے کہ
جلال سے تعبیر نور اسود کرین اور جمال سے نور ابیض کیونکہ انوار ثابت ہین واسطے حق تعالے
کے اور منقسم ہین ان دو مین بلکہ سواے اس کے ہی انتہا تک وہ بھی دو نور ہین چنانچہ
جسکو نور ہے دیکھتا ہے اوس نور سے لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ اَنْ اُبَیِّنَ یعنے بیان
کرون مین اون انوار کو ذیل مین بعض اقوال رضے اللہ عنہ کے پس بنظر اس کے یہ
قول اَنَا الْبَازِیْ اشارہ کرتا ہے اسکا کہ طیران آپ کا فوق ہے طیران دوسرے اولیا کے
کیونکہ آپنے پہونچ گئے ہین فوق اوس مرتبہ کے کہ جو وہ پہونچے ہین فَاللّٰہُ یَخْتَصُّ
بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ وَھُوَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ پس اس صورت مین قول کُلُّ شَیْخٍ
مفعول ہے لفظ بِصَیْدِیْ یا اَصِیْدُ محذوف کا اس بنا پر کہ شیوخ دوسرون کا طیران تحت

طیران آپ کے تہا گویا کہ وہ شکار تہے رضی اللہ عنہ کے اَلثَّانِیْ یعنے رمز دوسرا اس
اسم باز مین یہ ہے کہ شیوخ تمام اوڑان مین اپنے حدود استعداد کے سمجھے کہ ہم انتہا کو
پہونچ گئے لاکن وہ اس طیران کو انتہا اپنے علم مین جانتے تہے شیخ رضے اللہ عنہ اونکو
اشارہ فرمایا کہ تم میرے شکار ہو تم جس مرتبہ تک پہونچوگے مین تمکو پکڑ سکتا ہون کیونکہ
وہ مرتبہ درمیان اسفل وانتہاے اعلی کے ہے پس یقین کئے کہ وہ کمتر مرتبہ مین وصول
اور انتہا کے ہین۔ دوسرے شیوخ شکار حضرت کے ہونے سے مراد مغلوب اور فرمانبردار
ہین۔ پس شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ پکڑ لئے اور شکار کئے درمیان مرتبہ مطلوب اونکے
پس اس معنے سے وہ شکار حضرت کے ہوگئے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب الثالث یعنی تیسرا
رمز اس اسم باز مین یہ ہے کہ جب شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ اپنے مرتبہ عالیہ مین طیران
فرماے پہونچ گئے مقام وراء الوراء تک کہ جس مقام کو کوئی دوسرے مشائخ سے نہین پہونچا
ہے اور جلوس کئے دست قدرت بادشاہ بلند کے نزدیک جو منجملہ اوس کے دست احدیۃ
ہے کہ جس مرتبہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قول اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ فرمایا
اور یہ اعلی طیران ہے کہ اس مرتبہ مین مراتب دوسرون کے پست گویا شکار ہین حضرت
کے اور شیخ رضے اللہ عنہ باز اشہب ہین اوڑتے ہین فوق اوڑان تمام کے۔ اور اس
بیان کو تائید دیتا ہے قول وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیَ مِثَالِیْ یعنے کوئی شیوخ مین نہین
ہے دیا گیا مرتبہ مانند میرے۔ اور اس کلام مین اشارہ یہ بہی ہے جو کہا گیا ہے قَدَمِیْ
ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیٍّ مِّنَ الْاَوْلِیَاءِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَنَائِبِہٖ وَخُدَّامِہٖ
اَجْمَعِیْنَ۔ (تنویر المعنی) طالب کو ضرور ہے کہ اس درس مین حاضر القلب رہے
تاکہ معنے بیت شریف اوسکے قلب مین ڈالی جاوے وہ معنے یہ ہے کہ شیخ بزرگ رضی
اللہ عنہ نے اس شعر مین فرمایا ہے کہ مین جب طے کیا سیر کو پہونچا مین مرتبہ طیر کو مجہکو

اس مین ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ تمام طیرون سے بلند زیادہ جیساکہ باز جانور کو شکار کرکر بلند ہوتا ہے طرف بلندی شہود کے مین نے اوس صعود شہودی کے بعد فضا احدیت کو پہونچا ہون ۔ اور اس مرتبہ مین اراد تین اور اختیارات مضمحل ہوکر بقاے کلی بعد فناء کلی حاصل ہوتا ہے پس اس مرتبہ مین ایسا بلند اوڑتا ہون کہ ادراک عقول سے خارج ہے اور فہم فحول سے بلند ہے فَاَنَا الْبَازِيُّ الْاَشْهَبُ یعنے مین ایسا باز ہون متخلق ہون تجلیات جلالیہ اور جمالیہ سے بموجب حدیث قَلْبُ ابْنِ اٰدَمَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اصابع الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهٗ كَيْفَ يَشَاءُ کے ۔ اور ترشح کرتا ہے باز وجود میرا فطری جلال اور جمال کر یہانتک کہ ہوگیا ہون مین باز کامل قوی تر تمام بازون سے اور چڑہا ہون مین اوس درجہ تک کہ درجے تمام اولیا ر کے میرے قدم کے نیچے لگ گئے ہین اور تمام شیوخ شکار میری ہوگئی ہین جس کو چاہتا ہون مین سلب کرتا ہون اور جس کو چاہتا ہون عطی کرتا ہون پس وہ تمام میرے بازو کے نیچے مغلوب اور نیچے تصرف میرے مجبور ہین ۔ اگر چاہتا ہون مین اونکو اپنے بازو مین داب کر بلندی کی طرف لے جاتا ہون جیسا کہ پرند لے جاتا ہے اپنے انڈونکو طرف اوس جنگل کے کہ جس مین قوت حیات ہے پس مین بعد نکلنے کے انڈے سے پرورش کرتا ہون مین ہر شیخ کو اور اگر چاہتا ہون نکال دیتا ہون مین ۔ پس اس صورت مین کہ وجود اونکا اور سر شہود اون کا پنجہ مین از قہر میرے ہے مین اون کو کاَنْ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُوْرًا کر دیتا ہون کیون کہ اللہ تعالے نے مجھکو قدرت اور رتبہ ایسا دیا ہے کہ میرے غیر کو نہین دیا پس کوئی ولی نہین ہے کہ میرے رتبہ کے مشابہ درجہ دیا جاوے اور کوئی ولی کسیکا رد حال نہین کرسکتا ہے مگر مین جب ارادہ کرتا ہون رد حال الخ کرتا ہون اسی معنی سے فرمایا ہے اَنَا سَلَّابُ الْاَحْوَالِ يَا اَهْلَ الصَّوَامِعِ هُدِمَتْ صَوَامِعُكُمْ يَا اَبْطَالُ يَا رِجَالُ هَلُمُّوْا اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ وَبَحْرٍ لَا سَاحِلَ لَهٗ پس غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا اس طریق مین بیان وتعلیم فرمایا ہے قاصرین

اوتیسیکرتا ہے طالبین اور مہوسین کو اور وثیقہ بتلاتا ہے کاملین کو اور اس شعر مین
شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ اپنے کمالات کو بیان فرماتا ہے ایسا کسی کتاب مین ظاہر نہین
کیا باجزواس کے کہ ولی مامور ہے واسطے ستر کے بسبب غلبہ سکر کے حاشا وکلا یہ بیان
ایسا نہین ہے بلکہ غلبہ کمال سے جو موجب واسطے کامل کرنے طلاب اور احباب کے باعتبار
اقتضای وقت کے ہے ۔ اور یہ کلام مثل اوس کے ہے جو پدر مشفق ولد کامل یا ولد قانع
بیک کمال کو کہتا ہے کہ مین ایسا ایسا حاصل کیا ہون تاکہ اوس فرزند کو واسطے حاصل کرنے
کمال باپ کے حرص ہووے ۔ اور یہ معاملہ اکثر کمال کے حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے
پس اسے طالب یہ قاعدہ کلیہ ہے ضرور ہے کہ اس کو یاد رکھے کہ بہت جاسے یہ مدد
دے گا تجھکو ۔ اور بہت شبہ سے خلاصی دیگا ۔ لاکن احوال قایل پر بھی لحاظ ضرور ہے
کہ فارغ نقصان سے ہووے اور ریا اور سمعہ سے ۔ اگر نہین تو ہر مدعی کہتا ہے فعلت کذا
اور ہوتا ہے وہ تمام افترا اور بلا ۔ کیونکہ ثمر جہاڑ سے پیدا ہوتا ہے اور جہاڑ ثمر سے
پس یاد رکھہ اور بصیرت پر رہو تاکہ ہدایت پاوے مطلوب کی طرف (افادہ اخوی)
یہ بھی جاننا چاہیئے کہ شیخ ہادی کہ جس کے ارشاد سے ہدایت پیدا ہوتی ہے کون ہے اور
کیسا ہے ۔ پس شیخ اصطلاح مین صوفیین کے تعریف کیا گیا ہے کہ وہ انسان ہے کہ آراستہ
کیا اوس کو اللہ تعالے از روے علم اور عمل اور اخلاص کے اور اخلاق ردیہ اوس کے
اخلاق کاملہ سے بدل ہو گئے ہون اور وہ اپنے وجود سے از روے کل اور جز اور
ذات وصفات فانی اور بہ بقاے محمدی سبحانی احدی باقی ہووے یہان تک کہ ایک
ذرہ ذرات وجود سے اوس کے باقی نرہے جو فانی نہو ۔ اور وہ تین قسم پر ہوتا ہے
پہلا شیخ کامل فی ذات اور کامل مکمل من وجہ اور اکمل فی الاکمال یعنی قسم پہلا وہ شیخ ہے
جو متصف ہووے اوس چیز سے جو ہمنے ذکر کیا لازمی اور متعدی نہووے اوس سے
یہ قسمہ طرف غیر کے پس وہ شیخ لازمی ہے غیر متعدی ہوتے ہین کمالات اوس کے غیر کی

بیان معنی شیخ اور اقسام اوس کے

شیخ کامل مکمل اکمل الاکمال

طرف ۔ قسم دوسرا وہ شیخ ہے کہ بعد اتصاف مذکور کے قدرت دیا گیا ہو واسطے ہدایت کرنے کے فی الجملہ پس وہ اوصاف اکثر لازمی ہوتے ہین اور کبھی نادر آمتعدی اسی لیے تربیت پاتے ہین اوس سے مریدین زمانہ طول مین مگر نادر ۔ قسم تیسرا وہ شیخ ہے قدرۃ دیا گیا واسطے کامل کرنے اوس کے جو اوس کے نزدیک آوے اور پہونچ گیا ہو اوس چیز کو جو ارادہ کیا ہو ۔ یہ صفت اکملیۃ تامہ کے مخصوص ہے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے لئے چنانچہ حضرت نے (جلاء الخاطر) مین اشارہ فرمایا ہے أَمَا عَلِمْتُمْ اِنَّ لِیْ شَیْخِیَّۃٌ عَامَّۃٌ وَوِلَایَۃٌ عَلَی الدِّیْنِ ۔ اور یہ تمام کرامت بسبب قدم بر قدم ہونے نبی اُمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے چنانچہ اس قصیدہ مین اشارہ فرمایا ہے وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ علیہ اکمل الصلوۃ ۔ اگر کوئی کہے کہ تیرے بیان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کوئی اولیاء اللہ سے سوائے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے شیخ اکمل نہین ہے اور حالانکہ قوم بیان کئے ہین اکملیۃ شیوخ دیگر کو بھی ہے جواب کہونگا مین کہ شاید تو نے میرے قول کو بیان اکملیت مین برابر سماعت نہیں کیا کہ مین کہتا ہون اکملیت شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کی اکملیت تامہ عامہ ہے دوسرون کی ایسی نہین ہے بلکہ صرف اکملیت ہے من وجہ پس کوئی اعتراض میرے کلام پر وارد نہین ہوتا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہر یک مرتبہ مراتب اولیا سے تین درجے ہوتے ہین یک اول دوسرا متوسط تیسرا آخری ۔ جو شخص اول سے پہونچا متوسط کو پس وہ من وجہ اکمل ہے ۔ اور جو ترقی کیا دوسرے کی طرف پس وہ من وجہ اکمل ہے اول سے لاکن اکملیت در اکملیت ہر یک مقام مین استرقی کمالیت ہوتی ہے پس وہ مخصوص ہے بعد صحابہ کرام کے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے لئے اس لئے آپ کو نائب مصطفے اور وارث اور خلیفہ کہتے ہین اگر ایسا ہے ہر یک شیخ کے لئے ہو پھر تخصیص کہان رہتی ہے ۔ اور یہی معنی سے ہے قول قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ مِّنَ الْاَوْلِیَاءِ کا ۔ چنانچہ ذکر ہو گیا ہے

کہ یک مرید شیخ علی ہیتی پر مقدمہ مشکل ہوگیا اوسنے شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے نزدیک
رجوع کرایا اور کہا کہ یہ اور [illegible] کے مانند بہت علوم تعریف شیخ عبدالقادر رض کے ہین
چنانچہ بہجتہ الاسرار میں مذکور ہوا ہے ۔ اور تکملہ مین لکہا ہے کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے
فرمایا ہے لِلْاِنْسِ شَیْخٌ وَلِلْجِنِّ شَیْخٌ وَلِلطُّیُوْرِ شَیْخٌ ایسا ہی شمار کیا جاوے عرش
تک آخر فرمایا وَاَنَا شَیْخُ الْکُلِّ حاصل کلام یہ کہ شیخیت حضرت کی عام اور تام مثل
شَمْسٍ فِیْ شَمْسِ النَّھَارِ ہے اوس کو کوئی انکار نہین کرسکتا ہے مگر منافق دجال مدعی اور
مقہور مغضور رَبَّنَا اجْعَلْنَا اٰمِنِیْنَ مُسْتَنِیْرِیْنَ بِنُوْرِہٖ مُسْتَبْشِرِیْنَ بِظُھُوْرِہٖ اٰمِیْنَ
پستر جاننا چاہیئے کہ شیخوخت باعتبار ہدایت الی اللہ تعالے ہووے تو وہی منبع اوسکا ہے
اگر کوئی کہے کہ شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ قادر اوس ہدایت پر ہین یا نہین کیون کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مین کہا گیا ہے اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ واجب
ہوا مجہپر کہ توضیح اس مسئلہ کی کرون ۔ اور تنقیح اس مقولہ کی دکہلاؤن رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا
حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (**تنقیح و توضیح**) اس مقام مین یہ
ہے کہ ہدایت کو دو نسبت ہین کہ ثابت ہوتی ہین وہ دونو اللہ تعالی کی طرف ۔ پس وہ
ہدایت نہین نسبت دی جاتی ہے کسیطرف کوئی وجہ مگر از روے اثبات و نفی اس
معنی کے اوس سے کیون کہ کسی فرد کی ہدایت بدون ارادت اللہ تعالے کے نہین ہوتی گر
تاہم نسبت دیجاے بندون کی طرف چنانچہ فرمایا ہے انک لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
اور دوسری آیت مین فرمایا ہے وَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ
اور ان دونو آیت مین رسول اللہ کو ہادی قرار دیا گیا ہے ۔ اور نفی فرمایا ہے اس ہدایت
کو آیت اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ سے اور سلب کیا ہے اسم ہدایت کو اون سے
پس اس مقام مین ضرور ہے کہ مراد دونون نسبت کی بیان کی جاے تا کہ مقدمہ ظاہر ہووے
اب مین کہتا ہون مجملا کہ جو ہدایت منسوب الی اللہ ہے وہ بمعنی پیدا کرنا وصول الی اللہ اور

تنقیح و توضیح بیان ہدایت

ذکر ہدایت بمعنی ایصال الی المطلوب

اسباب اوس کا ہے بندہ مین جیسا کہ عادت اللہ جاری ہے کہ بعد مباشرت اسباب کے
پہونچتا ہے بندہ خدا کی طرف جیسا کہ انبیا اور اولیا اور علما رجوع کرتے ہین اوس
ہدایت کی طرف جیسا کہ خدا یتعالے ارادہ کیا یہ امر بزرگ کا صدیق اکبر کو پس اون کے
دل مین یک جذبہ کو پیدا کیا کہ وہ کہینچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور
بواسطہ اوس جذبہ کے پہونچے آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس لیے مقولہ ہے
فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ شَيْئًا هَيَّأَ اَسْبَابَهٗ یعنے جس وقت ارادہ کرتا ہے خداے تعالے کسی
چیز کا سامان اوس کا مہیا فرما دیتا ہے بعدہ فرماتا ہے اوس کو کُنْ فَيَكُوْنُ یعنے ہوجا پس
ہوجاتی ہے وہ چیز ایسا ہی معاملہ ہوتا رہے گا قیامت تک يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ
یعنے ہدایت کرتا ہے خداے تعالے اپنے نور سے جسے چاہے۔ پس یہ معنے حقیقی ہے ہدایت
کا۔ اور یہ بمعنے ایصال اور وصول کے ہے اور یہ بات کسی پیغمبر کے اختیار مین نہین ہے
خاص اللہ ہی کے لیئے ہے اور منفی ہے بندگان خدا سے۔ لاکن ہدایت منسوبہ انبیا
علیہ السلام اور علما کے دوسرے معنی سے ہے وہ صرف بتلانا راہ خیر کا ہے پس جس شخص
کو خداے تعالے ارادہ پہونچانے کا مطلوب کی طرف کرتا ہے پہنچا دیتا ہے اور جس کو ہنوز
نہین۔ اسی لئے فرمایا اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنے تو راہ راست بتلا
خلایق کو اور وہی شریعت روشن ہے اور تجکو قدرت نہین ہے واسطے پہونچانے کسی کے
مطلوب کو اور وہ ارادے مین میرے ہے اس لئے تمام فرمایا ہے حق تعالے اوس
آیۃ کو قول سے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۤءُ کے بعد ذکر اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ
کے یہی وجہ تہا کہ چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باوجود سعی کرنے حضرت کے اسلام
نہین لایا اور کفر پر انتقال کیا کیونکہ ارادہ اللہ نہ تھی۔ پس ہدایت بمعنے ایصال خاص
منسوب بحضرت حق تعالے ہے بندگان سے منفی کی گئی ہے۔ اگر کسیکو ہدایت خدا کی اور
ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہووے اوس مین دو ہدایت جمع ہوتے ہین

لاکن یہ وہم نہین ہو سکتا ہے کہ ہدایت موصل الے المطلوب بندہ سے بھی ہوتی ہو
بلکہ مراد ہدایت بندہ سے اِدلۃ الطریق یعنی راہ بتلانا ہے اور یہ واجبات سے صفات
پیغمبران اور علما کے ہے قیامت تک۔ اور قول اللہ تعالے کا وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى باوجود خاص ہونے ہدایت کے اللہ تعالے کی نسبت اسرجا
ہدایت بمعنے اراۃ الطریق ہے۔ قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ ہدایت ایصال مخصوص بحضرت
حق تعالے ہے۔ اور ہدایت اراۃ الطریق منسوب بندگان ہوتی ہے۔ جب یہ کلام مختصر
ہدایت مین کیا گیا تو لازم ہوا کہ بیان کیا جاے ضلالۃ اور اضلال بھی۔ اور یہ ضلالت اور
اضلال یعنے گمراہ ہونا اور گمراہ کرنا خاص بندہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے چنانچہ جو شخص
عمل بد کرتا ہے مخالف شریعت کے کہتے ہین فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا یعنے راہ راست کی
طرف نہین چلا ٹیڑھی راہ اختیار کیا۔ اور شیطان کے حق مین کہا جاتا ہے يُضِلُّ الْمُؤْمِنِيْنَ
یعنے مکر کرتا ہے مسلمانون سے اور اون کو راستے راست سے رکاتا ہے۔ اور جو نسبت
اضلال کی خداے تعالے کی طرف کی جاتی ہے مراد اوس سے پیدا کرنا اسباب ضلالت کا
بندہ مین ہے۔ یعنے جب اللہ تعالے بندہ کو حسب اقتضاے قضا و قدر کے ارادہ عدم
وصول اوس کا طریق مستقیم کو کرتا ہے اوس مین اسباب اپنی دوری کے پیدا کرتا ہے
چنانچہ حدیث شریف مین اشارہ کیا گیا ہے هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَهٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَلَا اُبَالِيْ
سُبْحَانَ مَنْ لَيْسَ فِيْ حُكْمِهٖ مُنَازِعٌ بَلْ كُلُّ اَمْرٍ لَهٗ خَاضِعٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ پس اسیقدر
کافی ہے اس مقام مین اگر اس سے زیادہ توضیح مطلوب ہو اوس شخص کو لازم ہے کہ تفسیر
کبیر کو دیکھے۔ پس جب تیرے نزدیک مقرر ہو گیا کہ شیخ مین ہدایت کا ہونا ضرور ہے لازم
ہے تجھکو کہ مستعد ہو جاے استمساک کو شیخ کے اور استقرار کو اوس کے حکم پر بموجب قول
وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کے۔ اور سماعت کر اب اوس چیز کو جو پڑھی جاتی ہے بحضور
ایجاب وقبول سے وَهُوَ فِيْ كُلِّ اَمْرٍ مَسْئُوْلٌ (ایجاب وقبول) حق تعالے فرماتا ہے

اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ اوس وقت کہ ہمراہ حضرت کے کفار بہی تہے اور اوس وقت بہت صحابہ حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتہ پر بہی بیعت کیئے اون کی بیعت کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا اور اون کی بیعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ نے قرار دیئے کیون کہ اس بیعت مین صدیق رضہ وسیلہ تہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ اور فرمایا مَنْ لَّیْسَ لَہٗ شَیْخٌ فَشَیْخُہُ اِبْلِیْسُ اور اصحاب طریقت نے شرط رکہی ہے اگر کسیکو ارشاد مجرد فضل اللہ تعالے سے ہو یا کوئی اویسی محض ہو لازم ہے اوس کو بطریق مسنون کوئی شیخ سے بہی بیعت کرے۔ اسی وجہ سے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ خرقہ حضرت ابو سعید مبارک المخزومی سے لئے اگر نہیں مرشد آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہے چنانچہ خود فرمایا ہے لَیْسَ عَلَیَّ مِنَّۃٌ لِاَحَدٍ غَیْرِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اور دوسرے قصیدہ مین فرمایا وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِی الْاَصْلِ رَبَّانِیْ اور اس قصیدہ مین کہا وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ حاصل کلام یہ کہ پیدا کرنا مرشد کا صفات مذکور کے ساتہ لازم اور واجب ہے کیون کہ وہ سبب فلاح اور نجات ہے۔ اگر کوئی جاہل کہے کہ ہمکو کوئی مرشد کی ضرورت نہین ہمارا مرشد قرآن ہے کہ وہ ہادی ہمارا ہے۔ جواب کہون گا مین اگرچہ قرآن ہادی ہے لاکن امداد دائمی شیخ کی بہی ضرور ہے تاکہ دوامیت ایمان پر حاصل ہووے اور وہ ارشاد بدون شریعت تمام نہین ہوتا ہے اگر تجہکو علم قرآن کا بغیر علماء کے ہو وہ قریب ممنوع کے ہے کیون کہ علم بغیر تعلیم کے یک خواص سے بمنزل ہزار کے ہزار نفوس سے ہے۔ پس اگر لے گا تو قرآن علماء سے یعنی تعلیم علماء کی ہوگا عالم شیخ تیرا۔ حاصل یہ کہ بہتری تامہ شیوخ اور صحبت شیوخ مین ہے اگر نہین خذلان اور خسران ہے خصوص پیدا کرنا مرشد کا آگاہی علوم باطنہ کے لئے فرض طریقت ہے کیونکہ پہونچنا اوس کا بغیر سینہ بسینہ کے محال ہے۔ اور اسی لئے مخصوص کئے یہ علم کو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چنانچہ حدیث علی ابن ابی طالب کی مشہور ہے

بیعت بیان
بحضرت صدیق رضی اللہ عنہ

کہ وہ عرض کیئے دُلّنِی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلٰی اَقْرَبِ طُرُقٍ اِلَی اللّٰہِ یعنے ہدایت کرو مجھکو
یارسول اللہ طرف قریب تر راہ خدائتعالے کے فَقَالَ یَا عَلِیُّ غَمِّضْ عَیْنَیْکَ وَ قُلْ لَآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تیری دو نو آنکھہ بند کر
اور کہہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ گو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو تعلیم طریقہ ذکر فرمائے
اور ابو ہریرہ رضے اللہ عنہ نے کہا ہے حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۲ عِلْمَیْنِ اَمَّا اَحَدُھُمَا
فَاَظْھَرْتُہٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ اَظْھَرْتُہٗ لِکُلِّ اَحَدٍ فَقُطِعَ الْحُلْقُوْمُ یعنے مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو علم حاصل کیا ہون یک اوس دو کا ظاہر کیا ہون لاکن دوسرا
اگر ظاہر کرون مین کسی یک کو کٹ جائیگا حلق میرا اور یہ وہی معنی ہے حدیث مروی ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ کا جو کہا ہے فَقُلْتُہٗ بِالْمَعْنٰی تَسْھِیْلًا لِمَعْنَاہُ یعنے کہا ہون مین وہ معنے
جو معنے کہ آسان ہووے حاصل اسکا یہہ ہے کہ بڑے بڑے رئیس صحابہ کے اور شیوخ پہونچے
ہین علم باطنی اور سلاسل اولیا اللہ کو اور اونہین سے متصل ہوتے ہین طرق منجملہ اونکی
چہار مشہور ہین طیفوریہ اور فردوسیہ اور چشتیہ خصوصا قادریہ عالیہ پہران چہار سے بہت
طریقے نکلے ہین حسب استعداد خلفا شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے ۔ کیونکہ یہ طریقہ قادریہ
یک دریائے مواج ہے ۔ ہر موج مین اس کے جواہر ملتا ہے اوس کو جو کنارہ اعتقاد پر بانتظار
لینے اس کے کہڑا ہے ۔ انشاء اللہ تعالے باقی یہ بیان ضمن مین قول مُرِیْدِیْ نَعِّمْ وَطِبْ
وَاشْطَحْ وَغَنِّ ذکر کرونگا ۔ اور انشاء اللہ تعالے لوازم اور شرایط شیخ کے ۔ اور شرایط
ارادۃ اور مرید کے ہی بیان کرونگا ۔ جاننا چاہیئے مراد ایجاب وقبول سے جو واقع ہی عنوان
مین ایجاب جانب شیخ سے ہوتا ہے اور قبول جانب مرید سے اور درمیان ان دونون کے
جو نسبت ہے وہی رابطہ ہے درمیان اللہ اور بندہ کے اور رسول اور امت کے اور درمیان
شیخ اور مرید کے ہمیشہ نہین ہوتے ہین مگر یہی دو امر اور یہ دو رکن ہین واسطے نسبت کے
اگر کوئی یک ان دو سے فوت ہو بعینہ نسبت ہی فوت ہوتی ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمُوَفِّقُ لِمَا

اَحَدُنَا تَحْصِیْلَہٗ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَنَائِبِہٖ وَعِتْرَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ (مناجات مؤلف) اِلٰھِیْ اَنْتَ رَبٌّ رَحِیْمٌ وَاِنِّیْ عَبْدٌ لَئِیْمٌ فَلَیْسَ الْمَاوٰی لِلَّئِیْمِ اِلَّا مِنْ لُطْفِ الرَّحِیْمِ اِلٰھِیْ قَدْ مَضٰی مِنْ عُمُرِیْ عَدَدُ اَرْبَعِیْنَ دَنِیْفًا وَلَمْ تَنْقَلِبِ الطُّفُوْلِیَّۃُ بَلْ زِدْتُ فِی الْھَوٰی وَالشَّھَوَاتِ الْغَرِیْقِ الْغَرِیْقِ یَامَنْ بِالْحَمْدِ حَقِیْقٌ جَائَتِ الْکُھُوْلَۃُ ذَھَبَ الشَّبَابُ ضَعُفَتِ الْقُوٰی وَقُوَی الْھَوٰی مَالِیْ بَابٌ اِلَّا بَابُکَ وَلَیْسَ لِیْ جَنَابٌ اِلَّا جَنَابُکَ فَاغْفِرْ ذُنُوْبِیْ وَاسْتُرْ عُیُوْبِیْ لَاغَفَّارَ اِلَّا اَنْتَ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍؐ حَبِیْبِکَ لِاَمْرَاضِ الْخَلَائِقِ بِمَعْجُوْنَاتِ الْھِدَایَۃِ طَبِیْبُکَ اَعْطِنِیْ شِفَاءً مِنْ خَزَائِنِ الصَّلَاحِ وَدَارِ الشِّفَاءِ اِنِّیْ قَدْ مَرِضَ قَلْبِیْ بِاَخْلَاطِ الْاَھْوِیَۃِ الرَّدِیَّۃِ وَالْمَوَادِّ النَّفْسَانِیَّۃِ اَلشِّفَا اَلشِّفَاءِ نظم صَلِّ اِلٰھِیْ بِصَلٰوۃٍ کَثِیْرٍ ؛ مِنْکَ عَلٰی رُوْحِ نَبِیٍّ کَبِیْرٍ ؛ لَیْسَ لَنَا غَیْرُ جَنَابِہٖ جَنَابٌ ؛ وَھُوَ اُعْطِیَ فَصْلَ الْخِطَابِ ؛ صَاحِبُہٗ بُوْبَکْرٍ مُقْبِلِیْ ؛ مُحْتَسِبٌ عُمَرُ دَلِیْلُ النَّبِیِّ ؛ ثَالِثُھُمْ عُثْمَانُ رَابِعُ عَلِیٌّ ؛ کُلُّ صَحَابِہٖ بِنِدَاءٍ جَلِیٍّ ؛ قَدْ کَسَرُوا الْکُفْرَ وَفَوَّدُوا الشَّرْعَ ؛ مِنْہُ بِتَائِیْدِ شُرُوْقِ اللَّمْعِ ؛ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ الشَّیْخِ الْاَجَلِّ مُحْیِ الدِّیْنِ الَّذِیْ اَحْیٰی رُسُوْمَہٗ وَاَظْھَرَ عُلُوْمَہٗ صَارَشَمْسًا وَقَمَرَ الْکُلِّ ظُلْمَۃً وَدَفَعَ بِاَنْوَارِ کُلِّ غَمَّۃٍ وَّمُلِمَّۃٍ اَمْدُدْنِیْ فِیْ شَرْحِ الْقَصِیْدَۃِ الْخَمْرِیَّۃِ وَافْتَحْ عَلَیَّ اَلْبَابَ مِنْ کُلِّ بَیْتٍ اِلٰی سَائِرِ الْحَمِیْدَۃِ لَکَ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْمُعِیْنُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ (فائدہ از مترجم) یہ شعر آٹھواں عجب پر تاثیر ہے کہ اصحاب تجربہ کہتے ہیں کہ جو شخص تین سو ساٹھ بار پڑھے قرب حق تعالے کا حاصل ہوگا اس لئے حضرت نے فرمایا

(شعر ۸)

کَسَانِیْ خَلْعَۃً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ

لفظ کسانی کسوۃ سے ہے۔ معنے کسوۃ کا جامہ پوشیدن۔ اور کبھی نفس خامۃ کو بھی کسوۃ

کہتے ہین - اگر وہ کسرہ تہ بمعنے لازم ہوے مشہور ہے جو ہمنے ذکر کیا پس اس صورۃ مین معنے کسانی اکسانی حذف ہمزہ کے ساتہ واسطے ضرورت شعر کے لیا گیا ہو وے اگر وہ کسانی بمعنے متعدی ہو خود معنے اوس کا بلا تکلف تمام ہوتا ہے - اور خِلعَۃ کسرہ خا سے بمعنے دوختہ کہ کسے را پوشانند ہوتا ہے - اور فتح خا سے معنی مشہور ہے - طور جامہ از تمام جامہ ہے - یا جو جامہ کہ بادشاہون کے لئے بُنتے ہین اَلعَزمُ قصد کامل کو کہتے ہین تفصیل اس کے معنے کی قریب بیان کی جائیگی - اور فرق درمیان قصد و عزم کے تو مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے - اور معنے تَوَّجَنِی یعنے اَلبَسَنِی التَّاج ہے - اور تاج اوس ٹوپی کو کہتے ہین جو بادشاہان بتکلف اپنے سر پر پہنتے ہین - تِیجَان جمع تاج ہے - اور اَلکَمَال کا معنے مشہور ہے کہ ضد نقصان ہے - اور اس مقام مین وصول کلی مراد ہے - اور وہ عبارت ہے سلب بشریۃ بسطوات انوار الوہیت سے (النحو) بیان قواعد نحوی اس شعر مین یہ ہے کَسَانِی فعل ماضی مع نون وقایہ اور یا متکلم ہے - اور خَلعَۃً مفعول دوسرا قول کسانی کا اور با بِطَرَازٍ مین بارالصاق ہے بمعنے اس کے کہ خلعۃ ملصقہ بطراز عزم ہے - مراد اس سے یہان یہ ہے کہ یہ خلعت خلعتِ عزم ہے - یا کہا جاے کہ یہ خلعت خلعتِ ارادہ مطرز بطراز عزم ہے - یعنے لکہا ہے اللہ تعالے ان نقوش کو اور زینت دیا ہے اوس کو اس نقوش کے ساتہ - حقیقت مین مآل ان دونو معنی کا ایک ہے اگرچہ جہت توجیہ کا مختلف ہے پس عطف کیا ہے اوس خلعت پر لفظ وَ تَوَّجَنِی کو - اگر خلعۃ سے عبارت ہر یک کپڑا فرجی اور رفوطہ اور عمامہ متعارف اشارہ ہے طرف جواز ارادہ نفس قمیص کے خلعت سے ہے از روے لغت کے - اور طرف اس کی کہ تاج شہی علاحدہ ہے سواے عمامہ کے - اور با قول مین بِتِیجَانِ الکَمَالِ کے واسطے الصاق کے ہے یعنے مجکو تاج دیا ملصق تاج شہی کمال کے - اور اس مین یک مبالغہ ہے وہ بیان بلاغت مین ظاہر ہوگا - اور احتمال اسکا بہی ہے کہ وہ با رواسطے صلہ کے ہو - یعنے تاج دیا مجکو اور لباس پہنایا تاجون سے کمال کے

بیان قواعد نحوی

صنعت مبالغہ
بلاغت

اوراسمین مبالغہ مذکور بہی ہے۔ اوراضافہ بہیجان کی کمان کی طرف واسطے حصر صنعت
کے ہے یا ادنی ملابستہ کی۔ توجیہ اول یہہ ہے (البلاغۃ) بلاغت اس شعرمین یہ ہے کہ جملہ
کسانی بغیر عاطف کے لایاگیا واسطے اشارہ اس بات کے کہ اس جملہ کو کمال اتصال ہے قول سے
وَمَنْ ذَاقِي الرِّجَالِ أُعْطِي مِثَالِي کے کیونکہ وہ بیان ہے واسطے نفی مثال کے حیثیت سے
لباس ظاہری کے اور تاج ظاہری کمال سے۔ اور صیغہ ماضی کا واسطے اشارہ اس بات کے ہے
کہ یہ لباس رضی اللہ عنہ کا سابقہ علم الٰہی مین موجود تہا۔ کیونکہ شرف انسان کا کمالات سے
ہے۔ پس بنظراس کے یہ شعر بیان ہے واسطے مرتبہ ولایت کے ظلال مین قول رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان مرتبہ نبوت مین یعنی كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ
یعنے مین نبی ہون اوس وقت سے کہ آدم علیہ السلام آب وخاک مین تہے یعنی جسم مبارک
اون کا نفخ روح نہین کیا گیا تہا اوراسی کے موافق ہے قول وَدَقِّنِي قَبْلَ قَبْلِي قَدْ صَفَا لِي
اور قول حضرت کا دوسرے قصیدہ مین أَنَا كُنْتُ قَبْلَ الْقَبْلِ قُطْبًا مُبَجَّلًا اوراس کے سوائے
بہت اقوال رضی اللہ عنہ کے ہین کہ واقف سے مخفی نہین ہین۔ اور جائز ہے کہ ہووے
معنی حیثیت سے تقدم اس مرتبہ حاصلہ کے اس عالم اجسام مین وقت اخبار کے۔ پس ہوئے
یہ کلام اشارہ کمال تحقیق اس مرتبہ کا واسطے رضی اللہ عنہ کے قبل اس اخبار کے۔ گویا فرماتا
ہے کہ اے اقطاب تم آج کے روز تک سفر راہ واستعداد طلب شراب مین ہوا ور مین
فضل خدا سے موفق سے پہونچ گیا ہون مرتبہ توفیق سے مرتبہ تحقیق کو پس کیونکر کوئی مشابہہ
مردان خدا سے ہووے وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمُرَادِ أَوْلِيَائِهِ اور ممکن ہے کہ ترک عاطفت سے بہ مراد
لی جاسے کہ وہ اشارہ ہے استقلال سے اس جملہ کی تعداد کمالات پر اوراوس کو جملات سابقہ
کی طرف عطف کرنی حاجت نہین ہے وہ جملات سابقہ یعنے مَقَامُكُمُ الْعُلٰى اور أَنَا فِي حَضْرَةِ
التَّقْرِيْبِ اور أَنَا الْبَازِيُّ أَشْهَبُ ہین یا درکہین اور صیغہ مفرد متکلم صرف اس لئے
لایا گیا ہے کہ تو ہم شرکت مرتبہ دوسرے اولیا رکا اس مین باقی نہ ہے۔ اور مخلعۃ تنوین

واسطے تعظیم کے ہے کہ وہ بزرگ جنس ہے خلعات مقررہ دیگر اولیاء سے نہین ہے جیسا کہ نصہ دیا گیا ہے مطول وغیرہ مین قول عَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ مین۔ اور لانا بار موضوع للالصاق کا بِطِرَازِ مین واسطے اشارہ اس کے ہے کہ یہ خلعت معطیہ خاص میرے لئے کہ اوسکا نقش عزم تہوڑے زمانہ مین گزشتہ و حال کے جدا نہین ہوتا بت بوجہ اس کے کہ مجہ میرے پروردگار نے فرمایا ہے اِنِّیْ اسْتَمْلَکَ مِنَ الرَّدِّ لَا تَعْزِلْ اَنْتَ مَعَ جُلَسَائِکَ لفظ عزم نکرہ لانا ہی واسطے تعظیم اور ایما اس بات کے ہے کہ یہ عزم دیا گیا شیخ کا جنس سے غیر اجناس عزایم معطات دوسرے اولیا کے ہے۔ اور یہ امر محقق ہے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ جو کچہ کہ پایا ہے ظل مین نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پایا ہے چنانچہ فرمایا ہے کُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ ٭ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ ٭ پس وہ نائب خاص اور وارث باختصاص ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پس اقدام مراتب اوس کے ہر یک مرتبہ مین اسبق اور افوق اور ارسخ اور اقوی ہین غیر سے اپنے پس جو شخص انکار کرے اس سے مخالفت اور دشمنی مین ہے فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور یہ مناسب زیادہ ہے واسطے فرض کرنے اس جملہ کے یعنے سرزنش کی گئی زبان وال مشایخون کی دعاوی کمال مین۔ اور اس سرزنش مین ارشاد ہے اون مشایخ کو واسطے حاصل کرنے مراتب عالیہ کے اور عدم توقف اوس چیز پر جو اون کو حاصل تہی اس مراتب سے۔ اور عطف مین وَتَوَّجَنِیْ کے اشارہ ہے وجہ اول کی طرف جو مین نے سابق مین ذکر کیا ہے بیان نحو مین۔ دوسرا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ سلطان الاولیاء ہین اس لئے خلعت مین حضرت کے تاج ہے جو خاص بادشاہون کے لئے ہوتا ہے دوسرے اولیاء ایسے نہین ہین اس لئے اون کے خلعت مین تاج نہین ہوتا ہے۔ اور تائید دیتا ہے اس بیان کو قول دَ اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ کا تیسرا یہ کہ انواع خلعت مین جس مین تاج ہوتا ہے وہ خلعت کاملہ ہوتے ہے اور وہ خاص حضرت ہی کے لئے ہے کیونکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ ہر کمال مین

اعلیٰ تر اوس کا دیئے گئے ہین۔ اور اسی لئے بِتیجَانِ صیغہ جمع لایا گیا ہے تا اشارت
اس امر کا کرے کہ تاج شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کا منتظم تاجہاے کثیر کا ہے کیونکہ رضی اللہ
عنہ اولیاء اللہ مین بمنزل سلطان السلاطین یعنے شہنشاہ کے ہین پس قول بِتیجَانِ الکمال
کا واسطے تکمیل کلمہ تَوَّجَنِیْ کے ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ
مجھکو ایسا خلعہ دیا جو منقش ہے نقوش عزم سے اور ایسا تاج دیا جو جامع ہے بہت تاجونکا
مثل تاج شہنشاہ کے۔ اور قریب ہے کچھ اشارہ اسکا قول مین وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَّ
اِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ لایا جائیگا۔ پس جیسا کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم درجہ نبوت مین مَلِکِ الْمُلُوْکِ ہین ایسا ہی شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ ظل ولایت مین
اپنے جد کے بعد صحابہ رضے اللہ عنہم کے مرتبہ ولایت خاص حاصل کر کے سلطان السلاطین
اولیاء ہین۔ قریب تحقیق اس کی ضمن قول وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ الخ کی جاے گی۔ اور جو بالمصقہ
بِتیجَانِ کمال لایا گیا ہے اشارہ ہے کہ تاج تمام اولیا کے مثل اجزاء تابعہ تاج رضی اللہ
عنہ کے ہین۔ اور یہ الصاق مثل الصاق خادم کے مخدوم کے ساتہ ہے پس کوئی تاج کسی اولیا
کا مثل تاج رضے اللہ عنہ کے مجلی اور نورانی نہین ہے۔ گویا تاج حضرت کا مثل مخزن
تمام تاجون کے ہے۔ اور لفظ کمال کو مضاف الیہ بتیجان کا لے آنے مین لطیفہ دوسرے بہی
ہین منجملہ اوس کے یک یہ کہ تاج حضرت کا اصل بتیجان کمال ہے پس وہ اکمل ہے تمام جونکے
سے اولیاء کے اور جو اولیا کمتر ہین مرتبہ کمال سے خواہ اون کو تاج دیا جاے یا نہ دیا جاے
وہ تمام تحت بتیجان شیخ بزرگ کے ہین پس کوئی ملتصق تاج شیخ کے نہین ہوسکتے ہین
بلکہ اسفل اوس سے ہین۔ دوسرا یہ کہ لفظ کمال جو مفرد لایا گیا ہے وہ اشارہ ہے اس سے
کہ مرتبہ کمال نہایت نوعیت ہے پس وہ یک نوع ہے اشخاص کمال کے لئے حسب
استعداد کے گروہ اولیا اشخاص کثیر ہون۔ اور اس جملہ مین لام واسطے استغراق کے لایا گیا
ہے بمعنے اس بات کے کہ اگرچہ ہو وین وہ کمال بحیثیت نہایت لایق تر اس کے کہ حمل کیا جاے

فائدہ لطیفہ اضافت کمال طرف بتیجان

جس پر اور طبیعہ بیان پر مستغرق ہین۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ کمال منقسم دو قسمون پر ہوتا ہے
(۱) پہلا کمال سیر الی اللہ مین (۲) دوسرا کمال سیر فی اللہ مین۔ پہلا نہایت نوعیت کا
ہے اوس کو افراد نہین ہے مگر باعتبار استعدادات اشخاص اولیاء کے۔ دوسرے کو نہایت
نہین ہے ابتدا مین۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو فرمایا ہے عَرَفْنَاكَ حَقَّ
مَعْرِفَتِكَ درجہ اول مین ہے۔ اور درجہ ثانی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اور لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ۔ اور اس قسم ثانی
مین اقوال اولیاء و اصلین الی اللہ کے خصوص اظہار ذوق اور شوق مین اس قدر وارد
ہین کہ کوئی وجود اوس کے بیان نہین کر سکتا ہے۔ پس یہ کمال ثانی مرتبہ وَرَاءُ الْوَرَاءِ
ہے کہ جس باب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ
فَهُوَ مَغْبُوْنٌ اور قول حق تعالے کا كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ وارد ہے۔ اور عبارت شیخ
بزرگ رضی اللہ عنہ مین دو نو احتمال ہے بلکہ ثانی اولے اور الیق ہے چنانچہ بیان مین
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِيْ نَحْوِيْ تَعَالٰى کر بعد قول سَقَانِي الْحُبُّ كَاسَاتِ الْوِصَالِ اور قول مقام
فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالٍ کے اشارہ کیا گیا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا
لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَنَجِيِّهٖ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ
نَائِبِهٖ وَسَلَّمَ (خلعۃ نور) اے طالب خلعۃ توفیق و تاج تحقیق جان تو اس بات کو
کہ خلعات اور تیجان مذکور قول شیخ کے اس قصیدہ مین اور دوسرے قصائد مین احتمال دو وجہ
کا رکھتے ہین ایک تحقیقی۔ دوسرا حسی۔ (۱) تحقیقی یہ ہے کہ جیسا کہ لباس ظاہری ابدان کو
پوشیدہ کرتا ہے ویسا ہی یہ خلعۃ قسم کپڑون سے ہے لاکن وہ لباس ظاہری منقش ہوتا ہے
طلا و نقرہ اور ابریشم وغیرہ سے اور یہ خلعت منقش ہوتے نقوش آیات والہ توحید اور تسبیح
اور تنزیہ اور تقوی سے۔ اور ان چیزون سے ستر عورت کرتی ہے تاکہ شیطان نظر نکرے
اور اسی طرف اشارہ ہے قول حق تعالے مین وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ بعد بیان

بیان تفصیل دو قسم کمال سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کے

خرق لباس ظاہری آدمؑ و حواؑ کے۔ اور یہ لباس ظاہری پارچہ ہوتا ہے کہنگی و مرور ایام سے۔ اور یہ لباس تقوی پھٹتا ہے ابتلا ر فریب شیطان سے۔ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاغْفِرْ دَعَاتِنَا۔ حاصل کلام یہ کہ ہر ولی بنقوش آلہیت والہ لباس اپنے مرتبہ سے تمیز کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر مرتبہ توبہ مین ہو لباس اوسکا منقش نقوش توبہ سے ہوتا ہے۔ اور بہت سے چھپاتے ہین اس خلعت کو تاکہ کوئی بسبب عدم تصفیہ باطن کے بُرا نہ کہین۔ اور کبھی یہ لباس توبہ ظاہر ہوتا ہے تاکہ تصفیہ کلیہ حاصل کرین۔ ایساہی ہر مقام مین صاحبِ مقام کو خلعت اوس درجہ کی ویجاتی ہے چنانچہ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وارد ہے۔ اسی لئے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ خدائیتعالے مجکو خلعت مطرز بطراز عزم پہنایا ہے۔ اور رسوخ کلی جو مقدمہ توکل ہے بموجب قول اللہ تعالےٰ کے فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ہوتا ہے اور مراد اس توکل سے حسب اقتضاے کلام شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ کے مرتبہ اخیرہ ہے جو عبارت ہے خروج کلی ارادہ بندہ سے پس وہ فناے کلی ہے جو بعد اوس کے بقاء کلی طرف سَیْرِ اِلَی اللّٰہِ کے ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ نے اِنَّکَ لَا تُرِیْدُ مُرَادًا قَطُّ وَلَا یَکُوْنُ لَکَ غَرَضٌ وَلَا یَبْقٰی لَکَ حَاجَۃٌ وَلَا مَرَامٌ لِاَنَّکَ لَا تُرِیْدُ مَعَ اِرَادَۃِ اللّٰہِ سِوَاھَا بَلْ یَجْرِیْ فِعْلُ اللّٰہِ فِیْکَ فَیَکُوْنُ اَنْتَ اِرَادَۃَ اللّٰہِ وَفِعْلَہٗ سَاکِنُ الْجَوَارِحِ مُطْمَئِنُّ الْجَنَانِ مَشْرُوْحُ الصَّدْرِ مُنَوَّرُ الْوَجْہِ عَامِرُ الْبَاطِنِ غَنِیًّا عَنِ الْاَشْیَآءِ بِخَالِقِھَا تَقَلَّبُکَ یَدُ الْقُدْرَۃِ وَیَدْعُوْکَ لِسَانُ الْاَزَلِ وَیُعَلِّمُکَ رَبُّ الْمِلَلِ وَیَکْسُوْکَ اَنْوَارًا مِنْہُ وَالْحُلَلُ وَیُنْزِلُکَ مَنَازِلَ السَّلَفِ مِنْ اُولِی الْعِلْمِ الْاَوَّلِ یہاں تک فرمایا فَجِ یُضَافُ اِلَیْکَ التَّکْوِیْنُ وَخَرْقُ الْعَادَاتِ فَیُرٰی ذٰلِکَ مِنْکَ فِیْ ظَاہِرِ الْعَقْلِ وَالْحُکْمِ وَھُوَ فِعْلُ اللّٰہِ وَاِرَادَتُہٗ حَقًّا فِیْ

الْعِلْمِ فَحِينَئِذٍ مَدْخَلٌ فِي زُمْرَةِ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمْ ۔ (وَجْہِ ثَانِی) یعنی مراد
خلعت سے وہ چیز ہے جو مشابہ ہو خلعت حسی کو حیثیت سے احاطہ انوار کے جو ولی کو عطا
کی گئی ہین نظر برین وہ خلعت خلعتہ تشبیہیہ ہے لاکن معنے اوّل اقوے ہے بنظر
اوس کلام کے جو ہمنے قصہ عبدالرحمن طفسونجی مین مفصل ذکر کیا ہے ۔ اور اس مقام مین
بہی کچہہ اوس سے اعادہ کرتا ہون کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے دانی کہ خلعت رضا
در فلان وقت براے تو بدست من بیرون آمد ۔ و تشریف فتح در فلان شب بجہۃ تو
بدست من فرستادند ۔ و بامارۃ آنکہ در درکات بحضور دوازدہ ہزار ولی خلعت ولایۃ
ترا دادند و آن فرجے بود اخضر طراز آن سورۂ اخلاص بود آن را ہم بدست من براے
تو دادند ۔ پس یہ بیان دلالت کرتا ہے معنے اول پر ۔ اور مروی ہے کہ یک ولی
ابوبکر نام بڑا صاحب مجاہدہ اور ضعیف الحال اور وقت تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خواب مین دیکہا اور عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَیْسَ لِیْ شَیْخٌ اُرِیْدُ الْبَیْعَۃَ
بِالشَّیْخِ یعنے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجہے کوئی مرشد نہین ہے ارادہ بیعت مرشد کا
رکہتا ہون ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا امیر المومنین حضرت
ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف اور ارشاد کیا یَا اَبَا بَکْرٍ خُذْ یَدَ اَبِیْ بَکْرٍ
وَاَلْبِسْهُ الْخِرْقَۃَ یعنے ای ابوبکر صدیق رض ہاتہ ابوبکر کا لے اور اوس کو خرقہ خلافت دے
صدیق فرمان حضرت کو بجالا کر جبہ اور ٹوپی ابوبکر کو مرحمت فرمایا ۔ اس حال مین وہ ولی
خواب سے بیدار ہو گیا کیا دیکہتا ہے کہ وہ کلاہ و قمیص عطا کیا ہوا صدیق کا دنیا مین بدن پر اپنے
موجود ہے ۔ پس لباس خرقہ اور خلعت دلیل ہے معنے اول پر ۔ اور مروی ہے کہ خود
شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ بعض اپنے مریدون کو عمامہ اور قمیص مرحمت فرماتے ہین الحاصل
یعنی جامہ یا خلعت اور خرقہ جنس لباس کا بارگاہ الٰہی سے شیخ بزرگ کو کوئی انکار نہین کر سکتا
ہے لاکن وہ لوگ کہ اون کے دل مین شک ہے اور ہواے نفسانی مین مبتلا ہین وہ جنگل

گمراہی مین سرگردان ہین بموجب قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ
اَهْدٰى سَبِيْلًا کی اور معنے ثانی بہی جائزالارادہ ہے کیونکہ بعض کو خلعت علی وجہ الحسی
ہوتی ہے۔ اور بعض کو علی وجہ التشبیہی چنانچہ کچہہ بیان اسکا تشریح ستی مین اور تقسیم اقسام
کثیرہ مین اوس کے گزرا ہے۔ پس قیاس کرین کسوت کو اسپر تاکہ پہونچے اوس چیز کو
جو لایق ہے ہر ولی کو باعتبار استعداد اُس کے ( الفائدۃ ) فائدہ اس عطاے خلعت مین
گو خلعت کسی وجہ سے ہو یا اِیْقَانِ لِصَاحِبٍ ہے یا تَنْوِیْرِ لِقَلْبٍ ببرکت اس آیات
اور انوار کے استیاز صاحب سے اس کے اپنے برادرون مین حاصل ہوتا ہے تاکہ زیادہ
ہووے ہمت اور حرص اون کی واسطے اس کمالات کے۔ اور یہ معاملہ ایسا ہے جیسا
کہ بادشاہ نے واسطے آگاہ کرنے غافلین کے جلادت کو کوئی یک فوج کے اونکو یک
لباس خاص پہناتا ہے اور اون کو یک منصب عالی عطا کرتا ہے تاکہ دونون کو بہی تحریص
اور ترغیب دلاوے اور خدمت سلطانی اختیار کرین۔ اور غرض سلطانی اسمین یہ ہے
کہ جود و کرم اپنا ہر یک وجہ سے ظاہر ہووے۔ اور خدا تعالے تو اکرم الاکرمین ہے اور کرم
اور رحم اوسکا بروجہ اتم ایسا ہے کہ لَا كَرِيْمَ اَكْرَمُ مِنْهُ وَهُوَ اَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْنَ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى شَانُهٗ ( کشف معنی ) یعنے معنی عزم یہ ہے کہ قصد کری ارادہ
کلیہ پر تاکہ فائدہ دیوے تحقیق حقیقی کا اس معنی مین کہ حق تعالے قرآن مجید مین فرمایا ہے
فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پس عزم عبارت ہے تحقیق قصد سے خواہ طوعًا ہو یا
کرہًا پستر اس کے تین درجہ ہین الدرجۃ الاولیٰ یعنے پہلا درجہ یہ کہ صاحب حال باوجود علم
اباکرے علم کو تاکہ نیک بینی برق کشف کے اور استدامۃ نور اُس کے اور اجابت منافیت
خواہش کی حاصل ہو۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ درجہ عزم سے حال علم پر غالب
ہوتا ہے۔ کیونکہ شہود اور فنا جب غالب ہوتے ہین علم مغلوب ہو جاتا ہے بوجہ اسکے
کہ اقتضا علم کا احتجاب اور وجود ہے۔ اور اقتضا حال کا فنا اور شہود اسی لئے کہا گیا ہے

اَلْعِلْمُ هُوَالْحِجَابُ الْاَكْبَرُ اور جب حال قوی ہوتا ہے استقامت اور انس حاصل ہوتا ہے
اور خواہش ردیہ باطل ہوتے ہین۔ پس چاہیئے کہ سالک قصد کرے ترقی کو تقلید علمی
سے تحقیق شہودی کی طرف پس ترقی کرتا ہے درجہ ثانی کو عزم کے الدرجۃ الثانیۃ
یعنے درجہ دوسرا قصد کا استغراق ہے تو اتر انوار جمال شہودیہ مین۔ اور استیلا مشاہدہ
ہے یہانتک کہ اپنے نفس کو بسبب لمعان انوار کے بہولجاتا ہے۔ اس درجہ استغراق والے
کل مین بعض اولیا سالہا رہے ہین۔ اور اسمین غلبہ سکر کا ہوتا ہے مگر وہ شخص جو خدا تعالے
چاہا۔ پس تمامی ہموم باعتبار حصول استقامت کے یکجا جمع ہوتے ہین اور راہ مقصود کی
شہودی استغراقی سے پوشیدہ ہوجاتی ہے اور مسلک توجہ مین طرف اوسکے سالک
بالکلیہ وابستہ ہوجاتا ہے اور سیر اوسکا طرف وصول درجہ یقین کے ہوتا ہے الدرجۃ
الثالثۃ یعنے درجہ تیسرا قصد کا یہ ہے کہ جانے کہ یہ عزم افعال کا خدا تعالے سے ہے افعال
بندہ سے نہین ہے کیون کہ وہ بندہ بفناے کلی منسوب کرتا ہے تمامی افعال کو اپنے طرف
خدا تعالے سبحانہ کے۔ اس حال مین اوس کے عزم کو عزم نفسی سے خلاصی حاصل ہوتی
ہے۔ پس جب اوس کے نزدیک تمام فعل فعل خداے تعالے ہووے تکالیف سی ترک
عزم کے بہی اوس کو خلاصی ملتی ہے پس اوس وقت تمام فعل خدا ہی کے ہوتے ہین
پس ایسا عزم احوال سے مقربین اور اخیار فانی عن النفوس و باقی باللہ کے ہے کہ جن کو
سیر الی اللہ تمام ہوا ہے اور دریاے سَیْر فِی اللہ مین تسبیح کرتے ہین۔ اور جو کہ کہا گیا
ہے کہ عزم اور قصد کہان ہے ابرار اور اہل حجاب کا نہین ہے وہ مگر عزم درجہ ثانیہ
مین چنانچہ اس امر پر دلالت کرتی ہے دلیل مدعا اون کی کہ ابرار مقصد کو دور دیکھتے ہین
اور مقربین نزدیک دیکھتے ہین کیونکہ مقربین حق کو اپنے ساتھ دیکھتے ہین بخلاف فرقہ اولی
کے۔ اور شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے مراد اوس لفظ عزم سے مرتبہ اخیرہ عزم کا لیا ہے
چنانچہ از روے قرینہ قول وَ تَوَّجْنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ۔ کے ثابت ہے۔ اور جائز ہے کہ

درجہ ثانیہ قصد

درجہ ثالثہ قصد

نکتہ
فرق درمیان قصد
ارادہ و عزم

مراد عزم اعم ہی ہووے اور قول مذکور و توجهنی الخ بیان ہووے واسطے ترقی محیط بالفائدہ
کے اس کلام شریف مین (تحقیق انیق) جاننا چاہیئے کہ فرق درمیان قصد وارادہ کے یہ ہے
کہ اول ابتداے حرکت ہے جو پہنچانے والی ہے عزم تک کیونکہ جب وہ قصد مکرر ہووے
حاصل ہوتا ہے عزم اور ارادہ دوام اس حرکت کا ہے بغیر اس کے کہ رسوخ کلی علی المقصود
کو پہنچاوے۔ اس لئے ممکن ہے کہ کہا جاوے کہ وہ ارادہ قسم ہے علم سے ایسا علم کہ ایا
کرتا ہے حال اوس سے وقت ظاہر ہونے سطوات شہود کے۔ پس عزم اس حال مین
نہایت حال ہے قصد وارادہ سے۔ اور بعضے ارادہ کو قوی عزم سے قرار دیئے ہین مدار
اوس کا تفسیر مرتبہ پر ہے۔ پس جو شخص ارادہ کیا مرتبہ کو جو بغیر انتہا کے ہے ارادہ
کو کمتر عزم سے قرار دیا ہے۔ اور جو شخص ارادہ کیا مرتبہ اخیرہ کو حیثیت سے فناء کے شمار
کیا اوس کو اعلی عزم سے۔ لاکن جاننا ہے تو کہ عزم اور ارادہ بحیثیت مرتبہ دوسرے کے
ہے اور ارادہ حیثیت سے مرتبہ دوسرے کے پس متحد ہین وہ دونو اور نہین ہے فرق مگر اول
مراتب مین ارادہ اور عزم سے۔ پس اس کو یاد رکھین تاکہ فائدہ دیوے اور مطلع کرے تجکو
وقت بیان قول مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ کے معنے ارادہ پر تمام چنانچہ تھوڑا اس بیان سے گزرا
مقامات مین پس اوس کو یاد کر فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی مَا ھَدَانِیْ لِھٰذَا وَصَلَّی
اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مَعَ الْآلِ وَالْاَصْحَابِ وَالتَّائِبِ اٰمِیْن (دقیقہ اشارۃ) طریقہ

نکتہ
تشبیہ سلاطین
...

ملوک وسلاطین کا ہے کہ جب کوئی اپنے لشکری یا رعیت کو اپنے دربار خاص مین مخصوص
کرے اوس کی فضیلت کو حد کرتے ہین اور اوس کو بلواتے ہین اور دوست رکھتے ہین اور
بعد حضوری کے نظر شفقت سے دیکھتے ہین اور غور کرتے ہین کہ اوس مین کوئی اوصاف
مانع دربار و مصاحبت کے ہین یا نہین۔ اگر نہ ہووے تو حکم کرتے ہین کہ اوس کو حمام مین
لے جاوین اور اچھی طرح غسل دیکر پاک و صاف کریں پس خادمین بادشاہ کے اوس کو حمام مین
لے جاتے ہین اور پاک وصاف کرتے ہین یہانتک کہ اوس کے جسم پر کچھ میل نہین رہتا ہے

پس حکم فرماتے ہین کہ اس کی داڑہی موچہہ کے بال حد شرع تک کترڈالین اور کوئی بال موئے اسکے جسم پر نرہے اور صورت اچہی نظر آوے۔ جب یہ سب معاملے طی ہوجاوین تو ثبوت حکم کیاجاتاہے کہ اس کو خلعت منقش پہنادین جس سے اعزازکلی حاصل ہو اوس وقت اوس کو لباس عمدہ مثل فرجی اور عمامہ اور فوطہ وغیرہ پہناتے ہین۔ اور اگراوس کوکسی طرف کا حاکم کرنا ہو اوسکو مازاد خلعت عامہ وخاصہ کے تاج بہی دیتے ہین اور ڈنکہ ونشان وغیرہ لوازم امارت عطاکرتے ہین اور امتیازات کثیر کے ساتہ اعزاز بخشی فرماتے ہین اس قدرکہ تعداد اوسکا نہ کرسکین۔ اور وہ شخص اپنے دوستون سے ظاہر کرتاہے کہ حضرت سلطانی سے ایسی ایسی سرفرازی مجکو ہوئی ہے اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ اَنْعَمَنِیْ بِهَا لَا تُحْصُوْهَا یعنے اگر شمار کرین اون نعمتون کو جو مجکو دیے گئے ہین شمار نہ کرسکوگے پستر اسرار سلطانی پر اوس کو اطلاع دی جاتی ہے۔ وہ اسرار دو قسم پر ہوتے ہین۔ یک اسرار ملازمت اجرائی احکام اور اوامر مملکت مین۔ دوسرا اظہار جلال سلطانی اور تنبیہ مین اوس کے۔ اس امر سے کہ تو عاجز تہا اور مین صاحب جلال اور تو کمال محتاجی اور فقیری مین مبتلا تہا پس تجکو ضرور ہے کہ اپنے اور میرے حال پر ہمیشہ نظر رکہے۔ اگر ایسا نہ ہوگا مین تیرے رتبہ کو کم کرسکتا ہون اور خدمت سے معزول اور معتوب ایسا ہی شیخ بزرگ رضے اللہ عنہ اقطاب کو اشارہ فرمایا ہے اپنے قول کسانی مین واسطے تقدم سلوک اور تخلیہ نفس اور طبع اور دہونے کے کیونکہ وہ میل اور نجاستین ایسی ہین کہ واجب کرتی ہین دوری کو مجالست باخدا سے اس لئے کہ ذات اوس کی پاک ہے سواے پاکی کے قبول نہین فرماتی ہے چنانچہ قرآن مجید مین اَلطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثَاتِ وارد ہے۔ پس ضرور ہے کہ سالک پہلے طریق وصول پر چلین کیونکہ حق تعالے کسی عوام کو اپنی توفیق سے تحقیق کی طرف نہین کہینچتا ہے۔ پس اول سلوک نجاست ناسوت خسیس سے نکلنا ہے وہ نجاست متابعت خواہش طبع کی ہے اور

نہایت ... (marginal note, partly illegible)

اوس کے لیے جاے آتش کی مقرر ہے۔ اور یہ نکلنا اوس سے منحصر ہے توبہ اور رجوع
الی اللہ پر۔ اور وہ اتباع شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی نماز و روزہ وغیرہ
فضایل عبادات ہین۔ پستر آداب طریقت ہے اور وہ مانند اوس کے ہین جیسا کسی نے
داڑہی موچہین کترا کر بموجب حکم شریعت کے چہرہ اپنا درست کیا۔ پستر آراستہ
باخلاق الٰہی بقدر استعداد اور مرتبہ کے ہوا یہانتک خداے تعلے سماعت اور بصارت
اوسکی ہوجاے اور آلہ کلام اوسکا بنجاے۔ اور کوئی ارادہ اوس کی باقی نرہے سواے
ارادت خدا تعالے کے۔ پس یہ آراستگی مثل لباس خلعت اور عمامہ اور تاج کے ہے
اور اس مرتبہ مین بتمامہ وجود بقا باللہ حاصل ہوجاتا ہے۔ اور یہی مناط اہل کمال اور رجال
وابطال کا ہے چنانچہ تفصیل اس کی ابہی ضمن قول اَنَا الْبَازِیُّ کے کرچکا ہون۔ لاکن
یہ ترقی بدون اطلاع اسرار کے باقی نہین رہتی ہے۔ اور وہ اسرار شہود جلال الٰہی اور لحاظ
عبودیت اور تذلل لازم عبدیت کے ہے۔ اور اسی کی طرف حضرت سید الطایفہ جنید بغدادی
رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا اشارہ فرمایا ہے اَلرَّبُّ رَبٌّ وَاِنْ تَنَزَّلَ وَالْعَبْدُ عَبْدٌ وَ
اِنْ تَرَقّٰی پس واسطے بقاء ترقی کے ملاحظہ عبودیت کا ضرور ہے یہانتک کہ امر دائمی ہوجاے
اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے
کہ آپ کو شب معراج اللہ تعالے نے اختیار اس منصب کے لئے خبر فرمایا اس لئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْعُبُوْدِیَّۃُ ھِیَ اللَّایِقَۃُ بِالْعَبْدِ اور فرمایا اَشْھَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ انشاء اللہ تعالے یہ بیان ضمن
قول وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ قریب آئیگا۔ اور یہ کلمہ مبناہی سلوک سے اور کئی باربیان
اس کا ہوچکا ہے۔ لاکن محافظ بندہ کا خلل سے یک عمل ہے قصد پر اس کے۔ اور دوسرا احتراز عمل
مباح سے۔ اور اسی طرف اشارہ فرمایا ہے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب (جلاء الخاطر)
مین عَلَیْکُمْ بِالْعَزِیْمَۃِ وَالْاِعْرَاضِ عَنِ الرُّخْصَۃِ مَنْ لَزِمَ الرُّخْصَۃَ وَتَرَکَ الْعَزِیْمَۃَ

جبنٌ علیہ من ھلاك دینہ ۔ العزیمۃ للرجال لانہا ذنوب الاخطار والاشق والامن ۔ الرخصۃ للنسوان لانہ الاسھل ۔ علیك بالصف الاول فانہ صف الرجال ۔ و فارق الصف الاخیر فانہ صف الجبان ۔ یہان عبارت مذکور تمام ہوئی ۔ مصنف کہتا ہے کہ دیکھا گیا ہے کہ صف نامردون کی اکثر دشمن عقب سے نا معلوم گرفتار کر لیتا ہے ۔ اور اس لئے حدیث شریف مین وارد ہے اِنَّ الذِّئبَ اِنَّمَا یَاْخُذُ النَّعَمَ البَعِیدَۃَ مِنَ القَطِیعَۃِ اَوِ الَّتِی عَلٰی نَاحِیَۃٍ خَلفَ مِنهَا یعنے بھیڑیہ نہین پکڑتا ہے مگر وہ بکری کو جو مندہ سے دور ہو یا یکطرف پیچھے تمام بکریون کے ہووے ۔ پس صوفی وہی ہے جو جنگ کرتا ہے نفس وخواہش سے صف اول مین ۔ بلکہ صوفی کا نام صوفی اس لئے ہوا کہ وہ اہل صف اول سے ہے اور وہی شخص صاف ہوتا ہے تعلق سے رَبَّنَا زِدنَا قُوَّۃً فِی مُحَارَبَۃِ النَّفسِ وَالھَوٰی فِی الصَّفِّ الاَوَّلِ لِنَکُونَ مِنَ الَّذِینَ فَازُوا بِالحَقَایِقِ الحَقِیقِیَّۃِ پس سے طالب اختیار کر جنگ صف اول کا حضور کلی سے روبرو بادشاہ کے نزدیک کر دینگے تجکو روبرو بادشاہ کے اون چیزون سے جو اون کے نزدیک ہے وجود و قوت سے پس نہین باقی رہے گی کوئی چیز اون سے ۔ پس ضرور ہے کہ سالک کوشش کرے کہ اہل صف اول سے ہووے کیونکہ سَبَقَ المُفَرِّدُونَ السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ اُولٰئِكَ ھُمُ الفَائِزُونَ (بیان المعنے) جب تو نکلا پردہ سے موانع علایق کے واسطے وصول کے طرف اوس کے جو پناہ عالم کی ہے پس چاہیئے کہ مسافات سخت اور راہ دور کو طی کرے اس حیثیت سے کہ ظاہرن سے پہاڑین نفسہ کے اور ٹیکریون سے ریتون خواہش ردیہ کے تجاوز کرے ۔ یہانتک کہ ہر حقیقۃ مین امداد ربانی سے کوشش بلیغ کرے ۔ اور اعانت الٰہی سے زمانہ دراز صرف کرے اوس وقت پہونچیگا تو باب مراد کو ۔ پس واقف کرے کہ طالب تصحیح کل اجازت ارادہ سے بعد قطع کل کے تمام جزئی سے ۔ پس کہا جائیگا اِنَّكَ قد [illegible] نعلیك ۔ اِنَّكَ بِالوَادِ المُقَدَّسِ طُوًی ۔ پس جان تو کہ طرف پروردگار

تیرسے انتہا ہے اور تو ارادہ کرنا سابق تر مقصود کی یعنے فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ مِنَ الْوُجُودِ
وَالْإِرَادَةِ یعنے چاہیئے تجکو دونعلین وجود اور ارادہ کی اپنے پاؤن سے نکالے پس پہونچیگا تو
اوس چیز کو جو آنکہین نہین دیکہین پہر جسوقت بسبب تخلیہ تمامی تعلقات کے کوئی ارادہ
باقی نرہے کہے تو لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَاسْتَسْلَمْتُ فَاَخَذَنِيْ يَدُ الرَّحْمَةِ وَنَادَانِيْ
مُنَادِي الْعِنَايَةِ اِنَّكَ لَدَيْنَا الْيَوْمَ مَكِيْنٌ تُخْرِجِيْ الْاَمْرَ الْاَكْبَرَ وَجُعِلْتُ خَازِنًا لَهٗ وَ
اَجْلَسَنِيْ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ بِاِقْتِدَارِهٖ وَاِخْتِيَارِهٖ وَشَرَّفَنِيْ بِخِطَابِ النِّيَابَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ
خُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ فَكَسَانِيْ خِلْعَةَ الْاِمَامَةِ الْكُلِّيَّةِ وَالسَّلْطَنَةِ الْعَامَّةِ
التَّامَّةِ الْمُشَارِ اِلَيْهِ مَا تَقَدَّمَ عَلٰى جَمِيْعِ مَنْ سِوَى الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ
الْمُسَمَّاةُ بِالْخِلَافَةِ حَالَ كَوْنِ تِلْكَ الْخِلْعَةِ مُطَرَّزَةً بِطِرَازِ الْعَزْمِ وَالدَّوَامِ مِنَ الْاَزَلِ
فَاسْتَقَمْتُ بِمَا اُمِرْتُ اِسْتِقَامَةً دَائِمَةً فِيْ ظِلِّ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلٰى طِبْقِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ - اور یہ وہ چیز یعنے وہ کلام ہے جو
وارد ہوا وقت مخاطبہ رضی اللہ عنہ کے بکلمہ اِنِّيْ اٰمَنْتُكَ مِنَ الرَّدِّ بِحَقِّيْ عَلَيْكَ اَلْيَسْ
فَبِصَادِ ذَرَاعَيْهِ بِدَائِنِيَادٍ پس واقف ہو تو توکل پر طرف سے خدا تعالے کے جیسا کہ شیخ
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے وَاُعْطِيْتُ وِلَايَةً فِيْ مَقَامِ النِّيَابَةِ وَهُوَ فِيْ ظِلِّ قَوْلِهٖ
تَعَالٰى فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یہ ماوہ توکل کا سوا اوس توکل کے ہے جو طرف سے
بندہ کے ہوتا ہے - بلکہ یہ توکل وہ ہے جو شرف دیا گیا بندہ اللہ تعالے کی طرف سے - پس
اول مین ارادہ بندہ کا ہوتا ہے - اور یہ بغیر ارادہ اوس کے ہے - پس بنظر اس کے مراد
عزم سے وہ عزم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیے گئے تہے - درحقیقت وہ ازل سے
خدا تعالے کے تہا - اور یہ بہی وہی مراد ہے ظل مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بطراز عزم واللہ ولی الرشاد - اور جو شیخ رضی اللہ عنہ بعد اَكْسَانِيْ الْمُهْلَةَ بِطِرَازِ عَزْمٍ
اور بعد اس کے توجہی فرمایا مراد یہ ہے اَلنَّبِيُّ التَّاجُ الْمُكَلَّلُ بِالْجَوَاهِرِ الْفَائِقَةِ الصَّافِيَةِ

لنا شبۃٍ من التجلیات الذاتیۃ السبحانیۃ التی لا یدرکھا الابصار واکملنی فی کل ذلک بکمال تام فی ظل جدی الذی ھو بدر الکمال۔ وکان ھذا التاج متضمنا لتیجان کثیرۃ فتاجی منشاہ کل تاج وخلعتی تویل کل خلعۃ کما ان ھذہ المرتبۃ لی حاصل فی ظل جدی الذی ربانی صلی اللہ علیہ وسلم ربیابتہ علیہ الصلوۃ کذلک لکل ولی انما اعطی المراتب فی ظلی و ربیابتی۔ اور یہ اشارہ صریحہ ہے زیادتی لفظ تیجان سے بعد قول و توجنی کے چنانچہ شیخ رضی اللہ عنہ مضمون اس بیت کا دوسرے قصیدہ مین فرمایا ہے فخرق الحجب والاکم اجمعھا لما کسانی تشریفی و تقطی۔ آخاصل عطا کرنا خلعات کا رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالی کی جانب سے بوسیلہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر ثابت ہے۔ پس قول منکرون کا غیر معتبر ہے بلکہ خلعات جو دوسرے اولیا کو بہت دیئے گئے ہین بوسیلہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے ہین چنانچہ (جلاء الخاطر) مین فرمایا ہے القوم ھم الذین ودعوا الخلق ظھورھم واقلوبھم عن الخلق لم یبق فی قلوبھم ذرۃ من الخلق ھم قیام معتدربہ ولہ ھم فی بسط کلی بلا قبض عز کلی بلا ذل عطاء کلی بلا حرمان اجابۃ کلیۃ بلا منع قبول کلی بلا رد فرح کلی بلا ترح قدرۃ بلا عجز قوۃ بلا ضعف نعمۃ بلا نقمۃ قد البسوا خلع الکرامۃ وسلم الی ایدی قلوبھم التوقیع بالتفویض والتمکین والتلوین صار التکوین فی ایدیھم کثیرا لاینفد ومعینا لاینضب کلما قوا ازدادتھم امنا کلما تاخروا قدمھم لھم قول مسموع وشفاعۃ مقبولۃ فوض الیھم ملک الدنیا والاخرۃ من وراء معقول الخلق یدعون فی الملکوت عظیما۔ یہان عبارت کتاب مذکور کی تمام ہوئی۔ پس جاننا چاہیئے کہ ہووے مراد کسانی سے آخر بیت تک بیان اول جذبہ کا جانب اللہ تعالی سے شیخ رضی اللہ عنہ کے لئے بہی اور ممکن ہے کہ ہووے تمام بیت بیان سلوک جنید بن کا اول ارسے آخر اوس چیز تک جو مشرف کیا ہے اونکو اللہ تعالی۔ پس مراد کسوت سے

کسوت توفیق ہے اور مراد عزم سے ابتدا اوس کی علی ہذا القیاس ترقی حضرت کی اول
امر سے آخر تک ہے۔ پس مراد تاج سے انتہاء سیر الی اللہ عزوجل ہے اور تائیدہی
سے اسپر یہ بات کہ کمال سالک کا علو حقیقی کی طرف اسفل حقیقی سے ہوتا ہے۔ اور آغاز
اوس کا اذکار جہریہ بحضور قلب ہے۔ قاعدہ اہل طریقت پر اور چشم پوشی غیر سے بالکلیہ بنفی
ظاہر و باطن اور ضرب مشہور اور منقول سالکین سے ہوتا ہے۔ پس جب ذکر جہر تمام ہووے
دروازہ دل کا کہلتا ہے اور چشمہ موج مارنے والا ذکر اسم اللہ کا ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ ذکر اسم کا مناسب
استعداد ہر سالک کے ہووے۔ بعد اس کے لطیفہ دوسرا موسوم بالنفسیہ کہولا جاتا ہے جب
وہ قوی ہووے اور طمانیت اوسپر حاصل ہو نور اوس کا دوسرے لطیفہ کو جو موسوم بروحیہ
ہے پہونچتا ہے۔ پستر تاکید اور تائید سے اوس کے باب سر کا کشادہ ہوتا ہے۔ اوس کے
کئی درجہ ہین۔ بعض اوس سے۔ لطیفہ خفیہ۔ اور بعض اخفی۔ اور بعض سر مطلق ہے۔ اور
ہر یک کو ان چہہ سے مقام مقرر ہین کہ وہ عارفین کے دلپر روشن ہین۔ انشاء اللہ تعالے
تحقیق اوس مقام پر تجکو بہی اطلاع ہووے۔ بنظر اس کے جائز ہے کہ کہا جاوے کہ لطائف
چہہ ہین۔ اور جائز ہے کہ کہین چار ہین اور وہ اس اخیر کی طرف یعنی روحیہ کی طرف اشارہ ہے (بدء الایمان
تصنیف شیخ بزرگ رضے اللہ تعالے عنہ مین اور وہ عبارت یہ ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَلْسِنَتَنَا
رَطْبَۃً بِذِکْرِکَ وَ نُفُوْسَنَا مُطِیْعَۃً لِاَمْرِکَ وَ قُلُوْبَنَا مَمْلُوَّۃً بِمَعْرِفَتِکَ وَ اَرْوَاحَنَا
مُکَرَّمَۃً بِمُشَاھِدَتِکَ وَ اَسْرَارَنَا مُنَعَّمَۃً بِقُرْبِکَ وَ مُؤَیِّدٌ لِدِیْنِکَ وَمِنْ ھٰذِہٖ
یعنے اس عبارت کریمہ سے بوجہا جاتا ہے تقدم لطیفہ نفسیہ کا لطیفہ قلبیہ پر بلکہ تمام امور مین
وقت آغاز کے تقدم اوسکا ہووے کو جائز ہے کہ وجہ تقدیم واسطے اہتمام کے ہووے آغاز مین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ یہ کلام
بیان لطائف مین مختصر ہوا ہے اس لئے واجب ہے اس بندہ پر بقدر علم اپنے بیان کرے
اور لازم ہے طالب پر سیر اوس کا اور طیر اوس کا اور علوم اور معرفت اوس کی کہ بعد
سلوک ان لطائف کے شرایط لازمہ کے ساتہ کیا چیز کی جاوے۔ وہ یہ ہے کہ جب لطیفہ مین

ذکر
عروج سالک بازنہ
در بیان لطائف ستہ

سالک سلوک ناسوت اور ملکوت اور جبروت اور لاہوت پر سلوک کرتا ہے مقصود اوسکا تمام ہوتا ہے ورگرنہ محتاج دوسرے سلوک کا ہوگا۔ اور یہ سلوک دوسرا ہے وہ کیا ہے اور کیونکر اوس کو پہنچے اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِی بِھٰذَا بِمَدَدِ الشَّیْخِ الْاَجَلْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاعَنَّا اس بیان من مین نے یک کتاب لکہا ہون نام اوس کا مرقوم رکھا ہون اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ (کِتَابٌ مَرْقُوْمٌ وَسِرٌّ مَخْتُوْمٌ خَتَامُہٗ مِسْکٌ) اصل تمام امر کا وہ کشف ہے کہ شرف دیا اللہ تعالے بندگان زاہد کو ایسے زاہد جو لذات نفس اور شہوت کو ترک کئے اور راہ خدا مین مجاہدہ فرماے اور سبیل رشاد کی ہدایت پاے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی شَانُہٗ لَبِالْمِرْصَادِ مِنْہُ الْمَبْدَءُ وَاِلَیْہِ الْمَعَادِ مگر اس زمانہ مین ہمتین لوگون کی گہٹ گئی ہین۔ اور نفوس زیادہ کار طعام لذیذ اور شہوتون مین مبتلا ہین بلکہ اکثر امین حلال اور شبہات مین تمیز نہین کرتے ہین۔ اور سیر و نشست اون کی شہرون مین اور گوشہ عبادت مین واسطے پیدایش مال حرام دنیا کے ہے۔ اور سرمایہ جمع کرنے حیلہ بدعون کے نکالنے مین امور ہمیشہ ایسے امور کرتے ہین۔ مگر وہ لوگ جنکو خداے تعالے توفیق نیک دیا ہے اور شیاطین کے ہات اور پنجون سے نکالا ہے۔ اور اون کو تربیت کریم اور ہدایت مستقیم فرمایا ہے۔ ایسے لوگ بہت کم ہین بلکہ ہزار مین یک ہے۔ اور مجہے اللہ تعالے ارشاد شیخ بزرگ سے ہدایت کیا طریقہ قادریہ علیۃ العالیہ مین وجوہ کثیرہ و طرق عظیمہ سے جو پہنچانے والے ہین خداے تعالے تک چنانچہ اکثر تصانیف مین اپنے مینے تہوڑا تہوڑا اون طرق سے اشارہ کیا ہون۔ اب چاہتا ہون کہ تفصیل اوس کی بیان کرون۔ گویا شرح اوس کی دستور ہے بیان حقایق مین۔ اور قانون ہے دقایق مین۔ اور راستہ روشن رہے اور ابتدا اور انتہا اوس کا آسان ہے گویا وہ قبض کے لئے بسط ہے اور مین اسطے اختصار کلام کے تو بہی تحریر ہون کو اختصار کیا ہون گویا اوس سے شراب سرخ موج مارتا ہے۔ پس کہتا ہون مین اوسکو وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقِ کیونکہ انسان مرکب ہے سہو و خطا سے۔ اگرچہ وہ حقیقت مین لنگ ہے مگر اعلی ہے

بیان اقسام امتثال اوامر

بیان قسم اول تقلید

تمام مخلوق سے کیون کہ وہ متحمل ہے امانت پروردگار کا ایسے امانت کہ جس کے اوٹہانے سے
پہاڑ ڈر گئے اور پارہ پارہ اور سرنگون ہو گئے ۔ پس وہ انسان نور مطلق اور سر تجلی
منور ہے انوار قدسی سے اور روشن ہے اسرار ربانی سے ۔ ظاہر مین تمام اسفل سے
سافل ہے گویا وہ اَسْفَلُ السَّافِلِیْنَ اور اَنْزَلُ الْمُتَنَزِّلِیْنَ ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سے مستثنیٰ کیا گیا ہے یعنے وہ لوگ جو ایمان صادق لائے اور عمل صالح کئے
خالصاً للہ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ یعنے وصیت کرتے ہین واسطے حق اور استقامۃ کے وَ تَوَاصَوْا
بِالصَّبْرِ اور وصیت کرتے ہین واسطے صبر کے ہمیشہ بنظر قضا و قدر کے ۔ اور یہ استقامۃ
اور استدامۃ اکثر حاصل ہوتی ہے امتثال اوامر و نواہی واردہ سے قرآن اور حدیث
شریف کے ۔ پس یہ امتثال چار قسم پر ہوتی ہے عام اور خاص اور خاص الخاص
اور اخص الخواص ہر قسم کی تفصیل مین باعث طوالت کتاب کا ہوگا مگر چونکہ مقصود شارح کا
اختصار ہے اس لئے اجمالاً بیان کرتا ہے کہ قسم اول تقلیدی ہے وہ محتاج ہے مجرد
سماع کا شارح سے اور وہ دو نوع پر ہے اَلْاَوَّل یعنے پہلا مجرد عقیدہ ہے بغیر پہونچنے کے نہایت
اعتقاد کو ہمیشہ بلکہ کبہی اعتقاد کرتا ہے اور کبہی ادنے چیز کے دیکھنے سے شک مین پڑتا ہے
خیال اور سماع اوسکا زائل ہو جاتا ہے اسکو تقلید فاسد کہتے ہین جیسا حال اون لوگون کا
تہا جو زمانہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے حاصل کرنے غنیمتون کے
اسلام لائے تہے ۔ اگر اونکو پرورش کرین قائم ہوتے تہے نہین تو نہین اس لئے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غنیمتین بہت اونکو دیکر تالیف قلوب فرمائے یہانتک کہ عقیدہ
سچا کئے اور اسلام پکا ہو گیا ۔ اس زمانہ مین عوام مین بہت لوگ اس قسم کے ہین اَلثَّانِی
یعنے دوسرا عقیدہ بالغہ ہے اس درجہ اعتقاد کو کہ پہر نمود اور رجوع اوس سے نہ کرین اگرچہ
اونکو تلوار سے کاٹین یا مقراض سے کترین کیونکہ وہ سچے اعتقاد والے ہین اور سچے اعتقاد
والا ہرگز نہین پلٹتا ہے پس وہ مومن حق ہے و مقلد تقلید صحیح اور اوسی شخص کی طرف اشارہ

ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جو فرمایا ہے عَلَیْکُمْ بِدِیْنِ الْعَجَائِزِ
اور ایسا مقلد اکثر تفصیلات کہتا ہے مستدل تزلزل پر چنانچہ اسی معنے سے مولوی روم نے
فرمایا ہے ؎ پاے استدلالیان چوبین بود ۔ پاے چوبین سخت بے تمکین بود ۔ پس مقلد ثانی
عجب نہین کہ مساوی ہووے اہل کشف اور رویۃ کو عدم عود اور رجوع مین ۔ مگر یہ کہ اَلْخَبَرُ
لَیْسَ کَالْمُعَایَنَۃِ اس مین جو تفصیل ہے شاید خداے تعالے تجکو نصیب کرے اوسپر اطلاع
اَلْقِسْمُ الثَّانِی یعنے قسم ثانی تقلید کا نام رکہا جاتا ہے ۔ تقلید استدلالی اور یہ بہی دو نوع پر
ہوتی ہے **الاول** یعنی پہلا نوع تقلیدی استدلالی کا وہ ہے کہ استدلال اوسکا صراط مستقیم
مستقر نہین ہوتا ہے ۔ یا بسبب ظہور خلل کے استدلال مین حیثیت سے صورۃ یا مادہ کے یا
کوئی وجہ سے یا کوئی شرط کے شروط سے ۔ یا بسبب عدم اطمینان قلب کے جو ظاہر ہوا آثار
ظلمات ناسوت سے ۔ اسلئے حق تعالے فرمایا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ
الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ ۔ وَالَّذِیْنَ اَصْحَبُوْا فَھُمْ فِیْ زَلْزَلَۃٍ مُتَرَدِّدُوْنَ ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ
نوع اول استدلال سے مانند قسم اول تقلید کے ہے ۔ اور یہ بہی بعید نہین کہ یہ فساد اور اشتراک
خلل اور تزلزل بعد آرام قصد واصلہ حدود سے اعتقاد دائمی کے ہو ۔ لاکن فرق درمیان
ان دونون کے یہ ہے کہ قسم اول تقلید کا باعتبار کیفیت کے فاسد ہے ۔ اور قسم اول
استدلال کا اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے لاکن بسبب عدم دوام اور عروض اضطراب کے مثل فاسد
ہوگیا ہے ۔ امید ایمان کی اس طرف نہین ہوتی ہے ۔ اَلثَّانِی یعنی نوع ثانی استدلال
کا استدلال بالغ حد اعتقاد ہے اس حیثیت سے کہ خلل اور اضطراب کوئی وجہ سے اوسکو
زایل نہین کرتا ہے یہانتک کہ اوسکو اطمینان نفس بغیر رویۃ اور کشف کے حاصل ہوتا ہے
جیسا کہ اہل کشف کلی اور ایضاح جلی کو ۔ مثال قسم اول ناسخ ہے احوال مین حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستارونکو دیکہا کہا ھٰذَا رَبِّیْ
اور جب اونکا استدلال بوجہ تام باکشف حقیقی ظاہر ہوا فرمایا اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ آخر آیۃ

تک۔ تعلیق سے اس توجیہ کے از روے تحقیق و غیر تحقیق کے جو آیۃ مین ہے یہ چیز معلوم ہوئی
ہے کہ اونکو استدلال بوجہ اقوی اول سے حاصل ہوا کہ جس سے اطمینان قلب ہوگیا اور اِنّی
وَجَّهْتُ وَجْهِیَ فرمایا۔ اور یہ تفسیر ثانی صلاحیت رکہتی ہے قسم ثانی کی۔ اور وہ چیز جو دلالت
کرتی ہے اس بات پر کہ اول استدلال ناظر تہا فساد کی طرف وہ وہ قضیہ ہے جو جاری ہوا درمیان
حضرت ابراہیم اور پروردگار کے چنانچہ فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ
تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ آخر آیۃ تک یعنی حق تعالے
نفی کیا ایمان کو اس استفہام مین جو حالت اضطراب مین واقع ہوا تہا باوجود اس کے کہ وہ
ابراہیم مع ذات وصفات اللہ تعالے کو یقین کرتے تہے۔ پس جب انبیا علیہم السلام اطمینان
کے لئے التجا کئے ہین تو حال استدلالیان کا کیا ہوگا۔ پس جس وقت صاحب دلیل برہانی
کو اطمینان حاصل ہوتا ہے مستقیم صراط مستقیم پر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اشارہ ہے اِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ مین۔ پس جو شخص اثبات رب اور توحید مین اوس کے کوشش یہان تک
کرے کہ اوس کو اضطراب اور عود کوئی وجہ سے باقی نہین رہے مگر جب اظہار قہر خدا ہوتا ہے
اوس کو سلب کر دیتا ہے اس لئے خاصان خدا خوف و رجاے مین رہتے ہین۔ اور اس مرتبہ کو
بعید نہین کہ مرتبہ اخیر ولایۃ کا کہین کیون کہ یہ حاصل ہوتا ہے خواص علما اور عوام اولیا کو
علما سے مراد یہان وہی اولیا ہین کہ درجہ آخر ولایت مین پہونچے ہین۔ اگرچہ وہ بنسبت
اہل تقلید کے دو نوع مین خواص سے ہین۔ شاید یہ وہی مراد ہوگی جو بعض صوفیہ کہے
ہین اِنَّ مَرْتَبَةَ الْاِجْتِهَادِ غَایَةُ الْوِلَایَةِ الْعَامَّةِ اور یہ بیان مقتضی ہے اس کا کہ
اولیا ء عام افضل ہین مجتہدین سے اور اکثر مجتہدین جو جمع کئے گئے ہین فضایل ظاہرہ اور باطنہ
مثل ابی حنیفہ اور شافعی رضے اللہ تعالے عنہما وغیرہ سے کیونکہ وہ مرتبہ ولایۃ مین اخص بلکہ اخص
الخواص ہین۔ الحاصل رتبہ اجتہاد کا منتہی ولایت عامہ کا ہے اور ابتداء ولایت خاصہ کا۔
اور اسمین جو تفصیل ہے صدور صافیہ سے مخفی نہین ہے وَاَمَّا الْقِسْمُ الثَّالِثُ وَالرَّابِعُ یعنی

قسم تیسرا اور چوتہا تعلیم کا مرتبہ ولایت صاعدہ ہے یعنے اس مرتبہ مین عموم سے خصوص کی طرف ترقی ہوتی ہے۔ اور اس مین کئی درجہ ہین اگر خدا تعالے نصیب کرے ضمن قول وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ بیان کرونگا۔ لاکن یہ مرتبہ بعد تجلی بشریعت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیمات حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ بات ہمکو علم باطنی سے جو سینہ بسینہ شیوخ سے با تعلیم روحی سے اونکے منقول ہے پہونچی ہے۔ اور یہ ارادت تعلیم سے خدا تعالے کے بندونکو حاصل ہوتی ہے۔ اور اول اس علم کا قول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے کہ زبان اس سے تر ہوتی ہے چنانچہ مروی ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ اَقْرَبَ طُرُقٍ اِلَی اللّٰهِ یعنے اے رسول اللہ کے مجکو نہایت نزدیک راستہ خدا کا سکہلاؤ حضرت نے فرمایا غَمِّضْ عَیْنَاكَ وَقُلْ یعنے دونو چشم تیری کو بند کر اور کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اس ذکر کے لئے ضربین اور شرطین بہی ہین زبان اور دل کے لئے۔ یعنے زبان کے لئے یہ ہے کہ حضور کلی کے ساتہ حروف اور کلمات صحیح اوستاد کامل سے سیکہہ کر پڑہے۔ چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہے لَا یَزَالُ السَّالِكُ رَطْبًا بِذِکْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنے ہمیشہ سالک تر زبان رہے ذکر خداے بزرگ سے۔ اور حقیقت تر زبانی کی یہ ہے کہ زبان مثل درخت کے ہے آب اوسکا حضوری دل ہے۔ اور جب دل حاضر ہو درخت زبان کا برگ اور ثمر طوبی جنت کا لاتا ہے اور پیڑ جہاڑ جڑ و بن کے مضبوط ہوتے ہین۔ اور لطایف جو شکل انسانی مین ہے وہان تک پہونچتے ہین جو انتہا ہے۔ اور اسی نوادرات سے انسان سر الٰہی شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ حق تعالے فرمایا ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّهٗ اور دل انسان کا انہین نوادرات کی وجہ خانہ خاص پروردگار کا ہے چنانچہ مروی ہے کہ جب موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام حق تعالے سے پوچہے یَا رَبِّ اَیْنَ اَطْلُبُكَ یعنی اے پروردگار تجکو کہان ڈہونڈہون ارشاد ہوا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِاَجْلِیْ یعنی نزدیک اون لوگون کے کہ جنکا دل میرے لئے ٹوٹا ہوا ہے یعنی دل شکستہ وہی ہے کہ جو

بیان حقیقت وغیرہ لطائف ستہ

تعلقات واہیہ دنیوی اور لذات نفسانی سے بالکلیہ توٹا ہوا ور پردۂ ظلمانیہ اور نورانیہ تمام تصفیہ سے لوازم بشری کی آنکھہ سے محو کیا ہوا ور بالکل درمیان سے فارغ ہو کر مخدع اور محل سر حق تک پہنچا ہو۔ انشاء اللہ تعالے بیان اسکا ضمن قول والمخدع مقامی بیان ہوگا۔ پس یہہ لطائف انسانمین آغاز درجہ نبوت اور اسرار الٰہیہ ہین۔ پس اسکو یاد رکہین کہ حقیقت لطائف کو بہی شرح کرتا ہون اور وہ لطائف جو اول درجہ کہا گیا ہے دو طریق پر ہے یعنی از روے لغت کے اور اصطلاح کے۔ کیونکہ لطایف جمع ہے لطیفہ کی جو وہ مشتق ہے لطافت اور لطف سے۔ اور وہ لطف اگر جانب خدا تعالی سے ہوا وسکو توفیق اور عصمہ اور رفق اور رافت کہتے ہین اور اگر جانب بندگان سے ہوا وسکو مرحمت اور احسان اور کرم کہتے ہین۔ پس لطیفہ بمعنی سخن تابر یک وسخن پوشیدہ ہے پس یہہ لطیفہ لغت ہے واسطے مونث کے اور اصطلاح مین جو مواضع کہ نزدیک قوم کے مقربین اور اوسمین حق تعالے اذکار اور انوار اور اسرار ظاہر کرتا ہے اوسکو لطایف کہتے ہین قریب ہے کہ اسکی تفصیل آئیگی۔ تپہر جاننا چاہئے کہ اگر لفظ لطایف کا ماخوذ لطف سے ہو بمعنی اوسکا عصمت ہوتا ہے۔ پس لطیفہ یا بمعنی مفعول کے ہوتا ہے مراد اوس سے موضع ملطوف اور مامون وساوس شیطان رجیم سے لیتے ہین۔ یا بمعنی فاعل کے ہوتا ہے مراد اوس سے موضع عاصم للانسان غرق سے در ورطہ نفسانی اور شیطانی کے کہتے ہین۔ اگر وہ لطیفہ مشتق لطف سے ہو بمعنی توفیق ہوتا ہے۔ ایسا ہی موضع موفق بالخیرات للانسان یا موفق بمعنی ذی التوفیق بالخیر والبرکۃ ہوا وسکو لطیفہ کہتے ہین۔ اور ممکن ہے کہ وہ لطیفہ ماخوذ لطف سے بمعنی رفق ورافت کے ہووے۔ اور ہم کہتے ہین کہ اگر یہہ لفظ ماخوذ لطیف کلام سے ہو بمعنی پوشیدہ کے ہے کیونکہ لطیف بمعنی پوشیدہ کے ہے۔ پس جو لطیفہ بمعنی غامض یعنی پوشیدہ ہے مراد اوس سے پوشیدہ مکان یا پوشیدہ از ادراک ہے اور یہہ وجہ حسن ہے۔ پس لطیفہ نام موضع کا ہے یا ذکر کا جو یکجائی کیا جاتا ہے۔ بہر تقدیر وہ جاے کہ جسمین کوئی وجہ تکلیف نہ ہو لطیفہ کہتے ہین۔ جب یہہ بات تجہکو معلوم ہوگئی جان لے کہ لطائف چار ہین جو کلام شیخ بزرگ سے سمجہا جاتے ہین یا چہہ ہین جو جسم مین یک نفسیہ دوسرا قلبیہ تیسرا روحیہ چوتہا سریہ پانچوان خفیہ چہٹا اخفیہ اور بعض نے سات کہا ہے وہ چہہ لطیفہ مذکور اور یک لطیفہ قالبیہ ہے۔ اور راقم کا گمان یہہ ہے کہ

یہہ لطیفہ انعکاس سے اصول لطائف کے ہے پس مشہور چہہ ہین اور کلام شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ سے چار ظاہر ہوتے ہین۔ لاکن لابد ہے کہ ارادہ کیا جاوے سر سے اسکے دوام پر پہلا اوس سے جامع ہے تین جہات کو پہلا اور دوسرا اون تین سے متوسط ہے اور تیسرا انہایت منتہیٰ ہے اور وہ نام رکہا جاتا ہے اخفی پس کلام مین شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے سر سے مراد مرتبہ جامعہ ہے ان تین کا اور کلام مین اون کے جو لطائف ستہ کہتے ہین اونکے نزدیک سر مرتبہ پہلا ہے تین مذکور سے۔ حاصل کلام ہر یک مرتبہ کو اون تین سے باعتبار غلبہ ظہور کے مکان ہے جو ارادہ اللہ مین بستہ اس مکان کی ودیعت کی گئی ہے۔ پس اول لطائف لطیفہ نفسیہ ہے کیونکہ وہ منشا انسلاط اور ارتباط کا ہے درمیان تسفل اور تعلی کے چنانچہ قریب ہے معلوم کریگا۔ اور مکان اسکا دایرۂ ناف مین ہے از روے فوق و تحت کے طریقہ پر احاطہ خط دایرہ کی تمام حاطہ کو اپنے مع مرکز۔ اور وجہ مناسبت درمیان ان دونوں کے کہ ناف اشارہ ہے ڈوبنے سے نفس کے ورطہ نفسیہ شہوات مین اس لئے حق تعالے منبع شہوت اور الہ شہوت ودیعت کیا ہی نیچے مقام نفس کے اور اوسکے مقابل مین جانب پشت مخرج کیا ہے۔ یعنی پشت مردون کیلئے وہ خزانہ منی کا ہے اور ترائب یعنی استخوان سینہ جو معدن منی کا ہے اوس سے قریب ہے اور اوسی کے نزدیک مجمع ہے پلیدی اور دل اور باقی قوت مجامعت کا۔ لاکن چونکہ یہہ جہت سفلی ہے نفس سے اور جہتہ علو اوس کا حسب مقتضائے کبر دعوے کمال طرف کمال اور تعلی کے ہین جو مقتضا استعداد اوس کا یہہ ہے کہ ترقی کرے اس لئے حق تعالے اوس مقام کو برزخ کیا ہے درمیان تسفل اور تعلی کے۔ گویا انسان مین دو نہر جاری ہین یک فُرَاتٌ عَذْبٌ دوسری مِلْحٌ اُجَاجٌ یعنی یک آب شیرین کی اور یک آب شور کی اور ناف جو محل نفس ہے بموجب حدیث نَفْسُكَ الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْكَ کے وہ مثل موج ہے کہ اوسکو دو رو ہین یک رو طرف آب شیرین فرات کے اور یک رو آب نمکین تلخ کے پس نفس کبہی ڈوبتا ہے بہو نسرہ آب شور مین مثل فرعون کے اور نہین ایمان لاتا ہے مگر بعد نا امیدی کے سطوت سے ملک اپنے۔ اور یاس سے دیکہنے عذاب مجاہدہ کے غلبات علامات سے اپنے پس کہتا ہے اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ اٰمَنَتْ بِہٖ القلب والروح۔ پس جب مہلت پاتا ہے کہتا ہے اَنَا اللّٰہ کی

الا انا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کیونکہ جب وہ پہچانا او سکو علم اکراہ سے اور مکر کو اوسکی امید کرتا ہے اس مکان مقربین اپنے يُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ یعنی معالجہ کرے اطوار دشمنون کو دفع کے لئے۔ اور اس معالجہ کو بہت اسباب ضرور ہے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اختیار کیا گیا ہے بجالانا اوس کا رکوع وغیرہ لوازم نماز سے کیونکہ وہ نفس جہک جاتا ہے جہکانے سے یکبائی کے۔ گویا انسان رکوع مین اوندھا ہوجاتا ہے اس لئے وقت قیام کے ناف پر ہاتہہ رکھتا ہے اور یہہ اشارہ ہے اسبات سے کہ معاند اور مخالف مقید و معین کردیا اور ہاتہہ پر ہاتہہ جو کشادہ انگشت رکھتا ہے اوس سے نقش اسم اللہ کا پیدا ہوتا ہے اور وہ اشارہ کرتا ہے کہ ہمنے اسکو نقش اللہ سے دوبار منہدم کردے اور اسکی شوکت کو توڑ دے اور اسکی آتش کو بجہا دے۔ ایساہی پہلے وقت تحریمہ جو ہاتہون کو کان تک لیجاتے ہین اور بنداء اللہ اکبر اونگلیون سے نقش اسم ذات تبلاتے ہین گویا آگاہ کرنا ہے بزرگی حضرت حق تعالے اور تذلیل نفس مدعی انانیت سے۔ اگر ایساہی رموز و اشارات نماز کے جو مجہہ بندہ پر منکشف ہوا ہے فیض الہی سے اگر وہ بیان کیا جائے کتاب طول ہوجائے گی اس لئے مین اسی پر قصر کرکے کہتا ہون کہ جیسا اہل شریعت نماز اختیار کئے ہین ویساہی اہل طریقت نے نفس کشی اختیار کئے ہین۔ اپنے نفس پر نظر رکہکر تصور کبریائی ذات پروردگار کو یک صفت صفات قہارتی اور ستاری سے اوس کے خیال کرتے ہین اس طریق مین اولے یہہ ہے کہ تصور ذات کا صفت جامع مین یعنی الوہیہ جامع جمیع صفات کا مین کرین اس لئے مین نے ذکر لطیفہ نفسیہ مین تصور اسم ذات یعنی لفظ اللہ کا بتصور معنی اختیار کیا ہون طریق احسن یہہ ہے کہ شیخ نے مرید کو اس طریق پر تعلیم کرے جیسا کہ کاغذ قرآن مجید پر طلا و سرخی امیز سے مجلی اور روشن لکہتے ہین مرید نے جب ملاحظہ اس کا کرے اوس وقت اوس کی وہم مین سطح دایرہ ناف پر مرکز اوس کا جم جاتا ہے خواہ یک نقش سے ہو یا نقوش کثیرہ سے اوس طریق پر جیسا کہ ملحوظ اوس کا ہے۔ لاکن لازم یہہ ہے کہ تصور کرے سطح مکان اوس دشمن کا میاد ہے۔ اور خیال کرے ہر روز کہ یہہ دشمن کی آتش بجہ جاتی ہے اور سطح نشست اوسکا رغبت کرتا ہے طرف نور سفید کے

لاکن یہہ بہی شرط ہے کہ یہہ معاملہ مراقبہ مین تبدیل اخلاق ردیہ کے ساتہہ ہووے ۔ افضال الہی سے بنظر اسکے کہ وہ اسپر قادر ہے یعنی وہ تبدیل اخلاق یہہ ہے کہ حسد اور بخل کو نکالے اور بعوض اوس کے جود وسخا کو داخل کرے ۔ حاصل کلام یہہ ہے کہ حب دنیا درمیان سے نکالدے یہانتک خدا تعالی نصیب کرے پہنچنا اسکا چشم سے ۔ جب کسیکو یہہ ذکر تمام ہوتا ہے مرتبہ مراقبہ اوس کا حاصل ہوتا ہے کہ تمام تعلقات سفلی سے پلٹ جائے اور پیروی اسرار عالیہ فی العروج وتعلی حاصل کرے ۔ اسوقت ہو جاتا ہے مثل باغی کے جو توبہ کیا بعد معاینہ کرنے برائیون کی آنکہہ سے لاکن برائیان اور مکر اوس نفس کے ظاہر نہین ہوتے ہین اس لئے رجوع کرتا ہے امداد دل کی طرف اور اسکو دو جہت ہین ۔ یک جہتہ جامعہ محیطہ تمام لطیفہ کا جیسا کہ حدیث اوسکی قریب آئے گی ۔ اور جہت دوسرا جامعہ منفردہ ہے اور اسیوجہ سے لطیفہ قلبیہ دوسرے تمام لطائف کے مقابل شمار کیا جاتا ہے ۔ پس ہر لطیفہ مین مقصود تلطیف نفس کی ہے ۔ پس اس مراقبہ مین نفس لَوَّامَۃ ہوتا ہے اور قلب وروح مین مُلْہِمَہ ۔ اور جب لطیفہ سری کو پہنچتا ہے مُطْمَئِنَّۃ ہوتا ہے اوسوقت اوسکو کہا جاتا ہے یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَۃً مَرْضِیَّۃً اور مقصود کلی اس سے تلطیف علی وجہ ابلغ ہے اور مناسبت بین لطیفہ نفسیہ کے اس مقام مین وجوہ دوسرے ہین جو دلمین آتے ہین لیکن قلم نے اجازت اسکی تحریر کی نہین پاتا ہے اور اجمال اسکا رجوع کرتا ہے بیان خلقت آدم اور حوا علیہما السلام کے طرف ۔ شاید خدا تعالے بفضل احسان اپنے مجہے لکہنا اوس کا نصیب کرے (اَللَّطِیْفَۃُ الثَّانِیَۃُ اَللَّطِیْفَۃُ الْقَلْبِیَّۃُ) بیان لطیفہ قلبیہ یہہ ہے کہ بوجہ اس کے ظلمات نفسانیہ بہت اوٹہتے ہین اور ہجوم کرتے ہین اور اسی لئے گناہ کار اور کافر دل کو بائین طرف منسوب کرتے ہین اور اَہْلُ الشِّمَال کہتے ہین اور قلب بہی اسی طرف رکہا گیا ہے اور بسبب اس کے کہ قلب ذو جہتین ہے یعنی یک جہت اوسکا ناسوت کی طرف اور دوسرا ملکوت کیطرف ہے ۔ حدیث شریف مین آیا ہے فِی الْقَلْبِ بَیْتَانِ فِیْ بَیْتٍ مَلَکٌ وَفِیْ بَیْتٍ خَنَّاسٌ یعنی دل مین دو گہر ہین یک مین فرشتہ ہے اور یک مین شیطان ۔ پہلے کی وجہ نیک خیالات پیدا ہوتے ہین دوسرے کی بسبب بدخیالات آتے ہین ۔

پس پرورش پاتا ہے نفس اس لطیفہ مین قوی تر تربیت سے اول کے ۔ اور جائے قلب بہی گوشت پارہ صنوبری ہے ارادہ اللہ سے اور اسمین نادر اور شریف کمالات رکہے ہین ۔ مقام اسکا بائین چوچی کے نیچے ہے ۔ صورت لطیفہ قلبیہ کی بہی مضغہ مصورہ بشکل برگ شجر صنوبر ہے ۔ حقیقت امر اسکی متعلق ہی کشف سی ۔ پس کوئی وجہ سے کسی پر کشف ہوتا ہے اور کوئی وجہ سے کسی پر کشف نہین ہوتا ہے اس لئے حقیقت اس کشف کی نہین کہتا ہون کیونکہ ممکن ہی کہ میری غیر پر دوسری طرح میرے کشف کے اوسکی استعداد کے موجب کشف ہوا ہو ۔ اور یہہ بیان بموجب اس قاعدۂ مقررہ کے ہے ان اللہ تعالی علی قلب ابن آدم نظرات یعنی خداتعالے کو دل فرزند آدم پر کئی نظر ہین ۔ اور یہہ نظرات عبارت ہے تجلیات غیر متناہیہ سے اور یہہ تجلیونکو ہر ایک بقدر استعداد لیتا ہے جیسا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارادہ اللہ مین ہر تخلیق خلق کے لئے تجلیات ہین ۔ اور وہ تجلی ہر ایک کو بقدر استعداد اوسکی واقع ہوتی ہی چنانچہ جسکی صدر پر وہ تجلی ہوئی وہ دنیا مین عالم ہوتا ہے ۔ ایسا ہی ہر محل کی تجلی کی تاثیر جدا ہوتی ہین ۔ حاصل کلام یہہ کہ ہر شخص کو تجلی بحسب مناسبت حال اور قدر استعداد اوس کے ہوتی ہی ۔ اس لئے معارف اور اسرار ہر ایک کے مختلف ہوتے ہین ۔ بیان اس کا بہت طول ہے ۔ شاید خداتعالے اپنے فضل سے مجہے روزی کرے ۔ تفصیل اسکی قریب ہے کہ آوے گی اور جو حدیث شریف مین وارد ہے انا عند منکسرۃ القلوب لاجلی ۔ وقلوب المومنین عرش اللہ تعالی اور سوائے اس کے اور احادیث ہین جو دلالت کرتے ہین عظمت قلب پر مراد اوس سے حقیقۃ جامع قلبیہ ہے اور جایز ہے کہ ہووے یہی پارہ گوشت بشکل صنوبری ۔ اور تسمیہ اوس کا عرش اور مانند اوسکی قبیل سے جوانمردی کے اور جو مکان لطیفہ روحی کا ہے وہ زیر پستان راست ہے مقابل مین محل لطیفہ قلبیہ کے اور مناسبت درمیان ان دونون لطیفون کے یہہ ہے کہ جانب راست محل ظہور برکات ہی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکہتے تہے آغاز سیدہے طرف کو ہر چیز مین یہانتک کہ نعلین پہلے سیدہے پانون مین پہنتے تہے اور قدم سیدہا پہلے اوٹہاتے اور رکہتے تہے اور اسی لئے مومنین اصحاب یمین نام رکہے گئے ہین ۔ فہم فی شغل فاکہون ۔ وہم عن اللغو معرضون

وعلی حضور اللہ تعالی یحافظون ۔ یعنی وہ مومنین اصحاب یمین اپنے شغل مین خوش وقت ہین اور بیہودہ چیزون
سے روگردان ہین اور حضوری اللہ تعالے کو نگاہ رکھتے ہین ۔ اور روح یک امر اللہ اور پہلی مخلوق خدا تعالے
کی ہے اور جامع ہے اسرار و انوار کے ہر ایک وجہ سے اور اوسکو جہت تسفل نہین ہے مگر باعتبار
دخول بدن کے وہ اسفل ہے اور اوسکی صحبت سے بدن کی تاثیرات ظلمانی اور نورانی ہین واللہ
علی کل شئے قدیر ۔ پس ہرگاہ پرورش پاتا ہے وہ قلب برزق ربک وہو خیر و ابقی سے سالک کو اس
تربیت سے عرفان حاصل ہوتا ہے اور تمام شرایط اس مرتبہ کے جمع ہوتے ہین اور نفس مین یک
لطافت ثانی حاصل ہوتی ہے اور صحیح و سالم ہوجاتا ہے اور اسلام لاتا ہے اور عالم امر کی طرف
صاحب جناح ہوتا ہے اور اوسکو عالم قدسی کیطرف مناسبت پیدا ہوتی ہے ۔ پس نظم کیا جاتا ہی
اوس کے لئے امر اور شامل ہوتا ہے اسرار صافیہ کو پہلے سے اذکار مناسبہ اور افکار لایقہ کے
اور اس تربیت سے اوسکے وجود پر رشحات نوریہ قطرات قدسیہ سے ٹپکتی ہین اسوقت تمام وجود
اوسکا روح ہوتا ہے ۔ پس سالک از روئے ذکر و فکر و حال و مقام و فنا و وصول روح مجرد ہوتا ہی
اور نورانیت اوسکی ایسی ہوتی ہے کہ سالک اوسکو کہتا ہے ہو ربی بکل شئے محیط اور نکل جانا اس
گمان سے بغیر مشاہدات شاقہ و ریاضات کاملہ کے نہین ہو سکتا ہے یہانتک کہ آسان ہوتی ہے
حقیقت ۔ مجمل اسکا وہ ہے جو صادر ہوا حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی سے کہ فرمایا سبحانی ما اعظم شانی
اور جب یہہ تجلی روحی دراز ہوئی اور وجود سابق معزول ہوگیا سوائے روح کے باقی نہین رہتا ہی
اس لئے جو مریدین حسب فرمان شیخ کے اوس کلام خلاف شرع سے ہتہیار چلائے اوسکا جسم نہ کٹا
بلکہ علی الرغم جنہون نے ہتہیار شیخ پر چلایا خود مجروح ہوگیا ۔ وجہ خاص اسکی یہی تہی کہ جسم اونکا
صفت روح کی پیدا کیا تہا اور روح کٹنے پہٹنے سے مبرا ہے کیونکہ وہ یک امر خدا تعالی کی ہے
اور ظاہر ہے کہ امر کو کوئی تلوار وغیرہ کاٹ نہین سکتی ہے ۔ تس پر جب شیخ نے ریاضات کاملہ
اور مجاہدات شاقہ کیا ۔ چنانچہ مشہور ہے حق تعالے اپنی مدد اور ارشاد سے اوس کو اس کمان سے
نکالا اور غلطی اپنی کمالن کی اوسپر ظاہر ہوگئی اور کہا کہ خدا تعالی منزہ ہے ایسے حلول و اتحاد سے

اور وہ وراء عقول بشر کے ہے اور ادراک کیسکا اوس کو نہین دیکھہ سکتا ہے اور وہ سبکو دیکھتا ہے
اوس حالین کہا انی قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی فالیوم اقطع زناری ولقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پس اللہ تعالی بزرگ ہے میرے احاطہ ادراک سے اور وہ وراء الوراء اور موجود اور باقی ہے
لیس کمثلہ شئی وہو السمیع البصیر اور یہہ تنزیہ ہے اوس کی قبیل تنزیہات سے تنزیہ متضمنہ
لتشبیہات نہین ہے کیونکہ وہ منتہی ہے مقید نہین بلکہ وہ مطلق ہے سبحان ربک رب العزت عما یصفون
اسمین جو تفصیل ہے وہ مقتضی ہے بسط کی - مین نے بطور نمونہ اوسکو مختصر کیا ہون جو اوسکو چکا
چکا اور جو نہین چکا نہ پایا - لیکن مکان لطیفہ سریہ کا وسط مین دو لطیفہ مذکور یعنی قلبی اور روحی
کے ہے - پس یہہ لطیفہ سری مثل مغز کے ہے چونکہ ہر چیز کو بلکہ ہر لطیفہ کو لباب ہوتا ہے اور وہ
نیچے آخر استخوان کے ہے استخوان صدر سے اور صورت اس استخوان کی مثل الف دال ہی ذات
بحث پر اور مناسبت درمیان سر اور اس مکان کے ظاہر نہین ہوتی ہے مگر کشف سی - کم وقت
بطریق ندرت کہا جاتا ہے کہ وسط ہر چیز کا خیار اوس کا ہوتا ہے - پس وسط صدر انسان کا عین
انسان اور وجود انسان کا ہے - پس یہہ وہ چیز ہے نزدیک خدا تعالے کے جو فرمایا ہے قول مین
الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک - اور شرح صدر بظاہر اخراج مواد ذمیمہ اور بلغمیہ
مظلمہ تہا - لاکن درحقیقت وہ انشراح باعتبار ظہور انوار خاص اور تجلی ذاتی تہا بعد تربیت تجلیات
اسمائیہ اور صفاتیہ کے اس لئے خدا تعالے برگزیدہ کیا حضرت کو برگزیدگی تام سے اور نکالا ظلمات
منکدرہ اور حجابات باریہ یعنی اینیک اور توریہ یعنی درمیانی - لان الملوک اذا دخلوا قریۃً
افسدوہا وجعلوا اعزۃ اہلہا اذلۃً - پس چاہئے کہ تمام مراحمات دنیا اور تکبر اور نفس امارہ اور قلبیہ
عرفانیہ اور روحانیہ مشاہدیہ کو واسطے سلطان ظہور اور نکات تجلیات کے لئے نکال دے تاکہ حق عزوجل
باقی رہے اور بموجب الرحمن علی العرش استوی حکم عام لمن الملک الیوم جاری ہووے اور
نداء عام للہ الواحد القہار بسطوات غیرت جواب دیوے اور بقیہ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک
ذو الجلال و الاکرام اور قبیلہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد اور شکر انا اللہ الذی لا الہ الا انا وجود کو اوسکے

باقی رکھے۔ پس اس حال مین میقات تمام وصول طالب کا عرفات تک ہوتا ہے اور طواف کعبہ کا اور ذبح ہدایہ اللہ کا ہوتا ہے اور نفس اس تلطیفات سے مطمئن ہوکر الی ربہا راضیۃ مرضیۃ رجوع ہوتا ہے پس مکان سر وہی عرش ہے جو اشارہ کیا گیا ہے الرحمن علی العرش استوی اور جو حدیث مین آیا ہی ان قلوب المؤمنین عرش اللہ تعالی باعتبار محاورہ عرشیہ کے ہی۔ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے فرمائے ہین

السیر سیر القلوب و الوصول وصول الاسرار اذا وصلت الاسرار صارت ملوکا وتصیر الجوارح اتباعاً وحواشی اذا وصل القلب الی الباب استاذن السر۔ اور معنی اس کلام کا انشاء اللہ تعالی قریب ظاہر ہوگا۔ اس مقام مین بحثین تحقیق طلب ہین۔ بیان اوس کا ضرور ہے تا طالبین کو علم تام باتم وجہ حاصل ہو

اللہم یسر و اکشف الحقایق انک علی کل شئے قدیر۔ البحث الاول۔ یعنی بحث پہلی تحقیق سر مین یہہ ہے کہ سر باعتبار اوس چیز کے جو ذکر کئے ہم نے وہ بطریق اوس کے ہے جو ہدایت کیا مجھکو اللہ تعالے طرف اوس کی کہ لطایف اوس کے چہار ہین۔ وصول اوس کا منحصر ہے لطایف سر میہ مین اور یہی امر مفہوم ہے کلام سے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے جو دعا مین فرمایا ہے اور یہہ جو کہتے ہین کہ لطایف کل چہہ ہین عدد رابعہ اوس کا سر ہے پنجم خفی ششم اخفی ہے۔ پس وہ سمجھے اثبات کو سر عبارت ہے مرتبہ ترقی روح سے اور خفی فوق اوسکی ہے اور اوسکی فوق اخفی ہے۔ پس اخفی اون کے نزدیک انتہا مرتبہ ہے اور راقم کے نزدیک خفی اور اخفی سر مین داخل ہین اور جو چیز مشہور ہے اور کلام مین شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ کے ہے وہ یک ہی ہے۔ پس جائے خفی کی ام الدماغ ہے اور جائے اخفی کی فوق اسکے اور یہہ مقام انتہا عروج انسانی کا ہے ازروئے کمالات کے جیساکہ ناف انتہا تنزل انسانی ہے ازروئے پستی کے۔ البحث الثانی۔ یعنی بحث ثانی یہہ ہے کہ بعض اہل کمال پر کشف ہوا کہ مکان لطیفہ نفسیہ کا وہی مکان ہے اخفی کا کیونکہ انانیت مقتضی ہے اس علو کی۔ پس اخفی بسبب ہونے منتہائے کمال کے مقتضی علو صافی کا ہے اور نفس بسبب ہونے اوس کے منبع خباثت علو نخوتی کا ہے۔ سبحان اللہ یعنی پاک ہے وہ پروردگار جو جمع کیا دو دریا کو

درمیان اس کے برزخ ہے یکدیگر اوس سے تجاوز نہین کرتے ہین ہذا عذب فرات وہذا ملح اجاج

لاکن حق وہ ہے جو سزاوار قبول ہو اور وہ مکان لطیفہ نفسیہ کا حلقہ ناف ہے ... جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور مفہوم ہوتا ہے
ہماری تقریر سے بہی کہ لطیفہ نفسیہ مین وہ جہتہ خباثت نفسانی مقتضی تسفل کو ہے اور نخوت مرتبہ ثانی ہے نفس کا اور اگرچہ
وہ مقتضی ہے علو کا لاکن یہہ علو مائل بدنارۃ وسفالتہ ہے کیونکہ خدا تعالی بزرگ غنی ہے شریک سے لا الہ الا ہو و
ہو علی کل شیء عزیز غالب لہ الملک ولہ الحمد والصلوۃ علی رسولہ محمد و آلہ۔ البحث الثالث تیسری بحث یہہ ہے
کہ سر مربی روح اور قلب اور نفس ہے واسطے صفوۃ کے اور اسی ... حدیث شریف قدسی مین وارد ہے کہ
الانسان سری وانا سرہ یعنی انسان سر میرا اور مین سر انسان کا ... کہ سر نہایت منتہی ہے
اور مرجع کل رفیق اعلی تک اس لئے شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ سے ... نقل کیا ہون مین السیر سیر القلوب
والوصول وصول الاسرار کیونکہ یہہ دونون لطیفہ ... مرجع دل قلب ہوا الحقیقت
الجامعتہ لجمیع اللطائف اور جو حدیث شریف مین وارد ہے ان فی جسد ابن آدم مضغۃ وفی المضغۃ قلب
وفی القلب فواد وفی الفواد خفی وفی الخفی اخفی وفی الاخفی انا معنی اسکا عبور بالسیر ہے اور کلمہ فی کو جو لایا گیا
ہے وہ تمام چیزون مین دلالتہ کرتا ہے احاطہ پر اور مشعر ہے اسبات پر کہ یہہ تمام مراتب لطائف مطردفہ للقلب
ہین اور وہ قلب حقیقتہ جامعہ ہے۔ فالحاصل یعنی حاصل اس بیان کا یہہ ہے کہ قلب کو کئی جہات ہین پس
اگر شامل ہووے وہ قلب اون جہات کو پس وہ حقیقتہ جامعہ ہے اور یہی مراد ہے جو حدیث مذکور مین وارد
ہے اور اگر ارادہ کیا جائے اوس سے جہتہ وحدۃ کا وہ اس جہتہ کے ساتہہ مقابل ہوتا ہے لطایف کو۔
البحث الرابع۔ بحث چوتہی کلمہ فی کی جو حدیث مین وارد ہے وہ مقتضی ہے احاطہ کو پس اگر ارادہ قلب
سے جہتہ جامعہ لین کیونکہ صحیح ہووے وہ چیز جو مین نے تعین اکمہ لطائف مین کہا ہون مواضع متعددہ مین
جو بعض اوس سے شمار کئے گئے ہین اجتماع سے باوجود اس کے کہ ظرفیتہ مقتضی ہے احاطہ اور ظرفیت کو
پس اس کے دو جواب کہتا ہون پہلا یہہ کہ کلمہ فی کا معنی حقیقی مین مستعمل نہین ہوتا ہے بلکہ لوازم مین اوسکی مستعمل ہے
پس مقصود بیان درجات قلب باعتبار ترقی اور عروج ہی یا یہہ کہ کہا جاوے لطیفہ قلب کا باعتبار انکشاف اور ازالہ حجب کے ہے
یا باعتبار اسکی کہ قلب منتہی ہی اس لطائف کا باعتبار صفوۃ اور ارتفاع کدورتونکے۔ دوسرا یہہ کہ نزدیک بعض اہل کشف کی مقرر ہے کہ قلب اور روح اور سر
تمام ایک ہین۔ انمین کچہہ غیریت نہین ہے۔ پس مراد اتحاد سے یہی ظہور ہر مکان مین ہے۔ پس قلب جو وقت

جانب چپ ہوگا اور روح جانب راست اوسوقت سرور میان دونون کے ہوگا۔ اس کے کئی وجہ ہین
شاید خدا تعالی تجھکو بہی اپنے فضل وکرم سے آگاہ کرے البحث الخامس یعنی بحث پانچوین یہہ ہے کہ جو لطائف
حدیث مین مذکور ہین وہ سواے نفسیہ کے ہین اوسکو چھوڑ دینے کے کئی وجوہ مین کہتا ہون۔ اول یہہ کہ
اس کے چھوڑ دینے سے اس حدیث مین مطلق ترک لازم نہین ہوتا ہے کیونکہ ایک حدیث مین آیا ہے اعدی
عدوک نفسک التی بین جنبیک اور دوسری حدیث مین آیا ہے والذی نفس محمد بیدہ اور سواے اس کے
اور بہی حدیثون مین اوس سے حمل کرنا نفس کا اس حدیث مین غیر لطیفہ نفسیہ پر غیر واجب ہے۔ دوسرا یہہ کہ
نفس بسبب خباثت اور دنائت اوس کے ترک کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلام ربانی مین اور یہہ
امر دہ سے جو میرے دلمین آیا ہے۔ تیسرا ہون مین کہ جو حق اہل کمال پر کشف ہوا ہے ایسا ہی ہے اور
وجہ احتمال جو مین نے کہا ہون کہ اوس مین منظور وجہ اول ہے یا ثانی۔ وجہ اول اس لئے کہ نفس محتاج تہا
ہے تزکیہ کا اور وہ مستحق تر ہے واسطے ذکر کے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حریص تہے ہدایت
گمراہون کے لئے خصوصیت سے تہے۔ وجہ ثانی اس لئے کہ قلب قاسی سخت تر قساوۃ رکہتا ہے نفس سے کیونکہ
مقتضی نفس کا علو ہے کیونکہ متعلق اوسکا انانیت وقوۃ ہووے لیکن قلب قاسی زد مفتوحات الٰہیہ سے
ہے جیسا کہ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے تصریح اوسکی فرمایا ہے اور وجہ وجیہ اوس کا یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اختیار فرمائی بیان مین مرتبہ ترقی یعنی نفس ترقی پاتا ہے اور لطیف ہوتا ہے قلب مین
بعدہ دمبدم یہانتک کہ مکتوب مدت تک پہنچ جاتا ہے۔ پس بیان لطائف بہی شامل ہوتا ہے لطیفہ نفسیہ کو
پس یہہ جان لے اور پردہ کو چشم فکر اور کشف اور رویت بصری سے کہولدے اللہم بصرنا بمعایب اسرار
فالحمد لک والصلوۃ علی رسولک مع آلہ وصحبہ ونایبہ وبارک وسلم (فایدہ جدیدہ) جاننا چاہیے کہ اسماء
الٰہی جو بعض ہین لیا ایک لطیفہ کے مناسب ہے وہ مسمی نہین شیوخ نے سبب کشف اون کے بموجب مناسبات
اسماء کے لطائف کیساتہہ چنانچہ وہ ذکر کئے ہین کہ اسم قہار لطیفہ نفسیہ ہے اور اسم اللہ جامع لصفات
کمال لطیفہ قلبیہ ہے ایسا ہی اسم قیوم واسطے لطیفہ روحیہ کے ہے اور اس وقت میرے پر کشف
ہوا کہ طالب کو نہ واجب ہے کہ مراقب ہووے لطیفہ کے ظرف بغیر تعیین کوئی اسم کے اسماسے تا کہ فتح باب ہووے

پس جو اسم کہ ظاہر ہووے اس حالت مین پس وہ واجب ہے واسطے اختیار کے کیونکہ اللہ تعالی کے نزدیک ہر بندہ
کے لئے ایک حال ہے کہ اوس کے غیر کے لئے نہین ہوتا ہے اور پوشیدہ نہین ہوتا ہے مگر لوازم سے
اسم مخصوص کے پس اللہ تعالی زیادہ جانتا ہے حال کو عبد کے اس لئے بعض مشایخ صاحب ارادہ کرتے ہین
تلقین مریدین کا اوسوقت نود و نہ نام باریتعالی پڑھتے ہین پس ہر ایک اسم اپنی تاثیر کو ظاہر کرتا ہے پہر
اذکر کرتے ہین مریدین کو واسطے ورد ان اسماء کے اور مراقبہ صبح و شام کے پس علم مناسبت تلقین [illegible]
طرف علم الہی کے اللہ تعالی سے وہ علم ظاہر کرتا ہے اپنے بندونپر یا الہام سے یا ارشاد سے واسطے
کاملین اپنے اولیا سے (فائدہ اخری) یعنی فایدہ دوسرا یہہ ہے کہ مین نے کئی بار اوپر مرتب و
انشراح ذکر کیا ہون طریق ذکر اور مراقبہ فی المحبتہ اور اخوات اوس کی فصل مین آیات شریف کے
لکن اوس کے بیچ سوق کلام ہے طرف لطایف اور اذکار اوس کے پس مناسب جانا مین یہہ کہ ذکر کرون
مین مختصر توضیح بزرگ رضی اللہ تعالی عنہ سے میرے دل پر وارد ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ جو اعضاء کہ نسبت
طرف ظاہر کے حیثیت اظہار سے ہے اور نسبت طرف باطن کے ہے حیثیت سے بیدار دل کے انہیات
سے وہ اعضا نہین ہین مگر زبان جو جاری ہوتی ہے خیر پر پس وہ تلوار ہے گردن کاٹنے والی گمراہون
کی اور اگر جاری ہو شر پر پس وہ حیف ہے اور شامل ہے بطلان پر پس ضرور ہے کہ صیقلہ کرے زبان
کا اور نگہہ رکہے بدزبانی اور گالی دینے سے اور باز رکہے بیہودہ کلام سے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کف لسانک یا معاذ اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت نے زبان کو دست
مبارک سے پکڑا اور فرمایا ھذا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ فرمایا کہ کیا معنی ہے ان الاعضاء
اذا اصبح ابن آدم یراجعون الی اللسان اور کہتے ہین انکہ ان تکلمت بخیر فالخیر عایدا الینا وان تکلمت بشر
فالشر راجع الینا۔ پس جو زبان جاری ہوتے ہین نتایج پر مانند چور کے ہے جو چوری کرتا ہے پس
جب امر نے ارادہ اوس کے پکڑنے کا کیا چہپ جاتا ہے گاؤن مین۔ پس امر پکڑتا ہے اوس
اہل کو اور مارتا ہے اور چور چہپ جانے سے محفوظ رہ جاتا ہے اور مثال اوس زبان کی جو جاری
ہوتی ہے خیر پر مثل ایک صوفی اور عالم ذی عمل کے ہے کہ اونہون نے عمل خیر کیا اور چلا گیا اور

اون دونون کی اوس جائے باقی رہگئی۔ جیساکہ خضر و موسیٰ علیہما السلام نے دیوار جھکی ہوئی لائق گرجانے کے درست کردیا کیونکہ نیچے اوس کے خزانہ دو یتیم لڑکون کا تہا پس موسیٰ چلے گئے مگر اثر خیر انکا باقی رہا اور لڑکے یتیم اپنے مال میراث کو پہنچے۔ حاصل کلام مدار خیر و شر ابن آدم کا جو اوس کے طرف مائل ہوتا ہے زبان ہی سے ہے کیونکہ مالک تمام امر کا ہے اِنْ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ اور جو کلام کہ اس باب میں [illegible] تفصیل اوسکی طول ہے اوس کو مین نے اپنے سینہ ہی مین رکہا ہون اور کہتا ہون کہ جب صیقل زبان کا تخلیہ کلام سے حاصل ہوتا ہے ضرور ہے کہ طالب مشغول ہووے اوس کے تصفیہ اور تنویر کیطرف ذکر وارد زبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آیات قرانی اور تسبیح و تہلیل اور تقدیس سے۔ افضل اون اذکار کا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے کیونکہ وہ کلمہ وقت واحد مین یکمرتبہ کہنے سے کفر سالہا کو اور گناہ سالہا کو لیجاتا ہے اور حسنات کو لاتا ہے چنانچہ فضایل اس کے بڑی کتابون مین مذکور ہین۔ پس ضرور ہے سالک کو پہلے نفی لا الہ مین اور اثبات الا اللہ مین مشغول ہووے اور تمام معبود اور مقصود اور موجود ماسوی اللہ کو نفی کرے اور صفات مذکور تمام خدا تعالے کے لئے بطریق یقین ثابت کرے۔ اور طریق مشغولی اس نفی و اثبات کا مرشد کامل اور شیخ اکمل جو متصف بمتابعت شریعت و طریقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہو از روئے ظاہر و باطن کے اور فارغ ہو قلب اوسکا تعلقات دنیوی سے اور اللہ و رسول کے حرف سے وہ ماموری ارشاد کا ہووے سیکہے۔ اور نہ لیوے ارشاد کو ان لوگون سے جنہون نے لوگون کے کلام اور کتب سے اپنے نفسون کی تصوف سے اراستہ کیا ہے اور اپنی زبان پر اوسکو جاری کئے ہین تاکہ خدا تعالے کیواسطے تکبر بزرگی کرین۔ قریب ہے کہ وہ جان لین گے اور صلہ دئے جاوینگے شعار کہ اپنے شعلون سے آتش کے کیونکہ حق تعالے ان کے کلام کو ان کے ضرر کی دلیل کرے گا گویا وہ لوگ منافق عقیدہ کے ہین۔ اگرچہ وہ نہ اعتقاد کرین اور نہ عمل کرین جذبات سماع طنبور اور دفوف کو کیونکہ وہ ان امور کو سبب وصول سرور کا نہین جانتے (فایدہ از مترجم) اس بیان کو شارح عربی کے خیال نکرین کہ شارح نے عموماً جذبات سماع و طنبور و دفوف کو برا کہا ہے بلکہ مراد اوس کی یہہ ہے کہ جو اشخاص بلا حصول طریقہ ایسے معاملات دنیا کو بنا لئے کرتے ہین اور خالی حال سے ہو کر حال لاتے ہین

وہ بیشک برے ہین کیونکہ یہہ امر مختلف فیہ ہے اور خود شارح مذکور نے ایک جاے اسی شرح مین جواز خاص لوگون کا ذکر کیا ہے بلکہ اس مقام مین بہی کہتا ہے کہ جو طریق کو قطع کرتے ہین اور برائیون کو لاتے ہین اور شریعت کا تمسخر کرتے ہین حق تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ یَسْتَہْزِئُ بِہِمْ وَیَمُدُّہُمْ فِیْ طُغْیَانِہِمْ یَعْمَہُوْنَ پس خداتعالیٰ ایسون کی صحبت سے دور رکہے اور واسطے ارشاد اور منع کے ایسے اومنع سے اونکو صلاح وخیر نصیب کرے بعد فساد کے ۔ اور ضرور ہے مرید کو بعد حاصل کرنے ارشاد شیخ اکمل کے حضور قلب اور فراغ سے اوسکے مشغول بذکر ہووین اور ماسوی سے نفرت اختیار کرین تاکہ پہنچے ذکر اور ذاکر مذکور کو اور متحقق ہووے فراغ اور عبور تعلق لسانی سے قالب تک پس باب باطن مین داخل ہوتا ہے یعنی نفس آخر لطائف تک چنانچہ ذکر اسکا گزرا ہے ۔ اور بعض اہل کمال نے بوجہ دیگر اشارہ فرمایا ہے وہ یہہ ہے کہ وصال طریقہ صراط مستقیم کی تبعیت سے بدوام ذکر جہری اور خفیہ اور پوشیدہ اور علانیہ بحضور کلی دامن تام بضرب شدید وصوت قوی جیسا کہ وہ مارتا ہے وجہ قلب پر ادای لطیفہ کیا تہہ ہوتا ہے ۔ پس دوام ذکر طالبین پر فرض ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرمایا ہے فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ اور یہہ دوام ذکر زبان سے غیر ممکن ہے ۔ کیونکہ معاش دنیوی کیلئے حاجت زبان کی ضرور ہے ۔ بغیر اس کے یہہ امر نہایت مشکل ہے ۔ پس مراد دوام ذکر سے زبان کی اکثر اوقات ہے ۔ پس جب ذکر زبانی تمام ہووے ضرور ہے کہ ذکر نفس کیطرف رجوع کرے ۔ بعد اوس کے ذکر قلب کیطرف تب ذکر روح اور اوس کے بعد ذکر سر سے ذکر خفی اور اخفی تک ۔ گویا ذکر زبانی دلیل اور مرشد ہے دوسرے ذکروں کیلئے لطائف سے پس ذکر نفس غیر مسموع ہے حس وحرکت سے باطن مین بلکہ وہ عبارت ہے اطاعت امر اللہ سے بقبولیت اوس کے اور ذکر قلب عبارت ہے ملاحظہ قلبیہ سے معرفت خداتعالیٰ مین ۔ لاکن ذکر روح وہ مشاہدہ انوار تجلیات صفات ہے ۔ اور ذکر سر مراقبہ اور مکاشفہ اسرار الٰہیہ کا ہے ۔ اور ذکر خفی معاینہ ذات جمال الٰہی ہے ۔ مقصود صدق مین عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ ۔ اور ذکر اخفی وہ حقیقت حق الیقین ہے عالم حقیقۃ مینا اور وہ بلیغ تر ہے اپنے غیر سے عالم حقیقی کیطرف بتوفیق الٰہی مین کہتا ہون کہ اذکار لطائفیہ ثابت ہین بسا وقت طالب او سکونت ہے حالت مجاہدہ مین ۔ پس مراد اس کلام کی اس اذکار مین واسطے لطائف مقررہ ذکر اصولی بعد ذکر ابتدائی کے ہے انشاء اللہ تعالیٰ مین اوس کو قریب مین بیان کرونگا ۔ شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ

بیان دوام ذکر مع صفت سیر نفی و اثبات وغیرہ

بیان بیعت مریدین باہم مع بیعت وغیرہ

کے کلام سے (ایقاظ و وعظ) یعنی بیداری اور آگاہی مرید کیلئے یہہ ہے کہ توجہ بلدہ محبوب کیطرف کرے کیونکہ پہنچنا اس
شہر کا نہین ہوسکتا ہے مگر مشقت تمام کیساتہہ یعنی اس راہ مین سواری بہی چاہئے اور توشہ بہی کیونکہ راستہ اسکا نہایت
خوف کا ہے اور اطراف اس کے جنگل ہے اور کوسون سے اوسکی گرد اوٹہی ہوئی ہے پس جو شخص ارادہ وصول
منزل مقصود کا کرے اس راہ مین خدا پر تکیہ کرکے چلے چنانچہ تہوڑا ایک ذکر اسکا بیان سیر مین صراحتاً کیا گیا ہی
فہا انا زدتک افادۃ جدیدۃ ۔ پس آؤ مین یہان فائدہ نیا بتلاتا ہون ۔ اور اس بیان مین ایک مقدمہ واجب البیان
ہے تاکہ مطلب بآسانی حاصل ہووے ۔ پس جاننا چاہئے کہ انسان حقیقۃ جامعہ ہے واسطے تمامی صفات الہیہ اور
اسمائے قدسیہ کے اور یہہ صورت ایسی ہے کہ وہ حصہ انسان ہی کا تہا اور اوسکی شان مین خُلِقَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ وارد
ہے کیونکہ وہ مظہر تمامی کمالات صفاتیہ اور اسمائیہ کا ہے اور جب یہہ حقیقت مرکب ہوئی بدن خاکی کیساتہہ
پس اسمین خواہش نفسانی اور انانیۃ کمال لذائذ شہوات اور اغذیہ اور اشربیہ اور حب جاہ ریاست اور
مدح اور ذم پیدا اور شامل ہوجانے سے مکدر ہوگئے اور قید مین پڑی مہرہ اور جوہر پوشیدہ اندرون سنگ
سخت مین پڑگیا اس لئے اوسکو اسفل السافلین مین ڈالدے مگر وہ لوگ جو گہس گئے غار مکاشفہ مین اور
متوسلین مین جبل متین مرشدین کے حجب ماننکو حقیقۃ سے دور کردے اور پوست صدف بدنی سے موتی
کو نکالے وہ لوگ بچشم کشف دیکہے اور کہے اِنَّ کُلَّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ اور آتش محبت صادقہ سلگائے
اور اوس کو ان پتہر و سنگ سے پس جب سلگائی گئی آتش کہ جسکی صفت نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ
عَلَی الْاَفْئِدَۃِ ہے پس وہ پتہر مثل بانس خشک کے ہوجاتے ہین اور زمین تمام روشن ہوتی ہے
بموجب اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اوس کو دیکہتے ہین اور اِنَّا نَحْنُ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ کہتے ہین ۔ پس طریق
اس عوض کا اور آگاہی اس سے پہلے یہہ کہ اتباع شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہ جسکا نام تقویٰ ہے
اور بموجب وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی رسن مضبوط اور نور المبین اوسکی صفت ہے اختیار کرے
پہر نگہ نفس المطمئنہ سے اور نفس پر تنقید صحیح اور استدلال صریح لازم ہے یہانتک کہ کوئی طرح
[illegible] اور واقف [illegible] لان لیس الخبر کالمعاینۃ اس کے لئے
[illegible] ۔ پہلا زینہ [illegible] سے جدا اس کے ایک ایک منزل ملتہ کی قایم ہے اور اصحاب

حق نے شرط کئے ہین محافظہ منزل اول اور زینۃ ابتدائی کو کیونکہ یہہ دروازہ ہے اور اس سے فتح باب صواب ہی
اگر نہین سفر اور وصول مین خلل واقع ہوتا ہے کیونکہ راستہ اسکا بہرا ہوا خوف کا ہے اسلئے ضرور ہے کہ افواج شرعی
اور اعمال خارجی مثل نماز روزہ وغیرہ مددگار اسکے ہون تا راہ رو کو اس راستہ کی محافظت کرین کیونکہ اس
شہر مقصود کو پہنچنا بغیر امداد شرایع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ممکن نہین ہے۔ پس شریعۃ گویا مقدمہ لازم الرعایۃ
ہے ہر منزل کا۔ پس نہین چل سکتا ہے سالک اس سفر اور سیر مین بجز تخلیہ رزایل پوشیدہ اوسکے اور انعکاس
ظلمات ذاتیہ فاسیہ کبہی منجملہ حرام اور مباح زاید قوام بدنی سکے۔ اور طریقہ تخلیہ رزایل کا یہہ ہے کہ سالک
پہلے محاسبہ نفس اختیار کرے اور مقام خوف وخشت مین رہے اور بحالۃ مجاہدہ کہے اَیَّتُهَا النَّفْسُ اِنَّ اللّٰہَ
ہُوَ الْقَهَّارُ الْجَبَّارُ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ هُوَ اَغْنَی الشُّرَكَاءِ اِنَّمَا خَلَقَكَ لِتُؤْمِنَ بِهٖ تَتَّصِلَ اِلَیْهِ بعد اس کے نافرمانی کری
اماریۃ اور مکاریۃ اور سحاریۃ کو بس اوسوقت ہوتی ہے امداد اوس کی شریعت سے یعنی اعمال صالحہ
سے پس ہر لحظہ آتش قہر الہی نفس پر گرتی ہے یہانتک کہ نفس مثل لوہے کے سرخ آتش سا ہو جاتا ہے
پس جب اوپر سکہ اسماء الہیہ کا نفی واثبات اور اسماء صفات سے مارین تیر صیقل اوسکی جنس علم مین معلمین
مودبین اطفال سے ہوتی ہے اور علوم موجبہ اطاعت امر اللہ ونہی ما نہی عنہ اللہ مصاحب اوسکے ہوتے
گویا کہ وہ ہاتہہ مین سالک کے مطیعہ ہین اس حال مین مثل باغی کے کہ جسکو امن ہی نہین ہے گو کہ تایب ہو ن
ہو جاتا ہے کیونکہ جو درندہ جنگل مین پکڑ لون گو کہ پالا ہے گو اوسکو زنجیرون مین مقید کرین مگر وہ اپنی جنگل
کی درندگی کو یاد کرتا ہی رہتا ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ اگر کوئی
گناہ سے توبہ کرے چاہئے کہ اوس گناہ کو بہول جائے پہر یاد کرے کیونکہ انسان جہتہ سفلیہ ہے عالیہ کا
حیثیت مقتضائے طبیعت کے اور وجود اوسکا وجود ناسوتی رہے۔ حاصل کلام طریق سالکین یہہ ہے
کہ باوجود اوس اطاعت کے اوس مقتضائے طبیعت سے امن نہین جانتے ہین پس ضرور ہے کہ اوسکو
حاصل کرین اور منزل قلب سے نکل جائے پس علوم نفس اسوقت اوس جنس سے ہوتی ہے جو ہم نے
ذکر کیا۔ اور پہنچنا اس کا منحصر ہے جہتہ صفتہ قہریۃ الہیہ پر کہ پس نفس واصل ہے اسم قہار کے ساتہہ اور
پہنچنا اوس کا ذات کو حیثیت سے صفتہ قہریۃ الہیہ کمی کرے جیساکہ وصول قالب اوس کا طرف خدا تعالیٰ کے

بیان طریقہ رزایل کو دور کرنیکا سوائے نفس سے

حیثیت سے معزوریت سے ہے پس جب ان دو صفات مین حجاب ہوجاسے ترقی قالب تک لازم ہوجاتی ہے پس سالک
جب منزل قلب مین سیر کرتاہے خدا تعالی کو جمیع صفات کا مد پہچانتا ہے اور حقیقت جامعہ اوسکو تحقیق ہوتی ہے پس وہ سالک
ہر اسم مین تماشا دریا کا اور سایہ جنگل غیر تناہی کا ہوتاہے اور جابجا ہر رو گردان ہوتا ہے دجہ الہی اور صفت اوسکی پاتا
ہے پس فکر کرتاہے انکو پاتاہے اسم کو پس ترقی کرتاہے اوس سے اور پاتاہے حقیقت اسم کو کہ وہ واسطے صفت
کے ہے اور یہ دریا ایسی ہے کہ جسکو نہایت نہین پس جسوقت اوسکو معرفت اجمالی حاصل ہوتی ہے اپنے صاحب
کو کہتاہے عرفناک حق معرفتک یعنی بقدر استعداد اپنے پہنچے ہم معرفت کو تیری - اور جسوقت دیکھتاہے دریاے
انوار صفات اور کمالات کو کہتاہے ماعرفناک حق معرفتک کیونکہ احاطہ اس امر بزرگ کا میرے مین نہین
ہے اور نہ کسی بشر مین - پس علوم قلب جنس عرفانی مین اجمالی مین اور عجز ادراکی مین تفصیلی - پس وہ علوم قلب
بھی متنزل ہوتے ہین مثل اوس سوار کشتی کے جو ہاتہون مین موجین دریاے گہری کے پڑی ہے - جب اس
جہت اضطرابی سے قلب اللہ کیطرف پہنچتاہے بالضرور رجوع کرتاہے طرف اوس چیز کے جو فوق قلب کے ہی
اور وہ چیز روح ہے پس ظاہر ہوتی ہے اوسپر حقیقت امر کے اوسوقت روح قلب کو کہتی ہی کہ اسے بیقرار کمالات
الہیہ اور صفات قدسیہ کو نہایت نہین ہے پس چاہیکہ انوار کیطرف رجوع کرے تا تجھکو ہدایت کرے اوس
شخص کیطرف جو یہہ کمالات اور صفات رکہتاہے - پس ہوتی ہے روح مثل مرشد کے طرف اعلی درجہ کے
جسمین وہ ہے - پس چونکہ روح امر رب سے پہنچتی ہے اوسکو طرف رب کے - اور جب سالک منزل
روح کو پہنچے ضرور ہے کہ اس منزل مین فارغ ہووے ملاحظہ سے اسما وصفات کے بلکہ دیکھے رب کو
اوسوقت ہوجاتے ہین اسماء وصفات واسطہ مثل عینک کے جو رکہی جاتی ہی چشم پر اور وہ واسطہ ہوتی ہی
ملاحظہ اشیاء کا اور وہ مشاہدہ اللہ تعالی کا ہے اور پہلے اس کے ملحوظ مشاہد اسماء وصفات کا تہا اور اس
منزل مین قلب مشہود اور ملحوظ ہوتا ہے لاکن جب روح عادات کی پنداشت مشاہدات کو نور سے اس انوار
کے یہہ کمال حجاب اوسکا ہوتاہے پس وہ محجوب اس حیثیت سے اسبات سے ہے کہ وہ نہین جانتاہے کہ
محجوب ہے پس اسوقت خیال کرتاہے کہ وہی رب ہے کیونکہ انعکاس شعاعین ذاتی کا اور حصول انوار
صفاتی کا اور حصول انوار صفاتیہ کا اوسکو اس طرف کھینچتاہے کہ انا الحق کہے اس لئے بایزید بسطامی

بیان سیر منزل روح مین
جب سے ہے

نے تیس سال عبادت روح کی کیا اور گمان کرتا تہا کہ وہ رب ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ۔ الحاصل روح مثل ایک
پرچہ کاغذ کے ہے کہ جسمین چراغ روشن رکہا ہوا ہو ہر طرف سے روشنی اوسکی نظر آتی ہے پس گمان کرتا ہی
کہ چشم جسکی تیز نہو کہ وہ شمع ہے ۔ ایسا ہی سالک جب نہین پہنچتا ہے خدا تعالی تک اور اوسکی چشم مین کچہ چیز
باقی رہجاے روح کو رب جانتا ہے مگر وہ اس غلطی سے پکڑا نجائیگا کیونکہ عاجز تہا ادراک سے اوس کی اور
اسیطرف اشارہ ہے آیت سے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ پس علوم روح انواریہ ہین جیسا علوم
اولی استتاریہ تہے ۔ اکثر اگرچہ ہووے اہل کو اوسکی تجلی بعد استتار کے فی الجملہ ۔ اور پہنچنا روح کا نہین ہوسکتا
ہے مگر حیثیت سے اس انوار کے ۔ بلکہ یہی حجاب ہے استغفار اس سے واجب ہی ۔ اس لئے مزہ ہے

بیان ضمنی سیر

منزل اخیر اور وہ سر ہے اور سر عبارت ہے اضمحلال وجود سے بالکلیہ ۔ پس اس حالت مین لپیٹے جاتے ہین
آسمان کمالیت و ارشادیت کے کَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ اور زلزلہ زمین کا بلبند ہوتا ہے اور بہاری
چیزین زمین باہر ڈالتی ہے اور فرشتگان آتے ہین اور ملائکیان جاتے ہین اور پہاڑ بلند مثل پہنبہ
اوڑینگی اور سالک اپنے بہائی سے بہاگے گا یعنی کمالات سے اور مادر سے ارشاد سے اور مصاحب
سے ارادہ سے اور فرزند یعنی حسبان کمالی سے ۔ حاصل یہہ کہ سواے اللہ تعالی کے کچہ باقی نہین
رہتا ہے اور دین تمام اللہ تعالی کا ہوتا ہے اور میقات رب بزرگ تمام ہوتی ہے اور وصولات سابق
جزئی ہوجاتے ہین ۔ اور یہہ وصول کلی ہے اور اسی معنی سے ہے قول شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ
کا اَلسَّيْرُ سَيْرُ الْقُلُوبِ وَالْوُصُولُ وُصُولُ الْأَسْرَارِ یعنی جو چیز کہ گزری اسرار سے یعنی لطایف سابقہ
سے نہین ہے وہ مگر سائر اور وصول اسمین جزئی ہے اور اسرار پہنچانے والے ہوتے ہین اور
پہنچنا اوس تک کلی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ عز اسمہ
رَبَّنَا اكْشِفْ عَلَى الْحَقَايِقِ وَاَطْلِعْنَا مِنَ الدَّقَايِقِ (تفریع منع) جب ہم نے تفصیل کئے وہ چیز جو
ذکر کئے گویا تو تفصیل سیر کی طلب کرتا ہے طریق دیگر سے تو پس مین اطلاع دیتا ہون صریحًا وہ
چیز جو اشارہ کیا ہون اوسکو پہلے وہ یہہ ہے کہ سیر حد النزاع پر ہوتا ایک الی اللہ دوسرا فی اللہ
تیسرا من اللہ چوتہا باللہ پانچوان للہ چہٹا مع اللہ اور بعض اس سے مراد بعض کا ہوتا ہی

بیان انجام سیر الی اللہ فی اللہ

بیان سیر باللہ

لاکن وہ فرق اعتباری ہے پس ضرور ہے بیان معانی ہر ایک کے تاکہ حقیقت حال ظاہر ہو جائے اور وہ غلغلہ قیل وقال کا اوٹھ جاوے اس لئے کہتا ہون مین کہ سیر باللہ کا معنی یہہ ہے کہ سالک ہر امر مین اپنی قوت سے خالی ہو جائے اور کہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ بعدہ ہر منزل کی سیر کرے اور اوسمین اور توفیق پاوے اور حاصل کرے اوسکو اللہ تعالی سے اور توفیق اللہ تعالی ہی سے ہے۔ وما توفیقی الا باللہ اور یہہ امر عبارت ہے اسناد کسب سے اپنے نفس کیطرف اور قوت اور آمادہ فعل کا اللہ کیطرف اور یہی مذہب حق ہے۔ پس اگر کوئی کہے کہ یہی حال ہے عقیدہ ظاہرہ مین پس کونسی ترقی ہے کہ طریقہ کیطرف نہین ہے بلکہ وہ ترقی عقیدہ شرعیہ سے ہے۔ جواب کہونگا مین حق یہی ہے لاکن فرق یہہ ثابت ہے کہ مومن عام جانتا ہے اس اسناد کسب کو اپنے نفس کیطرف اور اقتدار کو اپنے اللہ تعالے کیطرف عقیدہ تقلیدیہ سے اور نہین ہوتا ہے اوسکو حضور اس عقیدہ کا مگر بعض وقت لاکن سالک مومن کو حضور اس کا دائمی ہے اور وہ ہمیشہ اسی مراقبہ مین رہتا ہے جبتک کہ خدا تعالی چاہے وارد کرے قبض کو اوسکی دل پر کوئی مصلحت سے واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون اور یہہ بھی معلوم ہو کہ یہہ سیر سالک سے کوئی وقت تمام سیر مین منقطع نہین ہوتا ہے لاکن سیر الی اللہ پس وہ عبارت ہے فناء سالک کی اپنے نفس اور خلق سے اس طریق پر کہ کسی سے کوئی امید نہ رکھے اور نہ کسی کا خوف کرے چنانچہ بیان اس کا فتوح الغیب سے ضمن حدیث لایزال عبدی المومن یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہ ورجلہ الذی یمشی بہ کے گزر چکا ہے۔ اور شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اس مقالہ مین فرمایا ہے کہ یہہ حالت فناء ہے اور فنا مبتدی اور مبتقی اور منتہی اور خدا و مرید ہے۔ اور یہہ وہ چیز ہے کہ اس مقام تک سیر اولیاء اللہ منتہی ہوتا ہے اور جب سالک اس مقام کو پہنچتا ہے متجلی ہوتا ہے تجلی کمال سے اور بعد اس کے متجلی ہوتا ہے بقا کیساتہہ۔ پس

بیان سیر الی اللہ

سیر الی اللہ آغاز ہوتا ہے یعنی تبدیل اخلاق رویہ کے تزئین فضائل شریعہ سے ہوتی ہے۔ پس جو چیز نفی کیجاتی ہے اوس سے دوسری چیز بجائے اوس کے قایم ہوتی ہے یہانتک کہ لوازم وجود بشری سے اوس کے لئے فنا تمام ہوتی ہے اور تزکیہ اور تصفیہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ ذات تک جو ارادہ

کرتا ہے ارادہ حق تعالی سے کرتا ہے اور اس کو استقامت بہی کہتے ہین کہ جسکو اگلے اولیاء اللہ نے چاہا تہا
اور یہہ سیر باعتبار نفس اور قلب اور روح اور سر کے اقسام پر ہوتا ہے چنانچہ مین نے ذکر کیا ہے اور ذکر
(بیان سیر نفسی و آفاقی) کرونگا انشاء اللہ تعالی اور اسمین شہود اور وجود اور سیر انفسی اور آفاقی ہے (فایدہ) ضرور ہے سالک کو
جو مراد اوسکی وصول کی ہے یہہ کہ مشغول ہووے سیر آفاقی کو بلکہ عبرت لیوے اوس سے بالاجمال کیونکہ
وہ طریق طویل ہے اگر سالک انتہا کیطرف اوس کے مشغول ہووے لیا وقت فنا ہوتی ہے عمر اوس کی
عجائب ملک و ملکوت مین تاکہ اوسکو بالاجمال تسپر حاصل کرے۔ مشغول ہووے سیر انفسی کیطرف اور
عجائبین بہی اوسکی غیر متناہی ہین لیکن یہہ سیر دوری ہو منتہی ہوتا ہے واسطے انحصار علم اجمالی سالک کے
بنفسہ یا از روے اجمال کے یا تفصیل جلے کے لاکن استقصا رکلی متعذر ہے کیونکہ نعمتونکو اگر اللہ تعالی
(بیان انواع استقامت) کے شمار کرین ممکن نہین کہ گن سکین۔ اور اس بیان سے بوجہا جاتا ہے کہ انسان عالم کبیر ہے اور دنیا
انسان کے تمام عالم صغیر ہے اللہم ارنا حقایق الاشیاء کما ہی (فایدہ) استقامت پانچ نوع پر ہوتی ہے
ایک استقامت زبان بر ذکر۔ دوسری استقامت نفس طاعت اور حیا پر۔ تیسری استقامت قلب خوف اور رجا
چوتہی استقامت روح صدق وصفا پر۔ پانچوین استقامت سر تعظیم اور وفا مین چنانچہ حکم جلیل اس کا قول
حق تعالی مین فاستقم کما امرت سے مذکور ہی ہے مروی ہے کہ جب یہہ آیت شریف نازل ہوئی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شیبتنی سورۃ ہود۔ لوگون نے حضرت سے پوچہا یا رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہہ سورہ ہود آپکو کیا بوڑہا کیا فرمائے حق تعالی کہتا ہے فاستقم کما امرت مولف شرح
کہتا ہے کہ استقامت عام در شریعت و استقامت خاص در طریقت و استقامت خاص الخاص در حقیقت باشد پس استقامت عام اوامر سلطانی مین اور استقامت خاص امر ملکوت
مین اور استقامت خاص الخاص امور سر اور جبروت مین ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہین کہ امور جبروت ظاہر اوسکا
استقامت خاص الخاص ہے اور امور سر باطن اوس کا ہے اور اس مین درجات ہین اگر بیان ما سبق
(بیان سیر فی اللہ) مین تامل کرے حقیقت اوس کی معلوم ہوگی لاکن السیر فی اللہ پس وہ عبارت ہے حصول تقارب سالک
سے من کل الوجوہ بموجب ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اور یہہ پہلا قدم ہے منازل سے
اوس سیر کے جو منتہی ہین چنانچہ اشارہ اس کا قولہ تعالی مین کل یوم ہو فی شان اور حدیث مین بہتوی کی

بوماء تو مفعول موجود ہے۔ پس یہہ سیر ترقی پاتا ہے تربیت بقائیہ سے ہر لحظہ اس قدر کہ جسکو انتہا نہین
ہے اس لئے یہہ سیر کو انتہا نہین ہے کیونکہ یہہ سیر کمالات الہی مین ہوتا ہے اور ہر ایک کمال حیثیت اسمی
تجلیات کے ہوتا ہے۔ چونکہ کمالات اور تجلیات کو اوسکی انتہا نہین ہے اس لئے اس سیر کو بھی انتہا
نہین ہے اور یہہ معنی اوس قول بعض کا ہے جو کہا ہے (من بدریائی رسیدہ ام کہ مگر کنار آن ندیدہ
یعنی آنطرف دریا ندیدہ زیرا کہ این دریائے کمالات الہیہ است آنرا حدے نیست) کہ لا احصی ثناءً
علیک وحدیث وذاب حبی من الفراق۔ وما عرفناک حق معرفتک اشارہ اسی سیر کیطرف ہے کیونکہ حق تعالے
فرمایا ہے لا یدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار اور بسا وقت سالک تربیت پاتا ہے اسی سیر مین روز
بروز اور کبھی اوسکو قبض واقع ہوتا ہے اور کبھی بسط اور وہ سالک قبض مین رہتا ہے مثل مردم عدای کے
باوجود کمال وصول اپنے اور جو اصلین بکا کرتے ہین اسی قبیل سے ہے ایسا ہی غم کاملین کا ہے۔
اور جب اوسکو بسط ہوتا ہے خوش ہوتا ہے اور تبسم کرتا ہے اور اون لوگو نمین ہوتا ہے کہ تجلی لہم ربہم
ضاحکاً جسکا بیان ہے اور اوس کے لئے وہ تجلی جنت ہوتی ہے لا حور فیہا ولا قصور وہ کہ جسکی تعریف مین
بلکہ اون لوگون مین ہوتا ہے کہ جنکو حزن اور خوف نہین ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے الا ان اولیاء
اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ پس جاننا چاہئے کہ سالک اس سیر مین مشغول ہوتا ہے تکمیل کا یا نہین — در منع مشغولی بخلق
پس اس مین تفصیل ہے وہ یہہ ہے کہ اگر سیر اوس کا بوجہ ہو بتمامہ وجہ اوسکا خلق سے مرتفع جاتا
ہے بلکہ حیات اوسکی اگر بمقتضائے استعداد اوسکے ہو وہ وجہ اللہ ہے اور اگر بسبب مغلوبیت کی
ہو وہ یہی وجہ ہے پس وہ مشغول تکمیل کا نہین ہوتا ہے کیونکہ وہ اقتضا رجوع وجہ خلق کرتا ہے۔ اور
اگرچہ یہہ رجوع محض ارشاد ہو لاکن نزدیک اوس کے عین فراق ہے اور اسی قبیل سے ہے جو روایت
کے گئے ہین کہ ایک شخص اولیا سے کنارہ بر دجلہ کے دعا کررہا تہا اللہم لا تجعلنی مثل جنید قدس سرہٗ
حضرت جنید نے اوس کی یہہ دعا سنکر پوچھا اے شخص تو جنید کا کیا گناہ دیکھا جو تو اوسکو بد جانتا ہے
اوس نے جواب دیا کہ جنید مشغول بخلق ہے اگرچہ شغل اوس کا غیر از ارشاد نہین ہے اور اگرچہ مثل اس
کامل کے بلحاظ ارشاد کے مثل انبیا کے خصوصاً پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اور یہہ امر بسبب

قوت استعداد اوس کے منع نہین تہا باوجود اس کے وہ جنید ہر روز سو بار استغفار کرتے تہے اور کہتے تہے اِنَّهٗ لَيُغَانُ
عَلٰى قَلْبِي فَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَنَسْتَرَهٗ لاکن وہ چیز جو مین نے ذکر کیا نزع وجہ اس جہت سے ہے یا
اس لئے کہ ظلمات اہل ناسوت کے اختلاط سے قلب مرشد کو بہی متعارض ہوتے ہین چنانچہ کہے ہین کہ شیخ جس وقت
مشغول ہوتا ہے تربیت مرید کو منعکس ہوتے ہین اندہیریان دل مرید کے دل مرشد پر بہی لاکن شیخ اپنی کمال
کیوجہ اوسکو تمام دور کرتا ہے پس روشن ہوتا ہے قلب اوس کا اور قلب مرید کا بہی اور اگر ہو گا سیر اوس کا توجہ
کلی مستقر ہوتا ہے سیر اوس کا فی اللہ و من اللہ مین برابر۔ پس وہ قوی امین ہے مثل ذات نبی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے اور اصحاب اور نواب اون کے خصوصاً حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ مشغول تہے تکمیل کو بغیر تکلیف
کے بخلاف قسم اول کے کہ وہ تکمیل مین تکلیف پاتے ہین پس یہ قسم اول ضعیف ہے اور ثانی قوی اور انہین دو سیر
کی طرف شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا ہے کتاب جلاء الخواطر مین چنانچہ فرماتا ہے یَا غُلَامُ جُرْ بُوقَ
الْخَلْقِ جُوَّانِيًّا وَادْخُلْ مِنْ بَابٍ اُخْرُجْ مِنْ بَابٍ اُخْرُجْ عَلَيْهِمْ بِقَلْبِكَ وَنِيَّتِكَ وَكُنْ كَطَيْرٍ وَاَعْدَائِي لَا يُؤْنِسُ
لَا يَرٰى وَلَا يُرٰى كُنْ كَذٰلِكَ اِلٰى اَنْ يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ وَتُدْنُو قَلْبُكَ مِنْ بَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَتَرِي قُلُوْبَ الْقَوْمِ
هُنَاكَ فَيَسْتَقْبِلُوْنَكَ ثُمَّ يَبْتَغُوْنَ لَكَ خُلْقَكَ السَّلَامَةَ وَيُقَبِّلُوْنَ بَيْنَ عَيْنَيْكَ ثُمَّ يُخْرِجُ يَدَ اللُّطْفِ مِنْ دَاخِلِ اَسْبَابٍ
فَيَسْتَقْبِلُكَ وَيَحْمِلُكَ حَمْلًا وَيَرْقُكَ رِقًّا وَيُقْبِلُ عَلَيْكَ وَيُطْعِمُكَ وَيَسْقِيْكَ وَيُطِيْبُكَ ثُمَّ يُخْرِجُكَ وَيُقْعِدُكَ عَلَى الْبَابِ
مُنْتَظِرًا لِمَنْ يَأْتِي مِنَ الْمُرِيْدِيْنَ الطَّالِبِيْنَ فَتَأْخُذُهٗ بِيَدِهٖ وَتُسَلِّمُهٗ اِلَى الْيَدِ الَّتِي تُسَلِّمُكَ فِي حَالِ تَقَدُّمِكَ فَاِذَا صَحَّ
لَكَ هٰذَا فَابْرُزْ اِلَى الْخَلْقِ وَكُنْ بَيْنَهُمْ كَالطَّبِيْبِ بَيْنَ الْمَرْضٰى وَكَالْعَاقِلِ بَيْنَ الْمَجَانِيْنِ وَكَالْاَبِ الشَّفِيْقِ بَيْنَ اَوْلَادِهٖ
قَبْلَ هٰذَا الْاَكْرَامَةَ لَكَ تَكُوْنُ مُنَافِقًا لَهُمْ عَبْدًا لَهُمْ تَابِعًا لِاَغْرَاضِهِمْ تَظُنُّ اَنَّكَ تُدَاوِيْهِمْ وَاَنْتَ مُشْتَرِكٌ بِهِمْ تَصِيْرُ مُدَاوِيًا
لَهُمْ عُقُوْبَةً لَكَ لِاَنَّهَا بِالْجَهْلِ وَعَدَمِ الْمَعْرِفَةِ وَلِهٰذَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ بِالْجَهْلِ كَانَ مَا يُفْسِدُ اَكْثَرَ
مِمَّا يُصْلِحُ انتہی۔ اگر تو معنی کو اس کلام جلیل اور لفظ جلیل کے احاطہ کریگا ظاہر ہوگا تجہپر معنی سیر الی اللہ اور
سیر باللہ اور سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ کا بلکہ کشف ہوگا تجہپر معنی سیر للہ اور سیر مع اللہ کا بہی کیونکہ سیر للہ
عبارت ہے اس سے کہ مراد سالک کی اور غرض اوس کی معرفت ذات اللہ تعالیٰ اور وصول اوس کا
ہووے اور یہہ امر حاصل نہین ہوتا ہے مگر بعد نکالنے تمام چیز کے دل سے یہانتک کہ نظر اوسکی

بیان سیر معیہ

حق ہی ہووے۔ بس وہ شخص انقطاع غیر سے کرتا ہے بلکہ غیر نظر سے اوسکی مرتفع ہوجاتا ہے۔ تمام ملاحظہ
حق کا ہی ہوتا ہے پس وہ سیر کرنیوالا ہے ہر منزل مین للہ اور فی اللہ کے چنانچہ مروی ہے کہ روز حساب
حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ لائے جاینگے اور اوسوقت ایک فرشتہ کہیگا اِذْهَبُوْا بِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ یعنی
یجاؤ اس کو جنت کیطرف۔ فرشتے اوسکو یجانے کیلئے چلین گے اور وہ کہیگا نہین نہین یعنی فرشتون کو
منع کریگا اور مانند یک دیوانہ کے چلیگا اور کہے گا لَا اَذْهَبُ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا عَبَدْتُ اللّٰهَ اِلَّا لَهٗ لَا لِلْجَنَّةِ وَ
الْقُصُوْرِ یعنی مین نہین چلونگا جنت کو اور نہین بندگی خدا کی کیا ہون مگر خاص اوس کے لئے نکہ واسطے جنت
اور محلون کے اور اسی قسم سے ہے قصہ مجنون کا ہی کہ جسوقت باپ اوس کا اوسکے پاس گیا لوگون نے
خبر کی کہ تیرا باپ آیا ہے مجنون نے کہا لیلی۔ پہر جو کوئی جو کلام کرتے تھے وہ کہتا تہا لیلی۔ اور یہہ وہی امر ہے
جو کامل عیار حضرت فریدالدین عطار نے فرمایا ہے ؎ کفر کافر را و دین دیندار را ٭ ذرہ دردت دل عطار را
اور مراد حافظ علیہ الرحمۃ کی بہی اس شعر سے ؎ اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را ٭ بخال ہندوش
بخشم سمرقند و بخارا را ٭ یعنی اگر تجلی ذات میرے میدان دل پر ہووے منتظر اوس کے وصول کا اور مفتخر
اوس کے قبول کا ہون اوس کے قدوم جلوہ سے دوزخ اور جنت اور ایمان اور کفر کو بدل کردون گا یعنی
آرزو جنت کی کرونگا نہ خوف دوزخ کا اور یہہ دونون حجاب ہین درمیان راہ کے پس اوٹہا دینا اسکا ضرور ہے
تاکہ شراب سرخ جلانیوالی ہر شئے ماسوی اللہ کا پیوے اور یہی مراد ہی قول شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ سے
جو فرمایا ہے جُزْ عَنْ سُوْقِ الْخَلْقِ جَوَازًا۔ وَاَمَّا السَّيْرُ مَعَ اللّٰهِ یعنی سیر مع اللہ عبارۃ ہے جمع کرنے
سے معیتہ اللہ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ کے پس مبتدی اور منتہی خالی نہ ہووے مراقبہ سے کیونکہ ابتدائیت
برہنہ ہے اینتہ سے اور انتہائیت مین ملاحظہ انیت نہین ہے اس لئے حق تعالی فرمایا ہے وَمَا رَمَيْتَ
اِذْ رَمَيْتَ اور قبیل اول سے ہے قول اللہ تعالی کا حکایت موسی علیہ السلام اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ اور ان
دو معنی مین ایات بہت وارد ہین چنانچہ وقت خوف حضرت ابوبکر صدیق رض کے آنسرور م نے فرمایا ہے
لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ان ایات کو یاد رکہین میرا وعدہ ظاہر ہوجائیگا اور پہلے اس کے بیان ہوا ہے
کہ یہہ تمام اقسام سیر سے بایکدیگر لازم اور مترادف ہین اور اسمین کچہ فرق نہین ہے مگر حیثیات کا

بیان سیر عن اللہ فی اللہ

بیان سیر مع اللہ

اور جب تو محافظہ کریگا اونکو ہم جو چیز کہ کہے ہین تیرے پر مخفی نہ رہے گی - پس یا در کہین اسکو ظاہر ہو جائیگی
وہ چیز جو بعض اہل کمال نے فرمایا ہے اِنَّ السَّیْرَ اِلَی اللّٰہِ لَہٗ مَعْنَیَانِ یعنی سیر الی اللہ کو دو معنی ہین پہلا
وہ مشہور ہے اور دوسرے یہہ کہ بعد سیر من اللہ کے سالک رجوع کرتا ہے الی اللہ طرف اس حیثیت
سے کہ اوسکو بسبب کمال خلوص کے نہ بہ حق کیطرف وجہ خلق کیطرف باقی نہ رہے - اور یہہ امر سے داخل
ہوتا ہے سالک سیر فی اللہ مین بموجب اوس کے جو تو پہچانتا ہے اور وہ معرفت نقصان استعداد
سے یا اقتضاے مصلحت حق تعالی سے حق مین اوس سالک کے ہوتی ہے بقدر اوس کے جو اللہ تعالی نے
ارادہ کیا ہے - اور ان دو امر کو بعض اہل کمال نے کسی مرید کو ارشاد نہین فرمایا بلکہ تعلل و تعذر کیا
واللہ اعلم بالصواب - پس قوی تر تمام قوت کا قسم ثانی ہے اگلی دو قسم سے اور وہ منصب خاص رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور سواے اون کے دوسرے پیغمبرونکو اونکی تبعیت سے ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا
فَیْضَہٗ وَ اِحْسَانَہٗ اور جو سیر فی الاشیا از روے آفاق و انفس ہے وہ سیر فی الاشیاء ہے اوسکو سیر فی اللہ
نہین کہتے ہین - جس نے سیر فی الاشیاء کو سیر فی اللہ پر گمان کیا کچہ نہین پایا اور سیر فی الاشیاء کے بہی
بہت طریق ہین - اولی یہہ ہے کہ اشیا کو مثل آئینہ کرے اور یہہ مشترک ہے درمیان مستدل اور اہل کشف
کے - لاکن مستدل اشیا کو مثل آئینہ کرکے اوسمین تصویر خیالی بناتا ہے اور اس سے آثار موصل فی اللہ
حادث ہوتا ہے ضرور ہے کہ اوس کا محدث بہی اس عالم کا
دقیقہ اور حکمتہاے عجیبہ کا ہے اور وہ عجائبات ایسے ہین کہ
اور ادراک سے اوس کے فحول عاجز ہین - ضرور ہے اوس کو
س کے صفات فاضل اور کمالات کامل والا جانے - پس
ہے اور حکم کرتی ہے وجود کو اللہ تعالی خالق کے جیسا کہ حکم کرتے
ہی اوس کے لئے آئینہ ہے - پس اللہ تعالی توفیق دینے والا
کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰہُ - لاکن اہل کشف فہم مین اوس کے
ہوتا ہے کہ یہہ انسان نہین ہے جو شکل جسمی ہے کیونکہ وہ شکل مشترک

بیان سیر فی الاشیاء یعنی انفس و آفاق

ہے حیثیت جسمی سے درمیان انسان کے اور درمیان حیوان دوسرے کے بنظر اس کے اوس شکل کو کچھ بزرگی نہین ہے بلکہ فضل اوس انسان کا دوسری جہت سے ہے اور وہ مجتمعہ کمالات اور فضائل کے ہے ۔ پس اوسکو حقیقت دوسری ہے اور وہ سر اللہ ہے کہ جسکے حق مین حق تعالیٰ فرمایا اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ اور اس خصوصیت مین کئی وجہ ہین (اول) پہلا وجہ انسان سر اللہ ہونیکا یہہ ہے کہ روح اوسکی ایک امر ہے امر اللہ سے حقیقت سے اوس کے کوئی مطلع نہین ہوتا ہے مگر وہی شخص کہ جسپر کشف ہوا ہے کہ وہ اسی شکل مین انسان کے جو دیکھی جاتی ہے امر کو اوس کے دیکھتے ہین اور جو سوائے اس کے ہے وہ حقیقت ہے کہ جسمی کمالات قدسیہ اور فضائل ملکوتیہ جمع ہین اس لئے کہتے ہین اِنَّ الْعَالَمَ الْکَبِیْرَ ہُوَ الْاِنْسَانُ یعنی عالم کبیر انسان ہے اور یہہ عالم جو مشہور ہے عالم صغیر ہے ۔ پس سیر اس فرقہ کا عالم صغیر مین افاقی کہا جاتا ہے اور عالم کبیر مین انفسی جسکا اشارہ حق تعالیٰ فرمایا ہے وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔ یعنی تمہاری ذاتون مین کیون نہین دیکھتے ہو ۔ پس وہ اہل کشف سیر افاقی مین انوار الہیہ دیکھتے ہین ۔ بعد اس کے وادی انفس کیطرف نقل کرتے ہین اور اوس حال مین کہتے ہین وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۔ پس ہر قدم مین اس سیر کے اونکو صرف نور اللہ کشف ہوتا ہے کہ جسکی صفت مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ مذکور ہے اور وہی نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَہُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ہے ۔ اور جب اون کے لئے یہہ رویت اور مشاہدہ موج مارتا ہے کہ جسکی تعریف لَا یَبْغُوْنَ عَنْہَا حِوَلًا واقع ہے یعنی نہین رغبت کرتے ہین اوس سے پلٹنے کو پس وہ انوار ادراک کرتے ہین اور قلم اون کے زبانون کی صفحات اطلاع اور کشف سیاہی شہود اور امداد ظہور نور موجودہ پر چلتے ہین اور صورت حال کو کلمہ انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی اور لیس فی جبتی سواہ کہتے ہین ۔ اور زبان حال سے سورہ رحمن رحیمیہ پڑھتے ہین اَنَا اَصْغَرُ مِنْ رَبِّیْ بِسَنَتَیْنِ ۔ یعنی مین اپنے خدا سے دو سال چھوٹا ہون ۔ پس اون کے لئے دروازہ شہودیہ کا انتاوندہ اوسکر مین کھولا جاتا ہے اور دست بدست ہات اون کے پیالہ اسرار کو علی رؤس الاشہاد یعنی علانیہ لیتے ہین ۔ پس تیغ تیز سے فنا کے جو ناشی ہوتے ہین شراب نو سے جنگ کرتے ہین اور

بیان سر اللہ ہونے انسان کی

ایک پر ایک گرتے ہین بڑا گرتا ۔ اور جب حق ظاہر ہوتا ہے اور آگاہ کرتا ہے کہتے ہین اَلعَبدُ عَبدٌ وَالرَّبُ رَبٌ یعنی بندہ بندہ ہی ہے اور خدا خدا ۔ پس تمیز کرتے ہین کشف کامل سے اوس چیز مین جو تہا فرقہ اولی از روے تحقیق کے ۔ پس کہتے ہین کہ بندہ باوجود موجود ہونے کے ایک وجود سے وجود اوس کا نفس الامر مین محتاج ہی وجود غیر محتاج کا تمامی وجوہ سے ابتدا اور انتہا مین مثل عدم ہے گویا اوس کو وجود بالکل نہین ہے اور جو وجود کہ ہے وہ امر وہمی ہے جیسا کہ سوفسطایہ کہتے ہین ۔ اگر ایسا ہی ہو لازم ہوگا انکار شریعت اور انبیا علیہم السلام کا اَلعَیَاذُ بِاللہ اسمین تفصیل ہے شاید خدا تعالی مجہے توفیق بیان اوسکی کوئی وجہ درمیان نصیب کرے یا آخر مین اس قصیدہ حمیدہ کی اگر تو نہایت کو پہنچے اوس چیز کے جو مین اثنا ابیات سابقہ مین لکہا ہون ممکن ہے کہ تو قادر ہووے اوس چیز پر جو مین نے مجملاً کہا ہون لاکن صوفیہ وجودیہ پس وہ ایک فرقہ ہین بعض اونمین کے ضلالت محض پر ہین وہ ملحدین جدید ہین دعوی اثبات کا کرتے ہین کہ تمثیل اللہ تعالی اور اشیار کے مثل گلاب کے پہول اور آب گلاب کے ہے اور یہہ کفر صریح ہے اور بعض انمین اس اعتقاد سے انکار کرتے ہین اور تشبیہہ صورت تصویر سے دیتے ہین اس طریق پر کہ اوسکو خارج مین وجود نہین ہے مگر وجود واحد کا ہے سواے اوس کے کوئی وجود نہین ہے مگر تعین وجود کا ہے ۔ انپر بہی اعتراضات ایسے وارد ہوتے ہین کہ جسکے جواب سے عاجز ہوجاتے ہین ۔ تفصیل اوس کی طولی ہے اور کتب اس سے بہرے ہوئے ہین وَالحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی ہَدَانَا لِہٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَہتَدِیَ لَولَا اَن ہَدَانَا اللہُ رَبُّ العِزّۃ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُولِہٖ وَالاٰلِ وَالاَصحَابِ وَالتَّوَّابِ اَجمَعِین (بیان ثانی) جاننا چاہیے کہ طیر لطایف کے کئی وجوہ پر ہوتا ہے الاول یعنی پہلا وجہ اوس کا یہہ ہے کہ ایک لطیفہ مثلاً نفسیہ چمکتا ہے نور اوس کا اور بلند ہوتا ہے مثل علم مستقیم کے پس پہنچتا ہے دوسرے لطیفہ تک مثل لطیفہ قلبیہ کے ۔ پس فرزندی ملتے ہین وہ دونون اور استوار ہوتے ہین اوسوقت پس اوڑتا ہے نور بلند دونون سے مثل ایک پرند دو بازو دار کے اور رغبت کرتا ہے طرف جہت توی کے سابق سے اور لطیفہ روحیہ مین آشیانہ کرتا ہے اسوقت مثل پرندین بازو کے ہوتا ہے اور پہلے سے قوت زیادہ پیدا کرتا ہے اور اوس آشیانہ مین جبتک استعداد اوسے رہتا ہے اسوقت پر شتبہہ ہوتا ہے سالک کو کہ مافوق اس کے

بیان شنائع بعض وجودیہ متصوفہ

بیان طیر سیر لطائف

مقام احرام ہے آشیانہ نہین۔ لیکن باعتبار اس انوار کے جو کمال انوار ہے وہ نور اللہ ہے۔ پس تکیہ کیا جاتا ہے
اوسپر جیسا کہ بعض کاملین نے اس حالت پر تیس سال رہے ہین پس دست قدرت نے اونکو لیا ہے اور
عزیز تر اس منزل سے اطلاع دیا ہے اسوقت اوڑتا ہے وہ تیز زیادہ پہلی اوڑان سے اور باب السیر مین
آشیانہ کرتا ہے۔ پس روزی ہوتے ہین اوسکو چار بازو اور اس آشیانہ مین کل ماسوی اللہ سے اوڑتا ہے
اوسوقت باقی نہین رہتا ہے اوسکو کوئی طیران مگر طرف کمالات اللہ تعالیٰ کے سیر فی اللہ مین۔ پس اس
حال مین سیر اوسکا طیر ہوتا ہے۔ کیفیت طیر کی اس طیران مین خارج طور بیان سے ہے اور اوسپر کسیکو
اطلاع نہین ہے مگر جسکو کہ خدائیتعالیٰ توفیق رفیق کیا ہے باوجود اس کے ہر طیر مین اول سے اخر تک
سالک کیلئے حسب استعداد طیر خاص ہے کہ سوائے اوس کے دوسرا اوسکو نہین جانتا ہے اس لئے
مراتب اور وصول متفاوت ہوتے ہین۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا
اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (الوجہ الثانی) یعنی وجہ دوسرا بیان وجہ دوم طیر لطائف
یہہ ہے کہ سالک بعد وجود کے ایسا ہوتا ہے کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا یعنی گویا کوئی یاد ہی نہین اس حال
مین لطائف منفرد منفرد اوڑتے ہین یا بعد اجتماع مذکور کے آسمانون تک بعد اوس کے کرسی بعد اوس
کے عرش تک بعد اوس جائے تک جو خارج مکان ہے بلکہ امکان سے ہے اوڑتا ہے اسوقت سوائے
وجوب مطلق کے کوئی چیز باقی نہین رہتی ہے۔ پس حقایق لطائف اوس کی طرف رجوع کرتے ہین
مثل رجوع فرع کے اصل کیطرف اور طریقہ اسکا یا الہام سے معلوم ہوتا ہے یا اوس شخص سے جسپر
یہہ معاملہ وارد ہوا ہے اور وجہ دوسرا اسپرد کیا گیا ہے دونکی اور وارد اونکی طرف اور وہ اسی
موافق ہے جو کہا گیا وَمَا ھِیَ اِلَّا کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا یَجْرِیْ عَلَیْہِ زَمَانٌ وَّھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ اگر پڑھے ہے
تو وہ چیز جو اس آیت مین ہے قادر ہوگا تو ہم طیران فایق پر وجہ اول کے جو شخص مجاہدہ کرتا ہے
راہ خدا مین خدائیتعالیٰ اوسکو آہستہ اوسکا تبلاتا ہے اوس جانے سے کہ آگاہ نہ تھے اور نہین جانتے
تھے بموجب اس قول کے یَاعِلْمُ الْعِلْمِ اس لئے کہا گیا ہے ھُوَ الْجَھْلُ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ
اِدْرَاکٌ۔ سُبْحَانَ مَنْ عَظُمَ شَانُہٗ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ (توشیح خفی) اے سالک

بیان فنا و بقاء لطائف

مجکو ضرور ہے کہ جانے کہ لطائف مین فنا و بقا ہے اور یہہ دونون حالت باتفاق وارد ہوتے ہین سالک پر یا ایک بعد دوسرے کے کیونکہ اگر سالک فنا خلق سے نہ ہو جو اوسپر ظاہر اور عسلم سے نہ ہو جو اوس سے تعلق رکہتا ہے اوس سالک کو ترقی نہین ہوتی ہے طرف فوق کے پس فنا ہوتا ہے حالت سفلیہ سے اور بقا پاتا ہے حالت عالیہ سے ایسا ہی اِلیٰ اَنْ یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ یعنی اوس زمانہ تک کہ مدت مکتوب کو پہنچے۔ یا تو وارد سے اس طریق پر کہ اوسپر یک حالت ظاہر ہووے کہ اوس کیساتہہ فنا ہووے اور اس حالت مین بقا ہوتا ہے جو اوسکو اس حالت مین نصیب ہے پس یہہ حالات جزئیہ ہین جیسا جزئیہ افراد فنا اوسکا ہے ایسا ہی جزئیۃ اشخاص بقا اوس کا ہے ۔پس جسوقت سالک ان دونون متلازم سے فارغ ہوجاوے ترقی پاتا ہے اوسطرف جو اس سے اعلیٰ مقام ہے ایسا ہی جہانتک کہ اس کا استعداد وارشاد مقتضی ہے اور یہہ طریقہ تمام لطیفونمین سلوک ہی امداد خدا تعالی سے اور فتح اسباب کا اتم اور اکمل ہے حصول جمعیت مین اور طمانیت اور اخذ کمالات مین کیونکہ مقرر ہے کہ سالک فی الطریق جسوقت زیادہ ادا کیا حق ہر ایک منزل کا قادر ہوتا ہے بیان پر اطوار اوس کے اور کبہی بعض سالکین کو حالت سیر کے لطیفہ تحتانی مین ہوتی ہے اور کہولے جاتے ہین اوسپر دروازے لطیفہ تا فوقانی کے باوجود کامل ادا نکرنے حق لطیفہ اولی کے ۔پس وہ کلام کرتا ہے علوم لطیفہ عالیہ سے ۔پس تنزل کرتا ہی اور قبض کیا جاتا ہے اور رجوع کیا جاتا ہے اور اس قبض مین وارد ہوتی ہے اوسپر حیرت اور اضطرار مثل اوس شخص کے جو فرش شاہانہ تبلایا گیا اور بعدہ بٹہائے اوسکو ایک اور کم ظرف بستر پر پس وہ شخص بیقرار اور متحیر ہوجاتا ہے ۔ شاید اس مین حکمت یہہ ہے کہ اس سالک کو تربیۃ لایقہ ہو اور اس سے ظاہر ہووے کہ مبتدی بہی کلام منتہی کا واردات مین کہنا جایز ہے لاکن درمیان اس کے فرق ہے کہ عامی نابینا کو فرش سلطانی پر لیجاوین اور بادشاہ اوس سے کلام کرے اور صاحب البصارت اور منصب کو لیجاوین اور وہ بادشاہ سے کلام کرے ۔ کیونکہ معاملہ پہلا کہ ایک عارضی ہے نہایت رحمتہ سلطانی سے واقع ہوا اور معاملہ دوسرا حقیقی ہے کہ اخلاق سلطانی کا پیدائشی ہے پس ان دونون معاملونمین فرق کو سمجہہ لو۔ پس اگر یہہ معاملہ ظاہر ہووے سالک مبتدی پہ ضرور ہے

اوسکو پیہ اور وہ تب چہپاوے تیسرمرتبہ انتہامین جس چیز کے ستر کا حکم ہو زیادہ تر ستر کرے اور جس چیز کے
اظہار کا حکم ہو اظہار کرے کیونکہ باگ متعدمات ولی کی امر الہی مین ہوتی ہے گویا ولی کو نہ ارادہ ہے نہ
قدرت نہ وجود چنانچہ پہلے بہی بیان کیا گیا ہے اوسکو یاد کرو والحمد للہ الذی جعل الطیر صافات ویقبضن
ینبسطن وہو یقبض ویبسط والیہ ترجعون (تعلیم حسن) اے طالب خدا تعالی کے صعود وعروج نصیب
کرے پستی سفالت طبیعت سے طرف حقیقت حقیقیہ کے ضرور ہے تجہکو علم تام یہ ہووے جو شامل
تمامی لطیفوں کو ہے تا تجہکو ظلمات سے جو پیدا ہوتے ہین بخارات طبیعت سے محفوظ رکہے کیونکہ ہر چیز اپنی
اصل کیطرف رغبت کرتی ہے کیونکہ اہل سفالت اگرچہ پرورش پاوین مواد رضاع علوی سے لاکن باوقت
رجوع کرتے ہین تسفل اصلی کیطرف اگرچہ ہزار قسم حفاظت کرین کیونکہ کل شیء یرجع الی اصلہ وارد ہے
بلکہ نہین تسلیم کیا جاتا ہے انسانیہ بشریت مین وہ امر جو مصفی لطیف ہے یعنی روح پہونچتی ہے وہ مثل فرد
صالح کے جماعت صالحین ہین چنانچہ دیکہتا ہے تو اس روح کو کہ حجاب واقع ہوا ہے اسکو صرف بسبب
سکونت اوس مکان تیرہ اور جائے قبیح کے کیونکہ انسان ہر ایک سافل سے اسفل اور ہر نازل
سے انزل ہے کیونکہ وہ اوتارا گیا ہے اسفل السافلین کیطرف مگر الذین آمنوا وعملوا الصالحات
پس وہ انسان مجمع خبائث اور مخزن لطائف ہے گویا ہذا عذب فرات وہذا ملح اجاج بینہما برزخ لا یبغیان
صفت اسکی ہے۔ ماسبق مین تجہکو معلوم ہوا ہے کہ سالک کو محافظت تام ضرور ہے اور طریقہ محافظت
ہر لطیفہ کا علیحدہ ہے مثلاً لطیفہ نفسیہ مین ضرور ہے محافظت سالک کی ظلمات سے جو پیدا ہوتے ہین ہر
خواہش ردیہ اور اخلاق رزیلہ سے مثل شہوت اور لذائذ غیر ضروری کے پس ضرور ہے انقطاع مواد ان
ظلمات کا اور نگاہ رکہنا اسکا ذکر اور مراقبہ سے اور اختیار کرنا اخلاق فضائلیہ سے ترک شہوات اور
حرص اور اسراف مال کے اور تمامی چیزون سے جو محجوب کرتے ہین رضاء پروردگار سے ہوتا ہے
تاکہ نفس امارہ مطمئنہ راضیہ مرضیہ ہو جاوے اور ہر ایک ذکر اور مراقبہ اور ملاحظہ مین اعلی و اسبق
ہووے اوس چیز سے جو پہلے تہی پس مقدمہ زیادہ ہو جاتا ہے جہانتک کہ خدا تعالے نے چاہا ہے
پس اسوقت اوسکو قابلیت حقیقت اور استعداد تحقیقہ حاصل ہوتا ہے پس ہو جاتے ہین تمامی امور اللہ تعالی

بیان حفاظت لطیفہ نفسیہ

سے اور کہا جاتا ہے یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِی فِی عِبَادِی وَادْخُلِی جَنَّتِی
یعنی الوصول اور وصول اس کا نہیں ہوتا ہے مگر حیثیت تجلی قہری سے چنانچہ ہو جاتا ہے تو اور لطیفہ قلبیہ
محتاج ہے علوم کا جیسا مثل صیقل آئینہ دل ہین ایسی صفائی کہ جس سے وجہ محبوب ہو جاوے لاکن جب
یہ لطیفہ لطیفہ نفسی کیساتھہ وارد ہوتا ہے لطیفہ قلبیہ پر ظلمات تو اس سے ہجوم ہوتا ہے اور کبھی ظلمات
نسبت ارادیہ سے کہ جس سے سالک جانتا ہے کہ وہ پہچانتا ہے اپنا اور اوسکو معارف ایسے حاصل
ہین اوسوقت ضرور ہے سالک کو کہ اس نسبت کو کاٹ دے کوئی چیز مین ارادہ اور اخفیا رکو
نجانے۔ پس جو علوم پیدا ہوئے ایسی ظلمات متراکمہ کے ہین مزاحم ہین لطیفہ قلبیہ پر اور پیچ ہین
ہین سالک کے لئے ثابت ہوتے ہین حیثیت سے وجود اوس کے۔ پس علاج قطع ان ظلمات کا
قطع کرنا مواد مذکور کا ہے جو پیدا ہوتے ہین اس علوم سے۔ پس اوس پر نظر کرے اور معارف
مزید صفائی کے اوس ہین جو ارادہ کئے جاتے ہین عرفان اسما و صفات مین حاصل کرے بعد
محافظت کے ظلمات سے اور مجمع اوس معارف کا اسم اللہ ہے اور ذات بملاحظہ جمیع صفات
جو مفہوم اس اسم سے ہے وہ جلیلی ہے پس ضرور ہے کہ سالک اس اسم کا مراقب ہووے اور
ذات مستجمع اس صفات کاملہ کو ملاحظہ کرے۔ پس پہنچنا اس لطیفہ کا اسی اسم سے ہے۔ پس یہہ
لطیفہ بہی مجمع معارف کا ہے اور یہی حقیقت جامعہ ہے اسکو ظلمات سے نگاہ رکھے رَبَّنَا لَا تُزِغْ
قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ ہَدَیْتَنَا وَہَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً۔ اور لطیفہ روحیہ کو بہی بسبب متقارن ہونے
لطیفہ قلبیہ کے جو وہ متقارن ہین لطیفہ نفسیہ کو فی الجملہ جہت تسفل ہے کیونکہ ظلمات اوسکی توسے
جان لیا ہے اور اگرچہ روح عالم امر علوی ہے لاکن صحبت کو بہی اثر ہوتا ہے اس لیئے اشراف
لوگ ہمسایہ شرفا کا اور مکان شریفون کے اختیار کرتے ہین اور قیمت ایسے مکانونکی زیادہ ہوتی
ہے سو سے ہزار تک اور نکالے جاتے ہین ارزل اور بد لوگ وہان سے تاکہ وہ اچہے لوگ
بری باتون سے منع کئے جائین ہمسایہ سے علما اور شرفا کے۔ حاصل یہہ کہ روح مین کبہی ظلمات
پیدا ہوتے ہین متقارنت سے اور حسان اور انوار اور اعتبار کمال سے اور نسبت سے وجودیہ

جو مناسب ہو اس منزلت کو اور وجہ ورود ظلمات کا اس لطیفہ مین یا مقارنتہ لطیفہ روحیہ ہے کہ جسمین وجود
کا بقیہ ہے اور وہ موجب للظلمات ہے یا جمع کرنا اوس امر کا ہے جو غیر مناسب ہے اس لطیفہ کو اور
یہہ امر یا اوس قسم سے ہے جو موجب عزل سالک کے ہو اس درجہ سے یا واسطے مصلحت کی ہے تربیت
مین اس سالک کے اور یہہ تمام امور قبیل سے احوال کے ہے نہ اقوال کے ذکر اسکا اس قدر اسلئے
کیا گیا تا وہ شخص جو ارادہ وصول رکہتا ہو یاد رکہے اور راہ رشاد کو پہنچے ۔ پس وصول لطیفہ روحیہ کا
بواسطہ اسم نور کے ہوتا ہے جیسا کہ وصول لطیفہ سریہ کا اسم احد سے ہوتا ہے اور اس لئے حکم کئے
گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ اور اگر اسقدر مجمل یاد رہے تفصیل پر
جو سینہ ہائے صافیہ مین امانت رکہی گئی ہے قادر ہوگا ۔ مجمل کلام یہہ ہے ہر سالک کو حکم صیقل کرنیکا
ہے اور اس طرف کسی کامل نے فارسی مین اشارہ کیا ہے ؎ اے برادر گر تو صاحب ہیکلی
صیقلی کن صیقلی کن صیقلی ۔ اور جو بیان کہ جلاء الخاطر مین نقل کیا گیا ہے انشاء اللہ تعالی ترتیب
آویگا اوسوقت تجہکو معلوم ہو جائے گا کہ مراد اس اجمال سے کیا ہے ۔ اور اختصار جو شامل ہے
تفصیل کا وہ سدرۃ المنتہی ہے ۔ اے شخص ارادہ کرنے والے عروج اور معراج کے شمع روشن
کیطرف قُمْ فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ قایم ہو کیونکہ سلوک اور سیر اور جذبہ اور طیر تمام داخل ہین لطایف
مین جسکا پہلا قدم شہادت کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور دوسرا اسکا قول لا الہ الا انت
الاحد ہے اور یہہ طریق شامل ہے منازل ستہ یعنی لطایف پر اور وہ چیز جو درمیان اوس کے
ہے اوس مین شہرین اور قریہ اور مکانات اور آبادیان اور جنگل بے آب وگیاہ اور بے درخت
ہے عاجز ہو جاتا ہے سایر اوسمین اور باز و توتے ہین طایر کے اوس کے طے کرنے مین اَللّٰهُمَّ
اَعِنَّا عَلٰی ذٰلِكَ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ اور سوائے اس راہ کے راہ نہین ہے مگر اوس شخص کے لئے
کہ جسکو جذبہ تامہ وخاصہ ذات پکڑے وَاِنْ هِيَ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ یعنی یہہ مثل ایک پلک مارنے کے طے
ہوتا ہے اور یہہ نادر ہے بلکہ کہتا ہون مین کہ وہ بہی گزرتا ہے مَرَّ السَّحَابِ یعنی مانند گزرنے
ابر کے اس منازل سے لاکن سرعتہ تامہ کیوجہ اسپر آگاہی نہین ہوتی ہے ۔ پس جب پہنچگیا او سیر

اوسکا تمام ہوگیا اور تمیز کیا معارف وعلوم سے جو متحقق ہوئے اوسکو کہ منازل یہی ہین اسکے سوائے کوئی
مجاوز ما وانہین ہے پس مدار کلی اوسکا یہی منازل ہین لاکن نہین متحقق ہوتا ہے سالک کو کمال مگر اوس وقت
کہ مراجعت کریگا اوسمین از روئے کلی وجزئی کے پہچانیگا اور بعض کو نہین ۔ پس افضل ہی تیرے لئے
یہہ مراجعت ۔ پس کہتے ہین ہم کہ اول سیر اور سفر اقدام اذکار سے ہوتا ہے اور تو طریقہ اوس کا
جان لیا ہے ۔ دوسرا اقدام معاملہ ہے وہ ہر لطیفہ مین اقسام کا ہے لاکن لطیفہ نفسیہ مین سالک پر واجب
ہے کہ جب اس لطیفہ مین ذاکر باسم مناسب اس لطیفہ کے مثل اَلْجَبَّارُ وَالْقَهَّارُ وَالْعَزِيزُ وَالْقَادِرُ
اور سوائے اس کے کہ جسمین معنی قہرمان ہے ۔ پس تخلیہ رزایل خواہش نفسانی کیطرف جو موجب
ہین ظلمات کے اور ریاء کرنیوالے ہین صفحہ صفوت موثرہ للترقی الی رفیق الاعلی کے مشغولی
چاہیئے اول تخلیہ پاک کرنا نفس کا حرام سے جو وہ محبت دنیا ہے رزیل ہے کرے بعد اس کے
مکروہ سے ایسا ہی یہانتک کہ حلال سے بہی ۔ مگر حلال بقدر ضرورت بقدر امکان لیوے اور تقوی
کو اپنا توشہ کرے بخوف اس کے کہ حرام مین اور شبہات مین پڑجائے اور اسی لئے بڑے بڑے
صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم احتراز کرتے تہے حلال سے بعض اون کے ستر اچیز بیان کئے ہین اور
بعض زیادہ اس سے تاکہ نہ پڑین حرام اور شبہات مین اور حدیث شریف مین آیا ہے
لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى وَحِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ یعنی ہر بادشاہ کو نجار ہوتا ہے اور باعث نجار پروردگار اختیار
محرمات اوس کا ہے پس واجب ہے پرہیز کرنا اوس سے ۔ پس جب تو تخلیہ پر حاکم ہوگیا لازم
ہوتی ہے ترقی اوس تخلیہ مین کہ جو امور پیدا ہوئے یا پیدا ہوتے ہین نا معلومی مین منافی اوسا
کے رذائل سے مثل حسد ۔ اور کبر اور ریا اور عجب اور امثال اس کے ۔ پس معالجہ کرے
ہر رزیل اوسکا ضد سے جیسا کہ تو دیکھتا ہے کہ آتش پانی سے بجہائی جاتی ہے ۔ پس جو شخص
ارادہ کرے باغ کو جانے کا اور درمیان راہ اوس کے آتش ہو تو پہلے آتش کو بجہانے کا علاج
کرے تاکہ اوس جائے جو ارادہ ہے تہنڈا اور سلامت ہو جائے اور اسی لئے ابو عثمان میر
ابی حفص حداد قدس سرہ حضرت جنید رضی اللہ تعالی عنہ کو بمقدمہ اقتران لکہا کہ راستہ مین

وصول الی اللہ کی دریائین آتش کے ہین۔ پس اون سے تم نے کتنے پار ہوئے ہو۔ حضرت جنید نے جواب دیا مین نے ابہی قدم اول مین سیر کی ہے۔ کہان ہے سیر دریا ئین آتش کا سبحان اللہ یعنی پاک ہی وہ پروردگار جو درخت سبز مین آتش کو سلگایا اور پہر اوس نار کو نور کیا۔ اے بہائی اگر تو شک مین ہو اوس چیز مین جو ذکر کیا مین یا ذکر قصہ نمرود ذلیل اور ابراہیم خلیل علیہ السلام کو کیونکر آتش نہایت سلگائی گئی اور خلیل اوسمین ڈالے گئے جب خدا تعالی اونکا نگہبان تہا اوس آتش کو ٹہنڈی اور سلامت اون کے لئے کردیا۔ ایسا ہی ضرور ہے سالک کو کہ اپنے نفس کیسا تہہ معاملہ کرے اور منتظر امداد غیب کا جو ساتہہ سے شیخ اکمل کے یا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوتی ہے رہے کہ قادر مطلق نے اپنے بندہ پر کیا مدد کرتا ہے۔ جب یہہ بات ظاہر تمہکو روایات سے متحقق ہوگئی ضرور ہے کہ تنویر نفس کیطرف جو آثار ظلمات موجودہ اور آئندہ سے بوجہ بشریت وارد ہوتے ہین مشغول ہووے اور یہہ ہر لحظہ مین ابتداءً و انتہاءً محتاج اس کا ہوتا ہے لاکن فرق ہے مشکل ہونے مین اسکی ابتدا مین اور آسان ہونے مین انتہا مین۔ چنانچہ دیکہا گیا کہ شیخ ارشاد کرنیوالے کو وقت تربیت مرید کے کہ جبکا صفحہ لطیفہ منکدر رہے ظلمات وارد ہوتے ہین اسوقت محتاج صفائی کا ہوتا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وَاِنَّہٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَاَسْتَغْفِرُ اللہَ تَعَالٰی یعنی کبہی میرے دلپر ستر بار تیرگی واقع ہوتی ہے پس طلب مغفرت کرتا ہون مین خدا تعالی سے جب حال ظلمات کا ایسا ہو ضرور ہے سالک کو کہ ہر وقت اور ہر حالت اور ہر مقام مین اول منازل کے حافظ اور مذاکر ہووے اور یہہ اوس کی مثال ہے کہ بادشاہ بعد فتح کے بہی دہنے اور بائین اور پس و پیش لشکر محافظ رکہتا ہے تا کہ دشمن اوس طرف سے جو گمان نہین ہے آجاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا جنگ احد مین کہ لشکر اسلام کو بسبب عدم محافظت کے اوس پہاڑ کی طرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے تہے شکست واقع ہوی اور مصیبت سخت پہنچی۔ پس سالک کو جب یہہ تجلیات تمام ہووے تجلیہ قلب کیطرف بروجہ مذکور مشغول ہووے لاکن اختلاف باعتبار خباثت مزاحم اور لطافت فی الجملہ کے ہوتا ہے واما اللطیفۃ القلبیۃ

بیان لطیفہ قلبیہ

یعنی لطیفۂ قلبیہ مین واجب ہے سالک پر بعد تجلیہ کے اذکار مناسبہ سے جو مناسب تر ذکر جامعہ بلفظ جلالتہ ہو یعنی ( اللہ ) خواہ باجمال صفات کاملہ سے ہو جیسا کہ اوس سے مفہوم ہوتا ہے یا تفصیل صفت صفت ہو اور یہہ شغل نادر ہے ۔ چنانچہ اس بندۂ ضعیف مہتدی بغوث محی الدین ابو الفرح محمد فاضل الدین پر وارد ہوا اور ظاہر ہوا کہ نام اوسکا سیر بسیط فی البحر المحیط ہے چنانچہ مین اوس کو مفصلاً اپنی کتاب ( فتوح القادر فی الاذکار و الحقایق ) مین بزبان فارسی ذکر کیا ہون اور یہان بہی کچہ اوس سے بیان کرتا ہون تا طالب کو انتظار دوسری کتاب کا باوجود اس شرح کے باقی نہ رہے ۔ پس طریقہ شمار اون اسماء کا مشہور بموجب حدیث شریف صحیح کے اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاھَا فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ اہل ظواہر معنی احصار ذکر زبانی مع حضور قلب کہتے ہین علی ہذا القیاس جنت سے مراد ثواب اور حساب لیتے ہین اور مجہہ پر یہہ ظاہر ہوا کہ مراد احصا سی پہلے استغراق ہے مطالعہ مین تجلیات آثار ہر اسم کے بعدہ تجلیات افعالیہ ہین ہر ایک اوس چیز سے جو صلاحیت رکہتی ہو اس تجلی کو یہانتک ظاہر ہو جاوے سالک صفات مین بعد مشاہدہ کلی کے بموجب آثار اور افعال کے تپر عروج کرے اقامتہ سے اس احوال کیطرف رفیق اعلی کے اسقدر کہ مضمحل ہو جاوے علم و ارادہ سے پس بدل ل ہو جاتی ہے حقیقت سافلیہ اور اسفلیہ حقیقت عالیہ اور اعلویہ سے یہان تک کہ باقی نہین رہتا ہے مگر اللہ بموجب کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ کے اور یہہ معنی نہین ہے کہ شئی موہوم محض ہو جاوے یا اوسکو اصالتہً وجود باقی رہے بلکہ قاعدہ پر خیر متوسط کے جانے کیونکہ فَالْعَبْدُ عَبْدٌ وَّاِنْ تَرَقّٰی یعنی بندہ بندہ ہی ہے اور اگرچہ ترقی کرے وَالرَّبُّ رَبٌّ وَّاِنْ تَنَزَّلَ اور رب رب ہی ہے اگرچہ تنزل کرے اور اس حال مین حفظ شریعت متحقق ہوتی ہے چنئم شہود مین ۔ پس کہنے والا عبد کو اشیاء موہوم و خیالات مردود ہوتا ہے اور شمار کرنیوالا اصالتہ وجود کو خارج ہے فہم مقصود سے اور یہہ امر بموجب اوس کے ہے جو محققون نے مسئلہ جبر و اختیار مین فرمایا ہے ۔ یہہ بیان اگرچہ تفصیل طلب ہے لاکن مین اوسکو دوسرے وقت پر رکہا ہون شاید خدا تعالی بیان اوس کا مجہے نصیب کرے ۔ پس چاہئے کہ رجوع کرے شغل مذکور کے

طرف مثلاً سالک نے کہی قول لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ آخر تک سا سم اسم پس کچھ
تقوا ور عمل کرے اوس مین اوس قاعدہ پر جو ہم نے ذکر کیا ہے اور مین انشاء اللہ تعالی تفصیل کرونگا
مین حاشیہ مین اسی جاشے پس یاد رکھ۔ پس اہل دل کو ضرور ہے کہ مشغول ہووین واسطے اخراج
مزاحمات ایسے معارف کے تخلی قلب اور اوسے بتقرر وظیفہ ذکر کے تاکہ ہوجاوین وہ مثل کالانک
کے پس جب یہہ اخراج تمام ہوجاوے لازم ہے تصفیہ کمالات کہ طرف مشغول ہووے اور
سبیل کبر اور عجب اور پندار سے پاک ہوجاوے ورنہ یہی اوسکی تاخیر ہوکر سبب نزول کل ہوگا
العیاذ باللہ کیونکہ عبودیت عبارت ہے تذلل نفس سے بندہ کی اور اثبات تمام کبریا خاص کمال
حق تعالی کی کیونکہ کوئی شخص معزول نہین کیا جاتا ہے مگر اثبات وجود سے اوس کی پس اثبات
کیونکر ہوسکتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالی نے مختار کیا اپنے ملک
و ملکوت مین آنحضرت نے عبودیت کو اختیار فرمایا کیونکہ عبودیت لازم کرتی ہے تذلل کو اور دخول
جنت وصول کا بغیر تذلل کے حاصل نہین ہوتا ہے اور یہہ لازمہ الوہیتہ کا ہے اور خاص اوسکا
حضرت حق تعالی اگر تذلل اختیار نہ کرے طمانچہ عزل اور خروجی کا کہاتا ہے اللھم انی اسئلک العبودیتہ اسی
قیاس پر ہے۔ مراد جنت سے حدیث اسماء حسنی مین جنت رویت اور مشاہدہ الہیتہ اور وصول قدسی
اس نشاط دنیوی مین اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ خَالِصًا وَّمُخْلِصًا فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ اور لفظ دخل صیغہ ماضی اس لئے فرمایا کہ یہہ امر تحقیق ہے
محل تشکک نہین اور اس بیان مین جو تفصیل ہے انشاء اللہ تعالی قریب ضمن ابیات قدسیہ بیان ہوگی
واما اللطیفة الروحیہ یعنی لطیفہ روحی یہہ ہے کہ وظیفہ مرید کا واسطے ترقی کمال کے بعد حصول ذکر
از روئے ہوشیاری و استحکام ہووے تاکہ صفحہ روح صاف ہووے نقوش صور تماشے خیالیہ کمالات
سے اور سالک مستغرق ہووے امور نادرہ عالم امر اور عالم خلق مین یہانتک صفائی خیال سے
ثابت ہووے اِنَّهٗ هُوَ الْحَقُّ اور یہہ بسبب کمال لطافت اور صفوۃ کے دور و نزدیک سے
گمان کیا جاتا ہے جیسا کہ تشنہ سراب کو پانی جانتا ہے غلبہ تشنگی سے اور یہہ غلبہ پیدا نہین ہوتا ہے

سالک مین مگر دو وجہ سے ایک خلل امر اول سے کہ اوس مین مغلوبیتہ ہے واسطے غالبیتہ طلب کے ترقی کی طرف دوسرا امر حیثیت صفوت سے ہے جو ملحوظ ہے میل صفوہ روح کا اور یہہ ویسا ہے کہ ایک نہایت بہوکا جوقت کہ وہ پہنچا عمدہ جو اور آب شیرین پر وہ مشغول ہوتا ہے کہ اوسکے کہانے کو اوسوقت اگر کوئی اوسکو کہے کہ اسکے سواے اور غذائین اقسام کے اور لذت خواہشی کے موجود ہین جواب دیتا ہے کہ یہی میری مراد ہے اور مین اسی پر راضی ہون اور غذائین اقسام کے سوائے اس موجودہ کے کہان ہین بلکہ وہ یہی ہے اور سوائے اس کے کوئی چیز میری خواہش کی نہین ہے اور اسیوجہ سے اہل ولایت شہودیہ اوسی پر رہے جو اونپر ظاہر ہوئی اور اونہون نے سمجہا یہی کمال ہے حالانکہ کمال سوائے اس کے آبادی بلاتحقیق مین موجود ہے الحاصل سالک کو بعد حصول اذکار روحیہ کے ضرور ہے کہ واسطے صیقل آئینہ روح کے کدورت خیالیہ سے مستقل ہوجائے کیونکہ وہ کدورات خیالیہ ظلمات ہین کہ اوس سے راستہ ترقی رفیق اعلیٰ تک کے بند ہوجاتے ہین اور اسیطرف ما سبق مین تصریح ہوئی ہے اور وہ چیز جو عبارت غوثیہ مین حضرت رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے حق تعالیٰ الہام فرمایا۔ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمُ مَنْ خَرَجَ عَنِ الْاَجْسَامِ وَالنُّفُوْسِ ثُمَّ خَرَجَ عَنِ الْقُلُوْبِ وَالْاَرْوَاحِ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْاَمْرِ وَالْحُکْمِ یَصِلُ اِلَیَّ۔ اگر شرح کردن بیان کثیر ہوجائے اس لئے مین اوسکو نہین بیان کرتا مگر یک قطرہ اوس دریا سے اور یک ذرہ اوس آفتاب سے وہ ایسا ہے کہ جو شخص کہ سینہ اوسکا کشادہ اور روح اوسکی مصفیٰ ہے مراد کو اوسکی سمجہتا ہے اور وہی مراد ہے اوسکی۔ پس عبارت مذکور مین جو لفظ اجسام وغیرہ جمع لائے گئے ہین یا باعتبار افراد سالکین کے ہے اور یہہ بات ظاہر ہے یا بوجہ یک نکتہ باریک کے وہ یہہ ہے کہ ہر جسم اور نفس اور قلب اور روح مین مراتب ہین باعتبار تصفیہ اور دفع ظلمات کے پس ہر درجہ مین گویا کہ جسم دوسرا اور نفس دوسرا اور قلب دوسرا اور روح دوسری ہے اور اسی وجہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک محال مین اطوار مختلف ہوتے ہین جس شخص کے لئے دروازہ کہولا جاتا ہے وہ اوس محال مین پہنچتا ہے اور اسی طرف اشارہ ہے کتاب بزرگ جلاء الخاطر مین اِنَّ الْقَلْبَ اِذَا صَحَّ تَغَیَّر

بستاناً فیہ اشجار و ثمار و یصیر فیہ فیافی و قفار و بحار و انہار و جبال یصیر مجمع الانس والجن والملائکة
والارواح و ہذا الشئ وراء المعقول یعنی یہہ عبارت ایسی ہے عقلین اوس کے احاطہ پر قادر نہین ہوتے
ہین اور اوس کو جمع نہین کرسکتے ہین اور کوئی چیز اوس سے اپنی عبارت مین نہین کہہ سکتے ہین اور یہہ جو
مین نے بیان کیا ہون ایک اشارہ ہے۔ پس جو شخص ارادہ اوس کی اطلاع کا رکھتا ہو اوسکو ضرور ہے
کہ حال اور کمال حاصل کرے تا کہ اوسکو وصال حاصل ہووے۔ پس جسوقت خطرات قلب تیرے منقطع
ہون اور قوی سیر کیطرف جاوے اوسوقت قرب اور وصول تجھکو حاصل ہوگا اور یہہ بات شیخ بزرگ
رضی اللہ تعالی عنہ نے بہی جلاء الخاطر مین فرمایا ہے اور تفصیل اسکی قلوب صافیہ اور ارواح وافیہ
پر ظاہر ہے (واما اللطیفة السریة) یعنی لطیفہ سریہ کو بہی تین مرتبہ ہوتے ہین اما مرتبة الاشارة [illegible]
پس سالک پر لازم ہے کہ بعد پہنچنے ذکر ہر درجہ کے حفاظت اپنے باطن کی ظلمات متکدرہ سے [illegible]
مین [illegible] کرے اور ضرور ہے کہ جانے کہ ظلمات اس لطیفہ کے بنفسہ امور جلیلہ ہین اگرچہ ہو [illegible]
صفوت سر کے کیونکہ وہ جو بہ نسبت اس لطیفہ کے ظلمات ہین جیسا کہ مشہور ہے حسنات الابرار
سیئات المقربین اور یہہ [illegible] کی مثال ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب [illegible]
مقام قرب مین پہنچے ارادہ فرمایا کہ [illegible] اللہ تعالی کی بجا لاوین اور صلوات طیبات [illegible]
عبادات رکوع و سجود سے اور [illegible] ارشاد ہوا قف یا محمد ان اللہ یصلی [illegible]
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اپنے ارادہ عبادت اور ثنا پروردگار سے توقف کرو کیونکہ [illegible]
چاہئے بلکہ میرے ارادہ کے مقابلہ مین ارادہ بشریت سے فارغ ہوجانے [illegible]
صلوة کا کر دون جب ایسا ہوجائے گا وہ صلوة تیری نہین صلوة میری ہوجائے گی اور اسی معنی
سے جو قرآن مجید مین فرمایا ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور اسی لئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے لا احصی ثناء علیک کما اثنیت انت علی نفسک یعنی مین تیری
ثنا کو شمار نہین کرسکتا ہون اوس قدر کہ تو ثنا اپنی ذات کی کیا ہے اور یہہ کلام اوس موافق
ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث قدسی سے نقل فرمایا ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے

کہ يَتَقَرَّبُ الْعَبْدُ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَكُوْنُ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ فَبِیْ يَسْمَعُ وَبِیْ يُبْصِرُ چنانچہ یہہ حدیث قدسی حضرت نے
اپنے لفظون کیساتہہ فتوح الغیب مین مذکور فرمایا ہے حاصل بیان یہہ کہ ارادۃ بعد فنا کے بہ نسبت سالک کے
ظلمت ہے چاہئے کہ اس سے پرہیز کرے چنانچہ جناب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے بہی غوثیہ مین فرمایا ہے
اَلْعِبَادَةُ بَعْدَ الْوُصُوْلِ شِرْكٌ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ پس ضرور ہے سالکین طریقت کو اور شاربین شراب محبت کو
کہ حفاظت کرین حجابات کے اول لطیفہ سے آخر تک اور اس محافظت پر ہمیشہ رہے وقت سلوک
کے اور بعد تمام سیرون کے تاکہ خوف قطعیت وزوال سے امن مین رہے اور اسیوجہ سے عقیدہ مذاق
اہل باطن کا ہے اَلْاَمْنُ مِنَ اللّٰهِ كُفْرٌ وَالْيَاْسُ مِنْهُ اَيْضًا كُفْرٌ بلکہ بین الخوف والرجاء رہنا چاہئے
پس ضرور ہے مشغولی تحصیل کی اور بقا اور سیر جیسا سایرون مجاہدہ کرتے ہین حصول کمال کے لئے
اور منتہی لوگ واسطے بقا و دوام استقلال پر۔ اور اسی قبیل سے ہے کہ جو شبلی علیہ الرحمہ یک ولی کو
روتا دیکہہ کر پوچہا کہ کیون روتا ہے کہا کہ میرا حال جاتا رہا۔ بعد یک مدت کے پہر دہ ولی کو دیکہے
کہ رو رہا ہے پوچہا کہ اب کیون رو رہا ہے کہا کہ میرا حال مجہے آگیا لاکن اب اس لئے روتا ہون کہ باقی
رہتا ہے یا پہر چلا جاتا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ عَزَّ اِسْمُهٗ لَا يَاْمَنُ مِنْ مَكْرِهٖ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ۔ یہہ بیان
مجمل ہے حجابات کا جو موجب ہین زوال صفا لطایف کو۔ تفصیل اسکی سپرد ہوتی ہے طرف
استعداد مختلف سالکین کے باعتبار ابتدا اور متوسط اور انتہا کے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَذَاقَهَا وَلَا تَجْعَلْنَا
مِنَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ وَلَا يَفْعَلُوْنَ اِنَّهُمْ قَوْمٌ خَاسِرُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِنَا وَشُرُوْرِ غَيْرِنَا
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (ارشاد غریب و ایراد عجیب) برادران دین پر ظاہر ہووے کہ مجہہ بندہ ضعیف
پر مکشوف ہوا کہ سالک سیر لطایف مین کبہی تیز کرتا ہے عبور کمال جلدی سے ذکر اور فکر اور فنا اور بقا
اور وصول سے اور کبہی نہین بلکہ بعض سالکین کو دروازہ ذکر کا بند ہو جاتا ہے یہانتک کہ عاجز ہو جاتے
ہین مجاہدہ مین اور یک قطرہ دریائے کمال سے اور یک ذرہ بیشہ حال سے حاصل نہین ہوتا ہے
اور یہہ امور تمام بسبب ظہور فساد کے کمال خشکی استعداد اور تری استجذاب کے ہوتے ہین چنانچہ مروی
ہے کہ سید الطایفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللّٰہ عنہ کو امر اول مین یہہ دروازہ بند ہوا اونہون نے

بیان اس بات کا کہ سالک ... جلدی ...

اپنے مرشد اور ماموں یعنی خواجہ سری سقطی قدس سرہٗ کے دروازہ پر دس سال کامل ذکر ربانی بکمال شدت
جہر کرتا تھا لاکن وہ دروازہ نہ کھلا اور وہ اس قدر مشغولی مین کچھ حسرت نہین کرتا تھا بعد دس سال کے وہ
کھل گیا اور عروج ایسا حاصل ہوا گویا وہ اس امر مین مثل بادشاہ کے ہو گیا خوشا وقت اوسکا جس نے
دروازہ ٹھوکا اور داخل ہوا (مَنْ جَدَّ وَجَدَ) مین اور تم کو اس بارہ مین جتایا اور یہ ...
فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَبِالْمِرْصَادِ یعنی بدرستیکہ پروردگار تمہارا ہر آئینہ صاحب راہ وانتظار ہے پس قاعدہ کلیہ
اسمین التزام باب اور قیام طویل اور نسبت ہی پس جب قیام تیرا اوس کے دروازہ پر طویل ہوگا حق تعالے
وہ دروازہ تیرے لئے کھول دیگا کیونکہ ہر تکلیف کے بعد راحت لازمی ہے چنانچہ حق تعالی قران مجید
مین اشارہ فرمایا ہے اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۔ مروی ہے کہ یک ولی چالیس سال مجاہدہ کیا اوس کے لئے
دروازہ نہ کھلا اوس نے اپنے مجاہدہ مین جو کچھ کرتا تھا اوسپر اور زیادتی کیا یعنی اپنے پانؤن مین زنجیر
باندھا اور گلے مین طوق اور اپنے کو محبس دایمی سلطانی مین داخل کیا اس حال پر بھی دس سال
کامل گزارا یا کچھ کم وزیاد اوسوقت حق تعالی اوس کے لئے دروازہ کھول دیا اور فتح عظیم نصیب کیا ۔
پس غافل لوگ جو جلدی کرتے ہین اور مجاہدہ ایک روزہ کے بعد مشاہدہ طلب کرتے ہین اور یہ
کلام کرتے ہین اِنَّہٗ لَیْسَ اِلَّا سِحْرًا مُسْتَمِرًّا حال ہوگا مانند حال جولاہہ کے ہے کہ دو رکعت نماز پڑھتا
ہے اور انتظار کرتا ہے کہ اب اپنے پر وحی نازل ہوتی ہے فَاسْتَغْفِرُوْا اور تُوْبُوْا پس طلب مغفرت
اور توبہ کرو ایسے امور سے اور باب حق اپنے پر لازم کرلو اور اوسپر ثابت قدم اور قایم رہو حتی
یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ یہانتک حق تعالی اپنا حکم اوس کے لئے جاری فرماوے کیونکہ بندہ خاکی انوار
رب عالی سے نہایت دور ہے حاصل الکلام قاعدہ یہ ہے کہ جب سالک کے لئے دروازہ
بند ہووے چاہئے کہ مجاہدہ مین زیادتی کرے کیونکہ مشاہدہ بغیر مجاہدہ کے میسر حاصل نہین ہوتا ہے
اور سبقت کرنیوالا اوس کا نادر ہے اور اللہ تعالی قادر ہے جسطرح چاہے بوجہ اتم علاج کرتا ہے
پس چاہئے کہ ہمت عالی ہو اور اخلاص بعد متابعت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس خدا تعالے
کو زبان سے یاد کرے اور جب ذکر زبانی مضبوط ہو جاوے علی الترتیب لطایف مذکورہ کے طرف

متوجہ ہووے - پس آغاز کرے پہلے لطیفہ سے پس باوجود مشغولی مجاہدہ کے دروازہ اوس کا بند ہو پس انتقال کرے
اعلی لطیفہ کیطرف ان لطایف سے علی ہذا القیاس اگر پہنچ جاوے فہو المقصود وگرنہ ایسا ہی مجاہدہ مین
مشغول رہے حَتّٰی اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ الْاَذْکَارَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ لَطَایِفِہٖ مُشْتَمِلِیْنَ بِدِیْنِ اللّٰہِ
وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ مِنَ الْاَہْوِیَۃِ وَالشَّیَاطِیْنِ یعنی یہانتک کہ جو وقت آتی ہے مددگاری خدا تعالی کی
اور فتح دیکھیگا تو ذکرون کو داخل ہوتے ہین لطایف مین جو شامل ہین دین خدا تعالی کو اگرچہ
مکروہ جانینے مشرکان نفس اپنی خواہش اور شیاطین سے - دوسرا طریق اس مین یہہ ہے کہ اسمار الٰہیہ
مین بہی یہی عمل کرے یعنی اگر ذکر یک اسم کے بعد بہی دروازہ بند رہے چاہیئے کہ دوسرا اسم ذکر کرے
یہانتک کہ مطلوب پہنچ جاوے اس لیئے بعض مرشدین جب ارادہ کرتے ہین ارشد مرید کو اپنی نزدیک
بٹہاکر اسمار ربیہ پڑہاتے ہین وہ اسمار مذکور ہین حدیث شریف مین چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی تِسْعَۃً وَتِسْعِیْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاہَا فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ یہہ
جو اسم اثر کرتا ہے سالک کو ذکر سے ورد اور اذکار اور افکار کے اور یہہ مقدمہ باریک ہے
کسیکو اطلاع نہین مگر اوسکو کہ توفیق دیا حق تعالی اپنی ہدایت سے - حاصل یہہ کہ ترتیب درمیان
اطوار سلوک کے اذکار اور افکار وغیرہ سے جو تو نے جان لیا ہے واجب الرعایۃ ہے لاکن
جب کوئی سبب عارض ہو جیسا کہ تو معلوم کیا ہے ضرور ہے بہتر ین اوس چیز پر عمل کرے جو تاثیر
کرے قلب سالک مین بلکہ ہر لطیفہ مین جو اسم کہ مناسب اوس کا ہے ذکر کرے اور یہہ امر ویسا ہی
ہے جیسا کہ بیمار کو دوا اور غذا مناسب اوس کے کہلائی جاتی ہے اور یہہ بیان مین مناسبات
مختلف ہین اول سلوک سے آخر تک اس کی رعایت کو نگاہ رکہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا لَا
اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ
کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ وَالنُّوَّابِ (عبارت جلیلہ)
ہر گاہ مین نے توفیق اللہ تعالی اور شیخ بزرگ رضی اللہ عنہ سے معنی بیت کو اوس کے مقصود کیساتہہ
لکہا ہون اور اسمین کمال اختصار کیا ہون اب اوسکو دوسری عبارت لایقہ سے جو متضمن ہو معنی بیت کو

بیان دوسرے طریق کا

بیان عبارت جلیلہ

بلکہ معنی سقانی الحب کو بھی فایدہ بخشتا ہون اور فایدہ نقل عبارت شیخ بزرگ سے یہہ ہے کہ وہ تائید دیتی ہے اصحاب
کو کہ یہہ قصیدہ مبارک صادر ہوا ہے عین صحو یعنی ہوشیاری مین اور یہہ کہ وہ رضی اللہ عنہ سے بیشک صادر ہوا ہے
اور عبارت منقول جلاء الخاطر کی یہہ ہے لَا یَزَالُ الْمُؤْمِنُ یَتَحَقَّقُ فِیْ اِیْمَانِہٖ حَتّٰی یَصِیْرَ عَارِفًا بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ
عَالِمًا بِہٖ قَرِیْبًا مِنْہُ وَ اَصْلًا اِلَیْہِ فَحِیْنَئِذٍ یُوْثَرُہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ یُفَرِّقُ مَالَہٗ عَلَی الْحَوَاشِیْ اَلْوُقُوْفُ عَلَی الْبَابِ
فَیَبْقٰی الْکُلُّ ہِمَّتُہٗ الدُّخُوْلُ اِلٰی دَارِ الْقُرْبِ یُؤْتٰی مِفْتَاحَ قَصْرِہِ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ عَلٰی خَازِنِہَا یَجِیْءُ سِرُّہٗ
اِلٰی اَبْوَابِ الْجِنَانِ فَیُغْلِقُہَا وَیُسَدُّ اَبْوَابُ الْخَلْقِ وَ الْوُجُوْدِ وَیَرْمِیْ بِنَفْسِہٖ بِبَابِ الْمَلِکِ یَتَمَارَضُ
ہُنَاکَ وَیَقَعُ کَاَنَّہٗ وُقْعَۃُ لَحْمٍ مُلْقَاۃٍ یَنْتَظِرُ اَنْ تَمُرَّ بِہٖ اَقْدَامُ اللُّطْفِ فَتُدَارِسُہٗ یَنْتَظِرُ لَحْظَۃً مِنْ عَیْنِ الرَّحْمَۃِ
وَامْتِدَادَ یَدِ الْمِنَّۃِ وَالْکَرَمِ فَبَیْنَا ہُوَ کَذٰلِکَ اِذْ ہُوَ فِیْ مَخْدَعِ الْقُرْبِ فِیْ حَجَرِ اللُّطْفِ بَیْنَ یَدَیِ الطَّبِیْبِ
الْحَبِیْبِ یُمَرِّضُہٗ وَیَرُدُّ اِلَیْہِ قُوَّتَہٗ یُدَاوِیْہِ وَیَخْلَعُ عَلَیْہِ الْحُلَلَ وَالْحُلِیَّ وَالتِّیْجَانَ وَیُطْعِمُہٗ مِنْ طَعَامِ
الْفَضْلِ وَیُسْقِیْہِ مِنْ شَرَابِ الْاُنْسِ فَحِیْنَئِذٍ جَاءَتِ الرَّاحَۃُ فِیْ دَارِ الْقُرْبِ جَاءَ الْفَرَحُ عَلٰی شُرُقَاتِ
الْوُصُوْلِ صَارَ الْخَلِیْقَۃُ کُلُّہُمْ تَحْتَہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہِمْ بِعَیْنِ الرَّأْفَۃِ یَتَخَلَّقُ بِاَخْلَاقِ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ لِاَنَّ
الْوَاصِلِیْنَ اِلَیْہِ تَمْتَلِیْ قُلُوْبُہُمْ رَحْمَۃً لِلْخَلْقِ یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ وَ الْعَوَامِّ وَالْخَوَاصِّ
بِعَیْنِ الرَّحْمَۃِ یَرْحَمُوْنَ الْکُلَّ مَعَ مُطَالَبَتِہِمْ لَہُمْ بِحُدُوْدِ الشَّرْعِ وَ الْمُطَالَبَۃُ ظَاہِرًا وَالرَّحْمَۃُ
بَاطِنًا بِاَعْیَاذِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا رَاَیْتُمُوْا اَحَدًا مِنْ ہٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَاخْدِمُوْہُ وَاقْبَلُوْا مِنْہُ
فَاِنَّہٗ نَاصِحٌ لَکُمْ یَا قُعُوْدًا فِی الْبُیُوْتِ وَ الصَّوَامِعِ مَعَ النَّفْسِ وَالْہَوٰی وَقِلَّۃِ الْعِلْمِ عَلَیْکُمْ بِصُحْبَۃِ الشُّیُوْخِ
الْعُمَّالِ بِالْعِلْمِ اِتَّبِعُوْہُمْ وَتَبَرَّکُوْا عَلٰی اَقْدَامِہِمْ وَلْیَتْبَعُوْا لَہُمْ وَاصْبِرُوْا عَلٰی کَثِیْرِہِمْ حَتّٰی تَزُوْلَ اٰفَاتِہِمْ وَیَنْکَسِرَ نُفُوْسُکُمْ یَنْطَفِئُوْا
نَارِیَّۃَ طِبَاعِکُمْ فَحِیْنَئِذٍ تَعْرِفُوْنَ الدُّنْیَا فَتَحْتَنُوْہَا تَصِیْرُ خَادِمُکُمْ اِلٰی اٰخِرِ قَوْلِہٖ یَا قَوْمِ صَدِّقُوا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَہٗ
وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ خَلْقِہٖ ہُوَ صَادِقٌ لِاَنَّہٗ قَالَ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا صَدَقَ الرَّسُوْلُ وَصَدَقَ الصَّالِحِیْنَ
مَنْ صَدَّقَہٗ ۔ یہہ تمام عبارت جلاء الخاطر کی ہے اور اسمین کئی رموز و اسرار ہین جو آئے ہماری فہم مین
صفای باطن طالب تک ۔ اب مین اس شرح کو حصۂ اول قرار دیکر اس شعر پہ ختم کرتا ہون
(فایدہ) اہل تجربہ کہتی ہین کہ یہہ شعر واسطے تالیف قلوب سلاطین کے ہر روز پنجبار پڑہے اور

یہہ دعا پڑہے اللہم ارزقنا طیباً من لدنک کماءٍ اشرف الیہا ورزق ربک خیرٌ وابقیٰ وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ والشیخ الاجل النایب رضی اللہ عنہ وارضاہ عنّا آمین یا ربّ العالمین۔

( قطعہ ) یا حضرت غوث شاہ جیلان مددے ؛؛ گیرندۂ دست ماضعیفان مددے ؛؛ از ذات تو بے مراد ہرگز نرویم ؛؛ بخشندۂ حاجات مریدان مددے ؛؛ ( مناجات از مولف )

اللہم اجعلنا مومنین طایعین واجعل السنتنا بذکرک ونفوسنا مطیعۃ لامرک وقلوبنا مملوۃ بمعرفتک وارواحنا بکرمہ مشاہدتک واسرارنا منعمتہ لقربک ومزید لدینک الہی یا الہی ارزقنا صفو لطائفنا ولا یحجب بصایرنا عن المشاہدات الناسوتیۃ والملکوتیۃ والجبروتیۃ واجعل الانوار محفوفتہ منا ونفوسنا صافتہ بہا یا ربنا انت العلی الکبیر لا الہ الا انت ولا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ولا تحمل علینا اصرا لا تردنا علی اعقابنا وزدنا ہدایتہ واہتداءً وارزقنا الصالحات الباقیات یا واہب العطیات ویا غافر الخطیات برحمتک یا ارحم الراحمین امین ۞

تمت